ہست قرآں در زبانِ پہلوی

مثنوی مولوی معنوی

مصنف: مولانا جلال الدین رومیؒ

ترجمہ

مولانا قاضی سجاد حسین صاحب

حامد اینڈ کمپنی ۳۸۔ اردو بازار لاہور۲

باسمہ سبحانہ

مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

بترجمہ

مولانا قاضی سجاد حسین صاحب

حامد اینڈ کمپنی لاہور

مُقدّمہ

عجب اتفاق ہے کہ نہ فارسی پڑھی نہ فارسی آئی لیکن ہندوستان میں مُروّج فارسی کی کتابوں کی اشاعت کا کام قدرت نے اِس ہیچمداں سے لے لیا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد جبکہ فارسی کے رسم و رواج کے تابوت میں آخری کیل ٹُھک رہی تھی خیال آیا کہ گلستانِ سعدیؒ کو سہل الحصول بنا کر شائع کیا جائے، اُس پر اُردو میں کچھ حاشی لکھے اور اُس کو شائع کر دیا۔ اُس کی اشاعت اور قبولیت نے ہمت بندھائی تو بوستانِ سعدیؒ پر بھی طبع آزمائی شروع کر دی اور اُردو کے حاشیہ کے ساتھ اُس کو بھی شائع کر دیا۔ پھر مُطالبہ شروع ہوا کہ ہر دُو کُتب کو مُستقل ترجمہ کے ساتھ شائع کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ بھی ہوا، اِن چاروں کتابوں کی پیہم اشاعت نے کام کے مزید اسباب و وسائل جمع کر دیئے اور عزم پیدا ہو گیا کہ ہندوستان کے مکاتب میں مُروّج فارسی کُتب کو آسان حواشی لکھ کر بہترین انداز سے شائع کر دیا جائے، مالابدمنہ شائع کی، اخلاقِ محسنی مترجم شائع کی اور پھر گلزارِ دبستان کریما، حمد باری اور پند نامہ بھی شائع کر دیا۔ ربُّ العزّت کا کرم ہے کہ اب اِن کتابوں کی ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے مکاتب اور مدارس میں مانگ اور صرف انہی کی مانگ ہے۔ گذشتہ سالوں میں دیوانِ حافظ کو مترجم اور محشّی کیا اور اُس کو بھی شائع کر دیا، اُس کی مقبولیت وہم و خیال سے بھی زیادہ ہوئی اور ہندوستان کے اہلِ علم اور تعلیمی حلقوں سے اُس کی اِس قدر داد ملی کہ مثنوی مولانا رومؒ پر کام کرنے اور اُس کو شائع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مثنوی کی ضخامت کے پیشِ نظر فیصلہ کیا کہ ابتداءً صرف پہلے دفتر کو شائع کیا جائے۔ اگر زندگی نے وفا کی اور توفیقِ خداوندی شاملِ حال رہی تو بقیہ دفتر بھی ایک ایک کر کے شائع کر دیئے جائیں گے۔ تقریباً سال بھر گذرتا ہے کہ میں اِس دفترِ اوّل کے ترجمہ اور حواشی لکھ کر فارغ ہو گیا لیکن کتابت کی دشواریاں اِشاعت کی تاخیر کا سبب بنیں۔ اَب جبکہ کتابت کی نگرانی اور تصحیح کی معروفیت سے کچھ وقت بچنے لگا تو یہ چند سطور بطور مُقدّمہ کے پیشِ خدمت کر رہا ہوں۔ کتاب کی اہمیت اور مولانا کی شخصیت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ مُقدّمہ میں سیر حاصل بحثیں کی جائیں لیکن اپنی صلاحیت کی قلت اور وقت کی اِضاعت کی کثرت شاید یہ تمنّا پوری کرنے دے پھر بھی خدائی مدد کے بھروسہ پر کچھ لکھ رہا ہوں۔

نام ونسب محمد نام جلال الدین لقب اور شہرت مولانائے روم کے عنوان سے ہے۔ نسب کا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ محمد صرف مولانا ہی کا نام نہیں ہے بلکہ مولانا کے والد اور دادا بھی مولانا کے ہمنام ہیں۔ مولانا کے والد کا لقب بہاء الدین اور وطن بلخ ہے۔ شیخ بہاؤالدین بڑے صاحب علم وفضل بزرگ تھے اور پورے خراسان میں مرجع خلائق تھے۔ محمد خوارزم شاہ کا دورِ سلطنت تھا وہ خود شیخ بہاؤالدین کے حلقہ بگوشوں میں تھا اور امام فخرالدین رازی کی معیت میں شیخ کے حلقہ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ شیخ کی مقبولیتِ عامہ جب حد سے بڑھی تو اُمیر اور امام فخرالدین رازی کی طبیعتوں پر وہ بار بن گئی شیخ نے اِس کو محسوس کیا اور سنہ ۶۱۰ھ میں شیخ وطن ترک کر کے نیشاپور چلے گئے۔ خواجہ فریدالدین عطار شیخ بہاؤالدین سے نیشاپور میں ملے اُس وقت مولانائے روم کی تقریباً ۶ سال کی عمر تھی۔ مولانا پر بچپن ہی سے سعادتمندی کے آثار نمایاں تھے۔ خواجہ صاحب نے مولانا کو دیکھ کر شیخ بہاؤالدین سے فرمایا: "اِن صاحبزادے کے جوہرِ قابل سے غفلت نہ برتیئے گا۔" اور اپنی مثنوی اسرار نامہ مولانا کو پڑھنے کیلئے عنایت کی۔ شیخ نیشاپور سے بغداد پہنچے وہاں کچھ دن قیام کر کے حجاز اور شام ہوتے ہوئے زنجان پہنچے اور وہاں سے لارندہ کا رُخ کیا لارندہ کے دورانِ قیام میں شیخ نے جبکہ مولانا کی عمر ۱۸ برس کی تھی مولانا کی شادی کر دی اور یہیں مولانا کے فرزند رشید سلطان ولد پیدا ہوئے۔ بغداد کے دورانِ قیام میں مولانا کی شہرت شاہِ روم علاؤالدین کیقباد تک پہنچ چکی تھی۔ لارندہ کے قیام کے دوران میں علاؤالدین کیقباد نے درخواست کی تو شیخ، قونیہ میں اُس کے پاس تشریف لے آئے اور اپنی بقیہ زندگی قونیہ ہی میں گذار کر جمعہ کے دن ۱۸ ربیع الثانی سنہ ۶۲۸ھ میں واصل بحق ہو گئے۔ مولانائے روم کی ولادت سنہ ۶۰۴ھ میں بلخ میں ہوئی تھی تعلیم کے ابتدائی مراحل شیخ بہاؤالدین نے طے کرا دیئے تھے اور پھر اپنے مُرید سید برہان الدین محقق کو جو اپنے زمانے کے بہت بڑے افاضل علماء میں سے تھے مولانا کا مُعلم اور اتالیق بنا دیا تھا۔ مولانا نے اکثر علوم وفنون اِنہی سے حاصل کئے اور اپنے والد کی حیات تک اپنے والد ہی کی خدمت میں حاضر رہے۔ والد کے انتقال کے بعد سنہ ۶۲۹ھ میں شام کا قصد کیا۔ ابتداءً حلب کے مدرسہ علاویہ میں رہ کر مولانا کمال الدین مصنف تاریخِ حلبی سے تلمذ کیا۔

مولانائے رومؒ اپنے دَور کے اکابر علماء میں سے تھے فقہ اور مذاہب کے بہت بڑے عالم تھے۔ دیگر علوم میں بھی مولانا کو پوری دستگاہ حاصل تھی۔ دورانِ طالبعلمی ہی میں پیچیدہ مسائل میں علماءِ وقت مولانا کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اپنے والد صاحب کے وصال کے بعد مولانا نے اپنا روحانی تعلق سید برہان الدین سے قائم کر لیا تھا چنانچہ مثنوی میں مولانا نے اُن کا تذکرہ اپنے پیر ہی کی حیثیت سے کیا ہے۔ مولانا کا یہ وہ دَور ہے جس میں مولانا پر ظاہری علوم ہی کا غلبہ تھا۔ سماع سے احتراز کرتے تھے۔ درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں مشغول رہتے تھے۔

مولانا اور شمس تبریزؒ مولانا کی زندگی کا دوسرا دَور شمس تبریز کی ملاقات کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ مولانا کی زندگی میں شمس تبریز کی ملاقات کا

واقعہ جس قدر اہم ہے اسی قدر یہ واقعہ معرضِ خفا میں ہے۔ جواہرِ مضیئہ کے بیان کے مطابق تو واقعہ کی صورت یہ ہے کہ مولانا ایک روز اپنے شاگردوں کے حلقہ میں رونق افروز تھے۔ چاروں طرف کتابوں کے ڈھیر تھے کہ اچانک شمس تبریز قلندرانہ انداز سے آپہنچے اور کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے تم واقف نہیں ہو۔ مولانا کا یہ فرمانا تھا کہ اچانک کتابوں میں آگ لگ گئی۔ مولانا نے شمس تبریز سے کہا کہ یہ کیا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے تم واقف نہیں ہو اور یہ کہہ کر مجلس سے روانہ ہو گئے۔ اِس واقعہ سے مولانا کی حالت دگرگوں ہو گئی، تمام گھر بار اور شان و شوکت کو خیرباد کہا اور صحرانوردی شروع کر دی ملک کے گوشوں میں شمس تبریز کو تلاش کرتے پھرے لیکن اُن کا کہیں پتہ نہ چلا۔ مولانا کے مُرید چونکہ مولانا کی اِس کیفیت سے سخت پریشان تھے کہتے ہیں کہ مولانا کے کسی مرید نے شمس تبریز کو مار ڈالا۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شمس تبریز کو اُن کے پیر بابا کمال الدین جندی نے یہ کہہ کر مولانا کے پاس بھیجا تھا کہ روم جاؤ وہاں ایک سوختہ دل ہے اُس کو گرما آؤ۔ شمس تبریز قونیہ پہنچے، شکر فروشوں کی سرائے میں مقیم ہوئے اور ایک دن جبکہ مولانا نہایت تزک و احتشام سے ایک راستہ سے گذر رہے تھے شمس تبریز نے مولانا سے سرِراہ دریافت کیا کہ مجاہدہ اور ریاضت کا کیا مقصد ہے؟ مولانا نے فرمایا اتباعِ شریعت۔ شمس تبریز نے کہا۔ یہ تو سب ہی جانتے ہیں لیکن اصل مقصد علم و مجاہدے کا یہ ہے کہ وہ انسان کو منزل تک پہنچا دے اور پھر حکیم سنائی کا یہ شعر پڑھا ؎

علم کز تو ترا نہ بستاند　　جہل زاں علم بہ بود بسیار

جو علم تجھے تجھ سے نہ لے　　اُس علم سے جہل بہت بہتر ہے

اِن جملوں سے مولانا اِس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً شمس تبریز کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ مولانا کسی حوض کے کنارے کُتب بینی میں مصروف تھے وہاں شمس تبریز آگئے اور مولانا سے دریافت کیا کہ یہ کیا کتابیں ہیں؟ مولانا نے فرمایا کہ تمھیں اِن کتابوں سے کیا غرض۔ اِس پر شمس تبریز نے وہ کتابیں حوض میں پھینک دیں۔ مولانا کو سخت رنج ہوا اور فرمایا کہ میاں درویش تم نے ایسی چیزیں ضائع کر دیں جن میں نادر نکتے تھے اور اب ان کا ملنا محال ہے۔ اِس پر شمس تبریز نے وہ کتابیں خشک حالت میں حوض سے نکال کر مولانا کے سامنے رکھ دیں۔ مولانا حیران ہوئے تو شمس تبریز نے کہا یہ حال کی باتیں ہیں تم صاحبِ قال ان کو کیا جانو۔ اِس کے بعد مولانا، شمس تبریز کے ارادتمندوں میں داخل ہو گئے۔

ابن بطوطہ کا بیان ہے کہ ایک حلوہ فروش مولانا کی درسگاہ میں آیا۔ مولانا نے بھی اُس سے حلوہ کی ایک قاش خرید کر کھائی جس سے مولانا کے اَحوال یکسر بدل گئے۔ بے اختیار اُٹھے اور گھر بار چھوڑ نکل گئے ایک عرصہ تک گم رہے۔ واپس آئے

تو بالکل خاموش تھے۔ جذبہ میں کسی وقت بولتے تو
زبان پر اشعار جاری ہو جاتے۔ یہی اشعار ہیں جو بصورتِ مثنوی آج ہمارے
سامنے موجود ہیں۔ اِن تمام واقعات سے وہ واقعہ قرینِ عقل ہے۔ جو
سپہ سالار نے قلمبند کیا ہے۔ سپہ سالار مولانا کے خاص مُرید ہیں اور تقریباً چالیس سال
تک مولانا کے فیضِ صحبت سے مُستفیض ہوتے رہے ہیں لکھتے ہیں۔ شمس تبریز ولد علاؤالدین کیا بزرگ
کے خاندان سے تھے جو کہ اسمٰعیلیہ فرقہ کا امام تھا لیکن انھوں نے آبائی مذہب ترک کر دیا تھا۔ علوم ظاہری حاصل
کرنے کے بعد بابا کمال الدین کے مُرید ہو گئے تھے۔ تاجرانہ حیثیت سے زندگی بسر کرتے تھے، کمر بند بُن کر اپنا
گذارہ کرتے تھے۔ ایک روز انھوں نے دعا کی کہ خدا کوئی ایسا شخص عطا فرمائے جو میری صحبت کا متحمل ہو سکے۔ غیبی
اشارہ ہوا کہ روم جاؤ وہاں ایک شخص مل جائیگا، شمس تبریز قونیہ پہنچ کر برنج فروشوں کی سرائے میں مقیم ہو گئے
وہاں ایک اونچا چبوترہ تھا جہاں شہر کے عمائد اور اُمراء کا مجمع ہو جایا کرتا تھا۔ شمس تبریز بھی اِس مجمع میں
جا بیٹھتے تھے۔ مولانا کو شمس تبریز کی آمد کا حال معلوم ہوا تو ملاقات کے لئے پہنچے، شمس تبریز سے آنکھیں چار
ہوئیں تو ایک دوسرے کو سمجھا۔ شمس تبریز نے پوچھا کہ مولانا، بایزید بسطامی کے بارے میں مشہور ہے کہ تمام
عمر انھوں نے خربوزہ نہیں کھایا کیونکہ اُن کو یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کس طریقہ
سے کھایا ہے۔ یہ تو تھا اُن کا اِتباعِ سنّت کا جذبہ، دوسری طرف مشہور ہے کہ بایزید فرماتے تھے سُبحانی مَا اَعْظَمَ
شَانِی، اللہ اکبر میری شان کس قدر بڑی ہے۔ حالانکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اپنی جلالتِ شان کے
فرماتے ہیں میں ہر دن میں ستر مرتبہ اپنی مغفرت کی دُعا مانگتا ہوں۔ اب اِن دونوں باتوں کو کس طرح منطبق کیا
جا سکتا ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ بایزید بسطامی اگرچہ بہت بڑے بزرگ تھے لیکن وہ منازلِ تقرب میں ایک
مقام پر ٹھہر گئے تھے اور اس مرتبہ کی عظمت کے اثر سے اُن کی زبان سے اِس طرح کے اَلفاظ نکل جاتے تھے
اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم برابر منازل طے کرتے جاتے تھے اور جب اونچی منزل پر پہنچتے تھے تو نیچے کی منزل
اِس قدر پست نظر آتی تھی کہ اُس پر استغفار کرتے تھے۔

سپہ سالار کے بیان کے مطابق اِس کے بعد مولانا اور شمس تبریز دونوں، صلاح الدین زرکوب کے
حجرے میں چالیس روز تک چلّہ کش رہے۔ اِس عرصہ میں کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا اور صلاح الدین زرکوب
کے علاوہ حجرے میں کوئی داخل نہ ہو سکتا تھا۔ اِس کے بعد مولانا کے اَحوال بالکل بدل گئے۔ پہلے سماع سے
محترز تھے اب اِس کے بغیر اُن کو چین نہ آتا تھا۔ مسندِ تدریس اور فتویٰ نویسی بالکل ترک کر دی اور ایک لمحے کے
لئے بھی شمس تبریز سے جدا ہونا گوارا نہ کرتے تھے۔ اِس سے اہلِ شہر میں شمس تبریز کے خلاف شورش بپا ہوئی لہٰذا
شمس تبریز قونیہ چھوڑ کر دمشق کو چل دیئے۔ مولانا، شمس تبریز کی جدائی سے بے چین ہو گئے اور مولانا نے
اس جدائی میں نہایت رقت آمیز اَشعار کہنے شروع کر دیئے اس پر اہلِ شہر اور
مولانا کے مُریدوں کو ندامت ہوئی اور طے کیا گیا کہ شمس تبریز
کو واپس لایا جائے۔ چنانچہ مولانا کے بڑے صاحبزادے سلطان ولد
کی قیادت میں ایک قافلہ دمشق کو روانہ ہوا اور سلطان ولد نے
مولانا کا ایک منظوم خط شمس تبریز کی

خدمت میں پیش کیا۔ شمس تبریز متاثر ہوئے اور قافلے کے ساتھ قونیہ واپس آگئے اور تقریباً دو سال قونیہ میں رہے اس کے بعد شمس تبریز کا انجام کیا ہوا؟ اس میں مختلف روایات ہیں کچھ صاحبان کہتے ہیں کہ مولانا کے صاحبزادے علاؤالدین چلپی سے آزردہ خاطر ہوکر غائب ہوگئے اور پھر کچھ پتہ نہ چلا۔ کچھ صاحبان کا بیان ہے کہ علاؤالدین کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔

ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ

شمس تبریزی، جو مولانائے روم کے پیر ہیں اُن کے کچھ حالات ہم نے سپردِ قلم کر دیئے ہیں۔ اِن کا انجام کیا ہوا، خود وفات پائی یا شہید کئے گئے اِس بارے میں ہم مختلف باتیں تحریر کر چکے ہیں۔ اُن کی قبر کے بارے میں مختلف روایات ہیں لیکن یہ طے ہے کہ ہندوستان سے اُن کی قبر کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک مشہور قبر شمس تبریز کے نام سے ملتان کے علاقہ میں موجود ہے وہ یقیناً اُن شمس تبریزی کی نہیں ہے جو مولانائے روم کے پیر تھے اِسلئے کہ یہ بزرگ ساتویں صدی کے تھے اور ہندوستان میں جو صاحب مدفون ہیں یہ دسویں گیارھویں صدی کے ہیں۔ اِس سلسلے میں ہم خواجہ حسن نظامی دہلوی مرحوم کی وہ عبارت نقل کرتے ہیں جو منشی محمد الدین فوق نے "حالاتِ شمس تبریز" نامی کتاب میں نظام المشائخ کے حوالے سے نقل کی ہے:۔

"حضرت شمس (مولانائے روم کے پیر) کے والد کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ فرقہ اسماعیلیہ سے تعلق رکھتے تھے اور حضرتِ شمس نے یہ مذہب ترک کر دیا تھا مجھ کو اس دعوے کے قبول کرنے میں تامل ہے کیونکہ اسماعیلی فرقہ سے تعلق رکھنے والے شمس دوسرے گذرے ہیں جن کا مزار ملتان میں ہے۔ عوام ملتانی شمس تبریزی کو ہی حضرت مولانائے روم کا مُرشد سمجھتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ یورپین مورخین کو غالباً اِسی روایت کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے۔

ملتانی شمس تبریز کو تین سو برس کا عرصہ گذرا ہے۔ یہ اسماعیلی فرقہ کے داعی بنکر ہندوستان میں آئے تھے۔ اُن کے ہمراہ دو شخص اور تھے۔ ایک کا نام پیر صدرالدین اور دوسرے کا نام پیر امام الدین تھا۔ صدرالدین نے اضلاع سندھ و بمبئی میں دعوت شروع کی اور امام الدین نے گجرات و کاٹھیاوار میں۔ شمس الدین سیدھے پنجاب چلے آئے اور یہاں اپنا مشن جاری کیا۔ سندھ اور بمبئی میں جس قدر آغا خانی خوجے ہیں وہ سب صدرالدین کی کوشش سے مسلمان ہوکر آغا خانی (اسماعیلی) جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ امام الدین نے اوّل اوّل تو بحیثیت اسماعیلی داعی کے کام کیا مگر چند روز کے بعد خود مختار ہوکر اپنا علیحدہ طریقہ امام شاہی جاری کر دیا۔ امام شاہی طریقہ کے اصول بھی قریب قریب اسماعیلی تھے لیکن وہ خود اپنے تئیں نائب امام اور مظہرِ ذاتِ مولیٰ علی بیان کرتے تھے۔ امام الدین کا مزار مقام پیرانہ میں ہے جو احمد آباد گجرات کے قریب ایک قصبہ ہے۔ آج امام شاہی جماعت میں کم از کم پندرہ بیس لاکھ آدمی ہوں گے جن میں کچھ تو ظاہری طور پر مسلمان ہوگئے ہیں جن کا لقب مومن ہے باقی گپتی یعنی پوشیدہ ہیں اور اُن کو اپنے عقائد ظاہر کرنے کا حکم نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر ایک گھر میں چار ہندو رہتے ہیں اور اُن میں سے تین امام شاہی ہیں تو چوتھے کو خبر نہ ہوگی۔ پیرانہ میں اِن کی خانقاہیں بنی ہوئی ہیں اور گدی ہندو مہنت کے اختیار میں ہے۔

جو بظاہر ہندو ہے اور بباطن امام شاہی۔ اُس
مہنت کے سینکڑوں داعی ہندوانہ لباس میں اپنے مشن کو پھیلانے
اور جماعت سے عشر اور نذرو نیاز وصول کرنے کیلئے دورے کرتے رہتے
ہیں۔ مہنت، پیر امام الدین کی اولاد میں اس عشر اور نذرو نیاز میں سے معقول
حصّہ تقسیم کر کے باقی خانقاہ کے اخراجات میں صرف کر دیتا ہے۔ اسی خانقاہ میں جینؤ کی درگاہ بنی ہوئی ہے
یعنی جو گپتی ظاہری طریق سے مسلمان ہونا چاہتے ہیں وہ اپنا جینؤ اُس درگاہ میں چڑھا کر مسلمان ہو جاتے ہیں اور
پھر اُن کو مومن کا لقب مل جاتا ہے۔

شمس الدین تبریزی نے جن کا مزار ملتان میں ہے پنجاب کے کہاروں اور سُناروں میں اپنا طریقہ رائج کیا اور لوگوں کو شمسی ہندو کا لقب دیا۔ شمسی ہندو براہ راست آغا خاں کے معتقد بنائے گئے ہیں اور سالانہ نذر نیاز اب تک آغا خاں ہی کو دیتے ہیں۔ اُن کی تعداد تیس لاکھ کے قریب صوبہ پنجاب میں ہے ملتانی شمس تبریزی نے کن طریقوں سے اپنا عقیدہ پھیلایا اور کیسے کیسے عجیب و غریب واقعات عوام کی زبانوں پر اُن کی نسبت مشہور ہیں اُن کے لکھنے کو ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے۔ بالفعل یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت شمس تبریزی (مولانا روم کے پیر) کو اسماعیلی گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اسماعیلی شمس تبریز ملتان میں اور مولانا والے شمس تبریز سے سینکڑوں برس بعد ہوئے ہیں۔

صلاح الدین زرکوب

شمس تبریز کی جدائی کے بعد مولانا پر سُکر کی کیفیت طاری رہنے لگی۔ اِس اضطراب میں پابجولاں رہتے تھے۔ ایک دن صلاح الدین زرکوب کی دکان کے سامنے سے گذر رہے تھے اور وہ چاندی کے ورق کوٹ رہے تھے۔ مولانا پر اُن کے ہتھوڑے کی آواز نے سماع کا اثر پیدا کر دیا وہیں کھڑے ہو گئے اور وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد صلاح الدین بھی زرکوبی کا شغل چھوڑ کر مولانا سے بغلگیر ہو گئے مولانا یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

یکے گنجے پدید آمد ازیں دُکان زرکوبی	زہے صورت زہے معنیٰ زہے خوبی زہے خوبی
اس زرکوبی کی دکان سے ایک خزانہ مل گیا	عجب صورت عجب معنی عجب خوبی عجب خوبی

دونوں بزرگ جوش و مستی کی حالت میں ظہر سے عصر تک اِسی وجدی کیفیت میں مبتلا رہے۔ اِسکے بعد صلاح الدین نے اپنی ساری دکان لُٹا دی اور مولانا کے ساتھ ہو لئے۔ صلاح الدین پہلے بھی صاحب حال بزرگ تھے۔ سید برہان الدین محقق سے بیعت تھے اور اس طرح پر مولانا کے ہم اُستاد تھے۔ اب مولانا کو صلاح الدین کی صحبت میں سکون میسر آنے لگا اور مولانا کی اور صلاح الدین کی صحبتیں گرم ہونے لگیں۔ نو برس تک اِن صحبتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ۶۶۲ھ میں جب صلاح الدین کا انتقال ہو گیا تو مولانا نے اپنے مرید خاص حضرت حسام الدین چلپی کو اپنا ہمدم اور ہمراز بنا لیا اور مولانا کو اُن سے اِس درجہ تعلقِ خاطر پیدا ہوا کہ اُن کا ذکر ایسے الفاظ سے کرنے لگے جیسا کہ کوئی اپنے مُرشد و پیر کا کرتا ہے پھر بھی حسام الدین مولانا کا اِس قدر احترام کرتے تھے کہ مولانا کے وضو خانہ میں وضو کرنا بھی گستاخی تصور کرتے تھے اور برف باری کے وقت بھی اپنے گھر

جا کر وضو کر کے آتے تھے۔ یہی حسام الدین ہیں
جو مولانا کے مثنوی لکھنے کا باعث ہوئے ہیں اور مولانا نے ہر
دفتر میں کہیں مطلع میں کہیں دوسری جگہ نہایت عزت واحترام
سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ۶۷۲ھ میں قونیہ میں بہت شدت کا زلزلہ آیا۔ تقریباً
چالیس روز تک اس کے جھٹکے محسوس ہوتے رہے۔ اہلِ شہر نے مولانا سے اس پریشانی کا ذکر کیا تو مولانا نے
فرمایا زمین بھوکی ہے کوئی تر لقمہ چاہتی ہے اور ان شاء اللہ کامیاب ہوگی۔ چند روز بعد مولانا کا مزاج ناساز
ہوا۔ ہر چند اطبا نے معالجہ کی تدبیریں کیں لیکن کوئی سود مند نہ ہوئی۔ مولانا مرض کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوتے
تھے۔ بیماری کی شہرت عام ہوئی تو شیخ صدرالدین جو شیخ محی الدین ابن عربی کے تربیت یافتہ تھے اور
روم و شام میں مرجع انام تھے، مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ مولانا کے مرض کی کیفیت دیکھ کر بیقرار
ہو گئے اور مولانا کی شفا کے لئے دعا کرنے لگے۔ مولانا نے سُنا تو فرمایا شفا آپ کو مبارک ہو۔ محب
اور محبوب میں صرف ایک پیرہن کا پردہ رہ گیا ہے کیا آپ نہیں چاہتے کہ وہ اُٹھ جائے اور نور نور
میں مل جائے۔ اس پر شیخ روتے ہوئے اُٹھ کر چلے گئے اور سمجھ گئے کہ اب مولانا کا دم واپسیں ہے چنانچہ
یکشنبہ کے دن ۵ رجمادی الثانی ۶۷۲ھ کو مغرب کے وقت مولانا ہر مذہب و ملت کے لاکھوں انسانوں
کو روتا ہوا چھوڑ کر عالمِ آخرت کی طرف روانہ ہو گئے اور قونیہ کی پاک سرزمین میں ہمیشہ کے لئے روپوش ہو گئے۔

مولانا اور فرقہ مولویہ

مولانا اپنی زندگی میں بکثرت مجاہدہ اور ریاضت کرتے تھے۔ دس دس اور بیس
بیس دن روزہ رکھتے تھے اور مطلقاً کچھ نہ کھاتے تھے، نماز کا وقت آتا تو
فوراً قبلہ رُخ ہو جاتے اور چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ نماز میں اس درجہ استغراق ہوتا تھا کہ بقول سپہ سالار
اکثر عشاء کے بعد دو رکعت نفل کی نیت باندھتے تھے اور ان ہی دو رکعتوں میں صبح کر دیتے تھے۔ خود مولانا
نے اپنی ایک غزل کے مقطع میں اپنی نماز کی استغراقی کیفیت کو بیان کیا ہے ؎

بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم — کہ تمام شد رکوعے کہ امام شد فلانے

جب میں نماز پڑھتا ہوں خدا کی قسم مجھے — یہ نہیں معلوم رہتا کہ رکوع پورا ہو گیا ہے امام کون ہے

ایک روز نماز میں اس قدر روئے کہ تمام چہرہ اور داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور سردی کی شدت کی
وجہ سے آنسو جم کر یخ ہو گئے۔ بسا اوقات مولانا پر سُکر کی کیفیت طاری ہوتی تھی تو اس حالت میں شریعت
کے ظاہری احکام کا ہوش نہ رہتا تھا۔ بیٹھے بیٹھے یکبارگی اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اور رقص کرنے لگتے تھے، کبھی
خاموشی سے کسی ویرانے کی طرف نکل کھڑے ہوتے تھے اور ہفتوں کی تلاش کے بعد مریدوں کو ملتے تھے۔ سماع
کی مجلس میں کئی کئی دن مدہوشی کی حالت میں گذر جاتے تھے۔ راستہ چلتے کوئی آواز کان میں پڑتی تھی تو بسا
اوقات وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ سماع کی مجلسوں میں اکثر اپنے کپڑے اُتار کر قوالوں کی نذر
کر دیتے تھے۔

یہ ظاہر ہے کہ کسی بزرگ کی سُکری حالت کے افعال عام
مریدوں کے لئے شمع راہ نہیں بنتے ہیں اور نہ وہ قابلِ اتباع ہوتے
ہیں لیکن آج مولانا کے نام پر جو فرقہ مولویہ

یا جلالیہ کہلاتا ہے اور شام، مصر اور قسطنطنیہ وغیرہ
میں اُن کی خانقاہیں ہیں۔ مولانا کی صرف ظاہری حالت کا اتباع
کرتے ہیں، خاص قسم کا لباس پہنتے ہیں اور خاص قسم کا رقص اُن
کے حلقوں میں ہوتا ہے۔ شریعت اور اُس کے احکام سے دور اور اُن سے نابلد
رہتے ہیں۔ شاہ بو علی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک عرصہ دراز تک مولانا کی صحبت میں رہے
اور ہندوستان کا فرقہ قلندریہ بھی ایک درجہ میں مولانا کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

مولانا کی تصنیف

فیہ مافیہ۔ یہ مولانا کے اُن خطوط کا مجموعہ ہے جو مولانا نے وقتاً فوقتاً معین الدین پروانہ کو لکھے ہیں۔ معین الدین پروانہ، رکن الدین قلیج ارسلان شاہِ قونیہ کے حاجب تھے اور دربار کے سیاہ و سپید کے مالک تھے۔ اُن کو مولانا سے بہت عقیدت تھی اور اکثر و بیشتر مولانا کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک بار چند اُمراء کے ساتھ مولانا کے یہاں پہنچے تو اُمراء سے طبعی نفرت کی بنا پر مولانا چھپ گئے۔ معین الدین کے دل میں خیال آیا کہ اُمراء اسلام تو اولوالامر ہیں اور قرآن مجید کے حکم کے اعتبار سے ان کی اطاعت فرض ہے۔ تھوڑی دیر بعد مولانا باہر تشریف لے آئے اور گفتگو کے اثنار میں فرمانے لگے۔ ایک دفعہ سلطان محمود غزنوی، شیخ ابوالحسن خرقانی کی ملاقات کو گیا۔ درباریوں نے بڑھ کر شیخ کو سلطان کی آمد کی خبر دی لیکن شیخ متوجہ نہ ہوئے۔ حسن میمندی جو سلطان کا وزیر تھا۔ اُس نے شیخ سے کہا کہ حضرت قرآن مجید میں اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ آیا ہے اور سلطان تو اولوالامر ہونے کے ساتھ عادل اور نیک بھی ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھے تو ابھی اَطِیْعُوا اللّٰہَ سے ہی فرصت نہیں ملی کہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ میں مشغول ہوں اور اولوالامر کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ یہ سُن کر معین الدین اور تمام امراء روتے ہوئے اُٹھ کر چلے گئے۔

مولانا کی یہ کتاب بالکل نایاب تھی لیکن گذشتہ سالوں میں مولانا عبدالماجد دریا بادی مدظلہ نے اُس کو دریافت کیا اور اُس کی ترتیب و تہذیب کر کے ۱۹۲۸ء میں شائع کر دیا ہے۔ مولانا نے اِس کتاب کے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ رضا لائبریری رامپور میں ۱۹۲۰ء میں اُن کی نظر سے اس کتاب کا ایک بوسیدہ اور کرم خوردہ نسخہ گذرا پھر ۱۹۲۳ء میں حیدرآباد دکن میں انھیں دو نسخے ملے جن میں سے ایک کتب خانۂ آصفیہ کا تھا۔ مقابلہ کرنے پر کتب خانہ آصفیہ کا نسخہ زیادہ صحیح ثابت ہوا۔ پھر انھوں نے پروفیسر نکلسن کی طرف رجوع کیا۔ نکلسن صاحب نے یہ نسخہ قسطنطنیہ بھیجا وہاں اُس پر تحقیق ہوئی اور ۱۹۲۴ء میں ایک صاف نقل مولانا دریابادی کو ملی جس کی انھوں نے اشاعت کی۔ اِس کے بعد پھر اِس کتاب کا ایرانی اڈیشن بھی منظرِ عام پر آ گیا۔

دیوان۔ عوام اُس کو شمس تبریز کا دیوان سمجھتے ہیں حتیٰ کہ لوح پر دیوان شمس تبریز لکھ دیتے ہیں۔ مغالطہ کی بنیاد یہ ہے کہ مولانا نے اکثر غزلوں کے مقطع میں شمس تبریز کا نام ڈال دیا ہے لیکن دراصل یہ خود مولانا کا دیوان ہے اس میں پچاس ہزار اشعار ہیں۔ محققین نے تصریح کی ہے کہ مولانا نے یہ دیوان خود شمس تبریز کے نام سے لکھا ہے۔ چنانچہ اکثر شعراء نے اس دیوان کی غزلوں پر غزلیں لکھی ہیں اور مقطع میں تصریح کی ہے کہ یہ غزل مولانا کی غزل کے جواب میں ہے
علی حزیں کہتے ہیں:۔

ایں جوابِ غزلِ مُرشد روم ست کہ گفت

من ببوئے تو خوشم نافۂ تاتار بگیر

دوسرا مصرع مولانا کا ہے۔ پورا شعر اِس دیوان میں موجود ہے۔

من ببوئے تو خوشم خانۂ من ویراں کُن

من ببوئے تو خوشم نافۂ تاتار بگیر

مثنوی۔ مولانا کی اِسی کتاب نے مولانا کو حیاتِ جاوداں عطا کی ہے۔ اِس کتاب کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی اِس قدر بڑھی کہ تمام ایرانی تصانیف اِس کے مقابلہ میں ہیچ ہو کر رہ گئیں۔ اِس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد ۲۶۶۶ ہے۔ مشہور یہ ہے کہ مولانا نے چھٹا دفتر نا تمام چھوڑ دیا تھا اور فرما دیا تھا۔

باقیِ ایں گفتہ آید بے زباں　　در دلِ ہر کس کہ دارد نورِ جاں

جس شخص کی جان میں نور ہوگا　　اِس مثنوی کا بقیہ حصہ اسکے دل میں خود بخود آجائیگا

چنانچہ اِس پیشین گوئی کا مصداق بننے کے لئے ہندوستان کے اربابِ علم و فضل نے بھی مثنوی کے طرز پر دفتر ہفتم لکھا ہے۔ ہمارے علم میں مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر ہفتم اور مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا دفترِ ہفتم ہے جو اسی بحر اور طرز میں منظوم کیا گیا ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ خود مولانا ہی نے کچھ عرصہ بعد دفترِ ششم مکمل کر کے دفترِ ہفتم تحریر فرمایا ہے۔

مثنوی کے لغوی معنیٰ تو دُو دُو والا ہیں، اِصطلاح میں اُس نظم کو مثنوی کہا جاتا ہے جس کے ہر شعر میں دُو قافیے ہوں ایک پہلے مصرع میں ایک دوسرے مصرع میں۔ مولانا کی اِس مثنوی کو مثنوی معنوی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اِس میں عالمِ معنیٰ اور احوالِ باطن کے اسرار و معارف کا تذکرہ ہے۔ مسائلِ تصوف اور اسرار و معارف کے بیان میں سلطان ابو سعید ابو الخیر کی رباعیات بھی مشہور ہیں۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیقہ لکھا جو تصوف کی پہلی منظوم کتاب ہے۔ خواجہ فرید الدین عطار نے تصوف کے موضوع پر مختلف مثنویاں تحریر فرمائیں جن میں منطق الطیر کو زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ لیکن اب اِس موضوع پر سب سے زیادہ اہمیت مولانا روم کی مثنوی ہی کو حاصل ہے۔ اِس مثنوی کی تصنیف کا سبب مولانا کے مُرید حسام الدین چلپی بنے ہیں۔ چنانچہ مولانا نے دفترِ اوّل کے علاوہ ہر دفتر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ دفترِ اول ختم ہوا تو حسام الدین کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ اِس حادثہ سے حسام الدین اِس درجہ متاثر ہوئے کہ دُو برس تک افسردہ خاطر اور پریشان رہے۔ مولانا بھی اِس عرصہ میں خاموش رہے اور مثنوی کا کام رُک گیا۔ پھر جب خود حسام الدین نے استدعا کی تو مولانا نے مثنوی کے دوسرے دفتر کی ابتدا کی اور فرمایا۔

مدّتے ایں مثنوی تاخیر شد　　مہلتے بایست تا خوں شیر شد

ایک مدت تک مثنوی لکھنے میں تاخیر ہوگئی　　کچھ وقت چاہیئے تاکہ خون سے دودھ بنے

چوں ضیاء الحق حسام الدین عناں　　باز گردانید ز اوجِ آسماں

جب ضیاء الحق حسام الدین نے　　آسمان کی بلندی سے باگ موڑی

چوں بمعراجِ حقائق رفتہ بود

بے بہارش غنچہ ہا بشگفتہ بود

چونکہ وہ حقائق کی معراج میں گئے ہوتے تھے
اُن کی بہار کے بغیر غنچہ نہ کِھلتا تھا

تیسرے دفتر کے شروع میں فرمایا۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں بیار — ایں سوم دفتر کہ سنّت شد سہ بار
اے ضیاء الحق حسام الدین تیسرا دفتر لا — کیونکہ تین مرتبہ (دفعہ) (اعضاء دھونا) سنت ہے

چوتھے دفتر کا آغاز فرمایا تو کہا۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں توئی — کہ گذشت از مہ بنورت مثنوی
اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی ہے — جسکے نور کی وجہ سے مثنوی چاند سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے

پانچواں دفتر اِس طرح سے شروع کیا۔

شہ حسام الدیں کہ نورِ انجم ست — طالب آغاز سفر پنجم ست
حسام الدین جو ستاروں کا نور ہیں — پانچویں کتاب کی ابتدا کے طالب ہیں

چھٹے دفتر کی ابتدا ہے۔

اے حیاتِ دل حسام الدیں بسے — میل میجوشد بقسمِ سادسے
اے دل کی زندگی حسام الدین — چھٹی قسم کی طرف دل کا بہت میلان ہو گیا ہے

جیسا کہ اوپر گذرا تحقیق یہی ہے کہ چھٹا دفتر مولانا نے خود مکمل فرمایا اور اُس کے بعد ساتواں دفتر بھی تحریر فرمایا ہے۔ شیخ اسماعیل قیصری کو یہ ساتواں دفتر سنہ ۱۰۳۵ھ میں دستیاب ہوا اور انھوں نے تحقیق سے ثابت کیا۔ یہ خود مولانا کا ہی تحریر کردہ ہے اور شام و روم کے اہلِ علم نے اِس کو تسلیم کیا ہے جس کی ابتدا حسب ذیل شعروں سے کی ہے۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں فرید — دولتت پاینده فقرت بر مزید
اے یکتا ضیاء الحق حسام الدین — تیری دولت ہمیشہ رہے تیرے فقر میں اضافہ ہو

چونکہ از چرخِ ششم کردی گذر — بر تر از چرخِ ہفتم کُن سفر
جبکہ تو چھٹے آسمان سے آگے بڑھ گیا ہے — ساتویں آسمان کی بلندی کا سفر کر

مثنوی کی شہرت اور مقبولیت

ایران کی چار کتابوں کو جس قدر شہرت حاصل ہوئی وہ ایرانی کتب میں سے کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔ شاہ نامہ فردوسی، گلستانِ سعدی، دیوانِ حافظ، مثنوی مولانا روم۔ اِن میں سے بھی مثنوی کو جو قبولِ عام حاصل ہوا بقیہ تین کتابوں کو حاصل نہ ہو سکا۔ اِس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ افاضل علماء نے جس قدر مثنوی کی طرف توجّہ کی اور کسی کتاب کی طرف نہ کی۔ اِس مثنوی کی بڑی بڑی ضخیم شرحیں لکھی گئیں کشف الظنون میں جن کا ذکر ہے۔ اُن کے علاوہ مولانا شبلی نے اپنی کتاب سوانح مولانا روم میں محمد افضل الہ آبادی، ولی محمد، مولانا عبد العلی بحر العلوم اور محمد رضا کی شرحوں کا ذکر کیا ہے۔ اِس کے علاوہ سنہ ۱۳۲۲ھ میں مرزا محمد نذیر صاحب عرشی نے مفتاح العلوم کے نام سے ایک ضخیم شرح سترہ جلدوں میں تحریر فرمائی اور اِس سے پہلے مولانا احمد حسین کانپوری کی شرح بصورتِ حواشی شائع ہوئی اور

کلیدِ مثنوی کے نام سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کئی دفتروں کی شرح شائع ہو چکی ہے۔ نیز مرأۃ المثنوی از جناب تلمذ حسین صاحب اور تشبیہاتِ رومی اور حکمتِ رومی از ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم بھی قابلِ قدر کتابیں شائع ہوئیں۔

مثنوی پڑھنے والوں کیلئے چند مفید باتیں

(۱) موسیقی سے متعلق بعض اہلِ دل اس نظریہ پر پہنچے ہیں کہ ایک خاص قسم کی موسیقی کے ذریعہ روح اپنی ماہیت اور ماہیتِ حیات و کائنات میں غوطہ زن ہوتی ہے اور موسیقی انسان کو اسی جسمانی واسطہ سے روحانی عالم میں پہنچا دیتی ہے۔ روحانی موسیقی بعض مذاہب میں جزوِ عبادت تک شمار ہوئی ہے اور اُس کو غذائے روح قرار دیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں سماع کے مسئلہ پر اکابر صوفیاء اور علماء نے بہت بحثیں کی ہیں اور جواز و عدمِ جواز کو ثابت کیا ہے۔ جہاں تک مولانا کا تعلق ہے وہ سماعِ راست کو جائز اور سماعِ ناراست کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔

بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست | **طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست**

صحیح سماع پر ہر شخص قادر نہیں ہے | انجیر ہر پرندہ کی خوراک نہیں ہے

سماعِ راست کی شرائط اکابر صوفیاء کے ملفوظات میں مذکور ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ سننے والا عالی جذبات کا حامل اور سافل جذبات سے عاری ہو اور عالی جذبات کی نشوونما کے لئے روحانی غذا کا طالب ہو، موسیقی اس قسم کی ہو جو حیوانی جذبات کو نہ ابھارے اور روح کو اسفل سے اعلیٰ کی طرف لیجائے۔ مولانا نے مثنوی بانسری کے بیان سے شروع کی ہے اور بانسری کے ذریعہ اسرار و معارف کے جو مضامین پیدا کئے ہیں وہ کسی اور ساز سے پیدا نہ ہوسکتے تھے۔ بانسری کا تعلق روحانیت اور الوہیت سے ہندوؤں کے یہاں بھی مسلّم ہے، چنانچہ کرشن جی کے ساتھ بانسری کا تصور اسی حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ مولانا نے بھی بانسری کی تشبیہ سے روح کی ماہیت اور اُس کے جذبات کو دلنشین اور دلسوز طریقہ پر پیش فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ جس طرح بانسری کے دلسوز نغمے اِس بنا پر ہیں کہ وہ اپنی اصل سے جدا ہوگئی ہے اور اُس کے نغموں کا سوز و گداز نیستان سے جدا ہو جانے کی بنیاد پر ہے۔ اسی طرح روحِ انسانی چونکہ روح الارواح، ہستی مطلق سے جدا ہو کر اس عالمِ شہود میں آئی ہے لہٰذا اُس کا اضطراب اور بے چینی بھی اسی بنیاد پر ہے اور جب تک وہ اپنی اصل کی طرف واپس نہ ہو جائے گی اُس کو سکون حاصل نہ ہوگا وہ یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً کی منتظر ہے اور جب تک اُس کو یہ پیغام نہ مل جائیگا اُس کو سکون اور چین نصیب نہ ہوگا اور وہ بانسری کی طرح اپنے دردِ فراق کا اظہار کرتی رہے گی۔ یہی مضمون جو مولانا نے شروع کیا ہے، مولانا کی پوری مثنوی میں پھیلا ہوا ہے۔

(۲) **وحدت الوجود و وحدت الشہود** لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے معنیٰ اہلِ ظاہر کے یہاں تو یہ ہیں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے پرستش اور عبادت صرف اسی کی ہونی چاہئے۔ اِس

ذاتِ واحد کے علاوہ کسی اور چیز کی پرستش
شرک ہے لیکن صوفیاء کے نزدیک لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے معنیٰ لَا مَوْجُوْدَ
اِلَّا اللّٰه کے ہیں، یعنی عالمِ وجود میں صرف ذاتِ واحد موجود ہے
اس کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے، کسی دوسری چیز کو حقیقی وجود سے متصف
کرنا شرک اور کفر ہے، اب اس کے بعد یہ بحث پیدا ہو جاتی ہے کہ ممکنات اور وجودِ کائنات کی وجودِ مطلق، وجودِ باری سے کیا نسبت ہے؟ جو صوفیا وحدت الوجود کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ وجودِ مطلق ایک ہی ہے جو وجوب، امکان، قدیم، حادث، مجرد، جسمانی، مومن، کافر، طاہر، نجس مختلف مظاہر میں ظاہر ہے لیکن ہر مظہر کا حکم جداگانہ ہے۔ مظاہر میں فرق کرنا لازمی امر ہے اور ہر مظہر پر ایک جداگانہ حکم لگانا ضروری ہے۔ طاہر پر طہارت کا حکم ہے تو نجس پر نجاست کا، کافر کے کچھ احکام ہیں تو مومن کے لئے دوسرے احکام ہیں۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی
وجود کے ہر مرتبہ کا ایک حکم ہے اگر تو مراتب کا فرق نہ کریگا تو تو زندیق ہے

مولانا بحرالعلوم نے وحدت الوجود کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا، تمام موجودات عین ذاتِ حق ہیں۔ ممکنات کے تعینات اور تشخصات محض ایک پردہ ہیں۔ اگر یہ پردہ اٹھ جائے تو سوائے ذاتِ حق کے کوئی وجود نہیں ہے اور یہ عالمِ امکاں نیست و نابود ہو جائے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید توضیح کرتے ہوئے فرمایا۔ صوفیاء کے نزدیک وجود سے مراد مصدری معنی نہیں ہیں کیونکہ وہ خارج میں موجود نہیں ہیں، معقولاتِ ثانیہ میں سے ہیں جس کا وجود صرف ذہن میں ہوتا ہے بلکہ وجود سے اُن کی مراد مابہ الموجودیت ہے، حضرتِ حق جل مجدہٗ اپنے وجود اور ممکنات کے وجود میں غیر کا محتاج نہیں ہے۔ اس کی ذات ہی خود اس کے وجود کی مقتضی ہے اور اسی طرح ممکنات کے وجود کی بھی اس کی ذات ہی مقتضی ہے، ممکنات کا مابہ الموجودیت کیا ہے؟ اُن کے وجود سے ارادۂ الٰہی کا تعلق ہے اور یہ ارادہ اللہ کی صفتِ ذاتی ہے جس کا مقتضی صرف اُس کی ذات ہے لہٰذا ممکنات کا مابہا الموجودیت ذاتِ حق کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اب حضرتِ حق تعالیٰ کو ممکنات کا وجود بمعنیٰ مابہا الموجودیت کہنا بالکل حق اور درست ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزی میں وحدت الوجود کی تشریح کی ہے فرمایا کہ پہلے وحدت الوجود کے معنی سمجھ لو پھر حقیقتِ حال سمجھنا۔ وحدت الوجود کے معنی یہ ہیں کہ وجودِ حقیقی (بمعنی مابہ الموجودیت نہ کہ معنیٰ مصدری) ایک چیز ہے جو واجب میں واجب اور ممکن میں ممکن اور جوہر میں جوہر، عرض میں عرض ہے اور اس کے یہ اختلافات ذات کے اختلافات نہیں ہیں جیسا کہ سورج کی شعاعیں پاک اور ناپاک پر پڑتی ہیں اور وہ اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہیں، ناپاک نہیں ہیں۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ حق ہے اور کسی طرح بھی شرع کے مخالف نہیں ہے اسلئے کہ اس وجودِ حقیقی میں سے ہر مرتبہ کا
ایک جداگانہ حکم ہے اور شرح شریف ہر مرتبہ کا حکم بیان کرتی ہے بعض
کو ہادی، بعض گمراہ کنندہ، بعض کو واجب الاطاعت، بعض
کو واجب العصیان، بعض کو حلال، بعض

کو حرام، بعض کو پاک، بعض کو ناپاک

قرار دیتی ہے، کوتاہ بیں سمجھتا ہے کہ یہ ذات کے اختلاف کی وجہ سے

سے ہے حالانکہ یہ قطعاً نہیں ہے بلکہ شیونٔ اور اعتبارات کا اختلاف

ہے۔ قرآن مجید کی چند آیتوں سے بھی اس مسئلہ کی صحت کے اشارات ملتے ہیں۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ط أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ط أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ۔ عنقریب ہم اُن لوگوں کو اپنی نشانیاں اطرافِ عالم میں دکھائیں گے۔ اُن کے اپنے درمیان میں بھی یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائیگا کہ یہ قرآن حق ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز کا شاہد ہے یاد رکھو یہ لوگ تو اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونے کی طرف سے شک میں ہیں۔ سنو! خدا ہر چیز پر حاوی ہے۔ نیز آیت هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وہی شروع سے ہے وہی آخر تک رہے گا وہی ظاہر ہے وہی پوشیدہ ہے۔ صوفیا کا ایک گروہ ہے جو وحدت الوجود کے قائلوں کی باتوں کو سُکر اور استغراق کی حالت پر محمول کرتا ہے اور وحدت الوجود کی واقعیت سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بسا اوقات سالک کو وحدت الوجود کا احساس ہوتا ہے لیکن وہ نفسُ الامری نہیں ہے جیسا کہ سورج کی روشنی میں تمام ستارے چھپ جاتے ہیں تو دیکھنے والا صرف سورج کا وجود سمجھتا ہے اور ستاروں کو معدوم سمجھتا ہے حالانکہ وہ نفسُ الامر میں موجود اور مستور ہوتے ہیں تو یہ لوگ جس کو وحدت الوجود سمجھ گئے ہیں وہ وحدت الشہود ہے۔

اِن دونوں نظریوں میں فرق یہ ہے کہ وحدت الوجود کے قائل تو دراصل وجود کی حقیقی تقسیم وجودِ واجب اور وجود ممکن کے قائل نہیں ہیں اور وحدت الشہود کے قائل وجودِ ممکنات کے بھی قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ واجب الوجود کے مشاہدہ کے وقت ممکنات کے وجودات مخفی ہو جاتے ہیں۔ وحدت الوجود کے حامی، وجودِ حقیقی اور ممکنات کی تشبیہ دریا اور اُس کی موجوں اور بلبلوں سے یا رسّی اور اُس کی گرہوں سے دیتے ہیں۔

گفتم از وحدت و کثرت سخنے گوئی بہ رمز
گفت موج وکف و گرداب ہمانا دریاست

میں نے کہا وحدت اور کثرت کی بات اشارہ میں کہہ
اُس نے کہا موجیں اور جھاگ اور بھنور، دریا ہی ہیں

اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہیں
حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

ہے مشتمل نمودِ صُوَر پر وجودِ بحر
یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں (غالبؔ)

اور وحدت الشہود کے قائل وجودِ حقیقی اور ممکنات کے وجود کے تشبیہ اصل اور اُس کے سایہ سے دیتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وحدت الشہود کو چند درچند اشاروں کے ذریعہ ثابت کیا ہے۔ بادشاہ کے دربار میں گاؤں کے چودھری کا قصہ نقل کر کے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے اور پٹ بیجنے کی حکایت میں بھی اِسی حقیقت کو روشناس کرایا ہے۔

ایک مقام پر شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں مسلکوں کی تطبیق بھی کی ہے اور فرمایا ہے کہ وحدتِ وجودی مرتبۂ ذات میں دُرست ہے اور وحدت الشہود تعینات کے درجہ میں واجب القبول اور صحیح ہے لہٰذا دونوں باتیں اپنی جگہ صحیح ہیں۔

اب ہم اس مسئلہ پر آپ کو " رودِ کوثر "

کے حوالے سے شیخ محمد اکرم کی زبانی کہ جائیں
سناتے ہیں تاکہ مسئلہ کی پوری تنقیح اور توضیح ہو جائے وہ فرماتے ہیں۔
حضرت مجدد سرہندی سے پہلے تمام صوفیاء ہند میں ایک ہی فلسفہ رائج
تھا اور وہ تھا ابن العربی کا فلسفۂ وحدت الوجود، بیشک اُس کے اخذ و قبول
میں مختلف منازل اور مراتب تھے۔ بعض انتہا پسند صوفی تو وحدت الوجود میں اس قدر غلو کرتے تھے کہ وہ قریب قریب دائرۂ اسلام سے باہر آجاتے تھے اور کئی دوسرے اُسے فقط اسی حد تک اختیار کرتے تھے جس حد تک اسلام مانع نہ ہو۔ اب پہلی مرتبہ ایک جداگانہ فلسفہ مدون ہوا جو فلسفہ وحدت الوجود کے مقابل ہوا اور یہ فلسفہ وحدت الشہود تھا جو معنوی اعتبار سے وحدت الوجود کی ضد یعنی تثنیۃ الوجود کا فلسفہ کہلا سکتا ہے۔

وحدت الوجود اور وحدت الشہود دونوں فلسفے ذاتِ باری اور مخلوقات و ممکنات کے تعلقات کو بیان کرتے ہیں اور ان دونوں فلسفوں کو توحیدِ عینی اور توحیدِ ظلی سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ تذکرۂ غوثیہ میں دونوں فلسفوں کے فرق کو ان الفاظ سے سمجھایا گیا ہے۔ وجود یعنی حقیقی ہستی واحد ہے لیکن ایک ظاہر وجود ہے اور ایک باطن، باطن وجود ایک نور ہے جو تمام عالم کے لئے بمنزلہ جان کے ہے اِس نورِ باطن کا پرتو ظاہر وجود ہے جو ممکنات کی صورت میں رونما ہے۔ ہر اسم، وصف، فعل جو عالم ظاہر میں ہے۔ اُن سب کی اصل وہی وصفِ باطن ہے اور اس کثرت کی حقیقت وہی وحدتِ صرف ہے جیسے امواج کی حقیقت عین ذاتِ دریا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کائنات کے جملہ افراد تجلیاتِ حق ہیں۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَشْیَاءَ وَهُوَ عَیْنُهَا اور اس اعتباری کثرت کا وجود اسی حقیقی وحدت سے ہے۔ اَلْحَقُّ مَحْسُوْسٌ وَّالْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ۔ یہ وحدت الوجود کے فلسفہ کا خلاصہ ہے۔ وحدت الشہود کی تفصیل یہ ہے کہ کائنات کا وجود اور مختلف صفات اور آثار کا ظہور، واحدِ مطلق کی ذات و صفات کا ظل و عکس ہے جو عدم میں منعکس ہو رہا ہے اور یہ ظل و عکس واحدِ مطلق کا عین نہیں ہے بلکہ محض ایک مثال ہے۔ نواب سر امین جنگ بہادر نے اپنی کتاب فلسفۂ فقرا میں اِن دونوں نظریوں کے فرق کو حسب ذیل نقشہ کی مدد سے نمایاں کیا ہے:۔

	وحدت الوجود (هُوَ الْكُلُّ)		وحدت الشہود هُوَ الْهَادِیْ
نظریہ	ہمہ اوست	نظریہ	ہمہ از اوست
رجحانِ تصوف	سکون کی طرف مائل (میں اور وہ جدا نہیں وہ دریا تو میں قطرہ ہوں) وصل	رجحانِ تصوف	جوش کی طرف مائل میں اُسکے ساتھ اور وہ میرے ساتھ ہے۔ عشق
اعتقاد۔	میں کون؟ اَنَا الْحَقُّ	اعتقاد۔	میں کون؟ اَنَا عَبْدُهٗ (عاشق)

حقیقت تو یہ ہے کہ اس طرح کے مباحث محض ذوقی اور وجدانی ہیں
ان کو دلائل سے ثابت کرنا اور اُن کی تشریحات کرنا انتہائی دقت
طلب ہیں اِسی لئے شریعت نے اِن مباحث میں پڑنے
سے روکا ہے اور ذات و صفات کے

مسائل کو نصوص پر محمول کر کے خارج از بحث قرار دیا ہے۔ اس بحث میں مولانا رومی کا کیا رجحان ہے اور وہ کونسے گروہ کے ترجمان سمجھے جاتے ہیں، مولانا کے پڑھنے والوں کو اس کا فیصلہ کرنا دشوار ہو رہا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

می شناسد ہر کہ اُو را منظر ست — کایں فغان ایں سرے ہم زاں سرست
صاحب نظر جانتا ہے — کہ اس جانب کی آہ وزاری اُس جانب ہی سے ہے

ایک جگہ فرماتے ہیں۔

جملہ معشوق ست و عاشق پردۂ
سب کچھ معشوق ہی ہے، عاشق ایک پردہ ہے

کسی مقام پر واضح الفاظ میں فرماتے ہیں کہ صرف ذات واحد ہی موجود ہے اور تعدد یا کثرت محض ایک اعتباری چیز ہے۔

گر ہزاراں اندیک کس بیش نیست — جز خیالاتِ عدد اندیش نیست
اگر ہزاروں بھی ہیں ایک کے علاوہ کچھ نہیں ہے — کثرت اور تعدد محض خیالی ہے

بحرِ وحدانیست جفت و زوج نیست — گوہر و ماہیئتش غیر موج نیست
صرف وحدانیت کا سمندر ہے جفت اور جوڑا کچھ نہیں — اس کی حقیقت اور ماہیت موجوں سے جدا نہیں ہے

نیست اندر بحر شرکِ پیچ پیچ — لیک با احول چہ گویم ہیچ ہیچ
سمندر میں کسی چیز کی شرکت نہیں ہے — لیکن بھینگے سے میں کیا کہوں؟

یعنی غیر محدود کثرت کے اندر وجود حقیقی ایک ہی ہے، کثرت کو حقیقی سمجھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ بھینگا ایک کو دو دیکھتا ہے۔ انسان کی اس بھینگی آنکھ نے ہی اس کو مشرک بنایا ہے۔ اگر صحیح بینائی ہو تو وحدت کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے۔ یہ اور اس طرح کے بہت سے اشعار پڑھنے والے کو بتاتے ہیں کہ مولانا وحدت الوجود کے داعی ہیں لیکن دوسری طرف اگر غور کیا جائے تو حقیقت اس کے خلاف واضح ہوتی ہے۔

جو لوگ وحدت الوجود کے نظریہ کے قائل ہیں وہ جبر و اختیار کی بحثوں میں جبر کو ترجیح دیتے ہیں اور جبریہ فرقہ ہی کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ اور یہاں تک کہہ دیتے ہیں۔

ہر آں کس را کہ مذہب غیر جبر ست — نبی فرمود کُو مانندِ گبر ست
جس شخص کا مذہب جبر کے علاوہ ہے — نبی نے فرمادیا ہے وہ مجوسی ہے

لیکن مولانا اختیار کے قائل ہیں اور جا بجا جبر کے عقیدے کی تردید کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

سعی، شکرِ نعمتِ قدرت بُود — جبرِ تو انکارِ آں نعمت بُود
کوشش، قدرت کی نعمت کا شکریہ ہے — جبر اس نعمت کا کفر ہے

شکرِ نعمت نعمت افزوں کند — کفرِ نعمت از کفت بیروں کند
نعمت کا شکر نعمت کو بڑھاتا ہے — کفرِ نعمت سے محروم کر دیتا ہے

جبرِ تو خفتن بود در رہ مخسپ
تا نہ بینی آں در و درگہ مخسپ

تیرا جبر سو جاتا ہے، راستہ میں نہ سو — جبتک اس در اور دربار کو نہ دیکھ لے نہ سو

جبر خفتن درمیانِ رہزناں — مرغِ بے ہنگام کے یابد اماں

جبر، ڈاکوؤں میں سو جاتا ہے — بے وقت کا مرغا کب بچا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ صوفیا کی وہ اکثریت جو وحدت الوجود کی قائل ہے وہ جبر کی بھی قائل ہے اور جبر کا نتیجہ جدوجہد کا ترک اور گوشہ نشینی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسی بنا پر تصوف پر الزام لگانے والے تصوف کا یہ نتیجہ سمجھنے لگے کہ تصوف کا نتیجہ تعطل اور بیکاری اور دنیوی جدوجہد سے دست برداری کے سوا کچھ نہیں ہے اور تصوف مسائلِ زندگی سے ایک راہِ فرار ہے۔

لیکن مولانا جدوجہد اور سعی و عمل کے بہت بڑے داعی ہیں۔

اور "کوششِ بیہودہ بہ از خفتگی"

سو جانے سے، سعی لاحاصل بہتر ہے

تک کے قائل ہیں۔

ایک جگہ شیر کی زبانی فرمایا ہے۔

پایہ پایہ رفت باید سوئے بام — ہست جبری بودن ایں جا طمعِ خام

ایک ایک پٹری کرکے چھت کی طرف چڑھنا چاہیئے — اس جگہ جبری بننا بیکار لالچ ہے

اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں دے کر کوشش اور سعی کی تلقین کی ہے اگر وہ اُن کو بروئے کار نہیں لاتا ہے تو کفرانِ نعمت ہے۔

پائے داری چوں کنی خود را تو لنگ — دست داری چوں کنی پنہاں تو چنگ

تیرے پیر ہیں اپنے آپ کو تو لنگڑا کیوں بناتا ہے؟ — تیرے ہاتھ ہیں پنجہ کو کیوں چھپاتا ہے؟

خواجہ چوں بیلے بدستِ بندہ داد — بے زباں معلوم شد او را مراد

آقا نے جب بیلچہ ہاتھ میں دے دیا — اس کا مقصد بغیر کہے معلوم ہوگیا

توکل کا ایک غیر شرعی مفہوم عقیدۂ جبر کا لازمی نتیجہ ہے۔ مولانا اسکے بارے میں فرماتے ہیں۔

گر توکل می کنی در کار کُن — کار کن پس تکیہ بر جبار کُن

اگر توکل کرتا ہے، کام میں کر — کام کر پھر اللہ پر توکل کر

گفت آرے گر توکل رہبر ست — ایں سبب ہم سنتِ پیغمبر ست

اس نے کہا ہاں اگر توکل راہنما ہے — سبب کو اختیار کرنا بھی پیغمبر کی سنت ہے

گفت پیغمبر بآوازِ بلند
بر توکل زانوئے اشتر بہ بند

پیغمبر نے بلند آواز سے فرمایا — توکل کیساتھ اونٹ کا پیر باندھ

رمزِ الکاسب حبیب اللہ شنو
از توکل در سبب کاہل مشو

"کمانے والا اللہ کا دوست ہے" کا اشارہ سن توکل کی وجہ سے اسباب اختیار کرنے میں سستی نہ کر

در توکل کسب و جہد اولیٰ ترست — تا حبیبِ حق شوی ایں بہتر ست
کمانا اور کوشش کرنا توکل کے معاملہ میں بہت بہتر ہے — تاکہ تو اللہ کا سہارا بن جائے یہ اچھا ہے

ایک جگہ فرمایا اسباب کا اختیار کرنا اور زندگی کی جدوجہد میں صبر و استقلال کے ساتھ زندگی کے نشیب و فراز سے دوچار ہونا ہمیشہ سے خاصانِ خدا کا خاصہ رہا ہے۔

سعیِ ابرار و جہادِ مومناں — تا بدیں ساعت ز آغازِ جہاں
نیکوں کی کوشش اور مومنوں کا جہاد — دنیا کی ابتداء سے اب تک

حق تعالیٰ جہدِ شاں را راست کرد — آنچہ دیدند از جفا و گرم و سرد
اللہ نے ان کی کوشش اور تمام — گرم و سرد کو صحیح قرار دیا

جہد و عمل کے سلسلہ میں مولانا کا وہ شعر بھی مشہور ہے جس پر غالب جیسا شاعر سر دھنتا ہے۔

بزیرِ کنگرۂ کبریاش مردانند — فرشتہ صید و پیمبر شکار و یزداں گیر
اس کی کبریائی کے کنگرہ کے زیرِ سایہ وہ انسان بھی ہیں فرشتہ اور پیغمبر جن کا شکار اور وہ خدا کو قابو میں کرنے والے ہیں

اور اقبال نے اسی شعر کو اپنے الفاظ میں اس طرح کہا ہے۔

در دشتِ جنونِ من جبرئیل زبوں صیدے — یزداں بکمند آور اے ہمتِ مردانہ
میرے جنون کے میدان میں جبرئیل معمولی شکار ہیں — اے ہمتِ مردانہ خدا کو قابو میں کرلے

اِن حالات میں کسی طرح یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مولانا وحدت الوجود کے اس مفہوم کے قائل تھے جو دوسرے صوفیاء نے اختیار کیا ہے۔

جبر و قدر انسان جو کام کرتا ہے وہ اپنے اختیار سے کرتا ہے یا بصورتِ جبر اس سے صادر ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی اُن مسائل میں سے ہے جن کا فیصلہ کرنا دشوار ترین امر ہے۔ اِس مسئلہ کی بنیاد دراصل اس مسئلہ پر ہے کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے یا انسان کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالےٰ ہے، حکماء کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ انسانی جملہ افعال بھی اللہ کی تخلیق ہیں انسان کو انکے صادر کرنے میں کوئی اختیار اور دخل نہیں ہے۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ۔ تمہارا چاہنا کچھ نہیں بجز اسکے کہ اللہ چاہے۔ مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاْ لَمْ یَکُنْ جو اللہ نے چاہا وہ ہوا جو نہ چاہا نہ ہوا۔ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ خلق اور امر صرف اللہ کا ہے۔ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ۔ ہونے والی باتوں پر قلمِ تقدیر (لکھ کر) خشک ہوچکا ہے۔ اَلْقَلْبُ بَیْنَ اِصْبَعَیِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُھَا کَیْفَ یَشَآءُ۔ انسانی قلب اللہ کے قبضہ میں ہے جس طرف چاہتا ہے (برائی یا بھلائی) اُس کو اُس طرف مائل کردیتا ہے۔ اب اِن دلائل کے پیشِ نظر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ انسان مجبورِ محض ہے تو ظاہر ہے کہ اِس صورت میں انسان کے افعال کے حسن و قبح کا کوئی سوال ہی

جف القلم بما ھو کائن کے بارے میں فرماتے ہیں یہ بالکل حق ہے لیکن اسکے یہ معنی کہ جو کچھ ہونا ہے وہ پہلے ہی دن لوحِ تقدیر میں لکھا جاچکا ہے صحیح نہیں ہیں یہ عوام کی غلطی ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہ طے ہوچکا ہے کہ ہر کام کا خاص نتیجہ ہے، یہ طے ہوچکا ہے کہ ہر چیز کا ایک سبب ہے، یہ طے ہوچکا ہے کہ نیکی و بدی یکساں نہیں ہیں، یہ طے ہوچکا ہے کہ نیکی کا نتیجہ نیک اور بدی کا بد ہوگا۔

مولانا نے انسان کے اختیار کے ثبوت کے لئے جو دلائل قائم کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ہر شخص کے دل میں اختیار کا یقین ہے گو زبانی اُس کا اِنکار کرے اگر اسی شخص کے سر پر چھت ٹوٹ پڑے تو کبھی چھت پر غصہ نہ کرے گا اور اگر کوئی دوسرا شخص اُس کے سر پر پتھر مار دے تو اُس پر اُس کو سخت غصہ آئے گا اور یہ اسی بنیاد پر ہے کہ چھت کو اُس نے غیر مختار سمجھا ہے اور اُس شخص کو اُس نے صاحبِ اختیار مانا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ کتا بھی اِس بات کو سمجھتا ہے کتا پتھر کو نہیں کاٹتا ہے جو پتھر پھینک کر اُس کے ماریگا اُس کو کاٹے گا۔

(۲) خود انسان کے تمام اقوال و افعال سے اِختیار کا ثبوت ہوتا ہے، ہم کسی شخص کو کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے ہیں، کسی کو کسی کام کے کرنے کی ممانعت کرتے ہیں اپنے کسی فعل پر خود نادم ہوتے ہیں اور کسی فعل پر خوش، یہ اِس کی دلیل ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو اور دوسرے کو صاحبِ اختیار سمجھتے ہیں۔

(۳) جبر کے ثبوت میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اگر خدا ہمارے افعال پر قادر نہیں ہے تو مجبور ہے اور اگر قادر ہے اور بندہ کو بھی قادر مانا جائے تو ایک فعل کے دو فاعل قرار پاتے ہیں جو باطل ہے۔ مولانا نے اِس شبہ کا جواب دیا جو شبہ کا جواب بھی ہے اور بجائے خود بندہ کے اِختیار کے لئے دلیل بھی ہے۔ فرمایا جو چیز کسی چیز کی ذاتیات میں سے ہے وہ سلب نہیں ہوتی ہے۔ لوہار کے بسولے میں جبر ہے لوہار کا آلہ بننے کی وجہ سے۔ اُس کا جبر سلب نہیں ہوجاتا ہے۔ اِسی طرح اِختیار انسان کی ذاتیات میں سے ہے۔ اگر اللہ کو فاعل مانا جائے اور انسان اُس کے لئے بمنزلہ آلہ کے ہو تب بھی اُس کا اختیار باقی رہیگا، انسانی اختیار مسلوب نہ ہوگا اور نہ جبر سے تبدیل ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ انسان کا کفر کرنا اللہ کی مرضی سے ہے تو بھی خود یہ ثابت ہورہا ہے کہ کفر کافر کا فعلِ اختیاری ہے ورنہ کافر، کافر نہیں ہے۔

(۴) انسان کے تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اُن کا صدور انسان سے ہوتا ہے اللہ کے خالق ہونے کی وجہ سے بسا اوقات افعالِ عباد کی نسبت اللہ کی طرف کردی جاتی ہے ورنہ دراصل وہ بندہ کا فعل ہے۔ مولانا بحر العلوم نے ایک مقام پر فرمایا ہے ایک فرق بعد الجمع کا مقام ہے۔ جب سالک کی سیر عروج کی طرف ختم ہوجاتی ہے اور اُس کا وجود مقامِ فنا میں پہنچ جاتا ہے تو وہ پھر بشریت کی طرف نزول کرتا ہے اور اپنی ذات کا جلوہ آئینۂ حق میں دیکھتا ہے اور اپنے تمام افعال و صفات کو منسوب بسوئے حق دیکھتا ہے اور یہ عرفان کا سب سے بلند مقام ہے۔

مثنوی اور فلسفی مسائل

مولانا کا مقصد مثنوی میں اگرچہ فلسفی

نہیں پیدا ہوتا ہے اور افعال پر جزا و سزا کا ترتب بھی بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ اگر زید کے ہاتھ میں رعشہ کی اضطراری حرکت ہے تو زید کو اس حرکت کی بنا پر اچھا یا برا کہنا بالکل غیر معقول ہے۔ انسان کے سر پر پھول برسیں یا پتھر انسان نہ پھولوں کی ستائش کرتا ہے نہ پتھر کی شکایت. حکما کے اس گروہ کو جبریہ کہا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ قدریہ ہے جو تقدیر ازلی کا منکر ہے اور تمام انسانی افعال کا صدور انسان سے بطور کلی اختیار کے تسلیم کرتا ہے اور بندوں کے افعال کا خالق بندوں ہی کو قرار دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں عالم میں دو خالق تسلیم کرنے پڑیں گے۔ ایک خدا اور ایک غیر خدا اور اس ثنویت کو اسلام کسی طرح تسلیم نہیں کر سکتا ہے۔ یزداں اور اہرمن کے تصور کو اسلام نے مٹایا ہے اور خالص توحید کی طرف رہنمائی کی ہے۔ اسی بنا پر اس قدری فرقہ کو مجوس ہذہ الامۃ قرار دیا گیا ہے۔

عقلی اعتبار سے غور کیا جائے تو یہ عقیدہ بھی خلاف واقعہ نظر آتا ہے، اسلئے کہ انسان کا کسی کام کو کرنا یا کسی کام سے باز رہنا خواہش و ارادہ یا نفرت و اجتناب کی بنیاد پر ہوتا ہے اور انسان کو اپنی قوت ارادی یا قوت اجتنابی کی تحریک پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ اب ان دونوں قوتوں کی تحریک کا جو نتیجہ بھی ہے وہ غیر اختیاری ہو جاتا ہے۔

اشاعرہ نے ایک درمیانی صورت نکالی یعنی انسان کے افعال کا خالق تو اللہ کو قرار دیا اور کسب کو انسان کا اپنا فعل قرار دیا اور یہ عقیدہ ٹھہرایا کہ افعال خواہ خداوندی ہوں یا بندوں کے سب کا خالق اللہ ہی ہے۔ اب بندوں کے افعال کی برائی، بھلائی یا جزا و سزا اس بنیاد پر ہے کہ انسان نے اس کا کسب کیا ہے۔ مولانا روم نے اس مسئلہ پر بہت سے مقامات پر بحث کی ہے۔ ایک جگہ تو جبریہ اور قدریہ دونوں کو غلط کہا ہے اور فرمایا کہ اگر دیکھا جائے تو انسان کا جبر مطلق، اختیار مطلق کی بہ نسبت بالکل بداہت کے خلاف ہے۔ بداہۃً نظر آتا ہے کہ انسان اپنے افعال میں صاحب اختیار ہے۔ رہی یہ بات کہ یہ اختیار خدا کا عطا کردہ ہے یہ ایک نظری مسئلہ ہے اور فرمایا قدری کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو دھویں کو موجود مانتا ہے اور آگ جو اس کی علت ہے اس کا انکار کرتا ہے اور جبری کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دھوئیں کے ہوتے ہوئے اس دھویں کے وجود ہی سے انکار کرتا ہے۔ اب فیصلہ کیا جائے کہ کونسا شخص زیادہ حماقت میں مبتلا ہے۔ مولانا کے زمانہ میں اکثر صوفیاء اور علماء جبر کے قائل تھے۔ امام رازی جیسے فاضل نے اپنی تفسیر میں متعدد جگہ جبر پر دلائل قائم کئے ہیں اور پھر مستقل کتاب لکھ کر جبر کے اثبات کے لئے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے ہیں لیکن مولانا روم کا رجحان جبر کے بالکل خلاف ہے۔ مَا شَاءَ اللهُ كَانَ وَ مَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ کے بارے میں مولانا نے فرمایا: یہ حدیث جد و جہد کی ترغیب کے لئے ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی شاہی ملازم سے یہ کہے "جو وزیر چاہتا ہے وہی ہوتا ہے" تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وزیر کو خوش رکھنے کی جد و جہد کرنی چاہئے کیونکہ مقصد کا حصول وزیر کی خوشی پر موقوف ہے۔ یہ نہیں ہے کہ مقصد کا حصول ہمارے ہاتھ میں ہے لہٰذا وہ بغیر جد و جہد کے ہمیں حاصل ہو جائیگا۔ اسی طرح اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نجات اور حصول مقاصد تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جب چاہو حاصل ہو جائے بلکہ اس کے لئے انتہائی جد و جہد کی ضرورت ہے۔

مسائل کو بیان کرنا نہیں ہے ضمناً جو مسائل بیان فرمادیئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

تجاذبِ اجسام

کائنات کے تمام اجسام ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور اسی تجاذب اور کشش پر نظامِ کائنات قائم ہے۔ یہی وہ مسئلہ ہے جس کی تفاصیل نیوٹن نے کیں اور یہ نظریہ اُس کی طرف منسوب کیا گیا جبکہ مولانا نے سینکڑوں برس قبل یہ نظریہ بیان فرما دیا تھا:۔

جملہ اجزاءِ جہاں زاں حکم پیش جفت جفت و عاشقاں جفتِ خویش
دنیا کے تمام اجزاء جوڑ جوڑ ہیں اور ہر ایک اپنے جوڑے کا عاشق ہے

آسماں گوید زمیں را مرحبا با توام چوں آہن و آہن رُبا
آسمان، زمین کو خوش آمدید کہتا ہے کہ میری تیری مثال لوہے اور مقناطیس کی سی ہے

فرمایا کہ اجرامِ فلکی کی کشش کی بنیاد پر زمین بیچ میں معلق ہے اور اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے مقناطیس کا ایک گنبد بنایا جائے اور لوہے کا ایک ٹکڑا بیچ میں کر دیا جائے تو وہ معلق ہو کر رہ جائے گا۔

آں حکیمش گفت کز جذبِ سما از جہاتِ شش بماند اندر ہوا
اُس حکیم نے اُس سے کہا کہ آسمان کی وجہ شش جہات کی کشش کی وجہ سے زمین فضا میں معلق ہے

چوں ز مقناطیس قبہ ریختہ درمیاں ماند آہنے آویختہ
جس طرح کہ مقناطیس کا گنبد ہو اور اُس کے درمیان لوہے کا ٹکڑا لٹکا ہو

تجاذبِ ذرات

اب یہ بات مسلمات میں سمجھی گئی ہے کہ اجسام کی ترکیب ذرات سے ہے اور اِن ذرات میں باہمی کشش اور تجاذب ہے اور تمام اجسام کے ذرات میں کشش اور تجاذب یکساں نہیں ہے بعض اجسام کے ذرات میں باہمی کشش بہت بڑھی ہوئی ہے اور بعض میں کم جیسا کہ لوہا اور لکڑی۔ اس مسئلہ کو سینکڑوں سال قبل مولانا نے بیان فرمایا:۔

میلِ ہر جزئی بہ جزئی می نہد ز اتحادِ ہر دو تولیدے جہد
ہر جزئی کا ایک جزئی کی طرف میلان ہے دونوں کے اتحاد سے پیدائش ہوئی ہے

اِن اشعار میں مولانا نے تجاذب کی کیفیت کو عشق سے تعبیر کیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ نباتات کے جو اجزاء ہیں وہ جمادی ہیں لیکن اُن میں اور نباتی اجزاء میں کیونکہ کشش ہے لہٰذا وہ جمادی اجزاء نباتیت اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح نباتی اجزاء حیوانی اجزاء بن جاتے ہیں۔ اگر یہ کشش نہ ہو تو عالم میں مرکبات کا فقدان ہو جائے۔

تجددِ امثال

مولانا بحر العلوم نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تجددِ امثال یہ ہے کہ کائنات کی صورتیں ہر آن تبدیل ہو رہی ہیں۔ ایک صورت زائل ہوتی ہے اور دوسری صورت اُس کی جگہ لے لیتی ہے اور ذات اسی طرح باقی رہتی ہے، چونکہ مٹنے والی صورت آنے والی صورت جیسی ہے۔ اس وجہ سے اِس تبدیلی کا احساس نہیں ہوتا ہے اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلی صورت علیٰ حالہا باقی ہے۔ جدید تحقیقات اِس مسئلہ

کی تصدیق کرتی ہیں۔ مولانا نے اِس
مسئلہ کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتے ست
مصطفیٰ فرمود دنیا ساعتے ست

ہر لحظہ تیری موت اور واپسی ہے۔ اِسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا ایک ساعت کی ہے

ہر نفس نو مے شود دنیا و ما
ہر سانس میں دنیا نئی بن رہی ہے

بے خبر از نو شدن اندر بقا
ہم اُس کے نئے بننے سے بے خبر ہیں

عمر ہمچو جوئے نو نو می رسد
زندگی نہر کے پانی کی طرح نئی نئی آتی رہتی ہے

مُستمرے می نماید در جسد
بدن میں مسلسل نظر آتی ہے

شاخِ آتش را بہ جنبانی بساز
جلتی لکڑی کو تیزی سے گھماؤ

در نظر آتش نماید بس دراز
تو دیکھنے میں ایک لمبی آگ نظر آئے گی

انسان کی زندگی کی بھی یہی صورت ہے۔ ہر لحظہ فنا اور بقا ہے۔ لیکن یہ تبدیلی اِس سرعت کے ساتھ ہے کہ زندگی مستقل اور مستمر محسوس ہوتی ہے اور اس کی مثال میں فرمایا کہ نہر کے پانی کی سطح مستقل نظر آتی ہے حالانکہ وہ سطح برابر بدل رہی ہے یا شعلہ کو اگر تیزی سے گھماؤ تو وہ ایک دائرے کی شکل میں نظر آنے لگتا ہے۔ حالانکہ ہر آن وہ شعلہ دائرے میں اپنی جگہ بدل رہا ہے لیکن تم اُسے محسوس نہیں کر رہے ہو۔

مسئلہ ارتقاء دنیا کی موجودات کو چار قسموں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ جمادات، نباتات، حیوانات، انسان۔ اب اِن میں یہ بحث ہے کہ آیا یہ چاروں قسمیں ابتداءِ تخلیق سے اِسی طرح سے مخلوق ہوئی ہیں یا ابتداءِ تخلیق میں صرف ایک چیز پیدا کی گئی تھی پھر اُس نے ترقی اور ارتقاء کیا ہے۔ وہ چیز جماد تھی پھر ترقی کر کے نبات بنی پھر ترقی کر کے حیوان بنی اور پھر ترقی کر کے انسان بن گئی۔ یہ آخری نظریہ ڈاروِن کی طرف منسوب ہے۔ مولانا شبلی کا خیال ہے کہ مولانا بھی ڈاروِن سے بہت پہلے اِسی ارتقاء کے قائل تھے اور اُس کے ثبوت کے لئے حسب ذیل اشعار پیش کئے ہیں:۔

آمدہ اوّل بہ اقلیمِ جماد
انسان شروع میں جماد تھا

وز جمادی در نباتی اوفتاد
جماد سے نبات بنا

سالہا اندر نباتی عمر کرد
سالوں نبات رہا

وز نباتی یاد ناورد از نبرد
لیکن نباتی زندگی اسے یاد نہیں ہے

وز نباتی چوں بہ حیوانی فتاد
نبات سے جب حیوان بنا

نامدش حالِ نباتی ہیچ یاد
نباتی حالت اُس کو یاد نہیں ہے

جز ہماں میلے کہ دارد سوئے آں
ہاں سوائے اُس میلان کے جو اُسکو نباتات کیطرف ہے

خاصہ در وقتِ بہارِ ضیمراں
خصوصاً موسم بہار میں ضیمران کے کھلنے کے وقت

ہمچو میلِ کودکاں با مادراں
سرِ میلِ خود نہ داند در لباں

جس طرح کا بچوں کا اُن کی ماؤں کیطرف میلان ہوتا ہے شیر خوارگی کے زمانہ میں بچے میلان کا راز نہیں جانتا

بازاز حیواں سوِ انسانیش — **میکشد آں خالقے کہ دانیش**

پھر حیوان سے انسان کی جانب — اسکو وہ خدا لے جاتا ہے جو اسکو جانتا ہے

ہمچنیں اقلیم تا اقلیم رفت — **تا شد اکنوں عاقل و دانا و زفت**

اسیطرح وہ ایک عالم سے دوسرے عالم کیطرف چلتا رہا — یہاں تک وہ عاقل و دانا اور فربہ بن گیا

مولانا کے یہ اشعار صاف لفظوں میں بتا رہے ہیں کہ مولانا انسان کی ابتدائی خلقت جمادی مانتے ہیں پھر اس سے ترقی کر کے اس نے جسمِ نباتی اختیار کیا۔ پھر عالمِ نباتات سے وہ جسمِ حیوانی بنا اور جسمِ حیوانی سے اس نے جسمِ انسانی اختیار کیا اور موسمِ بہار میں گل و گلزار کی طرف اُس کے میلان کو اُسکے عالمِ نباتات سے عالمِ حیوانات کی طرف منتقل ہونے کی دلیل بتا رہے ہیں۔

وجود کے مراتب

وجود صرف مادّی ہے یا اُس کے مراتب ہیں اور اولی درجہ مادی وجود کا ہے نیز علم کے حصول کا ذریعہ صرف حواس ہیں یا اِس کے ماورا بھی کچھ علم کے اسباب ہیں۔ اِن دونوں مسئلوں میں اِختلاف چلا آرہا ہے۔ مادّے کے قائل تو یہ کہتے ہیں کہ وجود کا مدار صرف مادّے پر ہے اور مادّی وجود کے علاوہ اور کوئی وجود نہیں ہے، حصولِ علم کے بارے میں بھی لامحالہ اُن کا یہ خیال ہے کہ وہ صرف عقل اور حواس کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ گروہ نہ نفس یا روح کی مستقل حیثیت تسلیم کر سکتا ہے اور نہ خدا کا قائل ہو سکتا ہے اور نہ حیات بعد الموت کا۔ اُن کے نزدیک روح کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہے بلکہ وہ عناصر کی خاص ترکیب کی پیداوار ہے۔ جس طرح ساز کے تاروں کے ایک خاص نظم و ضبط سے ایک نغمہ پیدا ہوتا ہے اِسی طرح وجود کے ذرات کی خاص ترتیب عقل و شعور پیدا کر دیتی ہے جب ساز ٹوٹ جائے تو نغمہ بھی ناپید ہو جائیگا۔ اہلِ شرع اِس نظریہ کو الحاد قرار دیتے ہیں۔ مولانا روم نے بھی مثنوی میں جابجا اِس مسئلہ پر اظہارِ خیال کیا ہے اور بتایا ہے کہ وجود کے مختلف مراتب ہیں اور وجود کا ہر مرتبہ اپنی مخصوص عقل اور اسباب و علل کا مخصوص نظام رکھتا ہے جیسے جیسے وجود کے مراتب میں ترقی ہوتی ہے ویسے ہی علم اور اسکے ذرائع میں بھی اِرتقاء ہوتا ہے۔ نباتی وجود اور عقل جمادی وجود و عقل سے بالاتر ہے اور نباتات کا شعور جمادات کے شعور سے بڑھا ہوا ہے۔ اِسی طرح حیوانات کا شعور نباتی شعور سے زیادہ بہتر اور وسیع ہے اور پھر حیوانات میں بھی عقل و شعور کے مراتب میں تفاوت ہے۔ انسان تمام حیوانات میں بالاتر ہے اور اُس کی نوع کے افراد میں بھی عقل و شعور میں بیحد تفاوت ہے۔ ایک طرف جنگلی انسانوں کا شعور ہے دوسری طرف حکماء کے شعور کی بلند پروازی ہے۔ مولانا نے فرمایا۔ انسان کے وجود کا اِرتقاء اور اُس کی عقل کا اِرتقاء اِس مرحلہ پر پہنچ کر بھی نہیں رُکتا ہے بلکہ حکماء کے علاوہ انبیاء اور اولیاء کا ایک طبقہ ہے جو حکماء کے مقابلہ میں زیادہ کاشفِ اسرار ہے سمجھے جاتے ہیں۔

باز غیر از عقل و جانِ آدمی — **ہست جانے در نبی و در ولی**

عام انسانی جان اور عقل کے علاوہ — نبی اور ولی میں ایک اور جان ہے

وحی والہام و نبی

مولانا وحی و الہام میں فرق نہیں کرتے ہیں۔ اور

الہامات نیز اُس بصیرت کے لئے بھی جو عقل وحس سے ماورا ہے وحی کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ انسان کے حواسِ ظاہری کے علاوہ انسان میں حواسِ باطنی بھی ہیں جن سے اُن باتوں کا انکشاف ہوتا ہے جو حواسِ ظاہری کے اِدراک سے باہر ہیں۔

پنج حسّے ہست جز ایں پنج حس
اِن حواسِ خمسہ کے علاوہ اور حواسِ خمسہ ہیں

آں چو زرِ سُرخ وایں حسہا چو مس
سونا جیسے ہیں اور یہ تانبا ہیں

آئینہ دل چوں شود صافی و پاک
دل کا آئینہ جب پاک و صاف ہو جاتا ہے

نقشہا بینی بروں از آب و خاک
آب و خاک کے علاوہ وہ اور نقش دیکھتا ہے

پس محلِ وحی گردد گوشِ جاں
پھر جان کا کان وحی کا محل بن جاتا ہے

وحی چہ بود گفتن از حسِّ نہاں
وحی کیا ہے؟ اسی پوشیدہ حس کی گفتگو

اِس اِدراک کو وحی کہیئے یا اِلہام، یہ عقل سے بالاتر حسِ باطن کا اِنکشاف ہوتا ہے۔ چونکہ عوام وحی کو انبیاء کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں۔ لہٰذا صوفیاء اِس قسم کے انکشافات کو وحیِ دل کہہ دیتے ہیں۔

از پئے رُوپوشِ عامہ در جہاں
دنیا میں عوام سے چھپانے کے لئے

وحی دل گویند او را صوفیاں
اُس کو صوفی دل کی وحی کہہ دیتے ہیں

نبی کا لفظ بھی عام طور پر ایک خاص معنیٰ میں بولا جاتا ہے لیکن مولانا اونچے درجہ کے مصلحین کے لئے بھی لفظ نبی بولتے ہیں۔

فکر کُن در راہِ نیکو خدمتے
بھلائی کے راستہ میں خدمت کی فکر کر

تا نبوّت یابی تو از اُمّتے
تاکہ اُمّت میں رہتے ہوئے تو نبوت پالے

مولانا کی اصطلاح میں نبی اور وحی کے ایسے عام معنیٰ ہیں جو اصطلاحی نبی اور وحی سے وسیع تر ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

ایں نجوم و طب وحیِ انبیاء ست
یہ طب اور نجوم نبیوں کی وحی ہے

عقل و حس را سوئے بے سُوزہ کجا ست
عقل اور حس کو بے جہت چیز کا راستہ نہیں ملتا ہے

قابلِ تعلیم فہم ست ایں خرد
اس عقل میں فہم و تعلیم کو قبول کرنے کی صلاحیت ہے

لیک صاحب وحی تعلیمش دہد
لیکن صاحب وحی اُس کو تعلیم دیتا ہے

جملہ حرفتہا یقیں از وحی بود
یقیناً تمام ہنر ابتداءً وحی کے ذریعہ معلوم ہوئے

اوّل اوّل عقل اُو را بر فزود
پھر عقل نے ان میں اضافہ کیا ہے

مولانا کا یہ بھی خیال ہے کہ جب دل محلِ وحی ہوتا ہے تو وہ اپنی ملکوتی قوت کو متمثل کر کے پیش کرتا ہے۔ کوئی دوسری شخصیت پیغام رساں نہیں ہوتی ہے۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ جبرئیل کچھ کہہ رہے ہیں حالانکہ خود نبی کی قوتِ ملکوتی یہ تمثل اختیار کر لیتی ہے۔ جیسا کہ خواب میں انسان دیکھتا ہے کہ دوسرا شخص اُس سے ہم کلام ہے حالانکہ خود اُس کا قلب

دوسرے کو منتقل کرکے پیش کردیتا ہے۔

مولانا بحر العلوم نے مولانا کے اشعار کی شرح کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا جبرئیلؑ جو رسولوں کے سامنے آتے ہیں اور اللہ کی جانب سے وحی لاتے ہیں وہ ایک جبریلیہ حقیقت ہے جو رسولوں کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے اور یہ قوت وہ صورت اختیار کرلیتی ہے جو عالم مثال میں اس کے لئے پوشیدہ تھی۔ وہ رسولوں کے پاس حاضر ہوتی ہے اور اللہ کا پیغام پہنچاتی ہے تو رسول خود اپنے آپ سے فیض حاصل کرتے ہیں نہ کہ کسی دوسرے تو جو کچھ رسول دیکھتے ہیں وہ انھیں کے خزانہ کی پوشیدہ چیز ہے۔ مولانا کے نزدیک روح انسانی کے عروج کے منازل ہیں۔ ایک وہ مقام آتا ہے جہاں روحِ انسانی کا روحِ الٰہی سے غایت درجہ کا اتصال ہوجاتا ہے

اتصالے بے تکیف بے قیاس
اللہ تعالیٰ کا انسانوں سے اتصال ہے

ہست ربّ الناس را با جانِ ناس
جو قیاس اور بیان سے باہر ہے

اس مقام پر پہنچ کر حکمت کا طالب خود حکمت کا منبع بن جاتا ہے اور اس مقام پر پہنچ کر خود انسانی قلب لوحِ محفوظ بن جاتا ہے۔

لوحِ حافظ لوحِ محفوظے شود
حافظ کا دل لوحِ محفوظ بن جاتا ہے

روحِ اُو از روح محفوظے شود
اس کی روح خدا سے محفوظ ہوتی ہے

اس حالت میں الٰہی کلام اور فرمان خود اس کے دل سے ابھرتا ہے اور یہ احسنُ التقویم والا انسان جب روحانی بلندیوں پر پہنچتا ہے تو خود اس کی یہ کیفیت ہوجاتی ہے۔

پس محلِ وحی گردد گوشِ جاں
روح کا کان وحی کا محل بن جاتا ہے

وحی چہ بود گفتن از حسِ نہاں
وحی کیا ہے، پوشیدہ حس کی گفتگو

گوشِ جان و چشمِ جاں جز ایں حس ست
روح کے کان اور آنکھ ان حواس کے علاوہ ہیں

گوشِ عقل و چشمِ ظن زاں مفلس ست
عقل کا کان، اور ظن کی آنکھ ان سے محروم ہے

پنبۂ وسواس بیروں کن ز گوش
وسوسوں کی روئی کان سے نکال

تا بگوشت آمد از گردوں خروش
تاکہ تیرے کان میں آسمانی آوازیں آئیں

وحی، نبی، جبرئیل اور لوحِ محفوظ کے بارے میں مولانا کے خیالات اجمالی طور پر ہم نے عرض کردیئے ہیں تاکہ مولانا کا کلام سمجھنے میں سہولت ہو لیکن ظاہر ہے کہ یہ مولانا کے اپنے خیالات ہیں اور ارباب شرع کو ان میں ردّ و قبول کا حق ہے اِن میں سے جو چیزیں ظاہرِ نصوص سے ٹکرائیں وہ یقیناً دوسروں کیلئے لائق قبول نہ ہوں گی۔ بزرگوں کے مکاشفات اسی وقت تک حجت ہیں جب تک کہ وہ اصولِ شرع کے موافق ہوں۔

بعض اصطلاحیں صوفی وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو غیر اللہ سے محفوظ رکھے دل میں کوئی شیطانی خطرہ نہ آنے دے۔ عبادت و ریاضت میں اصولِ شرع اور سنتِ رسول پر قائم رہے۔

ابن الوقت۔ وہ صوفی کہلاتا ہے جو اسرار اور واردات سے مغلوب الحال ہوجائے، اسرار کا اظہار کردے

خوارق اُس سے ظاہر ہو جائیں اور احکام ظاہری کی مخالفت کر بیٹھے۔ ابن الوقت ہی کو قلندر اور رند بھی کہدیا جاتا ہے۔ ابن الوقت اُس صوفی کو بھی کہا جاتا ہے جو مقتضائے وقت پر عمل کرے۔ یہ معنیٰ پہلے معنیٰ سے عام ہیں۔ جو اصطلاحی ابن الوقت اور ابوالوقت دونوں کو شامل ہیں۔

ابوالوقت۔ وہ صاحبِ مقام صوفی کہلاتا ہے جو آدابِ شریعت کا پورا پاس کرے۔ حالات اور واردات میں نفس اور روح پر قابو رکھے۔ خداوندی حکمت کے مقتضیٰ کو سمجھتے ہوئے کرامات اور خوارق پر قابو رکھے۔ ابوالوقت کا مقام ابن الوقت سے بہت اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔

ابدال۔ اولیاء اللہ کی وہ جماعت ہے جو کسی دوسری شخصیت کو اپنی شکل وصورت میں تبدیل کر سکتی ہو ان کی تعداد سات ہوتی ہے۔ دنیا کی ساتوں اقلیموں میں سے ہر اقلیم کا اُن میں ایک قطب ہوتا ہے۔

نقباء۔ اولیاء اللہ کی وہ جماعت کہلاتی ہے جن میں سے ہر ایک آسمان کے بارہ برجوں میں سے ہر برج سے متعلق ہوتا ہے اور اُس برج کے نجوم وکواکب کی تاثیرات سے اُس کا تعلق ہوتا ہے۔ ان نقباء کو بھی ابدال کہہ دیا جاتا ہے۔

رجبیوں۔ اولیاء کی وہ جماعت کہلاتی ہے جو رجب کے مہینہ میں اپنی جگہ مقیم رہتی ہے باقی پورے سال عالم میں گشت کرتی رہتی ہے رجب کے پہلے دن اُن پر اس قدر بوجھ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کسی عضو کو حرکت تک نہیں دے سکتے ہیں دوسرے دن یہ بوجھ کم ہو جاتا ہے اور تیسرے دن بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ اُن کو پورے سال کشف رہتا ہے۔ اُن کی تعداد چالیس ہوتی ہے۔

عالمِ خلق یا عالمِ شہود۔ یہ دنیا کہلاتی ہے جہاں اشیاء اپنے مادے اور مقدار کے ساتھ موجود ہیں۔

عالمِ مثال۔ وہ عالم ہے جو عالمِ خلق سے بالا ہے وہاں اشیاء میں مقدار تو ہے مادہ نہیں ہے۔

عالمِ امر یا عالمِ روح۔ وہ عالم ہے جو عالمِ مثال سے بھی بالا ہے اور وہاں اشیاء بغیر مادہ اور مقدار کے موجود ہیں۔

واصل بحق۔ وہ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں جو مادی خواص سے پاک وصاف ہو کر سراپا روح بن جاتے ہیں اور اُن کا اضطرابِ عشق، وصل کے سکون سے بدل جاتا ہے۔ اِن کو سالکِ واصل بھی کہا جاتا ہے اور سالکِ طالب وہ ہے جو ابھی اِس درجہ تک نہ پہنچا ہو۔

ولی۔ وہ شخص ہے جو اللہ کی ذات وصفات کو پہچانے، ہمیشہ طاعات بجالائے، محرمات سے بچے، لذتوں اور شہوتوں میں منہمک نہ ہو، نجاستوں سے بچتا ہو، فرائض کا تارک نہ ہو، مجنون اور پاگل نہ ہو، شرمگاہ اور بدن کو برہنہ نہ رکھتا ہو۔

اہلِ ارشاد۔ وہ اولیاء اللہ ہیں جن کے سپرد مخلوق کی ہدایت، قلوب کی اصلاح وتربیت اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کی تعلیم ہوتی ہے، ان اولیاء میں سے جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے وہ قطب الارشاد کہلاتا ہے۔

اہلِ تکوین۔ وہ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جن کے سپرد مخلوق کے معاش کی اِصلاح، دنیا کا انتظام، مصائب کا دفع کرنا ہوتا ہے۔ اُن میں سے جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے وہ قطبُ التکوین کہلاتا ہے۔

لطائف ستہ۔ روح، نفس، قلب، سِر، خفی، اخفیٰ۔ سالک اپنے جسم کے ان مقامات کو ذاکر و شاغل بناتا ہے۔

صحو۔ وہ حالت ہے جس میں ظاہری و باطنی اَحکام میں فرق باقی رہتا ہے۔

سُکر۔ وہ کیفیت ہے جس میں سالک کے لئے ظاہری اور باطنی اَحکام میں امتیاز اُٹھ جائے۔

انبساط، بسط۔ وہ کیفیت ہے جس میں مسلسل واردات غیبی کی وجہ سے روح میں نشاط رہتا ہے۔

انقباض، قبض۔ وہ کیفیت ہے جس میں وارداتِ غیبی کے اِنقطاع کی وجہ سے روح کو ایک تنگی اور گرفتگی محسوس ہوتی ہے۔

محو اور فنا۔ وہ کیفیت ہے جس میں سالک اپنی ہستی کو مٹا دے اس کے بالمقابل اِثبات ہے۔

ہشت بہشت۔ خلد، دارالسلام، دارالقرار، جنّتِ عدن، جنّت الماویٰ، جنّت النعیم، علیّین، فردوس۔

ہفت دوزخ۔ سقر، سعیر، لظیٰ، حاطمہ، جحیم، جہنّم، ہاویہ۔

من و سلویٰ۔ بنی اسرائیل کو تیہ کے میدان میں خدا کی جانب سے من جو کہ ترنجبین کی طرح کی ایک چیز تھی اور سلویٰ جو بٹیروں جیسے پرندے تھے، کھانے کے لئے عطا ہوئے۔

علمِ اَحکام۔ وہ علم ہے جو قانونِ کلی کی صورت میں انبیاء اور مُرسلین کو دیا جاتا ہے۔

علم لدنی۔ وہ علم بھی کہلاتا ہے جو خاص جزئی معاملہ میں کسی کلیہ سے اِستثنائی طور پر عنایت ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت خضرؑ کو بچے کے قتل کے سلسلہ میں حاصل ہوا۔

عہدِ الست۔ قرآنِ پاک میں مذکور ہے کہ ازل میں حضرتِ آدمؑ کی ذرّیت سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو سب نے جواب میں کہا تھا "بلیٰ" کیوں نہیں اِس قول و قرار کو میثاقِ الست اور عہد الست کہا جاتا ہے۔

قصص

اصحاب کہف۔ اُن بزرگوں کی جماعت ہے جو دقیانوس کے زمانہ میں پیغمبر وقت پر ایمان لائے تھے اور بادشاہ کے ظلم سے بچنے کیلئے ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ خدا کی قدرت سے اُن کو ایسی نیند آئی کہ ہزاروں برس گذر گئے اور وہ اسی خواب استراحت میں پڑے ہیں، نہ کھاتے پیتے ہیں نہ جاگتے ہیں، آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور بظاہر بیدار معلوم ہوتے ہیں۔

ہاروت و ماروت و زہرہ۔ مشہور ہے کہ زہرہ ایک حسین عورت تھی، ہاروت و ماروت جو دو فرشتے تھے وہ اُس سے زنا کر بیٹھے جس کی پاداش میں اُن دونوں کو بابل کے ایک کنوئیں میں اُلٹا لٹکا دیا گیا ہے اور زہرہ اُس اسم اعظم کے ذریعہ جو اُس نے اُن فرشتوں سے سیکھا تھا آسمان پر چڑھ گئی ہے جس کو وہاں مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا گیا ہے۔

اور دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ قصہ یہود کا من گھڑت ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ امر واقعہ صرف اس قدر ہے جس کو قرآن نے ذکر کیا ہے کہ ہاروت و ماروت کو سحر کی تعلیم دینے کے لئے دنیا میں بھیجا گیا تھا جس سے نیک و بد کی آزمائش مقصود تھی۔

اَصحابُ الاُخدُود۔ سورہ بروج میں ہے۔ قُتِلَ اَصحابُ الاُخدُودِ النَّارِ ذَاتِ الوَقُودِ اِذ ھُم عَلَیھَا قُعُودٌ وَّھُم عَلٰی مَا یَفعَلُونَ بِالمُؤمِنِینَ شُھُودٌ۔ خندقوں والے ہلاک ہوئے، جو آگ کی تھیں، جن میں ایندھن تھا جبکہ وہ خندقوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو بد سلوکی مومنوں کے ساتھ کر رہے تھے اُس کو دیکھتے تھے۔ حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک لڑکا ایک جادوگر کے پاس جادو سیکھنے جاتا تھا، اُس کے راستہ میں ایک خدا رسیدہ راہب کا گرجا گھر تھا۔ یہ لڑکا اس راہب سے مانوس ہو گیا اور اس سے فیض حاصل کرنے لگا۔ ایک روز یہ لڑکا جا رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ لوگ ڈرے ہوئے راستہ پر کھڑے ہیں۔ آگے جانے کی ہمت نہیں کر رہے ہیں اس نے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ ایک خونخوار شیر نے راستہ روک رکھا ہے۔ یہ لڑکا آگے بڑھا اور اس نے خدا کا نام لے کر ایک پتھر شیر کے مارا تو شیر ہلاک ہو گیا۔ اس واقعہ سے اس لڑکے کی شہرت ہوئی اور لوگ اس کے گرد جمع ہونے لگے اور مومن بننے لگے۔ ان واقعات کا بادشاہ کو علم ہوا تو وہ بہت برہم ہوا اس لئے کہ وہ خود خدائی کا مدعی تھا اور اس نے لڑکے کو ہلاک کرنے کا حکم دیدیا۔ اس لڑکے کو پہاڑ پر سے پھینکا گیا لیکن وہ ہلاک نہ ہوا، اس کو دریا میں غرق کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ غرق نہ ہوا۔ تب اُس لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ اگر تو مجھے ہلاک ہی کرنا چاہتا ہے تو صرف ایک تدبیر ہے کہ تو بِسمِ اللہِ رَبِّ ھٰذَا الغُلَام کہہ کر میری طرف تیر چلا تو میری موت واقع ہو جائے گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور لڑکا شہید ہو گیا۔ اس پر جو مجمع تھا وہ سب کا سب مومن ہو گیا۔ بادشاہ نے اُن کو ہلاک کرنے کیلئے خندقیں کھدوائیں اور اُن میں آگ جلائی اور اُن مومنوں کو آگ میں جلوایا۔

لَیلۃُ التَّعرِیس۔ آخری شب کے پڑاؤ والی رات۔ ۷ ہجری میں غزوۂ خیبر سے واپسی پر آپ نے وادی القریٰ اور تیماء کا رخ کیا وہاں سے واپسی پر آنحضورؐ اور صحابہ کرامؓ رات بھر مشغول سفر رہے۔ صبح کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا کہ وہ نہ سوئیں اور فجر کی نماز کے وقت سب کو جگا دیں لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر بھی نیند کا غلبہ ہو گیا اور سب کی آنکھ جب کھلی جبکہ سورج نکل آیا تھا اور فجر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہاں سے فوراً کوچ کرو، اور کچھ آگے جا کر پڑاؤ کیا اور نماز پڑھی۔ مولانا نے اپنے اشعار میں اس نیند کو استغراقی کیفیت سے تعبیر کیا ہے۔

حضرت سلیمان اور انگوٹھی۔ مشہور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک عورت سے نکاح کر لیا جو پوشیدہ طور پر بت پرست تھی۔ اسکی پاداش میں یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ کی وہ انگوٹھی جس کے اثر سے اُن کی حکومت جن و انس پر قائم تھی وہ ایک صخر نامی یا سیدلو نامی جن نے چرالی اور وہ اس انگوٹھی کے اثر سے حضرت سلیمانؑ کے تخت پر قابض ہو گیا اور حضرت سلیمانؑ

روپوش ہوگئے۔ اپنی روپوشی کی حالت میں وہ ایک مچھیرے کے گھر کام پر لگ گئے۔ مچھیرے نے اپنی لڑکی کی شادی اُن سے کردی۔ کچھ عرصہ بعد وہ انگوٹھی اُس جن کے ہاتھ سے دریا میں گری اور اُس کو مچھلی نے نگل لیا۔ وہ مچھلی شکار ہو کر اُس مچھیرے کے گھر آگئی۔ مچھلی کے پیٹ سے انگوٹھی برآمد ہوئی تو حضرت سلیمانؑ نے اپنی انگوٹھی کو پہچان لیا اور اُس کی تاثیر سے دوبارہ اپنے تختِ سلطنت پر قابض ہوگئے۔ اِس روایت کی حیثیت افسانہ سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ نبی پر کسی شیطان یا جن کا اِس طرح کا غلبہ ممکن نہیں ہے۔ یہ محض ایک اسرائیلی روایت ہے جو عصمتِ انبیاء کے شرعی اصول کے بالکل منافی ہے لہٰذا یہ کسی طرح بھی قابلِ قبول نہیں ہو سکتی۔

مثنوی کی احادیث اور تفسیر حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلیدِ مثنوی میں فرمایا ہے کہ صوفیاء اور بزرگوں کے کلام میں ایسی احادیث پائی جاتی ہیں جو احادیث کی کتابوں میں نہیں ہیں اور محدثین کے نزدیک اُن کا حدیث ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے تو اِن بزرگوں کے اِس فعل کی دو توجیہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس طرح محدثین نے خواب کی احادیث پر حدیث کا اطلاق کر دیا ہے اِسی طرح اِن بزرگوں نے اپنے کشف وغیرہ کی بناء پر اُن کو احادیث کہہ دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اِن احادیث سے جو مقصد ہے وہ دوسرے شرعی دلائل سے ثابت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اِن احادیث کا غیر واقعی ہونا مقصد کے ثبوت کے لئے مُضر نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ غیر حدیث کو حدیث کیوں کہہ دیتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اِن بزرگوں پر حُسنِ ظن غالب رہتا ہے جو کچھ سن لیتے ہیں یا لکھا ہوا دیکھ لیتے ہیں اُس پر یقین کر لیتے ہیں۔ اُن کو زیادہ چھان بین کی عادت ہوتی ہے نہ مہلت۔ یہ وہ تبصرہ تھا جو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بہر حال مثنوی میں بہت سی احادیث وہ ہیں جو محدثین کی اصطلاح میں کسی طرح بھی حدیث کہلانے کی مستحق نہیں اور ایسی احادیث کو حدیث کہہ کر بیان کر دینے کے معاملہ میں محدثین کا طرزِ عمل بہت سخت ہے۔ اِسی طرح مولانا نے مثنوی میں صحابہ سے متعلق بعض ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جن کا ذکر صحابہ کے حالات پر مشتمل کتابوں میں کہیں نہیں ملتا ہے۔ نیز مولانا نے مثنوی میں بعض آیات کی وہ تفسیر کی ہے جو معتبر مفسرین کے نزدیک کسی طرح درست نہیں ہے۔ لہٰذا مثنوی کا مطالعہ کرنے والوں کو ان امور کا لحاظ رکھنا چاہئے اور مثنوی کا مطالعہ محض تصوف کی کتاب سمجھ کر کرنا چاہئے اور تصوف کے مسائل ہی میں اُس کو شمعِ راہ بنانا چاہئے۔ مولانا کی بیان کردہ احادیث و تفسیر پر اعتماد کرنا درست نہیں ہے۔

گذارش ارادہ نہ تھا کہ مقدمہ اس قدر طویل لکھا جائے لیکن حالات نے مجبور کر دیا اور مقدمہ نے کافی طوالت اختیار کر لی اور پھر بھی بعض بحثیں تشنۂ تکمیل رہ گئیں۔

آخر میں میرا اخلاقی فرض ہے کہ میں اُن مصنفین اور کتابوں کا ذکر کروں جن سے میں نے اپنے اس مقدمہ یا اصل کتاب میں استفادہ کیا ہے دعا کرتا ہوں کہ جو مصنفین بقیدِ حیات ہیں خدا اُن کو دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے نوازے اور جو اس جہانِ فانی سے چلے گئے ہیں خدا اُن کی مغفرت فرمائے اور اپنی اس کتاب کے ناظرین سے استدعا،

اور التجا کرتا ہوں کہ وہ مجھے بھی دعائے خیر
سے فراموش نہ فرمادیں۔

جن کتابوں سے میں نے استفادہ کیا وہ حسب ذیل ہیں:۔

کلیدِ مثنوی از مولانا اشرف علی رح
مفتاح العلوم از مولانا نذیر رضا عرشی
مثنوی مطبوعہ مطبع نامی کانپور
ملفوظاتِ رومی از عبدالرشید صاحب تبسم
حکمتِ رومی و تشبیہاتِ رومی از خلیفہ عبدالحکیم
سوانح مولانا روم از مولانا شبلی
نقدِ اقبال از میکش اکبرآبادی
مراۃ المثنوی از تلمذ حسین صاحب
رسالہ از سپہ سالار
رودِ کوثر از شیخ اکرام

بڑی ناسپاس گذاری ہوگی اگر میں اُن بزرگوں اور دوستوں کا ذکر نہ کروں جنھوں نے دورانِ کار میں طرح طرح سے میری مدد کی ہے۔ حضرت مولانا ابوالحسن صاحب زید نقشبندی مجددی زاد لطفہٗ نے پورا مقدمہ حرفاً حرفاً ملاحظہ فرما کر اس میں مذکور بحثوں پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔ اور مثنوی کے اشعار کے مطالب فہمی میں جگہ جگہ مجھے مدد دی۔ عزیزم مولانا مکرم احمد امام مسجد فتحپوری بھی شکریہ کے مستحق ہیں انھوں نے کتابت کی تصحیح میں میرا ہاتھ بٹایا۔ نیز سید نظام الدین صاحب رامپوری نے میرے پورے کام پر نظر ڈالی اور بھرپور تعاون کیا۔ فَلِلّٰہِ الشُّکْرُ۔

سجاد حسین
۹ ستمبر ۱۹۷۴ء

قطعۂ تاریخ

از جناب قمر سنبھلی

شیدی سجاد حسین اے عالمِ شیریں سخن
آپ کے زورِ قلم سے زندہ ہیں کچھ علم و فن

اس زمانے میں کہ ہے اپنی زباں بے دست و پا
قندِ پارس سے ہیں لذت یاب اربابِ وطن

یوں تو ہے یہ ہر زباں کے لفظ و معنیٰ کی امیں
فارسی سے ہے مگر اردو چمن اندر چمن

جملہ تصنیفاتِ سعدی کے تراجم حاشیے
جامۂ اردو سے دی دیوانِ حافظ کو پھبن

اک نئی تخلیق کا ہے اے قمر یہ سالِ طبع
مثنوی روم کا ہے خوب اردو پیرہن

۱۹۷۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بِشنو از نَے[1] چوں حکایت می کند — وز جدائیہا شکایت می کند

بانسری سے سن! کیا بیان کرتی ہے — اور جدائیوں کی (کیا) شکایت کرتی ہے؟

کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند — از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

کہ جب سے مجھے بنسلی سے کاٹا ہے — میرے نالہ سے مرد و عورت (سب) روتے ہیں

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق — تا بگویم شرحِ دردِ اشتیاق

میں ایسا سینہ چاہتی ہوں جو جدائی سے پارہ پارہ ہو — تاکہ میں عشق کے درد کی تفصیل سناؤں

ہر کسے کو دور ماند از اصلِ خویش — باز جوید روزگارِ وصلِ خویش[2]

جو کوئی اپنی اصل سے دور ہو جاتا ہے — وہ اپنے وصل کا زمانہ پھر تلاش کرتا ہے

من بہر جمعیتے نالاں شدم — جفتِ خوشحالان و بدحالاں شدم

میں ہر مجمع میں روئی — خوش اوقات اور بد احوال لوگوں کے ساتھ رہی

ہر کسے از ظنِ خود شد یارِ من — وز درونِ من نہ جست اسرارِ[3] من

ہر شخص اپنے خیال کے مطابق میرا یار بنا — اور میرے اندر سے میرے رازوں کی جستجو نہ کی

سِرِّ من از نالۂ من دور نیست — لیک چشم و گوش را آں نور نیست

میرا راز، میرے نالے سے دور نہیں ہے — لیکن آنکھ اور کان کے لئے وہ نور نہیں ہے

[1] نَے - بانسری۔ کز - کہ از؛ یہ شعر اور بعد کے پانچ شعر بانسری کا بیان ہیں۔ نیستاں - بانس کا جنگل۔ نفیر - آہ و زاری، فریاد۔ شرحہ شرحہ - پارہ پارہ۔ شرح - تفصیل۔ اشتیاق - شوق، عشق۔

[2] وصلِ خویش - روح، عالمِ ارواح میں بانسری، بنسلی میں لوٹنے کی مشتاق ہے۔ خوشحالاں - جو لوگ اپنی حالت سدھارے ہوئے ہیں۔ بدحالاں - وہ لوگ جنہوں نے دنیا سے لو لگائی ہے۔

[3] اسرار - سِرّ کی جمع بمعنی راز۔ سِرِّ من یعنی میرے نالہ کو سنکر چھپے ہوئے غم کو سمجھ سکتا ہے۔ آں نور - وہ نور باطنی جس سے میرا راز دیکھ اور سن سکے۔

تن زجان و جاں زتن مستور نیست
بدن، روح سے اور روح، بدن سے چھپی ہوئی نہیں ہے

لیک کس را دیدِ جاں دستور[1] نیست
لیکن کسی کے لئے روح کو دیکھنے کا دستور نہیں ہے

آتش ست ایں بانگِ نائے و نیست باد
بانسری کی یہ آواز آگ ہے، ہوا نہیں ہے

ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد
جس میں یہ آگ نہ ہو، وہ نیست (و نابود) ہو

آتشِ عشق ست کاندر نے فتاد
عشق کی آگ ہے جو بانسری میں لگی ہے

جوششِ عشق ست کاندر مے فتاد
عشق کا جوش ہے جو شراب میں آیا ہے

نے حریفِ ہر کہ از یارے بُرید
بانسری اُس کی ساتھی ہے جو یار سے کٹا ہو

پردہایش پردہائے ما درید
اُس کے راگوں نے ہمارے دل کے پردے پھاڑ دیئے

ہمچو نے زہرے و تریاقے[2] کہ دید
بانسری جیسا زہر اور تریاق کس نے دیکھا ہے؟

ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید
بانسری جیسا ساتھی اور عاشق کس نے دیکھا ہے؟

نے حدیثِ راہِ پُرخوں می کُند
بانسری خطرناک راستہ کی بات کرتی ہے

قصہ ہائے عشقِ مجنوں می کُند
مجنوں کے عشق کے قصے بیان کرتی ہے

دو دہاں داریم گویا ہمچو نے
بانسری کی طرح گویا ہم دو منہ رکھتے ہیں

یک دہاں پنہانست در لبہائے وے
ایک منہ اُس کے لبوں میں چھپا ہوا ہے

یک دہاں نالاں شدہ سوئے شما
ایک منہ روتا ہوا تمہاری جانب ہے

ہائے و ہوئے در فگندہ در سما
آسمان میں شور و غل مچائے ہوئے ہے

لیک داند ہر کہ اُو را منظر ست
لیکن جسے آنکھ میسر ہے وہ جانتا ہے

کایں فغانِ[3] ایں سرے ہم زاں سرست
کہ اس سرے کی آہ و فریاد اُس ہی جانب کی ہے

دمدمہ ایں نائے از دمہائے اوست
اِس بانسری کی آواز اسی کی پھونکوں کی وجہ سے ہے

ہائے و ہوئے روح از ہیہائے اوست
روح کا شور و غل اُسکی تنبیہات کی وجہ سے ہے

محرمِ ایں ہوش جز بیہوش نیست
اِس ہوش کا رازداں بیہوش کے علاوہ کوئی نہیں ہے

مر زباں را مشتری چوں گوش نیست
زبان کا خریدار کان جیسا کوئی نہیں ہے

گر نبودے نالۂ نے را ثمر
بانسری کی فریاد کا اگر کوئی نتیجہ نہ ہوتا

نے جہاں را پُر نہ کردے از شکر
بانسری دنیا کو شکر سے نہ بھرتی

در غمِ ما روزہا بیگاہ شد
ہمارے غم میں بہت سے دن ضائع ہوئے

روزہا با سوزہا ہمراہ شد
بہت سے دن سوزشوں کے ساتھ ختم ہوئے

[1] دستور نیست۔ بدن، روح کا مشاہدہ نہیں کرسکتا۔ نیست باد، بے عشق انسان کی موت بہتر ہے۔ آتش۔ بانسری میں سوزِ عشق ہے اور شراب میں جوشِ عشق۔ حریف۔ ہم پیشہ، دوست، دشمن دونوں معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ پردہ راگ، حجاب۔ زہر ہے۔ بانسری میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی۔

[2] تریاق۔ تریاک، وہ دوا جو زہر کو زائل کر دیتی ہے۔ حدیث۔ قصہ۔ بات۔ راہِ پُرخوں خطرناک راستہ۔ مجنوں۔ قیسِ عامری عرب کے مشہور عاشق کا لقب ہے۔ دو دہاں۔ بانسری کا ایک منہ بانسری بجانے والے کے منہ میں چھپا ہوا ہوتا ہے اُس کے دوسرے منہ سے جو آواز برآمد ہوتی ہے در اصل وہ بانسری بجانے والے ہی کی ہے اسی طرح ہمارے جملہ کام مشیتِ ایزدی کی وجہ سے ہیں۔

[3] ایں فغاں۔ بانسری کے ظاہری سوراخ سے جو فریاد برآمد ہو رہی ہے وہ اُس سوراخ کی آواز ہے جو بانسری بجانیوالے کے منہ میں چھپا ہوا ہے۔ دمدمہ۔ نقارہ کی آواز۔ دم۔ پھونک۔ ہائے و ہو۔ شور و غل۔ ہیہا۔ ہے کی جمع ہے جو تنبیہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ محرم۔ رازداں۔ ہوش۔ دانائی۔ ثمر بمعنی م

روزہا[1] گر رفت گو رو باک نیست — تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست
دن اگر گزر رہیں تو کہدو گزریں، پروا نہیں ہے — اے وہ کہ تجھ جیسا کوئی پاک نہیں ہے، تو رہے!

ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد — ہر کہ بے روزی ست روزش دیر شد
جو مچھلی کے علاوہ ہے اُس کے پانی سے سیر ہوا — جو بے روزی ہے اس کا وقت ضائع ہوا

در نیابد حالِ پختہ ہیچ خام — پس سخن کوتاہ باید والسلام
کوئی ناقص، کامل کا حال نہیں معلوم کر سکتا — پس بات مختصر چاہئے، والسلام

بادہ[2] در جوشش گدائے جوشِ ماست — چرخ در گردش اسیرِ ہوشِ ماست
شراب جوش میں ہمارے جوش کی محتاج ہے — آسمان، گردش میں ہمارے ہوش کا قیدی ہے

بادہ از ما مست شد نے ما ازو — قالب از ما ہست شد نے ما ازو
شراب، ہم سے مست ہوئی نہ کہ ہم اُس سے — جسم، ہماری وجہ سے پیدا ہوا ہے نہ کہ ہم اُس کی وجہ سے

بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست — طعمۂ ہر مُرغکے انجیر نیست
سچی بات سننے پر ہر شخص قادر نہیں ہے — انجیر، ہر حقیر پرندکی خوراک نہیں ہے

بند بگسل باش آزاد اے پسر — چند باشی بندِ سیم و بندِ زر
اے بیٹا! قید کو توڑ، آزاد ہو جا — سونے، چاندی کا قیدی کب تک رہیگا؟

گر بریزی بحر را در کوزۂ — چند گنجد قسمتِ یک روزۂ
اگر تو دریا کو ایک پیالے میں ڈالے — کتنا آئے گا؟ ایک دن کا حصہ

کوزۂ چشمِ حریصاں پُر نہ شد — تا صدف قانع نہ شد پُر دُر نہ شد
حریصوں کی آنکھ کا پیالہ نہ بھرا — جب تک سیپ نے قناعت نہ کی موتی سے نہ بھرا

ہر کرا[3] جامہ ز عشقے چاک شد — او ز حرص و عیب کُلی پاک شد
جس کا جامہ عشق کی وجہ سے چاک ہوا — وہ حرص اور عیب سے بالکل پاک ہوا

شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما — اے طبیبِ جملہ علتہائے ما
خوش رہ، ہمارے اچھے جنون والے عشق! — اے! ہماری تمام بیماریوں کے طبیب

اے دوائے نخوت و ناموسِ ما — اے تو افلاطون و جالینوسِ ما
اے ہمارے تکبر اور عزت طلبی کی دوا! — اے کہ تو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے!

جسمِ خاک از عشق بر افلاک شد — کوہ در رقص آمد و چالاک شد
خاکی جسم، عشق کی وجہ سے آسمانوں پر پہونچا — پہاڑ، ناچنے لگا اور ہوشیار ہو گیا

[1] روزہا۔ محبوب اگر باقی ہے تو ایامِ فراق کی بربادی کی کوئی پروا نہیں ساتھی۔ مچھلی، مراد عاشق ہے جو صرف عشق سے کبھی سیر نہیں ہوتا ہے۔ دیر شدن۔ ضائع ہونا۔ در نیابد۔ کامل عاشق کے احوال ناقص نہیں سمجھ سکتا، کمالِ عشق کی باتیں عام لوگوں کو سنانا بیکار ہے۔

[2] بادہ۔ شراب میں جو جوش کہاں وہ عشقِ صادق میں ہے۔ آسمان کی سیر و گردش مشہور ہے لیکن عاشقِ صادق کی سیر اُس سے بڑھا زیادہ ہے بر سماع۔ عاشق اپنے منازل کی سیر کی باتیں عوام کو سنائے تو وہ اُن کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں۔ بند بگسل۔ عشق میں کمال کی راہ یہ ہے کہ انسان ماسوا اللہ کی قید و بند سے آزاد ہو جائے۔ گر بریزی۔ دنیا کی حرص و ہوس کی لغویت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ صدف۔ سیپ، بارش کا ایک قطرہ لیکر منہ بند کر لیتا ہے تب اس میں موتی بنتا ہے۔

[3] ہر کرا۔ جذبۂ عشق سے ہی نفسانی رذائل دور ہوتے ہیں۔ شاد باش۔ جنونِ عشق سے بہتر کوئی چیز نہیں وہی تمام نفسانی رذائل کا معالج ہے، تکبر اور حبِ جاہ کی بیماری اسی سے جاتی ہے، وہی ان امراض کا افلاطون اور جالینوس ہے۔ افلاطون۔ حضرت عیسیٰ کے

عشق جانِ طور آمد عاشقا
اے عاشق! عشق طور کی جان بنا
طور مست و خرَّ موسیٰ صَعِقا
طور مست بنا اور موسیٰ بیہوش ہوکر گرے

سِرِّ پنہان ست اندر زیر و بم[1]
زیر و بم میں راز چھپا ہوا ہے
فاش اگر گویم جہاں برہم زنم
صاف صاف بیان کردوں تو دنیا کو درہم برہم کردوں

آنچہ نے می گوید اندر این دو باب
اِن دونوں معاملوں میں بانسری جو کچھ کہتی ہے
گر بگویم من جہاں گردد خراب
اگر میں بیان کر دوں دنیا تباہ ہو جائے

با لبِ دمسازِ خود گر جفتمے
اگر میں اپنے یار کے ہونٹ سے ملا ہوا ہوتا
ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے
بانسری کی طرح کہنے کی باتیں کہتا

ہر کہ او از ہم زبانے شد جدا
جو شخص دوست سے جدا ہوا
بے نوا شد گرچہ دارد صد نوا
بے سہارا بنا، خواہ سو سہارے رکھے

چونکہ گل رفت و گلستاں در گذشت
جب پھول ختم ہوا اور باغ جاتا رہا
نشنوی زیں پس ز بلبل سرگذشت[2]
اس کے بعد تو بلبل کی سرگذشت نہ سنیگا

چونکہ گل رفت و گلستاں شد خراب
جب پھول ختم ہوا اور باغ ویران ہوگیا
بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب
پھول کی خوشبو کس میں تلاش کریں؟ عرقِ گلاب میں

جملہ معشوق ست و عاشق پردۂ
تمام کائنات معشوق ہے اور عاشق پردہ ہے
زندہ معشوق ست و عاشق مردۂ
معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے

چوں نہ باشد عشق را پروائے او
جب عشق کو اُس کی پروا نہ ہو
او چو مرغے ماند بے پر، وائے او
وہ بے پر کے پرندے کی طرح ہے اُس پر افسوس ہے

پرّ و بالِ ما کمندِ[3] عشق اوست
ہمارے بال و پر اُس کے عشق کی کمند ہیں
مو کشانش می کشد تا کوئے دوست
اُس کے بال کھینچتی ہوئی اُس کو دوست کے کوچے تک لیجاتی ہے

من چہ گویم ہوش دارم پیش و پس
میں کیا کہوں کہ میں آگے پیچھے کا ہوش رکھتا ہوں
چوں نباشد نورِ یارم ہم نفس
جب کہ میرے دوست کا نور ساتھی نہ ہو

نورِ او در یمن و یسر و تحت و فوق
اُس کا نور دائیں بائیں - نیچے، اوپر ہے
بر سر و بر گردنم چوں تاج و طوق
تاج اور طوق کی طرح میرے سر اور گردن میں ہے

عشق خواہد کایں سخن بیروں رود
عشق چاہتا ہے کہ یہ بات ظاہر ہو
آئینہ ات غماز نبود چوں بود
تیرا آئینہ غماز نہ ہو تو کیوں کر ہو؟

[1] زیر و بم - نیچا، اونچا سُر۔ بانسری کے سروں میں وحدۃ الوجود کا راز پوشیدہ ہے۔ اگر اس مسئلہ کو واضح کیا جائیگا تو عوام نہ سمجھیں گے اور گڑبڑ پھیلے گی۔ دو باب یعنی زیر و بم۔ دمساز۔ یار، دوست۔ جفتمے۔ جفت ہوتے۔ نوا۔ ساز و سامان۔

[2] سرگذشت۔ بلبل، موسم بہار میں اپنے چہچہوں میں اپنے عشق کی داستان سناتی ہے، موسم خزاں موسم فراق ہے اس میں خاموش ہو جاتی ہے۔ آز گلاب۔ فراق میں بوئے یار ہی تسلّی کا سبب ہوتی ہے۔ جملہ۔ خدا کا ایک ہی وجود ہے جو تمام کائنات میں موجود ہے، ممکن کا وجود اُس کا محض ایک پردہ ہے۔ چوں نہ باشد رحمتِ خداوندی جبکہ بندہ کے شاملِ حال نہ ہو تو وہ بندہ بے بال و پر کا پرندہ ہے۔

[3] کمند۔ وہ رسی جس سے شکار پھانسا جاتا ہے۔ یعنی اُس کا عشق ہمارے لئے کمند کا کام کرتا ہے۔ من چہ۔ جب تک نورِ خداوندی شاملِ حال نہ ہو انسان مدہوش ہے۔ عشق خواہد۔ عشقِ خداوندی کا تقاضا ہے کہ ہر قلب پر اُس کی تجلّی ہو لیکن زنگ آلود دلِ تجلّی کو قبول نہیں کرتا۔ غماز۔ وہ آئینہ جس میں عکس پڑتا ہو۔

آئینہ ات دانی چرا غمّاز نیست
تو جانتا ہے تیرا آئینہ غماز کیوں نہیں ہے؟
زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست
اس لئے کہ زنگ اس کے چہرے سے علیحدہ نہیں ہے

آئینہ کز زنگ و آلایش جداست[1]
وہ آئینہ جو زنگ اور میل سے دور ہے
پُر شعاع نورِ خورشیدِ خداست
وہ خدا کے نور کے آفتاب کی شعاعوں سے بھرا ہے

رَو، تو زنگار از رخِ اُو پاک کن
جا، اُس کے رُخ سے زنگ کو صاف کر
بعد ازاں آں نور را ادراک کن
اُس کے بعد اس نور کو حاصل کر

ایں حقیقت را شنو از گوشِ دل
اس حقیقت کو دل کے کان سے سُن
تا بروں آئی بکلّی ز آب و گل
تاکہ تو پانی اور مٹی سے بالکل نکل آئے

فہم گر دارید جاں را رہ دہید
اگر سمجھ رکھتے ہو تو روح کو راستہ دو
بعد ازاں از شوق پا در رہ نہید
اس کے بعد شوق سے راستہ پر چلو

حکایت عاشق شدنِ بادشاہ بر کنیزک و خریدنِ اُو

حکایت۔ بادشاہ کا لونڈی پر عاشق ہونا اور اُس کا اس لونڈی کو

آں کنیزک را و بیمار شدنِ کنیزک و درمانِ بیماری اُو

خریدنا اور لونڈی کا بیمار ہونا اور اُس کی بیماری کا علاج

بشنوید اے دوستاں ایں داستاں
اے دوستو! اس قصہ کو سنو
خود حقیقت نقدِ حالِ ماست آں
وہ خود ہمارے موجودہ حال کی حقیقت ہے

نقدِ حالِ[2] خویش را گر پے بریم
اگر ہم اپنی موجودہ حالت کا سراغ لگائیں
ہم ز دنیا ہم ز عقبیٰ بر خوریم
ہم دنیا سے بھی اور عقبیٰ سے بھی پھل کھائیں

بود شاہے در زمانے پیش ازیں
اب سے پہلے زمانہ میں، ایک بادشاہ تھا
مُلکِ[3] دُنیا بودش و ہم مُلکِ دیں
(جس کی حکومت) مُلکِ دنیا پر بھی تھی اور مُلکِ دین پر بھی

اتفاقاً شاہ روزے شد سوار
اتفاقاً! ایک دن بادشاہ سوار ہوا
با خواصِ خویش از بہرِ شکار
اپنے خواص کے ساتھ شکار کے لئے

بہرِ صیدے می شد اُو بر کوہ و دشت
پہاڑ اور جنگل میں وہ شکار کیلئے پھر رہا تھا
ناگہاں در دامِ عشق اُو صید گشت
اچانک وہ عشق کے جال میں شکار ہو گیا

یک کنیزک دید اُو بر شاہ راہ
اُس نے راستہ پر ایک لونڈی دیکھی
شد غلامِ آں کنیزک جانِ شاہ
بادشاہ کی جان اُس لونڈی کی غلام بن گئی

[1] آئینہ کز زنگ: مصفیٰ قلب پر تجلیات رب کا ظہور ہوتا ہے۔ آب و گل۔ یعنی مادّی جسم۔ فہم گر دارید انسان کو پہلے روح کی تربیت کرنی چاہئے اُسکے بعد راہِ عشق پر گامزن ہو۔

[2] نقدِ حال۔ فی الحال، یعنی ہمیں روح کے امراض کے ازالہ کے لئے ایک ایسے ہی طبیب کی ضرورت ہے جیسا کہ لونڈی کا معالج تھا۔ بر خوریم۔ بڑ پھل یعنی اگر ہم اپنی اصلاح کرلیں گے تو دنیا اور آخرت کے فائدہ سے بہرہ اندوز ہو سکیں گے۔

[3] مُلکِ دنیا۔ یعنی وہ دُنیا کی دولت کا مالک تھا اور نیک اعمال بھی تھا۔ خواص خاصہ کی جمع، خدمتگار، نوکر چاکر۔ صید شکار۔ صید شدن۔ عاشق ہو جانا۔ شاہراہ۔ عام راستہ

مرغِ جانش در قفس چوں در طپید — داد مال و آں کنیزک را خرید
اُس کی جان کا پرندہ جب پنجرے میں تڑپا — مال دیا اور اُس لونڈی کو خرید لیا

چوں خرید اُو را و برخوردار[1] شد — آں کنیزک از قضا بیمار شد
جب اُس نے اُس کو خرید لیا اور کامیاب ہو گیا — وہ لونڈی تقدیر سے بیمار ہو گئی

آں یکے خر داشت پالانش نبود — یافت پالاں گرگ خر را در ربود
ایک شخص کے پاس گدھا تھا اُس کا پالان نہ تھا — اُس نے پالان پالیا تو، گدھے کو بھیڑیا لے گیا

کوزہ بودش آب می نامد بدست — آب را چوں یافت خود کوزہ شکست
اُس کے پاس پیالہ تھا، پانی ہاتھ نہ آیا — جب پانی پایا خود پیالہ ٹوٹ گیا

شہ طبیباں جمع کرد از چپ و راست — گفت جانِ ہر دو در دستِ شماست
دائیں، بائیں سے بادشاہ نے طبیبوں کو جمع کیا — کہا، دونوں کی جان تمہارے ہاتھ میں ہے

جانِ من سہل ست و جانِ جانم او ست — دردمند و خستہ ام درمانم اوست
میری جان معمولی ہے، میری جان کی جان وہ ہے — میں دُکھی اور زخمی ہوں میرا علاج وہ ہے

ہر کہ درماں کرد مر جانِ مرا — بُرد گنجِ دُرّ و مرجانِ مرا
جس نے میری جان کا علاج کر دیا — وہ میرے موتی اور مونگے کا خزانہ لے گیا

جملہ گفتندش کہ جانبازی کنیم — فہم گرد آریم[2] و انبازی کنیم
سب نے کہا، ہم جان لڑا دیں گے — خوب غور کریں گے اور مِل کر کریں گے

ہر یکے از ما مسیحِ عالَم ست — ہر الم را در کفِ ما مرہم ست
ہم میں سے ہر ایک دنیا کا مسیحا ہے — ہمارے پاس ہر درد کا مرہم ہے

گر خدا خواہد نہ گفتند از بطر — پس خدا بنمود شاں عجزِ بشر
تکبر کی وجہ سے، انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا — تو خدا نے انسان کی مجبوری اُن پر واضح کر دی

ترکِ استثنا[3] مرادم قسوتے ست — نے ہمیں گفتن کہ عارض حالتے ست
انشاء اللہ نہ کہنے سے میری مراد، سیہ دلی ہے — یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ ایک عارضی حالت ہے

اے بسا ناوردہ استثنا بگفت — جانِ اُو با جانِ استثناست جُفت
بہت سے لوگوں نے انشاء اللہ کہے بغیر بات کہی ہے — لیکن اُن کی جان، انشاء اللہ کی روح کے ساتھ ہے

ہر چہ کردند از علاج و از دوا — گشت رنج افزوں و حاجت ناروا
جس قدر بھی انہوں نے علاج اور دوا کی — مرض بڑھا اور مقصد لا حاصل رہا

[1] برخوردار شدن۔ فائدہ اٹھانا۔ پالاَن۔ وہ گدا جو گدھے کی کمر پر بیٹھنے کے لئے کسا جاتا ہے۔ ربودن۔ اچک لینا یعنی اس دنیا میں پوری کامیابی حاصل نہیں ہوتی، بادشاہ نے لونڈی خریدلی لیکن اُسکی بیماری کی وجہ سے اُس سے لُطف اندوز نہ ہو سکا۔ ہر دو۔ معشوق کی موت عاشق کی موت ہے۔ سہل۔ آسان، ناچیز۔ درماَن علاج۔ دُرّ۔ موتی۔ مرجاَن مونگا۔

[2] گرد آوردن۔ جمع کرنا اَنبازی۔ شرکت یعنی باہمی مشورے سے علاج کریں گے۔ مسیح۔ حضرت عیسیٰؑ کا معجزہ تھا کہ اُن کے پھونک مارنے سے مریض اچھا ہو جاتا تھا۔ عالَم۔ جہان اَلَم۔ درد۔ خدا خواہد۔ انشاء اللہ کا ترجمہ ہے۔ بَطَر۔ تکبر عجز۔ کمزوری، بے بسی۔

[3] استثناء انشاء اللہ کہنا، یعنی محض زبان سے انشاء اللہ کہنا کوئی خاص معنی نہیں رکھتا دل میں یہ یقین ہونا چاہئے کہ ہر کام اللہ کی مشیت سے ہے۔ اگر دل کا یہ عقیدہ پختہ ہے تو زبان سے نہ کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ رنج۔ مرض، تکلیف۔ ناروا۔ یعنی مقصد پورا نہ ہوا۔

آں کنیزک از مرض چوں مُوئے[1] شد — چشمِ شاہ از اشکِ خوں چوں جوئے شد
وہ لونڈی مرض کی وجہ سے بال جیسی ہو گئی — بادشاہ کی آنکھ خون کے آنسو سے نہر کی طرح ہو گئی

چوں قضا آید طبیب اَبلہ شود — آں دوا در نفعِ خود گمرہ شود
جب موت آتی ہے طبیب بیوقوف ہو جاتا ہے — وہ دوا اپنا نفع پہونچانے میں گمراہ ہو جاتی ہے

از قضا سرکنگبیں صفرا فزود — روغنِ بادام خُشکی مے نمود
تقدیر سے سکنجبین نے صفرا بڑھایا — روغنِ بادام خُشکی بڑھاتا تھا

از ہلیلہ[2] قبض شد اطلاق رفت — آب آتش را مدد شد ہمچو نفت
ہیڑ سے قبض ہو گیا، دست ختم ہوئے — پانی، مٹی کے تیل کی طرح آگ کی مدد بن گیا

سُستی[3] دِل شد فزون و خواب کم — سوزشِ چشم و دل پُر درد و غم
دل کی سستی بڑھ گئی، نیند کم ہو گئی — آنکھوں میں جلن اور دل درد و غم سے بھر گیا

شربت و ادویہ و اسبابِ اُو — از طبیباں بُرد یکسر آبِ رُو
شربت اور دواؤں اور اُس کے اسباب نے — طبیبوں کی آبرو بالکل ختم کر دی

عاجز شدنِ طبیباں از معالجۂ کنیزک و ظاہر شدن

طبیبوں کا علاج سے عاجز آجانا اور بادشاہ کو معلوم ہو جانا

بر بادشاہ و رُو آوردنِ اُو بدرگاہِ بادشاہِ حقیقی

اور حقیقی بادشاہ کی طرف اُس کا رخ کرنا

شہ چوں عجزِ آں طبیباں را بدید — پا برہنہ جانبِ مسجد دوید
بادشاہ نے جب طبیبوں کی بے بسی دیکھی — ننگے پاؤں مسجد کی جانب بھاگا

رفت در مسجد سوئے محراب شد — سجدہ گاہ از اشکِ شاہ پُر آب شد
مسجد میں گیا، محراب کی جانب ہوا — بادشاہ کے آنسوؤں سے سجدے کی جگہ تر ہو گئی

چوں بخویش آمد ز غرقابِ فنا — خوش زباں بکشاد در مدح و ثنا
جب وہ فنا کی گہرائی سے نکل کر آپے میں آیا — مدح و ثنا میں خوب زبان کھولی

کاے کمینہ بخششت مُلکِ جہاں — من چگویم چوں تو می دانی نہاں
اے! وہ کہ دنیا کی سلطنت تیری معمولی بخشش ہے — میں کیا کہوں؟ تو خود پوشیدہ بات جانتا ہے

حالِ ما و ایں طبیباں سربسر — پیشِ لُطفِ عامِ تو باشد ہدر
ہمارا اور اِن طبیبوں کا حال سب کا سب — تیری عام مہربانی کے سامنے بیکار ہے

---

[1] مُوئے۔ بال۔ گمرہ۔ ابلہ۔ بیوقوف۔ گمرہ۔ منزلِ مقصود کے خلاف چلنے والا یعنی دوا نے اپنا فائدہ نہ دیا۔ سرکنگبیں سرکہ اور انگبیں بمعنی شہد سے مُرکب بنتا ہے اسی کو سکنجبین بھی کہتے ہیں۔ صفرا۔ بدن کی ایک خلط ہے، سکنجبین کا خاصہ صفرا کو کم کرنا ہے لیکن اُس نے اور بڑھا دیا، روغنِ بادام تری پیدا کرتا ہے لیکن اُس نے خشکی پیدا کر دی۔

[2] ہلیلہ۔ ہیڑ، یہ قبض کشا ہے لیکن اس نے قبض پیدا کر دیا اور بسہولت قضاءِ حاجت ہونی بند ہو گئی۔ نفت۔ مٹی کے تیل کی طرح کا ایک مادہ ہے جو بہت جلد آگ پکڑ لیتا ہے۔

[3] سُستیِ دل یعنی طبیبوں کے علاج سے اَمراض میں اور اضافہ ہو گیا۔ اسباب۔ یعنی مرض کی تشخیص۔ بخویش آمدن۔ ہوش میں آنا۔ غرقاب۔ پانی کی گہرائی۔ فنا۔ محویت، بے خودی۔ کمینہ۔ ادنیٰ۔ ہدر۔ بیکار۔

اے ہمیشہ حاجتِ ما را پناہ
اے! وہ کہ ہمیشہ ہماری حاجت کی پناہ ہے
بارِ[۱] دیگر ما غلط کردیم راہ
راستہ سے ہم پھر بھٹک گئے

لیک گفتی گرچہ می دانم سِرت
لیکن تونے کہا ہے، اگرچہ میں تیرا بھید جانتا ہوں
زود ہم پیدا کنش بر ظاہرت
تو بھی جلد اُس کو اپنی ظاہری حالت کے مطابق بیان کرنے

چوں بر آورد از میانِ جان خروش
جب اُس نے تہِ دل سے فریاد کی
اندر آمد بحرِ بخشایش بجوش
اُس کی بخشش کا دریا جوش میں آگیا

درمیانِ گریہ خوابش در ربود
روتے روتے اُس کو نیند آگئی
دید در خواب اُو کہ پیرے رُو نمود
اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ظاہر ہوئے

گفت اے شہ مژدہ[۲]! حاجاتت رواست
بولے، اے بادشاہ! بشارت ہے تیری حاجتیں پوری ہوگئیں
گر غریبے آمدت فردا۔ زماست
اگر کل کو کوئی اجنبی شخص آئے تو وہ ہماری طرف سے ہے

چونکہ آید اُو حکیمِ حاذق ست
جب وہ آئے تو ماہر طبیب ہے
صادقش داں کو امین و صادق ست
اُس کو سچا جاننا، وہ سچا اور ایماندار ہے

در علاجش سحرِ مطلق را ببیں
اُس کے علاج میں پورا جادو دیکھنا
در مزاجش قدرتِ حق را ببیں
اُس کے مزاج میں خدا کی قدرت دیکھنا

خُفتہ بود ایں خواب دید آگاہ شد
وہ سویا ہوا تھا، یہ خواب دیکھا جاگ اٹھا
گشتہ مملوکِ کنیزک شاہ شد
لونڈی کا غلام، بادشاہ بن گیا

چوں رسید آں وعدہ گاہ و روز شد
جب وعدہ کا وقت آگیا اور دن ہوگیا
آفتاب از شرق اختر سوز شد
سورج مشرق سے، ستاروں کو ختم کرنیوالا ہوگیا

بود اندر منظرہ[۳] شہ منتظر
بادشاہ جھروکہ میں، منتظر تھا
تا بہ بیند آنچہ بنمودند سِر
تاکہ اس بھید کو دیکھ لے جو اُس پر ظاہر کیا ہے

دید شخصے کاملے پُر مایۂ
اُس نے ایک شخص، کامل، پُر ہنر دیکھا
آفتابے در میانِ سایۂ
جو اندھیرے میں سورج تھا

می رسید از دور مانندِ ہلال
دور سے، چاند جیسا آرہا تھا
نیست بود و ہست بر شکلِ خیال
معدوم اور موجود تھا خیال کی طرح

نیست وَش باشد خیال اندر جہاں
دنیا میں خیال معدوم کی طرح ہوتا ہے
تو جہانے بر خیالے بیں رواں
تو دنیا کو بھی خیال کی طرح چلتی پھرتی چیز سمجھ

۱ بارِ دیگر۔ پہلی غلطی یہ ہوئی کہ طبیبوں پر بھروسہ کیا دوسری یہ ہے کہ تجھ علاّم الغیوب کو حال سنا رہا ہوں۔ لیکؔ۔ خدا نے فرمایا "اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ" مجھ سے دعا مانگو میں پوری کروں گا۔ رُو نمودن۔ ظاہر ہونا۔ مژدہ ۲۔ خوشخبری۔ حاجات۔ حاجت کی جمع۔ غریب۔ اجنبی، مسافر۔ زماست۔ یعنی وہ ہمارا بھیجا ہوا ہے۔ حاذق۔ ماہر، تجربہ کار۔ کو۔ کہ اُو۔ سحرِ مطلق۔ مکمل جادو۔ گشتہ مملوک۔ لونڈی کے غم میں غلاموں کی طرح مجبور محض تھا اب یہ خوشخبری سنکر شاہوں کی طرح غم سے آزاد ہوگیا۔ وعدہ گاہ۔ وعدہ کا وقت۔ اختر سوز۔ سورج کے نکلنے سے تارے روپوش ہوجاتے ہیں۔
۳ منظرہ۔ دریچہ، جھروکہ۔ منتظر۔ انتظار کرنے والا۔ سِر۔ راز، بھید۔ مایہ۔ پونجی۔ پُر مایہ یعنی معرفت علوم سے بھرا ہوا۔ ہلال۔ چونکہ وہ شخص عبادت اور ریاضت کی وجہ سے نحیف ولاغر تھا یا وہ عید کے چاند کی طرح تھا۔ خیال۔ کبھی موجود ہوتا ہے کبھی معدوم۔ وَش۔ مانند۔ جہانے۔ دنیا کا وجود بھی محض خیالی ہے۔

بر خیالے صلح شان و جنگ شاں — وز خیالے فخر شان و ننگ[1] شاں
اُن کی صلح اور لڑائی خیال کے مطابق ہوتی ہے — اُن کا فخر اور ذلّت خیال ہی سے ہے

آں خیالاتے کہ دامِ اولیاءست — عکسِ مہ رویانِ بُستانِ خداست
وہ خیالات، جو اولیاء کے لئے جال ہیں — خدا کے باغ کے حسینوں کا عکس ہیں

آں خیالے را کہ شہ در خواب دید — در رُخِ مہماں ہمی آمد پدید
وہ خیال جو بادشاہ نے خواب میں دیکھا — مہمان کے چہرے پر ظاہر ہوا

نورِ حق ظاہر بُود اندر ولی — نیک بیں باشی اگر اہلِ دلی
ولی میں اللہ کا نور ظاہر ہوتا ہے — اگر تو صاحبِ دل ہے، اچھی طرح دیکھ لیگا

آں ولیِ حق چو پیدا شد ز دور — از سراپایش ہمی می ریخت نور
وہ اللہ کا ولی جب دور سے نظر آیا — اُس کے سراپا سے نور برستا تھا

شہ بجائے حاجباں[2] در پیش رفت — پیشِ آں مہمانِ غیبِ خویش رفت
بادشاہ، دربانوں کی بجائے آگے بڑھا — اپنے غیبی مہمان کے سامنے آیا

ضیفِ غیبی را چو استقبال کرد — چوں شکر گوئی کہ پیوست او بورد
غیبی مہمان کا جب استقبال کیا — گویا شکر، گلاب کی پتّی سے پیوستہ ہوئی

ہر دو بحری آشنا آموختہ — ہر دو جاں بیدوختن بر دوختہ
دونوں سمندری، تیرنا سیکھے ہوئے — دونوں جانیں بلا سئے، سلی ہوئی

آں یکے لب تشنہ واں دیگر چو آب — آں یکے مخمور واں دیگر شراب
ایک پیاسا اور دوسرا پانی جیسا — ایک مست، دوسرا شراب

گفت معشوقم تو بُودستی نہ آں — لیک کار از کار خیزد در جہاں
اُس نے کہا، میرا معشوق تو تھا نہ وہ — لیکن اس دنیا میں کام سے کام نکلتا ہے

اے مرا[3] تو مصطفیٰ من چوں عمرؓ — از برائے خدمتت بندم کمر
اے! تو میرا مصطفیٰ ہے، میں عمرؓ کی طرح ہوں — تیری خدمتگاری کے لئے میں کمربستہ ہوں

درخواستن توفیق رعایتِ ادب و خامتِ بے ادبی

رعایت ادب کی خواہش اور بے ادبی کی نحوست

از خدا جوئیم توفیقِ ادب — بے ادب محروم ماند از فضلِ رب
ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں — بے ادب خدا کے فضل سے محروم رہا۔

[1] ننگ - ذلّت - خیالاتیکہ - اولیاء اللہ کے خیالات علومِ باری کا پرتو ہیں لہذا وہ قائم اور ثابت ہیں - نورِ حق - اللہ کے ولی کو نور سے پہچانا جا سکتا ہے - اہلِ دلی - بادشاہ بھی اہلِ دل تھا لہذا اس نے پہچان لیا -

[2] حاجباں - حاجب کی جمع، دربان - ضیف مہمان - ورد - گلاب کا پھول - بحری - سمندری آشنا - تیراکی - ہر دو - یعنی دونوں ایک جان دو قالب ہو گئے - آں یکے - دونوں کے اتحاد کا بیان ہے - کار از کار - لونڈی کا عشق اس غیبی مہمان کی ملاقات کا سبب بنا -

[3] اے مرا یعنی میں تیرا ایسا ہی خدمتگذار ہوں جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے - توفیقِ ادب - مشہور ہے باادب بانصیب بے ادب بے نصیب - وخامت - نحوست - بے ادب، گنہگار، عالم کی تباہی کا سبب ہوتا ہے -

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بے ادب نے نہ صرف اپنے آپ کو خراب کیا

بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد[1]
بلکہ اس نے تمام اطراف میں آگ لگا دی

مائدہ از آسماں در می رسید
خوان، آسمان سے پہونچتا تھا

بے شرا و بیع و بے گفت و شنید
بغیر خریدے اور بیچے، اور بغیر کہے سنے

در میانِ قومِ موسیٰ چند کس
موسیٰؑ کی قوم میں سے چند اشخاص

بے ادب گفتند کو سیر و عدس
بے ادب نے کہا لہسن اور مسور کہاں ہے؟

منقطع[2] **شد خوان و ناں از آسماں**
آسمان سے خوان اور روٹی بند ہو گئی

ماند رنج زرع و بیل و داسماں
کھیتی اور کدال اور درانتی کا غم باقی رہ گیا

باز عیسیٰؑ چوں شفاعت کرد حق
پھر عیسیٰؑ نے جب سفارش کی، اللہ نے

خواں فرستاد و غنیمت بر طبق
خوان اور طباق میں مالِ غنیمت بھیجا

مائدہ از آسماں شد عائدہ
خوان آسمان سے لوٹنے والا ہوا

چونکہ گفت انزل علینا مائدہ
چونکہ اس نے "اتار ہم پر خوان" کہا

باز گستاخاں ادب بگذاشتند
پھر گستاخوں نے ادب چھوڑا

چوں گدایاں زلہ ہا برداشتند
فقیروں کی طرح بچا کھچا اٹھا رکھا

کرد عیسیٰؑ لابہ[3] **ایشاں را کہ ایں**
عیسیٰؑ نے ان کی خوشامد کی کہ یہ

دائم ست و کم نہ گردد از زمیں
مستقل ہے، اور زمین سے غایب نہ ہوگا

بدگمانی کردن و حرص آوری
بدگمانی اور لالچ کرنا

کفر باشد پیشِ خوانِ مہتری
شاہی دسترخوان پر ناشکری ہوتی ہے

زاں گدا رویانِ نادیدہ ز آز
ان فقیر صورت، لالچ کے ندیدوں کی وجہ سے

آں درِ رحمت بر ایشاں شد فراز
وہ رحمت کا دروازہ ان پر بند ہو گیا

نان و خواں از آسماں شد منقطع
آسمان سے من و سلویٰ بند ہو گیا

بعد ازاں زاں خواں نشد کس منتفع
اس کے بعد اس دسترخوان سے کوئی فائدہ مند نہ ہوا

ابر ناید از پئے منعِ زکات
زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ابر نہیں آتا ہے

وز زنا افتد وبا اندر جہات
اور زناکاری سے اطراف میں وبا پھیلتی ہے

ہرچہ آید بر تو از ظلماتِ غم
تجھ پر جو غم کی اندھیریاں آتی ہیں

آں ز بے باکی و گستاخی ست ہم
وہ بے باکی اور گستاخی کی وجہ سے بھی ہیں

[1] آفاق۔ افق کی جمع ہے، آسمان کا کنارہ، مراد تمام عالم ہے۔ مائدہ۔ دسترخوان۔ شرا۔ خریداری۔ بیع۔ فروخت۔ سیر۔ لہسن۔ عدس۔ مسور، حضرت موسیٰؑ کی قوم بنی اسرائیل کے پاس قدرتی طریقہ پر مَن جو ترنجبین کی طرح کی ایک چیز تھی اور سلویٰ جو بٹیر کی طرح کا پرندہ تھا پہونچتا تھا لیکن انہوں نے بے ادبی سے لہسن اور مسور کی خواہش کرنی شروع کر دی۔

[2] منقطع۔ بند۔ زرع۔ کھیتی۔ بیل۔ پھاوڑا، کدال۔ داسماں۔ درانتی۔ شفاعت۔ سفارش۔ غنیمت۔ یعنی من و سلویٰ۔ طبق۔ طباق، بعض حضرات نے طبق بمعنیٰ مطابقت کر کے ترجمہ کیا ہے کہ اللہ نے خوان اور مالِ غنیمت بھیجا حضرت عیسیٰؑ کی سفارش کے مطابق، طبق زمین کے معنیٰ میں بھی آتا ہے اگر یہ معنیٰ مراد ہوں تو ترجمہ ہوگا خوان اور مالِ غنیمت زمین پر بھیجا۔ انزل علینا حضرت عیسیٰؑ کی دعا ہے۔ زلہ۔ بچا ہوا کھانا۔

[3] لابہ۔ خوشامد۔ دائم ہمیشہ باقی رہنے والا۔ درِ رحمت۔ یعنی مائدہ کا اترنا فراز۔ کھلنا، بند ہونا۔ ابر ناید انسانی گناہوں سے خدا کی رحمتیں منقطع ہو جاتی ہیں اور مصائب نازل ہوتے ہیں۔ بے باکی انسان کی بے ادبی مصائب کا سبب بنتی ہے

ہر کہ[1] بے باکی کُند در راہِ دوست | رہزنِ مرداں شد و نامرد اُوست
جو شخص دوست کے راستہ میں بے باکی کرتا ہے | مردوں کا رہزن بنا اور وہ نامرد ہے
از ادب پر نور گشت ست ایں فلک | وز ادب معصوم و پاک آمد مَلَک
یہ آسمان ادب سے پُر نور بنا | اور ادب ہی سے فرشتے معصوم اور پاک ہوئے
بُد ز گستاخی کسوفِ آفتاب | شد عزازیلے ز جرأت ردِّ باب
سورج گرہن گستاخی کی وجہ سے تھا | شیطان گستاخی کی وجہ سے مردودِ بارگاہ ہوا
ہر کہ گستاخی کُند اندر طریق[2] | گردد اندر وادیِ حیرت غریق
(سلوک کے) راستہ میں جو گستاخی کرتا ہے | حیرت کی وادی میں ڈوب جاتا ہے
حالِ شاہ و میہماں برگو تمام | زانکہ پایانے ندارد ایں کلام
بادشاہ اور مہمان کا پورا حال کہہ | اس لئے کہ اس کلام کی انتہا نہیں ہے

ملاقاتِ بادشاہ با طبیبِ الٰہی کہ در خوابش

اُس خدائی طبیب سے بادشاہ کی ملاقات جس کو اُس نے خواب میں دیکھا تھا

دیدہ بود و بشارت بقدومِ اُو دادہ شد

اور اُس کی تشریف آوری کی اُس کو خبر دیگئی تھی

شہ چو پیشِ میہمانِ خویش رفت | شاہ بُود و لیک بس درویش رفت
بادشاہ، جب اپنے مہمان کے سامنے گیا | بادشاہ تھا، لیکن مکمل فقیر بن کے گیا
دست بکشاد و کنارانش گرفت | ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت
ہاتھ پھیلائے، اور اُس سے معانقہ کیا | عشق کی طرح اُس کو دل اور جان میں لیا
دست و پیشانیش بوسیدن گرفت | وز مقام و راہ پُرسیدن گرفت
اُس کے ہاتھ اور پیشانی چومنا شروع کی | مقام اور راستہ کا حال پوچھنا شروع کیا
پُرس پُرساں میکشیدش تا بہ صدر | گفت گنجے یافتم آما بہ صبر
پوچھتے پوچھتے اُس کو صدر تک لیجا رہا تھا | بولا، مجھے خزانہ مل گیا، لیکن صبر سے
صبر تلخ آمد و لیکن عاقبت[3] | میوۂ شیریں دہد پُر منفعت
صبر، کڑوا ہوتا ہے لیکن بالآخر | میٹھا، اور مفید پھل دیتا ہے
گفت اے نورِ حق و دفعِ حرج | معنیِ الصّبر مفتاحُ الفرج
اُسنے کہا، اے اللہ کے نور اور تنگی کو دور کرنیوالے | "صبر کشادگی کی کنجی ہے" کے مصداق،

[1] ہر کہ۔ احکامِ خداوندی میں بے باکی دوسروں کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔ ایں فلک۔ آسمان نے اطاعت کی، چاند اور سورج سے مُنوّر ہوا۔ فرشتوں نے آدمؑ کے خلیفہ بنائے جانے پر اطاعت کی، معصوم اور پاک قرار دئے گئے۔ گستاخی۔ بدکاروں کو ڈرانے کے لئے سورج گرہن ہوتا ہے۔ عزازیل۔ شیطان نے آدمؑ کو سجدہ نہ کر کے نافرمانی کی، مردود ہو گیا۔

[2] طریق۔ مدارجِ تصوّف طے کرنیکا راستہ۔ ایں کلام یعنی ادب کی فضیلتیں اور بے ادبی کی برائیاں۔ کنار آں۔ کنار کی جمع بمعنی بغل آتی ہے دونوں مصرعوں میں مہمان مراد ہے۔ مقام۔ مہمان سے وطن اور راستہ کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں۔ گنج۔ یعنی طبیبِ الٰہی۔

[3] عاقبت۔ انجام کار۔ منفعت۔ فائدہ۔ سعدی نے کہا ہے صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد۔ دفع۔ بمعنی دافع حرج۔ تنگی۔ مفتاح۔ کنجی۔ فرج۔ کشادگی۔

اے لِقاءِ تو جوابِ ہر سوال ؎۱ مُشکل از تو حل شود بے قیل و قال

اے! تیری ملاقات ہر سوال کا جواب ہے بیشک تجھ سے مشکل حل ہوتی ہے

ترجمانِ ہر چہ ما را در دل ست دستگیرِ ہر چہ پایش در گِل ست

جو کچھ ہمارے دل میں ہے، تو اُس کا ترجمان ہے جس کا پیر دلدل میں پھنسا ہے تو اُس کا مددگار ہے

مَرحَبا یا مُجتَبیٰ یا مُرتَضیٰ اِن تَغِبْ جَاءَ القَضا ضَاقَ الفَضا

خوش آمدید! اے پسندیدہ! اے برگزیدہ! اگر تو غایب ہوا، موت آجائیگی، فضا تنگ ہوجائیگی

اَنتَ مَولَی القَومِ مَن لَا یَشتَھِی قَد رَدیٰ کَلّا لَئِن لَم یَنتَہِ

تو قوم کا آقا ہے، جو تجھے نہیں چاہتا وہ بیشک ہلاک ہوا، یقیناً وہ ہرگز نہ رُکا

چوں گذشت آں مجلس و خوانِ کرم ؎۲ دست اُو بگرفت و بُرد اندر حرم

جب وہ مجلس اور خوانِ کرم ختم ہوا اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور حرم سرا میں لے گیا

بُردنِ بادشاہ طبیبِ غیبی را بر سرِ بیمار

بادشاہ کا غیبی طبیب کو بیمار کے پاس لے جانا

قصّۂ رنجور و رنجوری بخواند بعد ازاں در پیش رنجورش نشاند

بیمار، اور مرض کا حال سنایا اس کے بعد اُس کو بیمار کے سامنے بٹھایا

رنگِ رُو و نبض و قارورہ بدید ہم علاماتش ہم اسبابش شنید

اُس نے چہرہ کا رنگ اور نبض اور قارورہ دیکھا اُس کی علامتیں اور اسباب بھی سنے

گفت ہر دارُو کہ ایشاں کردہ اند آں عمارت نیست ویراں کردہ اند

اُس نے کہا، جو دوا انہوں نے کی ہے وہ تعمیر نہیں ہے، انہوں نے ویران کیا ہے

بے خبر بودند از حالِ درون اَستَعِیذُ اللّٰہَ مِمَّا یَفتَرُون

وہ، اندرونی حالت سے لاعلم تھے جو انہوں نے غلط بیانی کی ہے اُس سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں

دید رنج و کشف شد بروے نہفت ؎۳ لیک پنہاں کرد و با سلطاں نگفت

اُس نے مرض دیکھا اور راز اُس پر کھل گیا لیکن اُسنے چھپایا اور بادشاہ سے نہ کہا

رنجش از صفرا و از سودا نہ بود بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود

اُس کا مرض صفرا اور سودا کی وجہ سے نہ تھا لکڑی کی بو، دھویں سے ظاہر ہوجاتی ہے

دید از زاریش کو زارِ دل ست تن خوش ست و او گرفتارِ دل ست

اُس کی [illegible] سے وہ سمجھ گیا کہ وہ دل کا بیمار ہے بدن ٹھیک ہے اور وہ دل کی بیماری میں گرفتار ہے

؎۱ لِقاء۔ ملاقات۔ بے قیل و قال۔ بلا گفتگو، لاکلام، بیشک۔ ترجمان۔ مطلب بیان کرنے والا۔ پا در گِل۔ عاجز، بے بس۔ مرحبا۔ خوش آمدید کے معنیٰ میں ہے، آنے والے مہمان کے لئے بولا جاتا ہے۔ مجتبیٰ۔ منتخب۔ مرتضیٰ۔ پسندیدہ۔ قضا۔ کا ہمزہ محذوف ہے، بمعنیٰ کھلا میدان۔ مولیٰ۔ آقا۔ کلّا۔ یہ قرآن پاک میں ابوجہل کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ مخالفت سے باز نہ آیا تو ہم اُس کو پیشانی سے پکڑ کر گھسیٹیں گے اور جہنم میں داخل کر دیں گے، اولیاء اللہ کی مخالفت کا انجام بے حد خطرناک ہے۔

؎۲ خوانِ کرم۔ مہمانی کا کھانا۔ حرم۔ محلسرائے، زنان خانہ۔ رنجور۔ مریض۔ رنجوری۔ مرض۔ قصہ بخواند۔ حال سنایا۔ قارورہ۔ یعنی وہ شیشی جس میں پیشاب جمع کر کے طبیب کو دکھایا جاتا ہے تاکہ وہ اُس کے ذریعہ مرض کی تشخیص کر سکے۔ عمارت۔ آباد کرنا ویران کردن اُجاڑنا۔ یعنی طبیبوں کے علاج سے مریض کی بربادی ہوئی ہے۔ مِمّا یَفتَرُون۔ انکی غلط بیانی یہی تھی کہ وہ غیر مرض کو مرض بتاتے تھے۔ کشف شدن۔ ظاہر ہو جانا۔

؎۳ نہفت۔ پوشیدہ۔ نگفت۔ چونکہ طبیب کو ابھی پورا اطمینان نہیں ہوا تھا۔ صفرا۔ صفرا اور سودا انسان کے بدن کی چار خلطوں میں سے دو ہیں جن کی کمی بیشی سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ ہیزم۔ جلانے کی لکڑی۔ دود۔ دھواں۔ زاری۔ رونا۔ زار۔ بیمار

عاشقی پیداست از زاریِ دل[1] — نیست بیماری چو بیماریِ دل
دل کی بیماری سے عاشقی ظاہر ہے — دل کی بیماری جیسی کوئی بیماری نہیں ہے

علّتِ عاشق ز علّتہا جداست — عشق اُصطرلابِ اَسرارِ خداست
عاشق کی بیماری، بیماریوں سے جدا ہے — عشق، خدا کے بھید دل کا اُصطرلاب ہے

عاشقی گر زیں سَر و گر زاں سَر ست — عاقبت مارا بداں شہ رہبر ست
عاشقی خواہ اِدھر کی خواہ اُدھر کی ہے — بالآخر، اُس شاہ تک ہماری راہ نما ہے

ہر چہ گویم عشق را شرح و بیاں — چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں
میں عشق کی تشریح اور بیان جو کچھ کرتا ہوں — جب عشق میں پڑتا ہوں اُس سے شرمندہ ہوتا ہوں

گرچہ تفسیرِ زباں روشنگر ست — لیک عشقِ بے زباں روشن تر ست
اگرچہ زباں کی تشریح روشنی ڈالنے والی ہے — لیکن بے زبان عشق، زیادہ روشن ہے

چوں[2] قلم اندر نوشتن می شتافت — چوں بعشق آمد قلم بر خود شگافت
جب قلم لکھنے میں مصروف تھا — جب عشق پر پہنچا خود قلم چر گیا

چوں سخن در وصفِ ایں حالت رسید — ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید
جب اِس حالت کے بیان کی بات آئی — قلم ٹوٹ گیا، اور کاغذ بھی پھٹ گیا

عقل در شرحش چو خر در گِل بخفت — شرحِ عشق و عاشقی ہم عشق گفت
عقل، اُس کی شرح میں مٹی میں پھنسے گدھے کی طرح سو گئی — عشق اور عاشقی کی شرح بھی عشق نے ہی کی ہے

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب — گر دلیلت باید از وے رُو متاب
آفتاب کی دلیل، خود آفتاب بنا — اگر تجھے دلیل درکار ہے تو اُس سے منہ نہ موڑ

از وے ار سایہ نشانے می دہد — شمس ہر دم نورِ جانے می دہد
سایہ، اگر اُس کا پتہ دیتا ہے — سورج، ہر وقت جان کو نور دیتا ہے

سایہ خواب آرد ترا ہمچوں سَمَر[3] — چوں بر آید شمس اِنشَقَّ القمر
سایہ، قصہ گوئی کی طرح تجھے سلاتا ہے — سورج جب نکلتا ہے چاند شق ہو جاتا ہے

خود غریبے در جہاں چوں شمس نیست — شمسِ جاں باقیست کو را امس نیست
دنیا میں سورج جیسا کوئی مسافر نہیں ہے — روح کا سورج باقی ہے جس کے لیے کل گذشتہ نہیں ہے

شمس در خارج اگرچہ ہست فرد — مثلِ او ہم میتواں تصویر کرد
سُورج، اگرچہ خارج میں ایک ہی ہے — اُس جیسا بھی تصوّر کیا جا سکتا ہے

۱؎ زاریِ دل۔ دل کی بیماری عشق کی علامت ہے یعنی طبیب سمجھ گیا کہ لونڈی مرضِ عشق میں مبتلا ہے۔ علّت۔ مرض اُصطرلاب۔ ایک آلہ ہے جس سے ستاروں کی گردش، آفتاب کی بلندی معلوم کیجاتی ہے۔ سَر۔ جانب۔ ایں سَر۔ یعنی عشقِ مجازی آں سَر۔ یعنی عشقِ حقیقی، عشقِ مجازی، عشقِ حقیقی کا ذریعہ بنتا ہے۔ مولانا جامی نے فرمایا ہے۔ شعر

متاب از عشق رو گرچہ مجازی ست
کہ آں بہرِ حقیقت کارسازی ست

ہر چہ۔ عشق کی حقیقت بیان سے باہر ہے۔ گرچہ۔ اقبال نے کہا ہے۔ شعر

نہیں منت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

۲؎ چوں قلم۔ عشق ایک ذوقی چیز ہے اس کا بیان نہ زبان سے ممکن ہے نہ قلم سے۔ عشق گفت عشق و عاشقی کا بیان زبان و قلم سے ممکن نہیں خود عشق میں مبتلا ہو تو اس کی کیفیت سمجھ سکتا ہے۔ آفتاب آمد۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے وجود کی دلیل خود اُن کا وجود ہی ہوتا ہے عشق اور آفتاب انہی چیزوں میں سے ہیں۔ ار۔ اگر۔ شمس۔ یعنی ذاتِ حق۔ دنیاوی سورج کی پہچان سایہ سے ہوتی ہے اِس لئے کہ دنیاوی چیزوں میں ہر چیز کی ضد سے اُس کی پہچان ہوتی ہے۔ ذاتِ حق کی پہچان اس

ضد نور سے ہوتی جس کا پرتو روحِ انسانی پر پڑتا ہے۔ ۳؎ سمر۔ قصہ گوئی۔ انشق القمر۔ چاند یہاں ممکنات کا وجود مراد ہے۔ شمسِ جان۔ ذاتِ حق کے لئے دوام و بقا ہے۔ اَمس۔ کل گذشتہ یعنی ذاتِ حق زمانہ سے منزہ ہے۔

لیک آں شمسیکہ شد مستنش اثیر — نبودش در ذہن و در خارج نظیر

لیکن وہ سورج جس سے عالَمِ بالا مست ہے — اُس کی ذہن اور خارج میں کوئی مثال نہیں ہے

در تصوّرِ ذاتِ اُورا گنج کو — تا در آید در تصوّر مثلِ اُو

تصوّر میں اُس کی ذات کی گنجائش کہاں ہے — کہ تصوّر میں اُس کی مثال آ سکے

شمسِ تبریزی کہ نورِ مطلق ست — آفتاب ست وز انوارِ حق ست

شمس تبریزی جو مکمّل نور ہے — سورج ہے اور حق کے نوروں میں سے ہے

چوں حدیثِ روئے شمس الدیں رسید — شمسِ چارم آسماں سر در کشید

جب شمس الدین کے چہرہ کی بات آ گئی — چوتھے آسمان کے سورج نے مُنہ چھپا لیا

واجب آمد چونکہ بُردم نامِ اُو — شرح کردن رمزے از انعامِ اُو

اب جبکہ میں نے اُنکا نام لیا ہے تو ضروری ہو گیا — اُن کے انعام کی تھوڑی سی شرح کرنا

ایں نفس جاں دامنم بر تافتہ ست — بوئے پیراہانِ یوسف یافتہ ست

اِس وقت میری روح مستعد ہو گئی ہے — اُس نے یوسف کے لباس کی خوشبو سونگھی ہے

کز برائے حقِّ صحبت سالہا — باز گو حالے ازاں خوش حالہا

برسوں کی صحبت کا حق ادا کرنے کے لئے — اُس خوش احوال کا کچھ حال بیان کر

تا زمین و آسماں خنداں شود — عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود

تاکہ زمین اور آسمان ہنس پڑیں — عقل، روح اور آنکھیں سو گنا ہو جائیں

گفتم اے دور او فتادہ از حبیب — ہمچو بیمارے کہ دور ست از طبیب

میں نے کہا، اے! دوست سے دور پڑی ہوئی — اُس بیمار کی طرح جو طبیب سے دور ہو

لَا تُکَلِّفْنِیْ فَاِنِّیْ فِی الْفَنَا — کَلَّتْ اَفْہَامِیْ فَلَا اُحْصِیْ ثَنَا

مجھے مجبور نہ کر میں فنا میں ہوں — میری سمجھ درماندہ ہے میں پوری تعریف نہیں کر سکتا

کُلُّ شَیْءٍ قَالَہٗ غَیْرُ الْمُفِیْقِ — اِنْ تَکَلَّفَ اَوْ تَصَلَّفَ لَا یَلِیْقُ

مدہوش جو بات بھی کہے — خواہ تکلّف کرے یا درازبیانی مناسب نہیں ہے

ہر چہ می گوید موافق چوں نبود — چو تکلّف نیک نالائق نمود

جو کچھ وہ کہتا ہے چونکہ وہ مناسب نہیں ہوتا — اور تکلّف کی وجہ سے بہت نامناسب نظر آتا ہے

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست — شرحِ آں یارے کہ آنرا یار نیست

میں کیا کہوں؟ میری ایک رگ بھی ہوش میں نہیں ہے — اُس یار کی تفصیل جس کا کوئی شریک نہیں ہے

شمس؎ یعنی کائناتی سورج اگرچہ ایک ہے لیکن اُس جیسا متصوّر ہو سکتا ہے۔ مستت۔ فریفتہ۔ اَثیر بمعنی بلند و عالی۔ نظیر۔ مثال گنج۔ گنجائش۔ کو۔ کجا۔ تا در آید۔ جبکہ شمسِ حقیقی کی ذات کا تصوّر ناممکن ہے تو اُس کے مثل کا تصوّر کیسے ہو سکتا ہے۔ شمس تبریزی۔ مولانا رومی کے پیر ہیں اُن کے تفصیلی حالات مقدمہ میں ملاحظہ کر لیجئے۔ حدیث۔ بات تذکرہ۔ سر در کشیدن۔ مُنہ چھپا لینا۔ چارم۔ چہارم، چوتھا، سورج کو چوتھے آسمان میں مانا جاتا ہے۔
؎ شرح کردن۔ بیان کرنا۔ رَمز۔ اشارہ، تھوڑا سا بیان نَفَس۔ فا کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے بمعنی سانس، لمحہ، وقت۔ دامن بر تافتن۔ دامن سمیٹنا، تیار ہونا۔ پیراہان۔ پیرہن، حضرت یعقوبؑ کو اپنے بیٹے یوسفؑ کے لباس کی خوشبو آئی تھی تو وہ بے خود ہو گئے تھے۔ تا زمین۔ پیر نے جو اسرار تصوّف بتائے ہیں، ان کے ذکر سے عالم میں خوشی کی لہر دوڑ جائیگی۔
؎ گفتم۔ میں نے اپنی روح سے کہا تو اپنے محبوب شمس تبریزی سے دور پڑی ہے، گویا مریض طبیب سے دور ہے۔ لا تکلفنی۔ مجھے تکلیف نہ دے۔ فنا۔ نیستی۔ اَفہام۔ فہم کی جمع، سمجھ۔ لا اُحصی۔ میں شمار نہیں عاجز رہ جانا۔ ثنا۔ تعریف۔ غیر المفیق۔ مدہوش۔ تصلّف۔ لاف زنی کرنا۔ نالائق۔ معشوق اگر اپنے مرشد کی تعریف کرنے لگو تو وہ نامناسب ہوگی۔ یار۔ دوست۔ دوسرے مصرعہ میں دو بار لفظ یار آیا ہے۔ اوّل کے معنی محبوب جس سے مراد ذاتِ حق ہے دوسرے کے معنی مثل اور شریک کے ہیں۔

خود ثنا[1] گفتن زمن ترکِ ثناست
میرا تعریف کرنا ہی خود تعریف نہ کرنا ہے

کایں دلیلِ ہستی و ہستی خطاست
اس لئے کہ یہ وجود کی دلیل ہے اور وجود غلط ہے

شرحِ ایں ہجران و ایں خونِ جگر
اس فراق اور خونِ جگر کی تفصیل

ایں زماں بگذار تا وقتِ دگر
اب دوسرے وقت کے لئے چھوڑ

قَالَ اَطْعِمْنِیْ فَاِنِّیْ جَائِعٌ
اُس نے کہا: مجھے کھلا، میں بھوکی ہوں

فَاعْتَجِلْ فَالْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ
جلدی کر کہ وقت تیز تلوار ہے

صوفی ابن الوقت[2] باشد اے رفیق
اے دوست! صوفی ابن الوقت ہوتا ہے

نیست فردا گفتن از شرطِ طریق
کل کا حوالہ دینا طریق (سلوک) کے مناسب نہیں ہے

صوفی ابن الحال باشد در مثال
مثلاً صوفی ابن الحال ہوتا ہے

گرچہ ہر دو فارغ اند از ماہ و سال
اگرچہ دونوں مہینہ اور سال سے بے نیاز ہیں

تو مگر خود مردِ صوفی نیستی
شاید تو خود صوفی نہیں ہے

نقد را از نسیہ خیزد نیستی
نقد کی اُدھار سے تباہی ہوتی ہے

گفتمش پوشیدہ خوشتر سرِّ یار
میں نے اُس سے کہا کہ یار کا راز چھپا ہوا اچھا ہوتا ہے

خود تو در ضمنِ حکایت گوش دار
البتہ تو اس کو قصہ کے ضمن میں سن لے

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
بہتر یہی ہوتا ہے کہ معشوقوں کا راز

گفتہ آید در حدیثِ دیگراں
دوسروں کے قصہ میں بیان ہو جائے

گفت مکشوف و برہنہ بے غلول
کہا کھلم کھلا، بے پردا اور بے خیانت کے تو کہہ

باز گو رنجم مدہ اے بوالفضول
اے بکواسی! (ابھی ہوئی باتیں کر کے) مجھے نہ ستا

باز گو اسرار و رمزِ مرسلیں[3]
رسولوں کے راز اور اشارے بتا

آشکارا بہ کہ پنہاں ذکرِ دیں
دین کا ذکر کھلم کھلا بہتر ہے نہ کہ پوشیدہ

پردہ بردار و برہنہ گو کہ من
پردہ اٹھا دے اور بے پردہ کہہ کیونکہ میں

می نگنجم با صنم در پیرہن
محبوب کے ساتھ پیرہن میں نہیں سما سکتی

گفتم ار عریاں شود او در عیاں
میں نے کہا، اگر وہ آنکھوں کے سامنے بے پردہ ہوگا

نے تو مانی نے کنارہ نے میاں
نہ تو رہیگی، نہ کنارہ، نہ وسط

آرزو می خواہ لیک اندازہ خواہ
مراد مانگ، لیکن اندازہ کے مطابق مانگ

بر نتابد کوہ را یک برگِ کاہ
گھاس کا ایک تنکا پہاڑ کو برداشت نہیں کر سکتا

[1] خود - زائد ہے - ترکِ ثنا - چونکہ کما حقہٗ تعریف نہیں کر سکتا ہوں - ہستی خطا ہیں مقام فنا میں ہوں جہاں اپنی ہستی باقی نہیں رہتی ہے - ایں ہجراں مراد مسئلہ وحدۃ الوجود ہے جو اہل اللہ کا سرمایۂ عشق ہے، سالک اپنے ہر مقام کو ہجر سمجھتا ہے اس لئے کہ سیر کی کوئی حد نہیں ہے - جائع - بھوکا - اِعْتَجِلْ - جلدی کر - سَیْفٌ قَاطِعٌ - تیز تلوار - وقت کو تیز تلوار اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بھی جلد تلوار کی طرح گذر جاتا ہے - اَطْعِمْنِیْ یہ پورا جملہ روح کا قول ہے - صوفی - وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو غیر اللہ سے محفوظ رکھے دل میں کوئی نفسانی خواہش نہ آنے دے۔

[2] ابن الوقت - وہ صوفی کہلاتا ہے جو اپنے احوال سے مغلوب ہو جائے راز کو ظاہر کرنے لگے اور اضطراری طور پر اُس سے کرامات کا ظہور ہونے لگے، ایسے صوفی کو رند اور قلندر بھی کہا جاتا ہے نیز ابن الوقت اُس صوفی کو بھی کہا جاتا جو واردات قلبی پر فوراً عمل کرے - اور ابو الوقت وہ صوفی کہلاتا ہے جس کو اپنے احوال پر قابو ہے اسرار کو ضبط کرے کوئی کرامت ظاہر نہ ہونے دے - فردا گفتن - یعنی آج کی بات کو کل پر ٹالنا ہر دو یعنی صوفی اور اُس کا حال یعنی قلبی واردات مگر - شاید - نسیہ - اُدھار - نیستی -

برباد ی - ضمن - درمیان - حدیث دیگراں، شعر: چو اہلِ دل زعشق افسانہ گویند - حدیثِ بلبل و پروانہ گویند - [3] رمز - اشارہ - مرسلین - مُرسَل کی جمع بمعنی رسول - اسرار مرسلین - یعنی وحدۃ الوجود کا راز - (بقیہ ذیل پر)

آفتابے کز وے ایں عالم فروخت
وہ سورج جس سے یہ سارا عالم روشن ہے
اندکے گر پیش آید جملہ سوخت
اگر تھوڑا سا آگے آجائے توسب کو جلادے

تانگر دد خوں دلِ جانِ جہاں
تاکہ دنیا کی جان کا دل تباہ نہ ہو
لب بدوز و دیدہ بر بند ایں زماں
اب ہونٹ سی لے اور آنکھیں بند کر لے

فتنہ و آشوب و خونریزی مجو
فتنہ و فساد اور تباہی کی کوشش نہ کر
بیش ازیں از شمسِ تبریزی مجو
اور اس سے زیادہ شمس تبریز کے بارے میں جستجو نہ کر

ایں ندارد آخر از آغاز گو
اس بات کا اختتام نہیں ہے شروع سے بات کہہ
رو تمامِ ایں حکایت باز گو
جا، اس تمام قصے کو پھر بیان کر

خلوت طلبیدنِ طبیب از بادشاہ باآں کنیزک جہت دریافت مرضِ کنیزک

لونڈی کا مرض معلوم کرنے کے لئے طبیب کا بادشاہ سے لونڈی کے ساتھ تنہائی چاہنا

چوں حکیم ازایں سخن آگاہ شد
طبیب، جب اس بات سے باخبر ہوگیا
وز دروں ہمداستانِ شاہ شد
اور اندر سے بادشاہ کا رازدار ہوگیا

گفت اے شہ خلوتی کن خانہ را
بولا، اے بادشاہ! گھر کو خالی کردے
دُور کن ہم خویش و ہم بیگانہ را
اپنے اور غیر کو ہٹا دے

کس ندارد گوش در دہلیزہا
دہلیزوں میں کوئی کان نہ لگائے
تا بپرسم از کنیزک چیز ہا
تاکہ میں کنیز سے کچھ باتیں پوچھوں

خانہ خالی کرد شاہ و شد بروں
بادشاہ نے گھر خالی کردیا اور باہر چلا گیا
تا بخواند بر کنیزک اُو فسوں
تاکہ وہ کنیز پر منتر پڑھے

خانہ خالی کرد و یک دیّار نے
گھر خالی کردیا، اور کوئی گھر والا نہ رہا
جز طبیب و جز ہماں بیمار نے
سوائے طبیب، اور سوائے بیمار کے کوئی نہ رہا

نرم نرمک گفت شہر تو کجاست
آہستگی و نرمی سے (طبیب نے) کہا تیرا شہر کہاں ہے؟
کہ علاجِ اہلِ ہر شہرے جداست
کیونکہ ہر شہر والے کا علاج جداگانہ ہے

وندراں شہر از قرابت کیست
اور اس شہر میں تیرا رشتہ دار کون ہے؟
خویشی و پیوستگی با چیست
اپنایت اور تعلق کس سے ہے؟

دست بر نبضش نہاد و یک بیک
ہاتھ اس کی نبض پر رکھا اور ایک ایک
باز می پرسید از جورِ فلک
آسمان کے ظلم کا حال پوچھ رہا تھا

(بقیہ صفحہ ۴۵ سے آگے)
تمام انبیاء نے لاالہ الااللہ کی تعلیم دی ہے۔ جس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صفاتِ کمال سے متصف صرف ایک وجودِ باری ہی ہے۔ برہنہ گو۔ یعنی دوسروں کی حکایتوں کے ضمن میں نہیں۔ پاٹشم۔ محبوب کا پیرہن بھی حقیقی وصال سے مانع ہے۔ گفتم۔ یعنی میں نے روح سے کہا کہ اگر اس راز کو بالکل کھولا گیا تو تو درہم برہم ہو جائیگی۔ برنتابد۔ برداشت نہیں کرسکتا۔

؎ آفتابے۔ یعنی حدود سے بڑھ کر وصال وبال بنجاتا ہے اکبرالہ آبادی نے کہا ہے۔ شعر
پروانے نے شمع سے لپٹنا چاہا
پہلے تھا نور میں اور اب نار میں ہے
فتنہ۔ یعنی جب ظاہری شمس کے انوار کی تاب نہیں تو معنوی شمس کی کیا تاب ہوگی۔ دروں۔ باطن۔ ہمداستاں۔ ہمراز، ہمکلام خلوتی۔ جس میں تنہائی ہو۔ ؎ کس ندارد۔ رازِ عشق تنہائی میں ہی پوچھا جاسکتا تھا۔ فسوں۔ منتر، یعنی عشق کا جادو۔ دیّار گھر میں رہنے والا۔ ؎ نرمک۔ کاف تصغیر کا ہے علاج۔ مختلف ممالک کے رہنے والوں کے مختلف مزاج ہوتے ہیں، اسی لئے علاج بھی جداگانہ ہوتا ہے جور۔ ظلم۔

چوں کسے را خار در پایش خلد
جب کسی کے پیر میں کانٹا چبھتا ہے
پائے خود را بر سرِ زانو نہد
اپنا پیر ران پر رکھ لیتا ہے

از سرِ سوزن ہمی جوید سرشؔ[1]
اُس کا سرا سوئی کی نوک سے تلاش کرتا ہے
ور نیابد می کُند بالب ترش
اور اگر نہیں ملتا تو اُسے لب سے تر کرتا ہے

خار در پا شد چنیں دشوار یاب
پیر کا کانٹا پانا جب اِس قدر دشوار ہے
خار در دل چوں بود گوئی جواب
دل کے کانٹے کا کیا حال ہوگا؟ جواب دے

خارِ دل را گر بدیدے ہر خسے
دل کا کانٹا اگر ہر شخص دیکھ سکتا
کے غمہا را دست بودے بر کسے
تو غموں کو کسی پر کب قابو ہوتا؟

کس بزیرِ دُمِّ خر خارے نہد
کوئی گدھے کی دُم کے نیچے کانٹا رکھ دیتا ہے
خر نداند دفعِ آں بر می جہد
گدھا اُس کو نکالنا نہیں جانتا، کودتا ہے

خر زبہرِ دفعِ خار از سوز و درد
سوزش اور درد کی وجہ سے گدھے نے کانٹے کو دور کرنے کیلئے
جُفتہ می انداخت صد جا زخم کرد
دولتیاں پھینکیں اور سَو جگہ زخم کر لیے

آں لگد کے دفعِ خارِ اُو کند
وہ دولتی اُس کا کانٹا کہاں نکال سکتی ہے؟
حاذقے باید کہ بر مرکز فتد
ایک ماہر چاہیے جو کانٹے کی جگہ کو سمجھے

بر جہدؔ[2] واں خار محکم تر کُند
وہ گدھا کودتا ہے اور اُس کانٹے کو اور مضبوط کر دیتا ہے
عاقلے باید کہ خارے بر کَند
کوئی عقلمند چاہیے جو کانٹے کو نکالے

آں حکیمِ خار چیں اُستاد بود
وہ کانٹا نکالنے والا طبیب، اُستاد تھا
دست میزد جا بجا می آزمود
جا بجا ہاتھ مارتا تھا اور آزماتا تھا

زاں کنیزک بر طریقِ داستاں
اُس لونڈی سے قصوں کی طرح
باز می پُرسید حالِ پاستاں
گزشتہ حالات کے بارے میں پوچھتا تھا

با حکیم اُو راز ہا می گفت فاش
طبیب سے وہ راز کی باتیں کھل کر کہتی تھی
از مقام و خواجگان و شہرتاشؔ[3]
مقام، اور آقاؤں اور بستی والوں کے متعلق

سوئے قصہ گفتنش میداد گوش
وہ اُس کی قصہ گوئی پر کان لگائے تھا
سوئے نبض و جنبشش می داشت ہوش
نبض اور اُسکی حرکات پر پوری طرح متوجہ تھا

تاکہ نبض از نامِ کہ گردد جہاں
تاکہ یہ جان لے کہ کس نام پر اُسکی نبض پھڑکتی ہے
اُو بود مقصودِ جانش در جہاں
دنیا میں اُس کا جانی محبوب وہی ہوگا

[1] سَرش۔ کانٹے کا سرا۔ وادہ جواب۔ صاف جواب یہی ہے کہ مرضِ عشق کو سمجھ لینا آسان کام نہیں ہے۔ خَس۔ کمینہ، ادنیٰ۔ غماں۔ خلاف قیاس غم کی جمع ہے۔ جہیدن۔ کودنا، اچھلنا۔ جُفتہ انداختن۔ دولتیاں پھینکنا۔ لگد۔ لات۔ حاذق۔ ماہر، تجربہ کار۔ مرکز۔ نشانہ۔ فتیدن۔ تننا، ارد گرد گھومنا۔

[2] بر جہد۔ اِس مصرعہ میں بعض شارحین نے کَند کو بفتح کاف کندن بمعنی کھودنا کا مضارع قرار دیا ہے اس صورت میں بر جہد کا فاعل حکیم کو قرار دیا ہے جو ہمیں مناسب نہیں معلوم ہوا ہم نے دوسرے شارحین کی طرح کُند کو کاف کے پیش کے ساتھ کردن کا مضارع قرار دیکر ترجمہ کیا ہے، اس صورت میں بر جہد کا فاعل گدھا ہوگا۔ آں حکیم۔ اِن اشعار کا مقصد یہ ہے کہ دل کی بیماریوں کا علاج رہبر کامل ہی کر سکتا ہے۔ فاش۔ کھلم کھلا۔ خواجگان۔ خواجہ کی جمع بمعنی مالک، آقا۔

[3] شہرتاش۔ ہم شہر یعنی ایک شہر کے رہنے والے آپس میں شہرتاش کہلائیں گے۔ جَستن۔ جیم کے فتحہ سے، کودنا۔ جہاں۔ جیم کے زیر کے ساتھ، کودنے والا۔ جَہاں۔ دنیا، جیم کے فتحہ سے۔

دوستانِ شہرِ خود را برشمرد
(پہلے) اُس نے اپنے شہر کے دوستوں کو گنا

بعد ازاں شہرِ دگر را نام بُرد
اُس کے بعد دوسرے شہر کا نام لیا

گفت چوں بیروں شدی از شہرِ خویش
(طبیب نے) کہا جب تو اپنے شہر سے نکلی

در کدامیں شہر بودستی تو بیش
زیادہ کس شہر میں رہی تھی

نامِ شہرے گفت وزاں ہم در گذشت
اُس نے ایک شہر کا نام لیا اور آگے بڑھی

رنگِ رُو و نبضِ اُو دیگر نہ گشت
چہرہ کا رنگ اور اُس کی نبض نہ بدلی

خواجگان و شہر ہا را یک بیک
آقاؤں اور شہر کا ایک ایک کر کے

باز گفت از جای و از نان و نمک
نام کہ بتایا پھر مقام اور کھانے پینے کا ذکر کیا

شہر شہر و خانہ خانہ قصّہ کرد
ایک ایک شہر اور ایک ایک گھر کا ذکر کیا

نے رگش جُنبید و نے رُخ گشت زرد
نہ اُس کی نبض پھڑکی، نہ چہرہ زرد پڑا

نبضِ اُو بر حالِ خود بُد بے گزند
اُس کی نبض بلا تکلف اپنی حالت پر تھی

تا بپرسید از سمرقندِ چو قند
یہاں تک کہ (طبیب نے) شکر جیسے سمرقند کا حال پوچھا

آہ سرد بر کشید اُو ماہ رُو
اُس چاند سے مکھڑے والی نے ٹھنڈی آہ بھری

آب از چشمش رواں شد ہمچو جُو
نہر کی طرح اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

گفت بازرگانم آنجا آورید
بولی، مجھے ایک تاجر وہاں لایا

خواجۂ زرگر دراں شہرم خرید
اُس شہر میں ایک مالدار سنار نے مجھے خرید لیا

در برِ خود داشت شش ماہ و فروخت
اُس نے چھ مہینے اپنے پہلو میں رکھا اور بیچ دیا

چوں بگفت ایں از آتشِ غم برفروخت
جب اُس نے یہ کہا تو رنج کی آگ سے جل اٹھی

نبض جَست و روئے سُرخش زرد شد
نبض پھڑکی اور اُس کا لال چہرہ زرد ہو گیا

کز سمرقندی زرگر فرد شد
اِس لئے کہ سمرقندی سنار سے جدا ہو گئی

چوں ز رنجور آں حکیم ایں راز یافت
اُس طبیب نے جب بیمار سے یہ راز پا لیا

اصلِ آں درد و بلا را باز یافت
اُس درد اور مصیبت کی جڑ معلوم کر لی

گفت کوئے اُو کدام است و گذر
اُس (طبیب نے) کہا اُس کا کوچہ اور راستہ کونسا ہے؟

اُو سرِ پُل گفت و کوئے غاتفر
اُس (لونڈی) نے کہا راستہ، سرِ پل اور کوچہ غاتفر ہے

گفت آنگہ آں حکیمِ باصواب
تب اُس راستباز، حکیم نے کہا

آں کنیزک را کہ رَستی از عذاب
اُس لونڈی سے کہ تو تکلیف سے نجات پا گئی

۱ بیش۔ زیادہ بعض نسخوں میں لفظ پیش ہے جو مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ دیگر گشتن۔ متغیر ہونا۔ بُد۔ بود کا مخفف ہے۔ سمرقند۔ ترکستان کا مشہور تاریخی شہر ہے۔ ۳ بازرگاں۔ سوداگر فرد شدن۔ اکیلا ہو جانا۔ یافت۔ طبیب، نبض اور چہرے سے فوراً سمجھ گیا کہ لونڈی اس سنار کے عشق میں مبتلا ہے۔ باز یافتن۔ حاصل کرنا۔ گذر۔ گذرگاہ، راستہ غاتفر۔ سمرقند کے ایک محلہ کا نام ہے باصواب۔ صائب الرائے۔ رستن راہ کے نسخے سے، چھوٹنا، نجات پانا۔

چونکہ دانستم کہ رنجت چیست زود — در علاجت سحرہا خواہم نمود
چونکہ میں سمجھ گیا ہوں تیرا مرض کیا ہے جلد — تیرے علاج میں جادو دکھاؤں گا

شاد باش و ایمن و فارغ کہ من — آں کنم با تو کہ باراں[1] با چمن
خوش اور مطمئن اور فارغ البال رہ کہ میں — تیرے ساتھ وہ کچھ کرونگا جو بارش چمن سے کرتی ہے

من غمِ تو میخورم تو غم مخور — بر تو من مشفق ترم از صد پدر
میں تیرا غمخوار ہوں تو غم نہ کر — سو باپوں سے بڑھکر میں تجھ پر مہربان ہوں

ہاں و ہاں ایں راز را با کس مگوی — گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوی
خبردار، خبردار یہ راز کسی سے نہ کہنا — اگرچہ بادشاہ بھی تجھ سے دریافت کرے

تا توانی پیشِ کس مکشائے راز — بر کسے ایں در مکن زنہار باز
حتی الامکان کسی پر راز نہ کھولنا — ہرگز کسی پر یہ دروازہ نہ کھولنا

چونکہ اسرارت نہاں در دل شود — آں مرادت زود تر حاصل شود
جب تیرا راز دل میں چھپا ہوگا — تیری وہ مراد بہت جلد تجھ کو حاصل ہوجائیگی

گفت پیغمبر ہر آں کو سر نہفت — زود گردد با مرادِ خویش جفت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے اپنا راز چھپایا — بہت جلد اپنی مراد سے وابستہ ہوا

دانہ[2] چوں اندر زمیں پنہاں شود — بعد ازاں سرسبزیِ بستاں شود
دانہ جب زمین میں چھپتا ہے — اس کے بعد باغ کی سرسبزی کا سبب بنتا ہے

زر و نقرہ گر نہ بودندے نہاں — پرورش کے یافتندے زیرِ کاں
سونا اور چاندی اگر چھپے نہ ہوتے — تو کان میں پرورش کیسے پاتے

وعدہا و لطفہائے آں حکیم — کرد آں رنجور را ایمن ز بیم
اس طبیب کے وعدوں اور مہربانیوں نے — اس بیمار کو خوف سے مطمئن کردیا

وعدہا باشد حقیقی دلپذیر — وعدہا باشد مجازی تاسہ گیر
سچے وعدے دل پسند ہوتے ہیں — (اور) جھوٹے وعدے پریشان کرتے ہیں

وعدۂ اہلِ کرم گنجِ[3] رواں — وعدۂ نااہل شد رنجِ رواں
اہلِ کرم کا وعدہ جاری خزانہ ہے — (اور) نااہل کا وعدہ عذابِ جان ہے

وعدہا باید وفا کردن تمام — ور نخواہی کرد باشی سرد و خام
وعدوں کو پورا کرنا چاہئے — اور اگر تو پورا نہ کریگا، تو سرد اور خام بنیگا

---

[1] باراں با چمن جس طرح بارش چمن کو شاداب اور پُررونق بنادیتی ہے اسی طرح میں تجھے ہرا بھرا کردونگا
ہاں - حرف تنبیہ ہے - چونکہ راز ظاہر ہوجانے پر مخالفوں کو مخالفت کا موقع ملجاتا ہے اور کامیابی دشوار ہوجاتی ہے -

[2] دانہ - زمین میں بیج پوشیدہ ہوتا ہے تب سبز و شاداب ہوکر ابھرتا ہے -
زر - اس شعر اور پہلے شعر سے یہ سمجھایا ہے کہ راز کا پوشیدہ رہنا ہی مفید ہے -
تاسہ - اندیشہ، بے قراری -

[3] گنج رواں - قارون کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کا نام بھی ہے - سرد و خام جھوٹے وعدے کرنے والا سرد دل اور خام کار ہوتا ہے -

وعدہ کردن راوفا باشد بجاں — تابہ بینی درقیامت فیضِ آں
وعدہ کو جان (ودل) سے پورا کرنا ضروری ہے — تاکہ قیامت میں تو اُس کا فیض دیکھے

دریافتنِ آں طبیبِ الٰہی رنجِ کنیزک را و بہ شاہ وانمودن

اُس طبیبِ الٰہی کا لونڈی کے مرض کو معلوم کرلینا اور بادشاہ پر ظاہر کرنا

آں حکیمِ مہرباں چوں راز یافت — صورتِ رنجِ کنیزک باز یافت
اُس مہربان طبیب نے جب راز معلوم کرلیا — (اور) لونڈی کے مرض کی صورت کو جان گیا

بعد ازاں برخاست عزمِ شاہ کرد — شاہ را زاں شمّہ[1] آگاہ کرد
اُس کے بعد وہ اٹھا اور بادشاہ کا قصد کیا — بادشاہ کو اُس سے تھوڑا سا آگاہ کردیا

شاہ گفت اکنوں بگو تدبیر چیست — در چنیں غم مُوجبِ تاخیر چیست
بادشاہ نے کہا، بتا اب کیا تدبیر ہے؟ — اِس طرح کے غم میں تاخیر کا کیا سبب ہے؟

گفت تدبیر آں بود کاں مرد را — حاضر آریم از پئے ایں درد را
اُس (طبیب) نے کہا، تدبیر یہ ہے کہ اس مرد کو — اِس درد کے علاج کے لئے ہم بلائیں

قاصدے بفرست کا خبارش[2] کند — طالبِ ایں فضل و ایثارش کند
ایک قاصد بھیج جو اُس کو بتائے — (اور) اُس کو اِس انعام اور بخشش کا طلب گار بنائے

مردِ زرگر را بخواں زاں شہرِ دُور — با زر و خلعت بدہ او را غرور
سنار کو اُس دور شہر سے بلالے — نقد اور خلعت سے اُس کو لالچ دے

تا شود محبوبِ تو خوشدل بدو — گردد آساں ایں ہمہ مُشکل بدو
تاکہ تیری محبوبہ اُس کی بدولت خوش ہوجائے — اور اُس کے ذریعہ یہ سب مشکل آسان ہوجائے

چوں بہ بنید سیم و زر آں بے نوا — بہرِ زر گردد زخان و ماں[3] جُدا
جب وہ تنگدست چاندی اور سونا دیکھیگا — تو سونے کی خاطر گھر بار سے جدا ہوجائیگا

زر خرد را والہ و شیدا کند — خاصہ مُفلس را کہ خوش رسوا کند
سونا، عقل کو دیوانہ بنا دیتا ہے — خصوصًا مُفلس کو کہ خوب ذلیل کرتا ہے

زر اگرچہ عقل می آرد ولیک — مردِ عاقل باید او را نیک نیک
سونا، اگرچہ عقل پیدا کرتا ہے لیکن — اُس کے لئے عقلمند اور بہت نیک آدمی درکار ہے

فرستادنِ بادشاہ رسولاں بسمرقند در طلبِ آں زرگر

بادشاہ کا ایلچیوں کو سمرقند روانہ کرنا، اُس سُنار کی تلاش میں

---

[1] شمّہ۔ بفتح شین تھوڑا سا حصّہ، طبیبِ الٰہی نے لونڈی کے عشق کا پورا قصّہ نہیں سنایا تاکہ بادشاہ کو غیرت نہ آجائے۔

[2] اِخبار۔ مصدر ہے، خبر دینا۔ فضل۔ بزرگی، بخشش۔ ایثار۔ اپنے کو چھوڑ کر دوسرے کو فائدہ پہونچانا۔ خِلعت خار کے کسرہ کے ساتھ، وہ پوشاک جو بادشاہ کسی کو بطورِ انعام دے۔ غُرور۔ غین کے ضمّہ کے ساتھ، دھوکا۔ بے نوا۔ تنگدست۔

[3] خان و ماں۔ گھر بار۔ والہ۔ عاشق، فریفتہ۔ شیدا۔ عاشق۔ خاصہ۔ خصوصًا۔ خوش۔ بہت، خوب۔

چونکہ سلطاں از حکیم آں را شنید
جب بادشاہ نے طبیب سے وہ بات سنی

پندِ اُو را از دل و جاں برگزید
دل و جان سے اُسکی نصیحت کو قبول کیا

گفت فرمانِ ترا فرماں کنم
اُس (بادشاہ) نے کہا تیرے فیصلہ کے مطابق حکم جاری کر دوں گا

ہر چہ گوئی آنچناں کن آں کنم
جو تو کہیگا کہ ایسا کر میں ویسا ہی کر دوں گا

پس فرستاد آں طرف یک دو رسول
پھر ایک دو قاصد اُس طرف روانہ کئے

حاذقان[1] و کافیان و بس عدول
جو ماہر، کارگزار اور بہت نیک تھے

تا سمرقند آمدند آں دو امیر
وہ دونوں سردار سمرقند میں آئے

پیشِ آں زرگر ز شاہنشاہ بشیر
اُس سنار کے پاس بادشاہ کی طرف سے خوشخبری کر

کاے لطیف[2] استادِ کامل معرفت
کہ اے نازک کام کرنیوالے اُستاد پوری شناخت والے!

فاش اندر شہرہا از تو صفت
شہروں میں تیری خوبی پھیلی ہوئی ہے

نک فلاں شہ از برائے زرگری
اب فلاں بادشاہ نے زیور گھڑنے کے لئے

اختیارت کرد زیرا مہتری
تجھے چنا ہے کیونکہ تو زرگری میں (سردار) ہے

اینک ایں خلعت بگیر و زر و سیم
اب یہ جوڑا اور سونا، چاندی لے

چوں بیائی خاص باشی و ندیم
(اور) جب تو آئیگا، خاص اور ہم نشیں ہوگا

مرد مال و خلعتِ بسیار دید
مرد نے جب بہت سا مال اور جوڑا (خلعت) دیکھا

غرّہ شد از شہر و فرزنداں بُرید
تو فریفتہ ہو گیا (اور) شہر اور اولاد سے جدا ہو گیا

اندر آمد شادماں در راہ مرد
مرد، خوشی خوشی راستے پر پڑ گیا

بیخبر کاں شاہ قصدِ جانش کرد
(اس سے) بے خبر کہ بادشاہ نے اُسکی جان کا ارادہ کیا ہے

اسپِ تازی بر نشست و شاد تاخت
عربی گھوڑے پر بیٹھا، اور خوشی خوشی دوڑا

خونبہائے خویش را خلعت شناخت
(اور) اپنے خون کے عوض کو شاہی جوڑا سمجھا

اے[3] شدہ اندر سفر با صد رضا
افسوس کہ ہنسی خوشی سفر کرنے والا

خود بپائے خویش تا سوء القضا
اپنے پاؤں سے بُری موت کی طرف روانہ ہوا ہے

در خیالش مُلک و عزّ و سروری
اُس کے خیال میں تو حکومت و عزّت اور سرداری تھی

گفت عزرائیل رَو، آرے بَری
ملک الموت نے کہا کہ جا ہاں یہ سب چیزیں تو حاصل کریگا

چوں رسید از راہ آں مردِ غریب
جب وہ مسافر راستہ طے کر کے آپہنچا

اندر آوردش بہ پیشِ شہ طبیب
تو طبیب اُس کو بادشاہ کے سامنے لایا

[1] حاذق - ماہر۔ کافی - کام میں کفایت کرنے والا، کارگزار عدول - وہ شخص جس کی گواہی معتبر ہو۔

[2] لطیف - مہربان، باریک کام کرنے والا۔ فاش - مشہور۔ صفت - تعریف نک - اینک کا مخفف ہے، اکنون، اب - زیرا - از یں راکہ - مہتر - بڑا، سردار - خلعت - شاہی جوڑا - ندیم - ہمنشین، مصاحب غرّہ - غین کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ، فریفتہ ہونا۔ اسپِ تازی - عربی گھوڑا جو عمدہ اور قیمتی ہوتا ہے، خونبہا - دیت، وہ مال جو مقتول کے بدلے میں مقتول کے وارثوں کو دیا جاتا ہے۔

[3] اے - بعض شارحین نے منادیٰ، مخاطب کو بنایا ہے لیکن ہم نے ترجمہ میں منادیٰ زرگر کو قرار دیکر ترجمہ کیا ہے۔ رضا - رضامندی۔ سوء القضا - بُری موت مُلک - بادشاہی - عزّ - عزّت - آرے - حرفِ ایجاب ہے یعنی ملک الموت نے استہزاءً کہا یہ چیزیں تجھے ضرور ملینگی۔ غریب - مسافر، اجنبی۔

پیشِ شاہنشاہ بُردش خوش بناز
اُس کو بادشاہ کے سامنے بڑے ناز کے ساتھ لے گیا
تا بسوزد بر سرِ شمعِ[1] طراز
تاکہ اُس کو طراز کی شمع کے سر پر جلادے

شاہ دید اُو را و بس تعظیم کرد
بادشاہ نے اُس کو دیکھا اور بہت تعظیم کی
مخزنِ زر را بدو تسلیم کرد
(اور) سونے کا خزانہ اس کے سپرد کر دیا۔

پس بفرمودش کہ بر سازد ز زر
پھر اُس کو حکم دیا کہ سونے سے بنائے
از سوار و طوق و خلخال و کمر
کنگن اور طوق اور پازیب اور پٹکا

ہم ز انواعِ اَوانی بے عدد
بے حد برتنوں کی قسمیں، ان گنت
کانچناں در بزمِ شاہنشہ سزد
جو بادشاہ کی مجلس کے لائق ہوں

زر گرفت آں مرد و شد مشغولِ کار
اُس مرد نے سونا لیا اور کام پر لگ گیا
بے خبر از حالتِ ایں کارزار
وہ اِس خراب کام کی حالت سے بے خبر (تھا)

پس حکیمش گفت کاے سلطانِ مہ
پھر طبیب نے اُس سے کہا اے بڑے بادشاہ!
آں کنیزک را بدیں خواجہ بدہ
وہ لونڈی اس سردار (سُنار) کو دیدے

تا کنیزک در وصالش خوش شود
تاکہ لونڈی اس کے وصل سے خوش ہوجائے
آبِ وصلش دفعِ ایں آتش[2] شود
اور اُس کے وصل کا پانی اس آگ کا دافع ہو

شہ بدو بخشید آں مہ روئے را
بادشاہ نے وہ چاند سے مکھڑے والی اسکو بخش دی
جُفت کرد آں ہر دو صحبت جوئے را
اُن دونوں وصل چاہنے والوں کا نکاح کر دیا

مدتِ شش ماہ میراندند کام
چھ مہینے کی مدت تک اُنہوں نے مقصد برآری کی
تا بصحت آمد آں دختر تمام
یہاں تک کہ اُس لڑکی کو پوری صحت ہوگئی

بعد ازاں از بہرِ اُو شربت بساخت
اِس کے بعد اس (طبیب) نے اُس کے لئے شربت بنایا
تا بخورد و پیشِ دختر می گداخت
جس کو وہ پیتا اور لڑکی کے سامنے گھلتا تھا

چوں ز رنجوری جمالِ اُو نماند
جب مرض کی وجہ سے اُس کا حسن نہ رہا
جانِ دختر در وبالِ اُو نماند
تو لڑکی کی جان اُس کے وبال میں نہ رہی

چونکہ زشت و ناخوش و رُخ زرد شد
چونکہ بدصورت اور ناگوار اور زرد رُو ہوگیا
اندک اندک در دلِ اُو سرد[3] شد
آہستہ آہستہ اُس کے دل میں (عشق) ٹھنڈا ہوگیا

عشقہائے کز پئے رنگے بُود
وہ عشق جو رنگ کی خاطر ہوتا ہے
عشق نبود عاقبت ننگے بُود
عشق نہیں ہوتا، انجام کار ذلت و رسوائی ہوتی ہے

---

[1] شمع۔ موم بتی یہاں مراد لونڈی ہے۔ طراز۔ ملکِ چین کا ایک حُسن خیز شہر ہے۔ مخزن۔ خزانہ۔ بدو۔ بادُ۔ تسلیم۔ سپرد کرنا۔ سوار۔ سین کے کسرہ کے ساتھ، ہاتھ کا کنگن۔ طوق۔ گلے کا زیور۔ خلخال۔ پازیب۔ کمر۔ پٹکا، کمر کی پیٹی۔ انواع۔ نوع کی جمع، قسم۔ اَوانی۔ آنیہ کی جمع، برتن۔ تمیز۔ آگ کی ضد۔ خواجہ۔ یعنی سُنار

[2] آتش۔ تا، پر کسرہ اور فتحہ دونوں درست ہیں۔ جفت کردن۔ نکاح کر دینا۔ صحبت جوئے۔ وصل چاہنے والا۔ کام۔ مقصد۔ بساخت۔ یعنی طبیب نے زرگر کے لئے ایک زہر آلود شربت تیار کیا جس کو پی کر وہ گھلنے لگا۔ گداختن۔ گھلنا، پگھلنا۔ رنجوری۔ مرض۔ وبال۔ مصیبت مراد عشق ہے۔

[3] سرد شد۔ سچا عشق نہ تھا محض صورت پرستی تھی، صورت بگڑنے سے عشق زائل ہوگیا۔ ننگ۔ شرم، عار۔

کاشکے[1] آں ننگ بودے یکسری
کاش وہ عار (عشق حسنِ ظاہری) پائیدار ہوتا

تا نرفتے بر وے آں بد داوری
تاکہ اُس پر یہ ظلم نہ ہوتا

خوں دوید از چشم ہمچوں جوئے او
اُس کی نہر جیسی آنکھوں سے خون بہنے لگا

دشمنِ جانِ وے آمد روئے او
(اور) اُس کا چہرہ اُس کی جان کا دشمن بنا

دشمنِ طاؤس آمد پرِّ او
مور کے دشمن اُس کے پر ہوئے

اے بسا شہ را بکشتہ فرِّ او
(اور) بہت سے شاہوں کو اُنکی شان و شوکت نے مارا

چونکہ زرگر از مرض بدحال شد
جب سنار مرض سے بد حال ہو گیا

در گداز[2] ش شخصِ او چوں نال شد
(اور) اُسکا جسم پگھل کر قلم کے ریشہ کی طرح ہو گیا

گفت من آں آہوم کز ناف من
اُس نے کہا، میں وہ ہرن ہوں کہ میری ناف سے

ریخت آں صیاد خونِ صاف من
اس صیاد نے میرا صاف خون بہا دیا

اے من آں روباہ صحرا کز کمیں
اے (مخاطب) میں جنگل کی وہ لومڑی ہوں کہ گھات میں بیٹھکر

سر بریدندم برائے پوستیں[3]
پوستین کے لئے اُنہوں نے میرا سر کاٹ لیا

اے من آں پیلے کہ زخمِ پیلیاں
میں وہ ہاتھی ہوں کہ پیلبان کے زخم نے

ریخت خونم از برائے استخواں
ہڈیوں کی خاطر میرا خون بہا دیا

آنکہ کشتستم پئے مادونِ من
جس نے مجھے مجھ سا کم تر کی خاطر مار ڈالا

می نداند کہ نخسپد خونِ من
اُس کو معلوم نہیں کہ میرا خون رائیگاں نہ جائیگا

بر من ست امروز فردا بر وے ست
(مصیبت) آج مجھ پر اور کل اُس پر ہے

خونِ چوں من کس چنیں ضائع کے ست
مجھ جیسے آدمی کا خون یوں رائگاں کیسے ہو سکتا ہے

گرچہ[4] دیوار افگند سایہ دراز
اگرچہ دیوار لمبا سایہ ڈالتی ہے

باز گردد سوئے او آں سایہ باز
لیکن وہ سایہ پھر اُس کی طرف لوٹتا ہے

ایں جہاں کوہ ست و فعلِ ما ندا
یہ دنیا ایک پہاڑ ہے اور ہمارا فعل آواز

سوئے ما آید نداہا را صدا
آوازوں کی گونج ہماری طرف لوٹتی ہے

ایں بگفت و رفت دردم زیرِ خاک
یہ کہا اور فوراً زیرِ زمین چلا گیا

آں کنیزک شد ز درد و رنج پاک
وہ لونڈی درد و غم سے نجات پاگئی

زانکہ عشقِ مُردگاں پایندہ نیست
اسلئے کہ مُردوں سے عشق پائیدار نہیں ہے

چونکہ مُردہ سوئے ما آیندہ نیست
اس لئے کہ مُردہ ہماری طرف واپس آنے والا نہیں ہے

---

[1] کاشکے۔ حرف تمنا ہے۔ یکسری۔ پائیدار۔ داوری۔ حکومت، انصاف۔ بد داوری۔ ناانصافی، ظلم۔ یعنی عشق مجازی میں بھی اگر پائیداری ہوتی تو وہ ننگ نہ شمار ہوتا۔ روئے او۔ یعنی اُس زرگر کی خوبصورتی اُسکی ہلاکت کا سبب بنی۔

[2] گدازش حاصل مصدر ہے گداختن کا، پگھلنا، لاغر ہونا۔ نال۔ قلم کے بیچ کا ریشہ۔ گفت۔ اگلے چار شعر زرگر کا مقولہ ہیں۔ کز نافِ من۔ ختن کے ہرن اس لئے مارے جاتے ہیں کہ اُن کے نافہ میں سے مشک نکلتا ہے۔ کمین۔ کسی کی گھات میں بیٹھنا۔

[3] پوستین۔ لومڑی کی کھال سے پوستین بنایا جاتا ہے۔ استخواں۔ ہاتھی دانت کی طرح ہاتھی کی ہڈی بھی قیمتی ہوتی ہے۔ مادون۔ کمتر زرگر نے بادشاہ کو کمتر اس لئے کہا کہ وہ کنیزک کا معشوق تھا اور بادشاہ ناکام عاشق۔ نخسپد۔ یعنی میرے خون کا بدلہ لیا جائیگا خون رائگاں نہ جائیگا۔

[4] گرچہ دیوار۔ مولاناؒ نے جزاء عمل کو دو مثالوں سے سمجھایا ہے کہ گناہگار کا عمل بصورت جزا اس کی طرف لوٹتا ہے۔ ندا۔ پکارنا۔ آواز دینا۔ صدا۔ گونج جو پہاڑ یا کنوئیں میں انسان کی آواز کے بعد سنائی دیتی ہے۔ دردم۔ فوراً، اسی وقت۔ مُردگاں۔ یعنی فانی اشیاء کا عشق قائم نہیں رہتا۔

عشقِ زندہ[۱] در رواں و در بصر — ہر دمے باشد ز غنچہ تازہ تر
زندہ کا عشق روح اور آنکھ (باطن و ظاہر) میں — ہر وقت غنچہ سے بھی زیادہ تر و تازہ رہتا ہے

عشقِ آں زندہ گزیں کو باقی ست — وز شرابِ جانفزایت ساقی ست
اُس زندہ کا عشق اختیار کر جو سدا رہنے والا ہے — اور جانفزا شراب سے تجھے سیراب کرنیوالا ہے

عشقِ آں بگزیں کہ جملہ انبیا — یافتند از عشقِ اُو کار و کیا
اُس کا عشق اختیار کر کہ تمام نبیوںؑ نے — اُس کے عشق سے عزّ و شرف پایا

تو مگو مارا بداں شہ بار نیست — بر کریماں کارہا دشوار نیست
تو یہ نہ کہہ کہ ہماری رسائی اُس بادشاہ تک نہیں ہے — کریموں پر بڑے کام دشوار نہیں ہوتے

در بیانِ آنکہ کشتنِ مردِ زرگر باشارۂ الٰہی بود نہ بخیالِ باطل

اس بیان میں کہ سنار کو مارنا خدائی اشارہ پر تھا، نہ کسی بُرے خیال سے

کشتنِ آں مرد بر دستِ حکیم — نے پئے امید بود و نے ز بیم
اُس مرد کا طبیب کے ہاتھ سے ہلاک ہونا — نہ کسی اُمید کی بناء پر تھا نہ کسی خوف سے

اُو نکشتش از برائے طبعِ شاہ — تا نیامد امر و الہام[۲] از الٰہ
اُس نے بادشاہ کی خاطر سے اُسے قتل نہیں کیا — جب تک کہ اللہ کی طرف سے حکم اور الہام نہ آیا

آں پسر را کش خضرؑ ببرید حلق — سِرِّ آں را در نیابد عامِ خلق
وہ لڑکا، خضرؑ نے جس کا گلا کاٹا تھا — اُس کا بھید عام مخلوق نہیں سمجھ سکتی

آنکہ از حق یابد اُو وحی و خطاب — ہر چہ فرماید بود عینِ صواب
جو شخص اللہ کی جانب سے وحی اور خطاب پاتا ہے — وہ جو کچھ کہتا ہے بالکل درست ہوتا ہے

آنکہ جاں بخشد اگر بکُشد رواست — نائب ست و دستِ اُو دستِ خداست
جو جان عطا کرتا ہے اگر قتل بھی کرے تو جائز ہے — وہ (اللہ کا) قائم مقام ہے اور اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے

ہمچو اسمٰعیل[۳] پیشش سر بنہ — شاد و خنداں پیشِ تیغش جاں بدہ
حضرتِ اسمٰعیلؑ کی طرح اُس کے سامنے سر جھکا دے — اور ہنسی خوشی اُس کی تلوار سے قتل ہو جا

تا بماند جانت خنداں تا ابد — ہمچو جانِ پاکِ احمدؐ با احد
تاکہ تیری روح ہمیشہ خوش رہے — جس طرح کہ احمدِ (مجتبیٰؐ) کی روحِ پاک اللہ کے ساتھ

عاشقاں جامِ فرح آنگہ کشند — کہ بدستِ خویش خوباں شاں کُشند
عاشق خوشی کا جام اُس وقت پیتے ہیں — جبکہ معشوق اپنے ہاتھ سے ان کو قتل کرتے ہیں

[۱] زندہ یعنی خدائے حیّ و قیوم۔ گزیں۔ اختیار کر، صیغہ امر ہے گزیدن مصدر سے۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا، روح کو قوت دینے والا۔ کیا۔ خداوند، کار فرما۔ کار و کیا یافتند۔ یعنی عزّ و شرف پایا۔ شہ۔ شاہ کا مخفف، یعنی اللہ تعالیٰ۔ بر کریماں۔ یعنی حق تعالیٰ کریم و کارساز ہے وہ اپنے فضل و کرم سے کامیابی و باریابی مرحمت فرمائیگا۔ نے پئے۔ یعنی طبیب کا زرگر کو ہلاک کرنا بادشاہ سے لالچ یا خوف کی وجہ سے نہیں تھا۔
[۲] امر۔ حکم۔ الہام۔ جو بات خدا کی طرف سے دل میں ڈالی جائے۔ الٰہ۔ معبود، اللہ تعالیٰ۔ خضر۔ حضرتِ خضر علیہ السلام، جنہوں نے ایک بچہ کو قتل کیا تھا، قرآنِ مجید میں اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کی مصلحت یہ تھی کہ بچہ کافر ہوتا اور اس کے کفر کی وجہ سے والدین کے ایمان کو خطرہ تھا۔ نائب۔ قائمقام یعنی جو خدا کے حکم سے قتل کرتا ہے اُس کا ہاتھ دراصل خدا کا ہاتھ ہے۔
[۳] ہمچو اسمٰعیل۔ حضرت اسمٰعیلؑ سے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے تمہاری قربانی دوں تو فوراً حضرت اسمٰعیلؑ نے سرِ تسلیم خم زمین پر رکھ دیا۔ احمد با احد۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم و رضا کی بناء پر مقامِ قرب حاصل ہوا

شاہ آں خوں ازپئے شہوت نکرد[1]
وہ خون بادشاہ نے شہوت کی خاطر نہیں کیا
تو رہا کن بدگمانی و نبرد
تو (اس معاملہ میں) بدگمانی اور جھگڑے کو چھوڑ دے

تو گماں کردی کہ کرد آلودگی
تو نے یہ گمان کیا کہ وہ خواہشِ نفسانی سے ملوث تھا
در صفا غش کے ہلد پالودگی
(لیکن) صاف میں صفائی کھوٹ کو کب چھوڑتی ہے

بہرِ آنست ایں ریاضت ویں جفا
یہ محنت اور مشقت تو اس لئے ہے
تا بر آرد کورہ از نقرہ جفا
کہ بھٹی چاندی سے میل کو نکال دے

بہرِ آنست امتحانِ نیک و بد
کھرے اور کھوٹے کا امتحان اس لئے ہے
تا بجوشد، بر سر آرد زر زبد[2]
تاکہ وہ جوش میں آئے اور سونا اپنا میل اوپر لے آئے

بگذر از ظنِ خطا اے بدگماں
اے بدگمان! غلط گمان چھوڑ دے
اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ را بخواں
"بے شک بعض گمان گناہ ہیں" کو پڑھ

گر نبودش کار ز الہامِ اِلٰہ
اگر اُس کا کام خدا کے الہام سے نہ ہوتا
اُو سگے بودے درانندہ نہ شاہ
تو وہ پھاڑ کھانے والا کتا ہوتا، بادشاہ نہ ہوتا

پاک بود از شہوت و حرص و ہوا
وہ شہوت اور حرص و ہوس سے پاک تھا
نیک کرد اُو لیک نیکِ بدنما
اُس نے اچھا کیا لیکن اچھا بظاہر بُرا

گر خضرؑ در بحر کشتی را شکست
اگرچہ خضرؑ نے سمندر میں کشتی توڑ دی
صد درستی در شکستِ خضر ہست
(لیکن) خضرؑ کے توڑنے میں سینکڑوں درستیاں تھیں

وہمِ موسیٰؑ با ہمہ نور و ہنر
باوجود تمام نور و ہنر کے موسیٰؑ کا خیال
شد ازاں محجوب[3] تو بے پر مپر
اُس تک نہ پہنچا، تو بھی بے پر کی نہ اُڑا

آں گُلِ سُرخ است تو خونش مخواں
وہ سُرخ پھول ہے تو اُس کو خون نہ کہہ
مستِ عقل است او تو مجنونش مداں
وہ عقل سے مست ہے تو اُس کو دیوانہ نہ سمجھ

گر بُدے خونِ مسلماں کامِ اُو
اگر مسلمان کا خون بہانا اُس کا مقصود ہوتا
کافرم گر بُردمے من نامِ اُو
تو میں کافر ہوتا اگر اُس کا نام بھی لیتا

می بلرزد عرش از مدحِ شقی
بدبخت اور سنگدل کی تعریف سے عرش لرزتا ہے
بدگماں گردد ز مدحش متقی
اور اُسکی تعریف سے پرہیزگار بدگمان ہوجاتا ہے

شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود
وہ بادشاہ تھا اور بہت باخبر بادشاہ تھا
خاص بود و خاصۃ اللہ بود
وہ خاص تھا اور اللہ تعالیٰ کا مخصوص تھا

---

[1] شاہ۔ بادشاہ کا زرگر کو قتل کرانا اشارۂ خداوندی سے تھا۔ غش۔ کھوٹ۔ ہلد۔ حاصل مصدر رہے ہلیدن سے چھوڑنا۔ پالودگی۔ صفائی۔ جفا۔ جیم کے فتحہ کے ساتھ سونے اور چاندی کا میل۔ کورہ۔ بھٹی، جس میں چیزوں کو پگھلایا اور تپایا جاتا ہے۔

[2] زبد۔ جھاگ، یعنی جس طرح سونا بھٹی میں جاکر نکھرتا ہے اسی طرح انسان کے نفسانی رذائل ریاضت سے دور ہوتے ہیں۔ ظنِ خطا۔ بدگمانی۔ اِثم گناہ۔ درانندہ۔ پھاڑنے والا۔ نیکِ بدنما۔ بباطن نیک اور بظاہر بُرا۔ خضر۔ خضرؑ کے کشتی توڑنے کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے جو بظاہر بُری بات تھی لیکن اس میں مصلحتیں پوشیدہ تھیں

[3] محجوب پردے میں آیا ہوا یعنی حضرتِ موسیٰؑ باایں ہمہ نور و ہنر اُس مصلحت تک نہ پہنچ سکے جو حضرتِ خضرؑ کے پیشِ نظر تھی۔ آں گل اشارہ بادشاہ کی طرف ہے۔ بُدے۔ بودے کا مخفف ہے۔ کام۔ مقصد و غرض۔ شقی۔ بدبخت۔ سنگدل۔ متقی۔ پرہیزگار۔ آگاہ۔ یعنی عارف باللہ۔

آں کسے را کش چنیں شاہے کُشد
وہ آدمی جس کو ایسا بادشاہ قتل کرتا ہے

سوئے تخت و بہتریں جاے کشد
اُس کو تخت اور بہترین مرتبہ عنایت فرماتا ہے

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
وہ آدمی جان لیتا ہے تو سو جانیں دیتا ہے

آنچہ در وہمت نیاید آں دہد
(بلکہ) اتنا دیتا ہے کہ جو تیرے خیال میں بھی نہیں آسکتا

قہرِ خاصے از برائے لُطفِ عام
عام مہربانی کے لئے کسی خاص پر قہر

شرع می دارد روا بگذار گام
شریعت جائز رکھتی ہے قدم آگے بڑھا

گر ندیدے سُودِ او در قہرِ او
اگر (اللہ تعالیٰ) اُس کا فائدہ قہر میں نہ دیکھتا

کے شُدے آں لُطفِ مطلق قہر جُو
تو وہ سراپا لُطف و کرم، قہر کیوں کرتا

طفل می لرزد زنیشِ احتجام
پچھنے لگانے کی تکلیف سے بچہ تو لرزتا ہے

مادرِ مُشفق دراں غم شاد کام
(لیکن اُس کی) مہربان ماں اِس تکلیف سے خوش ہوتی ہے

تو قیاس از خویش می گیری و لیک
تو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے، لیکن

دُور دُور اُفتادہ بنگر تو نیک
تو غور کر (حقیقت سے) بہت دور جا پڑا ہے

پیشتر آتا بگویم قصۂ
میرے قریب آ تاکہ تجھے ایک قصہ سناؤں

بو کہ یابی از بیانم حصّۂ
ہو سکتا ہے کہ تو میرے بیان سے کچھ حصہ حاصل کرلے

حکایتِ مردِ بقّال و طوطی و روغن ریختنِ طوطی در دُکان

ایک بنیے اور طوطی کا قصہ اور طوطی کا دُکان کے اندر تیل بہانا

بود بقّالے مَر او را طوطیٔ
ایک بنیا تھا اور اُس کی ایک طوطی تھی

خوشنوا و سبز و گویا طوطیٔ
جو خوش آواز، سبز رنگ اور بولنے والی طوطی تھی

بر دُکاں بودے نگہبانِ دُکاں
(یہ طوطی) دکان پر دکان کی حفاظت کرتی تھی

نکتہ گفتے باہمہ سوداگراں
اور تمام سوداگروں سے دلچسپ باتیں کرتی تھی

در خطابِ آدمی ناطق بُدے
وہ آدمیوں سے خطاب کرنے میں اُن جیسی باتیں کرتی

در نوائے طوطیاں حاذق بُدے
اور طوطیوں کے ساتھ نوا سنجی میں ماہر تھی

خواجہ روزے سوئے خانہ رفتہ بُود
مالک ایک دن اپنے گھر کو گیا تھا

در دُکاں طوطی نگہبانی نمود
طوطی دُکان کی حفاظت کر رہی تھی

گربۂ برجست ناگہ در دُکاں ق
اچانک ایک بلی دکان میں کود دی

بہرِ موشے، طوطیک از بیمِ جاں
ایک چوہے کیلئے، اور بیچاری طوطی اپنی جان کے خوف سے

لہ کُش۔ کہ اش کا مخفف ہے
قہرِ خاصے۔ یعنی اُس زرگر کا قتل ظلم نہ تھا اور اگر ظلم مان بھی لیا جائے تو عام مصلحت اور مفاد کے پیشِ نظر کسی ایک پر ظلم جائز ہے۔ گر ندیدے۔ یعنی زرگر کے قتل ہی میں زرگر کا فائدہ تھا۔
لہ احتجام پچھنے لگوانا یعنی خونِ فاسد جسم سے نکالنے کے لئے عمل جراحی کرانا۔ مُشفق۔ ہمدرد، مہربان تو قیاس الخ۔ یعنی اللہ کے کاموں کو اپنے کاموں پر قیاس نہ کر۔ بو کہ۔ یعنی شاید کہ ممکن ہے۔
لہ بقّال۔ سبزی فروش کو کہتے تھے، پھر بنیے کے معنی میں مستعمل ہونے لگا۔ ناطق۔ قوتِ گویائی رکھنے والا۔ حاذق۔ ماہر، زیرک و چالاک۔ جستن۔ جیم کے فتح کے ساتھ، کودنا۔ طوطیک۔ کاف تصغیر کا ہے۔

جَست از صدرِ دُکاں بہرِ گریخت
بھاگنے کے لئے دُکان کی بیچ میں کودی

شیشہ ہائے روغنِ گُل را بریخت
(اور) روغنِ گُل کی شیشیاں بہا دیں

از سوئے خانہ بیامد خواجہ اش
اُس کا مالک گھر سے (واپس) آیا

بر دُکاں بنشست فارغؔ شاد و خوش
(اور) خوش خوش اطمینان سے دُکان پر بیٹھ گیا

دید پُر روغن دُکان و جامہ چرب
(لیکن) دُکان کو تیل سے بھرا اور کپڑوں کو چکنا دیکھ کر

بر سرش زد گشت طوطی گُل زِ ضرب
اُس کے سر پر ایسی مار لگائی کہ طوطی گنجی ہو گئی

روزکے چندے سخن کوتاہ کرد
چند دن تک (طوطی) نے بات کرنی چھوڑ دی

مردِ بقّال از ندامت آہ کرد
بنیئے نے ندامت و افسوس سے آہ کی

رِیش بر می کند و می گفت اے دریغ
(وہ اپنی) داڑھی کو نوچتا اور کہتا تھا ہائے افسوس

کافتابِ نعمتم شد زیرِ میغ
میری نعمت کا سورج بدلی میں آ گیا

دستِ من بشکستہ بودے آں زماں
اُس وقت میرے ہاتھ ٹوٹ گئے ہوتے

کہ زدم من بر سرِ آں خوش زباں
جب میں نے اُس خوش زبان (طوطی) کے سر پر ضرب ماری تھی

ہدیہ ہا می داد ہر درویش را
وہ ہر فقیر کو تحفے تقسیم کر رہا تھا

تا بیابد نطقِ مُرغِ خویش را
تاکہ اپنی طوطی کی گویائی کو پا لے

بعدِ سہ روز و سہ شب حیران و زار
تین دن اور تین رات کے بعد حیران و بدحال

بر دُکاں بنشستہ بد نومید وار
مایوسی کی حالت میں دکان پر بیٹھا تھا

باہزاراں غصّہ و غم گشتہ جُفت
ہزاروں رنج اور غم میں مبتلا

کاے عجب ایں مُرغ کے آید بگفت
ہائے تعجب! یہ طوطی کب بولے گی؟

می نمود آں مُرغ را ہرگوں شگفت
ہر قسم کی انوکھی چیزیں اُس پرندہ کو دکھاتا تھا

وز تعجب لب بدنداں می گرفت
اور پھر تعجب سے اپنے ہونٹ کاٹتا تھا

دمبدم می گفت با اُو ہر سخن
ہر وقت اُس سے طرح طرح کی باتیں کرتا تھا

تا کہ باشد کاندر آید در سخن
کہ شاید وہ باتیں کرنے لگے

بر اُمیدِ آنکہ مُرغ آید بگفت
اِس امید پر کہ پرندہ بول پڑے

چشمِ اُو را با صُوَر می کرد جُفت
(مختلف قسم کی) تصویریں اُسے دکھاتا

ناگہانی جولقی می گذشت
اتفاقاً ایک گدڑی پوش اُدھر سے گزر رہا تھا

با سرِ بے مُو چو پشتِ طاس و طشت
جس کا سر، پرات اور طشت کی پشت کی طرح (بالوں سے صاف) تھا۔

سلہ فارغ - یعنی بے فکر
گُل - گنجا، جس کے سر پر بال نہ ہوں - ضرب - چوٹ، مارنا - روزکے - کاف زائد ہے - رِیش - داڑھی
کندن - اکھاڑنا، کھودنا، نوچنا - میغ - ابر -
سلہ درویش - دال کے فتح کے ساتھ، یعنی فقیر، بھکاری اور دال کے ضمہ کے ساتھ اولیاء اللہ کیلئے بولا جاتا ہے - نطق - گویائی
مُرغ - پرند، مراد طوطی ہے
زار - عاجز و خوار، ذلیل
نومید وار - مایوس، غمگین - شگفت - عجیب اور انوکھی، شاید وہ ایسی چیز کو دیکھ کر بول پڑے۔
سلہ وز تعجب - اور جب وہ اس پر بھی نہ بولتی تھی تو تعجب سے ہونٹ کاٹتا تھا - گفت - گفتگو۔
صُوَر - صورت کی جمع، یعنی شاید تصویریں دیکھ کر بول پڑے۔
جولقی - کمل پوش فقیر۔
طاس - بڑا اتھال۔
طشت - تھال۔

طوطی اندر گفت آمد آں زماں
طوطی (اُس کو دیکھ کر) فوراً بول پڑی
بانگ بر درویش زد چوں عاقلاں
اُس کو پکارا اور عقلمندوں کی طرح (سوال کیا)

کز چہ اے کل با کلاں آمیختی
اے گنجے! تو گنجوں میں کیوں شامل ہوا؟
تو مگر از شیشہ روغن ریختی
شاید تو نے بھی شیشی سے تیل گرایا ہے

از قیاسش خندہ آمد خلق را
اُس کے اس قیاس سے لوگ ہنس پڑے
کو چو خود پنداشت صاحب دلق[۱] را
کہ اُس نے گدڑی والے کو اپنا جیسا سمجھا

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
پاک لوگوں کے کام کو اپنے پر قیاس کر
گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر
اگرچہ لکھنے میں شیر (درندہ) اور شیر (دودھ) یکساں ہوتا ہے

شیر آں باشد کہ مردم را درد
اور شیر وہ ہے جو آدمیوں کو پھاڑتا ہے
شیر آں باشد کہ مرد اُو را خورد
شیر تو وہ ہے جس کو آدمی پیتا ہے

جملہ عالم زیں سبب[۲] گمراہ شد
اس وجہ سے پورا عالم گمراہ ہو گیا
کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
بہت کم کوئی خدا کے ابدال سے واقف ہوا

اشقیاء را دیدۂ بینا نہ بود
بدبختوں کی دیکھنے والی آنکھ نہ تھی
نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود
اچھا، اور برا ان کی آنکھ میں یکساں نظر آیا

ہمسری با انبیاء برداشتند
(انہوں نے نبیوں کیساتھ برابری کا دعویٰ کھڑا کر دیا)
اولیاء را ہمچو خود پنداشتند
اور اولیا کو اپنا جیسا سمجھ لیا

گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر
یہ کہا کہ ہم بھی انسان ہیں اور وہ بھی انسان ہیں
ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ہم اور وہ سونے اور کھانے کے پابند ہیں

ایں نہ دانستند ایشاں از عمی[۳]
اندھے پن سے وہ یہ نہ سمجھے
ہست فرقے درمیاں بے منتہی
کہ ان دونوں میں بے انتہا فرق ہے

ہر دو گوں زنبور خوردند از محل
دونوں قسم کی بھڑوں نے ایک ہی جگہ سے کھایا
لیک زیں شد نیش و زاں دیگر عسل
لیکن اس سے ڈنک اور اُس سے شہد بنا

ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب
دونوں قسم کے ہرنوں نے گھاس، اور پانی کھایا پیا
زیں یکے سرگیں شد و زاں مشک ناب
اس ایک کا گوبر بنا اور دوسرے کا خالص مشک

ہر دو نے خوردند از یک آبخور
دونوں نرسلوں نے ایک گھاٹ سے پانی پیا
آں یکے خالی و آں پُر از شکر
لیکن ایک کھوکھلی اور دوسری شکر سے بھری ہوئی ہے

---

۱ دلق۔ گدڑی۔

۲ زیں سبب۔ غلطی کرنیکی وجہ سے۔ ابدال۔ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت کو کہتے ہیں۔ اشقیاء۔ شقی کی جمع بمعنی بدبخت۔ گفتہ۔ یعنی برابری کے دعوے میں یہ کہتے ہیں۔ اینک۔ این اسم اشارہ کاف تصغیر کا ہے۔

۳ عمی۔ اندھا پن۔ کفر، گمراہی۔ منتہی۔ انتہا۔ گوں۔ گونہ، قسم۔ زنبور۔ بھڑ، شہد کی مکھی۔ محل۔ جگہ۔ نیش۔ ڈنک۔ عسل۔ شہد۔ سرگین۔ گوبر، مینگنی۔ ناب۔ خالص۔

صد ہزاراں ایں چنیں اَشباہ بیں
اِس طرح کی لاکھوں مثالیں تیرے سامنے ہیں

فرقِ شاں ہفتاد سالہ راہ بیں
دلیکن اُنمیں ستر سالہ راہ کا فرق دکھائی دیتا ہے

ایں[1] خورد گردد پلیدی زُو جُدا
یہ کھاتا ہے تو نجاست اِس سے نکلتی ہے

واں خورد گردد ہمہ نورِ خدا
اور وہ جو کچھ کھاتا ہے، سب خدا کا نور بنجاتا ہے

ایں خورد زاید ہمہ بُخل و حَسَد
یہ کھاتا ہے تو سراسر بخل اور حسد پیدا ہوتا ہے

واں خورد زاید ہمہ نورِ اَحَد
اور وہ کھاتا ہے تو سب خدا کا نور بنجاتا ہے

ایں زمینِ پاک و آں شورست و بد
یہ پاک زمین ہے اور وہ شورا اور خراب

ایں فرشتہ پاک و آں دیوست و دَد
یہ پاک فرشتہ ہے اور وہ بھوت اور درندہ

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست
دونوں صورتیں اگر ایک جیسی ہیں، ٹھیک ہے

آبِ تلخ و آبِ شیریں را صفاست
نمکین اور شیریں پانی میں صفائی موجود ہے

جز کہ صاحب ذوق نشناسد بیاب
سوائے صاحبِ ذوق کے کوئی نہیں پہچان سکتا ہے، سمجھ لے

اُو شناسد آبِ خوش از شورہ آب
کہ وہی میٹھے اور کھاری پانی کو پہچانتا ہے

جز کہ صاحب ذوق نشناسد طُعُوم
صاحبِ ذوق کے سوا ذائقہ کو کوئی نہیں پہچان سکتا

شہد را ناخوردہ کے داند زموم
جس نے شہد نہ چکھا وہ شہد اور موم میں امتیاز کب کر سکتا ہے

سحر را با معجزہ کردہ قیاس
جادو کو معجزہ پر قیاس کر کے

ہر دو را بر مکر پندارد اساس[2]
دونوں کی بنیاد مکر و فریب پر سمجھتا ہے

ساحراں با موسیٰؑ از استیزہ را
جادوگروں نے موسیٰؑ سے لڑائی کے لئے

برگرفتہ چوں عصائے اُو عصا
اُن کی لاٹھی جیسی لاٹھی اٹھائی

زیں عصا[3] تا آں عصا فرقیست ژرف
دلیکن اِس لاٹھی اور اُس لاٹھی میں گہرا فرق ہے

زیں عمل تا آں عمل راہے شگرف
اِس کام میں اور اُس کام میں بڑا فاصلہ ہے

لعنۃ اللہ ایں عمل را در قفا
اِس کام کے پیچھے اللہ کی لعنت ہے

رحمۃ اللہ آں عمل را در وفا
اُس کام میں اللہ کی رحمت شاملِ حال ہے

کافراں اندر مرے بوزینہ طبع
کافر لوگ جھگڑا کرنے میں بندر کی خصلت رکھتے ہیں

آفتے آمد درونِ سینہ طبع
(اور اُن کی یہ خصلت) سینہ میں چھپی ہوئی ایک نعمت ہے

ہر چہ مردم می کند بوزینہ ہم
جو کچھ انسان کرتا ہے بندر بھی کرتا ہے

آں کند کز مرد بیند دمبدم
جو انسان سے پے در پے دیکھتا ہے وہ کرتا ہے

---

[1] ایں خورد بہر حال بزرگوں کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا چاہیے بہت سی چیزوں کے کام یکساں ہیں لیکن نتائج جداگانہ ہیں۔ دیو۔ بھوت، شیطان۔ دد۔ درندہ صفا۔ میٹھا اور کھاری پانی دونوں صاف ہوتے ہیں۔ بیاب۔ یافتن سے امر کا صیغہ ہے۔ صاحبِ ذوق۔ جو چکھ کر ذائقوں میں فرق کر سکے۔ ناخوردہ۔ جس شخص نے کبھی شہد نہ کھایا ہو وہ موم اور شہد میں کیا فرق کر سکتا ہے۔

[2] اساس۔ بنیاد۔ ساحراں۔ جادوگر۔ استیزہ۔ جھگڑا۔ از۔ زیادہ ہے دوسرے نسخے میں "استیزہا" ہے۔ اس میں از زیادہ نہ ہوگا۔ ژرف۔ گہرا۔ شگرف۔ حیرتناک۔ عجیب۔

[3] عصا۔ لاٹھی۔ قفا۔ گُدّی، پیچھے وفا۔ وعدہ پورا کرنا، دوستی برے۔ مراء کا امالہ ہے، جھگڑا کرنا۔ بوزینہ۔ بندر۔ طبع طبیعت۔ دم بدم۔ بندر انسان کے مسلسل حرکات کو دیکھ کر اُسکی نقل اتارتا ہے۔

اُوگماں بُردہ کہ من کردم چو اُو
اُس نے گمان کیا کہ میں نے اس کی طرح کیا
فرق[۱] را کے بیند آں استیزہ جو
وہ لڑاکا فرق کو کب دیکھتا ہے؟

ایں کند از امر و آں بہرِ ستیز
یہ (مومن) حکمِ خداوندی سے کرتا ہے اور وہ (کافر) جھگڑے کیلئے
بر سرِ استیزہ رویاں خاک ریز
جھگڑا کرنے والوں کے سر پر خاک ڈال

آں منافق با موافق در نماز
وہ منافق مومن کے ساتھ، نماز میں
از پئے استیزہ آید نے نیاز
مقابلہ کے لئے آتا ہے نہ کہ نیازمندی کیلئے

در نماز و روزہ و حجّ و زکوٰۃ
نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ میں
با منافق مومناں در بُرد و مات
مومن، منافق کے ساتھ جیت اور ہار میں ہیں

مومناں را بُرد باشد عاقبت
انجامِ کار مومنوں کی جیت ہوگی
بر منافق مات اندر آخرت
آخرت میں منافق کو ہار ہوگی

گرچہ ہر دو بر سرِ یک بازی اند
اگرچہ دونوں ایک بازی لگائے ہوئے ہیں
لیک باہم مروزی و رازی اند
لیکن یہ دونوں مرو اور رے کے باشندوں کی طرح (باہم مختلف) ہیں

ہر یکے سوئے مقامِ خود رود
ہر ایک اپنے مقام کی طرف جاتا ہے
ہر یکے بر وفقِ نامِ خود رود
ہر ایک اپنے نام کے مطابق کام کرتا ہے

مومنش[۲] خوانیش جانش خوش شود
تو اس کو مومن کہے تو اس کی روح خوش ہوتی ہے
ور منافق تند و پُر آتش شود
اور اگر منافق کہے تو مشتعل اور آگ سے پُر ہو جاتا ہے

نامِ آں محبوب از ذاتِ وے است
اس کا نام اُس کی ذات کی وجہ سے پیارا ہے
نامِ ایں مبغوض از آفاتِ وے است
اور اس کا نام اس کی آفتوں کی وجہ سے موجب بغض و عداوت ہے

میم و واو و میم و نوں تشریف نیست
میم اور واؤ اور میم اور نون میں کوئی شرافت نہیں ہے
لفظِ مومن جز پئے تعریف نیست
لفظِ مومن پہچان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے

گر منافق[۳] خوانیش ایں نامِ دوں
اگر اُس کو منافق کہے تو یہ ذلیل نام
ہمچو کژدم می خلد در اندروں
بچھو کے ڈنک کی طرح اُس کے دل میں چبھتا ہے

گر نہ آں نام اشتقاقِ دوزخ است
اگر وہ نام دوزخ سے نہیں بنا ہے
پس چرا در وے مذاقِ دوزخ است
پھر اُس میں دوزخ کا ذائقہ کیوں ہے؟

زشتیِ ایں نامِ بد از حرف نیست
بُرے نام کی بُرائی حروف کی وجہ سے نہیں ہے
تلخیِ آں آبِ بحر از ظرف[۵] نیست
اور اُس سمندر کے پانی کی کڑواہٹ برتن کی وجہ سے نہیں ہے

---

۱ فرق۔ اصل اور نقل کے فرق کو وہ نہیں سمجھتا۔ آں منافق منافق، مومن کی نماز میں شریک ہوتا ہے لیکن اس کا مقصد عبادت نہیں بلکہ فساد ہے۔ بُرد۔ جیت۔ مات۔ ہار۔ مقام۔ جائے قیام۔ وفق۔ موافق، مطابق۔

۲ مومن۔ مومن کو مومن کہو تو وہ خوش ہوتا ہے، منافق کو منافق کہو تو وہ چڑتا ہے۔ نامِ آں۔ لفظِ مومن میں مومن کی ذات کی شرافت سے شرافت آئی منافق کے بُرے حرکات کی وجہ سے یہ لفظ مبغوض بنا۔ مروزی۔ مرو کا رہنے والا۔ رازی۔ رے کا باشندہ۔ مرو خراسان میں ہے اور رے عراق میں، ان دونوں ملکوں میں بہت فاصلہ ہے۔ میم۔ یعنی مومن کے لفظ میں جس قدر حروف ہیں اُن میں کوئی ذاتی شرافت نہیں ہے، دوسرے اسماء جس طرح مسمّیٰ کی شناخت اور پہچان کے لئے ہوتے ہیں، یہ بھی ہے اب اس میں شرافت، مومن کے اوصاف کی وجہ سے آئی ہے جو اس کے معنی ہیں۔

۳ منافق۔ اس کے الفاظ میں جو ناگواری ہے وہ بھی معنیٰ کی وجہ سے ہے۔ دوزخ۔ منافق کے معنیٰ میں وہ اوصاف ملحوظ ہیں جو اس کو دوزخ میں لیجا ئیں گے۔

۵۔ ظرف۔ کسی پانی کا شور ہونا برتن کی وجہ سے نہیں ہوتا اسی طرح لفظ معنیٰ کا برتن ہے۔

حرف ظرف آمد درو معنی چو آب
حروف برتن ہیں اور انمیں معنی پانی کی طرح ہیں

بحرِ معنیٔ عِندَهٗ اُمُّ الکِتَاب
معنیٰ کا سمندر وہ ہے جس کے پاس اُمّ الکتاب ہے

بحرِ تلخ و بحرِ شیریں ہمعناں
میٹھا اور شور دریا ساتھ ساتھ رواں ہے

در میاں شاں بَرزخٌ لَا یَبغِیَاں
اور اُن کے درمیان ایک آڑ ہے، یہ ایک دوسرے پر چڑھتے نہیں

دانکہ ایں ہر دو ز یک اصلے رواں
جان لے کہ یہ دونوں ایک ہی اصل سے رواں ہیں

در گذر زیں ہر دو رَو تا اصلِ آں
دونوں سے گذر کر اُن کی اصل تک پہنچ جا

زرِ قلب و زرِ نیکو در عیار
کھوٹا سونا اور کھرا سونا پرکھنے میں

بے محک ہرگز ندارد اعتبار
بغیر کسوٹی کے ہرگز قابلِ اعتبار نہیں

ہر کرا در جاں خدا بنہد محک
خدا جس کے دل میں کسوٹی رکھ دیتا ہے

مر یقیں را باز داند او ز شک
بلاشبہ وہ یقین کو شک سے جدا کر لیتا ہے

آنچہ گفت استفتِ قلبک مصطفیٰؐ
وہ جو مصطفیٰؐ نے "اپنے دل سے فتویٰ پوچھ" فرمایا ہے

آں کسے داند کہ پُر بود از وفا
اُس کو وہی جانتا ہے جو وفاداری سے پُر ہے

در دہانِ زندہ خاشاکے ار جہد
زندہ کے منہ میں اگر تنکا گر جائے

آنگہ آرامد کہ بیرونش نہد
تو اُس کو چین اسی وقت آتا ہے جب اُس کو باہر نکال دے

در ہزاراں لقمہ یک خاشاکِ خُرد
ہزاروں لقموں میں ایک چھوٹا سا تنکا

چوں در آمد حسِّ زندہ پے ببُرد
جب آیا تو زندہ کی حس نے اُس کا پتہ لگا لیا

حسِّ دنیا نردبانِ ایں جہاں
دنیا کا احساس، اِس جہاں کی سیڑھی ہے

حسِّ عقبیٰ نردبانِ آسماں
اور آخرت کا احساس، آسمان کی سیڑھی ہے

صحتِ ایں حس بجوئید از طبیب
اِس حس کی تندرستی طبیب سے معلوم کرو

صحتِ آں حس بجوئید از حبیب
اور اُس حس کی تندرستی محبوب سے معلوم کرو

صحتِ ایں حس ز معموریٔ تن
اِس حس کی تندرستی بدن کی تندرستی سے ہے

صحتِ آں حس ز تخریبِ بدن
اور اُس حس کی تندرستی بدن کی شکستگی سے ہے

شاہِ جاں مر جسم را ویراں کند
روح کا بادشاہ، جسم کو ویران کرتا ہے

بعد ویرانیش آباداں کند
اور اُس کی ویرانی کے بعد اُس کو آباد کرتا ہے

اے خنک جانیکہ در عشقِ مآل
بڑی مبارک ہے وہ جان جس نے عاقبت کی فکر میں

بذل کرد او خانماں و ملک و مال
(اپنا) گھر بار اور ملک و مال خرچ کر ڈالا

۱؎ بحرِ معنیٰ۔ تمام اوصاف اور معانی کا منبع حضرتِ حق کی ذات ہے جس کے پاس اُمّ الکتاب یعنی لوحِ محفوظ ہے۔ بحرِ تلخ ذاتِ باری، متضاد صفات کی حامل ہے اور ہر صفت کا مظہر دوسری صفت کے مظہر سے ممتاز ہے۔ اصل۔ صفتِ رحمت اور صفتِ قہر کا سرچشمہ ذاتِ واحد ہے اور سالک کا مقصد و منتہیٰ ذاتِ وحدہٗ لاشریک ہے۔ زر۔ سونا۔ قلب۔ کھوٹا۔ عیار۔ پرکھنا۔ محک۔ کسوٹی۔ زرِ قلب۔ نیکی، بدی کسوٹی پر پرکھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ محک۔ مومن کے دل میں یہ کسوٹی پیدا ہوتی ہے۔ ۲؎ استفت۔ مفتی سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں دل سے فتویٰ لے لو یہ انہی لوگوں کے لئے حکم ہے جن کے قلوب میں وہ کسوٹی پیدا ہو چکی ہے۔ عوام مفتی کے فتوے پر عمل کریں گے۔ خاشاک۔ تنکا، گھاس پھوس۔ جہد۔ جستن کا فعلِ مضارع ہے۔ پے بردن۔ سراغ لگا لینا۔ نردبان۔ سیڑھی۔ عقبیٰ۔ آخرت، دین۔ نردبانِ آسمان۔ یعنی جس طرح حسِ ظاہری دنیاوی ترقی کا باعث ہے اسی طرح اگر کسی کی باطنی حس بیدار ہے اور مکروہات اور گناہوں سے بچتا ہے اسکو اُخروی ترقی اور معراج حاصل ہوتی ہے۔ م

۳؎ حبیب۔ یعنی محبوبِ خدا جو شیخِ کامل ہو۔ معموری۔ آبادی، آراستگی۔ تخریب۔ تباہی، شکستگی۔ بدن۔ جب ریاضتوں کے ذریعہ انسان بدن کو گھلاتا ہے تو اُس کی باطنی حس بیدار ہوتی۔ خنک۔ خوش، سرد۔

کرد ویراں خانہ بہرِ گنجِ زر[1] — وز ہماں گنجش کند معمور تر
سونے کے خزانہ کیلئے اُس نے اپنے گھر کو ویران کیا — اور اُسی خزانہ سے پھر اُسکو بہت زیادہ آباد کر دیتا ہے

آب را ببرید و جُو را پاک کرد — بعد ازاں در جُو رواں کرد آبخورد
اُس نے پانی کو بند کیا اور نہر کو پاک کیا — پھر اُس نے نہر میں پینے کا پانی چھوڑ دیا ہے

پوست را بشگافت پیکاں را کشید — پوستِ نو بعد ازانش بر دمید
کھال میں شگاف کیا، تیر کو کھینچ — اُس کے بعد نئی کھال اُس سے پیدا ہوگئی

قلعہ ویراں کرد وز کافر ستد — بعد ازاں بر ساختش صد برج و سد
اُس نے قلعہ کو ویران کیا اور کافر سے چھینا ہے — اُس کے بعد اُس پر سیکڑوں برج اور فصیلیں بنائیں ہیں

کارِ بیچوں را کہ کیفیت نہد — اینکہ گفتم از ضرورت می جہد
یکتا کے کام کی کیفیت کون بیان کرے — یہ جو کچھ میں نے کہا ہے بضرورت کہا ہے

گہ چنیں[2] بنماید و گہ ضد ایں — جز کہ حیرانی نباشد کارِ دیں
کبھی یوں جلوہ آرا ہوتا ہے اور کبھی اس کے برعکس — دین کا کام حیرت کے بغیر نہیں ہے

کاملاں کز سرِّ تحقیق آگہند — بیخود و حیران و مست و والہ اند
اہلِ کمال جو حقیقت کے راز سے آگاہ ہیں — بے خود، حیران اور مست اور سرگرداں ہیں

نے چنیں حیراں کہ پشتش سوئے اوست — بل چنیں حیراں کہ رُو در روئے اوست
نہ ایسے حیران کہ اُن کی پشت اس کی طرف ہو — بلکہ ایسے حیران کہ اُن کا چہرہ اُس کے سامنے ہے

آں یکے[3] را روئے اُو شد سوئے دوست — ویں یکے را روئے اُو خود روئے اوست
اُس ایک کا رُخ دوست کی جانب ہوا — اور اُس ایک کا اپنا رُخ خود دوست کا رُخ ہے

روئے ہر یک می نگر میدار پاس — بو کہ گردی تو ز خدمت بو شناس
ہر ایک کے رُخ کو دیکھ اور ادب کر — ہو سکتا ہے کہ تو خدمت سے صاحبِ معرفت بن جائے

دیدنِ دانا عبادت ایں بود — فتحِ ابوابِ سعادت ایں بود
عالم کو دیکھنا بھی ایک عبادت ہوتی ہے — اُس سے نیک بختی کے دروازے کھل جاتے ہیں

فرق درمیانِ محقق و مدعی و محق و مبطل

صاحبِ تحقیق اور ڈینگیں مارنیوالے اور حق گو اور جھوٹے کے درمیان فرق

چوں بسے ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نشاید داد دست
چونکہ بہت سے شیطان انسانی چہرے کے ہیں — اس لئے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہ پکڑانا چاہئے

---

[1] گنجِ زر۔ یعنی روحانی کیفیات حاصل کرنے کے لئے جسم کو لاغر کیا جاتا ہے۔ آب بریدن۔ پانی بند کرنا۔ آبخورد۔ گھاٹ، پانی۔ ستدن۔ لینا۔ سد۔ دیوار، فصیل، قلعہ کو فتح کرتے ہی ویران کر دیا جاتا ہے، پھر فاتح اس کی تعمیر کرتا ہے اسی طرح جسم کو شیطان کے قبضہ سے نکالنے میں ویران کرنا پڑتا ہے، پھر رب کے ذریعہ اس کی تجدید کیجاتی ہے۔ کارِ بے چوں۔ خدائے یکتا کے تقربِ حاصل کرنیکا بقدرِ ضرورت بیان کیا گیا ہے ورنہ اس کی پوری کیفیات بیان سے باہر ہیں۔

[2] گہ چنیں۔ تجلیاتِ رب گوناگوں ہیں سالک ان میں حیران رہتا ہے۔ کاملاں۔ جو رازِ حقیقت سے آگاہ ہیں وہ ہر معاملہ میں قدرت و حکمت کو دیکھ کر حیران اور مست رہتے ہیں۔ حیراں۔ حیرانی دو قسم کی ہے ایک تو وہ ہے جو شکوک و شبہات پیدا کرتی ہے۔ دوسری وہ ہے جو محویت پیدا کرتی ہے۔

[3] آں یکے۔ حیرانی کی محویت دو طرح کی ہے ایک میں طالب اور مطلوب متمائز ہوتے ہیں دوسری میں طالب و مطلوب میں امتیاز نہیں رہتا۔ روئے ہر یک۔ دونوں قسم کے حیراں مقربین بارگاہِ الٰہی ہیں جنکی خدمت باعثِ عرفانِ الٰہی ہے۔ دیدن۔ شریعت نے عالم کے دیکھنے کو جو عبادت [م]

قرار دیا ہے اس لئے کہ اس سے بزرگوں کی زیارت مراد ہے جو باعث سعادت ہے۔ چوں آں۔ بہت سے لوگ شیطان صفت ہوتے ہیں ظاہر میں بزرگ بنے ہوئے ہیں ایسے مکاروں اور نقالوں سے بچنا چاہئے۔

زانکہ صیاد آورد بانگِ صفیر — تا فریبد مرغ را آں مرغ گیر
شکاری پرندے جیسی آواز اس لیے نکالتا ہے — تاکہ وہ پکڑنے والا، پرندے کو دھوکا دے

بشنود[1] آں مرغ بانگِ جنسِ خویش — از ہوا آید بیابد دام و نیش
وہ پرندہ اپنے ہم جنس کی آواز سنتا ہے — (اور) فضا سے اترتا ہے تو جال اور ڈنک پاتا ہے

حرفِ درویشاں بدزدد مردِ دوں — تا بخواند بر سلیمے زاں فسوں
کمینہ آدمی فقراء کے کلمات چرا لیتا ہے — تاکہ کسی بھولے بھالے پر وہ منتر پڑھے

کارِ مرداں روشنی و گرمی ست — کارِ دوناں حیلہ و بےشرمی ست
مردوں کا کام روشنی اور گرمی (پہنچانا) ہے — (اور) کمینوں کا کام دھوکا (دینا) اور بےشرمی ہے

شیرِ پشمیں از برائے گد کنند — بو مسیلم را لقب احمد کنند
گداگری کے لئے اون کا شیر بناتے ہیں — مسیلمہ (کذاب) کو احمد کا لقب دیتے ہیں

بو مسیلم را لقب کذاب[2] ماند — مر محمدؐ را اولوا الالباب ماند
مسیلمہ کا لقب "کذاب" رہا — (اور) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا "صاحبِ عقل" رہا

آں شرابِ حق ختامش مشکناب — بادہ را ختمش بود گند و عذاب
وہ حق کی شراب ہے جس کی مہر خالص مشک کی ہے — (اور) شراب کی مہر گندگی اور عذاب ہے

داستانِ آں بادشاہِ جہود کہ نصرانیاں را میکشت از تعصب
اس یہودی بادشاہ کا قصہ جو عیسائیوں کو تعصب کی وجہ سے قتل کرتا تھا

بود شاہے در جہوداں ظلم ساز — دشمنِ عیسیٰؑ و نصرانی گداز
یہودیوں میں ایک ظالم بادشاہ تھا — حضرتِ عیسیٰؑ کا دشمن اور عیسائیوں کو تباہ کرنیوالا

عہدِ عیسیٰؑ بود و نوبت[3] آنِ او — جانِ موسیٰؑ او و موسیٰ جانِ او
حضرتِ عیسیٰؑ کا زمانہ تھا اور اس (بادشاہ) کی حکومت تھی — (لیکن) وہ حضرتِ موسیٰؑ کی جان اور حضرتِ موسیٰ اسکی جان تھے

شاہِ احول کرد در راہِ خدا — آں دو دمساز خدائی را جدا
بھینگے بادشاہ نے خدا کے راستہ میں — ان دونوں (حضرتِ عیسیٰؑ اور موسیٰؑ) الٰہی دوستوں کو جدا کر دیا

گفت استاد احولے را کاندرا — رو بروں آر از وثاق آں شیشہ را
ایک استاد نے بھینگے سے کہا اندر آ — جا گھر میں سے وہ بوتل لے آ

چوں دروںِ خانہ احول رفت زود — شیشہ پیشِ چشمِ او دو می نمود
جب بھینگا فوراً مکان میں گیا — ایک بوتل اس کی نگاہ میں دو نظر آئیں

---

[1] بشنود۔ مکار درویشوں کا روپ بھر کر خلق اللہ کو پھانستے ہیں۔ مردِ دوں۔ یعنی مکار پیر۔ مرداں۔ یعنی کامل بزرگ۔ روشنی نور۔ گرمی۔ یعنی عشق کی گرمی۔ شیر پشمین۔ گداگر اون کا مصنوعی شیر بنا کر اپنی لکڑی پہ آویزاں کرتے تھے۔ گد۔ گداگری۔ بو مسیلم بوزیادہ ہے۔ اصل مسیلمہ ہے ہ کو ضرورتِ شعری کی وجہ سے حذف کر دیا ہے۔ اُس نے یمامہ کے علاقہ میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے مریدوں کی طاقت سے حکومت قائم کر لی تھی، حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں شکست دیکر اُس کا خاتمہ کیا۔
[2] کذاب۔ بہت جھوٹا۔ اولو۔ ذو کی جمع بمعنی صاحب الباب۔ لب کی جمع بمعنی عقل۔ آں۔ یعنی آنحضورؐ ختام۔ شراب کا ڈھکنا جس کو سر بمہر کر دیتے تھے۔ مشکناب۔ خالص مشک بادہ۔ شراب، مسیلمہ مراد ہے گند۔ بدبو۔ جہود۔ یہود۔ گداز۔ گداختن سے بنا ہے بمعنی جلا دینا، فنا کر دینا۔
[3] نوبت۔ باری یعنی حکومت اُس بادشاہ کی تھی۔ آن۔ وقت، زمانہ۔ احول۔ بھینگا، ایک کو دو دیکھنے والا۔ وثاق گھر۔ شیشہ۔ بوتل۔ دو می نمود بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے

گفت احول زاں دو شیشہ تا کدام — پیشِ تو آرم بکن شرحش[1] تمام

بھینگے نے کہا اُن دو بوتلوں میں سے کونسی — تمہارے پاس لاؤں، خوب کھولکر بتاؤ

گفت اُستاد آں دو شیشہ نیست رَو — احولی بگذار و افزوں بیں مشو

اُستاد نے کہا دو بوتلیں نہیں ہیں، چل — بھینگا پن چھوڑ اور زیادہ دیکھنے والا نہ بن

گفت اے اُستا مرا طعنہ مزن — گفت اُستا، زاں دو یک را بر شکن

اُس نے کہا اے اُستاد مجھے طعنہ نہ دیجئے — اُستاد نے کہا تو دونوں میں سے ایک کو توڑ ڈال

چوں یکے بشکست ہر دو شد زِ چشم — مردِ احول گردد از میلان و خشم

جب اُس نے ایک توڑی نگاہ سے دونوں غائب ہوگئیں — انسان محبت اور غصہ سے (بھی) بھینگا بنجاتا ہے

شیشہ یک بود و بچشمش دو نمود — چوں شکست اُو شیشہ را دیگر نبود

بوتل ایک تھی لیکن اس کو دو نظر آئیں — جب اس نے بوتل توڑ دی تو دوسری موجود نہ تھی

خشم و شہوت[2] مرد را احول کند — ز استقامت رُوح را مُبدل کند

غصہ اور شہوت انسان کو بھینگا بنادیتے ہیں — (اور) روح کو راست روی سے پھیر دیتے ہیں

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد — صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

جب غرض آئی تو ہنر پوشیدہ ہوا — اور دل کے سینکڑوں پردے آنکھ پر پڑ گئے

چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار — کے شناسد ظالم از مظلوم زار

جب قاضی دل میں رشوت طے کرے — تو وہ ظالم اور عاجز مظلوم میں کب فرق کرسکیگا؟

شاہ از حقدِ جہودانہ چناں — گشت احول کالاماں یا رب اماں

بادشاہ یہودیت کے کینہ سے ایسا — بھینگا بن گیا کہ الامان والحفیظ!

صد ہزاراں مومنِ مظلوم کشت — کہ[3] پناہم دینِ موسیٰؑ را و پشت

لاکھوں مومن مظلوم مار ڈالے — کہ میں موسیٰؑ کے دین کی پشت و پناہ ہوں

حکایتِ وزیرِ بادشاہ و مکرِ اُو در تفریقِ ترسایاں

بادشاہ کے وزیر کا قصہ اور عیسائیوں میں تفرقہ پھیلانے کے لئے مکر و فریب

شہ وزیرے داشت رہزن عشوہ دہ — کو بر آب از مکر بر بستے گرہ

اُس بادشاہ کا ایک مکار اور رہزن وزیر تھا — جو مکاری سے پانی میں گرہ لگاتا تھا

گفت ترسایاں پناہِ جاں کنند — دینِ خود را از ملک پنہاں کنند

اُس نے کہا نصرانی اپنی جان کی (اس طرح) حفاظت کرگئے — کہ بادشاہ سے اپنے دین کو چھپا گئے

[1] شرح۔ تفصیل۔ اَحولی۔ بھینگا پن۔ افزوں۔ زیادہ اُستا۔ اُستاد کا مخفف ہے۔ بر شکن۔ بر زیادہ ہے۔ میلان۔ محبت، طرفداری خشم۔ غصہ، ناراضگی۔ یعنی محبت اور غصہ میں بھی اصل حقیقت نظر نہیں آتی ہے۔

[2] شہوت۔ خواہش۔ قرار۔ یعنی جب قاضی رشوت لینے کی ٹھان لے تو اُس کے ذہن میں ظالم اور مظلوم کا فرق نہیں رہتا۔ حقد۔ کینہ۔

[3] کہ۔ میں کاف بیانیہ ہے اُس کی ہا کا تلفظ نہیں کیا جاتا ہے۔ رہزن۔ ڈاکو، یہاں عیار اور چالاک مراد ہے۔ عشوہ۔ دھوکہ۔ کو۔ کہ اُو۔ ترسایاں۔ ترسا کی جمع جو عیسائی اور آتش پرست کے لئے بولا جاتا ہے، یہاں عیسائی کے معنیٰ میں ہے۔

بامَلِک گفت اے شہِ اسرار جُو
بادشاہ سے کہا، اے طالبِ اسرار بادشاہ!

کم[1] کُش ایشاں را و دست از خوں بشو
اُن کو قتل نہ کر اور اُن کی خونریزی چھوڑ دے

کم کُش ایشاں را کہ کشتن سود نیست
اُن کو قتل نہ کر کیونکہ قتل کرنا مفید نہیں ہے

دیں ندارد بوئے مُشک و عود نیست
مذہب میں خوشبو نہیں ہوتی وہ مُشک اور اگر نہیں ہے

سِرِّ پنہاں ست اندر صد غلاف
وہ سَو غلافوں میں چھپا ہوا راز ہے

ظاہرش با تُست و باطن بر خلاف
اُس کا ظاہر تیرے ساتھ ہے اور باطن بر خلاف ہے

شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست
بادشاہ نے اُس سے کہا، تو بتا کیا تدبیر ہے؟

چارۂ ایں مکر و ایں تزویر چیست
اور اس مکر و فریب کا کیا علاج ہے؟

تا نماند در جہاں نصرانیے
(میں چاہتا ہوں) کہ دنیا میں کوئی عیسائی نہ بچے

نے ہویدا دین و نے پنہانیے
نہ کھلے دین کا اور نہ چھپے دین کا

گفت اے شہ گوش و دستم را ببُر
اس نے کہا اے بادشاہ! میرے کان اور ہاتھ کاٹ دے

بینیم بشگاف و لب از حکمِ مُر
اور کڑوے حکم سے میری ناک اور ہونٹ چیر دے

بعد ازاں در زیرِ دار آور مرا
اس کے بعد مجھے سُولی کے نیچے لے آ،

تا بخواہد یک شفاعت گر مرا
یہاں تک کہ ایک سفارشی مجھے مانگ لے

بر منادی[2] گاہ کن ایں کار تو
تو یہ کام اعلان گاہ پر کر

بر سرِ راہے کہ باشد چار سُو
(اور) اس راستہ پر کہ جو چوراہا ہو

آنگہم از خود بِراں تا شہر دور
اُس وقت مجھے اپنے پاس سے کسی دور شہر میں نکال دے

تا در اندازم در ایشاں صد فتور
تاکہ میں اُن میں سَو فتور ڈال دوں

چوں شوند آں قومِ از من دیں پذیر
جب وہ قوم مجھ سے دین قبول کرنے لگے گی

کارِ ایشاں سر بسر شوریدہ[3] گیر
تو اُن کا کام بالکل ابتر ہو جائے گا

درمیانِ شاں فتنہ و شور افگنم
اُن میں ایسا فتنہ اور شورش پیدا کر دوں گا

کاہرمن حیراں بماند در فنم
کہ شیطان بھی میرے فن کو دیکھ کر حیران ہو جائیگا

آنچہ خواہم کرد با نصرانیاں
جو (برتاؤ) میں عیسائیوں سے کروں گا

آں نمی آید کنوں اندر بیاں
اس وقت وہ بیان (بھی) نہیں ہو سکتا

چوں شمارندم امین و رازداں
جب وہ مجھے امانتدار اور رازدار سمجھ لیں گے (تو میں)

دامِ دیگر گوں نہم در پیشِ شاں
انکے آگے ایک اور قسم کا جال پھیلاؤں گا

[1] کم ۔ کبھی کمی کے معنیٰ میں آتا ہے کبھی نفی کے معنیٰ دیتا ہے، یہاں نفی کے معنیٰ میں ہے ۔ دست از چیزے شستن ۔ کسی چیز کو چھوڑ دینا ۔ مُشک ۔ میم کے کسرہ اور ضمہ سے پڑھا جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ ان کو پہچاننا مشکل ہے ۔ تزویر ۔ حیلہ ۔ مکر و فریب ۔ ہویدا ۔ ظاہر ۔ پنہاں ۔ پوشیدہ ۔ مُر ۔ کڑوا ۔ دار ۔ سولی ۔ شفاعت گر ۔ سفارشی ۔

[2] منادی گاہ ۔ وہ جگہ جہاں اعلانِ عام کیا جاتا ہے ۔ چار سو ۔ چوک، چوراہہ ۔ بِراں ۔ راندن سے امر کا صیغہ ہے ۔ دین پذیر ۔ دین کی بات قبول کرنے والا ۔

[3] شوریدہ ۔ پریشان و خراب ۔ اہرمن ۔ ایرانیوں کے عقیدے کے مطابق وہ خدا جو خالقِ شر ہے ۔ ہم اس کا ترجمہ شیطان کرتے ہیں ۔ امین ۔ امانتدار ۔ رازداں ۔ بھیدی ۔ دیگر گوں ۔ دوسری طرح ۔

از حیل بفریبم ایشاں را ہمہ — واندر ایشاں افگنم صد دمدمہ[۱]
اُن سب کو حیلوں سے فریب دوں گا — اور اُن میں سینکڑوں مکر اور فریب پھیلادوں گا

تا بدستِ خویش خونِ خویشتن — بر زمیں ریزند کوتہ شد سخن
یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنا خون — زمین پر بہائیں گے، بات مختصر ہوئی

تلبیسِ اندیشیدنِ وزیر بانصاریٰ و مکرِ او

وزیر کا عیسائیوں کو دھوکہ دینے کی فکر کرنا اور اُس کا مکر

پس بگویم من بسِر نصرانیم — اے خدائے رازداں میدانیم
پھر میں کہوں گا، میں پوشیدہ طور پر عیسائی ہوں — اے رازداں خدا تو مجھے جانتا ہے

شاہ واقف گشت از ایمانِ من — وز تعصب کرد قصدِ جانِ من
بادشاہ میرے ایمان سے واقف ہو گیا — اور اُس نے تعصب کی وجہ سے میری جان لینے کا ارادہ کر لیا

خواستم تا دیں ز شہ پنہاں کنم — آنچہ دینِ اوست ظاہر آں کنم
میں نے چاہا کہ بادشاہ سے اپنا دین چھپاؤں — اور جو اُس کا مذہب ہے وہی اپنا مذہب ظاہر کروں

شاہ بوئے بُرد از اسرارِ من — متہم شد پیشِ شہ گفتارِ من
بادشاہ نے میرے رازوں کی بُو پالی — اور میری بات بادشاہ کے سامنے جھوٹی ہو گئی

گفت گفتِ تو چو در ناں سوزن ست — از دلِ من تا دلِ تو روزن ست
اُس نے کہا، تیری گفتگو روٹی میں سوئی کی طرح ہے — اور میرے دل سے تیرے دل تک سوراخ ہے

من ازاں روزن بدیدم حالِ تو — حال دیدم کے نیوشم قالِ تو
میں نے اُس سوراخ سے تیرا حال دیکھ لیا ہے — جب میں نے حال دیکھ لیا تو تیری بات کیوں سنوں؟

گر نبودے جانِ عیسیٰؑ چارہ ام — اُو جہودانہ بکردے پارہ ام
اگر حضرت عیسیٰؑ کی روح میری مددگار نہ ہوتی — تو وہ یہودیوں کی طرح میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا

بہرِ عیسیٰؑ سر ببازم جان دہم[۲] — صد ہزاراں منتش بر خود نہم
حضرت عیسیٰؑ کے لئے میں جان اور سر دوں — ان کے لاکھوں احسان، جان پر رکھوں

جاں دریغم نیست از عیسیٰؑ ولیک — واقفم بر علمِ دینش نیک نیک
حضرت عیسیٰؑ کے لئے جان دینے میں مجھے تامل نہیں ہے لیکن — میں اُنکے دین سے خوب خوب واقف ہوں

حیف می آید مرا کاں دینِ پاک — در میانِ جاہلاں گردد ہلاک
مجھے اس پر افسوس آتا ہے کہ یہ پاک دین — جاہلوں میں پہنچکر تباہ و برباد ہو

---

[۱] دمدمہ۔ مکر و فریب۔ حِیَل۔ حیلہ کی جمع ہے۔ بسِر نصرانیم۔ یعنی بظاہر یہودی پوشیدہ عیسائی ہوں۔ اے خدا۔ یعنی خدا کی قسم کھاکر کہوں گا۔ تعصب۔ اپنے کی بیجا حمایت۔ دین۔ یعنی عیسائیت۔ دینِ او۔ یعنی یہودیت۔ متہم۔ تہمت زدہ۔ گفت۔ پہلا گفت فعل ماضی۔ دوسرا گفت حاصل مصدر ہے۔ روزن۔ کھڑکی، روشن دان، یعنی میں تیرے دل کی بات سے واقف ہوں۔ نیوشیدن۔ سننا۔ قال۔ بات، گفتگو۔ جہودانہ۔ یعنی وہ تعصب جو یہودیوں میں ہے۔ پارہ۔ ٹکڑا۔

[۲] بہرِ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰؑ کے لئے جان اور سر دینے کی تمنا ہے اگر یہ سعادت مجھے ملجائے تو ہزار احسان مانوں۔ حیف۔ یعنی جینے کی تمنا اس لئے کہ دینِ عیسیٰ کی حفاظت اور تبلیغ کروں۔

شکر یزداں را و عیسیٰ را کہ ما — گشتہ ایم ایں دین حق را رہنما
اللہ، اور عیسیٰ کا شکر ہے کہ ہم — اِس سچے دین کے راہنما بن گئے ہیں

از جہودیؔ و ز جہوداں رستہ ایم — بر زنارے میاں را بستہ ایم
یہودیت، اور یہودیوں سے ہم چھوٹ گئے ہیں — جب سے کہ ہم نے زُنار سے اپنی کمر کس لی ہے

دور دورِ عیسیٰ ست اے مردماں — بشنوید اسرارِ کیشِ او بجاں
اے لوگو! یہ عہد تو حضرت عیسیٰؑ ہی کا عہد ہے — اُن کے مذہب کے اسرار دل و جان سے سنو

کایں شہ بے دین و ظالم بس عدوست — می نہ داند ہیچ دشمن را ز دوست
یہ بادشاہ بے دین اور ظالم بہت بڑا دشمن ہے — دوست اور دشمن میں فرق نہیں کرتا

ایں نسق می گفت با نصرانیاں — لیک بودش دل بسوئے شہ کشاں
وہ عیسائیوں سے اِس طرح کی باتیں کہتا تھا — لیکن اُس کا دل بادشاہ کا گرویدہ تھا

گفت شہ را کاے شہنشہ صبر کن — تا من ایشاں را کنم از بیخ و بُن
بادشاہ سے کہا جہاں پناہ، ذرا صبر کریں — تاکہ میں اُن کی جڑ اور بنیاد اکھاڑ دوں

چوں شمارندم امین و مقتدا — سر نہندم جملہ جویند اہتدا
جب وہ مجھے امانتدار اور پیشوا سمجھ لیں گے — میرے سامنے سب سر جھکا دینگے اور رہنمائی چاہینگے

چوں وزیر ایں مکر را بر شہ شمرد — از دلش اندیشہ را کلی ببرد
جب وزیر نے بادشاہ کے سامنے یہ فریب بیان کیا — تو اُس کے دل سے فکر کو بالکل دور کر دیا

کرد با وے شاہ آں کارے کہ گفت — خلق حیراں ماندزاں رازِ نہفت
بادشاہ نے اُس کے ساتھ وہی کام کیا جو اُس نے کہا — اور اُس چھپے ہوئے بھید سے لوگ بے خبر رہے

کرد رسوایش میانِ انجمن — تا کہ واقف شد ز حالش مرد و زن
بادشاہ نے اُس کو بھری انجمن میں رسوا کیا — یہاں تک کہ مرد اور عورت اُس کے حال سے واقف ہو گئے

راند او را جانبِ نصرانیاں — کرد در دعوت شروع او بعد ازاں
اُس کو عیسائیوں کی جانب بھگا دیا — اس کے بعد اُس نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا

چوں چناں دیدند ترسایانش زار — می شدند اندر غمِ او اشکبار
عیسائیوں نے جب اُس کو ایسا عاجز و بدحال دیکھا — تو وہ اُس کی حالت زار پر رو پڑے

حالِ عالم ایں چنیں ست اے پسر — از حسد میخیزد ایں ہا سر بسر
اے لڑکے! دنیا کا حال یہی ہے — اور یہ سب باتیں حسد سے پیدا ہوتی ہیں

قبول کردن نصاریٰ مکر وزیر را

*

۱ جہودی۔ یہودیت۔ جہوداں بادشاہ کے متعلقین یہودی۔ زنار۔ جنیو، وہ دھاگا جیسے عیسائی اپنی گردن میں صلیب ڈالتے ہیں۔ دور۔ عہد، زمانہ یعنی اس وقت لوگ حضرت عیسیٰؑ کی شریعت کے معتقد ہیں۔ کیش۔ دین، مذہب۔ می نہ داند دشمنی میں اندھا ہے۔ نسق طرز، اُسلوب۔ یعنی جو باتیں عیسائیوں سے کہیگا وہ بادشاہ کو سنائیں۔ کشاں۔ مائل۔

۲ کنم۔ کاف کے فتحہ سے، کندن، اکھاڑنا۔ بن۔ جڑ، بنیاد۔ مقتدا۔ جس کی پیروی کیجائے۔ اہتدا۔ ہدایت حاصل کرنا۔ شمرد۔ اس نے گنا، شمار کیا۔ کلی۔ بالکل۔ گفت۔ یعنی بادشاہ نے اُس کے ہاتھ، پیر، ناک، کان کاٹ کر عیسائیوں کے علاقہ میں نکلوا دیا۔

۳ دعوت یعنی دین کی تبلیغ زار۔ عاجز، بدحال۔ اشکبار۔ آنسو بہانے والا۔ حال۔ یعنی حسد یہ سب کراتا ہے جو وزیر عیسائیوں کے ساتھ کر رہا تھا۔

جمع آمدنِ نصاریٰ با وزیر و راز گفتنِ او با ایشاں

وزیر کے پاس عیسائیوں کا جمع ہونا اور اُس کا اُن سے راز کہنا

صد ہزاراں مرد ترسا سوئے او — اندک اندک جمع شد در کوئے او
لاکھوں عیسائی اُس کی حمایت میں — تھوڑے تھوڑے اُسکے کوچہ میں جمع ہو گئے

او بیاں می کرد با ایشاں براز — سرِّ انگلیون و زنار و نماز
وہ اُن سے رازداری کے ساتھ بیان کرتا تھا — انجیل اور رشتۂ صلیب اور نماز کے اسرار

او بیاں می کرد با ایشاں فصیح — دائماً اقوال و افعالِ مسیحؑ
وہ اُن سے فصاحت کے ساتھ بیان کرتا تھا — ہمیشہ حضرت مسیحؑ کے اقوال اور افعال

او بظاہر واعظِ احکام بود — لیک در باطن صفیر و دام بود
وہ بظاہر (دین کے) حکموں کا واعظ تھا — لیکن باطن میں سیٹی اور جال (والا معاملہ) تھا

بہرِ ایں معنیٰ صحابہ از رسول — ملتمس بودند مکرِ نفسِ غول
اسی سبب سے صحابہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے — نفسانی بھوت کے مکر کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے

کو چہ آمیزد ز اغراضِ نہاں — در عباداتہا و در اخلاصِ جاں
کہ وہ کیا پوشیدہ طور پر خود غرضیاں ملا دیتا ہے — عبادتوں اور دل کے اخلاص میں

فضلِ طاعت را نجستندے ازو — عیبِ باطن را بجستندے کہ گو
اُن سے عبادت کی فضیلتیں نہ تلاش کرتے — (بلکہ) باطنی عیب کی جستجو کرتے کہ فرمائیے

مو بمو و ذرہ ذرہ مکرِ نفس — می شناسیدند چوں گل از کرفس
نفس کی مکاری کا بال بال اور ذرہ ذرہ — وہ پہچان لیتے جس طرح پھول کو کرفس سے (جلد پہچانا جاسکتا)

گفت زاں فصلے حذیفہؓ با حسنؒ — تا بداں شد وعظ و تذکیرش حسن
اسی کا کچھ حصہ حضرت حذیفہؓ نے حضرت حسنؒ کو بتایا — جس سے اُنکا وعظ اور بیان خوب ہو گیا

موشگافانِ صحابہ جملہ شاں — خیرہ گشتندے دراں وعظ و بیاں
تمام نکتہ شناس صحابہ — اُس وعظ اور بیان سے حیران رہ جاتے تھے۔

دل بدو دادند ترسایاں تمام — خود چہ باشد قوتِ تقلیدِ عام
تمام عیسائیوں نے اُس کو دل دیدیا — عام تقلید کی قوت (بھی) کیا ہوتی ہے

در درونِ سینہ مہرش کاشتند — نائبِ عیسیش می پنداشتند
اُنہوں نے اپنے سینوں میں (اُس) کی محبت کا بیج بو لیا — وہ اُنکو حضرت عیسیٰؑ کا نائب سمجھ رہے تھے

لہ ترسا۔ عیسائی۔ انگلیون۔ انجیل کو کہتے ہیں۔ زنار یعنی اُس صلیب کا دھاگا جو عیسائی گلے میں لٹکاتے ہیں۔ احکام۔ عیسوی مذہب کے احکام۔ صفیر۔ وہ آواز جو شکاری جانوروں کو پھنسانے کیلئے نکالتا ہے۔
۲ے ایں معنی۔ شیطانی مکروفریب۔ غول۔ شیطان چھلاوہ۔ کو۔ کہ او۔ اغراض۔ نفسانی خواہشیں۔ کرفس۔ ایک تیز بدبودار گھاس ہے۔ حذیفہؓ ابن الیمان مشہور صحابی ہیں، جنکو دین کے اسرار حضورؐ سے بہت حاصل ہوئے تھے۔ حسنؒ۔ حسن بصری مراد ہیں۔ اگرچہ یہ حضرت حذیفہؓ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں انکو بالواسطہ حضرت حذیفہؓ کے علوم پہنچے ہیں۔ امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ حسن بصری کا کلام انبیاء کے کلام سے مشابہ ہوتا ہے۔
۳ے موشگاف۔ نکتہ شناس، محقق۔ خیرہ۔ حیران۔ دل کسے دادن۔ عاشق ہونا، معتقد ہونا۔ تقلید۔ بلادلیل کسی کی پیروی کرنا۔ دجال۔ ایک جھوٹے کا نام ہے جو قیامت کے قریب رونما ہوگا بہت سے لوگ اسکی شعبدہ بازی سے معتقد ہوکر اس کے پیرو بنجائیں گے۔

او بسر دجّالِ یک چشم لعین[1] — ای خدا فریاد رس نعم المعین
وہ خفیہ طور پر ملعون کانا دجّال ہے — اے خدا، اچھے مددگار، ہماری فریاد سن

صد ہزاراں دام و دانہ ست ای خدا — ما چو مرغانِ حریص و بے نوا
اے خدا لاکھوں، جال اور دانے ہیں — اور ہم لالچی بھوکے پرندوں کی طرح ہیں

دمبدم پابستۂ دامِ نوایم — ہر یکے گر باز و سیمرغے شویم
ہم ہر وقت ایک نئے جال میں گرفتار ہیں — اگرچہ ہم سب باز اور سیمرغ بن جائیں

می رہانی ہر دمے مارا و باز — سوئے دامے می رویم اے بے نیاز
تو ہمیں ہر وقت چھڑاتا ہے اور پھر — ہم کسی جال کی طرف چلدیتے ہیں اے بے نیاز!

ما دریں انبان گندم می کنیم — گندم جمع آمدہ گم می کنیم
ہم اس بورے میں گیہوں بھرتے ہیں — جمع شدہ گیہوں کو گم کر دیتے ہیں

می نیندیشیم آخر ما بہوش — کایں خلل در گندم است از مکرِ موش
جب ہم عقل سے سوچتے ہیں — تو گیہوؤں میں یہ کمی چوہے کی مکاری سے ہے

موش تا انبانِ ما حفرہ زدہ ست — از فنش انبارِ ما ویراں شدہ ست
چوہے نے ہمارے بورے میں سوراخ کر لیا ہے — اس کے مکر سے ہمارا ذخیرہ برباد ہو گیا ہے

اول[2] اے جاں دفعِ شرِ موش کن — وانگہ اندر جمعِ گندم جوش کن
اے عزیز! پہلے چوہے کی شرارت کو دفع کر — پھر گیہوں جمع کرنے کی کوشش کر

بشنو از اخبارِ آں صدرُ الصدور — لا صلوٰۃ (تمّ) الّا بالحضور
صدروں کے صدر کی یہ حدیث سن لے — کہ کوئی نماز بغیر حضورِ قلب کے مکمل نہیں ہوتی

گر نہ موشے دزد در انبانِ ماست — گندمِ اعمالِ چل سالہ کجاست
اگر کوئی چوہا ہمارے بورے میں چور نہیں ہے — تو چالیس سالہ اعمال کے گیہوں کہاں ہیں؟

ریزہ ریزہ صدق ہر روزہ چرا — جمع می ناید دریں انبارِ ما
ہر روز کا ذرا ذرا سا صدق کیوں — ہمارے اس انبار میں جمع نہیں ہوتا ہے؟

بس[3] ستارہ آتش از آہن جہید — وین دلِ شوریدہ پذرفت و کشید
آگ کی بہت سی چنگاریاں لوہے سے نکلیں — اور اس دیوانہ دل نے ان کو قبول اور جذب کیا

لیک در ظلمت یکے دزدِ نہاں — مے نہد انگشت بر استارگاں
لیکن ایک چھپا ہوا چور اندھیرے میں — چنگاریوں پر انگلی دھر دیتا ہے

---

[1] یک چشم۔ کانا، دجّال کانا ہوگا۔ لعین۔ ملعون نعم المعین۔ اچھا مددگار۔ سیمرغ۔ کہا جاتا ہے کوئی نادر الوجود پرندہ ہے جو کوہِ قاف میں رہتا ہے۔ اُس کے پروں میں تیس رنگ ہوتے ہیں۔ انبان۔ تھیلا، بورا۔ حفرہ۔ گڑھا، سوراخ۔

[2] اوّل۔ یعنی انسان کو پہلے شیطانی وساوس سے نجات حاصل کرنی چاہئے اُس کے بعد عبادت کا ذخیرہ کرے۔ لا صلوٰۃ۔ یعنی نماز جب ہی مکمل ہوگی جب اس میں شیطانی وسوسہ کا دخل نہ رہے۔ چل سالہ عموماً چالیس سالہ عمر جوانی کی ہوتی ہے جس میں انسان باطن کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے۔

[3] ستارۂ آتش۔ آگ کی چنگاری۔ جہیدن۔ نکلنا۔ شوریدہ۔ دیوانہ۔ دزدِ نہاں یعنی شیطان اُن شراروں کو بجھا دیتا ہے جو عبادت سے پیدا ہوتے ہیں۔

میکُشد استارگاں را یک بیک — تا کہ نفروزد چراغے بر فلک

چنگاریوں کو فوراً بجھا دیتا ہے — تاکہ آسمان پر کوئی چراغ روشن نہ ہو

چوں عنایاتت شود با ما مُقیم[1] — کے بود بیمے ازاں دُزدِ لئیم

جب تیری عنایتیں ہمارے ساتھ ہو جائینگی — تو اُس کمینہ چور کا ڈر کب ہو سکتا ہے؟

گر ہزاراں دام باشد ہر قدم — چوں تو با مائی نباشد ہیچ غم

اگر ہر قدم پر ہزاروں جال ہوں — جب تو ہمارے ساتھ ہے تو کچھ غم نہیں

ہر شبے از دامِ تن ارواح را — می رہانی می کَنی اَلواح را

روحوں کو بدن کے جال سے ہر شب — تو رہا کر دیتا ہے، تختیاں اکھاڑ دیتا ہے

می رہند اَرواح ہر شب زیں قفس — فارغاں بے حاکم و محکومِ کس

روحیں ہر شب اس پنجرے (جسم) سے چھوٹ جاتی ہیں — فارغُ البال بغیر افسری اور ماتحتی کے

شب ز زنداں بے خبر زندانیاں — شب ز دولت بے خبر سلطانیاں

(جس طرح) رات کو قیدی، قید خانہ سے بے خبر ہوتے ہیں — (اور) رات کو کارکنان، سلطنت سے بے خبر ہوتے ہیں

نے غم و اندیشۂ سُود و زیاں — نے خیالِ ایں فلان و آں فلاں

نہ کسی کو فائدہ اور نقصان کا غم اور فکر — نہ اِس فلانے اور اُس فلانے کا خیال

حالِ عارف ایں بُوَد بیخواب ہم — گفت یزداں ہُم رُقُودٌ[2] زیں مَرم

خداشناس کی یہ حالت بغیر نیند کے بھی ہوتی ہے — خدا نے فرمایا ہے "وہ سوئے ہوئے ہیں" اِس سے نہ بھاگ

خفتہ از اَحوالِ دنیا روز و شب — چوں قلم در پنجۂ تقلیبِ رب

وہ دن و رات دنیا کے اَحوال سے غافل ہوتا ہے — خدا کے دستِ تصرف میں قلم کی طرح ہے

آنکہ اُو پنجہ نہ بیند در رقم — فعل پندارد بہ جنبش از قلم

(وہ شخص) جو لکھنے میں ہاتھ کو نہیں دیکھتا — وہ قلم کی حرکت کو اُسی کا فعل سمجھتا ہے

تمثیلِ مردِ عارف و تفسیر "اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا"

مردِ عارف کی مثال اور "اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے" کی تفسیر

شمّۂ زیں حالِ عارف وانمود — خلق را ہم خوابِ حسّی در ربود

عارف کے حال کا کچھ حصہ (اللہ نے) واضح کر دیا ہے — کہ لوگوں کو حسّی نیند بھی بے خود کر دیتی ہے

رفتہ در صحرائے[3] بے چوں جانِ شاں — روحِ شاں آسودہ و اَبدانِ شاں

اُن کی جان ایک بے مثال بیابان میں چلی جاتی ہے — اُن کی روح اور اُن کے بدن آرام میں ہوتے ہیں

---

[1] مُقیم۔ قائم، شاملِ حال
با مائی۔ تو ہمارے ساتھ ہے۔
اَلواح۔ لوح کی جمع بمعنی تختہ۔ یعنی جس طرح خدا روحوں کو آزاد کر دیتا ہے اسی طرح ہمیں شیطانی وسوسے سے آزاد کر دے۔ فارغاں۔ ہر طرح کی تکالیف سے آزاد
عارف۔ جس کو خدا کی معرفت حاصل ہو گئی ہو۔

[2] ہُم رُقُودٌ۔ وہ سوئے ہوئے ہیں یہ قرآن پاک میں اصحابِ کہف کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ اصحابِ کہف بزرگوں کی ایک جماعت تھی جو دقیانوس بادشاہ کے زمانہ میں پیغمبرِ وقت پر ایمان لے آئے تھے۔ بادشاہ کے ظلم کے خوف سے ایک غار میں جا چھپے تھے۔ مَرَم۔ یعنی اصحابِ کہف کے بارے میں اِس عقیدہ سے گریز نہ کر۔
چوں قلم۔ اصل کاتب کا پنجہ ہے وہ جس طرح چاہتا ہے قلم چلاتا ہے۔ شمّہ۔ تھوڑا سا حصہ
عارف۔ وہ شخص جس کو خدا کی معرفت حاصل ہو گئی ہو۔

[3] صحرائے بے چوں۔ اس سے مراد عالمِ مثال ہے جس کو عالمِ برزخ بھی کہتے ہیں۔ یہ عالم جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اس کو عالمِ اجسام یا عالمِ شہادت کہا جاتا ہے۔ جو کچھ عالمِ شہادت میں ہے وہ بلا کسی مادہ کے عالمِ مثال میں بھی ہے یہی عالمِ مثال مرنے کے بعد تا قیامت انسان کا مقام ہے۔ عالمِ خواب میں بھی عالمِ مثال نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک عالم ارواح ہے جو مادہ اور کثافت دونوں سے منزہ ہے۔

فارغاں از حرص و اکیابؔ و حصص — مُرغ وار از دام جستہ وز قفص

(یہ لوگ) حرص اور جھگڑا اور پریشانی سے فارغ ہوتے ہیں — اُس پرندہ کی طرح جو جال اور پنجرے سے آزاد ہو گیا ہو

تُرکِ روز آخر چو بازرّیں سپر — ہندوئے شب را بہ تیغ افگند سر

آخر جب دن کے سپاہی نے سنہری ڈھال لگا کر — رات کے چور کا تلوار سے سر کاٹ گرا یا

میلِ ہر جانے بسوئے تن بود — ہر تنے از روح آبستن بود

ہر جان کا جسم کی طرف میلان ہوتا ہے — ہر بدن روح سے بار دار ہو جاتا ہے

از صفیرے باز دام اندر کشی — جملہ را در دامِ درد آور کشی

سیٹی کے ذریعہ تو پھر جال بچھا دیتا ہے — سب کو مصیبت کے جال میں پھانس دیتا ہے

چونکہ نورِ صبحدم سر بر زند — کرگسِ زرّینِ گردوں پر زند

جب صبح کے وقت کا نور نمودار ہوتا ہے — اور آسمان کا سنہری گدھ اڑنے لگتا ہے

فالقُ الاِصباحؔ اسرافیل وار — جملہ را در صورت آرد زاں دیار

صبح کو پیدا کرنے والا، اسرافیل کی طرح — اُن جگہوں سے سب کو صورت میں لاتا ہے

روحہائے منبسط را تن کند — ہر تنے را باز آبستن کند

منتشر روحوں کو جسم میں لے آتا ہے — ہر جسم کو پھر بار دار کر دیتا ہے

اسپِ جاں را می کند عاری زیں — سِرِّ النوم اخ الموت ست ایں

روح کے گھوڑے کو زین سے ننگا کر دیتا ہے — نیند موت کی بہن ہے کا مطلب یہی ہے

لیک بہر آنکہ روز آیند باز — بر نہد بر پائے شاں بندِ دراز

لیکن اس لئے کہ وہ دن میں واپس آئیں — اُن کے پیر میں لمبی رسّی باندھ دیتا ہے

تا کہ روزش واکشد زاں مرغزارؔ — وز چراگاہ آردش در زیر بار

تاکہ اُس سبزہ زار سے دن میں واپس لے آئے — اور چراگاہ سے اُسکو بوجھ کے نیچے لاتا ہے

کاش چوں اصحابِ کہف آں روح را — حفظ کردے یا چو کشتی نوح را

کاش اصحابِ کہف کی طرح اُس روح کو — محفوظ کر دیتا یا اس طرح جیسے کشتی نے نوح کی حفاظت

تا ازیں طوفانِ بیداری و ہوش — وارہیدے ایں ضمیر و چشم و گوش

تاکہ بیداری اور ہوش کے اِس طوفان سے — چھوٹ جاتے، یہ دل اور آنکھ اور کان

اے بسا اصحابِ کہف اندر جہاں — پہلوئے تو پیش تو ہست ایں زماں

اے (مخاطب) بہت سے اصحابِ کہف دنیا کے اندر — تیرے پہلو میں، تیرے سامنے اب بھی موجود ہیں

۱ اکیاب۔ کسی چیز پر اوندھا گرنا۔ حصص۔ بفتحتین، دوڑنا، سر کے بالوں کا کم ہونا جو فکر اور پریشانی سے ہوتا ہے۔ تُرک۔ ترکستان کا رہنے والا سپاہی۔ ہندو۔ چور، غلام، ہندوستان کا رہنے والا۔ آبستن۔ حاملہ ہونا، بوجھل ہونا۔ صفیر۔ شکاری کی سیٹی جس سے شکار مائل ہو جاتا ہے۔ دامِ درد آور۔ بیداری میں طرح طرح کے دردوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ سر بر زدن۔ ظاہر ہونا۔ کرگس۔ گدھ۔ پر زدن۔ اُڑنا۔

۲ فالقُ الاِصباح۔ صبح کو رات کی تاریکی سے نکالنے والا۔ اسرافیل۔ اُس فرشتہ کا نام ہے جو قیامت کے قریب صور پھونکے گا۔ مُنبسط۔ آزاد۔ عاری۔ خالی، برہنہ۔ زین۔ کاٹھی۔ سِرّ۔ بھید۔ نوم۔ نیند۔ اخ۔ بھائی۔ برنہد۔ بر زیادہ ہے۔ واکشیدن۔ زور، یا حیلہ کے ذریعہ کھینچنا۔

۳ مرغزار۔ چراگاہ۔ وز۔ واز۔ زیر بار۔ جانوروں کو چراگاہ سے واپس لانے کے بعد لادا جاتا ہے۔ کشتی۔ حضرت نوحؑ کی کشتی نے چند روز حفاظت کی۔ طوفان بیداری میں انسان طرح طرح کے مصائب اور افکار سے دوچار ہوتا ہے۔ بسا۔ اصحابِ کہف کی طرح کے

ﻉ بہت سے اولیاء اس وقت بھی گرد و پیش میں موجود ہیں لیکن ہمیں بصیرت حاصل نہیں کہ اُن کو پہچان سکیں۔

یار با او، غار با او ہم سرُود — مُہر بر چشم ست و بر گوش چہ سُود
یار اور غار (دونوں) اُن کے ہمساز ہیں — لیکن تیری آنکھ اور کان پر تو مُہر ہے، کیا فائدہ

بازداںؔ کز چیست ایں رُوپوشہا — ختمِ حق بر چشمہا و گوشہا
اب سمجھ لے کہ یہ حجابات کس لئے ہیں؟ — آنکھوں اور کانوں پر خدا کی مُہر کس وجہ سے ہے؟

سوال کردنِ خلیفہ از لیلیٰ و جوابِ اُو
خلیفہ کا لیلیٰ سے سوال کرنا اور اُس کا جواب

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی — کز تو مجنوں شد پریشان و غوی
خلیفہ نے لیلیٰ سے کہا کیا تو وہی ہے — کہ تیری وجہ سے مجنوں پریشان اور دیوانہ ہوا ہے

از دگر خوباں تو افزوں نیستی — گفت خامُش چوں تو مجنوں نیستی
تو دوسرے حسینوں سے بڑھ کر تو نہیں ہے — اُس نے کہا خاموش رہ چونکہ تو مجنوں نہیں ہے

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترُا — ہر دو عالم بے خطر بودے ترُا
اگر تیرے پاس مجنوں کی آنکھ ہوتی — (تو) تیرے لئے دونوں جہان بے قدر ہوتے

باخودی تو لیک مجنوں بیخود ست — در طریقِ عشق بیداری بَد ست
تو ہوش میں ہے لیکن مجنوں بے ہوش ہے — عشق کی راہ میں بیداری بُری ہے

ہر کہ ؔبیدار ست او در خواب تر — ہست بیداریش از خوابش بتر
جو بیدار ہے، وہ زیادہ نیند (غفلت) میں ہے — اُس کی بیداری، نیند سے بدتر ہے

ہر کہ در خواب ست بیداریش بہ — مستِ غفلت عینِ ہشیاریش بہ
جو خواب (غفلت) میں ہے اُس کا بیدار ہونا بہتر ہے — غفلت کے مدہوش کا عین ہوشیار ہونا بہتر ہے

چوں بحق بیدار نبود جانِ ما — ہست بیداری چو دربندانِ ما
جب ہماری جان خدا کے معاملہ میں بیدار نہ ہو — تو ہماری بیداری قیدخانہ کی بیداری کی طرح ہے

جاںؔ ہمہ روز از لگدکوبِ خیال — وز زیان و سود واز خوفِ زوال
پورے دن جان، خیالات کی پائمال — اور نقصان و نفع اور زوال کے خوف سے

نے صفا میماندش نے لُطف و فر — نے بسوئے آسماں راہِ سفر
نہ اُس میں صفائی رہتی ہے نہ پاکیزگی اور قوت — نہ آسمان کی طرف سفر کا راستہ

خُفتہ آں باشد کہ اُو از ہر خیال — دارد امید و کُند با اُو مقال
سویا ہوا وہ ہے جو ہر خیال سے — امید وابستہ کرے اور اُس کے متعلق گفتگو کرے

لہ بازداں۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ بے بصیرتی ہماری معصیت کاری کی وجہ سے ہے۔ کاں۔ کہ آں۔ غوی۔ دیوانہ، گمراہ مجنوں نیستی۔ سعدیؒ نے فرمایا ہے لیلیٰ را از دریچہ چشمِ مجنوں بایستے نگریست خطر۔ قدر و منزلت۔ باخود ہوشیار۔ بے خود بیہوش، مجذوب۔

ٹہ ہر کہ۔ جو شخص دنیاوی کاروبار میں پھنسا ہے اور جاگ رہا ہے اُس کی بیداری نیند سے بدتر ہے۔ بتر۔ بدتر خواب۔ خوابِ غفلت میں مبتلا لوگوں کا بیدار ہو جانا بہتر ہے۔ بحق۔ اللہ کے معاملہ میں بیدار رہنا چاہیئے۔

سہ جاں۔ دنیاوی دھندوں میں روح مکدر ہو جاتی ہے اور اُس کو عالمِ بالا کی سیر کا راستہ نہیں ملتا۔ ہر خیال خیالوں کی دنیا میں آباد بیدار غفلت کی نیند میں ہے مقال۔ گفتگو۔

نے چنانکہ از خیال آید بحال[1] — آں خیالش گردد اُو را صد وبال
وہ ایسا نہیں ہے کہ خیال سے وجد میں آئے — (بلکہ) اُس کا وہ خیال اُس کے لئے سَو وبال ہے

دیو را چوں حور بیند اُو بخواب — پس ز شہوت ریزد اُو با دیو آب
وہ خواب میں شیطان کو حور دیکھتا ہے — پھر شہوت سے اُس سے ہم بستری کرتا ہے

چونکہ تخمِ نسل در شورہ بریخت — اُو بخویش آمد خیال از وے گریخت
جیسے ہی نسل کا بیج اُس نے شور زمین میں ڈالا — وہ بیدار ہوا اور خیال اُس سے روانہ ہوا

ضُعفِ سَر بیند ازاں و تن پلید — آہ ازاں نقشِ پدیدِ ناپدید
اُس کی وجہ سے سَر کی کمزوری محسوس کرتا ہے اور جسم پلید — اُس ظاہری اور معدوم نقش پر افسوس ہے

مرغ[2] بر بالا پراں و سایہ اش — مید وَد بر خاک پَرّاں مُرغ وش
پرندہ اوپر اُڑ رہا ہے اور اُس کا سایہ — پرندہ کی طرح زمین پر اُڑان کر رہا ہے

اَبلہے صیّادِ آں سایہ شود — مید وَد چندانکہ بے مایہ شود
بیوقوف اُس سایہ کا شکاری بنتا ہے — اتنا دوڑتا ہے کہ بے طاقت ہو جاتا ہے

بے خبر کاں عکسِ آں مُرغِ ہوا ست — بے خبر کہ اصلِ آں سایہ کجاست
اِس سے غافل ہے کہ وہ ہوا کے پرندہ کا عکس ہے — اور اِس سے بے خبر ہے کہ اُس سایہ کی اصل کہاں ہے

تیر اندازد بسوئے سایہ اُو — تر کشش خالی شود در جُستجو
وہ سایہ کی طرف تیر اندازی کرتا ہے — اور جستجو ہی میں اُس کا ترکش خالی ہو جاتا ہے

ترکشِ عُمرش تہی شد عُمر رفت — از دویدن در شکارِ سایہ تَفت
اُس کی عمر کا ترکش خالی ہوا، عمر (برباد) گئی — سایہ کے شکار میں دوڑنے سے جل بھُن گیا

سایۂ[3] یزداں چو باشد دایہ اش — وارہاند از خیالِ سایہ اش
جب اللہ کا سایہ اُس کی دایہ ہو — تو اُس کو سایہ کے خیال سے نجات دیدے گا

در تحریضِ متابعتِ ولیِّ مُرشد
رہنما ولی کی تابعداری کی ترغیب

سایۂ یزداں بُود بندہ خدا — مُردۂ ایں عالَم و زندہ خدا
خدا کا بندہ اللہ کا سایہ ہوتا ہے — وہ اِس دنیا کا مُردہ اور خدا کا زندہ ہوتا ہے

دامنِ اُو گیر زُوتر بے گماں — تا رہی از آفتِ، آخر زماں
اُس کا دامن شک وشبہ کے بغیر جلد تھام لے — تاکہ آخرت کی مصیبت سے تو چھوٹ جائے

[1] حال۔ وجد کی وہ کیفیت جو سالکوں پر طاری ہوتی ہے۔ دیو۔ شیطان۔ آب یعنی نطفہ، منی تخمِ نسل۔ نطفہ، منی۔ ضُعفِ سَر۔ بدخوابی سے دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ پدیدِ ناپدید خواب میں جو ظاہر ہوا حقیقت میں وہ کچھ نہیں ہے۔

[2] مُرغ۔ واہی خیالات کے پیچھے بھاگنے والوں کی دوسری مثال ہے۔ اصل۔ یعنی پرندہ ترکش۔ تیروں کا تھیلا۔ تفت۔ فعلِ ماضی، تفتن بمعنی اسوختن۔

[3] سایۂ یزداں۔ یعنی اولیاء اللہ۔ دایہ۔ انّا، مراد مُرشدِ کامل ہے۔ سایہ۔ یعنی خیالاتی دنیا۔ تحریض۔ برانگیختہ کرنا۔ بندہ خدا۔ یعنی خدا کا خاص بندہ زوتر۔ زود تر کا مخفف ہے، بہت جلد۔

کیفَ مَدَّ الظِّل نقشِ اولیاست
"کیفَ مَدَّ الظِّل" اولیاء کا وجود ہے
کو دلیلِ نورِ خورشیدِ خداست
جو اللہ کے آفتاب کے نور کے رہنما ہیں

اندریں وادی مرو بے ایں دلیل
اس وادی میں بغیر رہنما کے نہ چل
لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْں گو چوں خلیلؑ
خلیل اللہ کی طرح کہدے، میں ڈوب جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہوں

رو ز سایہ آفتابے را بیاب
جا، سایہ کے ذریعہ آفتاب کو حاصل کرلے
دامنِ شہ شمسِ تبریزی بتاب
اور شاہ شمس تبریزی کا دامن تھام لے

رہ ندانی جانبِ ایں سور و عرس
اس جشن اور شادی کا اگر تجھے راستہ معلوم نہیں ہے
از ضیاء الحق حُسام الدیں بپرس
تو ضیاء الحق حُسام الدین سے پوچھ لے

ور حسد گیرد ترا در رہ گلو
اگر راستہ میں حسد تیرا گلا دبائے
در حسد ابلیس را باشد غلو
حسد میں شیطان کو غلو ہے

کو ز آدم ننگ دارد از حسد
اس لئے کہ وہ حسد کی وجہ سے آدم سے ذلت محسوس کرتا ہے
با سعادت جنگ دارد از حسد
اور حسد کی وجہ سے نیک بختی سے جنگ کرتا ہے

عَقَبہ زیں صعب تر در راہ نیست
راستہ میں اس سے سخت گھاٹی نہیں ہے
اے خنک آں کش حسد ہمراہ نیست
وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جسکے ساتھ حسد نہیں ہے

ایں جسد خانہ حسد آمد بداں
یہ جسم حسد کا گھر ہے، سمجھ لے
کز حسد آلودہ گردد خانداں
حسد میں پورا خاندان مبتلا ہو جاتا ہے

خانما ہا از حسد گردد خراب
حسد سے گھرانے تباہ ہو جاتے ہیں
باز شاہی از حسد گردد غراب
حسد کی وجہ سے شاہی باز (دل) کوا بنجاتا ہے

گر جسد خانہ حسد باشد ولیک
اگرچہ جسم حسد کا گھر ہو سکتا ہے، لیکن
آں جسد را پاک کرد اللہ نیک
جسم کو اللہ نے خوب پاک کر دیا ہے

یافت پاکی از جنابِ کبریا
اللہ تعالیٰ کی جناب سے پاکی پالی ہے
جسمِ پر از کبر و پُر حقد و ریا
اس جسم نے جو کبر اور کینہ اور ریاکاری سے بھرا ہے

"طَہِّرَا بَیْتِی" بیانِ پاکی ست
"تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو" پاکی کا بیان ہے
گنجِ نور ست ار طلسمش خاکی ست
نور کا خزانہ ہے اگرچہ اس کا نقش مٹی کا ہے

چوں کنی بابے حسد مکر و حسد
جب تو کسی صاف دل کے ساتھ مکر اور حسد کریگا
زاں حسد دل را سیاہیہا رسد
تو اس حسد سے دل میں سیاہیاں پیدا ہوں گی

لہ کیفَ مَدَّ الظِّل۔ یہ قرآنی آیت کا ٹکڑا ہے اسمیں فرمایا گیا ہے اے نبی کیا تم اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتے کہ اس نے کس طرح سایہ کو دراز کیا ہے، مولانا فرماتے ہیں کہ اس سایہ سے اولیاء اللہ کے وجود کی طرف اشارہ ہے۔ دلیل۔ یعنی مُرشدِ کامل۔ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ۔ حضرت ابراہیمؑ نے ستارے کی اُلوہیت سے انکار کرتے ہوئے فرمایا تھا میں چھپ جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا مراد دنیائے ناپائیدار کے تعلقات ہیں۔ شمسِ تبریزی۔ مولانا رومی کے شیخ ہیں تفصیلی حالات مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔ سُور۔ سین کے ضمہ سے، مجلسِ شاہی جشن۔ ضیاء الحق حُسام الدین۔ شمسِ تبریزی سے بیعت تھے پھر مولانا سے مستفیض ہوئے۔ تفصیلی حالات مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

ٹہ ور حسد۔ تو اس حسد کو شیطانی وسوسہ سمجھ اس لئے کہ شیطان کو حسد پیدا کردینے میں غلو ہے۔ کو۔ کہ او، شیطان نے حضرت آدمؑ کی قدر و منزلت دیکھ کر حسد کیا اور یہ کہکر کہ وہ مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے، اس حسد کا اظہار کیا تو ہمیشہ کیلئے سعادت سے محروم ہو گیا۔ عَقَبہ۔ عین اور قاف کے زبر کے ساتھ پہاڑ کی دشوار گذار گھاٹی صَعب۔ دشوار، سخت۔ جسد۔ جسم۔ خانداں۔

خاک شو مردانِ[1] حق را زیرِ پا — خاک بر سر کُن حسد را ہمچو ما

خاصانِ خدا کے پیر کے نیچے خاک بنجا — ہماری طرح حسد پر مٹی ڈال

در بیانِ حسد کردنِ وزیرِ جہود

یہودی وزیر کے حسد کے بیان میں

آں وزیرک از حسد بودش نژاد — تا بباطل گوش و بینی باد داد

وہ کمینہ وزیر، حسد سے بنا تھا — اسی لئے اُس نے ناحق کان اور ناک برباد کئے

بر امید آنکہ از نیشِ حسد — زہرِ اُو در جانِ مسکیناں[2] رسد

اس امید پر کہ حسد کے ڈنک کے ذریعہ — اُس کا زہر مسکینوں کی جان پر پہونچ جائیگا

ہر کسے کُو از حسد بینی کند — خویش را بے گوش و بے بینی کند

جو شخص حسد کی وجہ سے اپنی ناک کاٹتا ہے — وہ اپنے آپ کو ہی کان اور بے ناک کا کرلیتا ہے

بینی آں باشد کہ اُو بُوئے بُرد — بوئے اُو را جانبِ کوئے بُرد

ناک تو وہ ہے جو بُو سونگھے — بو اُس کو کوچہ کی طرف لے جائے

ہر کہ بُویش نیست بے بینی بُود — بوئے آں بو نیست کاں دینی بُود

جس میں بُو کی صلاحیت نہیں وہ بے ناک کا ہوتا ہے — اور بُو وہ بُو ہے جو دین کی ہو

چونکہ بُوئے بُرد و شکرِ آں نہ کرد — کفرِ نعمت آمد و بینیش خورد

اور جب بُو سونگھی اور اُس کا شکر نہ کیا — تو یہ کفرانِ نعمت ہوا اور (گویا) وہ اُسکی ناک کو کھاگیا

شکر کُن مر شاکراں را بندہ باش — پیشِ ایشاں مُردہ[3] شو پایندہ باش

شکر کر اور شکر گزاروں کا غلام بن — اُن کے سامنے مُردہ بن اور عمرِ دوام حاصل کر

چوں وزیر از رہزنی جامہ مساز — خلق را تو بر میا ور از نماز

وزیر کی طرح رہزنی کا سامان نہ کر — لوگوں کو نماز سے نہ روک

فہم کردنِ حاذقانِ نصاریٰ مکرِ وزیر را

ماہر عیسائیوں کا وزیر کے مکر کو سمجھ جانا

ناصحِ دیں گشتہ آں کافر وزیر — کردہ اُو از مکر در لوزینہ سیر

وہ کافر وزیر، دین کا واعظ بن گیا — اُس نے مکر سے بادام کے حلوہ میں لہسن ملادیا

ہر کہ صاحب ذوق بود از گفتِ اُو — لذتے میدید و تلخی جفتِ اُو

جو صاحبِ ذوق تھا وہ اُس کی گفتگو سے — لذت محسوس کرتا اور اُس کے ساتھ کڑواہٹ بھی

---

[1] مردانِ حق۔ اولیاء اللہ
خاک شو۔ فرمانبردار بنجا
خاک بر سر کن۔ دفع کر۔
وزیرک۔ کاف تصغیر کا ہے
نژاد۔ اصل۔ باطل۔ ناحق
باد داد۔ برباد دادن۔

[2] مسکیناں۔ یعنی عیسائی۔
بینی کندن۔ انکار کرنا۔
بے گوش۔ یعنی اپنے آپ کو
بہرا بناتا ہے۔ کوئے یعنی
راہِ خدا۔ بُوئے بُردن۔
پہچاننا، سراغ لگالینا۔
کفرِ نعمت۔ احسان فراموشی
یعنی ولیِ کامل کو پہچان کر
فائدہ نہ اٹھانا کفرانِ نعمت ہے

[3] مُردہ شو۔ مرید کو شیخ
کے سامنے ایسا بنجانا چاہیے
جیسا کہ مردہ غسل دینے والے
کے لئے۔ از نماز۔ یعنی خدا کی
یاد۔ صاحبِ ذوق۔ یعنی
صاحبِ ذوق لوگ بیان کی
لذت بھی محسوس کرتے تھے
اور مکاری کی تلخی بھی محسوس
کرتے تھے۔

نکتہ ہا میگفت اُو آمیختہ ۔۔۔ در جُلاب و قند زہرے ریختہ
وہ ملے جُلے نکتے بیان کرتا تھا ۔۔۔ گلاب اور شکر میں زہر ملاتا تھا

ہاں[۱] مشو مغرور زاں گفتِ نکو ۔۔۔ زانکہ باشد صد بدی در زیرِ اُو
خبردار! اُس بھلی بات سے دھوکے میں نہ پڑنا ۔۔۔ اِس لئے کہ اُس کی تہ میں سَو بُرائیاں ہوتی ہیں

ہر کہ باشد زشت گفتش زشت داں ۔۔۔ ہر چہ گوید مُردہ آں زانیست جاں
جو شخص بُرا ہو اُس کی گفتگو بُری سمجھ ۔۔۔ جو بات مردہ کہے اُس میں جان نہیں ہے

گفتِ انساں پارۂ انساں بُوَد ۔۔۔ پارۂ از ناں یقیں ہم ناں بُوَد
انسان کی گفتگو انسان کا ٹکڑا ہوتی ہے ۔۔۔ روٹی کا ٹکڑا یقیناً روٹی ہوتا ہے

زاں علیؓ فرمود نقلِ جاہلاں ۔۔۔ بر مزابل ہمچو سبزہ است اے فلاں
اسی لئے حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ جاہلوں کی بات ۔۔۔ اے فلاں کوڑیوں پر سبزہ کی طرح ہے

بر چناں سبزہ ہر آنکو بر نشست ۔۔۔ بر نجاست بیشکے بنشستہ است
ایسے سبزہ پر جو شخص بیٹھا ۔۔۔ وہ بے شک نجاست پر بیٹھا ہے

بایدش خود را بشُستن از حدث[۲] ۔۔۔ تا نمازِ فرضِ اُو نبوَد عبث
اُس کو اپنے آپ کو ناپاکی سے پاک کرنا چاہئے ۔۔۔ تاکہ اُس کی فرض نماز بیکار نہ ہو جائے

ظاہرش میگفت در رہ چست شو ۔۔۔ واز اثر میگفت جاں را سُست شو
اُس کا ظاہر کہتا تھا معرفت کی راہ میں چست ہو جا ۔۔۔ اور اثر کے اعتبار سے جان کو کہتا تھا سُست ہو جا

ظاہر نقرہ سپید ست و مُنیر ۔۔۔ دست و جامہ زاں سیہ گردد چو قیر[۳]
چاندی کا ظاہر اگرچہ سفید اور روشن ہے ۔۔۔ ہاتھ اور کپڑے اُس سے سیاہ ہو جاتے ہیں تارکول کی طرح

آتش ارچہ سُرخ رُواست از شرر ۔۔۔ تو زفعلِ اُو سیہ کاری نگر
آگ اگرچہ چنگاریوں کی وجہ سے سُرخ رُو ہے ۔۔۔ لیکن تو اُس کے کام کی سیاہ کاری کو دیکھ

برق اگرچہ نور آید در نظر ۔۔۔ لیک ہست از خاصیت دُزدِ بصر
بجلی اگرچہ نگاہ کو نور دکھائی دیتی ہے ۔۔۔ لیکن خاصیت میں بینائی کو چرانے والی ہے

ہر کہ جز آگاہ و صاحب ذوق بُود ۔۔۔ گفتِ اُو در گردنِ اُو طوق بُود
صاحبِ ذوق اور باخبر آدمی کے علاوہ جو بھی تھا ۔۔۔ اُس وزیر کی گفتگو اُس کی گردن کا طوق تھی

مدّتِ شش سال در ہجرانِ شاہ ۔۔۔ شد وزیر اتباعِ عیسیٰؑ را پناہ
بادشاہ سے چھ سال دوری میں ۔۔۔ وزیر، عیسائیوں کی پناہ ہو گیا

[۱] ہاں۔ حرفِ تنبیہ ہے۔ مغرور۔ دھوکے میں مبتلا۔ زشت۔ یعنی بُرے کی بات بھی بُری ہوتی ہے۔ نقل۔ قول، بات۔ مزابل۔ مزبلہ کی جمع، کوڑی۔ کوڑا ڈالنے کی جگہ۔

[۲] حدث۔ ناپاکی۔ عبث۔ باطل۔ ظاہرش۔ بظاہر اگرچہ نصیحت کرتا تھا لیکن تاثیر اُلٹی تھی۔ ظاہر نقرہ۔ یہ تینوں شعر اِس مضمون کو واضح کرنے کیلئے لئے ہیں کہ ظاہر کی خوبی باطن کی خوبی کی دلیل نہیں ہے۔

[۳] قیر۔ ایک قسم کا سیاہ روغن، تارکول۔ طوق لوہے کا حلقہ جو قیدیوں کے گلے میں ڈالا جاتا تھا۔ گلے کا زیور۔ ہجراں۔ جدائی۔ اتباع۔ تابع کی جمع۔ پیروی کرنے والے۔ تابعدار۔

دین و دل را کُل بدو بسپرد خَلق — پیشِ اَمر و نہیِ اُو می مُرد خَلق[1]
لوگوں نے دین اور دل بالکل اُس کے سپرد کر دیا — اُس کے حکم اور ممانعت پر لوگ جان دیتے تھے

پیغامِ شاہ پنہانی بسوئے وزیرِ پُرتزویر
بادشاہ کا خفیہ پیغام مکّار وزیر کے نام

درمیانِ شاہ و اُو پیغام ہا — شاہ را پنہاں بدو آرام ہا
اُس کے اور بادشاہ کے درمیان پیغامات جاری تھے — بادشاہ کو خفیہ طور پر اُن سے آرام و اطمینان حاصل تھا

آخِرُالاَمر از برائے آں مُراد — تا دِہد چوں خاکِ ایشاں را بباد ق
بالآخر اُس مقصد کے لئے — کہ اُن کو خاک کی طرح برباد کر دے

پیشِ اُو بنوشت شہ کائے مُقبِلَم — وقت آمد زود فارغ کن دِلَم
اُس کو بادشاہ نے لکھا کہ اے میرے اقبال مند! — وقت آ گیا، جلد میرے دل کو فارغ کر

زِ انتظارم دیدہ و دل بر رہ ست — زیں غمم آزاد کُن گر وقت ہست
انتظار میں میرے دیدہ و دل راستہ پر لگے ہیں — اس غم سے مجھے نجات دے، اگر موقع ہے

گفت اینک اندراں کارم شہا — کافگنم در دینِ عیسیٰؑ فتنہا
اُس نے کہا کہ اے بادشاہ میں ابھی اسی کام میں لگا ہوا ہوں — کہ حضرت عیسیٰؑ کے دین میں فتنے ڈالدوں

قومِ عیسیٰؑ را بُد اندر دار و گیر — حاکمِ شاں دَہ امیر و دُو امیر
عیسائیوں کے انتظام میں — اُن کے بارہ امیر لگے ہوئے تھے

ہر فریقے مر امیرے را تَبَع — بندہ گشتہ میرِ خود را از طمع
ہر فریق ایک امیر کے ماتحت تھا — جو لالچ سے اپنے امیر کا غلام بنا ہوا تھا

ایں دَہ و ایں دو امیر و قومِ شاں — گشتہ بندہ آں وزیرِ بدنشاں
یہ بارہ حاکم اور ان کی قوم — اُس بدنشاں وزیر کے غلام بن گئے

اِعتمادِ جملہ بر گفتارِ اُو — اِقتدائے جملہ بر رفتارِ اُو
سب کو اِس کی بات پر بھروسہ تھا — سب اُس کی چال کے مُقتدی تھے

پیشِ اُو در وقت و ساعت ہر امیر — جاں بدادے گر بدو گفتے کہ میر
فوراً ہر امیر اُس کے آگے — جان دیدیتا اگر وہ اُس سے کہتا کہ مرجا

چوں زبوں کرد آں جہودک جملہ را — فتنہ انگیخت از مکر و دَہا
جب اُس کینہ یہودی نے سب کو قابو میں کر لیا — مکر اور چالاکی سے فتنہ برپا کر دیا

[1] می مُرد خلق - یعنی اُس کے احکام پر جان دینے لگے۔
آخرالامر - بالآخر۔ مُقبِل - اقبال مند۔ بُد - بود۔ دار و گیر - انتظام۔ تَبَع - تابع۔ دَہ امیر و دو امیر - یعنی دوازدہ سبطِ نصاریٰ
[2] اعتماد - بھروسہ۔ اِقتدار - پیروی۔ در وقت و ساعت - فوراً۔ میر - مُردن کا امر ہے۔ زبوں - عاجز، بے چارہ۔
[3] جہودک - کینہ یہودی۔ دَہا - چالاکی۔

بیان دوازدہ امیر*

تخلیطِ وزیر در احکامِ انجیل و مکرِ آں

انجیل کے حکموں میں وزیر کا گڑبڑ کرنا اور اس کی چالاکی

ساخت طومارے[1] بنامِ ہر یکے
اُس نے ہر ایک کے نام پر ایک تحریر تیار کی

نقشِ ہر طومار دیگر مسلکے
اور ہر تحریر کی عبارت دوسرے مسلک کی تھی

حکمہائے ہر یکے نوعِ دگر
ہر ایک کے احکام دوسری قسم کے

ایں خلافِ آں زپایاں سر بسر
یہ اوّل سے آخر تک اس کے بالکل خلاف

در یکے راہِ ریاضت را و جوع
ایک میں ریاضت اور بھوکا رہنے کو

رُکنِ توبہ کردہ و شرطِ رجوع
توبہ کا رکن بنایا اور اللہ کی طرف رجوع کی شرط

در یکے گفتہ ریاضت سود نیست
ایک میں کہا کہ ریاضت کا کوئی فائدہ نہیں

اندریں رہ مخلصی جز جود نیست
اور اس راستہ میں سخاوت کے علاوہ چارہ نہیں

در یکے گفتا کہ جوع و جودِ تو
ایک میں کہا کہ تیری فاقہ کشی اور سخاوت

شرک باشد از تو تا معبودِ تو
تیرے اور تیرے معبود کے درمیان شرک ہے

جز توکل جز کہ تسلیم[2] تمام
توکل اور رضا کے علاوہ

در غم و راحت ہمہ مکر ست و دام
غم اور راحت میں سب چالاکی اور جال ہے

در یکے گفتہ کہ واجب خدمت ست
ایک میں کہا کہ اطاعت ضروری ہے

ورنہ اندیشہ توکل تہمت ست
ورنہ توکل کا خیال تہمت ہے

در یکے گفتہ کہ امر و نہی[3] ہاست
ایک میں کہا کہ کرنے نہ کرنے کے جو حکم ہیں

بہرِ کردن نیست شرحِ عجزِ ماست
کرنے کے لئے نہیں ہیں، ہمارے عجز کی تفصیل ہیں

تا کہ عجزِ خود بہ بینیم اندراں
تاکہ ہم ان میں عجز دیکھ لیں

قدرتِ حق را بدانیم آں زماں
اس وقت خدا کی قدرت کو پہچانیں

در یکے گفتا کہ عجزِ خود مبیں
ایک نے کہا کہ اپنے عجز کو نہ دیکھ

کفرِ نعمت کردن ست آں عجز ہیں
خبردار! وہ عجز احسان فراموشی ہے

قدرتِ خود بیں کہ ایں قدرت ازوست
اپنی قدرت کو دیکھ یہ قدرت اسی کی دی ہوئی ہے

قدرتِ خود نعمتِ او داں کہ اوست
اپنی قدرت کو اس کا انعام سمجھ، کہ وہی وہ ہے

در یکے گفتہ کزیں دو[4] در گذر
ایک میں کہا ان دونوں سے گزر جا

بُت بود ہر چہ بگنجد در نظر
بت ہوگا جو نظر میں سمائیگا (ان دونوں میں سے)

---

[1] طومار۔ لمبی چوڑی تحریر۔ نقش۔ تحریر۔ ریاضت۔ یعنی عبادت میں محنت کرنا۔ جوع۔ بھوکا رہنا، فاقہ کشی۔ رُجوع۔ لوٹنا۔ در یکے۔ یعنی ریاضت سے کوئی فائدہ نہیں، سخاوت کرنا کافی ہے۔ شرک باشد۔ یعنی نجات دہندہ خدا ہے، فاقہ کشی اور سخاوت کو ذریعۂ نجات بنانا شرک ہے۔

[2] تسلیم۔ یعنی۔ عبادت و ریاضت ضروری ہے۔ توکل۔ یعنی خدا پر اعتماد کی ضرورت ہے اور اپنے آپکو خدا کے سپرد کر دینا ذریعۂ نجات ہے۔ خدمت۔ یعنی عبادت و اطاعت۔ تہمت است۔ یعنی محض توکل کو ذریعۂ نجات سمجھنا نبی پر تہمت کے مترادف ہے کیونکہ نبی نے عبادت کو ضروری قرار دیا ہے۔

[3] امر و نہی۔ یعنی جسقدر خدائی احکام ہیں وہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ بندہ کو اس کا عجز تسلیم کرانے کے لئے ہیں، ان پر عمل ناممکن ہے لہذا بندہ اپنے آپ کو عاجز تسلیم کریگا، یہ جبر کی تعلیم ہے۔ عجزِ خود مبیں۔ اپنے آپ کو مجبورِ محض نہ سمجھو ورنہ خدا کی عطا کردہ نعمتِ قدرت کا کفر ہوگا، انسان کی قدرت خدا کا عطیہ ہے، لہذا انسان قادر ہے اور اپنے افعال کا خود خالق ہے۔

[4] دو۔ یعنی جبر اور اختیار کی بحث میں پڑنا الحاد سے بجوف ہوتا ہے لہذا یہ بحثیں بمنزلہ بت کے ہیں۔

در یکے گفتہ کہ عجز و قدرتت — بگذرد وز ہرچہ اندر فکرتت
ایک میں کہا کہ تیرا عجز اور قدرت — اور جو کچھ تیرے فکر میں ہے (خود بخود) گذر جائیگا

از ہوائے خویش در ہر ملتے — گشتہ ہر قومے اسیرِ ذلتے
ہر مذہب میں اپنی خواہشِ نفسانی سے — ہر قوم ذلت میں گرفتار ہوئی ہے

در یکے گفتہ مکش ایں شمع را — کایں نظر چوں شمع آمد جمع را
ایک میں کہا (عقل کی) اس شمع کو نہ بجھا — اس لئے کہ یہ غور و فکر شمعِ محفل ہے

از نظر چوں بگذری واز خیال — کشتہ باشی نیم شب شمعِ وصال
خیال اور غور و فکر کو جب تو چھوڑ دے گا — تو گویا تو نے وصال کی شمع کو آدھی رات میں بجھا دیا

در یکے گفتہ بکش باکے مدار — تا عوض بینی یکے با صد ہزار
ایک میں کہا، بجھا دے، پرواہ نہ کر — تاکہ ایک کے بدلے میں لاکھ پائے

کہ ز کشتن شمع جاں افزوں شود — لیلیت از صبرِ تو مجنوں شود
اس لئے کہ شمع کے بجھانے سے روح بڑھیگی — تیرے صبر کی وجہ سے تیری لیلیٰ مجنوں کی طرح ہو جائیگی

ترکِ دنیا ہر کہ کرد از زہدِ خویش — بیش آمد پیشِ او دنیا ز پیش
جس نے اپنے زہد کی وجہ سے دنیا کو چھوڑ دیا — اُس کے سامنے دنیا پہلے سے زیادہ آتی ہے

در یکے گفتہ کہ آنچت داد حق — بر تو شیریں کرد در ایجاد حق
ایک میں کہا، جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے — وہ آفرینش کے وقت اللہ نے تیرے لئے شیریں کر دیا

بر تو آساں کرد و خوش آنرا بگیر — خویشتن را در میفگن در زحیر
تیرے لئے آسان اور خوشگوار کر دیا ہے اسکو لیلے — اپنے آپ کو پیچش میں مبتلا نہ کر

در یکے گفتہ کہ بگذر زاں خود — کاں قبولِ طبعِ تو ردّ ست و بد
ایک میں کہا، اپنی ملکیت سے دستکش ہو جا — اسلئے کہ تیری مرغوب طبع چیز مردود اور بُری ہے

راہہائے مختلف آساں شدست — ہر یکے را ملتے چوں جاں شدست
مختلف راستے آسان ہو گئے ہیں — ہر ایک کیلئے ایک مذہب جان کی طرح بن گیا ہے

گر میسّر کردنِ حق رہ بُدے — ہر جہود و گبر از و آگہ بُدے
اگر اللہ کا آسان کر دینا ہی کوئی راستہ ہوتا — ہر یہودی اور آتش پرست اُس سے واقف ہوتا

در یکے گفتہ میسّر آں بُود — کہ حیاتِ دل غذائے جاں بُود
ایک میں کہا، کہ آسان چیز وہ ہوتی ہے — جو دل کی زندگی اور جان کی غذا ہوتی ہے

لہ بگذرد - یعنی جبر و قدر کی بحثیں اور جو کچھ انسانی افکار ہیں خود بخود ختم ہو جائیں گے لہٰذا اُن کو ترک کرنیکے اہتمام کی ضرورت نہیں۔ ہوا۔ نفسانی خواہش یعنی اِن بحثوں کا ترک بھی نفسانی خواہش ہے جو گمراہی کا سبب ہے۔ ایں شمع۔ شمع سے مراد عقل اور غور و فکر ہے، یعنی مذہبی اَحکام اور عقائد، عقلی ہیں انسان کو اپنی عقل سے کام لینا چاہیئے۔ بکش۔ یعنی دینی معاملوں میں عقل کو دخل نہ دے اور دیوانگی اختیار کر۔

علہ کہ ز کشتنِ شمع۔ یعنی دیوانگی اختیار کرنے سے تو خدا کا محبوب بنجائیگا۔ ترکِ دنیا۔ عقل کو بالائے طاق رکھ کر جو دنیا کو چھوڑیگا دنیا اور زیادہ اُسکو ملیگی۔ دادِ حق۔ خدا نے ازل میں جو کچھ تیرے لئے مقدر کر دیا ہے وہ ملکر رہیگا اس کے لئے کیوں سعی کرتا ہے اور کیوں حلال و حرام کی بحثیں پیدا کرتا ہے۔ آنچت۔ مخفف ہے آنچہ تُرا کا ایجاد۔ کسی چیز کو پیدا کرنا۔ خوش۔ پسندیدہ۔ زحیر۔ پیچش، پیچ و تاب۔ آن۔ ملکیت۔

سہ قبول۔ مقبول۔ رَد۔ نامنظور، مردود۔ بَد۔ یعنی جس چیز کی طرف دل راغب ہو وہ بُری اور مردود ہے، اُس کو اختیار نہ کر۔ راہہا۔ اپنی پسند کی چیز اختیار کرنیسے ہی یہ اختلافِ مذاہب پیدا ہوا ہے جو فساد کا سبب بن رہا ہے۔ لہٰذا پسندیدگی حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ میسّر۔ آسان یعنی آسان چیز بھی درست ہے جس سے دل زندہ ہوتا ہے اور روح کے لئے وہ غذا ہے۔

ہر چہ ذوقِ[1] طبع باشد چوں گذشت
جو چیز طبیعت کے ذوق کے مطابق ہوتی ہے جب گزر جاتی ہے

بر نیارد ہمچو شورہ ریع و کشت
تو شور زمین کی طرح پیداوار اور فصل نہیں دیتی ہے

جز پشیمانی نباشد ریعِ او
اُس کی پیداوار شرمندگی کے سوا نہیں ہوتی

جز خسارت بیش نارد بیعِ او
اور اُس کی بیع کا حاصل نقصان کے سوا کچھ نہیں ہوتا

آں میسّر نبود اندر عاقبت
انجام کار وہ آسان نہیں ہوتی

نامِ اُو باشد مُعسّر عاقبت
اور آخر میں اُس کا نام دشوار ہوتا ہے

تو مُعسّر از میسّر باز داں
تو دشوار اور آسان کے فرق کو سمجھ

عاقبت بنگر جمالِ این و آں
اِس اور اُس کے حُسن کے نتیجہ پر نظر رکھ

در یکے گفتہ کہ اُستادے[2] طلب
ایک میں کہا، کسی اُستاد کی طلب کر

عاقبت بینی نیابی در حسب
محض ذاتی شرافت سے تجھے عاقبت اندیشی حاصل نہیں ہو سکتی

عاقبت دیدند ہر گوں ملّتے
(بغیر اُستاد) جس قوم نے انجام کو معلوم کیا

لاجرم گشتند اسیرِ زلّتے
لامحالہ لغزش میں گرفتار ہوئی

عاقبت دیدن نباشد دست باف
آخرت کو سمجھنا (اپنے) ہاتھ کا کام نہیں ہے

ورنہ کے بودے ز دِینہا اختلاف
ورنہ مذہبوں میں اختلاف نہ ہوتا

در یکے گفتہ کہ اُستا ہم توئی
ایک میں کہا، اُستاد بھی تو ہی ہے

زانکہ اُستارا شناسا ہم توئی
اِس لئے کہ اُستاد کو پہچاننے والا تو ہی ہے

مرد باش و سُخرہ[3] مرداں مشو
مرد بن اور لوگوں کا بیگاری نہ بن

رَو سرِ خود گیر و سر گرداں مشو
جا، خود اپنی فکر کر اور پریشان نہ ہو

چشم بر سِرّت بدار و از خلاف
اپنی ذاتی رائے قائم کر اور خلاف سے

دُور شو تا یابی از حق ایتلاف
بھاگ، تاکہ تو اللہ کا وصال پالے

در یکے گفتہ کہ ایں جملہ یکے ست
ایک میں کہا یہ سب (کائنات) ایک (ذات) ہے

ہر کہ او دو بیند احول مردکے ست
جو دو سمجھے وہ کمینہ بھینگا ہے

در یکے گفتہ کہ صد یک چوں بود
ایک میں کہا کہ سَو ایک کیسے ہو سکتے ہیں

اینکہ اندیشد مگر مجنوں بود
جو یہ سوچے وہ شاید پاگل ہو

ہر یکے قولے ست ضدِ یکدگر
ہر ایک قول دوسرے کی ضد ہے

چوں یکے باشد بگو زہر و شکر
بتا، زہر اور شکر ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟

---

[1] ذوقِ طبع۔ آسان اور مزاج کے موافق چیزیں اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے عاقبت۔ انجام کار۔ مُیسّر۔ آسان۔ مُعسّر۔ دشوار گذار عاقبت۔ یعنی آسان کام شروع میں آسان ہے لیکن انجام کے اعتبار سے دشوار ہے۔ رَیع۔ کھیتی کا محصول، پیداوار۔ تو مُعسّر۔ روح اور عقل جس کام کو آسان سمجھے وہ عین دین ہے۔ عاقبت۔ انجام بینی۔ حَسَب حا اور سین کے فتح سے، ذاتی خوبیاں، شخصی کمالات

[2] اُستاد۔ یعنی شیخِ طریقت ہر گوں۔ ہر نوع۔ لاجرم۔ ضرور۔ زلّت۔ لغزش، خطا۔ دست باف۔ ہاتھ کا کام، آسان کام۔ اُستا۔ اُستاد کا مخفف ہے۔ یعنی تو خود اُستاد ہے کسی شیخ کی کیا ضرورت ہے اسلئے کہ جو شیخ کو شناخت کر سکتا ہے وہ خود آخرت کو بھی سمجھ سکتا ہے۔

[3] سُخرہ۔ بیگاری۔ سرِ خود گیر۔ اپنی فکر کر۔ سر گرداں۔ حیران سِرّ۔ باطن، ذاتی رائے۔ ایتلاف۔ اِتحاد، وصال ایں جملہ۔ وجود صرف واحد ہے جو تمام کائنات میں جاری اور ساری ہے۔ صد۔ یعنی کروڑوں کائنات ایک وجود کب بن سکتی ہیں۔ زہر و شکر۔ یعنی ان باتوں میں ایسا ہی اختلاف تھا جیسے زہر اور شکر میں۔

در معانی اختلاف و در صُور[1]	روز و شب ہیں خار و گُل سنگ و گُہر
معنوں اور صورتوں میں اختلاف	دن اور رات، کانٹے اور پھول، پتھر اور موتی کا سا اختلاف ہے
تا ز زہر و از شکر در نگذری	کے تو از گلزارِ وحدت بُو بری
جب تک تو زہر اور شکر سے نہ گذرے گا	وحدت کے چمن کی خوشبو کب سونگھے گا؟
وحدت اندر وحدت ست این مثنوی	از سمک رو تا سماک اے معنوی
یہ مثنوی وحدت در وحدت ہے	اے معنیٰ کے طالب! مچھلی سے سماک تک چلا جا

در بیان آنکہ اختلاف در صورتِ روش ست نہ در حقیقتِ راہ

اِس بیان میں کہ رفتار کی صورت میں اختلاف ہے نہ کہ راستہ کی حقیقت میں

زیں نمط زیں نوع[2] دہ طومار و دو	بر نوشت آں دینِ عیسیٰؑ را عدو
اِس انداز اور اِس قسم کے بارہ لمبے خطوط	اُس حضرت عیسیٰؑ کے دین کے دشمن نے لکھے
او ز یک رنگی عیسیٰؑ بُو نداشت	وز مزاجِ خُمِ عیسیٰؑ خُو نداشت
اُس کو حضرتِ عیسیٰؑ کی یکرنگی کی خوشبو نہ پہونچی تھی	اور نہ حضرتِ عیسیٰؑ کے خُم کے مزاج کی عادت رکھتا تھا
جامۂ صد رنگ ازاں خُمِ صفا	سادہ و یک رنگ گشتے چوں ضیا
اُس صفائی کے خُم سے سَو رنگے کپڑے	نور کی طرح سادہ اور یکرنگ ہو جاتے تھے
نیست یکرنگی کزو خیزد ملال	بل مثالِ ماہی و آبِ زُلال
ایسی یکرنگی نہیں جس سے طبیعت اُکتا جائے	بلکہ اِس کی مثال، مچھلی اور صاف پانی کی ہے
گرچہ در خشکی ہزاراں رنگہاست	ماہیاں را با یبوست جنگہاست
اگرچہ خشکی میں ہزاروں رنگ ہیں	لیکن مچھلیوں کو خشکی سے بڑی مخالفت ہے
کیست ماہی چیست دریا در مثل[3]	تا بداں ماند خدا عزّ و جلّ
کون ہے مچھلی کیا ہے دریا، مثال دینے میں	کہ اُس سے خدائے عزّ و جلّ مشابہ ہو
صد ہزاراں بحر و ماہی در وجُود	سجدہ آرد پیش آں دریائے جُود
موجودات میں سے لاکھوں دریا اور مچھلیاں	اُس بحرِ سخاوت کے سامنے سربسجود ہیں
چند بارانِ عطا باراں شدہ	تا بداں آں بحر دُر افشاں شدہ
بخشش کی بہت سی بارشیں برسیں	یہاں تک کہ اُن سے وہ سمندر موتی برسانے والا بنا
چند خورشیدِ کرم افروختہ	تا کہ ابر و بحر جُود آموختہ
کرم کے بہت سے سورج طلوع ہوتے	تب بادل اور سمندر نے سخاوت سیکھی

[1] در معانی - یعنی اُن طوماروں کے الفاظ و معانی میں سب سے زیادہ اختلاف تھا۔ تا ز زہر یعنی جب تک مختلف مظاہر سے گذر کر ذاتِ واحد تک نہ پہونچیگا تکمیل نہ ہوگی۔ سمک۔ مچھلی۔ ایک فرضی عقیدہ ہے کہ ایک مچھلی ہے اُس مچھلی کی پشت پر ایک بیل ہے اُس بیل کے سینگوں پر زمین ٹکی ہوئی ہے۔ سماک دو ستارے ہیں جو انتہائی بلندی پر ہیں ایک کو سماکِ اعزل دوسرے کو سماکِ رامح کہتے ہیں۔ وحدت یعنی اِس مثنوی میں وحدت الوجود ہی کا بیان ہے جس کے ذریعہ زمین سے آسمانوں تک کی سیر کیجا سکتی ہے۔ نمط۔ روش، طرز۔

[2] نوع۔ قسم۔ عدو۔ یعنی مکار وزیر۔ یکرنگی۔ ایک رنگ کا ہونا۔ بو۔ سراغ، علامت۔ خُمِ عیسیٰؑ۔ حضرتِ عیسیٰؑ کا مٹکا مشہور ہے کہ حضرتِ عیسیٰؑ رنگریزی کا کام کرتے تھے رنگ کا ایک مٹکا تھا جس میں سے ہر رنگ کا کپڑا رنگ کر نکال دیتے تھے۔ جامۂ صد رنگ۔ یعنی مذہبی اختلاف، خُمِ صفا یعنی حضرتِ عیسیٰؑ کی تعلیمات۔ ضیاء۔ نور خیزد۔ پیدا ہوتا۔ ملال۔ اکتا جانا۔ آبِ زلال۔ صاف پانی یعنی وہ یکرنگی ایسی نہ تھی جس سے انسان اکتائے بلکہ اُس کی مثال دریا کی یکرنگی کی سی ہے جس سے مچھلی کبھی نہیں م

چند خورشیدِ کرم تاباں شدہ
کرم کے بہت سے سورج روشن ہوئے

تا بداں آں ذرّہ سرگرداں شدہ
تب اُن سے وہ ذرّہ چکر کاٹنے والا بنا

پرتوِ ذاتش زدہ بر ما و طین
مٹی اور پانی پر اُس کی ذات کی روشنی پڑی

تا شدہ دانہ پذیرندہ زمیں[1]
تب زمین؟ دانے کو قبول کرنیوالی بنی

خاک امین و ہرچہ در وے کاشتی
زمین امانتدار (بنی) اور جو کچھ تو نے اُس میں بویا

بے خیانت جنسِ آں برداشتی
بغیر کسی خیانت کے اُس کی جنس کو اُٹھایا

ایں امانت زاں عنایت یافتست
(زمین نے) یہ امانتداری اُسکی مہربانی سے پائی ہے

کافتابِ عدل بر وے تافتست
کیونکہ اُس پر انصاف کا سورج چمکا ہے

تا نشانِ حق نیاید نو بہار
جب تک موسمِ بہار اللہ کا حکم بن کر نہیں آتا

خاک سبزہ را نسازد آشکار
مٹی سبزے کو ظاہر نہیں کرتی

آں جوادے کو جمادے را بداد
وہ سخی جس نے جمادات کو دئے

ایں خبرہا، ویں امانت ویں سداد
یہ پیغامات اور یہ امانت اور یہ راہ روی

آں جماد از لطف چوں جاں میشود[2]
وہ جماد، مہربانی سے جان کی طرح ہوجاتا ہے

زمہریر از قہر پنہاں میشود
سخت جاڑا خوف سے چھپ جاتا ہے

آں جمادے گشت از فضلش لطیف
وہ جمادات اُس کی مہربانی سے لطیف ہوگئی

کُلُّ شَیْءٍ مِّنْ ظَرِیْفٍ ھُوَ ظَرِیْف
جو چیز خوب کی طرف سے ہوتی ہے خوب ہوتی ہے

ہر جمادے را کند فضلش خبیر
اُس کا کرم ہر جماد کو باخبر بنا دیتا ہے

عاقلاں را کردہ قہرِ او ضریر
اور اُس کا قہر عقلمندوں کو اندھا کر دیتا ہے

جان و دل را طاقتِ ایں جوش نیست
جان اور دل میں اِس جوش کی طاقت نہیں ہے

باکہ گویم در جہاں یک گوش نیست
کس سے کہوں؟ دنیا میں کوئی کان نہیں ہے

ہر کجا گوشے بُد از وے چشم گشت[3]
جہاں کہیں کان تھا اُس جوش کی وجہ سے آنکھ بنگیا

ہر کجا سنگے بُد از وے یشم گشت
اور جہاں کہیں پتھر تھا وہ یشب بن گیا

کیمیا سازے ست چہ بود کیمیا
وہ کیمیا ساز ہے، کیمیا کیا ہوتی ہے؟

معجزہ بخشے ست چہ بود سیمیا
معجزہ عنایت کرنے والا ہے، سیمیا کیا ہوتی ہے

ایں ثنا گفتن ز من ترکِ ثناست
میرا یہ تعریف کرنا، تعریف نہ کرنا ہے

کایں دلیلِ ہستی و ہستی خطاست
اسلئے کہ یہ (اپنے) وجود کی دلیل ہے اور وجود کا (احساس) غلطی ہے۔

[1] دانہ پذیرندہ - پانی اور مٹی پر اُس کا کرم ہی زمین کی صلاحیت کا سبب ہے
پرتو - روشنی - ما - پانی
طین - مٹی - عدل - انصاف
نشان - فرمان، حکم - ستر
بھید، چھپی ہوئی چیز
جماد - مٹی - جماد - پتھر وغیرہ
سداد - سین کے کسرہ سے
درستی، سچائی، راستی۔

[2] آں جماد - جمادات اگرچہ بے جان ہیں لیکن عنایت خداوندی سے جان داروں کا سا کام کرنے لگتے ہیں - زمہریر
سخت جاڑا - ظریف
خوش طبع - فضل - کرم
مہربانی - خبیر - باخبر، آگاہ
قہر - غضب، جلال - ضریر
نابینا - ایں جوش - قدرت کے کمالات بیان کرتے ہوئے دل میں جو جوش پیدا ہوتا ہے اُس کی تاب نہیں ہے۔

[3] ہر کجا - اِس جوش سے شنیدہ، دیدہ ہوگیا۔ سنگ دل بھی نور سے معمور ہو کر سنگ یشب بنگیا - یشم - ایک قسم کا قیمتی نورانی پتھر ہے اسی کو سنگ یشب کہتے ہیں۔ کیمیا - وہ فن جس سے قلعی، تانبے وغیرہ کو چاندی، سونا بنا دیا جاتا ہے۔ سیمیا - وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے۔

پیشِ ہستِ اُو ببایدنیست بود[1] — چیست ہستی پیشِ اُو کور و کبود
اُس کے وجود کے سامنے نیست ہو جانا چاہئے — ہستی کیا ہوتی ہے؟ اُس کے سامنے اندھی اور سیاہ پوش ہے

گر نبودے کور ازو بگداختے — گرمیِ خورشید را بشناختے
اگر اندھی نہ ہوتی اُس سے پگھل جاتی — آفتاب کی گرمی کو پہچانتی

ور نبودے اُو کبود از تعزیت — کے فسردے ہمچو یخ ایں ناحیت
اگر وہ (ہستی) تعزیت کی وجہ سے سیاہ پوش نہ ہوتی — تو اس جانب (دنیا) برف کی طرح کیوں ٹھٹھرتی

بیانِ خسارتِ وزیر دریں خدعہ و مکر

اِس مکر و فریب میں وزیر کے خسارہ اُٹھانے کا بیان

ہمچو شہ نادان و غافل بُد وزیر — پنجہ میزد با قدیم و ناگزیر[2]
وزیر، بادشاہ کی طرح نادان اور غافل تھا — جو واجب الوجود اور قدیم سے پنجہ لڑاتا تھا

ناگزیرِ جملگاں حیِّ قدیر — لایزالُ و لم یزل فرد و بصیر
جو سب کے لئے ضروری ہے زندہ، قادر ہے — ہمیشہ رہیگا، اور ہمیشہ رہا، اکیلا اور تنہا ہے

باچناں قادر خدائے کز عدم — صد چو عالم ہست گرداند بدم
ایسے قادر خدا سے کہ جو عدم سے — اس عالم جیسے سو عالم ایک دم میں پیدا کر دیتا ہے

صد چو عالم در نظر پیدا کند — چونکہ چشمت را بخود بینا کند
اِس عالم جیسے سو عالم ایک نظر میں پیدا کر دے — جب تیری آنکھوں کو اپنے معاملہ میں بینا کر دے

گرجہاں پیشت بزرگ و بے تنیست[3] — پیشِ قدرت ذرّہ میداں کہ نیست
اگرچہ عالم تیرے نزدیک بڑا اور وسیع ہے — سمجھ لے، قدرت کے آگے ایک ذرہ بھی نہیں ہے

ایں جہاں خود حبسِ جانہائے شماست — ہیں دوید آنسو کہ صحرائے خداست
یہ عالم تمہاری جانوں کا قید خانہ ہے — خبردار! اُس جانب دوڑو جو خدا کا میدان ہے

ایں جہاں محدود و آں خود بے حدیست — نقش و صورت پیشِ آں معنیٰ سدیست
یہ عالم محدود اور وہ غیر محدود ہے — نقش اور صورت اُس معنیٰ کے سامنے آڑ ہیں

صد ہزاراں نیزۂ فرعون را — در شکست آں موسیٰؑ بایک عصا
فرعون کے لاکھوں نیزے — موسیٰؑ نے ایک لاٹھی سے توڑ دئے

صد ہزاراں طبِّ جالینوس بود — پیشِ عیسیٰؑ و دمش افسوس بود
جالینوس کی لاکھوں طبیں تھیں — حضرتِ عیسیٰؑ اور اُن کی پھونک کے سامنے بیکار تھیں

---

[1] ہستِ اُو۔ حضرتِ حق کی ذات کے سامنے ممکن ہونے کے باوجود عدم ہے، اپنے وجود کا احساس مشاہدہ کا حجاب ہے جس نے آنکھوں کو اندھا اور محرومی کی وجہ سے سیاہ پوش بنا رکھا ہے۔ خورشید۔ آفتابِ حق کا مشاہدہ فنا کر ڈالتا ہے۔ تعزیت۔ ماتم پرسی۔ فسردن۔ ٹھٹھرنا، یخ۔ برف۔ ناحیت۔ طرف، کنارہ۔

[2] ناگزیر۔ ضروری، واجب الوجود۔ جملگاں۔ جملہ کی جمع۔ حَیّ۔ زندہ۔ لایزال۔ جو ہمیشہ رہیگا۔ لم یزل۔ جو ہمیشہ سے ہے۔ بصیر۔ بینا، اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ باچناں۔ وہ وزیر اُس خدا سے پنجہ کشی کر رہا تھا جو قادرِ مطلق ہے۔ ہست۔ موجود۔ بخود بینا کند۔ یعنی اللہ تعالےٰ اپنی معرفت عطا فرمادے۔

[3] بے تن۔ وسیع و کشادہ۔ حبس۔ قید خانہ۔ ہیں۔ کلمۂ تنبیہ ہے۔ صحرا۔ جنگل مراد عالمِ بالا ہے۔ سد۔ دیوار۔ آنسو یعنی عالمِ بالا۔ نقش و صورت۔ یعنی عالمِ سفلی عالمِ علوی کے لئے سدِ راہ ہے۔ جالینوس۔ یونان کا مشہور حکیم ہے جو حضرتِ عیسیٰؑ کا ہمعصر تھا۔ افسوس۔ کھیل، مذاق۔

صد ہزاراں دفترِ اشعار بود — پیشِ حرفِ اُمّیش آں عار بود
اشعار کے لاکھوں دیوان تھے — جو اُس کے اُمّی (محمدؐ) کے کلام کے سامنے موجبِ ننگ تھے

باچناں غالب خداوندے کسے — چوں نمیرد گر نباشد اُو خسے
ایسے غالب خدا کے آگے کوئی — کیسے نہ مرے، اگر وہ کمینہ نہیں ہے!

بس دلِ چوں کوہ را انگیخت اُو — مرغِ زیرک با دو پا آویخت اُو
پہاڑ جیسے بہت سے دلوں کو اُس نے اکھاڑ دیا — چالاک پرندے کو دونوں پیروں کے ہوتے ہوئے لٹکا دیا

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ — جز شکستہ می نگیرد فضلِ شاہ
عقل اور طبیعت کو تیز کر لینا راہ نہیں ہے — شاہ کا فضل، عاجز کے سوا کسی کی دستگیری نہیں کرتا

اے بسا گنج آگنان کنج کاو — کاں خیال اندیش را شد ریشِ گاو
اے مخاطب! بہت سے گنج گاؤ جیسے خزانے جمع کرنے والے — عقلمندوں کے لئے سامانِ تمسخر بن گئے

گاو کہ بُود تا تو ریشِ او شوی — خاک کہ بُود تا حشیشِ او شوی
بیل کیا چیز ہے؟ کہ تو اُس کی ڈاڑھی بنے — خاک کیا ہے؟ کہ تو اُس کی گھاس بنے

زر و نقرہ چیست تا مفتوں شوی — چیست صورت تا چنیں مجنوں شوی
سونا اور چاندی کیا ہے؟ کہ تو اُس کا عاشق بنے — صورت کیا ہے؟ کہ تو ایسا پاگل بنے

ایں سرا و باغِ تو زندانِ تست — مُلک و مالِ تو بلائے جانِ تست
یہ محل اور باغ، تیرا قید خانہ ہے — تیرا ملک اور مال تیری جان کیلئے مصیبت ہے

آں جماعت را کہ ایزد مسخ کرد — آیتِ تصویرِ شاں را نسخ کرد
جس گروہ کو اللہ نے مسخ کیا — اُن کی صورت کی ہیئت کو مٹا دیا

چوں زنے از کارِ بد شد روئے زرد — مسخ کرد اُو را خدا و زُہرہ کرد
جب عورت بدکاری کی وجہ سے زرد رُو ہوئی — اُس کو خدا نے مسخ کر دیا اور زہرہ بنا دیا

عورتے را زُہرہ کردن مسخ بود — آب و گل گشتن نہ مسخ ست اے عنود
عورت کو زہرہ بنا دینا تو مسخ تھا — کیا پانی اور مٹی ہو جانا مسخ نہیں ہے، اے سرکش!

روح می بُردت سوئے عرشِ بریں — سوئے آب و گل شدی در اسفلیں
روح تو تجھے عرشِ بریں کی طرف لیجاتی لیکن — تو پانی اور مٹی کی طرف نچلے درجوں میں آ گیا

خویش را تو مسخ کردی زیں سفول — باوجودے کہ بُد آں رشکِ عقول
تُو نے اپنے آپ کو اس پستی کی وجہ سے مسخ کر لیا — حالانکہ وہ جو عقولِ عشرہ کیلئے باعثِ رشک تھا

؎ حرف یعنی کلام اللہ۔ اُمّی۔ اُم یعنی ماں کی طرف منسوب ہے وہ بچہ جو سایۂ پدری سے محروم ہو کر صرف ماں کے زیرِ سایہ پلا ہو اور علومِ مُروّجہ نہ حاصل کر سکا ہو۔ آنحضورؐ کو بھی اُمّی کہا جاتا ہے۔ چوں نمیرد۔ اپنے آپ کو فانی نہ سمجھے۔ مرغِ زیرک۔ چالاک پرندہ، مراد فلسفی ہے۔ فہم و خاطر۔ یعنی فلاسفہ اور حکماء محض عقل کے زور پر معرفت حاصل کر لیں یہ ممکن نہیں ہے، اللہ عجز و نیاز سے ہی دستگیری فرماتا ہے۔ گنج آگناں۔ خزانہ بھرنے والے۔ گنج گاؤ۔ مشہور خزانہ جو جمشید کے زمانہ کا تھا، بہرام کے زمانہ میں ایک کاشتکار کے ہاتھ آیا تھا، اس میں گائے بیل کے طلائی بُت بھی تھے اس لئے اُس کا نام گنجِ گاؤ پڑ گیا تھا۔ خیال اندیش۔ فلسفی۔

؎ ریشِ گاؤ۔ بیل کی ڈاڑھی، اس سے احمق، بیوقوف مراد ہوتا ہے۔ حشیش۔ گھاس۔ مفتون۔ فریفتہ۔ مجنون۔ دیوانہ، عاشق۔ سرا و باغ۔ دنیاوی چیزیں، راہِ طریقت کی رکاوٹیں ہیں۔ کارِ بد۔ بُرا کام، زنا۔ زُہرہ۔ ایک ستارے کا نام ہے، عوام میں مشہور ہے کہ زہرہ ایک عورت تھی ہاروت و ماروت دو فرشتوں نے اس سے زنا کر لیا اس سزا میں وہ دونوں فرشتے چاہِ بابل میں اُلٹے لٹکا دیے گئے اور زہرہ عورت نے اُن دونوں سے جو اسمِ اعظم سیکھا تھا اُس کے ذریعہ آسمان پر چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا، اس سارے قصے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے یہ محض افسانہ ہے۔ ؎ آب و گل

× گشتن۔ علائقِ جسمانی میں پھنسنا۔ عنود۔ سرکش۔ اسفلین۔ اسفل کی جمع ہے بمعنی نچلا۔ سُفول۔ پستی، عُلو کی ضد ہے۔ عقول۔ عقولِ عشرہ، ملائکہ۔

پس بتر زیں مسخ کردن چوں بود
اِس سے بدتر مسخ کرنا کیا ہوگا؟
پیشِ آں مسخ ایں بغایت دوں بود
بلکہ اُس مسخ کے بالمقابل یہ مسخ گرا ہوا ہے

اسپِ ہمّت سوئے اختر تاختی
تو نے ہمّت کا گھوڑا ستاروں کی طرف کو دوڑایا
آدمِ مسجود را نشناختی
لیکن مسجود، آدمؑ کو تو نہ پہچانا

آخر آدم زادۂ اے ناخلف
اے ناخلف! آخر تو آدمؑ کی اولاد ہے
چند پنداری تو پستی را شرف
ذلّت کو شرافت کب تک سمجھیگا؟

چند گوئی من بگیرم عالمے
کب تک کہیگا؟ میں تمام دنیا کو فتح کردوں گا
ایں جہاں را پُر کنم از خود ہمے
اور اُس دنیا کو اپنے سے بھردوں گا

گر جہاں پُر برف گردد سربسر
اگر پوری دنیا بالکل برف سے بھر جائے
تابِ خور بگدازدش از یک نظر
سورج کی گرمی ایک نظر میں اسکو پگھلادے

وزرِ او و وزرِ چوں او صد ہزار
اُس (وزیر) کے بوجھ اور اُس جیسے لاکھوں کے بوجھ کو
نیست گرداند خدا از یک شرار
خدا ایک چنگاری سے نیست و نابود کردے

عینِ آں تخییل را حکمت کند
بعینہٖ اُن خیالات کو دانائی بنادے
عینِ آں زہراب را شربت کند
اور اُس زہریلے پانی کو شربت بنادے

در خرابی گنجہا پنہاں کند
ویرانہ میں خزانوں کو محفوظ رکھتا ہے
خار را گل جسمہا را جاں کند
کانٹے کو پھول اور جسموں کو جان بنادیتا ہے

آں گماں انگیز را سازد یقیں
وہ گمان پیدا کرنیوالی بات کو یقین بنادیتا ہے
مہرہا رویاند از اسبابِ کیں
اور کینہ کے اسباب سے، محبتیں اگا دیتا ہے

پرورد در آتش ابراہیمؑ را
حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پال دیتا ہے
ایمنیِ رُوح سازد بیم را
اور خوف کو روح کے اطمینان کا ذریعہ بنادیتا ہے

از سبب سازیش من سودائیم
اُس کی علّت آفرینی سے میں دیوانہ ہوں
ور سبب سوزیش سوفسطائیم
اور اُس کی سبب سوزی سے میں سوفسطائی ہوں

در سبب سازیش سرگرداں شدم
اُس کی سبب سازی سے میں سرگرداں ہوں
در سبب سوزیش ہم حیراں شدم
اُس کی سبب سوزی سے بھی میں حیران ہوں

مکر کردنِ وزیر و در خلوت نشستن و شور افگندن در قوم

وزیر کا مکر کرنا اور تنہائی میں بیٹھنا اور قوم میں شورش پیدا کردینا

لہ بتر۔ بدتر۔ آں مسخ۔ صوری مسخ۔ ایں مسخ۔ معنوی مسخ۔ دُوں۔ کم رتبہ، خراب۔ اختر۔ ستارہ۔ مسجود۔ جس کو سجدہ کیا جائے۔ آدم زادہ۔ زادۂ آدم۔ خلف۔ نیک فرزند۔ ناخلف۔ بد فرزند۔ شرف۔ بزرگی، بلندی۔ تاب۔ تپش۔ خور۔ سورج۔ لہ وزر۔ بوجھ، گناہ۔ نیست۔ معدوم یعنی خدا کی بخشش سے ناامید نہ ہونا چاہئے۔ تخییل۔ خیالی بات، ذہنی علوم۔ حکمت۔ دانائی کی بات۔ زہراب۔ زہریلا پانی۔ خراب۔ ویرانہ۔ در آتش۔ حضرت ابراہیمؑ کو نمرود نے آگ میں ڈلوایا لیکن وہ آگ باغ بنگئی۔ لہ سبب سازی۔ سبب بنانا، علّت و معلول کا سلسلہ قائم کرنا یعنی ایک وجود کو کسی دوسرے وجود پر موقوف رکھنا۔ سبب سوزی۔ بلا علّت کوئی کام کرنا۔ سوفسطائی۔ حکماء کا ایک گروہ ہے جو کسی حقیقت کو موجود نہیں مانتا، ہر شے کے وجود کو وہمی اور خیالی مانتا ہے۔

چوں وزیرِ ماکرِ[1] بد اعتقاد | دینِ عیسیٰؑ را بدل کرد از فساد
جب مکار، بد اعتقاد وزیر نے | حضرت عیسیٰؑ کے دین کو فساد ڈالنے کے لئے بدل ڈالا

مکرِ دیگر آں وزیر از خود ببست | وعظ را بگذاشت در خلوت نشست
دوسرا مکر اُس وزیر نے اختیار کیا | وعظ کہنا چھوڑا، تنہائی میں بیٹھ گیا

در مُریداں درفگند از شوق سوز | بود در خلوت چہل پنجاہ روز
مُریدوں میں شوق کی سوزش ڈالدی | چالیس، پچاس روز تک تنہائی میں رہا

خلق دیوانہ شدند از شوقِ اُو | از فراقِ حال و قال و ذوقِ اُو
اُس کے شوق سے لوگ دیوانے ہو گئے | حال اور گفتگو اور اُس کے ذوق کی جدائی سے

لابہ و زاری ہمی کردند و اُو | از ریاضت گشتہ در خلوت دوتو
لوگ خوشامد اور عاجزی کرتے تھے اور وہ | مجاہدہ کی وجہ سے تنہائی میں کبڑا ہو گیا تھا

گفتہ ایشاں بے تو مارا نیست نور | بے عصاکش چوں بود احوالِ کور[2]
انہوں نے کہا تیرے بغیر ہمارے لئے روشنی نہیں ہے | لاٹھی پکڑنیوالے کے بغیر نابینا کا حال کیا ہوگا؟

از سرِ اکرام و از بہرِ خدا | بیش ازیں از خود مکن مارا جدا
از راہِ مہربانی اور خدا کے لئے | اِس سے زیادہ ہم کو اپنے سے جدا نہ کر

ما چو طفلانیم و مارا دایہ تو | بر سرِ ما گستراں آں سایہ تو
ہم بچوں کی طرح ہیں اور تو ہماری دایہ ہے | وہی سایہ تو ہمارے اوپر ڈالدے

گفت جانم از محبّاں دور نیست | لیک بیروں آمدن دستور[3] نیست
اُس نے کہا میری جان دوستوں سے دور نہیں ہے | لیکن باہر آنے کا میرے لئے حکم نہیں ہے

آں امیراں در شفاعت آمدند | واں مُریداں در ضراعت آمدند
وہ امیر سفارش کے لئے آئے | اور وہ مُرید عاجزی کرنے لگے

کایں چہ بدبختی ست مارا اے کریم | از دل و دیں ماندہ ما بے تو یتیم
کہ اے بزرگ! یہ ہماری کیسی بدبختی ہے | ہم دل اور دین سے تیرے بغیر محروم رہ گئے

تو بہانہ می کنی و ما ز درد | می زنیم از سوزِ دل دمہائے سرد
تو تو بہانہ کر رہا ہے اور ہم درد سے | دل کی جلن سے ٹھنڈی آہیں بھر رہے ہیں

ما بگفتارِ خوشت خو کردہ ایم | ما ز شیرِ حکمتِ تو خوردہ ایم
ہمیں تیری میٹھی باتوں کی عادت ہو گئی ہے | ہم نے تیری دانائی کا دودھ پیا ہے

[1] ماکر۔ مکر کرنیوالا۔ حال حالتِ مستی۔ قال۔ گفتگو ذوق۔ وجدان، روحانی احساس۔ لابہ۔ خوشامد زاری۔ عاجزی۔ دوتو۔ کُبڑا، ممنحنی، دوہرا۔ عصاکش۔ یعنی اندھے کی لاٹھی پکڑ کر چلنے والا۔
[2] کور۔ نابینا۔ دایہ۔ دودھ پلانیوالی عورت، انّا۔
[3] دستور۔ حکم، اجازت، طریقہ۔ امیراں۔ بارہ سردار۔ ضراعت۔ عاجزی، خوشامد کریم۔ بزرگ۔ یتیم۔ بے باپ کا بچہ۔ محروم۔ دمہائے سرد۔ ٹھنڈے سانس۔ خو۔ عادت۔ شیر۔ دودھ حکمت۔ دانائی۔ خوردہ نوشیدہ۔

اللہ اللہ ایں جفا با ما مکن ——— لطف کن امروز را فردا مکن

خدا کے لیے، یہ ظلم ہم پر نہ کر ——— مہربانی کر، اور آج کو کل پر نہ ٹال

می دہد دلؔ مر ترا کیں بیدلاں ——— بے تو گردند آخر از بے حاصلاں

کیا تیرا دل اس کی اجازت دیتا ہے کہ بیدل ——— تیرے بغیر محروموں میں شامل ہو جائیں؟

جملہ در خشکی چو ماہی می طپند ——— آب را بکشا ز جو بردار بند

سب ایسے تڑپ رہے ہیں جیسے مچھلی خشکی میں ——— پانی کھول دے اور نہر سے بند اٹھا دے

ایکہ چون تو در زمانہ نیست کس ——— اللہ اللہ خلق را فریاد رس

اے وہ کہ دنیا میں تجھ جیسا کوئی نہیں ہے! ——— خدا کے لئے لوگوں کی فریاد سن لے

دفع کردن وزیر مریدان و اتباع خود را

وزیر کا اپنے مریدوں اور متبعین کو دفع کرنا

گفت ہاں اے سخرگان گفتگو ——— وعظ و گفتار و زبان و گوش جو

اس نے کہا، خبردار! اے گفتگو کے پابندو! ——— وعظ اور کان، گفتار اور زبان کے تلاش کرنیوالو

پنبہ اندر گوشِ حسِ دوں کنید ——— بندِ حس از چشم خود بیروں کنید

حسی کان کے اندر روئی ٹھونس لو ——— اپنی آنکھ سے ظاہری رکاوٹ دور کرو

پنبۂ آں گوشِ سر گوشِ سر ست ——— تا نگردد ایں کر آں باطن کر ست

باطنی کان کی روئی، سر کا کان ہے ——— جب تک یہ بہرا نہ ہو باطن بہرا ہے

بے حس و بے گوش و بے فکرت شوید ——— تا خطاب ارجعی را بشنوید

بے حس اور بغیر کان کے اور بے فکر ہو جاؤ ——— تاکہ ارجعی کے خطاب کو سنو

تا بگفت و گوئے بیداری دری ——— تو ز گفت خواب کے بوئے بری

جب تک تو بیداری کی گفتگو میں ہے ——— تو خواب کی گفتگو سے کب خوشبو حاصل کر سکتا ہے؟

سیر بیرونی ست فعل و قول ما ——— سیر باطن ہست بالائے سما

ہمارا فعل اور قول بیرونی سیر ہے ——— باطنی سیر آسمانوں پر ہے

حسِ خشکی دید کز خشکی بزاد ——— موسیٔ جان پائے بر دریا نہاد

حس نے خشکی دیکھی ہے چونکہ وہ خشکی سے پیدا ہوئی ——— جان کے موسیٰ نے دریا پر قدم دھر دیا

سیر جسم خشک بر خشکی فتاد ——— سیر جاں پا در دلِ دریا نہاد

خشک جسم کی سیر خشکی پر ہوئی ہے ——— جان کی سیر نے دریا کے دل پر پیر دھرا ہے

لہ دل دادن۔ آمادہ کرنا۔ بیدل۔ عاشق۔ بے حاصل محروم۔ طپیدن۔ تپیدن، تڑپنا، جلنا۔ ہاں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ سخرگان۔ سخرہ کی جمع ہے، تابع۔ پنبہ۔ روئی۔ گوشِ حس۔ ظاہری کان۔ دوں۔ کمینہ، چشم۔ یعنی قلبی بینائی۔ گوشِ سر باطنی کان۔ گوشِ سر۔ ظاہری کان، یعنی جب تک ظاہری کان کھلے ہوئے ہیں، باطنی کان کام نہیں کرتے ہیں۔

لہ ارجعی۔ تو لوٹ آ، قرآنِ پاک میں فرمایا گیا ہے: یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً یعنی اے مطمئن جان اپنے پروردگار کی طرف خود خوش ہوتی اور اسکو خوش کرتی لوٹ جا۔ حسِ یعنی حسِ ظاہری، چونکہ مٹی سے بنا ہے لہذا اس کی سیرگاہ بھی عالمِ آب و گل ہے۔ روح۔ ملاءِ اعلیٰ کی چیز ہے، اسکی سیر بھی ملاءِ اعلیٰ میں ہوتی ہے، حضرت موسیٰ پیدائش کے بعد دریائے نیل میں بہا دیئے گئے تھے۔ دریا۔ یعنی عالمِ آخرت۔

چونکہ عمر اندر رہِ خشکی گذشت — گاہ کوہ و گاہ صحرا، گاہ دشت
چونکہ عمر خشکی کے راستہ میں کٹی ہے — کبھی پہاڑ، کبھی جنگل، اور کبھی میدان میں

آبِ حیواں را کجا خواہی تو یافت — موجِ دریا را کجا خواہی شگافت
تو آبِ حیات کو کب پا سکیگا؟ — دریا کی موج کو کب چیر سکیگا؟

موجِ خاکی فہم و وہم و فکرِ ماست — موجِ آبی محو[1] و سکر[2] ست و فناست
خاکی موج، ہماری سمجھ، ہمارا وہم اور ہماری سوچ ہے — آبی موج محویت اور سکر اور فنا ہے

تا دریں سکری ازاں سکری تو دور — تا ازیں مستی ازاں جامے نفور
جب تک تو اس سکر میں ہے اُس سکر سے دور ہے — جب تک تو اس سے مست ہے اُس جام سے نفرت کرنے والا ہے

گفتگوئے ظاہر آمد چوں غبار — مدّتے خاموش خو کن ہوشدار
ظاہری گفتگو، غبار کی مانند ہے — کچھ مدت چپ رہنے کی عادت ڈال، ہوش میں آ

مکرّر عرض کردن مُریداں کہ خلوت را بشکن
مُریدوں کا مکرّر عرض کرنا کہ خلوت کو چھوڑیئے

جملہ گفتند اے حکیمِ رخنہ جُو — ایں فریب و ایں جفا با ما مگو
سب نے کہا، اے حکیم، خلل انداز — یہ فریب اور یہ ظلم، ہمیں نہ سنا

ما اسیرانیم تا کے ایں فریب — بیدل و جانیم تا کے ایں عتیب[3]
ہم قیدی ہیں، یہ فریب کب تک؟ — ہم بے دل اور بے جان ہیں، یہ غصہ کب تک؟

چوں پذیرفتی تو مارا از ابتدا — مرحمت کن ہمچنیں تا انتہا
تونے جب ہمیں ابتداء سے قبول کرلیا ہے — اسی طرح آخر تک ہم پر رحم کر

ضعف و عجز و فقرِ ما دانستۂ — دردِ مارا ہم دوا دانستۂ
تونے ہماری کمزوری، عاجزی اور احتیاج جان لی ہے — ہمارے درد کی دوا بھی تونے جان لی ہے

چار پا را قدرِ طاقت بار نہ — بر ضعیفاں قدرِ قوّت کار نہ
چوپائے پر، طاقت کے مطابق بوجھ لاد — کمزوروں پر بقدرِ قوت کام ڈال

دانۂ ہر مرغ اندازہ ویست — طُعمۂ ہر مُرغ انجیرے کے ست
ہر پرندہ کا دانہ اُس کے اندازے کے مطابق ہے — ہر پرندہ کی خوراک انجیر کب ہے؟

طفل را گر نان دہی بر جائے شیر — طفلِ مسکیں را ازاں ناں مردہ گیر
تو اگر بچے کو دودھ کی بجائے روٹی دے — مسکین بچہ کو اُس روٹی سے مردہ سمجھ

---

[1] محو۔ مٹا دینا، تصوّف کی اصطلاح میں فنا فی الذات کو کہتے ہیں جس کے مقابل اِثبات ہے۔ سُکر: مستی، تصوّف میں وہ کیفیت مراد ہے، جس میں اَنوارِ غیبی کے غلبہ سے ظاہری اور باطنی اَحکام میں امتیاز ختم ہو جاتا ہے اس کے بالمقابل کیفیت صحو ہے۔

[2] سُکر۔ یعنی اَنوارِ غیبی کے غلبہ کی کیفیت۔ جام۔ یعنی جامِ معرفت۔ نفور: متنفر۔ غبار۔ یعنی حجابِ قلب، حدیث شریف میں ہے، کثرتِ کلام دل میں قساوت پیدا کرتا ہے۔ رخنہ جو۔ چونکہ ہماری تباہی کو پسند کر رہا ہے۔ اَسیر۔ محبت کا قیدی۔

[3] عتیب۔ عتاب کا ازالہ ہے۔ غصہ، ناراضی۔ چونکہ وضعداری یہی ہے کہ جب ہمیں خادم بنایا ہے تو خادم بنائے رکھ۔ دانستۂ۔ یعنی تجھے معلوم ہے کہ ہماری دوا کیا ہے۔ چار پا۔ یعنی ہمارے ساتھ اب وہ برتاؤ نہ کر جو ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ دانہ۔ ہر پرندہ کا دانہ اُسکی حیثیت کے مُطابق ہے۔

چونکہ دندانہا بر آرد بعد ازاں
جب وہ دانت نکال لے گا
خود بخود گردد دلش جویائے ناں
تو اس کا دل خود بخود روٹی تلاش کریگا

مرغ پرّ نارستہ چوں پرّاں شود
جس پرندے کے پر نہ نکلے ہوں جب وہ اڑے گا
لقمۂ ہر گربۂ درّاں شود
ہر درندہ بلی کا لقمہ بنجائے گا

چوں بر آرد پر بپرّد او بخود
جب پر نکال لیگا وہ خود بخود اڑ لیگا
بے تکلّف بے صفیر نیک و بد
اچھی، بری سیٹی کے بغیر، بلا تکلف

دیو را نطق تو خامش می کند
تیری گفتگو، شیطان کو چپ کردیتی ہے
گوش ما را گفت تو ہش می کند
تیری گفتگو ہمارے کان کو ہوشمند کردیتی ہے

گوش ما ہوش ست چوں گویا توئی
جب تو گویا ہوتا ہے ہمارے کان (سر تاپا) ہوش ہوتے ہیں
خشک ما بحر ست چوں دریا توئی
چونکہ تو دریا ہے، ہمارا خشک بھی سمندر ہے

با تو ما را خاک بہتر از فلک
تیرے ساتھ، ہمارے لئے زمین آسمان سے بہتر ہے
اے سماکؒ از تو منوّر تا سمکؒ
اے وہ ذات کہ تجھ جیسے سماک سے سمک تک روشن ہے

بے تو ما را بر فلک تاریکی ست
تیرے بغیر ہمارے لئے آسمان پر اندھیرا ہے
با تو اے مہ ایں زمیں تاریکی ست
اے چاند! تیرے ہوتے ہوئے، یہ زمین کب اندھیری ہے؟

با مہ روئے تو شب تاری کے ست
تیرے چہرہ کے چاند کے ہوتے ہوئے رات کب تاریک ہے؟
روز را بے نور تو تاریکی ست
دن، تیرے نور کے بغیر تاریک ہے

با تو بر خاک از فلک بُردیم دست
تیرے ذریعہ زمین پر رہتے ہوئے ہم آسمان پر سبقت لیجا چکے
بر سما ما بے تو چوں خاکیم پست
تیرے بغیر ہم آسمان پر بھی، زمین کی طرح پست ہیں

صورت رفعت بود افلاک را
آسمانوں کو ظاہری بلندی حاصل ہے
معنئ رفعت روان پاک را
پاک، روح کو معنوی بلندی حاصل ہے

صورت رفعت برائے جسمہاست
جسموں کی، ظاہری بلندی ہے
جسمہا در پیش معنی اسمہاست
جسم، معنی کے سامنے (محض) نام ہیں

اللہ اللہ یک نظر بر ما فگن
اللہ ہم پر ایک نظر ڈالدے
لا تقنطنا فقد طال الحزن
ہمیں مایوس نہ کر، غم دراز ہوگیا ہے

سے مرغ - تو ہمارے لئے بمنزلہ پروں کے ہے، تیرے بغیر ہماری ہلاکت ہے۔ دیو - شیطان۔ نطق - گویائی۔ ہش - ہوش کا مخفف ہے یعنی ہمارا شیطان سے بچاؤ اور ہمارا ہوش تیری صحبت اور گفتگو پر موقوف ہے۔ سے سماک - ستارہ کا نام ہے۔ سمک - مچھلی - تاریکی اندھیرا۔ تاری - اندھیرا۔ بُردیم دست - دست بُردن - غالب آنا، سبقت لیجانا۔ سما - آسمان۔ صورت رفعت ظاہری بلندی۔ معنی رفعت حقیقی بلندی۔

جواب گفتن وزیر کہ خلوت را نمی شکنم

وزیر کا جواب دینا کہ میں تنہائی نہ چھوڑوں گا

گفت حجتہائے خود کوتہ کنید — پند۱ را در جان و در دل رہ کنید

اس نے کہا اپنی حجتوں کو مختصر کرو — جان اور دل میں نصیحت کو راستہ دو

گر امینم متہم نبود امیں — گر بگویم آسماں را من زمیں

اگر میں امانت دار ہوں تو امین متہم نہیں ہوتا ہے — خواہ میں آسمان کو زمین کہوں

گر کمالم با کمال انکار چیست — ور نیم ایں زحمت و آزار چیست

اگر میں کامل ہوں، تو کمال کے ہوتے ہوئے انکار کیا ہے — اور اگر نہیں ہوں تو یہ زحمت اور تکلیف کیوں ہے؟

من نخواہم شد ازیں خلوت بروں — زانکہ مشغولم باحوالِ دروں

میں خلوت سے باہر نہ نکلوں گا — اس لئے کہ میں باطنی احوال میں مشغول ہوں

لابہ کردنِ مریداں در خلوت وزیر بار دگر

وزیر کی خلوت کے متعلق مریدوں کا دوبارہ خوشامد کرنا

جملہ گفتند اے وزیر انکار نیست — گفتِ ما چوں گفتۂ اغیار نیست

سب نے کہا اے وزیر! انکار نہیں ہے — ہماری بات غیروں کی سی بات نہیں ہے

اشکِ دیدہ است از فراقِ تو دواں — آہ آہ است از میانِ جاں رواں

تیری جدائی سے آنکھوں کے آنسو بہ رہے ہیں — جان سے آہ آہ نکل رہی ہے

طفل۲ با دایہ نہ استیزد و لیک — گرید او گرچہ نہ بد داند نہ نیک

بچہ دایہ سے نہیں لڑتا لیکن — وہ روتا ہے اگرچہ اچھا برا نہیں جانتا ہے

ما چو چنگیم و تو زخمہ میزنی — زاری از ما نے تو زاری میکنی

ہم سارنگی کی طرح ہیں اور تو مضراب مارتا ہے — رونا ہمارا نہیں ہے تو روتا ہے

ما چو نائیم و نوا در ما ز تست — ما چو کوہیم و صدا در ما ز تست

ہم بانسری کی طرح ہیں اور ہم میں آواز تجھ سے ہے — ہم پہاڑ کی طرح ہیں اور ہم میں گونج تجھ سے ہے

ما چو شطرنجیم۳ اندر بُرد و مات — بُرد و مات ما ز تست اے خوش صفات

ہار جیت میں ہم شطرنج کی طرح ہیں — اے خوش صفات! ہماری ہار جیت تیری طرف سے ہے

ما کہ باشیم اے تو ما را جانِ جاں — تا کہ ما باشیم با تو درمیاں

اے وہ کہ تو ہماری جان کی جان ہے ہم کیا ہوتے ہیں؟ — تیرے ہوتے ہوئے، درمیان میں ہم کون ہوتے ہیں؟

ما عدمہائیم و ہستی ہائے ما — تو وجودِ مطلقِ فانی نما

ہم اور ہماری ہستیاں معدوم ہیں — تو فانی نما، وجودِ مطلق ہے

۱ پند را۔ یعنی نصیحت کو دل و جان سے قبول کر لو۔ متہم۔ تہمت زدہ۔ گفت گو گفتہ۔ کہا ہوا۔ اغیار غیر کی جمع یعنی ہماری یہ باتیں اپنوں کی باتیں ہیں جو آپ کے کمال کے انکار کی وجہ سے نہیں ہیں۔ اشک۔ اگر کمال کا انکار ہوتا تو ہماری یہ حالت کیوں ہوتی۔

۲ طفل۔ یعنی بچہ اپنی اندرونی تکلیف سے روتا ہے ماں کو ستانا مقصود نہیں ہوتا اس لئے ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس سے مقصد آپ کو ستانا نہیں ہے۔ ماچو چنگیم۔ یہاں سے مولانا کا اپنا بیان شروع ہو گیا ہے، اس کا تعلق وزیر کے مریدوں سے نہیں ہے۔ نائے۔ بانسری۔ نوا۔ آواز۔ صدا۔ گونج، آوازِ بازگشت۔

۳ شطرنج۔ مشہور کھیل ہے۔ بُرد و مات۔ ہار جیت۔ ماکہ باشیم۔ تیرے وجود کے بالمقابل ہمارا وجود معدوم ہے۔ فانی نما۔ یعنی ممکن کا وجود حقیقت میں کچھ نہیں، صرف نظر آتا ہے لہٰذا وہ ہستی نما عدم ہے اور واجب کا وجود حقیقی ہے جو نظر نہیں آتا لہٰذا وہ وجودِ مطلق فانی نما ہے۔

ما ہمہ شیراں ولے شیرِ عَلَم
ہم سب شیر ہیں لیکن جھنڈے کے شیر

حملہ شاں از باد باشد دمبدم
جس کا مسلسل حملہ ہوا کی وجہ سے ہوتا ہے

حملہ شاں پیدا و ناپیدا ست باد
اُن کا حملہ نظروں میں ظاہر ہے اور ہوا نظر سے غائب ہے

آنکہ ناپیدا ست ہرگز گُم مباد
وہ ذات جو کہ نظروں سے غائب ہے کبھی (دل سے) گم نہ ہو

بادِ ما و بودِ ما از دادِ تُست
ہماری ہوا اور ہمارا وجود تیری عطا ہے

ہستیِ ما جملہ از ایجادِ تُست
ہم سب کی ہستی تیری ایجاد سے ہے

لذّتِ ہستی نمودی نیست را
تو نے معدوم کو وجود کی لذّت چکھائی

عاشقِ خود کردہ بودی نیست را
تو نے معدوم کو اپنا عاشق بنا رکھا تھا

لذّتِ انعامِ خود را وامگیر
اپنے انعام کی لذّت کو واپس نہ لے

نُقل و خمر و جامِ خود را وامگیر
شراب کے نقل اور اپنے جام کو واپس نہ لے

ور بگیری کیست جُست و جُو کُند
اور اگر تو لے لے کون ہے جو جستجو کر سکے؟

نقش با نقّاش چوں نیرو کُند
نقش، نقّاش کے ساتھ کیا زور آزمائی کرے؟

منگر اندر ما مکُن در ما نظر
ہمیں نہ دیکھ، ہم پر نظر نہ کر

اندر اکرام و سخائے خود نگر
اپنے اکرام اور سخاوت کو دیکھ

ما نبودیم و تقاضا ماں نبود
نہ ہم تھے نہ ہمارا تقاضا تھا

لُطفِ تو ناگفتۂ ما می شنُود
تیری مہربانی ہماری اَن کہی سنتی تھی

نقش باشد پیشِ نقّاش و قلم
نقش، نقّاش اور قلم کے سامنے ہوتا ہے

عاجز و بستہ چو کودک در شکم
عاجز اور مجبور جس طرح بچہ، پیٹ میں

پیشِ قدرت خلق جملہ بارگہ
قدرت کے سامنے، عالم کی تمام مخلوقات

عاجزاں چوں پیشِ سوزن کارگہ
عاجز ہیں، جس طرح سوئی کے سامنے کڑھائی کا کپڑا

گاہ نقشِ دیو و گہ آدم کُند
کبھی شیطان کا، کبھی آدم کا نقش بناتا ہے

گاہ نقشِ شادی و گہ غم کُند
کبھی خوشی کا اور کبھی غم کا نقش کھینچتا ہے

دست نے تا دست جنباند بدفع
کوئی ہاتھ نہیں، جو روکنے کو ہاتھ ہلائے

نُطق نے تا دم زند از ضرّ و نفع
گویائی نہیں، جو نفع اور نقصان پر دم مارے

تو ز قرآں باز خواں تفسیر بیت
تو قرآن سے (راس)، شعر کی تفسیر پڑھ لے

گفت ایزد ما رمیتَ اذ رمیتَ
اللہ نے فرمایا تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا

لہ حملہ شاں - جھنڈا ہوا سے ہلتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیر حملہ آور ہے - لذّتِ ہستی - ہم معدوم تھے تو نے وجود کا مزا چکھایا ازل میں ہم سے عہدِ الست لے کر ہم کو شیدا بنا دیا - وا - باز، واپس - نُقل - وہ میوہ یا نمکین وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جاتا ہے - نقش - ممکنات؛ واجب کا نقش و نگار ہیں - ٢ ما نبودیم - ہمارا وجود بھی نعمت ہے جو بلا مانگے ملی اور ہمیں اشرف المخلوقات بنایا - عاجز و بستہ - اگر خدا اپنی نعمتیں ہم سے چھین لے تو ہم کیا کر سکتے ہیں - بارگہ - عالم، دنیا - سوزن - سوئی - ٣ کارگہ - وہ کپڑا جس پر نقاش بیل بوٹے کاڑھتا ہے - دست - ہاتھ، طاقت - دفع - روکنا، دھکیلنا - نُطق - قوّتِ گویائی - ضرّ - نقصان - بیت - یعنی ان اشعار کی تفسیر ما رمیت - غزوہ بدر میں آنحضورؐ نے ایک مٹھی کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں جس سے وہ بدحواس ہو کر شکست کھا گئے۔

گر بپرّانیم تیر آں کے زماست — ماکمانؔ و تیر اندازش خداست

اگر ہم تیر چلائیں تو وہ ہماری وجہ سے کب ہے؟ ہم تو کمان ہیں اور تیر چلانے والا خدا ہے

ایں نہ جبر ایں معنیٔ جبّاری ست — ذکرِ جبّاری برائے زاری ست

یہ جبر نہیں ہے، یہ جبّاری کے معنی ہیں — جبّاری کا ذکر انسان کا عجز ظاہر کرنے کیلئے ہے

زاریٔ ما شد دلیلِ اضطرار — خجلتِ ما شد دلیلِ اختیار

ہمارا عجز، اضطرار کی دلیل ہے — ہماری شرمندگی، اختیار کی دلیل ہے

گر نبودے اختیار ایں شرم چیست؟ — ویں دریغ و خجلت و آزرم چیست؟

اگر اختیار نہ ہوتا تو یہ شرم کیا ہے؟ اور یہ افسوس اور شرمندگی اور صلح جوئی کیا ہے؟

زجرِ اُستاداں بشاگرداں چراست؟ — خاطر از تدبیرہا گرداں چراست؟

اُستادوں کی جھڑکی، شاگردوں کو کیوں ہے؟ تدبیروں میں طبیعتیں سرگرداں کیوں ہیں؟

ور تو گوئی غافل ست از جبر اُو — ماہِ حق پنہاں کند در ابر او

اگر تو کہے، وہ جبر سے غافل ہے — اللہ کا چاند اُس کو اپنے اَبر میں چھپا دیتا ہے؟

ہست ایں را خوش جوابِ ار بشنوی — بگذری از کفر و بر دیں بگروی

اگر تو سُنے تو اس کا (بھی) اچھا جواب ہے — تو کفر سے بچ جائیگا اور دین پر مائل ہو جائیگا

حسرت و زاری کہ در بیماری ست — وقتِ بیماری ہمہ بیداری ست

حسرت اور عاجزی جو بیماری میں ہے — بیماری کا وقت پوری بیداری ہے

آں زماں کہ میشوی بیمار تو — میکنی از جرم استغفار تو

جس وقت تو بیمار ہوتا ہے — تو گناہ سے توبہ کرتا ہے

می نماید بر تو زشتیٔ گنہ — میکنی نیت کہ باز آیم بِرہ

تیرے اوپر گناہ کی برائی کھل جاتی ہے — تو ارادہ کرتا ہے کہ راہِ راست پر لوٹ آؤں گا

عہد و پیماں میکنی کہ بعد ازیں — جز کہ طاعت نبودم کارِ گزیں

تو عہد اور پیماں کرتا ہے کہ اس کے بعد — عبادت کے علاوہ کوئی کام نہ کروں گا

پس یقیں گشت آنکہ بیماری ترا — می بہ بخشد ہوش و بیداری ترا

لہٰذا یقین ہو گیا کہ تیری بیماری — تجھے ہوش اور بیداری بخشتی ہے

پس بداں ایں اصل را اے اصل جو — ہر کرا درد است اُو بردست بو

اے راز کے طالب! اس حقیقت کو سمجھ لے — جس میں درد ہے اُس کو پتہ مل گیا ہے

ملہ ماکمان۔ ہم محض ایک آلہ ہیں اصل فاعل خدا کی ذات ہے۔ جبر۔ زبردستی، فرقۂ جبریہ کا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے افعال میں مجبورِ محض ہے، اُسے بالکل اختیار نہیں ہے، اہلِ سنّت کے نزدیک انسان کو اختیار ہے لیکن یہ اختیار خدا کے اختیار کے تابع ہے۔ جبّاری۔ زبردستی دباؤ۔ زاری۔ ضعف، ناتوانی۔ برآئے۔ یعنی اللہ کی جبّاری سے انسان کا مجبورِ محض ہونا لازم نہیں آتا۔

ملہ اِضطرار۔ مجبوری۔ خجلت۔ شرمندگی۔ یعنی انسان میں جبر اور اختیار ملا جلا ہے، لہٰذا وہ مضطر بھی ہے اور مُختار بھی۔ دریغ۔ افسوس۔ آزرم۔ صلح جوئی۔ شرم چیست اگر انسان مجبورِ محض ہوتا تو اپنے گناہوں پر کیوں شرماتا۔ زجر۔ جھڑکی۔ خاطر۔ طبیعت، دل۔ گرداں۔ پریشان۔ چراست۔ یعنی اگر شاگرد مجبورِ محض ہوتا تو اُستاد اس کو کیوں جھڑکتا۔ گرداں۔ مدبّروں کا تدبیریں کرنا بھی جبر کے منافی ہے۔

ملہ یعنی اگر یہ اعتراض ہو کہ مدبّروں کی سرگردانی اور اُستاد کا جھڑکنا اس بنیاد پر ہے کہ انکو جبر کا احساس نہیں۔ ملہ خوش جواب۔ اسکا جواب

ہر کہ او بیدار تر پُر درد تر
جو زیادہ ہوشمند ہے وہی زیادہ پُر درد ہے
ہر کہ او آگاہ تر رُخ زرد[۱] تر
جو زیادہ باخبر ہے اُس کا چہرہ زیادہ زرد ہے

گر ز جبرش آگہی زاریت کو
اگر تو اُسکے جبر کا معتقد ہے تو تیری عاجزی کہاں ہے؟
جنبش زنجیر جبّاریت کو
تیری مجبوری کی زنجیر کی جھنکار کہاں ہے؟

بستہ در زنجیر رادی چوں کند
زنجیر سے جکڑا ہوا، سخاوت کیسے کر سکتا ہے؟
چوب اشکستہ عمادی چوں کند
ٹوٹی ہوئی لکڑی ستون کب بن سکتی ہے؟

کے اسیرِ حبس[۲] آزادی کند
قید خانہ کا قیدی، آزادی کب منا سکتا ہے؟
کے گرفتارِ بلا شادی کند
مصیبت میں گرفتار، خوشی کب منا سکتا ہے؟

ور تو می بینی کہ پایت بستہ اند
اگر تو دیکھتا ہے کہ تیرے پیر باندھ دئے ہیں
بر تو سرہنگانِ شہ بنشستہ اند
تجھ پر بادشاہ کے سپاہی مسلط ہیں

پس تو سرہنگی مکن با عاجزاں
لہٰذا تو کمزوروں پر سپاہی نہ بن
زانکہ نبود طبع و خوی عاجزاں
اسلئے کہ ... کی طبیعت اور عادت نہیں ہوتی ہے

چوں تو جبر او نمی بینی مگو
جب تو اُسکا جبر نہیں دیکھتا ہے، تو قائل نہ ہو
ور ہمی بینی نشانِ دید کو
اور اگر تو دیکھتا ہے، تو دیکھنے کی دلیل کہاں ہے؟

اندراں کاری کہ میل ستت بداں
جس کام میں تیرا میلان ہوتا ہے اُس میں
قدرت خود را ہمی بینی عیاں
تو اپنی قدرت کو کھلا دیکھتا ہے

اندراں کاری کہ میلت نیست و خواست
جس کام میں تیری خواہش اور میلان نہیں ہے
اندراں جبری شوی کیں از خداست
اُس میں تو جبری بنتا ہے کہ یہ خدا کی جانب سے ہے

انبیا[۳] در کارِ دنیا جبری اند
انبیاء دنیا کے کام میں جبری ہیں
کافراں در کارِ عقبیٰ جبری اند
کافر، آخرت کے کام میں جبری ہیں

انبیارا کارِ عقبیٰ اختیار
انبیاء کے لئے آخرت کے کام اختیاری ہیں
کافراں را کارِ دنیا اختیار
کافروں کے لئے دنیا کے کام اختیاری ہیں

زانکہ ہر مرغے بسوئے جنسِ خویش
کیونکہ ہر پرندہ اپنی جنس کی طرف
میرود او در پس و جاں پیش پیش
پیچھے پیچھے جاتا ہے اور جان آگے آگے

کافراں چوں جنسِ سجّین آمدند
کافر، چونکہ سجّین کی جنس کے ہیں
سجنِ دنیا را خوش آئین آمدند
دنیا کے قید خانہ کے قوانین خوب سمجھتے ہیں

۱ رُخ زرد۔ چہرے کی زردی خوف کی علامت ہے۔ گر۔ اگر اللہ کی طرف سے جبر ہو تو انسان کو ہر کام سے عاجز ہونا چاہئے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے اور کہیں تو جبر کی آواز ہونی چاہئے۔ رادی۔ سخاوت، راد۔ سخی۔ اسیر۔ قیدی۔

۲ حبس۔ قید خانہ۔ سرہنگ۔ سپاہی۔ سرہنگی سپاہیانہ جبر و تشدد۔ زانکہ۔ مجبور دوسروں پر جبر نہیں کر سکتا اور انسان دوسروں پر جبر و ظلم کرتا ہے۔ خواست۔ خواہش جبری۔ مجبور۔ کیں۔ کہ ایں از خداست۔ یہ انسان کی عادت ہے کہ حسب منشا کاموں میں اپنا اختیار سمجھتا ہے اور جو کام نہ کرنا چاہئے اُس میں اپنے آپ کو مجبور ظاہر کرتا ہے۔

۳ انبیاء۔ دنیاوی کاموں میں ترکِ اسباب کرتے ہیں اور کافر آخرت کے کاموں میں۔ اختیار۔ انبیاء آخرت کے کاموں کو اختیاری سمجھتے ہیں اور کافر دنیا کے کاموں کو۔ ہر مرغ۔ پرند اسقدر خوشی سے جاتا ہے کہ خود تو پیچھے ہو جاتا ہے اور اُس کی جان اُس سے بھی آگے ہوتی ہے۔ سجّین۔ وہ جگہ جہاں کفّار کے نام محفوظ ہیں، جہنم کی ایک وادی کا بھی نام ہے۔

انبیاء چوں جنسِ علّیین بُدند
سوئے علّیین بجان و دل شدند
انبیاء، چونکہ علّیین کی جنس کے تھے
اس لئے وہ دل و جان سے علّیین کی طرف متوجہ ہوئے

ایں خدا بنما تو جاں را آں مقام
کاندرو بے حرف میروید کلام
اے خدا! تو جان کو وہ مقام دکھا دے!
جہاں بلا حرفوں کے کلام بنتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد لیک ما
باز گوئیم آں تمامی قصہ را
اس بات کی تو کوئی انتہا نہیں ہے لیکن ہم
پھر اس باقی قصہ کو سناتے ہیں

نومید کردن وزیر مریداں را در نقضِ خلوت

وزیر کا مریدوں کو تنہائی چھوڑنے سے نا امید کرنا

آں وزیر از اندروں آواز داد
کاے مریداں از من ایں معلوم باد
اُس وزیر نے اندر سے آواز دی
اے مریدو! میری جانب سے یہ معلوم رہے

کہ مرا عیسیٰؑ چنیں پیغام کرد
کز ہمہ یاران و خویشاں باش فرد
کہ مجھے حضرت عیسیٰؑ نے ایسا پیغام دیا ہے
کہ تمام دوستوں اور اپنوں سے اکیلے رہو

روئے در دیوار کن تنہا نشیں
وز وجود خویش ہم خلوت گزیں
گوشہ نشین بن، اکیلا بیٹھ
اپنے وجود سے بھی تنہائی اختیار کر

بعد ازیں دستوری گفتار نیست
بعد ازیں با گفتگویم کار نیست
اِس کے بعد بات چیت کا حکم نہیں ہے
اِس کے بعد بات چیت سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے

اَلوداع اے دوستاں من مُردہ ام
رخت بر چارم فلک بر بُردہ ام
اے دوستو! رخصت، میں مُردہ ہوں
سامان چوتھے آسمان پر لے جا چکا ہوں

تا بزیرِ چرخِ ناری[2] چوں حطب
می نسوزم در عنا و در عطب
تاکہ میں آگ کے کرہ کے نیچے، ایندھن کی طرح
مشقت اور محنت میں نہ جلوں

پہلوئے عیسیٰ نشینم بعد ازیں
بر فرازِ آسمانِ چارمیں
اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ کے پہلو میں بیٹھوں گا
چوتھے آسمان کی بلندی پر

ولی عہد ساختن وزیر ہر یک امیر را جدا جدا

ولی عہد بنانا وزیر کا ہر سردار کو علیحدہ علیحدہ

وانگہانے آں امیراں را بخواند
یک بیک تنہا بہر یک حرف راند
تب اُن امیروں کو بلایا
اور ایک ایک کر کے تنہائی میں ہر ایک سے بات کی

---

[1] علّیین۔ نیکیوں کا رجسٹر، جنت کا ایک مقام۔ جان کو یعنی روح کو وہ مقام عنایت فرما دے جہاں بلا قال و قیل مُکاشفہ سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ چارم چہارم، حضرت عیسیٰؑ چوتھے آسمان پر زندہ و سلامت ہیں۔
[2] چرخِ ناری۔ آگ کا کرہ جو ہوا کے کرہ سے اوپر ہے۔ حطب۔ ایندھن عنا۔ مشقت۔ عطب ہلاکت۔ عیسیٰ حضرت عیسیٰ چرخِ چہارم پر ہیں فراز۔ وسعت۔ حرف راندن بات کرنا۔

گفت ہر یک را بدین عیسوی — نائبِ حق[1] و خلیفہ من توئی
ہر ایک سے کہا کہ عیسوی دین میں — اللہ کا نائب اور میرا خلیفہ تو ہی ہے

واں امیرانِ دگر اتباعِ تو — کرد عیسیٰ جملہ را اشیاعِ تو
اور دوسرے امیر، تیرے تابع ہیں — حضرتِ عیسیٰؑ نے سب کو تیرا پیرو بنا دیا ہے

ہر امیرے کو کشد گردن بگیر — یا بکش یا خود ہمیدارش اسیر
جو امیر سرکشی کرے اُس کو گرفتار کر لے — یا مار ڈال یا اُس کو اپنا قیدی بنا لے

لیک تا من زندہ ام ایں را مگو — تا نمیرم ایں ریاست را مجو
لیکن جب تک میں زندہ ہوں یہ بات نہ کہنا — جب تک میں مر نہ جاؤں اس سرداری کی کوشش نہ کرنا

تا نمیرم من تو ایں پیدا مکن — دعویٔ شاہی و استیلا مکن
جب تک میں نہ مروں یہ ظاہر نہ کرنا — بادشاہی اور غلبہ کا دعویٰ نہ کرنا

اینک ایں طومار و احکامِ مسیح — یک بیک برخواں تو بر امت فصیح
اب یہ دفتر اور حضرتِ مسیحؑ کے احکام — ایک ایک کر کے صاف طور پر قوم کے سامنے پڑھ دے

ہر امیرے را چنیں گفت او جدا — نیست نائب جز تو در دینِ خدا
ہر امیر سے علیحدہ علیحدہ ایسا ہی کہا — کہ خدا کے دین میں تیرے سوا کوئی نائب نہیں ہے

ہر یکے را کرد او یک یک عزیز[2] — ہر چہ او را گفت ایں را گفت نیز
ہر ایک کو اُس نے ایک ایک کر کے معزز بنایا — جو اُس سے کہا اِس سے بھی کہا

ہر یکے را او یکے طومار داد — ہر یکے ضدِ دگر بُد المُراد
ہر ایک کو اُس نے ایک دفتر دیدیا — اور ہر ایک کا مقصد دوسرے کے خلاف تھا

متنِ آں طومار ہا بُد مختلف — ہمچو شکلِ حرفہا با تا الف
اُن دفتروں کی عبارتیں باہم مختلف تھیں — جیسا کہ الف، با، تا کے حروف

حکمِ ایں طومار ضدِ حکمِ آں — پیش ازیں کردیم ایں ضد را بیاں
اِس دفتر کا حکم اُس دفتر کے خلاف تھا — اور اس اختلاف کو ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں

ضدِ ہم دیگر ز پایاں تا بسر — شرح دادستیم ایں را اے پسر
سر سے پیر تک ایک دوسرے کی ضد — اے صاحبزادے! ہم اس کی تفصیل بتا چکے ہیں

کشتنِ وزیر خود را در خلوت از مُریداں

مُریدوں سے تنہائی میں وزیر کا اپنے آپ کو مار ڈالنا

[1] نائب - قائم مقام۔ خلیفہ - جانشین - اتباع تابع کی جمع، پیرو - اشیاع شیعہ کی جمع، طرفدار - کشد گردن - سرکشی کرے۔ اسیر - قیدی - ریاست - حکومت - پیدا - ظاہر - استیلا - غلبہ۔
[2] عزیز - معزز، باعزت - الف - حروفِ تہجی میں سے ہر ایک کی شکل جدا ہے۔ اے پسر - گزشتہ مضامین میں اس کی تشریح کر دی گئی ہے۔

بعد ازاں چل روز دیگر در ببست
اس کے بعد پھر چالیس روز دروازہ بند رکھا
خویش را کشت از وجودِ خود برست
اور اپنے آپ کو قتل کر کے اپنے وجود سے چھٹکارا پایا

چونکہ خلق از مرگِ اُو آگاہ شد
جب لوگ اُس کی موت سے آگاہ ہوئے
بر سرِ گورش قیامت گاہ شد[1]
تو اُس کی قبر پر قیامت کا میدان بن گیا

خلق چنداں جمع شد بر گورِ اُو
اُس کی قبر پر بے شمار لوگ جمع ہو گئے
مُو کناں جامہ دراں در شورِ اُو
بال نوچتے ہوئے، کپڑے پھاڑتے ہوئے اُس کے غم میں

ق

کاں عدد را ہم خدا داند شمرد
اُن کی تعداد کو خدا ہی گننا جانتا ہے
از عرب وز ترک و ز رومی و کُرد
عرب اور ترک اور رومی اور کُرد سب ہی اُنہیں شامل تھے

خاکِ اُو کردند بر سرہائے خویش
اُس کی مٹی اپنے سروں پر ڈالی
دردِ اُو دیدند درمانِ خویش
اور اپنا علاج اُس کے درد کو سمجھا

آں خلائق بر سرِ گورش مہے
اُن لوگوں نے ایک مہینہ تک اُسکی قبر پر
کردہ خوں را از دو چشمِ خود رہے[2]
اپنی دونوں آنکھوں سے خون بہایا

جملہ از دردِ فراقش در فغاں
اُس کی جدائی کے درد سے سب آہ و زاری میں تھے
ہم شہاں و ہم کِہاں و ہم مِہاں
بادشاہ بھی، چھوٹے بھی اور بڑے بھی

طلب کردنِ اُمّتِ عیسیٰؑ کہ ولیعہد از شما کدام ست

حضرتِ عیسیٰؑ کی اُمّت کا معلوم کرنا کہ تم میں سے ولی عہد کون ہے؟

بعدِ ماہے خلق گفتند اے مِہاں
ایک مہینہ کے بعد لوگوں نے کہا اے بزرگو!
از امیراں کیست بر جایش نشاں
سرداروں میں سے اُس کا قائم مقام کون ہے

تا بجائے اُو شناسیمش امام
تاکہ اُس کی جگہ ہم اُسکو امام سمجھیں
تا کہ کارِ ما از و گردد تمام
تاکہ ہمارا کام اُس کے ذریعہ مکمل ہو

سر ہمہ بر اختیارِ اُو نہیم
ہم سب اُس کے حکم کی اطاعت کریں
دست بر داماں و دستِ اُو زنیم[3]
اور اُس کے دامن اور ہاتھ کو پکڑ لیں

چونکہ شد خورشید و مارا کرد داغ
جبکہ سورج غروب ہو گیا اور ہمیں داغ دے گیا
چارہ نبود بر مقامش از چراغ
تو اُس کی جگہ چراغ ضروری ہو گیا ہے

چونکہ شد از پیشِ دیدہ روئے یار
جب دوست کا چہرہ آنکھوں سے غائب ہو گیا
نائبے باید از و ماں یادگار
تو ہمیں اُس کا قائم مقام اُسکی یادگار چاہیئے

[1] قیامت گاہ - میدانِ حشر - مُو - بال - کناں - کندن، کھودنا، اکھاڑنا دراں - دریدن، پھاڑنا کُرد - کاف کے ضمہ کے ساتھ، ایک قوم ہے - درد - تکلیف - درماں علاج - مہے - ایک مہینہ

[2] راہ کردن - جاری کرنا کِہاں - کِہ کی جمع، کم رتبہ، چھوٹا - مِہاں - مِہ کی جمع، بزرگ، بڑا - ولی عہد - کسی حاکم کے بعد حاکم ہونے والا -

[3] دست بر داماں زدن - سہارا پکڑنا - دست بر دست زدن - بیعت کرنا - خورشید یعنی وزیر - چارہ - علاج، تدبیر - چراغ - سورج کے ڈوبنے پر چراغ جلانا پڑتا ہے ماں - مارا -

چونکہ گُل بگذشت و گلشن شد خراب — بوئے گُل را از کہ جوئیم از گلاب

جب فصلِ گُل ختم ہو گئی اور چمن تباہ ہو گیا — تو پھول کی خوشبو کس سے طلب کریں، گلاب سے

حق تعالیٰ چوں نیاید در عیاں — نائب حقند ایں پیغمبراں

چونکہ خدا مشاہدہ میں نہیں آتا ہے — یہ پیغمبر اللہ کے قائم مقام ہیں

نے[1] غلط گفتم کہ نائب یا منوب — گر دو پنداری قبیح آید نہ خوب

نہیں میں نے نائب غلط کہا بلکہ وہ اصل ہیں — اور اگر اُن کو دو سمجھے گا تو بُرا ہوگا، اچھا ہوگا

نے دو باشد تا توئی صورت پرست — پیشِ اُو یک گشت کز صورت برست

نہیں، وہ دو ہیں جب تک تو ظاہر پرست ہے — جو ظاہر بینی سے گذرا اُس کے لئے ایک ہیں

چوں بصورت بنگری چشمت دو است — تو بنورش در نگر کاں یک تو است

جب تو بظاہر دیکھے گا تو تیری دو آنکھیں ہیں — تو اُن کے اُس نور کو دیکھ کہ وہ ایک ہی ہے

لاجرم چوں بر یکے افتد بصر — آں یکے بینی دو ناید در نظر

لا محالہ جب ایک چیز پر نظر پڑتی ہے — تو اُسکو تو ایک ہی دیکھے گا، دو نظر نہ آئیں گی

نورِ ہر دو چشم نتواں فرق کرد — چونکہ بر نورش نظر انداخت مرد

دونوں آنکھوں کی روشنی میں فرق نہیں کیا جا سکتا — جب انسان اُن کے نور پر نظر ڈالے

دربیانِ آنکہ جملہ پیغمبراں حق اند کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ

اس کا بیان کہ تمام پیغمبر برحق ہیں اِس لئے کہ "ہم اُس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے" فرمایا گیا ہے

دہ[2] چراغ ار حاضر آری در مکاں — ہر یکے باشد بصورت غیرِ آں

اگر تو دس چراغ ایک جگہ لے آئے — تو ہر ایک چراغ صورت میں دوسرے سے جدا ہوگا

فرق نتواں کرد نورِ ہر یکے — چوں بنورش رُوئے آری بیشکے

ہر ایک کے نور میں فرق نہیں کیا جا سکے گا — بیشک، جب تو اُس کے نور کی طرف رُخ کرے گا

اُطلُب المعنیٰ من الفرقان و قُل[3] — لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اٰحادِ الرُّسُل

اِس کا مطلب قرآن میں تلاش کر اور کہہ — کہ ہم رسولوں کی شخصیتوں میں فرق نہیں کرتے ہیں

گر تو صد سیب و صد آبی بشمری — صد نماید یک شود چوں بفشری

اگر تو سَو سیب اور سَو بہی گنے — تو سَو نظر آئیں گے لیکن جب انکو نچوڑے گا تو ایک ہو جائیں گے

در معانی قسمت و اعداد نیست — در معانی تجزیہ و افراد نیست

معانی میں تقسیم اور عدد نہیں ہے — تجزیہ اور اکائیاں بھی معانی میں نہیں ہیں

[1] نے - پہلی بات صحیح نہیں ہے کہ میں نے پیغمبر کو نائب کہہ دیا ہے۔ نے - نہیں یعنی دونوں جداگانہ بھی ہیں۔ صورت پرست - ظاہر پرست۔ صورت برست - جو ظاہر بینی سے نکلا۔ چشمت - یعنی آنکھیں دو ہیں لیکن انکی روشنی میں وحدت ہے۔ لاجرم - یقیناً، دونوں آنکھیں جب کسی چیز کو دیکھتی ہیں تو وہ ایک نظر آتی ہے۔

[2] دہ چراغ - دس چراغ بظاہر دس ہیں لیکن سب کی روشنی میں وحدت ہے۔

[3] و قُل - قرآن پاک میں فرمایا گیا - لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ "ہم اُس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے ہیں" در معانی - تعداد الفاظ میں ہے اور معنیٰ میں وحدت ہے اور اصل چیز معنیٰ ہیں۔

اتحاد یار با یاراں خوش ست
یار کا یاروں سے اتحاد بہتر ہے
پائے معنی گیر صورت سرکش ست
معنی کا اتباع کر، ظاہر تو سرکش ہے

صورت[1] سرکش گدازاں کن برنج
سرکش ظاہر کو ریاضت سے پگھلا دے
تا بہ بینی زیر آں وحدت چو گنج
تاکہ تو اس کے نیچے خزانہ کی طرح وحدت کو دیکھے

ور تو نگدازی عنایت ہائے او
اور اگر تو نہ پگھلا سکے تو اس کی مہربانیاں
ہم گدازد اے دلم مولائے او
بھی پگھلا دینگی اے (مخاطب) میرا دل اسکا غلام ہے

او نماید ہم بدلہا خویش را
وہ اپنے آپ کو دلوں میں بھی ظاہر کر دیتا ہے
او بدوزد خرقۂ درویش را
اور وہ درویش کی گدڑی سی دیتا ہے

منبسط بودیم و یک گوہر ہمہ
ہم بسیط اور بالکل ایک جوہر تھے
بے سر و بے پا بدیم آں[2] سر ہمہ
ہم بے سر و پا تھے اور وہ ہم سب کا سردار و مربی تھا

یک گہر بودیم ہمچوں آفتاب
ہم سورج کی طرح ایک جوہر تھے
بے گرہ بودیم و صافی ہمچو آب
ہم میں گدلا پن نہ تھا اور پانی کی طرح صاف تھے

چوں بصورت آمد آں نور سرہ
جب اس خالص نور نے صورت اختیار کی
شد عدد چوں سایہ ہائے کنگرہ
تو وہ کنگرہ کے سایوں کی طرح متعدد بن گیا

کنگرہ[3] ویراں کنید از منجنیق
گوپھن کے ذریعہ کنگرہ کو ڈھادو
تا رود فرق از میان ایں فریق
تاکہ اس فریق سے فرق مٹ جائے

در بیان آنکہ انبیاء علیہم السلام گفتند کلموا الناس علی قدر
اس بیان میں کہ انبیاء علیہم السلام نے کہا ہے "لوگوں سے انکی عقلوں کے مطابق بات کرو"

عقولہم زیرا کہ آنچہ ندانند انکار کنند و ایشاں را زیاں دارد
اس لیے کہ جس کو وہ نہ سمجھیں گے، انکار کر دینگے اور ان کا نقصان ہوگا

قال علیہ السلام "امرنا ان ننزل الناس منازلہم"
آنحضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کو ان کے مرتبوں پر رکھیں"

شرح ایں را گفتمے من از مرے
اس راز کی تفصیل میں زور شور سے بیان کرتا
لیک ترسم تا نہ لغزد خاطرے
لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں کوئی دل لغزش نہ کھا جائے

نکتہا چوں تیغ الماس ست تیز
نکتے، تیز تلوار کی طرح تیز ہیں
گر نداری تو سپر واپس گریز
اگر تیرے پاس ڈھال نہیں ہے واپس بھاگ جا

---

[1] صورت سرکش۔ یعنی ظاہر پرستی، محنت اور ریاضت کے ذریعہ ختم کردے۔ تو وحدت نظر آنے لگیگی۔ ور۔ اگر تیری ریاضت بھی کام نہ کریگی تو اللہ کی مہربانیاں اس منزل پر پہونچا دینگی۔ آگر۔ قلب مومن، مظہر ذات خداوندی ہے، اپنے جمال سے درویش کے ٹوٹے دل کو جوڑ دیتا ہے۔

[2] آں سر۔ عالم ارواح میں سب ایک بسیط جوہر تھے اعضاء بھی نہ تھے۔ چوں بصورت۔ جب اس خالص نور کا مظہر کائنات بنی تو اس میں تعدد پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ سورج کی بسیط روشنی مختلف کنگروں پر پڑ کر تعدد کو قبول کر لیتی ہے۔

[3] کنگرہ۔ ریاضت کے ذریعہ مختلف مظاہر سے قطع نظر کرلینے کی طاقت پیدا کرو تاکہ یہ تعدد اور فرق مٹ جائے۔ مرے۔ مراء کا امالہ ہے۔ لڑنا جھگڑنا۔ تیغ الماس۔ تیز تلوار۔

پیش ِ ایں الماس بے اسپر میا[1] — کز بریدن تیغ را نبود حیا
اِس تیز تلوار کے سامنے سپر کے بغیر مت آ — اِس لئے کہ تلوار، کاٹنے سے نہیں شرماتی

زیں سبب من تیغ کردم در غلاف — تا کہ کژ خوانے نخواند بر خلاف
اسی وجہ سے میں نے تلوار، غلاف میں کرلی ہے — تاکہ کوئی الٹا پڑھنے والا، اُلٹا نہ پڑھے

آمدیم اندر تمامی داستاں — از وفاداری جمع دوستاں
ہم قصہ کے اِختتام پر آگئے — دوستوں کے مجمع کی وفاداری کی وجہ سے

کز پس ِ ایں پیشوا برخاستند[2] — بر مقامش نائبے میخواستند
کہ وہ جو اِس پیشوا کے بعد اُٹھے — اُس کی جگہ کوئی قائم مقام چاہتے تھے

مُنازعت کردنِ اُمراء با یک دیگر
سرداروں کا، ایک دوسرے سے جھگڑا کرنا

یک امیرے زاں امیراں پیش رفت — پیش آں قوم ِ وفا اندیش رفت
اُن سرداروں میں سے ایک سردار آگے بڑھا — (اور) اُس وفا اندیش قوم کے سامنے گیا

گفت اینک نائب آں مرد من — نائب ِ عیسیٰؑ منم اندر زمن
بولا، اب اِس مرد کا میں قائم مقام ہوں — (اور) زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ کا نائب میں ہوں

اینک ایں طومار بُرہان ِ من ست — کایں نیابت بعد ازو آن ِ من ست
اب! یہ دفتر میری دلیل ہے — کہ یہ قائم مقامی اُس کے بعد میری ملکیت ہے

آں امیرِ دیگر آمد از کمیں — دعوی ِ اُو در خلافت بُد ہمیں
دوسرا سردار اپنی جگہ سے آیا — (اور) قائم مقامی میں اُس کا بھی یہی دعویٰ تھا

از بغل اُو نیز طومارے نمود — تا بر آمد ہر دو را خشم و جُحود
اُس نے بھی بغل میں سے دفتر دکھایا — یہاں تک کہ دونوں کو غصہ اور ضد آگئی

آں امیرانِ دگر یک یک قطار — بر کشیدہ تیغہائے آبدار
دوسرے سرداروں نے بھی صف بستہ ہوکر — تیز تلواریں سونت لیں

ہر یکے را تیغ و طومارے بدست — درہم افتادند چوں پیلان ِ مست
ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار اور دفتر تھا — (اور) یہ سب مست ہاتھیوں کی طرح باہم گتھ گئے

ہر امیرے داشت خیلِ بیکراں — تیغہا بر کشیدند از میاں
ہر امیر کے پاس اَن گنت لشکر تھا — (اور) اُنہوں نے تلواریں نیام سے نکال لیں

---

[1] اِسپر۔ ڈھال۔ کژ خواں۔ کج خواں، جو غلط مطلب سمجھے۔
[2] پس ِ ایں پیشوا۔ وزیر کے مرنے کے بعد۔ وفا اندیش۔ وفادار۔ بُرہان دلیل۔ آنِ من۔ میری ملکیت۔ جحود۔ یعنی ایک دوسرے کی بات کا اِنکار۔ بیکراں۔ لاتعداد۔

صد ہزاراں مردِ ترسا[1] کُشتہ شد
لاکھوں عیسائی مارے گئے
تا ز سرہائے بُریدہ پُشتہ شد
یہاں تک کہ اُن کے کٹے ہوئے سروں سے پُشتہ بن گیا

خوں رواں شد ہمچو سیل از چپ و راست
دائیں، بائیں سے سیلاب کی طرح خون بہ نکلا
کوہ کوہ اندر ہوا زیں گرد خاست
پہاڑ در پہاڑ ہوا میں غبار اڑا

تخمہائے فتنہا کو کِشتہ بود
فتنوں کے بیج جو اُس نے بوئے تھے
آفتِ سرہائے ایشاں گشتہ بود
وہ اُن کے لئے آفتِ سر بن گئے

جوزہا بشکست و آنکو مغز داشت
اخروٹ ٹوٹے، اور جس میں گری تھی
بعدِ کُشتن روحِ پاک و نغز داشت
مرنے کے بعد وہ ایک پاکیزہ اور عمدہ روح رکھتا تھا

کشتن و مُردن کہ بر نقشِ تن ست
مارنا اور مرنا جو جسم سے متعلق ہے
چوں انار و جوز را بشکستن ست
انار اور اخروٹ توڑنے کی طرح ہے

آنچہ شیریں ست آں شد یارِ دانگ
جو میٹھا ہے وہ قیمتی بنا
وانچہ پوسیدہ ست نبود غیر بانگ
اور جو گلا، سڑا ہے وہ آواز کے علاوہ کچھ نہیں ہے

آنچہ پر مغز ست چوں مُشک ست پاک
جو گری سے بھرا ہے، مُشک کی طرح پاک ہے
وانچہ پوسیدہ ست نبود غیر خاک
جو گلا، سڑا ہے وہ سوائے خاک کے کچھ نہیں ہے

آنچہ با معنیٰ[2] ست خوش پیدا شود
جو پُر حقیقت ہے وہ اچھا ہو جاتا ہے
وانچہ بےمعنیٰ ست خود رُسوا شود
اور جو بے حقیقت ہے وہ خود رسوا ہو جاتا ہے

رَو بمعنیٰ کوش اے صورت پرست
اے صورت کے پجاری بجا معنیٰ کی کوشش کر
زانکہ معنیٰ بر تنِ صورت پَر ست
اس لئے کہ معنیٰ ظاہر کے جسم کے لئے پَر ہیں

ہمنشینِ اہلِ معنیٰ باش تا
اہلِ باطن کا ہمنشیں بن تاکہ
ہم عطا یابی و ہم باشی فتی
اِنعام بھی پائے اور مرد بھی بنے

جانِ بے معنیٰ دریں تن بےخلاف
اس بدن میں بے معنیٰ جان، یقیناً
ہست ہمچوں تیغِ چوبیں در غلاف
غلاف میں لکڑی کی تلوار کی طرح ہے

تا غلاف[3] اندر بُوَد با قیمت ست
جب تک وہ غلاف میں ہو قیمتی ہے
چوں بروں شد سوختن را آلت ست
جب باہر نکلی، جلانے کی چیز ہے

تیغِ چوبیں را مبر در کارزار
میدانِ جنگ میں لکڑی کی تلوار نہ لے جا
بنگر اوّل تا نگردد کار زار
پہلے دیکھ لے تاکہ کام خراب نہ ہو

[1] ترسا۔ عیسائی۔ کوہ کوہ۔ یعنی غبار کے پہاڑ ہوا میں اڑنے لگے۔ جوز۔ اخروٹ۔ نغز۔ نادر، عمدہ، عجیب۔ بانگ۔ آواز یعنی خراب اخروٹ میں ٹوٹنے کی آواز کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

[2] معنیٰ۔ حقیقت، باطنی خوبیاں۔ پَر۔ جسم کی پرواز باطنی خوبیوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اہلِ معنیٰ۔ یعنی اولیاء اللہ۔ فتی۔ نوجوان، عارف باللہ۔ جانِ بے معنیٰ۔ وہ روح جس میں کوئی بزرگی نہ ہو۔

[3] تا غلاف۔ زندگی میں کچھ قدر و قیمت ہو سکتی ہے۔ مرنے کے بعد جہنم کا ایندھن ہے۔ کارزار۔ میدانِ جنگ، خراب کام یعنی میدانِ حشر میں وہی روح کام کی ثابت ہوگی جو فضائل سے پُر ہوگی۔

گر بُود چوبیں برو دیگر طلب — ور بُود الماس پیش آبا طرب

اگر وہ لکڑی کی ہے، جا دوسری لے — اور اگر تیز تلوار ہے تو خوشی سے سامنے آ

تیغ[1] در زرّاد خانہ اولیاست — دیدنِ ایشاں شمار اکیمیاست

تلوار، اولیاء کے اسلحہ خانہ میں ہے — اُن کا دیدار تمہارے لئے کیمیا ہے

جُملہ دانایاں ہمیں گفتہ ہمیں — ہست دانا رَحمۃٌ للعالمیں

تمام سمجھداروں نے یہی کہا ہے — کہ عقل مند دونوں جہان کے لئے رحمت ہے

ق

گر انارے میخری خنداں بخر — تا دہد خندہ ز دانہ اُو خبر

اگر تو انار خریدے، کھلا ہوا خرید — تاکہ کھلا ہونا اُس کے دانہ کی بابت بتادے

اے مُبارک خندہ اش کو از دہاں — مینماید دِل چو دُر از دُرجِ جاں

اُس شخص کی مسکراہٹ بڑی مبارک ہے — جو موتی جیسا صاف اور آبدار دل جان کی ڈبیہ سے دکھاتا ہے

نامُبارک خندۂ آں لالہ بُود — کز دہانِ اُو سوادِ دِل نمود

منحوس ہنسی اُس گلِ لالہ کی تھی — جس کے مُنہ سے اُسکے دل کی سیاہی ظاہر ہوگئی

نارِ[2] خنداں باغ را خنداں کند — صحبتِ مَرداںت از مرداں کند

مسکراتا انار، باغ کو مسکراتا بنا دیتا ہے — مَردوں کی صحبت تجھے مَردوں میں سے بنا دیگی

یک زمانے صحبتے با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

تھوڑی سی دیر، اولیاء کی ہمنشینی — سَو سالہ، بے ریا عبادت سے بہتر ہے

گر تو سنگِ خارہ و مَرمَر شوی — چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

اگر تو سنگِ خارہ اور سنگِ مرمر ہو — جب صاحبِ دل کے پاس پہنچے گا تو موتی بن جائے گا

مہرِ پاکاں درمیانِ جاں نشاں — دل مدہ الا بمہرِ دل خوشاں

پاک لوگوں کی محبت جان میں بٹھالے — خوش دل لوگوں کی محبت کے علاوہ دل نہ دے

کوئے[3] نومیدی مَرو کامیدہاست — سوئے تاریکی مَرو خورشیدہاست

مایوسی کے کوچہ میں نہ جا، کیونکہ امیدیں ہیں — اندھیرے کی طرف نہ جا، سورج ہیں

دل تُرا در کوئے اہلِ دل کشد — تن تُرا در حبسِ آب و گِل کشد

دل تجھے اہلِ دل کے کوچہ کی طرف کھینچتا ہے — اور جسم تجھے پانی، مٹی کے قید خانہ کی طرف کھینچتا ہے

ہیں غذائے دِل بدہ از ہمدلے — رَو بجُو اقبال را از مقبلے

ہاں! کسی دل والے سے (دلگیر) دل کو خوراک دے — جا! کسی نصیبہ ور سے نصیبہ تلاش کر

[1] تیغ۔ اگر اپنی رُوح کو آبدار تلوار کی طرح قیمتی بنانا ہے تو اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرو وہ اکسیر ہے۔ زرّاد خانہ۔ اسلحہ خانہ۔ انارے۔ یعنی شیخِ طریقت اُسکو بناؤ جس میں آثارِ نبوت نمایاں ہوں اور اُس کا دل موتی کی طرح مُصفّٰی ہو۔

[2] نار۔ انار کا مخفف ہے۔ مرداں یعنی اولیاء اللہ۔ یک زمانے۔ بعض نسخوں میں دوسرا مصرعہ "بہتر از صد سال بودن در تقا" ہے جس کا ترجمہ ہے سَو سال تقوے میں گذارنے سے بہتر ہے۔" سنگِ خارہ۔ ایک قسم کا سخت پتھر ہے۔ مرمر۔ ایک قسم کا سفید پتھر ہے۔ دل مدہ۔ انسان کو اولیاء اللہ کی محبت کا شیدائی ہونا چاہئے۔

[3] کوئے نا امیدی۔ یعنی شیخِ کامل کے وجود سے انسان کو مایوس نہ ہونا چاہئے۔ خورشید ہا یعنی اولیاء اللہ۔ اہلِ دل۔ اہلِ باطن، اولیاء اللہ۔ آب و گِل۔ یعنی مادّی لذتیں۔ کشد۔ یعنی انسان کی طبیعت کے مختلف تقاضے ہیں۔ ہیں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ ہمدل۔ وہ شخص جس سے دل لگے۔ مُقبل۔ اقبال مند۔

دستؔ زن در ذیلِ صاحب دولتے
کسی دولت والے کا دامن تھام لے

تا زِ افضالش بیابی رفعتے
تاکہ اُس کی بزرگی سے تو بلندی پالے

صحبتِ صالح ترا صالح کند
نیک کی صحبت تجھے نیک بنائے گی

صحبتِ طالح ترا طالح کند
بدبخت کی صحبت تجھے بدبخت بنائیگی

نعت تعظیمِ مصطفیٰؐ کہ در انجیل بود
آنحضورؐ کی تعظیم کی تعریف جو انجیل میں تھی

بود در انجیل نامِ مصطفیٰؐ
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام انجیل میں تھا

آن سرِ پیغمبراں بحرِ صفا
جو پیغمبروں کے سردار اور صفا کے سمندر ہیں

بود ذکرِ حلیہؔ ہا و شکلِ اُو
اُن کے حلیہ اور شکل کا ذکر تھا

بود ذکرِ غزو و صوم و اکلِ اُو
اُن کے جہاد اور روزے اور کھانے کا ذکر تھا

طائفہ نصرانیاں بہرِ ثواب
عیسائیوں کی ایک جماعت ثواب کے لئے

چوں رسیدندے بداں نام و خطاب
جب اُس نام اور خطاب پر پہنچتے

بوسہ دادندے برآں نامِ شریف
اُس متبرک نام کو بوسہ دیتے

رُو نہادندے بداں وصفِ لطیف
اُس پاک تعریف پر منہ رکھ دیتے

اندریں قصہ کہ گفتم آں گروہ
اُس قصہ میں جس گروہ کا میں نے ذکر کیا ہے

ایمن از فتنہ بُدند و از شکوہ
وہ خوف و خطر سے بے خوف تھا

ایمن از شرِّ امیران و وزیر
سرداروں اور وزیر کے شر سے مطمئن

در پناہِ نامِ احمد مستجیرؔ
اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کی پناہ میں پناہ گزیں تھا

نسلِ ایشاں نیز ہم بسیار شد
اُن کی نسل بھی زیادہ ہو گئی

نورِ احمد ناصر آمد یار شد
اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور ساتھی اور مددگار بن گیا

واں گروہِ دیگر از نصرانیاں
لیکن عیسائیوں کا دوسرا گروہ

نامِ احمد داشتندے مستہاں
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کی بے حرمتی کرتا تھا

مستہان و خوار گشتند از فتن
وہ فتنوں کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو گئے

از وزیرِ شوم رائے شوم فن
بد رائے اور بدکار وزیر کے

مستہان و خوار گشتند آں فریق
وہ فریق ذلیل اور خوار ہو گیا

گشتہ محروم از خود و شرطِ طریق
اپنے سے بھی محروم ہوا اور مذہب کے آداب سے بھی

۱؎ دست زدن - پکڑ لینا
ذیل - دامن - اِفضال -
ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ،
بزرگی، فضل و کرم -
رِفعت - را کے کسرہ کے
ساتھ بلندی - صالح -
نیک - طالح - بدبخت -
۲؎ حُلیہ - حا کے ضمہ سے،
صورت، خلقت - غزو،
جنگ، وہ جنگ جس میں
آنحضورؐ نے شرکت کی -
صوم - روزہ - اکل - کھانا
طائفہ - جماعت، گروہ -
نامِ شریف - آنحضورؐ کا
نامِ نامی - ایمن - مامون،
مطمئن - شکوہ - خوف،
دبدبہ -
۳؎ مستجیر - پناہ پکڑنے
والا - ناصر - مددگار -
مستہان - ذلیل، بے قدر
فتن - فتنہ کی جمع - شوم،
منحوس - فن - ہنر، پیشہ -
از خود - یعنی فتنوں میں
مارے گئے - شرطِ طریق -
یعنی دین اور مذہب
کے آداب -

ہم مُخبّط دینِ شاں و حکمِ شاں — از پئے طومار ہائے کژ بیاں
اُن کا مذہب اور اُن کا قانون بھی تہ و بالا ہو گیا — کج بیان دفتروں کی وجہ سے

نامِ احمدؐ چوں چنیں یاری کند — تاکہ نورش چوں مددگاری کند
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام جب اِس طرح مدد کرتا ہے — تو اُن کا نور کس قدر مدد کر سکتا ہے؟

نامِ احمدؐ چوں حصارے شد حصیں — تا چہ باشد ذاتِ آں روح الامیں
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام جب مضبوط قلعہ بنا — تو اُس روح الامین کی ذات کس درجہ کی ہو گی؟

حکایت بادشاہِ جہودِ دیگر کہ در ہلاکِ دینِ عیسیٰؑ جہد می کرد

ایک دوسرے یہودی بادشاہ کی حکایت جو حضرت عیسیٰؑ کے دین کی تباہی کی کوشش کرتا تھا

بعد ازیں خونریزِ درماں ناپذیر — کاندر افتاد از بلائے آں وزیر
اِس ناقابلِ علاج خونریزی کے بعد — جو اُس وزیر کی مصیبت کی وجہ سے واقع ہوئی تھی

یک شہِ دیگر ز نسلِ آں جہود — در ہلاکِ قومِ عیسیٰؑ رُو نمود
اُس یہودی کی نسل سے ایک دوسرا بادشاہ — حضرتِ عیسیٰؑ کی قوم کی ہلاکت کی طرف متوجہ ہوا

گر خبر خواہی ازیں دیگر خروج — سورہ بر خواں والسّماء ذاتِ البروج
اگر تو اِس دوسری بغاوت کی خبر چاہتا ہے — تو سورۃ والسّماءِ ذاتِ البروج کو پڑھ لے

سنّتِ بد کز شہِ اوّل بزاد — ایں شہِ دیگر قدم بر وے نہاد
بُرا طریقہ جو پہلے بادشاہ سے پیدا ہوا — اِس دوسرے بادشاہ نے اُس پر قدم رکھا

ہر کہ اُو بنہاد ناخوش سنّتے — سوئے اُو نفریں رود ہر ساعتے
جس کسی نے کوئی بُرا طریقہ ایجاد کیا — اُس کی جانب ہر وقت لعنت جاتی ہے

زانکہ ہر چہ ایں کند زانگوں ستم — زاولیں جوید خدا بے بیش و کم
اِس لئے کہ جو کچھ یہ اِس طرح کا ظلم کریگا — بغیر کمی بیشی کے خدا پہلوں سے بازپرس کریگا

نیکواں رفتند و سنّتہا بماند — وز لئیماں ظلم و لعنتہا بماند
نیک لوگ گزر گئے اور اُنکے طریقے رہ گئے — اور کمینوں سے ظلم اور لعنتیں (باقی) رہ گئیں

تا قیامت ہر کہ جنسِ آں بداں — در وجود آید بُود رُویش بداں
قیامت تک اُن بُروں کی جنس سے جو — وجود میں آتا ہے اُس کا رُخ اُنکی طرف ہوتا ہے

رگ رگ است ایں آبِ شیریں و آبِ شور — در خلائق میرود تا نفخِ صور
یہ میٹھا پانی اور کھاری پانی رگ رگ میں ہے — جو لوگوں میں صور پھونکے جانے تک جاری رہیگا

لہ مُخبّط - اُلٹ پلٹ، تہ و بالا۔ کژ - کج۔ حصار - قلعہ۔ حصین - مضبوط۔ روح الامین - آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آپ اُمّت کے مددگار اور امانتدار ہیں، حضرت عیسیٰؑ حضرت جبرئیلؑ۔ جہد - کوشش۔ خروج - بغاوت، فتنہ و فساد۔
سلہ البروج - سورۂ بروج کی آیت قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔
سلہ سنّتِ بد - جو کوئی بُری رسم جاری کرتا ہے تو قیامت تک جو لوگ اُس پر عمل کریں گے وہ بھی اُن کی بُرائی میں شریک سمجھا جائیگا اور نیک طریقہ ایجاد کرنیوالے کو قیامت تک عمل کرنیوالوں کی نیکیوں میں شریک سمجھا جائیگا۔
آبِ شیریں - یعنی خوبیاں۔ آبِ شور - یعنی بُرائیاں۔ نفخِ صور - یعنی اسرافیل فرشتہ کا بوق بجانا جو قیامت کے قریب ہوگا۔

نیکواںؔ[1] را ہست میراث از خوش آب — آنچہ میراث ست اَوْرَثْنَا الْکِتَاب
نیکوں کا ورثہ میٹھا پانی ہے — جو "اَوْرَثْنَا الْکِتَاب" کی میراث ہے

شد نیازِ طالباں ار بنگری — شُعلہا از گوہرِ پیغمبری
اگر تو غور کرے تو طالبوں کی نیاز مندی — پیغمبری جوہر کے شعلے ہیں

شعلہ ہا با گوہراں گرداں بُود — شُعلہ آں جانب رود ہم کاں بُود
شعلے، جواہر کے ساتھ گردش کرتے ہیں — انوار اُس جانب جاتے ہیں جہاں وہ ہوتے ہیں

نورِ روزن گردِ خانہ می دَوَد — زانکہ خور بُرجے بہ بُرجے می رَوَد
روشندان کی روشنی گھر کے چاروں طرف دوڑتی ہے — اِسلئے کہ سورج ایک برج سے دوسرے برج میں جاتا ہے

ہر کرا با اخترے پیوستگیست — مَر وَرا با اخترِ خود ہم تگی ست
جس کو کسی ستارے سے وابستگی ہے — اُس کی اپنے ستارے کے ساتھ دوڑ ہے

طالعش گر زہرہؔ[2] باشد در طرب — مَیلِ کُلّی دارد و عشق و طلب
اگر اُس کا بخت زہرہ ہوگا تو عیش و طرب — اور عشق و طلب میں پورا میلان رکھے گا

ور بود مریخیؔ خوں ریز خُو — جنگ و بُہتان و خصومت جوید اُو
اور اگر وہ مریخ جیسی خونریز عادت والا ہے — تو وہ لڑائی، بُہتان اور جھگڑے کی جستجو کریگا

اخترانند از ورائے اختراں — کاحتراق و نحس نبود اندراں
ستاروں کے پیچھے اور ستارے ہیں — اُن میں جلانے کا میلان اور نحوست نہیں ہے

سائراں در آسمانہائے دگر — غیرِ ایں ہفت آسمانِ مُشتہر
جو دوسرے آسمانوں میں گردش کر رہے ہیں — اِن مشہور سات آسمانوں کے علاوہ

راسخاں در تابِ انوارِ خدا — نے بہم پیوستہ نے از ہم جدا
(وہ ستارے) خدا کے انوار کی گرمی میں ثابت قدم ہیں — نہ باہمی جڑے ہوئے ہیں نہ ایک دوسرے سے جدا ہیں

ہر کہ باشد طالع اُو زاں نجوم — نفسِ اُو کفار سوزد در رُجوم
جس شخص کا بخت اِن ستاروں سے ہوگا — اُس کا نفس کفار کو رجوم کے وقت جلا دیگا

خشمِ مریخی نباشد خشمِ اُو — مُنقلب رَو غالب و مغلوب خُو
اُس کا غصہ مریخی غصہ نہیں ہوگا — وہ سر جھکا کر چلنے والا، غالب اور مغلوب عادت والا ہے

نورِ غالب ایمن از کسف و غسق — در میانِ اِصبعین نورِ حق
وہ غالب آنیوالا نور ہے، گہن اور اندھیرے سے محفوظ — اللہ کے نور کی دو انگلیوں کے درمیان

[1] نیکواں۔ نیکو کی جمع۔ خوش آب میٹھا پانی۔ الکتاب۔ قرآن پاک میں مذکور ہے "ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا" "پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو اس کتاب کا وارث ٹھہرایا جنکو ہم نے انتخاب کیا" تو اس آیت میں جس میں میراث کا ذکر ہے یہی اخلاقِ حسنہ اور عباداتِ صالحہ مراد ہیں۔ شعلہا۔ یعنی انوارِ نبوت۔ گوہراں۔ یعنی اولیاء اللہ۔ کاں بود جہاں اولیاء اللہ ہوں گے وہاں ہی انوارِ نبوت ہونگے۔ نورِ روزن۔ ازل سے آفتابِ نبوت مختلف انبیاء پر ضوفگن ہوتا رہا تو انبیاء کو روشنی ایک ہی جگہ سے حاصل ہوئی اسی لئے اصولِ دین میں سب متحد ہیں۔ پیوستگی وابستگی۔ ہم تگی۔ مل کر دوڑنا۔

[2] زہرہ۔ ستارہ کا نام ہے اُس سے جس کو مناسبت ہوتی ہے، اُس آدمی کا عشق و محبت کی طرف میلان ہوتا ہے۔ مریخ۔ ستارہ کا نام ہے جس کے اثرات جنگ جوئی اور خونریزی مانے گئے ہیں، ستاروں کے لامحالہ اثرات پڑتے ہیں، اگر ستاروں کی تاثیرات بقضاء اللہ مانی جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں، ہاں اُن کو مؤثرِ حقیقی ماننا کفر ہے۔ اخترانند۔ یعنی اولیاء اللہ ایسے ستارے ہیں۔ جنکی تاثیر میں خیر ہی خیر ہے۔ سائراں۔ اولیاء اللہ کی سیران ساتوں آسمانوں سے وراء الوراء ہے۔

مر راسخاں۔ اولیاء اللہ کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ تے فلکی ستاروں میں باہمی اتصال اور جدائی سے جو نقائص پیدا ہوتے ہیں اولیاء اللہ اُن سے بری ہیں۔ سے رجوم۔ رجم کی جمع وہ چیز جو پھینک کر ماری جائے فلکی ستاروں سے قدرت یہ کام

(بقیہ صفحہ ۱۰۵ پر)

حق فشاند آں نور را بر جانہا — مُقبلاں بر داشتہ داماں ہا

اللہ تعالیٰ نے اُس نور کو روحوں پر نچھاور فرمایا — جس سے نصیبہ ور اپنے دامن بھرے ہوئے ہیں

واں نثارِ نور ہر کو یافتہ — روئے از غیرِ خدا بر تافتہ

جس نے اُس نور کا نچھاور پالیا — اُس نے منہ خدا کے غیر سے موڑ لیا

ہر کرا دامانِ عشقے نابُدہ — زاں نثارِ نور بے بہرہ شدہ

جس کے پاس عشق کا دامن نہ تھا — وہ اُس نور کے نچھاور سے بے حصہ رہا

جزوہا را روہا سوئے کل ست — بُلبلاں را عشق بارُوئے گُل ست

اجزاء کے رُخ، کُل کی طرف ہیں — بُلبلوں کو پھول کے چہرہ سے عشق ہے

گاؤ را رنگ از برون و مرد را — از درون جو رنگ سُرخ و زرد را

بیل کا رنگ باہر ہے اور انسان کا — اندر سے ڈھونڈ، سُرخ اور زرد رنگ

رنگہائے نیک از خُمِ صفاست — رنگِ زشتاں از سیاہ آبہ جفاست

نیک لوگوں کے رنگ صفا کے مٹکے سے ہیں — اور بُروں کے رنگ، میل کچیلی کے سیاہ پانی سے ہیں

صبغۃ اللہ نام آں رنگِ لطیف — لعنۃ اللہ بوئے ایں رنگِ کثیف

صبغۃ اللہ اُس پاک رنگ کا نام ہے — لعنۃ اللہ اس گندے رنگ کی بدبو ہے

آنچہ از دریا بدریا می رَود — از ہماں جا کآمد آنجا می رَود

جو پانی دریا سے آتا ہے، دریا میں جاتا ہے — جس جگہ سے آتا ہے اُسی جگہ جاتا ہے

از سرِ کُہ سیلہائے تیز رَو — وز تنِ ما جانِ عشق آمیز رَو

پہاڑ کی چوٹی سے تیز رو سیلاب — اور ہمارے جسم سے عشق میں ڈوبی ہوئی جان رواں ہوتی ہے

آتش افروختن بادشاہ و بُت نہادن پہلوئے آتش کہ

بادشاہ کا، آگ جلانا اور آگ کے پاس بُت رکھنا کہ

ہر کہ ایں بُت را سجود کند از آتش رہائی یابد

جو بُت کو سجدہ کرے گا وہ آگ سے نجات پائے گا

آں جہودِ سگ ببیں چہ رائے کرد — پہلوئے آتش بُتے برپائے کرد

دیکھو! اُس یہودی کُتّے نے کیا تدبیر کی؟ — آگ کے پاس ایک بُت کھڑا کر دیا

کانکہ ایں بُت را سجود آرد برست — ور نیارد در دلِ آتش نشست

کہ جو اُس بُت کو سجدہ کریگا چھوٹ جائیگا — اور سجدہ نہیں کریگا، آگ میں بھسم ہو جائیگا

(بقیہ صفحہ ۱۰۴ سے آگے)

یعنی ہے کہ جب شیاطین غیبی باتیں اُچکنے کے لئے آسمان کی طرف جاتے ہیں تو ستارے اُن پر پھینک کر مارے جاتے ہیں جس کے وہ لگتے ہیں وہ جل بھن جاتا ہے۔ اولیاء اللہ بھی نفسِ امارہ اور کافروں کیلئے رجوم ہیں۔ غالب یعنی اللہ کی مدد سے وہ غالب ہیں لیکن منکسر المزاجی کی وجہ سے مغلوب نظر آتے ہیں۔ کسف۔ ستارہ کا بے نور ہو جانا، گہن۔ غسق۔ رات کی تاریکی۔ اصبعین۔ اصبع کا تثنیہ ہے، اُنگلی۔

لہ نثار۔ روپیہ پیسہ جو کسی پر صدقہ کر کے نچھاور کر دیا جائے۔ زرد و سرخ۔ جانوروں کا رنگ کھال سے دیکھا جاتا ہے انسانی رنگ سے مراد باطنی اوصاف ہیں۔ خُم۔ مٹکا۔ لے سیاہ آبہ۔ کالا پانی۔ جُفا۔ جیم کے ضمہ سے، میل کچیل، جیم کے فتحہ سے، ظلم و زیادتی۔ لہ صبغۃ اللہ۔ اللہ کا رنگ قرآن پاک میں ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً "اللہ کا رنگ، اور کون ہے اللہ سے زیادہ اچھا از روئے رنگ کے"۔ از دریا۔ سمندر کا پانی بخارات بنکر بادل میں تبدیل ہوتا ہے اور پھر برس کر اسی سمندر میں داخل ہو جاتا ہے۔ برپا کرد۔ کھڑا کر دیا۔

چوں سزائے آں بتِ نفسِ[1] او نداد
چونکہ اُس نے اپنے نفس کے بت کو سزا نہ دی تھی
از بتِ نفسش بتے دیگر بزاد
اُس نفس کے بت سے ایک دوسرا بت پیدا ہو گیا

مادرِ بتہا بتِ نفسِ شماست
تمہارا نفس تمام بتوں کی ماں ہے
زانکہ آں بت مار و ایں بت اژدہاست
کیونکہ وہ بت سانپ اور یہ بت اژدہا ہے

آہن و سنگ ست نفس و بت شرار
نفس لوہا اور پتھر ہے اور بت چنگاری
آں شرار از آب می گیرد قرار
ق چنگاری، پانی سے بجھ جاتی ہے

سنگ و آہن زآب کے ساکن شود
(لیکن) پتھر اور لوہا پانی سے کب ساکن ہو سکتے ہیں؟
آدمی با ایں دو کے ایمن شود
آدمی ان دونوں کے ہوتے ہوئے کب مطمئن ہو سکتا ہے

سنگ و آہن در دروں دارند نار
پتھر اور لوہا (اپنے) اندر آگ رکھتے ہیں
آب را بر نارِ شاں نبود گذار
پانی کا اُن کی آگ پر گذر نہیں ہے

زآب چوں نارِ بروں کشتہ شود
پانی سے باہر کی آگ بجھ جاتی ہے
در درونِ سنگ و آہن کے رود
(وہ پانی) پتھر اور لوہے کے اندر کب جا سکے گا؟

سنگ و آہن چشمۂ نار و دود
لوہا اور پتھر آگ اور دھوئیں کے چشمے ہیں
قطرہ ہاشاں کفر و ترسا و جہود
کفر اور عیسائیت اور یہودیت اُسکے قطرے ہیں

بت سیہ آب ست در کوزہ نہاں
بت، کوزہ میں چھپا، کالا پانی ہے
نفس مر آبِ سیہ را چشمہ داں
نفس کو اس سیاہ پانی کا چشمہ سمجھو

آں بتِ منحوت[2] چوں سیلِ سیاہ
وہ تراشا ہوا بت، کالا سیلاب ہے
نفسِ بت گر چشمہ بر شاہراہ
بت ساز، نفس شارعِ عام پر چشمہ ہے

بت درونِ کوزہ چوں آبِ کدر
بت، کوزہ میں، گدلا پانی ہے
نفسِ شومت چشمۂ آں آبِ مُر
تیرا بدبخت نفس اُسکا چشمہ ہے، اسے کج بحث!

صد سبو را بشکند یک پارہ سنگ
پتھر کا ایک ٹکڑا، سَو گھڑے توڑ دیتا ہے
و آبِ چشمہ میزہاند بے درنگ
اور چشمہ کا پانی فوراً اسکو اچھال دیتا ہے

آبِ خم و کوزہ گر فانی شود
مٹکے اور پیالے کا پانی اگر ختم ہو جائے
آبِ چشمہ تازہ و باقی بود
چشمہ کا پانی تازہ اور باقی رہے گا

بت شکستن سہل باشد نیک سہل
بت توڑنا آسان، اور بہت آسان ہوتا ہے
سہل دیدن نفس را جہل ست جہل
نفس کے معاملہ کو آسان سمجھنا نادانی ہی نادانی ہے

1۔ نفس۔ اصل بت انسان کا نفس ہے جو سینکڑوں بتوں کو جنم دیتا ہے۔ آہن۔ لوہے سے لوہا، پتھر سے پتھر ٹکراتا ہے تو چنگاری نکلتی ہے۔ چنگاری کو بجھا دینا ممکن ہے لیکن پتھر کے اندر جو چنگاری پیدا کرنیکا مادہ ہے اُس کو نہیں بجھایا جا سکتا اسی طرح نفس کے پیدا کردہ بت فنا کئے جا سکتے ہیں لیکن نفس کی وہ قوت جو بت پیدا کرتی ہے اُس کا ازالہ بہت دشوار ہے اس سے مطمئن نہ ہونا چاہئے۔

2۔ بت کی مثال اُس سیاہ پانی کی ہے جس کا سرچشمہ نفسِ انسانی ہے۔ صد سبو۔ گندے پانی کے سو گھڑے ایک پتھر سے توڑے جا سکتے ہیں لیکن چشمہ بند نہیں کیا جا سکتا۔

صورتِ نَفَس ار بجوئی اے پسر
اے بیٹا! اگر تجھے نفس کی تصویر کی طلب جو ہے،

قصۂ دوزخ بخواں با ہفت در
تو سات دروازے والی دوزخ کا قصہ پڑھ لے

ہر نفس مکرے و در ہر مکر زاں
(اس نفس کے) ہر سانس میں ایک مکر ہے اور اس کے ہر مکر میں

غرق صد فرعون با فرعونیاں
سَو فرعون، فرعونیوں کے ساتھ غرق ہیں

در خدائے موسیٰؑ و موسیٰؑ گریز
موسیٰؑ کے خدا، اور موسیٰؑ کی طرف بھاگ

آبِ ایمان را ز فرعونی مریز
فرعونیت سے ایمان کی آبرو ریزی نہ کر

دست را اندر احد و احمد بزن
اَحَد اور احمدؐ سے تعلق پیدا کر

اے برادر وا رہ از بوجہل تن
اے بھائی! جسم کے ابوجہل سے چھٹکارا حاصل کر

آوردنِ بادشاہِ جہود زنے را با طفل و انداختنِ او طفل را در آتش و بسخن آمدنِ طفل درمیانِ آتش

یہودی بادشاہ کا ایک عورت کو مع بچے کے لانا اور اس کا بچہ کو آگ میں ڈالنا اور آگ میں سے بچہ کا بولنا

یک زنے با طفل آورد آں جہود
وہ یہودی ایک عورت کو مع بچے کے لایا

پیشِ آں بُت و آتش اندر شعلہ بود
بُت کے سامنے، اور آگ شعلہ زن تھی

گفت اے زن پیشِ ایں بُت سجدہ کن
بولا، اے عورت! اس بُت کے سامنے سجدہ کر

ورنہ در آتش بسوزی بے سخن
ورنہ لا کلام تو آگ میں جلے گی

بود آں زن پاک دین و مومنہ
وہ عورت پاک دین والی، اور مومنہ تھی

سجدۂ آں بُت نہ کرد آں موقنہ
اُس یقین والی نے بُت کو سجدہ نہ کیا

طفل از و بستید در آتش فگند
اس نے اُس سے بچے کو چھینا اور آگ میں ڈال دیا

زن بترسید و دل از ایماں بکند
عورت ڈری اور دل کو ایمان سے ہٹایا

خواست تا او سجدہ آرد پیشِ بُت
اُس نے چاہا کہ وہ بُت کے سامنے سجدہ کرے

بانگ زد آں طفل کہ اِنّی لم اَمُت
بچہ چیخا کہ میں مرا نہیں

اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم
اماں! اندر آجا میں اس جگہ اچھا ہوں

گرچہ در صورت میانِ آتشم
اگرچہ بظاہر آگ میں ہوں

چشم بندست آتش از بہرِ حجیب
آگ نظر بندی کے لئے ایک پردہ ہے

رحمتست ایں سر برآورد ز جیب
(ورنہ) یہ ایک رحمت ہے جو رونما ہے

ل قصۂ دوزخ - دوزخ کے جس قدر عذاب ہیں وہ دراصل نفسِ خبیث ہی کے اعمال ہیں تو گویا نفس کی مکمل تصویر دوزخ ہے - ہر نفس - نفس ہر سانس میں ایک مکر کرتا ہے جس میں سینکڑوں فرعونی شخصیتیں غرق رہتی ہیں -
ع موسیٰؑ - فرعون کی مناسبت سے حضرت موسیٰؑ کا ذکر ہے -
اَحَد - خدا اور رسول کا اتباع ہی ذریعۂ نجات ہے، ابوجہل کا راستہ ہلاکت کا ہے -
شعلہ زن - لپٹیں مارنیوالی
بے سخن - لامحالہ، لاکلام -
سے موقنہ - مومنہ - ستید ماضی ہے ستیدن کا - لینا -
فگند - آگ میں ڈالدیا -
دل از چیزے برکندن - کسی چیز کو چھوڑ دینا - چشم بند - نظر بندی، نظر فریبی -
حجیب - حجاب کا امالہ ہے، پردہ - زجیب سر برآوردن - ظاہر ہونا۔

اندر آ مادر ببیں بُرہانِ حق
ماں! اندر آ سچائی کی دلیل دیکھ
تا بہ بینی عشرتِ خاصانِ حق
تاکہ تو خاصانِ خدا کے عیش کو دیکھے

اندر آ و آب بیں آتش مثال[1]
اندر آ اور آگ کی صورت کا، پانی دیکھ
از جہانے کاتش ست آبش مثال
اُس دنیا سے جسکا پانی (بھی) آگ جیسا ہے

اندر آ اسرارِ ابراہیمؑ بیں
اندر آ حضرتِ ابراہیمؑ کے راز دیکھ
کو در آتش یافت وَرد و یاسمیں
جس نے آگ میں گلاب اور چنبیلی کے پھول پائے

مرگ می دیدم گہے زادن زتو
تجھ سے پیدا ہونے کے وقت مجھے موت نظر آرہی تھی
سخت خوفم بود افتادن زتو
تجھ میں سے نکل پڑنے کا مجھے بہت ڈر تھا

چوں[2] بزادم رستم از زندانِ تنگ
جب میں پیدا ہوا تنگ قید خانہ سے چھوٹا
در جہانے خوش ہوائے خوب رنگ
اچھے مقام اور اچھے رنگ کی دنیا میں (آگیا)

ایں جہاں را چوں رحم دیدم کنوں
اب میں اِس دنیا کو رحم کی طرح سمجھتا ہوں
چوں دریں آتش بدیدم ایں سکوں
جب میں نے اس آگ میں یہ سکون دیکھا

اندریں آتش بدیدم عالمے
میں نے اِس آگ میں وہ دنیا دیکھی
ذرّہ ذرّہ اندر وعیسیٰؑ دمے
جس میں ایک ایک ذرہ عیسیٰؑ کے دم کی طرح ہے

نک جہانے نیست[3] شکلے ہست ذات
اب ایک دُنیا ہے بظاہر معدوم، دراصل موجود
واں جہانے ہست شکلے بے ثبات
اور وہ دنیا کی موجودہ شکل ناپائیدار ہے

اندر آ مادر بحقِّ مادری
ماں! اندر آ مادری حقوق کا واسطہ
بیں کہ ایں آذر ندارد آذری
دیکھ یہ آگ، آگ کی تاثیر نہیں رکھتی ہے

اندر آ مادر کہ اِقبال آمد ست
ماں! اندر آ کہ خوش قسمتی آگئی ہے
اندر آ مادر مدہ دولت ز دست
ماں! اندر آ دولت کو ہاتھ سے نہ دے

قدرتِ آں سگ بدیدی اندر آ
تو نے اُس کتے کی طاقت دیکھ لی، اندر آ
تا بہ بینی قدرت و لُطفِ خدا
تاکہ تو اللہ کی قدرت اور مہربانی دیکھ لے

من ز رحمت میکشایم پائے تو
میں محبت کی وجہ سے تیرا پیر کھول رہا ہوں
کز طَرب خود نیستم پروائے تو
ورنہ خوشی کی وجہ سے مجھے تیری پرواہ نہیں ہے

اندر آ و دیگراں را ہم بخواں
اندر آجا، اور دوسروں کو بھی بلالے
کاندر آتش شاہ بنہاد ست خواں
کیونکہ آگ میں شاہ نے دسترخوان بچھادیا ہے

---

[1] آتش مثال۔ طاعات، بظاہر ناگوار ہیں لیکن اُن کا نتیجہ بہت اچھا ہے، گناہ بظاہر میٹھا ہے در حقیقت بہت تلخ ہے۔ وَرد۔ گلاب کا پھول۔ یاسمین۔ چنبیلی کا پھول۔ زادن زتو۔ رحمِ مادر کی زندگی پسند تھی، پیدا ہونے سے خوف لگتا تھا۔

[2] چوں بزادم۔ پیدا ہونے کے بعد دنیا اچھی لگنے لگی۔ ایں جہاں۔ جیسا کہ پہلے رحمِ مادر کو اچھا سمجھتا تھا اور دنیا کو بُرا لیکن پھر دنیا اچھی لگنے لگی اسی طرح دنیا کو چھوڑ کر آگ میں آنے کو بُرا سمجھا لیکن آگ میں آنے کے بعد دنیا بُری لگنے لگی۔ دَمے۔ آگ کو مُہلک سمجھتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ اُس کے ذرہ ذرہ میں دمِ مسیحائی ہے نک۔ اینک، اب۔

[3] نیست شکل، صورتاً معدوم۔ ہست ذات۔ حقیقتاً موجود۔ بے ثبات بے قیام۔ آذر۔ آگ آذری۔ آگ کی تاثیر۔ اِقبال۔ سعادت۔ پائے تو۔ دنیا کے پنجے سے باہر نکال رہا ہوں۔ طَرب۔ خوشی مستی۔ شاہ۔ یعنی اللہ تعالےٰ۔

اندر آئید اے ہمہ پروانہ وار
اے لوگو! سب کے سب پروانوں کی طرح اندر آجاؤ
اندریں آتش کہ دارد صد بہار
اِس آگ میں جس میں سینکڑوں بہاریں ہیں

اندر آئید اے مسلماناں ہمہ
اے مسلمانو! سب اندر چلے آؤ
غیرِ عذب[1] دیں عذاب ست آں ہمہ
دین کے میٹھے پانی کے علاوہ سب عذاب ہے

اندر آئید و بہ بینید ایں چنیں
اندر آجاؤ اور دیکھو کہ کس طرح
سرد گشتہ آتشِ گرمِ مہیں
یہ دہکتی ہوئی آگ ٹھنڈی ہوگئی ہے؟

اندر آئید اے ہمہ مست و خراب
اے مست اور تباہ لوگو! اندر آجاؤ
اندر آئید اے ہمہ عینِ عتاب
اے مجسم عتاب، اندر آجاؤ

اندر آئید اندریں بحرِ عمیق[2]
اِس گہرے سمندر میں، اندر آجاؤ
تا کہ گردد روح صافی و رقیق
تاکہ روح، صاف اور لطیف بن جائے

مادرش انداخت خود را نزدِ اُو
اُس کی ماں نے اپنے آپ کو اُس کے پاس پھینک دیا
دستِ اُو بگرفت طفلِ مہر جو
محبت کے جویاں بچے نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا

اندر آمد مادرِ آں طفلِ خورد
اُس چھوٹے بچے کی ماں اندر آگئی
اندر آتش گوئے دولت را ببرد
آگ میں اُس نے دولت کی بازی جیت لی

مادرش ہم زاں نسق گفتن گرفت
اُس کی ماں نے بھی اسی طرح کہنا شروع کردیا
دُرّ[3] وصفِ لُطفِ حق سُفتن گرفت
اللہ کی مہربانی کے موتیوں کو پرونا شروع کردیا

بانگ میزد در میانِ آں گروہ
اُس جماعت میں وہ پکار رہی تھی
پُر ہمی شد جانِ خلقاں از شکوہ
لوگوں کی جان عظمت سے پُر ہو رہی تھی

نعرہ میزد خلق را کاے مرداں
اُس نے لوگوں کو پکارا، اے لوگو!
اندر آتش بنگرید ایں بوستاں
آگ کے اندر اِس باغ کو دیکھو

انداختن مردمانِ خود را در آتش از سرِ ذوق

ذوق کی وجہ سے لوگوں کا اپنے آپ کو آگ میں ڈالنا

خلق خود را بعد ازاں بیخویشتن
اس کے بعد بے خود ہو کر لوگ اپنے آپکو
میفگندند اندر آتش مرد و زن
مرد و عورت، آگ میں ڈال رہے تھے

ق

بے مُوَکِّل بے کشش از عشقِ دوست
دوست کے عشق کی وجہ سے کسی کے بلانے اور کشش کے بغیر
زانکہ شیریں کردنِ ہر تلخ از وست
اِس لئے کہ ہر تلخ کا شیریں کردینا اُسکی ہی جانب ہے

[1] عذب۔ شیریں پانی۔ مِہِین۔ میم اور ہا کے کسرہ کے ساتھ، بزرگ تر۔ مَست و خراب۔ جو دُنیا کی لذتوں میں مَست اور برباد ہیں۔ عَینِ عتاب۔ سخت معتوب۔ بَحر۔ سمندر۔
[2] عمیق۔ گہرا۔ رقیق۔ باریک، لطیف۔ گوئے بُردن۔ گیند لیجانا، بازی جیت لینا۔ نَسَق۔ طرز، ترتیب۔
[3] دُرّ۔ موتی۔ سُفتن۔ پرونا۔ جان پُر شدن۔ جوش میں آنا، بہادری پیدا ہو جانا۔ خلقاں۔ خلق کی جمع مخلوق۔ شکوہ۔ عظمت، دبدبہ۔ بُوستاں۔ باغ۔ بے خویشتن۔ از خود رفتہ۔ مُوَکَّل۔ وہ شخص جس کو کوئی کام سپرد کیا گیا ہو۔

تا چناں شد کاں عَوانانِ[1] خلق را
یہاں تک ہوا کہ وہ سپاہی، لوگوں کو
منع میکردند کاتش در میا
منع کرتے تھے کہ آگ میں نہ آؤ

آں یہودی شد سیہ رُوی و خجل
وہ یہودی سیہ رُو اور شرمندہ ہوگیا
شد پشیماں زیں سبب بیمارِ دل
دل کا بیمار، اس وجہ سے پشیمان ہوگیا

کاندر آتش خلق عاشق تر شدند
کہ لوگ آگ میں گرنے کے اور زیادہ عاشق ہوگئے
در فنائے جسم صادق تر شدند
جسم کو فنا کرنے میں اور سچے ہو گئے

مکرِ شیطاں ہم در و پیچید شُکر
شکر ہے، شیطان کا مکر اُسی کو چمٹ گیا
دیو خود را ہم سیہ رُو دید شُکر
شکر ہے، شیطان نے اپنے آپ کو بھی کالا منہ دیکھا

آنچہ میمالید بر روئے کساں
(وہ سیاہی) جو وہ لوگوں کے منہ پر ملتا تھا
جمع شد در چہرۂ آں ناکساں[2]
اُن کمینوں کے چہروں پر اکٹھی ہوگئی

آنکہ می درّید جامۂ خلق چُست
جو تیزی سے لوگوں کی جامہ دری کرتا تھا
شد دریدہ آنِ اُو زیشاں درست
اُس کا جامہ چاک ہوگیا، اُن کا درست ہوگیا

کژ ماندنِ دہانِ آں شخص کہ نامِ پیغمبر را بہ تسخر برد

- اُس شخص کا منہ ٹیڑھا رہ جانا جس نے آنحضورؐ کا نام تمسخر کے ساتھ لیا تھا

آں دہن کژ کرد و از تسخر بخواند
جس نے منہ ٹیڑھا کیا اور تمسخر سے لیا
نامِ احمدؐ را دہانش کژ بماند
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام، اُس کا منہ ٹیڑھا رہ گیا

باز آمد کاے محمدؐ عفو کن
واپس آیا کہ اے محمدؐ معاف کر دیجئے
اے ترا اَلطاف و علمِ من لَدُن
اے (حضرت) آپکو مہربانیاں اور علمِ لدنی حاصل ہے

من ترا افسوس[3] می کردم ز جہل
میں نے جہالت کی وجہ سے آپ کا مذاق اڑایا
من بُدم افسوس را منسوب و اہل
حالانکہ تمسخر کے قابل اور مستحق تو میں تھا

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس دَرَد
جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کی پردہ دری کرے
میلش اندر طعنۂ پاکاں بَرَد
اُس کا میلان پاک لوگوں پر طعنہ زنی میں کر دیتا ہے

ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس
اور اگر خدا چاہتا ہے کہ کسی کی عیب پوشی کرے
کم زند در عیب معیوباں نفس
تو عیب داروں کے عیب بھی نہیں بیان کرتا

چوں خدا خواہد کہ ماں یاری کند
جب خدا ہماری مدد کرنا چاہتا ہے
میل مارا جانب زاری کند
تو ہمیں انکساری کی طرف مائل کر دیتا ہے

[1] عَوَان - عین کا فتحہ، واؤ کی تشدید، سخت گیر۔ مکرِ شیطان - مولانا فرماتے ہیں خدا کا شکر ہے شیطان خود اپنے جال میں پھنس گیا۔
[2] ناکس - بے وجود، کمینہ کژ ماندن - ٹیڑھا ہو جانا۔ جس طرح یہ یہودی بادشاہ اپنے کام سے خود ذلیل ہوا اُسی طرح آنحضور کا مذاق اڑانیوالا ذلیل ہوا۔ تسخر تمسخر۔ علمِ لدنی - وہ علم جو براہِ راست خدا سے بدون کسی اُستاد کے واسطے کے حاصل ہوا ہو۔
[3] افسوس - اِستہزاء، تمسخر۔ اہل - قابل، صاحب نفس زدن - سانس لینا، بات کرنا۔ یاری - مدد۔

اے خنک چشمیکہ اُو گریانِ اُوست | وے ہمایوں دل کہ اُو بریانِ اُوست
بڑی مبارک ہے وہ آنکھ جو اُس کے لئے روتی ہے | اور وہ دل بہت مبارک ہے جو اسکے لئے جل بھن رہا ہے

از پئے ہر گریہ آخر خندہ ایست | مردِ آخر بیں مبارک بندہ ایست
ہر رونے کے بعد بالآخر ہنسی ہے | انجام پر نظر رکھنے والا مبارک انسان ہے

ہر کجا آبِ رواں سبزہ بُود | ہر کجا اشکِ رواں رحمت شود
جہاں کہیں آبِ رواں ہو، سبزہ ہوتا ہے | جہاں کہیں اشکِ رواں ہو، رحمت ہوتی ہے

باش چوں دولاب نالاں چشم تر | تا ز صحنِ جانت بر روید خضر
رہٹ کی طرح نالاں اور گریاں رہ | تاکہ تیری روح کے صحن سے سبزہ اُگے

مرحمت فرمود سید عفو کرد | چوں ز جرأت توبہ کرد آں روئے زرد
سید الکونین نے رحم فرمایا، معاف کر دیا | جب اُس شرمندہ نے ہمت کر کے توبہ کی

رحم خواہی رحم کن بر اشکبار | رحم خواہی بر ضعیفاں رحم آر
تو رحم چاہتا ہے تو آنسو بہانے والے پر رحم کر | تو رحم چاہتا ہے تو کمزوروں پر رحم کر

عتاب کردن جہود آتش را کہ چرا نمی سوزد و جواب او

یہودی (بادشاہ) کا آگ پر غصہ کرنا کہ کیوں نہیں جلاتی اور اسکا جواب

رو بآتش کرد شہ کاے تند خو | آں جہاں سوزِ طبیعی خوت کو
بادشاہ آگ کی طرف متوجہ ہوا کہ اے بد مزاج! | تیری دنیا کو جلانیوالی فطری عادت کہاں ہے؟

چوں نمیسوزی چہ شد خاصیتت | یا ز بختِ ما دگر شد نیتت
تو جلاتی کیوں نہیں، تیری خاصیت کہاں گئی؟ | یا ہمارے نصیب سے تیری نیت بدل گئی

می نہ بخشائی تو بر آتش پرست | آنکہ نپرستد ترا چوں اُو برست
تو آگ کے پوجنے والے کو بھی نہیں بخشتی ہے | جو تجھے نہیں پوجتا وہ کیوں بچ گیا

ہرگز اے آتش تو صابر نیستی | چوں نسوزی چیست قادر نیستی
اے آگ! تو صبر کرنیوالی ہرگز نہیں ہے | کیوں نہیں جلاتی ہے؟ کیا ہے جو تو قادر نہیں ہے؟

چشم بند ست اے عجب یا ہوش بند | چوں نسوزاند چنیں شعلہ بلند
ہائے تعجب! یہ نظر بندی ہے یا حواس بندی | ایسا بلند شعلہ جلاتا کیوں نہیں ہے؟

جادوئے کردت کسے یا سیمیات | یا خلافِ طبعِ تو از بختِ ماست
کسی نے تجھ پر جادو کیا ہے یا طلسم | یا تیرا طبیعت کے خلاف (کام) ہمارے نصیب کی وجہ سے ہے؟

[1] گریاں۔ یعنی اللہ کے خوف سے۔ بریاں۔ یعنی اللہ کی محبت میں۔ آخر خندہ۔ ہر سختی کے بعد راحت ہوتی ہے۔ آخر بیں۔ جو شخص انجام پر نظر رکھتا ہے وہ قابلِ مبارک باد ہے۔

[2] رحمت۔ اللہ کے خوف سے تنہائی میں رو پڑنا اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔ خضر۔ سبزہ۔ سید۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم روئے زرد۔ شرمندہ، نادم خوت۔ خوئے تو۔ کو۔ کجا می نہ بخشائی۔ تو اپنے پجاریوں کو بھی نہیں بخشتی تو نے اُن کو جو کہ تجھے پوجتے نہیں کیوں نہیں جلایا۔ چشم بند۔ نظر بندی۔

[3] ہوش بند۔ جس سے انسان کے حواس گم ہو جائیں سیمیا۔ وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان اپنی شکل بدل لیتا ہے، موہوم چیزوں کو موجود کر کے دکھا دیتا ہے۔

جواب دادنِ آتش

گفت آتش من ہمانم آتشم
آگ نے کہا میں وہی آگ ہوں
اندر آتا تو ببینی تابشم[1]
اندر آجا، تاکہ تو میری گرمی دیکھے

طبعِ من دیگر نگشت و عُنصرم
میری طبیعت اور اصل نہیں بدلی ہے
تیغِ حقم ہم بدستوری بُرم
میں خدا کی تلوار ہوں، اجازت ہی سے کاٹتی ہوں

بر درِ خرگہ سگانِ تُرکماں
تُرکمانوں کے کُتّے، خیمہ کے دروازہ پر
چاپلوسی کردہ پیشِ میہماں
مہمان کے آگے خوشامد کرتے ہیں

ور بخرگہ بگذرد بیگانہ رُو
اگر خیمہ کے پاس سے اجنبی گذرتا ہے
حملہ بیند از سگاں شیرانہ اُو
تو وہ کتّوں سے شیروں جیسا حملہ دیکھتا ہے

من ز سگ کم نیستم در بندگی
میں غلامی میں، کُتّے سے کم نہیں ہوں
کم ز تُرکے نیست حق در زندگی
اللہ تعالٰی زندہ ہونے میں کسی تُرک سے کم نہیں ہے

آتشِ طبعت اگر غمگیں کُند
اگر تیرے مزاج کی آگ تجھے غمگین کرتی ہے
سوزش از امرِ ملیکِ دیں کُند
دین کے مالک کے حکم سے سوزش کرتی ہے

آتشِ طبعت اگر شادی دہد
اگر تیرے مزاج کی گرمی، خوشی دیتی ہے
اندرو شادی ملیکِ دیں نہد
دین کا مالک، اُس میں خوشی رکھ دیتا ہے

چونکہ غم بینی تو استغفار[2] کُن
جب تو غم دیکھے، تو توبہ کر
غم بامرِ خالق آمد کارکُن
غم، خدا کے حکم سے کام کرتا ہے

چوں بخواہد عینِ غم شادی شود
جب وہ چاہتا ہے عینِ غم، خوشی بنجاتا ہے
عینِ بندِ پائے آزادی شود
خود بیڑی، آزادی بنجاتی ہے

باد و خاک و آب و آتش بندہ اند
ہوا، مٹی، پانی اور آگ غلام ہیں
بامن و تو مُردہ باحق زندہ اند
میرے اور تیرے اعتبار مُردہ ہیں لیکن اللہ کے نزدیک زندہ ہیں

پیشِ حق آتش ہمیشہ در قیام
آگ، اللہ کے سامنے ہمیشہ کھڑی ہے
ہمچو عاشق روز و شب بیجاں مدام
عاشق کی طرح، بے جان، دن اور رات مسلسل

سنگ بر آہن زنی آتش جہد
تو لوہے پر پتھر ماریگا آگ نکلے گی
ہم بامرِ حق قدم بیروں نہد
وہ بھی خدا کے حکم سے باہر نکلتی ہے

آہن و سنگ از ستم برہم مزن
ظلم کے لوہے اور پتھر کو باہم نہ ٹکرا
کایں دُو میزایند ہمچو مرد و زن
اسلئے کہ دونوں مرد اور عورت کی طرح بچے دیتے ہیں

---

[1] تابش۔ تپش۔ عُنصر۔ اصل مادہ۔ دستوری۔ حکم، اجازت۔ بُرم۔ بالکاٹوں، بُریدن کا فعل مضارع متکلم ہے۔ خرگہ۔ خیمہ۔ تُرکماں۔ ترکوں کی ایک قوم ہے، ڈاکو۔ آتشِ طبعت جس طرح ظاہری آگ خدا کے حکم کی پابند ہے، اسی طرح باطنی آگ بھی خدا کے حکم کی پابند ہے۔ ملیک۔ مالک۔ دین۔ بدلہ، جزاء۔

[2] استغفار۔ توبہ، غم کا سبب گناہ ہے۔ عینِ غم۔ خدا اسباب کی تاثیرات بدل دیتا ہے۔ باد، جسقدر عناصر ہیں خدا کے حکم کے پابند ہیں اور اُس کے احکام کو سمجھتے ہیں صرف آگ ہی خدا کے حکم کی پابند نہیں ہے۔ آتش۔ آگ اللہ کے احکام کی منتظر رہتی ہے۔ قدم بیروں نہادن۔ پیدا ہونا۔

سنگ و آہن خود سبب آمد ولیک — تو بہ بالا[1] تر نگر اے مردِ نیک
پتھر اور لوہا خود سبب ہیں لیکن — اے نیک مرد! تو زیادہ اونچا دیکھ

کیں سبب را آں سبب آورد پیش — بے سبب کے شد سبب ہرگز ز خویش
اس لئے کہ اس سبب کو اُس سبب نے پیدا کیا ہے — کوئی سبب، بلا کسی سبب کے خود بخود کب ہوا ہے؟

ایں سبب را آں سبب عامل کند — باز گاہے بے بر و عاطل کند
اس سبب کو وہ سبب، عمل کرنیوالا بناتا ہے — پھر کبھی بے پر، اور معطّل بنا دیتا ہے

واں سببہا کانبیا را رہبر ست — آں سببہا زیں سببہا برتر ست
وہ اسباب جو انبیاء کے رہنما ہیں — وہ اسباب، اِن اسباب سے بالاتر ہیں

ایں سبب را محرم آمد عقلِ ما[2] — واں سببہا راست محرم انبیا
اس سبب سے ہماری عقل واقف ہے — اور اُن اسباب کو انبیاء جانتے ہیں

ایں سبب چہ بود بتازی گو رسن[3] — اندریں چہ[4] ایں رسن آمد بفن
یہ سبب کیا ہوتا ہے؟ عربی میں کہدے رسّی — اس کنوئیں میں یہ رسّی تدبیر سے آئی ہے

گردشِ چرخ[5] ایں رسن را علّت ست — چرخ گرداں را ندیدن زلّت ست
گھڑی کی گردش، اِس رسّی کی علّت ہے — گھڑی گھمانے والے کو نہ دیکھنا غلطی ہے

ایں رسنہائے سببہا در جہاں — ہاں و ہاں زیں چرخ سرگرداں مداں
دنیا میں اِن اسباب کی رسیوں کو — ہرگز، ہرگز اِس گھومنے والے چرخ (آسمان) کی وجہ سے نہ جان

تا نمانی صِفر[6] و سرگرداں چو چرخ — تا نہ سوزی تو ز بے مغزی چو مرخ[7]
تاکہ تو خالی، اور آسمان کی طرح سرگرداں نہ رہے — اور بے عقلی کی وجہ سے مرخ کی طرح نہ جلے

باد و آتش میشوند[8] از امرِ حق — ہر دو سرمست آمدند از خمرِ[9] حق
ہواء اور آگ اللہ کے حکم سے وجود میں آتے ہیں — اللہ کی شراب سے دونوں مست ہیں

آبِ حلم و آتشِ خشم اے پسر — ہم ز حق بینی چو بکشائی نظر
اے بیٹا! بُردباری کا پانی اور غصّہ کی آگ — بھی تو اللہ کی جانب سے دیکھیگا اگر آنکھ کھولیگا

گر نبودے واقف از حق جانِ باد — فرق کے کردے میانِ قومِ عاد[10]
ہوا کی جان، اگر اللہ سے واقف نہ ہوتی — قومِ عاد کے (نیک و بد) میں کب فرق کرتی؟

قصّہ ہلاک کردنِ باد قومِ ہود علیہ السلام را
ہوا کا ہود علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کا قصہ

[1] بہ بالا تر نگر۔ حقیقتہً اللہ تعالیٰ مُسبّب الاسباب ہے یعنی اسباب میں تاثیرات وہی پیدا کرتا ہے۔ آں سبب۔ اللہ تعالیٰ۔ [2] عقلِ ما۔ عوام کی نگاہ اسبابِ ظاہری پر رہتی ہے، انبیاء کی نظر مسبّب الاسباب پر رہتی ہے۔ [3] رسن۔ ڈول کے کھینچنے کا سبب بظاہر رسّی ہے لیکن حقیقی سبب رسّی کو کھینچنے والا ہے۔ [4] چہ۔ چاہ، کنواں۔ [5] گردشِ چرخ۔ فلاسفہ آسمان کو مسبّب الاسباب مانتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ اسباب بمنزلہ رسّی کے ہیں اور آسمان بمنزلہ گھیڑی ہے اور اصل سبب گھیڑی کو گھمانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ چرخ۔ فلاسفہ فلکُ الافلاک کی گردش کو سببِ حقیقی قرار دیتے ہیں۔ [6] صِفر۔ خالی۔ [7] مرخ۔ ایک درخت ہے جس سے آگ نکالتے ہیں۔ [8] میشوند۔ وجود میں آتے ہیں۔ [9] خمر۔ یعنی شرابِ محبت۔ [10] عاد۔ ایک قوم کا نام ہے جس میں حضرت ہودؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا، اُن کی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے اُن پر ہوا کو مسلّط کیا گیا جس نے اُن میں سے کافروں کو ہلاک کر دیا۔

ہود گردِ مومناں خطے کشید — نرم میشد باد کانجا میرسید
مومنوں کے چاروں طرف حضرت ہودؑ نے خط کھینچ دیا — جب ہوا اُس جگہ پہونچتی، نرم پڑ جاتی

ہر کہ بیروں بود زاں خط جملہ را — پارہ پارہ می شکست اندر ہوا
جو اُس خط کے باہر تھا، سب کو — ہوا اندر سے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھی

ہمچنیں شیبانِ[1] راعی می کشید — گرد بر گردِ رمہ خطے پدید
اسی طرح (حضرت) شیبان چرواہے کھینچ دیتے تھے — ریوڑ کے چاروں طرف نمایاں خط

ق

چوں بجمعہ میشد او وقتِ نماز — تا نیارد گرگ آں جا ترکتاز
جب نماز کے وقت جمعہ کو جاتے — تاکہ اُس جگہ بھیڑیا غارتگری نہ کرے

ہیچ گرگے در نرفتے اندراں — گوسپندے ہم نگشتے زاں نشاں
اُس میں کوئی بھیڑیا نہ گھستا — کوئی بکری بھی اُس علامت سے باہر نہ نکلتی

بادِ حرصِ گرگ و حرصِ گوسپند — دائرہ مردِ خدا را بود بند
بھیڑیئے کی حرص اور بکری کی حرص کی ہوا — (اُس) مردِ خدا کے دائرہ میں بند تھی

ہمچنیں بادِ اجل با عارفاں — نرم و خوش ہمچو نسیمِ بوستاں
اسی طرح، اولیاء اللہ پر موت کی ہوا — باغ کی نسیم کی طرح نرم اور خوشگوار ہے

آتشِ ابراہیمؑ را دنداں نزد — چوں گزیدہ حق بود چونش گزد
آگ نے (حضرت) ابراہیمؑ کو تکلیف نہیں پہونچائی — جبکہ اللہ کا برگزیدہ ہو وہ کس طرح گزند پہونچائے؟

آتشِ شہوت نسوزد اہلِ دیں — باغیاں را بردہ تا قعرِ[2] زمیں
دینداروں کو شہوت کی آگ نہیں جلاتی ہے — سرکشوں کو زمین کی تہ میں لیجاتی ہے

موجِ دریا چوں بامرِ حق بتاخت — اہلِ موسیٰؑ را ز قبطی وا شناخت
دریا کی موج چونکہ خدا کے حکم سے اٹھی — موسیٰؑ والوں کو قبطی سے پہچان لیا

خاکِ قاروں را چو فرماں در رسید — با زر و تختش بقعرِ خود کشید
قارون کی زمین کو جب حکم پہونچا — اُس کو دولت اور تخت کے ساتھ اپنی گہرائی میں کھینچ لیا

آب و گل چوں از دمِ عیسیٰ چرید — بال و پر بکشاد و مرغے شد پدید
مٹی اور پانی نے جب حضرت عیسیٰؑ کی پھونک کو چکھا — بال اور پر کھولے اور پرندہ بن گیا

از دہانت چوں برآید حمدِ حق — مرغِ جنت سازدش ربُّ الفلق
جب تیرے منہ سے اللہ کی تعریف نکلتی ہے — صبح کا رب اُس کو جنت کا پرندہ بنا دیتا ہے

[1] شیبان - ایک ولی کا نام ہے - راعی - چرواہا - رمہ - ریوڑ - پدید - ظاہر، نمایاں نشان - یعنی وہ خط جو شیبان نے کھینچا تھا - باد - چونکہ گزشتہ اشعار میں ہوا کے تابع فرمان ہونے کا ذکر تھا اس جگہ پر لفظ باد ہی استعمال کیا ہے یعنی بھیڑیئے کو دائرہ میں داخل ہونے اور بکریوں کو دائرے سے نکلنے کی حرص تھی - اجل - اولیاء اللہ پر موت کے بہتر آثار طاری ہوتے ہیں -

[2] قعر - گہرائی، یہاں دوزخ مراد ہے - دریا - فرعون نے حضرت موسیٰؑ کا تعاقب کیا تو دریائے نیل کی موجوں نے اُس کو اور اُس کی قوم قبطیوں کو غرق کر دیا - قارون - حضرت موسیٰؑ کا چچیرا بھائی، بہت مالدار تھا - حضرت موسیٰؑ کو اُس نے بہت ستایا تو مع خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا گیا - دمِ عیسیٰ - حضرت عیسیٰؑ نے چمگادڑ جیسی شکل کا ایک پرندہ گارے سے بنایا اور اُس پر دم کیا تو وہ اڑنے لگا -

ہست تسبیحت بجائے آب و گِل
تیرا سبحان اللہ کہنا جو بجائے پانی اور مٹی کے ہے

مرغِ جنت شد ز نفخِ صدقِ دل
دل کی سچائی کی پھونک سے جنت کا پرندہ بنا

کوہِ طور از نورِ موسیٰؑ شد برقص
کوہِ طور (حضرت) موسیٰؑ کے نور سے رقص میں آگیا

صوفیِ کامل شد و رست او ز نقص
باکمال صوفی بن گیا اور نقص سے بری ہوگیا

چہ عجب گر کوہ صوفی شد عزیز
اے عزیز! اگر پہاڑ صوفی ہوگیا تو کیا تعجب ہے

جسمِ موسیٰؑ از کلوخے بود نیز
حضرت موسیٰؑ کا جسم بھی تو مٹی کا ہی تھا

طنز و انکار کردن بادشاہ جہود نصیحت ناصحاں را

یہودی بادشاہ کا نصیحت کرنے والوں کی نصیحت پر طنز اور انکار

ایں عجائب دید آں شاہِ جہود
(جب) یہودی بادشاہ نے یہ عجائب دیکھے

جز کہ طنز و جز کہ انکارش نبود
سوائے طنز اور سوائے انکار کے اس کو کچھ نہ ہوا

ناصحاں گفتند از حد مگذراں
نصیحت کرنے والوں نے کہا، حد سے نہ گذر

مرکبِ استیزہ را چنداں مراں
جھگڑے کی سواری کو اس قدر تیز نہ دوڑا

بگذر از کشتن مکن ایں فعلِ بد
قتل کرنا چھوڑ دے، یہ برا کام نہ کر

بعد ازیں آتش مزن در جانِ خود
اس کے بعد اپنی جان میں آگ نہ لگا

ناصحاں را دست بست و بند کرد
اس نے نصیحت کرنے والوں کے ہاتھ باندھے اور قید کیا

ظلم را پیوند در پیوند کرد
ظلم کو پیوند در پیوند کر دیا

بانگ آمد کار چوں اینجا رسید
جب کام یہاں تک پہنچا، آواز آئی

پائے دار اے سگ کہ قہرِ ما رسید
اے کتے ٹھہر، ہمارا قہر آپہنچا ہے

بعد ازاں آتش چہل گز بر فروخت
اس کے بعد آگ چالیس گز ابھری

حلقہ گشت و آں جہوداں را بسوخت
گھیر ڈالا اور ان یہودیوں کو جلا دیا

اصلِ ایشاں بود ز آتش ز ابتدا
ان کی اصل شروع ہی سے آگ تھی

سوئے اصلِ خویش رفتند انتہا
بالآخر اپنی اصل کی طرف چلے گئے

ہم ز آتش زادہ بودند آں فریق
وہ لوگ آگ ہی سے پیدا ہوئے تھے

جزوہا را سوئے کل باشد طریق
اور اجزاء کا کل کی طرف راستہ ہوتا ہے

ہم ز آتش زادہ بودند آں خساں
وہ کمینے آگ سے پیدا ہوئے تھے

حرف میراندند از نار و دخاں
آگ اور دھوئیں کی بات کرتے تھے

لہ تسبیحت۔ تیرا سبحان اللہ کہنا بمنزلہ گارے کے پرندہ کے ہے اور صدقِ دل سے کہنا بمنزلہ دمِ عیسیٰؑ کے ہے۔ کوہِ طور۔ حضرت موسیٰؑ طور پر گئے اور ان کے لئے تجلی رب رونما ہوئی تو طور پہاڑ کو وجد آگیا اور اس میں صفتِ انسانی یعنی حرکتِ وجدی پیدا ہوگئی اور اس کا نقصِ جمادیت ختم ہوگیا۔
لہ چہ عجب۔ حضرت موسیٰؑ سرخیل صوفیا بھی مٹی کے بنے ہوئے تھے اگر مٹی کا پہاڑ صوفی بنگیا تو کیا تعجب ہے۔ ناصحاں۔ ناصح کی جمع، نصیحت کرنیوالا۔ استیزہ۔ لڑائی۔ جھگڑا۔ در جانِ خود۔ چونکہ ظلم جہنم میں جلنے کا سبب بنیگا۔
لہ ز آتش۔ یہ بھی شیاطین تھے اور شیطان آگ سے بنا ہے۔ انتہا۔ جبکہ آگ سے بنے تھے آگ میں چلے گئے۔ خس۔ کمینہ۔ حرف راندن۔ بات کرنا۔ دخان۔ دال کے ضمہ کے ساتھ، دھواں۔

بر جستن آتش*

آتشے بودند مومن سوز و بس — سوخت خود آتش مر ایشاں را چو خس [1]

وہ محض مومن سوز، آگ تھے — آگ نے خود اُن کو تنکے کی طرح جلا دیا

آنکہ اُو بود ست اُمّ الہاوِیہ — ہاوِیہ آمد مر اُورا زاوِیہ

جو شخص ہاویہ (دوزخ) کی جڑ ہے — ہاویہ ہی اُس کا گوشہ بنی

مادرِ فرزند جویائے وے ست — اَصلہا مر فرعہا را در پے ست

بچے کی ماں اپنے بچے کی جویا ہے — جڑیں، شاخوں کے درپے ہیں

آب اندر حوض گر زندانی ست — باد نشفش میکند کارکانی ست

پانی اگرچہ حوض میں بند ہے — ہوا اُسکو جذب کرتی ہے کیونکہ وہ عنصری ہے

مے رہاند می بَرَد تا معدنش — اندک اندک تا نہ بینی بُردنش

(ہوا) اُس کو رہائی دیتی ہے اور اُسکے معدن تک پہنچاتی ہے — تھوڑا، تھوڑا تاکہ تم اُس کے لیجانے کو نہ دیکھو

وِیں نفس جانہائے مارا ہمچناں — اندک اندک دزدد از حبسِ جہاں

اسی طرح یہ سانس ہماری جانوں کو — دنیا کے قید خانہ سے تھوڑا تھوڑا چراتا ہے

تا الیہ یصعد اطیابُ الکلِم — صاعِدًا مِنّا اِلٰی حیثُ عَلِم

یہاں تک کہ پاک کلمات اُس (اللہ) کی طرف چڑھتے ہیں — ہماری طرف سے اُس جگہ تک چڑھتے ہیں جسکو وہ جانتا ہے

ترتقی انفاسُنا بالاِتّقاء — مُتحفًا مِنّا اِلٰی دارِ البقاء

پرہیزگاری کی وجہ سے ہمارے سانس چڑھتے ہیں — ہماری جانب سے بطور تحفہ کے دار البقاء تک

ثُمّ یاتینا مکافاتُ المقال — ضِعفُ ذاکَ رحمۃً مِن ذِی الجلال

پھر کلمات کا بدلہ ہمیں ملتا ہے — اُس کا دوگنا ذوالجلال کی رحمت سے

ثُمّ یُلجِینا اِلٰی امثالِہا — کَی ینالَ العبدُ مِمّا نالہا

پھر وہ ہمیں مجبور کرتا ہے اُن جیسوں پر — تاکہ بندہ حاصل کرے وہی جو اُنسے حاصل کر چکا ہے

ہٰکذا تعرج و تنزل دائما — ذا فلا زالت علیہ قائما

اسی طرح وہ چڑھتے اور اُترتے ہیں ہمیشہ — یہ، تو وہ اُس پر ہمیشہ قائم ہیں

پارسی گوئیم یعنی ایں کشش — زاں طرف آمد کہ آمد ایں چشش

ہم فارسی میں کہتے ہیں یعنی یہ کشش — اُس طرف سے آئی ہے کہ جس طرف سے یہ ذوق آیا ہے

چشمِ ہر قومے بسوئے ماندہ است — کاں طرف یک روز ذوقے راندہ است

ہر قوم کی نظر اُس طرف رہتی ہے — کہ جس طرف ایک دن کوئی مزا حاصل کیا ہے

[1] خس۔ تنکا۔ ہاوِیہ۔ دوزخ کے طبقے کا نام ہے، یہ قرآن پاک کی آیت اَمّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُمُّہٗ ہَاوِیَۃٌ کا اقتباس ہے یعنی جس کے نیک اعمال ہلکے ٹھہرے اُسکا ٹھکانا ہاوِیہ ہے۔ زاوِیہ۔ کونہ، گوشہ۔ مادر۔ کفار کی ماں جہنم ہے لہذا اُنکو طلب کریگی زندانی قیدی۔ نشف۔ چوسنا، خشک کر دینا۔ کارکانی ست مگر ارکانی است، ارکان چاروں عنصروں کو کہا جاتا ہے یعنی پانی بھی عنصر ہے اور ہوا بھی لہذا ہوا پانی کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ معدن۔ کان، یہاں پانی کا کرہ مراد ہے۔ جانہا۔ چونکہ روح عالم بالا کی چیز ہے تو سانس کی ہوا اُسکو رفتہ رفتہ اُس کے اصل مقام پر پہونچا دیتی ہے۔

[2] اَطیاب۔ طیب کی جمع ہے، پاکیزہ۔ الکلِم۔ کاف کا فتحہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ کلمہ کی جمع یعنی کلماتِ طیبات کا بھی اصل مقام ملاءِ اعلیٰ ہے لہذا وہ اپنے مقام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ انفاس۔ نفس نون اور فاء کے فتحہ کے ساتھ کی جمع ہے، سانس۔ مُتحف۔ وہ چیز جو تحفہ میں پیش کیجائے۔ دار البقاء۔ آخرت۔ مکافات۔ بدلہ، معاوضہ۔ مقال۔ گفتگو، کلمات طیبات مراد ہیں۔ ضِعف ضاد کے کسرہ کے ساتھ، دوگنا۔ ذی الجلال۔ مُنعزب حق۔ ص

[3] یلجینا۔ اِلجاء سے بنا ہے، مجبور کرنا، مونث کی ضمیریں مکافات کی طرف لوٹتی ہیں۔ تعرج۔ کلماتِ طیبات چڑھتے ہیں۔ تنزل۔ خدا کی رحمت اترتی ہے۔ علیہ۔ یعنی عروج و نزول۔ چشش۔ چشیدن کا حاصل مصدر ہے۔ چکھنا یعنی انسان کو جس چیز کا ذوق ہوتا ہے اسی کی طرف کھنچتا ہے۔

ذوقِ جنس از جنسِ خود باشد یقیں
یقیناً جنس کو اپنی جنس سے ذوق ہوتا ہے

ذوقِ جزو از کُلِّ خود باشد ببیں
دیکھو جزو کا ذوق اپنے کُل سے ہوتا ہے

یا مگر[1] آں قابلِ جنسے بُوَد
یا شاید وہ چیز جنس کو قبول کرنیوالی ہے

چوں بدو پیوست جنسِ اُو شود
جب اُس جنس سے ملے اُسی جنس کی ہوجائے

ہمچو آب و ناں کہ جنسِ ما نبُود
جیسے پانی اور روٹی ہماری جنس کا نہ تھا

گشت جنسِ ما و اندر ما فزُود
ہماری جنس بنگیا اور ہم میں اضافہ کردیا

نقشِ جنسیت ندارد آب و ناں
پانی اور روٹی جنسیت کی صورت نہیں رکھتے

ز اعتبارِ آخر آنرا جنس داں
لیکن انجام کے اعتبار سے انکو جنس سمجھو

ور بغیرِ جنس باشد ذوقِ ما
اور اگر غیرِ جنس سے ہمارا ذوق ہوگا

آں مگر[2] مانند باشد جنس را
وہ شاید ہماری جنس سے مناسبت رکھتا ہو

آنکہ مانندست باشد عاریت
جو مشابہ ہے وہ عارضی ہوتا ہے

عاریت باقی نماند عاقبت
انجام کار عارضی چیز باقی نہیں رہتی

مُرغ را گر ذوق آید از صفیر
پرندہ کو اگر سیٹی سے لُطف آتا ہے

چونکہ جنسِ خود نیابد شد نفیر
جب وہ اپنی جنس کو نہیں پاتا، بھاگ جاتا ہے

تشنہ را گر ذوق آید از سراب
پیاسے کو، اگر سراب سے ذوق آتا ہے

چوں رسد در وے گریزد جوید آب
جب اُسمیں پہونچتا ہے، بھاگتا ہے، پانی کی جستجو کرتا ہے

مُفلساں گر خوش شوند از زرِ قلب
مُفلس، اگر کھوٹے سونے سے خوش ہوتے ہیں

لیک آں رُسوا شود در دارِ ضرب
لیکن وہ ٹکسال میں جاکر بے قدر ہوجاتا ہے

تا زراندودیت از رہ نفگند
خبردار! کوئی ملمع ساز تجھے، راستہ سے نہ بھٹکادے

تا خیالِ کژ ترا چہ نفگند
خبردار ٹیڑھ خیالی تجھے کنوئیں میں نہ گرادے

از کلیلہ باز جو آں قصہ را
اُس قصہ کو کلیلہ دمنہ میں تلاش کر

و اندراں قصہ طلب کن حصہ را
اور اُس قصہ میں اپنا حصہ طلب کر

در کلیلہ[3] خواندہ باشی لیک آں
تونے کلیلہ میں پڑھا ہوگا لیکن وہ

قشر و افسانہ بُود نے مغزِ جاں
چھلکا اور افسانہ تھا نہ کہ جان کا مغز

قصہ نخچیراں و بیانِ توکّل و ترکِ جہد کردن

شکار کے جانوروں کا قصہ اور توکّل اور کوشش ترک کردینے کا بیان

[1] یا مگر۔ دراصل تو ہر ایک کو اپنی جنس سے ذوق ہوتا ہے اور کبھی اُس چیز سے بھی ذوق ہوتا ہے جو فی الحال تو ہم جنس نہیں ہے لیکن بعد میں ہم جنس بنجاتی ہے جیسے روٹی پانی کہ وہ انسان کی جنس میں سے نہیں ہے لیکن انسانی بدن میں جاکر انسان کا جزو بنجاتی ہے۔

[2] آں مگر۔ کبھی ذوق اِس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ چیز حقیقتاً ہم جنس تو نہیں ہے لیکن ہم جنس سے مشابہت رکھتی ہے لیکن یہ ذوق بہت عارضی ہے۔ مرغ۔ پرندہ، شکاری کی سیٹی کی طرف اِسوجہ سے کھنچتا ہے کہ وہ اُس کے ہم جنس پرندہ کی آواز سے مُشابہت رکھتی ہے لیکن فوراً ہی حقیقت کھلنے پر بھاگتا ہے۔ سراب۔ چمکتا ہوا ریتہ جو دور سے پانی نظر آتا ہے۔ زرِ قلب۔ کھوٹا سونا۔ دارِ ضرب۔ ٹکسال۔ تا۔ یہاں سے مولانا کا قول شروع ہوتا ہے۔ کژ۔ کج۔

[3] کلیلہ دمنہ۔ مشہور کتاب ہے۔ کلیلہ اور دمنہ دو فرضی گیدڑوں کے نام ہیں جنکی زبانی بہت نصیحت آمیز قصے کہانیاں نقل کی گئی ہیں یہ اصل کتاب سنسکرت میں تھی پھر اُس کا فارسی ترجمہ ہوا اور پھر خلیفہ ہارون الرشید نے فارسی سے عربی میں منتقل کرائی اب اُس کے سنسکرت اور فارسی کے نسخے مفقود ہیں عربی نسخے سے یہ کتاب دنیا کی مشہور زبانوں میں منتقل ہوئی ہے۔ قشر۔ چھلکا۔ افسانہ۔ کہانی۔ جہد۔ جیم کا فتحہ اور ضمہ دونوں صحیح ہیں۔

جہد۔ کوشش، محنت۔

طائفہ نخچیر در وادیِ خوش — بود شاں با شیر دائم کشمکش
شکار کے جانوروں کی ایک ٹکڑی، عمدہ وادی میں — اُن کی شیر کے ساتھ مستقل کشمکش رہتی تھی

بسکہ آں شیر از کمیں در می ربود — آں چرا بر جملہ ناخوش گشتہ بود
چونکہ وہ شیر گھات سے اٹھا لیجاتا تھا — وہ چراگاہ سب کے لئے ناگوار ہو گئی تھی

حیلہ کردند آمدند ایشاں بہ شیر — کز وظیفہ ما ترا دادیم سیر
انہوں نے تدبیر کی، وہ شیر کے پاس آئے — کہ تجھے ہم نے پیٹ بھر کر خوراک دینا منظور کیا ہے

جز وظیفہ در پئے صیدے میا — تا نگردد تلخ بر ما ایں گیا
راتب کے علاوہ کسی شکار کے پیچھے نہ آ — تاکہ یہ گھاس ہمارے لئے کڑوی نہ بنے

جوابِ شیر نخچیراں را و بیانِ خاصیتِ جہد
شیر کا شکار کو جواب دینا اور کوشش کی خاصیت کا بیان

گفت آرے گر وفا بینم نہ مکر — مکرہا دیدم بسے از زید و بکر
اس نے کہا، ہاں اگر میں وفاداری دیکھوں نہ مکاری — زید و بکر سے میں نے بہت مکر دیکھے ہیں

من ہلاکِ قول و فعلِ مردمم — من گزیدہ زخمِ مار و کژدمم
میں لوگوں کے قول اور فعل سے تباہ ہوں — میں سانپ اور بچھو کا زخم خوردہ ہوں

نفس ہر دم از درونم در کمیں — از ہمہ مردم بتر در مکر و کیں
میرے اندر سے نفس ہر وقت گھات میں ہے — مکر اور کینہ میں سب انسانوں سے بدتر ہے

گوشِ من لایُلدغ المؤمن شنید — قولِ پیغمبر بجان و دل گزید
میرے کان نے لایُلدغ المؤمن سنا ہے — پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول کو جان و دل سے اختیار کر لیا ہے

باز ترجیح نہادنِ نخچیراں توکل را بر جہد و اکتساب
شکاروں کا کوشش اور کمانے پر توکل کو پھر ترجیح دینا

جملہ گفتند اے امیرِ باخبر — الحذر دع لیس یغنی عن قدر
سب نے کہا اے باخبر سردار! — احتیاط کو چھوڑ، وہ تقدیر سے بے نیاز نہیں کراتی ہے

در حذر شوریدنِ شور و شر ست — رو توکل کن توکل بہتر ست
بچاؤ میں، شور و شر کا برانگیختہ ہونا ہے — جا، توکل کر، توکل بہتر ہے

با قضا پنجہ مزن اے تند و تیز — تا نگیرد ہم قضا با تو ستیز
اے تند و تیز! خدائی فیصلہ کا مقابلہ نہ کر — تاکہ خدائی فیصلہ تجھ سے برسرِ پیکار نہ ہو

لہ طائفہ۔ جماعت، گروہ
وادیِ خوش۔ سرسبز میدان۔
نخچیر۔ شکار کرنا، شکارگاہ، شکار کیا ہوا جانور، وہ جانور جس کا شکار کھیلا جاتا ہے۔ کش مکش۔ صیغہ امر و نہی کا مجموعہ ہے جیسے گو مگو، کھینچا تانی۔ بسکہ۔ چونکہ۔ کمیں۔ گھات کی جگہ۔ چرا۔ جیم فارسی کے فتحہ کے ساتھ، چریدن سے، چراگاہ
حیلہ۔ تدبیر، مکر۔ وظیفہ۔ روزینہ، راتب۔ سیر۔ پیٹ بھر کھانا۔ گیا۔ گھاس۔ آرے۔ مجھے منظور ہے، ہاں۔ زید و بکر۔ یعنی عام انسان۔
لہ ہلاک۔ برباد۔ مردم۔ لوگ۔ گزیدہ۔ ڈسا ہوا۔ مار۔ سانپ۔ کژدم۔ ٹیڑھی دم والا، بچھو۔ نفس۔ یہاں سے مولانا نے نفسِ امّارہ کے مکر کا ذکر شروع کیا ہے۔ لایُلدغ المؤمن۔ حدیث ہے لایُلدغ المؤمن من جُحرٍ واحدٍ مرّتین مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا۔
لہ اکتساب۔ کمانا۔ الحذر۔ پرہیز، بچاؤ، چوکنا رہنا۔ احتیاط۔ دع۔ امر کا صیغہ ودع و دعا سے، چھوڑنا۔ قدر۔ تقدیر، قضائے الٰہی۔ شوریدن۔ برانگیختہ ہونا۔ فتنہ بپا ہونا۔ شر۔ برائی۔ تدبیر اور دیگر اسباب کو جو مؤثرِ حقیقی سمجھتے ہیں وہ زندیق سمجھے جاتے ہیں۔ م
پنجہ زدن۔ مقابلہ کرنا۔ ستیز۔ جنگ و جدل۔

مُردہ[1] باید بود پیشِ حکمِ حق — تا نیاید زحمت از ربُّ الفلق
اللہ کے حکم کے سامنے مُردہ ہو جانا چاہیے — تاکہ ربُّ الفلق کی جانب سے عذاب نہ آئے

باز ترجیح نہادنِ شیر جہد را بر توکّل و تسلیم
شیر کا پھر کوشش کو توکّل اور تسلیم پر ترجیح دینا

گفت آرے گر توکّل رہبر ست — ایں سبب ہم سُنّتِ پیغمبر ست
اُس نے کہا بیشک اگرچہ توکّل راہ نما ہے — یہ سبب (اختیار کرنا) بھی پیغمبر کی سنّت ہے

گفت پیغمبر باآواز بلند — بر توکّل زانوئے اُشتر بہ بند
پیغمبرؐ نے بلند آواز سے کہا ہے — توکّل کے ساتھ اونٹ کے گھٹنے باندھ دو

رمزِ اَلکاسِبُ[2] حبیبُ اللہ شنو — از توکّل در سبب کاہل مشو
اَلکاسِبُ حبیبُ اللہ کا نکتہ سُنو — توکّل کی وجہ سے سبب کے معاملہ میں سُست نہ بنو

در توکّل کسب و جہد اولیٰ تر ست — تا حبیبِ حق شوی ایں بہتر ست
توکّل میں کمائی اور کوشش زیادہ بہتر ہے — تاکہ تو اللہ کا محبوب بنجائے، یہ بہتر ہے

رو توکّل کُن تو با کسب اے عمو — جہد می کُن کسب می کُن مو بمو
اے چچا! جا، مع کوشش کے توکّل کر — کوشش کر، کمائی کر، سر بسر

جہد کن جدّے نما تا وارہی[3] — گر تو از جہدش بمانی اَبلہی
کوشش کر، تن دہی کر تاکہ نجات پائے — اگر تو اس کی کوشش سے باز رہا تو بیوقوف ہے

باز ترجیح نخچیراں توکّل را از جہد و کسب
پھر شکاروں کا توکّل کو کوشش اور کمائی پر ترجیح دینا

قوم گفتندش کہ کسب از ضعفِ خَلق — لقمۂ تزویر داں بر قدرِ حلق
قوم نے اُس سے کہا کہ کوشش لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے ہے — اور اُس کو بقدرِ حلق فریب کا لقمہ سمجھ

پس بداں کہ کسبہا از ضعف خاست — در توکّل تکیہ بر غیرے خطا ست
پس جان لے کہ کوششیں ضعف کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں — توکّل میں غیر پر بھروسہ غلط ہے

نیست کسبے از توکّل خوب تر — چیست از تسلیم خود محبوب تر
کوئی کوشش، توکّل سے بہتر نہیں ہے — رضا و تسلیم سے زیادہ محبوب کیا چیز ہے؟

بس گریزند از بلا سوئے بلا — بس جہند از مار سوئے اژدہا
بہت لوگ ایک مصیبت سے دوسری مصیبت کی طرف بھاگتے ہیں — بہت لوگ سانپ سے اژدھے کی طرف کودتے ہیں

---

[1] مُردہ بُودن - یعنی سرِ تسلیم خم کرنا۔ زحمت - صدمہ، مار پیٹ، عذاب - ربُّ الفلق صبح کی سفیدی پیدا کرنیوالا اللہ تعالےٰ۔ سبب - اسباب کو اختیار کرنا "آنحضورؐ کی" سنّت ہے۔ باآوازِ بلند - علی الاعلان - زانوئے اُشتر - آنحضورؐ نے فرمایا ہے اِعقِل وَتَوَکَّل، اونٹ کے رسّی باندھ اور خدا پر بھروسہ کر یعنی حفاظت کے جو اسباب ہیں وہ بھی اختیار کر۔

[2] الکاسِبُ حبیبُ اللہ - کسب کرنیوالا اللہ کا محبوب ہے - یہ مشہور مقولہ ہے کاہل - سُست، یعنی انسان کو اسباب اختیار کرنے میں سُستی نہ کرنی چاہیے۔ در توکّل - انسان کا محنت کرنا اور اسبابِ دنیوی اختیار کرنا توکّل کے خلاف نہیں ہے۔ عمو - چچا، بزرگ۔ مو بمو - سر بسر، پوری طرح۔ جِدّ - جیم کے کسرہ سے، کوشش۔

[3] وا - جدا - رہی - رہیدن کا فعلِ مضارع، چھوٹنا۔ اَبلہ - بیوقوف۔ خَلق - مخلوق - تزویر - مکر و فریب ضُعف - یعنی انسان کو کسب اس لئے کرنا پڑتا ہے کہ اُس کے عقیدے میں کمزوری آگئی ہے، خدا پر پورا بھروسہ نہیں کرتا ہے۔ تکیہ - بھروسہ تسلیم - خدا کے حکم پر سر جھکا دینا۔

حیلہ کرد انسان و حیلش دام بود
انسان نے تدبیر کی اور اُس کی تدبیر جال تھی

آنکہ جاں پنداشت خوں آشام بود
جس کو جان سمجھا وہ خون پینے والی تھی

در ببست و دشمن اندر خانہ بود
(اُس نے) دروازہ بند کرلیا اور دشمن گھر ہی میں تھا

حیلۂ فرعون زیں افسانہ بود
فرعون کی تدبیر اسی قسم کی تھی

صد ہزاراں طفل کشت آں کینہ کش
اُس کینہ والے نے لاکھوں بچے مار ڈالے

وانکہ او می جست اندر خانہ اش
اور جس کو وہ تلاش کرتا تھا اُسکے گھر میں تھا

دیدۂ ما چوں بسے علت دروست
جبکہ ہماری نگاہ میں بڑی خرابیاں ہیں

رو فنا کن دید خود در دید دوست
جا، اپنی صوابدید کو دوست کی صوابدید میں فنا کردے

دید ما را دید او نعم العوض
اُس کی صوابدید ہماری صوابدید کا بہترین بدل ہے

ہست اندر دید او کلی غرض
اُس کی صوابدید میں تمام مقاصد موجود ہیں

طفل تا گیرا و تا پویا نہ بود
بچہ جب تک پکڑنے والا اور چلنے والا نہ تھا

مرکبش جز گردن بابا نہ بود
بابا کی گردن کے علاوہ اُس کی سواری نہ تھی

چوں فضولی کرد و دست و پا نمود
جب اُس نے بیکار بات کی اور ہاتھ پیر نکالے

در عنا افتاد و در کور و کبود
(تو) مشقت و مصیبت اور اندھیرے میں پھنس گیا

جانہائے خلق پیش از دست و پا
لوگوں کی روحیں، ہاتھ، پیر سے پہلے

می پریدند از وفا اندر صفا
کمال کی وجہ سے، عالم غیب میں پرواز کرتی تھیں

چوں بامر اہبطوا بندی شدند
جب اِہبطوا کے حکم سے قیدی بنگئیں

حبس خشم و حرص و خورسندی شدند
غصہ اور حرص اور خوشی میں گرفتار ہو گئیں

ما عیال حضرتیم و شیر خواہ
ہم اللہ کے عیال، اور شیر خوار ہیں

گفت الخلق عیال للالہ
(خدا نے) فرمایا ہے مخلوق اللہ کی عیال ہے

آنکہ او از آسماں باراں دہد
جو آسمان سے بارش عطا فرماتا ہے

ہم تواند کو برحمت ناں دہد
یہ بھی کرسکتا ہے کہ وہ کرم سے روٹی دیدے

دیگر بار بیان کردن شیر ترجیح جہد بر توکل
شیر کا توکل پر کوشش کو دوسری بار ترجیح دینا

گفت شیر آرے ولے رب العباد
شیر نے کہا، ہاں لیکن بندوں کے پروردگار نے

نردبانے پیش پائے ما نہاد
ہمارے پیروں کے پاس سیڑھی رکھدی ہے

لہ حیلہ ۔ تدبیر ۔ دام ۔ جال
خون آشام ۔ خونخوار، فرعون
یہ لقب ہے نام ولید بن
مصعب ہے یہ مصر کا ظالم
بادشاہ گذرا ہے، کاہنوں
نے اُس کو بتایا تھا کہ بنی اسرائیل
کا لڑکا تمہاری سلطنت کے
زوال کا باعث ہوگا، اس
بنا پر اُس نے بنی اسرائیل
میں پیدا ہونے والے بچوں
کو قتل کرانا شروع کردیا۔
حضرت موسیٰ کو اُن کی
والدہ نے پیدائش کے بعد
دریائے نیل میں ڈالدیا
جو بالآخر فرعون کے گھر
پہنچ گئے اور وہیں اُن کی
پرورش ہوئی اور وہی
اُس کی سلطنت کے زوال
کا سبب بنے۔
ٹہ دید ۔ نظر، صوابدید
علت ۔ بیماری، نقص ۔
نعم العوض ۔ اچھا بدلہ ۔
گیرا ۔ گیرندہ ۔ پکڑنیوالا ۔
پویا ۔ دوڑنے والا ۔ مرکب
سواری ۔ بابا ۔ باپ ۔
فضولی ۔ غیر ضروری بات،
بیہودگی ۔ عنا ۔ مشقت ۔
کور ۔ یعنی اندھاپن کبود ۔
کالا، تاریک ۔ جانہائے
روحیں عالم ازل میں بغیر ہاتھ
پیر کے اڑتی پھرتی تھیں ۔
صفا ۔ عالم بالا چونکہ وہ
مادہ سے صاف ہے ۔
سہ اہبطوا ۔ نیچے اترو، حضرت
آدم وحوا اور شیطان کو
گندم خوری کے بعد حکم ہوا
تھا کہ سرزمین پر اترو ۔ ھ

ھ عیال ۔ بال بچے، کنبہ جو لوگ کسی کی سرپرستی میں ہوں ۔ آرے ۔ ہاں ۔ ولے ۔ لیکن رب العباد ۔
بندوں کا پروردگار ۔ نردبان ۔ سیڑھی، زینہ ۔

پایہ پایہ[1] رفت باید سوئے بام
کو زینے پر رفتہ رفتہ چڑھنا چاہئے

ہست جبری بودن اینجا طمعِ خام
اس مقام پر جبری ہونا خام خیالی ہے

پاداری چوں کنی خود را تو لنگ
تو پیر رکھتا ہے، کیوں اپنے کو لنگڑا بناتا ہے؟

دست داری چوں کنی پنہاں تو چنگ
تو ہاتھ رکھتا ہے، پنجہ کو کیوں چھپاتا ہے؟

خواجہ چوں بیلے بدستِ بندہ داد
آقا نے، جب غلام کو بیلچہ تھما دیا

بے زباں معلوم شد اُو را مُراد
بغیر کچھ کہے اس کا مقصد معلوم ہو گیا

دست ہمچوں بیل اشارتہائے اوست
بیلچہ کی طرح، ہاتھ، اس کے اشارے ہیں

آخر اندیشی عبارتہائے اوست
جس کا مطلب انجام بینی ہے

چوں اشارتہاش را بر جاں نہی[2]
جب تو اس کے اشاروں کو دل پر جمالے گا

در وفائے آں اشارت جاں دہی
اور ان اشاروں کو پورا کرنے میں جان دیدے گا

ق

پس اشارتہاش اسرارت دہد
تب اس کے اشارے تجھے راز عطا کریں گے

بار بردارد ز تو، کارت دہد
تیرا بوجھ ہلکا کر دیں گے، تجھے کام دیں گے

حاملی محمول گرداند ترا
تو بار بردار ہے تو تجھے سوار کر دے گا

قابلی مقبول گرداند ترا
تو (حکم کو) ماننے والا ہے تو تجھے مقبول بنا دیگا

قابلِ[3] امرِ وئی قابل شوی
تو اس کے حکم کو قبول کرنے والا ہے (دربار کے) قابل ہو جائیگا

وصل جوئی بعد ازاں واصل شوی
تو وصل کا طالب ہے، اس کے بعد وصال والا بنجائیگا

سعیِ شکرِ نعمتِ قدرت بود
کوشش، قدرت کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے

جبرِ تو انکارِ آں نعمت بود
اور تیرا جبری ہونا اس نعمت کا انکار ہے

شکرِ نعمت نعمت افزوں کند
نعمت پر شکر ادا کرنا تیری نعمت کو بڑھائیگا

کفرِ نعمت از کفت بیروں کند
اور نعمت کا کفر، (اسکو) تیرے قبضہ سے نکال دیگا

جبرِ تو خفتن بود در رہِ مخسپ
اپنے آپ کو مجبور سمجھنا، سو جانا ہے، راستہ میں نہ سو

تا نہ بینی آں در و درگہ مخسپ
جب تک اس در اور درگاہ کو نہ دیکھ لے، نہ سو

ہاں مخسپ اے جبریِ بے اعتبار
اے بے بھروسہ جبری! ہرگز نہ سونا

جز بزیرِ آں درختِ میوہ دار
اس میوہ دار درخت کے نیچے کے سوا

تا کہ شاخ افشاں کند ہر لحظہ باد
تاکہ ہوا ہر لحظہ شاخ کو ہلائے

بر سرت دائم بریزد نقل و زاد
دائم ہمیشہ تیرے لئے نقل و توشہ مہیا کرتی ہے

---

[1] پایہ پایہ - درجہ بدرجہ۔ بام - کوٹھا، بالاخانہ۔ جبری - مجبور۔ لنگ - لنگڑا۔ چنگ - چنگل، پنجہ۔ خواجہ - مالک، آقا۔ بندہ - غلام، نوکر۔ بیل - بیلچہ۔ بے زبان - بغیر کہے ہوئے۔ مراد - آقا کا مطلب یہ ہے کہ زمین کھود، جب خدا نے یہ اعضاء دیئے ہیں تو اشارہ ہے کہ ہاتھ پیر کو کام میں لا۔

[2] بر جاں نہی - تو دل پر نقش کرلیگا۔ وفا - پورا کرنا۔ اسرارت - یعنی جب تم محنت اور ریاضت کروگے تو مجاہدے کشف شہود ہوگا۔ حامل - بوجھ اٹھانیوالا۔ محمول - لدا ہوا، یعنی اب تو تم پر اعمال کا بار ہوگا کل کو یہی اعمال باعثِ راحت ہوں گے۔

[3] قابل - قبول کرنیوالا۔ مقبول - یعنی مقبولِ بارگاہ۔ امرِ وئی - یعنی امرِ رب ہستی۔ قدرت - اختیار۔ جبر - مجبور ہونا بے بسی، بے اختیاری۔ در و درگہ - یعنی جب تو جنابِ باری میں پہونچ جائے اور تجھے مشاہدۂ حق میسر ہوجائے۔ ہاں - کلمۂ تنبیہ ہے۔ جبری - وہ شخص جو عقیدۂ جبر کا قائل ہو، انسان کو مجبورِ محض سمجھتا ہو۔ بے اعتبار - اپنے منافع کے لئے تو بھاگا پھرتا ہے اور عبادات وطاعات میں اپنے آپ کو مجبور سمجھتا ہے۔ درخت - یعنی وصول الی اللہ

کو درخت۔ افشاں کن۔ جھاڑنے والا۔ نقل۔ وہ میوہ جو شراب کے ساتھ کھاتے ہیں۔ زاد۔ توشہ۔

جبر، خفتن در میانِ رہزناں ‌‌— مرغِ بے ہنگام کے یابد اماں
خود کو مجبور سمجھنا، ڈاکوؤں کے درمیان سو جانا ہے — بے وقت اذان دینے والا مرغ کب بچتا ہے؟

ور اشاراتش را بینی زنی — مرد پنداری و چوں بینی زنی
اگر اس کے اشاروں پر تو ناک چڑھائے گا — تو اپنے آپ کو مرد سمجھتا ہے، اور جب غور کریگا تو عورت ہے

آں قدر عقلے کہ داری گم شود — سر کہ عقل از وے بپرد دُم شود
تو جس قدر عقل رکھتا ہے، وہ گم ہو جائیگی — جس سر سے عقل اڑ جائے وہ دُم بنجاتا ہے

زانکہ بے شکری بود شوم و شنار — می برد ناشکر را در قعرِ نار
چونکہ ناشکری، منحوس اور نامبارک ہوتی ہے — ناشکرے کو جہنم کے گڑھے میں لیجاتی ہے

گر توکّل میکنی در کار کن — کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
اگر تو توکّل کرتا ہے، کاروبار میں کر — کما، اور پھر اللہ پر بھروسہ کر

تکیہ بر جبار کن تا وارہی — ورنہ افتی در بلا و گمرہی
خدا پر بھروسہ کر تاکہ نجات پائے — ورنہ معیبت اور گمراہی میں مبتلا ہو جائیگا

باز ترجیح نہادن نخچیراں توکّل را بر جہد
شکاریوں کا توکّل کو کوشش پر پھر ترجیح دینا

جملہ با وے بانگ ہا بر داشتند — کاں حریصاں کیں سببہا کاشتند
سب اس پر چیخ پڑے — کہ جن حریصوں نے یہ اسباب بوئے ہیں

صد ہزار اندر ہزاراں مرد و زن — ق پس چرا محروم ماند اندر زمن
لاکھوں، لاکھ مرد اور عورت — زمانہ میں کیوں محروم رہے؟

صد ہزاراں قرن ز آغازِ جہاں — ہمچو اژدرہا کشادہ صد دہاں
ابتداءِ آفرینش سے لاکھوں صدیاں — اژدھوں کی طرح سینکڑوں منہ کھولے ہوئے

مکر ہا کردند آں دانا گروہ — کہ زبُن برکندہ شد زاں مکر کوہ
ان عقلمندوں نے ایسی چالاکیاں کیں — کہ ان کی چالاکیوں سے پہاڑ جڑ سے اکھڑ گیا

کردہ مکر و حیلہ آں قوم خبیث — گر ز ما باور نداری ایں حدیث
اس خبیث قوم نے چالاکی اور تدبیر کی — اگر ہماری اس بات پر تجھے یقین نہیں آتا

کرد وصفِ مکرِ شاں ذو الجلال — ق لتزول منہ اقلال الجبال
اللہ نے ان کے مکر کا بیان فرمایا ہے — اس سے پہاڑ کی چوٹیاں ہٹ جاتی ہیں

ل رہزناں۔ یعنی شیاطین
مرغ۔ جو مرغ بے وقت اذان دیتا تھا اس کو ذبح کر لیا جاتا تھا۔ بینی زدن۔ ناک چڑھانا۔ زنی۔ تو عورت ہے۔
عقلے۔ قوتِ عقلیہ کو اگر کام میں نہ لایا جائے گا وہ بیکار ہو جائے گی۔ دُم۔ یعنی بدترین عضو۔ شوم۔ منحوس۔ شنار۔ شین کے ضمہ کے ساتھ، نامبارک۔ قعر۔ گہرائی۔ نار۔ آگ۔ یعنی نعمت کا کفران عذاب کا سبب ہے۔
ت کار۔ یعنی کام میں لگ کر توکل کرنا چاہیے۔ جبّار۔ اللہ تعالےٰ۔ تکیہ۔ خدا پر بھروسہ ضروری ہے ورنہ انسان مصائب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حریصاں۔ یعنی حریص انسان نے اسباب اختیار کیے ہیں۔ زمن۔ زمانہ، یعنی اگر اسباب اختیار کرنا مفید ہوتا تو لاکھوں انسان جنہوں نے اسباب اختیار کیے محروم کیوں ہو گئے
ث قرن۔ صدی۔ صد ہزاراں۔ لاکھوں۔ اژدرہا۔ اژدھے، پیٹ بھرنے پر اژدہا سو جاتا ہے، ورنہ زبان نکالتے پھرتا ہے۔ زبُن۔ اس مصرع میں قوم عاد کی سنگتراشی کا بیان نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو آئندہ اشعار میں بیان کیا گیا ہے۔ مکر و حیلہ۔ فریب، مکاری۔ خبیث۔ ناپاک، بد اعتقاد۔ م

م مراد وہی لوگ ہیں جو اسباب کو حقیقی مؤثر مانتے ہیں۔ وصف۔ بیان، تعریف۔ اقلال۔ قُلّہ کی جمع، پہاڑ کی چوٹی۔ جبال۔ جبل کی جمع، پہاڑ۔

جُز کہ آں قسمت کہ رفت اندر ازل — روئے ننمود از سگالؒ واز عمل

سوائے اُس حصّہ کے جو ازل میں مقرر ہوا ہے — غور و فکر اور عمل سے (کچھ) نہ ملا

جُملہ افتادند از تدبیر و کار — ماند کار و حکمہائے کردگار

سب، تدبیر اور کام سے عاجز آگئے — اللہ کا کام اور اُس کے احکام باقی رہے

کسب جُز نامے مداں اے نامدار — جہد جز وہمے مپندار اے عیار

اے نامدار! کوشش کو برائے نام سمجھ — اے ہوشیار! کوشش کو وہم کے سوا کچھ نہ سمجھ

نگریستنِ عزرائیل علیہ السّلام بر مردے و گریختنِ اُو در سرائے سلیمان علیہ السّلام و تقریرِ ترجیح توکّل بر جہد و کوشش

عزرائیل علیہ السّلام کا ایک شخص کو گھورنا اور اُس کا سلیمان علیہ السّلام کے گھر کی طرف بھاگنا اور توکّل کی مشقت اور کوشش پر ترجیح کی تقریر

سادہ مردے چاشتگاہے در رسید — در سرا عدلِ سلیمانی در دوید

ایک بھولا آدمی دن چڑھے آیا — اور حضرت سلیمانؑ کی عدالت میں دوڑا

رُویش از غم زرد و ہر دو لب کبود — پس سلیمانؑ گفت اے خواجہ چہ بود

غم سے اُس کا چہرہ زرد اور دونوں ہونٹ نیلے تھے — (حضرت) سلیمانؑ نے پوچھا اے صاحب کیا ہوا؟

گفت عزرائیل در من ایں چنیں — یک نظر انداخت پُر از خشم و کیں

اُس نے کہا، عزرائیل (علیہ السّلام) نے مجھ پر ایسی — ایک نظر ڈالی جو غصہ اور کینہ سے بھری ہوئی تھی

گفت ہیں اکنوں چہ میخواہی بخواہ — گفت فرما باد را اے جاں پناہ ق

انھوں نے کہا اب جو کچھ چاہتا ہے بیان کر — اُس نے کہا، اے جاں پناہ! ہوا کو حکم دیجئے

تا مرا زینجا بہندستاں برد — بو کہ بندہ کاں طرف شد جاں برد

تاکہ مجھے اُس جگہ سے ہندوستان لیجائے — ہو سکتا ہے بندہ اُس طرف چلا جائے تو جان بچالے

پس سلیمانؑ کرد بر باد ایں برات — بُرد باد اُو را بسوئے سومنات

تو حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو یہ حکم دیا — ہوا، اُس کو سومنات کی طرف لے گئی

باد را فرمود تا اُو را شتاب — بُرد سوئے خاکِ ہندوستان بر آب

ہوا کو حکم دیا اور وہ فوراً اُس کو — پانی پر (سوار کر کے) ہندوستان کی سرزمین کی طرف لے گئی

نک ز درویشی گریزانند خلق — لقمۂ حرص و امل زانند خلق

اب! افلاس سے لوگ بھاگتے ہیں — اس لئے لوگ حرص اور خواہش کا لقمہ ہیں

سگالؒ - غور و فکر، سوچ
عمل - کسب، کاروبار - افتادند
رہ گئے، عاجز آگئے - کردگار -
کام کا مالک، اللہ تعالیٰ -
سادہ - بھولا بھالا - چاشتگاہ -
ایک پہر دن چڑھے کا وقت
سرائے عدل - عدالت،
محکمہ - سلیمانؑ نبی جو
حضرت داؤد علیہ السلام
کے صاحبزادے ہیں جنکو
نبوت کے ساتھ دنیا کی
عظیم الشان سلطنت
بھی ملی تھی، انسانوں کے
علاوہ جنوں پر بھی حکمران
تھے۔
کبود - نیلا - خواجہ - مالک،
آقا، بزرگ - عزرائیل -
مَلک الموت - کیں - کینہ
ہیں - کلمۂ تنبیہ ہے - باد -
ہوا بھی حضرت سلیمانؑ
کے تابع تھی - بو، بود،
ہو سکتا ہے، ممکن ہے -
جاں برد - بچ جائے،
زندہ رہے - برات تحریری
حکم، شاہی حکم - سومنات
علاقہ گجرات کا ایک شہر
ہے جس کا مندر دنیا میں
مشہور ہے جس کو سلطان
محمود نے منہدم کر دیا تھا
اور اب حکومت ہند نے
اُس کی دوبارہ تعمیر کرائی
ہے - نک - اینک کا مخفف
ہے، اب - گریزیدن -
بھاگنا، بچنا - امل - آرزو
زانند - ازاں اند -

ترسِ[1] درویشی مثالِ آں ہراس — حرص و کوشش را تو ہندستاں شناس
افلاس کا ڈر، اُس خوف کی مثال ہے — حرص اور کوشش کو تو ہندوستان سمجھ

روزِ دیگر وقتِ دیوان و لقا[2] — شہ سلیمانؑ گفت عزرائیل را
دوسرے دن دربار اور ملاقات کے وقت — حضرتِ سلیمانؑ نے عزرائیل (علیہ السلام) سے کہا

ق

کاں مسلماں را بخشم از چہ سبب — بنگریدی باز گو اے پیکِ رب
اُس مسلمان کو غصہ سے کس وجہ سے — تُو نے دیکھا؟ اے اللہ کے قاصد! بتا

اے عجب ایں کردہ باشی بہرِ آں — تا شود آوارہ اُو از خانماں
تعجب ہے! یہ تو نے اس لئے کیا تھا — تاکہ وہ گھر بار سے آوارہ ہو جائے

گفتش اے شاہِ جہانِ[3] بے زوال — فہم کژ[4] کرد و نمود اُو را خیال
حضرت عزرائیل نے اُن سے کہا کہ اے لازوال جہان کے بادشاہ — اُس نے غلط سمجھا اور اُسکو خیال نے غصہ دکھایا

کہ مرا فرمود حق کامروز ہاں — جانِ اُو را تو بہ ہندوستاں ستاں
اِس لئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آج ہی — اُس کی جان ہندوستان میں نکال لے

دیدمش اینجا و بس حیراں شدم — در تفکر رفتہ سرگرداں شدم
میں نے اُس کو یہاں دیکھا تو بہت حیران ہوا — میں فکر میں ڈوب کر پریشان ہوا

از عجب گفتم گر اُو را صد[5] پرست — اُو بہ ہندوستاں شدن دور اندر است
تعجب سے میں نے کہا کہ اگر اُس کے سو پر ہوں — اُس کا ہندوستان پہونچنا دور از قیاس ہے

چوں بامرِ حق بہ ہندوستاں شدم — دیدمش آنجا و جانش بستدم
میں جب اللہ کے حکم سے ہندوستان پہونچا — میں نے اُسکو وہاں دیکھا اور اُسکی جان نکال لی

تو ہمہ کارِ جہاں را ہم چنیں — کُن قیاس و چشم بکشا و ببیں
(اے مخاطب) تو دنیا کے تمام کاموں کو اس پر — قیاس کرلے، اور آنکھ کھول اور دیکھ

از کہ بگریزیم[6] از خود، ایں مُحال — از کہ بر تابیم از حق ایں وبال
ہم کس سے بھاگیں؟ اپنے آپ سے؟ یہ ناممکن ہے — ہم کس سے سرتابی کریں؟ خدا سے! یہ تو تباہی ہے

باز ترجیح نہادنِ شیر جہد را بر توکل و فوائدِ جہد بیان کردن

شیر کا پھر توکل پر کوشش کو ترجیح دینا اور کوشش کے فائدے بیان کرنا

شیر گفت آرے ولیکن ہم ببیں — جہد ہائے انبیاء و مرسلیں[7]
شیر نے کہا درست ہے، لیکن یہ بھی تو دیکھ — انبیاء اور رسولوں کی کوششیں

[1] ترس۔ یعنی افلاس کے ڈر سے لوگ توکل کو ترک کرتے ہیں پھر بھی محروم رہتے ہیں جیسا کہ وہ شخص وہاں سے ہندوستان کی طرف بھاگا لیکن وہاں بھی نہ بچا۔

[2] دیوان و لقا یعنی دربارِ عام جس میں لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے۔

[3] جہانِ بے زوال۔ عالمِ آخرت، حضرت سلیمانؑ نبی بھی تھے، لہٰذا اُن کو شاہِ آخرت کہا ہے۔

[4] کژ۔ کج۔ ٹیڑھا۔ ہاں۔ کلمۂ تنبیہ ہے۔ ستاں۔ ستاندن کا امر ہے، لینا۔

[5] صد پر۔ یعنی اگر اُس شخص کے سو پر بھی لگ جائیں گے۔

[6] از کہ۔ تقدیر سے بھاگنا ایسا ہے جیسا کہ خود انسان اپنے آپ سے بھاگے جو ناممکن ہے۔

[7] انبیاء و مرسلین۔ رسولوں اور نبیوں نے بھی اسبابِ دنیوی اختیار کئے ہیں اور جدوجہد کی ہے۔

سعیِ ابرار و جہادِ مومناں
نیکوں کی کوشش، مومنوں کا جہاد

تا بدیں ساعت ز آغازِ جہاں
ابتدائے آفرینش سے اب تک

حق تعالیٰ جہدِ شاں را راست کرد
اللہ نے اُن کی کوشش درست کردی

آنچہ دیدند از جفا و گرم و سرد
جو کچھ اُنہوں نے ظلم اور گرم و سرد دیکھا

حیلہ ہاشاں جملہ حال آمد لطیف
بہرحال اُنکی تدبیریں، پاکیزہ ثابت ہوئیں

کُلُّ شَیءٍ مِن ظریفٍ ہُو ظریف
بھلے کی ہر شے بھلی ہوتی ہے

دامہاشاں مرغِ گردونی گرفت
اُن کے جالوں نے آسمانی پرندے پکڑے

نقصہاشاں جملہ افزونی گرفت
اُنکی تمام کمیوں نے، ترقیاں حاصل کرلیں

جہد میکن تا توانی اے کیا
اے عقلمند! جس قدر بھی ہوسکے کوشش کر

در طریقِ انبیاء و اولیاء
انبیاء اور اولیاء کے طریقہ پر

با قضا پنجہ زدن نبوَد جہاد
جہاد، تقدیرِ الٰہی کا مقابلہ نہیں ہے

زانکہ ایں را ہم قضا بر ما نہاد
اِس لئے کہ یہ بھی تقدیرِ الٰہی نے ہم پر رکھا ہے

کافرم من گر زیاں کردست کس
میں کافر ہوں، اگر کسی نے نقصان اٹھایا ہو

در رہِ ایمان و طاعت یک نفس
ایمان اور اطاعت کے راستہ میں، تھوڑی دیر کیلئے بھی

سر شکستہ نیست ہیں سر را مبند
تیرا سر پھٹا ہوا نہیں ہے، خبردار سر کو نہ باندھ

یک دو روزے جہد کن باقی بخند
ایک دو روز کوشش کرلے پھر آرام اُٹھا

بد محالے جست کو دنیا بجست
جس نے دُنیا کی جستجو کی اُس نے باطل کی جستجو کی

نیک حالے جست کو عقبیٰ بجست
جس نے آخرت کی جستجو کی اس نے اچھی حالت کی جستجو کی

مکرہا در کارِ دنیا بارد ست
دنیاوی کام میں تدبیر کرنا بیکار ہے

مکرہا در ترکِ دنیا وارد ست
دنیا چھوڑنے میں، تدبیر کرنا منقول ہے

مکر آں باشد کہ زنداں حفرہ کرد
تدبیر یہ ہے کہ قید خانہ میں سُرنگ لگادی

آنکہ حفرہ بست ایں مکریست سرد
جس نے سُرنگ بند کردی یہ غلط تدبیر ہے

ایں جہاں زندان و ما زندانیاں
یہ دنیا قید خانہ ہے، اور ہم قیدی ہیں

حفرہ کن زندان و خود را وارہاں
قید خانہ میں سُرنگ لگادے اور اپنے آپ کو چھڑالے

چیست دُنیا از خدا غافل بُدن
دُنیا کیا ہے؟ اللہ سے غافل ہونا

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
نہ کہ ساز و سامان اور چاندی اور بچے، بیوی

۱؎ ابرار۔ بَرّ کی جمع ہے، نیک آدمی۔ راست کرد۔ اُن کو غلبہ دیا اور طرح طرح سے اُن کی مدد کی۔ حیلہ۔ تدبیر۔ جملہ حال۔ بہرحال لطیف۔ پاکیزہ، ظریف۔ نیک، بھلا، خوش طبع۔ دام۔ جال۔ گردونی۔ آسمانی۔

۲؎ نقص۔ کمی۔ افزونی۔ زیادتی، بڑھوتی۔ کیا۔ دانا، پہلوان، بادشاہ قضا۔ انسان کی کوشش بھی تقدیرِ الٰہی کے ماتحت ہے۔ یک نفس۔ تھوڑی دیر۔ سرشکستہ۔ معذور، تو معذور ہے لیکن تندرست معذور نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔

۳؎ محال۔ باطل، ناممکن بارد۔ ٹھنڈا، بے اثر۔ وارِد۔ قرآن و حدیث میں منقول ہے۔ مکر۔ قیدی کی رہائی کی یہ تدبیر ہے کہ وہ قید خانہ میں سُرنگ لگا کر نکل بھاگے، دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔ بُدن۔ بودن۔ قماش۔ ساز و سامان۔ نقرہ۔ چاندی۔

مال را کز بہرِ دیں باشی حمولؔ
وہ مال دین کے لئے تو جس کا بار بردار ہو

نِعمَ مالٌ صالحٌ خواندش رسُول
اُسکو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین اچھا مال فرمایا ہے

آب در کشتی ہلاکِ کشتی ست
کشتی میں پانی بھرنا، کشتی کی تباہی ہے

آب اندر زیرِ کشتی پُشتی ست
کشتی کے نیچے پانی کا ہونا کشتی کے لئے مددگار ہے

چونکہ مال و مُلک را از دل براند
چونکہ مال اور ملک کو دل سے نکالدیا تھا

زاں سلیمان خویش جز مسکیں نخواند
اسلئے (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے اپنے آپکو مسکین کے علاوہ کچھ نہ کہا

کوزۂ سربستہ اندر آبِ زفت
سربندھا پیالہ، گہرے پانی میں گیا

از دلِ پُر باد فوقِ آب رفت
اور ہوا سے پیٹ بھرا ہونے کی وجہ سے، پانی پر تیرا

بادِ درویشی چو در باطن بوَد
جب دل میں فقیری کی ہوا بھری ہوگی

بر سرِ آبِ جہاں ساکن بوَد
دنیا کے پانی کے اوپر، پُر سکون ہوگا

آب نتواند مرُورا غوطہ داد
پانی اُس کو غوطہ نہیں دے سکتا ہے

کش دلِ از نفخِ الٰہی گشت شاد
کیونکہ اُس کا دل خدائی پھونک سے، مسرور ہوگیا ہے

گرچہ جملہ ایں جہاں مِلکِ وے ست
خواہ یہ تمام دنیا اُس کی ملک ہو

مُلک در چشمِ دلِ او لاشئی ست
سلطنت اُس کے دل کی نگاہ میں ہیچ ہے

پس دہانِ دل ببند و مُہر کُن
پس دل کا دہانہ بند کر، اور مہر لگا

پُر کنش از بادگیرِ مِن لَدُن
مِن لَدُن کے دریچے سے اُس کو بھرلے

جہد حق ست و دوا حق ست و درد
کوشش حق ہے، اور دوا اگر ناحق ہے، اور درد حق ہے

مُنکِر اندر نفیِ جہدش جہد کرد
منکر اپنی کوشش کی نفی میں کوشاں ہے

کسب کُن سعی نما و جہد کُن
کما، کوشش کر، اور جدّ و جہد کر

تا بدانی سِرِّ علمِ مِن لَدُن
تاکہ تو علمِ مِن لَدُن کا راز سمجھ لے

گرچہ ایں جملہ جہاں پُر جہد شد
اگرچہ یہ تمام دنیا جدّ و جہد سے پُر ہوگئی ہے

جہد کے در کامِ جاہل شہد شد
جاہل کے مُنہ میں جدّ و جہد کب شیریں ہوئی ہے؟

مقرر شدن ترجیح جہد بر توکل

کوشش کی توکل پر ترجیح ثابت ہوجانا

زیں نمط بسیار برہان گفت شیر
شیر نے اُس طریقہ پر بہت سے دلائل بیان کئے

کز جوابِ آں جبریاں گشتند سیر
جنکے جواب سے وہ جبر کے قائل خاموش ہوگئے

۱؎ حمول - بار بردار، بوجھ اُٹھانیوالا - آب اندر - اندر زیادہ ہے - پُشتی - مدد، سہارا - براند - دور کردیا - مسکین - غریب، خاکسار - زفت - موٹا، سخت - فوق - اوپر - باطن - اندر، قلب - ساکن - ٹھہرا ہوا - کش - کہ اُس - ۲؎ نفخ - پھونک - درویشی - یعنی وہ شخص جس کے قلب میں درویشی ہے - لاشئی - ناچیز - بادگیر - روشندان، دریچہ - مِن لَدُن - پاس سے یعنی وہ علم جو خدا کی جانب سے براہِ راست حاصل ہو جس کو علمِ لدنی کہا جاتا ہے - منکر - جدّ و جہد کا منکر اس انکار میں خود جدّ و جہد کرتا ہے - لدن - علمِ لدنی وہ علم ہے جو براہِ راست جنابِ باری سے حاصل ہو جیسا کہ آیت وَعَلَّمْنٰہُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا میں فرمایا گیا ہے "اور اُسکو ہم نے اپنے پاس سے علم دیا" - ۳؎ گرچہ - یعنی تمام دنیا عالمِ اسباب ہے لیکن جاہل یعنی اس عقیدہ پر یقین نہ رکھنے والا اُس کو نہیں سمجھتا ہے - نمط - طرز، طریقہ - برہان - دلیل - جبریاں - یعنی وہ جانور جو جبر کے قائل تھے - سیر - پیٹ بھرا، خاموش -

رُوبہ و خرگوش و آہو و شغال
لومڑی، خرگوش، ہرن اور گیدڑ نے

جبر را بگذاشتند و قیل و قال
جبر کے عقیدے کو اور بحث بحثی کو چھوڑ دیا

عہد ہا کردند با شیرِ ژیاں
غضبناک شیر سے اُنہوں نے عہد کئے

کاں دریں بیعت نیفتد در زیاں
کہ اُس قول و قرار میں وہ نقصان میں نہ رہیگا

قسمِ ہر روزش بیاید بے ضرر
ہر روز اُس کو حصہ بے ضرر پہونچیگا

حاجتش نبود تقاضائے دِگر
اُس کو دوبارہ تقاضا کرنیکی حاجت نہ ہوگی

عہد چوں بستند رفتند آں رماں
جب اُنہوں نے عہد کر لیا اُس وقت وہ روانہ ہوئے

سوئے مرعیٰ ایمن از شیرِ ژیاں
چراگاہ کی طرف غضبناک شیر سے مطمئن ہوکر

جملہ بنشستند یکجا آں وُحوش
وہ وحشی جانور اکٹھے ہوکر بیٹھے

اوفتادہ درمیانِ جملہ جوش
سب میں جوش پھیلا ہوا تھا

ہر کسے تدبیر و رائے می زدند
ہر ایک اپنی تدبیر اور رائے لڑاتا تھا

ہر کسے در خونِ ہر یک می شدند
ہر ایک دوسرے کے خون کے درپے ہوتا تھا

عاقبت شد اتفاقِ جملہ شاں
بالآخر اُن سب کا اتفاق ہوگیا

تا بیاید قُرعہ اندر میاں
تاکہ درمیان میں قُرعہ اندازی ہو

قُرعہ بر ہر کو زند او طُعمہ است
جس پر قرعہ نکلے وہ خوراک ہے

بے سخن شیرِ ژیاں را لقمہ است
بلا عذر وہ تند شیر کا لقمہ ہے

ہم بریں کردند آں جملہ قرار
سب نے اِس پر اتفاق کر لیا

قُرعہ آمد سر بسر را اختیار
قرعہ، سب کو پسند آگیا

قُرعہ بر ہر کو فتادے روز روز
ہر روز جس پر قُرعہ نکلتا

سوئے آں شیر او دویدے ہمچو یوز
وہ چیتے کی طرح اُس شیر کی طرف دوڑ جاتا

انکار کردنِ نخچیراں بر خرگوش در تاخیرِ رفتن بر شیر
خرگوش کے شیر کے پاس جانے میں تاخیر پر شکاروں کی ناپسندیدگی

چوں بخرگوش آمد ایں ساغرِ دَور
جب یہ ساغرِ دور میں خرگوش کے پاس آیا

بانگ زد خرگوش کاخر چند جَور
تو خرگوش چیخا آخر ظلم کب تک؟

قوم گفتندش کہ چندیں گاہ ما
قوم نے اُس سے کہا اتنی مرتبہ ہم نے

جاں فدا کردیم در عہد و وفا
عہد اور وفا کی خاطر جان قربان کی ہے

لہ روبہ - لومڑی۔ آہو - ہرن۔ شغال - گیدڑ۔ قیل وقال - گفتگو، بحث مباحثہ۔ ژیاں - غضبناک بیعت - عہد، قرار، معاہدہ زیاں - نقصان - قسم - حصہ - بے ضرر - بلا تکلیف مرعیٰ - چراگاہ۔
۲ وُحوش - وحشی کی جمع الجمع، جنگلی جانور عاقبت - انجام کار۔ قُرعہ - پانسہ۔ طُعمہ - خوراک۔ روز روز - روزانہ - روز بروز۔ یُوز - چیتا۔ ساغر - جامِ شراب - دَور - چکر۔ بانگ - آواز۔

تو مجو بدنامیِ ما اے عَنود[1] — تا نرنجد شیر رَو تو زود زود
اے جھگڑالو! تو ہماری بدنامی نہ چاہ — تاکہ شیر خفا نہ ہو، جلد جلد جا

جوابِ گفتنِ خرگوش نخچیراں را و مہلت خواستن
خرگوش کا شکاروں کو جواب دینا اور مہلت چاہنا

گفت اے یاراں مرا مہلت دہید — تا بمکرم از بلا ایمن شوید
اُس نے کہا اے یارو! مجھے مہلت دو — تاکہ تم میری تدبیر کی وجہ سے مصیبت سے بے خوف ہوجاؤ

تا اماں یابد زِ مکرم جانِ تاں — ماند ایں میراث فرزندانِ تاں
میری تدبیر سے تمہاری جان امان پالے — یہ (جنگل) تمہاری اولاد کی میراث بنا رہے

ہر پیمبر اُمّتاں را در جہاں — ہمچنیں تا مخلصی میخواند شاں
ہر پیغمبر، امتیوں کو دنیا میں — اسی طرح انکو نجات کی طرف بلاتا رہا ہے

کز فلک راہِ بروں شو[2] دیدہ بود — در نظر چوں مردمک پیچیدہ بود
اسلئے کہ وہ آسمان سے باہر نکلنے کا راستہ دیکھ چکے تھے — وہ نگاہ میں پتلی کی طرح پوشیدہ تھے

مردمش چوں مردمک دیدند خُرد — در بزرگیِ مردمک کس رہ نبرد
انسانوں نے پتلی کی طرح ان کو چھوٹا سمجھا — پتلی کی بڑائی کا کسی کو پتہ نہ چلا

اعتراضِ نخچیراں بر سخنِ خرگوش
شکاروں کا خرگوش کی بات پر اعتراض

قوم گفتندش کہ اے خر[3] گوش دار — خویش را اندازۂ خرگوش دار
قوم نے اُس سے کہا، اے گدھے سُن — اپنے آپ کو خرگوش کے رتبے میں رکھ

ہیں چہ لاف است ایں کہ از تو مہتراں — در نیاوردند اندر خاطر آں
خبردار! یہ کیا بکواس ہے کہ تجھ سے بڑے — دل میں بھی یہ نہیں لائے

معجبی یا خود قضا ماں در پے ست — ورنہ ایں دم لائق چون تو کے ست
تو خود پسند ہے، یا ہماری قضا ہمارے درپے ہے — ورنہ یہ دعویٰ تجھ جیسے کے کب مناسب ہے؟

*گفت اے یاراں حقم الہام داد — مر ضعیفے را قوی رائے فتاد
اُس نے کہا اے دوستو! مجھے خدا نے الہام کیا ہے — ایک کمزور کی سمجھ میں مضبوط رائے آگئی ہے

آنچہ حق آموخت مر زنبور را — آں نباشد شیر را و گور را
اللہ نے جو کچھ شہد کی مکھی کو سکھا دیا ہے — وہ شیر اور گور خر کو میسر نہیں ہے

[1] عَنود۔ جھگڑالو، ضدی۔ مکر۔ حیلہ، تدبیر۔ ایمن۔ بے خوف۔ میراث۔ ورثہ، ترکہ۔ ہر پیمبر۔ یعنی میں جس طرح نجات کی کوشش کر رہا ہوں ہر نبی نے اپنی امت کی نجات کی کوشش کی ہے۔

[2] بیروں شو۔ باہر نکلنے والا۔ مردمک۔ آنکھ کی پتلی۔ پیچیدہ۔ ملا جلا، مخلوط، چھپا ہوا۔ خُرد۔ چھوٹا، پتلی ایک چھوٹی سی چیز ہے۔ لیکن اُس میں اتنی طاقت ہے کہ بحر و بر کو اپنے اندر سما لیتی ہے، یہی حال انبیاء علیہم السّلام کا ہے۔ خر۔ گدھا، بیوقوف۔

[3] گوش دار۔ سُن۔ لاف۔ گپ، شیخی۔ مہتراں۔ بزرگ۔ خاطر۔ دل۔ مُعجب۔ خود پسند، متکبر۔ قضا ماں۔ موتِ ما۔ دَم۔ دعویٰ۔ الہام۔ غیبی اشارہ۔ فتاد۔ یعنی در دل۔ زنبور۔ شہد کی مکھی۔ گور۔ گورخر، جنگلی گدھا۔

*باز جواب دادن خرگوش

خانہا سازد پُر از حلوائے تر[1]
وہ تر حلوے سے بھرے ہوئے خانے بناتی ہے
حق بر و آں علم را بکشود در
اللہ نے اس علم کا دروازہ اُس پر کھولدیا ہے

آنچہ حق آموخت کرمِ پیلہ را
جو کچھ اللہ نے ریشم کے کیڑے کو سکھادیا ہے
ہیچ پیلے داند آنگوں حیلہ را؟
اُس طرح کی تدبیر کوئی ہاتھی جانتا ہے؟

آدمِؑ خاکی ز حق آموخت علم
مٹی کے آدمؑ نے اللہ سے علم سیکھا
تا بہفتم آسماں افروخت علم
علم نے ساتواں آسمان تک روشن کردیا

نام و ناموسِ مَلک را در شکست
فرشتوں کی عزت و آبرو کو شکست دیدی
کوریٔ آنکس کہ با حق در شک ست
اُس شخص کے اندھے پن نے جو اللہ کے معاملہ میں شک کرتا ہے

زاہدِ ششصد[2] ہزاراں سالہ را
چھ لاکھ برس کے زاہد کے
پوز بندے ساخت آں گوسالہ را
مچکا چڑھا دیا، اُس بچھڑے کے

تا نتاند شیرِ علمِ دیں کشید
تاکہ علمِ دین کا دودھ نہ پی سکے
تا نگردد گِردِ آں قصرِ مَشید
تاکہ اُس مضبوط قلعہ کے چکر نہ کاٹے

علمہائے اہلِ حس شد پوز بند
اہلِ حس کے علوم، مچکا بن گئے
تا نگیرد شیر ازاں علمِ بلند
تاکہ وہ اعلیٰ علم کے دودھ کو نہ پی سکیں

قطرۂ دل را یکے گوہر فتاد
قطرۂ دل کو ایسا گوہر عطا ہوا
کاں بدریاہا و گردوں ہا نداد
جو دریاؤں اور آسمانوں کو نہ دیا

چند صورت آخر اے صورت پرست
اے صورت کے پجاری! آخر صورت پرستی کب تک؟
جانِ بے معنیت از صورت نرست
تیری بے معنی جان نے صورت سے رہائی نہ پائی

احمدؐ[3] و بوجہل در بت خانہ رفت
احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو جہل بت خانے میں گئے
زیں شدن تا آں شدن فرقیست زفت
اُن کے جانے اور اُس کے جانے میں گہرا فرق ہے

ایں در آید سر نہند آں را بتاں
یہ اندر آتے ہیں تو بت اُنکے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں
واں در آید سر نہد چوں اُمتاں
وہ اندر آتا ہے تو پجاریوں کی طرح ماتھا ٹیکتا ہے

نقش بر دیوار مثلِ آدم ست
دیوار کی تصویر آدمی جیسی ہے
بنگر از صورت او چہ کم ست
غور کر اُس کی صورت میں کیا چیز کم ہے؟

جاں کم ست آں صورتِ بیتاب را
اُس بے طاقت تصویر میں جان کم ہے
رو بجو آں گوہرِ نایاب را
جا، اُس نایاب گوہر کو تلاش کر

[1] حلوۂ تر۔ نرم و لذیذ حلوہ، یہاں شہد مراد ہے کرمِ پیلہ۔ ریشم کا کیڑا۔ پیل۔ ہاتھی۔ آنگوں۔ اُس قسم کا۔ حیلہ۔ تدبیر نام و ناموس۔ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کی خلافت پر اعتراض کیا، حضرت آدمؑ کے علم کی وجہ سے پھر اُن کو آدمؑ کی خلافت تسلیم کرنی پڑی۔ [2] ششصد ہزاراں۔ چھ لاکھ، مشہور ہے کہ شیطان نے ملعون ہونے سے قبل چھ لاکھ سال عبادت کی تھی۔ پوز بند۔ وہ جالی جو گائے کے بچے کے منہ پر چڑھا دیجاتی ہے تاکہ وہ بے وقت گائے کا دودھ نہ پی سکے۔ گوسالہ بچھڑا، یہاں شیطان مراد ہے۔ نتاند۔ نتواند کا مخفف ہے۔ قصر۔ محل۔ مَشید۔ چونہ گچ لگا ہوا، مضبوط۔ اہلِ حس۔ وہ عقلاء جو مشاہدہ ہی کو دلیلِ وجود مانتے ہیں۔ اور باطنی و سِرّی علوم کے مخالف ہیں۔ قطرۂ دل۔ امانتِ الٰہی کا بار آسمانوں، زمینوں، اور پہاڑوں نے برداشت کرنے سے انکار کردیا صرف انسان کا قلب اس کا متحمل ہوا۔ [3] احمد۔ یعنی آنحضورؐ اور ابوجہل کی صورت تو یکساں ہی تھی لیکن باطنی اوصاف اور معنویت کا کتنا بڑا فرق تھا، آنحضورؐ فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو بت م

اوندھے منہ گرے۔ نقش۔ یہ دوسری مثال ہے جس کے ذریعہ باطنی اوصاف کے فرق کو سمجھایا ہے۔ بیتاب۔ بے طاقت۔ صورت۔ تصویر۔ نایاب۔ جو ہاتھ نہ لگے۔

شد سرِ شیرانِ عالم جملہ پست — چوں سگِ اصحابؒ را دادند دست
دنیا کے تمام شیروں کا سر جھک گیا — جب (قضا و قدر) نے اصحابِ کہف کے کتے کو غلبہ دیا

چہ زیانستش ازاں نقشِ نفور — چونکہ جانش غرق شد در بحرِ نور
اُس قابلِ نفرت صورت سے اُسکو کیا نقصان ہے — جبکہ اُسکی روح نور کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے

وصفِ صورت نیست اندر خامہا — عالم و عادل بود در نامہا
قلموں میں صورت کی تعریف (لکھنے کا رواج) نہیں ہے — خطوں میں، عالم عادل (لکھا) ہوتا ہے

عالم و عادل ہمہ معنیٰ ست وبس — کش نیابی در مکانِ پیش و پس
عالم اور عادل سب معنیٰ ہیں فقط — جن کو تو آگے اور پیچھے کسی جگہ نہیں پائے گا

میزند بر تن ز سوئے لامکاںؔ — می نگنجد در فلک خورشیدِ جاں
یہ لامکاں سے جسم پر وارد ہوتے ہیں — جان کا سورج، آسمان میں نہیں سما سکتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد ہوش دار — گوش سوئے قصۂ خرگوش دار
واضح ہو، یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے — خرگوش کے قصہ کی طرف کان لگائے رکھو

گوشِ خر بفروش و دیگر گوش خر — کیں سخن را در نیابد گوشِ خر
گدھے کے کان فروخت کر دے، دوسرے کان خرید لے — اسلئے کہ اس بات کو گدھے کے کان نہیں سن سکتے

ذکرِ دانشِ خرگوش و بیانِ فضیلت و منافعِ دانش

خرگوش کی عقلمندی کا ذکر اور عقلمندی کی فضیلت اور نفعوں کا بیان

رَو تو روبہ بازیِ خرگوش بیں — مکر و شیر اندازیِ خرگوش بیں
چل بے، خرگوش کی چالاکی دیکھ — خرگوش کا مکر اور شیر کو پچھاڑنا، دیکھ

خاتمِ مُلکِ سلیمانؑ ست علم — جملہ عالم صورت و جان ست علم
علم حضرتِ سلیمانؑ کے ملک کی انگوٹھی ہے — تمام دنیا صورت، اور علم جان ہے

آدمی را زیں ہنر بیچارہ گشت — خلقِ دریاہا و خلقِ کوہ و دشت
اس ہنر کی وجہ سے آدمی کے لئے فرمانبردار ہو گئی ہے — پہاڑ، جنگل اور دریا کی مخلوق

زو پلنگ و شیر ترساں ہمچو موش — زو شدہ پنہاں بدشت و کہ وحوش
اُس سے تیندوا اور شیر بھی، چوہے کی طرح خوفزدہ ہیں — اُس سے وحشی جانور، جنگل اور پہاڑ میں چھپ گئے

زو پری و دیو ساحلہا گرفت — ہر یکے در جائے پنہاں جا گرفت
اُس سے پری اور دیو نے سمندر کا کنارہ پکڑا — ہر ایک نے پوشیدہ مقام میں جگہ بنالی

ل اصحاب۔ یعنی اصحابِ کہف۔ اس شعر میں بھی معنوی اوصاف کی بنیاد پر فوقیت کو سمجھایا ہے۔ زیاں۔ نقصان۔ نقش۔ ظاہری صورت۔ نفور۔ قابلِ نفرت۔ وصفِ صورت۔ یعنی ظاہری حُسن قابلِ تحریر نہیں ہے۔ انسان کی باطنی خوبیوں کو تحریر میں لایا جاتا ہے۔ کش۔ کہ اش یعنی یہ معنوی خوبیاں مکان و زمان کے ساتھ مقید نہیں ہوتی ہیں۔

٢ لامکاں۔ عالمِ قدس یعنی ان باطنی خوبیوں کا نزول عالمِ قدس سے ہوتا ہے۔ خورشیدِ جان۔ روح کی وسعتیں لامحدود ہیں۔ پایاں۔ خاتمہ، انتہا۔ گوش دار۔ کان لگا۔ ہوشدار۔ ہوش رکھ، خوب سمجھ۔ خر۔ گدھا، بیوقوف۔ خر۔ خریدن کا امر ہے۔ روبہ بازی۔ مکر و فریب۔ بیں۔ دیدن سے امر کا صیغہ ہے۔ شیر اندازی۔ شیر کو مغلوب کرنا۔

٣ خاتم۔ انگوٹھی، مُہر۔ مشہور ہے کہ حضرتِ سلیمان کے پاس انگوٹھی تھی جس کی وجہ سے تمام عالم اُن کے لئے مسخر ہو گیا تھا۔ آدمی۔ انسان علم ہی کی بدولت بحر و بر پر حکمراں ہے۔ پلنگ۔ تیندوا چیتے کو فارسی میں یوز کہتے ہیں۔ کہ۔ کوہ کا مخفف ہے۔ زو۔ از او۔ ساحل۔ سمندر کا کنارہ۔

آدمی را دشمنِ پنہاں بسے ست — آدمیِ باحذرؒ عاقل کسے ست

آدمی کے چھپے ہوئے دشمن بہت ہیں — محتاط آدمی، سمجھدار انسان ہے

خلقِ خوب و زشت ہست از ما نہاں — میزند بر دل بہر دم کوبِ شاں

اچھی اور بُری مخلوق ہم سے چھپی ہوئی موجود ہے — اُن کی چوٹ ہر وقت دل پر لگتی ہے

بہرِ غسل ار در روی در جوئبار — بر تو آسیبے زند در آب خار

تو اگر نہر میں غسل کے لئے جائے گا — تو کانٹا، پانی میں تجھے تکلیف پہونچائے گا

گرچہ پنہاں خار در آب ست پست — چونکہ در تو میخلد دانی کہ ہست

اگرچہ کانٹا پانی کے نیچے چھپا ہوا ہے — چونکہ تیرے چبھا ہے تو جانتا ہے کہ موجود ہے

خار خارِ حسّ ہا و وسوسہ — از ہزاراں کس بُود نے یک کسہ

حواس اور وسوسہ کے کانٹے — ہزاروں اشخاص کی جانب سے ہیں نہ کہ ایک شخص کی

باش تا حسہائے تو مُبدل شود — تا بہ بینی شاں و مشکل حل شود (جانبسے)

ٹھہر، تاکہ تیرے حواس تبدیل ہو جائیں — تاکہ تو ان کو دیکھ لے اور مشکل حل ہو جائے

تا سخنہائے کیاں رد کردہ — تا کیاں را سرور خود کردہ

تاکہ معلوم ہو جائے کن ہستیوں کی باتوں کو تونے رد کیا! — اور کن کو تونے اپنا سردار بنایا ہے؟

بازجستنِ نخچیراں سرّ و اندیشۂ خرگوش را

پھر شکاروں کا خرگوش کی تدبیر اور راز کو معلوم کرنا (گیا ہے)

بعد ازاں گفتند کاے خرگوشِ چست — درمیاں نہ آنچہ در ادراک تست

پھر انہوں نے کہا اے چالاک خرگوش! — سامنے رکھدے جو تیری سمجھ میں آیا ہے

اے کہ با شیرے تو در پیچیدہ — بازگو رائے کہ اندیشیدہ

اے وہ! کہ شیر سے تو بھڑا ہے — بتا، تونے کیا تدبیر سوچی ہے؟

مشورت ادراک و ہشیاری دہد — عقلہا مر عقل را یاری دہد

مشورہ، عقل اور سمجھ عطا کرتا ہے — عقلیں، عقل کی مدد کرتی ہیں

گفت پیغمبر بکن اے رائے زن — مشورت کالمستشار مؤتمن

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا ہے اے رائے زنی کرنے والے! — مشورہ کرے اسلئے کہ مشورہ دینے والا، امین ہوتا ہے

قولِ پیغمبر بجاں باید شنود — بازگو تا چیست مقصودِ تو زود

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے قول کو دل و جان سے سننا چاہئے — تو جلدی بتا، تیرا مقصد کیا ہے؟

ا؎ حذر۔ بچنا، پرہیز کرنا، احتیاط۔ خلق خوب۔ اچھی مخلوق، فرشتے۔ زشت۔ بُرا، یعنی شیاطین۔ کوب۔ چوٹ، صدمہ، اوپر کے اشعار میں انسان کے غلبہ کو بتایا گیا تھا، اب یہ سمجھایا ہے کہ انسان کو باوجود غلبہ کے پُر خطر اور شیاطین کے مکر سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ جوئبار۔ نہر۔ آسیب۔ صدمہ۔ پست۔ نیچے۔ دانی۔ بعض چیزیں نظروں سے غائب ہیں لیکن اُن کے اثرات سے اُنکا وجود معلوم ہو جاتا ہے۔ خار خار لفظوں کی تکرار کثرت کے معنیٰ دیتی ہے۔

۲؎ باش۔ یعنی ریاضت اور مجاہدہ سے حواسِ باطنی پیدا ہوتے ہیں تو نظروں سے غائب چیزیں مشاہدہ میں آجاتی ہیں۔ کیاں۔ کیا کی جمع، بزرگ، دانا۔ کیاں۔ استفہام جمع کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ سرور۔ سردار کاتے۔ کہ اے۔ چست۔ چالاک۔ نہ۔ نہادن سے امر کا صیغہ ہے۔ ادراک۔ عقل۔ سمجھ۔

۳؎ عقلہا۔ یعنی مشورہ دینے والوں کی عقلیں۔ عقل۔ یعنی مشورہ لینے والے کی عقل۔ یاری۔ مدد۔ بکن۔ مفعول دوسرے مصرع میں مشورت ہے۔ المستشار جس سے مشورہ ہو لیا جائے۔ موتمن۔ جس کے پاس امانت رکھی جائے۔

پوشیدہ داشتنِ خرگوش راز را از نخچیراں

خرگوش کا شکاروں سے راز کو پوشیدہ رکھنا

گفت ہر رازے نشاید باز گفت — جفت[1] طاق آید گہے گہ طاق جفت

اس نے کہا ہر راز کہنے کے لائق نہیں ہوتا — کبھی جفت، طاق آتا ہے، کبھی طاق، جفت آتا ہے

از صفا گر دم زنی با آئینہ — تیرہ گردد زود با ما آئینہ

اگر تو آئینہ پر پھونک مارے تو صفائی کی وجہ سے — وہ بہت جلد ہمارے لئے اندھا ہو جائیگا

در بیانِ ایں سہ کم جنباں لبت — از ذہاب[2] و از ذہب و ز مذہبت

ان تین چیزوں کے بیان میں لب کشائی نہ کر — سفر اور سونا اور اپنی منزلِ مقصود کے بارے میں

کیں سہ را خصم ست بسیار و عدو — در کمینت ایستد چوں داند او

اسلئے کہ ان تینوں کے مخالف اور دشمن بہت ہیں — تیری گھات میں رہیگا جب وہ جان جائیگا

ور براتی با یکے گوئی الوداع — کل سر جاوز الاثنین شاع

اگر تم نے ایک سے کہدیا تو الوداع کہدو — ہر راز جو دو (لب) سے گذرا، مشہور ہوا

گر دو سہ پرندہ را بندی بہم — بر زمیں مانند محبوس از الم

اگر تو دو تین پرندوں کو آپس میں باندھ دے — تکلیف کی وجہ سے زمین پر مقید رہیں گے

مشورت[3] دارند سرّ پوشیدہ خوب — در کنایت با غلط افگن مشوب

چھپے ہوئے راز کا مشورہ بہتر سمجھتے ہیں — کنایہ جو غلطی میں مبتلا کرنے والی بات سے مخلوط ہو

مشورت کردے پیمبر بستہ سر — گفت ایشانش جواب و بے خبر

پیمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) سربستہ مشورہ کرتے — اور وہ انکو بے خبری میں جواب دیدیتے

در مثالے بستہ گفتے رائے را — تا نداند خصم از سر پائے را

رائے کو کسی مثال سے وابستہ کر کے فرما دیتے — تاکہ مخالف سر، پیر نہ سمجھ سکے

او جوابِ خویش بگرفتے ازو — وز سوالش می نبردے غیر بو

وہ اس سے اپنا جواب نکال لیتے — ان کے سوال کی غیر کو بو بھی نہ لگتی

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد — سوئے خرگوش و دلاور تا چہ کرد

اس بات کا خاتمہ نہیں، لوٹ — بہادر خرگوش کی جانب کہ اس نے کیا کیا؟

قصۂ مکر کردنِ خرگوش با شیر و بسر بردن

خرگوش کا شیر کے ساتھ چالاکی کرنے اور انجام کو پہونچنے کا قصہ

---

[1] جفت۔ جوڑ۔ طاق۔ اکیلا، بعض کھیلوں میں ہار جیت اس بات پر ہوتی ہے کہ جس چیز کے ذریعہ کھیلا جاتا ہے وہ جوڑ نکلتی ہے یا بے جوڑ، یعنی انسان جیتنے کی آرزو کرتا ہے اور ہار کا پانسا آجاتا ہے۔ از صفا۔ آئینہ صاف چیز ہے لیکن اس پر اگر پھونک ماردیجائے تو دھندلا ہو جاتا ہے اسی طرح دوست کا سینہ صاف ہوتا ہے اگر اُس سے راز کہدیا جاتا ہے تو اُس کے دل میں طرح طرح کے خیالات گھومنے لگتے ہیں۔ جو اکثر مفید نہیں ہوتے۔

[2] ذہاب۔ سفر۔ ذہب سونا، یعنی مال و دولت مذہب۔ اس سے منزل مراد ہے، جہاں انسان جارہا ہے، دین مراد لینا مناسب نہیں ہے۔ الوداع رخصت کرنا، یعنی اگر تم نے اپنا راز کسی ایک سے بھی کہدیا تو اس کو الوداع کہدو اب وہ راز، راز نہیں رہیگا۔ الاثنین۔ دونوں ہونٹ مراد ہیں۔ پرندہ۔ راز کی مثال پرندوں کی سی ہے، اگر بندھے پڑے رہنگے تو ٹھہر نگے۔

[3] مشورت۔ مشورہ ایسے طور پر کر جس میں دوسرے پر بات نہ کھلے وہ مغالطہ میں پڑا رہے اور تمہیں مشورہ بھی ملجائے۔ مشوب ملا ہوا۔ بے خبر۔ صحابہ کو صحیح بات کا پتہ نہ لگتا تھا اور مشورہ بھی ہو جاتا تھا۔

حاصل آں خرگوش رائے خود نگفت — مکر اندیشید با خود طاق و جُفت

الحاصل، اُس خرگوش نے اپنی رائے نہ بتائی — جوڑ توڑ کر کے خود تدبیر سوچ لی

با وحوش از نیک و بد نکشاد راز — سِرّ خود با جانِ خود میراند باز

وحشی جانوروں پر اچھے بُرے کا راز نہ کھولا — اپنا راز اپنے آپ سے کہتا رہا

ساعتے تاخیر کرد اندر شدن — بعد ازاں شد پیش شیر پنجہ زن

جانے میں ایک گھنٹہ تاخیر کی — اُس کے بعد پنجہ زن شیر کے سامنے گیا

زاں سبب کاندر شدن اُو ماند دیر — خاک را میکند و میغرید شیر

اس سبب سے کہ جانے میں دیر تک توقف کیا — شیر زمین کو کھود رہا تھا اور غرا رہا تھا

گفت من گفتم کہ عہدِ آں خساں — خام باشد خام و زشت و نارساں

اُس نے کہا میں نے کہا تھا کہ اُن کمینوں کا عہد — کچا ہوگا اور بُرا اور نا مکمل ہوگا

دمدمہ ایشاں مرا از خر فگند — چند بفریبد مرا ایں دہر چند

اُن کے مکر نے مجھے مار ڈالا — یہ زمانہ مجھے آخر کتنا فریب دے گا؟

سخت درماند امیرِ سست ریش — چوں نہ پس بیند نہ پیش از احمقیش

بیوقوف حاکم بہت عاجز رہتا ہے — جب اپنی بیوقوفی سے نہ آگا دیکھے نہ پیچھا

راہ ہموارست و زیرش دامہا — قحطِ معنیٰ در میانِ نامہا

راستہ صاف ہے، اور اُس کے نیچے جال ہیں — لفظوں میں معنیٰ کا قحط ہے

لفظہا و نامہا چوں دامہاست — لفظِ شیریں ریگِ آبِ عمرِ ماست

لفظ اور نام جالوں کی طرح ہیں — میٹھا لفظ ہماری عمر کے پانی کا ریت ہے

عمر چوں آب است وقت اُو را چو جُو — خلقِ باطن ریگِ جوئے عمرِ تو

عمر پانی کی طرح ہے، اس لئے وقت بمنزلہ نہر کے ہے — باطنی اخلاق، تیری عمر کی نہر کا ریت ہیں

آں یکے ریگے کہ جوشد آب ازو — سخت کمیاب ست رَو آنرا بجو

وہ ریت جس سے پانی اُبلے — بہت کمیاب ہے، جا، اُسکو تلاش کر

ہست آں ریگ اے پسر مردِ خدا — کو بحق پیوست و از خود شد جدا

اے بیٹا! وہ ریت مردِ خدا ہے — جو اللہ سے جُڑا اور اپنے سے جدا ہوا

آبِ عذبِ دیں ہمی جوشد ازو — طالباں را زاں حیات ست و نمو

دین کا میٹھا پانی اُس سے اُبلتا ہے — طلبگاروں کی اُس سے زندگی اور نشو و نما ہے

ساعت - گھنٹہ، تھوڑی دیر - شدن - جانا - پنجہ زن - پنجہ مارنیوالا - وا - جُدا، اکثر کسی فعل کے ساتھ ملا کر مستعمل ہوتا ہے - میکند - کندن، کھودنا - غریدن - غرّانا، دہاڑنا - خساں - یعنی شکاری جانور - خام - کچا - زشت - بُرا - نارساں - ناتمام - دمدمہ - مکر و فریب -

از خر افگندن - دور کر دینا، ہلاک کر دینا - چند - تاچند، کب تک - دہر - زمانہ - مراد اہلِ زمانہ ہیں - درماندن - عاجز رہنا - سست ریش - بیوقوف - احمقی - حماقت - ہموار - صاف، برابر - دام - جال - قحط - کال - لفظہا - یعنی جھوٹے پیروں کے بڑے بڑے القاب بہت میٹھے ہیں لیکن یہ مرید کی زندگی کو برباد کرتے ہیں - جو - نہر - خلقِ باطن - یعنی شیخ کے باطنی احوال - ریگے - شیخِ کامل کی تلاش کر - مردِ خدا - خدا رسیدہ - عذب - شیریں - حیات - زندگی - نمو - بڑھنا -

غیرِ مردِ حق چو ریگِ خشک داں
جو مردِ خدا نہیں اُس کو خشک ریت سمجھ
کاب عمرت را خورد اُو ہر زماں
جو ہر وقت تیری زندگی کا پانی چوس رہا ہے

طالبِ حکمت شو از مردِ حکیم
مردِ دانا سے، دانائی کا طالب بن
تا ازو گردی تو بینا و علیم
تاکہ تو اُس سے صاحبِ بصیرت اور عالم بنے

منبعِ حکمت شود حکمت طلب
دانائی کا طالب، دانائی کا چشمہ بنجاتا ہے
فارغ آید اُو ز تحصیل و سبب
وہ تحصیلِ علم اور سببِ (ظاہری) سے بے نیاز ہوجاتا ہے

لوحِ حافظ لوحِ محفوظے شود
حافظ کی لوح، لوحِ محفوظ بنجاتی ہے
عقلِ اُو از روح محظوظے شود
اُس کی عقل رُوح سے بہرہ یاب ہوجاتی ہے

چوں معلّم بود عقلش ز ابتدا
عقل، شروع میں جو اُس کی اُستاد تھی
بعد ازاں شد عقل شاگردِ ورا
اُس کے بعد عقل اُس کی شاگرد بن گئی

عقل چوں جبریل گوید احمدا
جبریل (علیہ السلام) کی طرح عقل کہتی ہے اے احمدؐ!
گر یکے گامے نہم سوزد مرا
اگر ایک قدم بڑھاؤں (تجلی) مجھے جلا دے گی

تو مرا بگذار زیں پس پیش راں
مجھے پیچھے چھوڑ دیجئے اور آپ آگے جائیے
حدِ من ایں بود اے سلطانِ جہاں
اے جہاں کے بادشاہ! میری یہ سرحد تھی

ہر کہ ماند از کاہلی بے شکر و صبر
جو شخص سستی کی وجہ سے بے شکر اور بے صبر رہا
اُو ہمی داند کہ گیرد پائے جبر
وہ سمجھتا ہے کہ اُس نے جبر کا پایہ تھاما ہے

ہر کہ جبر آورد خود رنجور کرد
جس نے جبر اختیار کیا اُس نے خود کو بیمار بنالیا
تا ہماں رنجوریش در گور کرد
یہانتک کہ اُسکو اسی بیماری نے قبر میں پہنچادیا

گفت پیغمبر کہ رنجوری بہ لاغ
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مذاق کی بیماری
رنج آرد تا بمیرد چوں چراغ
مرض پیدا کردیتی ہے یہانتک کہ (مریض) چراغ کی طرح بجھ جاتا ہے

جبر چہ بود بستنِ اشکستہ را
جبر کیا ہے؟ ٹوٹے ہوئے کو باندھنا
یا بہ پیوستن رگِ بگسستہ را
یا ٹوٹی رگ کو جوڑنا

چوں دریں رہ پائے خود نشکستۂ
جب تو نے اس راہ میں اپنے پیر کو نہیں توڑا ہے
بر کہ میخندی چہ پا را بستۂ
کس پر ہنستا ہے، پاؤں کو کیوں باندھا ہے؟

وانکہ پایش در رہِ کوشش شکست
جس نے کوشش کی راہ میں اپنے پیر کو توڑا
در رسید اُو را براق و بر نشست
اُس کے لئے بُراق پہونچا اور وہ سوار ہوا

---

۱ غیرِ مردِ حق - یعنی مکار پیر وہ ریت ہے جو تیری عمر برباد کررہا ہے۔ مردِ حکیم - شیخ کامل۔ منبع - یعنی شیخِ کامل کی تربیت سے مرید، علوم اور حکمتوں کا سرچشمہ بنجاتا ہے اُسکو مدرسہ میں جانے اور اسبابِ تحصیلِ علم اختیار کرنیکی ضرورت نہیں رہتی اُسکو علمِ لدنی حاصل ہوجاتا ہے۔ لوح - تختی۔ حافظ - حفظ کرنیوالا۔ لوحِ محفوظ - وہ غیبی دفتر جس میں اللہ کی قدرت کے تمام احوال جو گذر گئے یا آنیوالے ہیں درج ہیں۔ روح - جان - روح - الہام۔

۲ محظوظ - حصہ پانے والا۔ شاگرد - یعنی جب اسرارِ الٰہی حاصل ہوجاتے ہیں تو عقل اُن سے روشنی حاصل کرتی ہے۔ گام - قدم - معراج میں حضرت جبرئیل نے آنحضورؐ سے کہا تھا - اگر یکسرِ موئے برتر پرم فروغِ تجلی بسوزد پرم۔ کاہلی - یعنی اپنی کوتاہی اور بے عملی کو جبر سمجھتا ہے۔ رنجور - بیمار، یعنی کاہلی کو جبر سمجھنا ایسی بیماری ہے جو اُسکو در گور کردیگی - لاغ - ہنسی مذاق - رنج - مرض - جبر - لغت میں ٹوٹے کو جوڑنے کے معنی ہیں ہے اسی لئے جبیرہ وہ پٹی کہلاتی ہے جو ٹوٹی ہڈی پر جوڑنے کیلئے باندھی جاتی ہے۔ لہٰذا ۳

۳ پہلے طلب میں پیر توڑو - اس کے بعد جبر کا عقیدہ اختیار کرو - اشکستہ - الف زیادہ ہے۔ بُراق - وہ سواری جو آنحضورؐ کو معراج میں ملی تھی، یعنی مجاہدہ کے بعد جذبِ الٰہی کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

حاملِ دیں بود او محمول شد — قابلِ فرماں بُد او مقبول شد
وہ دین کا بوجھ اٹھانیوالا تھا (اب) سوار بن گیا — اللہ کے فرمان کو قبول کرنیوالا تھا، مقبولِ بارگاہ ہو گیا

تاکنوں فرماں پذیرفتے ز شاہ — بعد ازیں فرماں رساند بر سپاہ
اب تک بادشاہ کا فرمان مانتا تھا — اِس کے بعد سپاہیوں کا فرماں روا ہو گیا

تاکنوں اختر اثر کردے درو — بعد ازاں باشد امیرِ اختر او
اب تک ستارہ اُس میں اثر کرتا تھا — اِس کے بعد وہ ستارے کا حاکم ہو گا

گر ترا اشکال آید در نظر — پس تو شک داری در اِنشقّ القمر
اگر تجھ کو اِس میں اِشکال نظر آتا ہے — تو تُو اِنشقّ القمر میں شک رکھتا ہے

تازہ کُن ایماں نہ از گفتِ زباں — اے ہوا را تازہ کردہ در نہاں
ایمان کو تازہ کر لے، نہ صرف زبانی — اے وہ شخص جس نے اپنے اندر خواہش کو تازہ کیا ہے

تا ہوا تازہ است ایماں تازہ نیست — چوں ہوا جز قفلِ آں دروازہ نیست
جب تک خواہش تازہ ہے، ایمان تازہ نہیں ہے — خواہش کے علاوہ اُس دروازہ کا کوئی قفل نہیں ہے

کردۂ تاویل حرفِ بکر را — خویش را تاویل کُن نے ذکر را
تو نے اچھوتے حرف میں تاویل کی ہے — اپنے آپ کو بدل، قرآن میں تاویل نہ کر

فکرِ تو تاویل کردہ ذکر را — ذکر را ماں و بگرداں فکر را
تیرے فکر نے قرآن میں تاویل کی ہے — قرآن کو اپنی حالت پر رہنے دے، فکر میں تبدیلی کر

بر ہوا تاویلِ قرآں میکنی — پست و کژ شد از تو معنیٔ سَنی
خواہش کے مطابق تو قرآن کی تاویل کرتا ہے — تیری وجہ سے روشن معنی پست اور کج ہو گئے ہیں

زیافتِ تاویلِ رکیکِ مگس

مکھی کی رکیک تاویل کا بودا پن

ماند احوالت بداں طُرفہ مگس — کو ہمی پنداشت خود را ہست کس
تیرے احوال اُس عجیب مکھی کی طرح ہیں — جو اپنے آپ کو کچھ سمجھتی تھی

از خودی سرمست گشتہ بے شراب — ذرّہ خود را شمردہ آفتاب
جو بغیر پیے، تکبّر کی وجہ سے مست ہو گئی تھی — جس نے اپنے ذرّہ کو آفتاب سمجھ لیا تھا

وصفِ بازاں را شنیدہ در زماں — گفتہ من عنقائے وقتم بیگماں
اُس نے زمانہ میں بازوں کی تعریف سُنی تھی — بولی بے شک میں اپنے وقت کا عنقا ہوں

لے حامل۔ مجاہدہ میں دین کے احکام کا حامل تھا، اب جذبِ الٰہی، وصول الی اللہ کا سبب ہو گیا ہے۔ تاکنوں۔ یعنی فرمانبرداری کے بعد فرماں روائی کا مقام ملتا ہے۔ امیرِ اختر۔ بطور کرامت ستاروں پر حکمرانی کرتا ہے۔ اِنشقّ القمر۔ شقِّ قمر کا معجزہ اِس کی دلیل ہے۔ گفت۔ گفتگو نہاں۔ باطن۔ ہوا۔ خواہشِ نفسانی۔
سے قفل۔ تالا۔ یعنی جب تک انسان پر خواہشِ نفسانی کا غلبہ ہے اُس پر علومِ ربانی کا دروازہ نہیں کھلے گا۔ تاویل۔ پھیرنا، بدلنا، عبارت کی ظاہری مراد کو چھوڑ کر کوئی محتمل معنی مراد لینا۔ بِکر۔ با کے کسرہ سے، کنوارا، کنواری محفوظ، قرآن کو بکر اسلئے کہا ہے کہ وہ شیطانوں کے تصرف سے محفوظ ہے۔
لہ ذِکر۔ قرآنِ مجید۔ ماں۔ صیغہ امر ہے، ماندن، بمعنی گذاشتن کا۔ گرداں۔ پھیر دے۔ کژ۔ ٹیڑھا۔ سَنی۔ روشن۔ ماند۔ ماندن کا مضارع ہے، مشابہ ہونا۔ طُرفہ۔ عجیب، نادر۔ خودی۔ خود پسندی، تکبّر۔ بازاں۔ باز کی جمع۔ عنقا۔ عین کے فتحہ کے ساتھ کوئی خوبصورت پرندہ تھا جو اب معدوم ہو گیا ہے۔ معدوم کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔

*آں مگس بر برگِ کاہ و بولِ خر
وہ مکھی گھاس کے تنکے اور گدھے کے پیشاب پر
ہمچو کشتی باں ہمی افراشت سر[1]
ملاح کی طرح شیخی بگھارتی تھی

گفت من کشتی و دریا خواندہ ام ق
بولی میں نے دریا کی کشتی کے بارے میں پڑھا ہے
مدّتے در فکرِ آں می ماندہ ام
ایک مدت تک میں اسکی فکر میں رہی ہوں

اینک ایں دریا و ایں کشتی و من
یہ دریا اور یہ کشتی ہے اور میں ہوں
مردِ کشتیبان و اہلِ رائے و فن
کشتی بان اور صاحب تدبیر و فن ہوں

بر سرِ دریا ہمی راند او عمد
دریا پر وہ چپّو چلا رہی تھی
مینمودش اینقدر بیروں زحد
اور وہ اس کو لا محدود نظر آتا تھا

بود بے حد آں چمیں نسبت بدو
اس کے اعتبار سے وہ پیشاب لا محدود تھا
آں نظر کو بیند آنرا راست[3] کو
اس کی وہ نگاہ کہاں تھی کہ اسکو صحیح طور پر دیکھتی

عالمش چنداں بود کش بینش ست
اس کا عالم بھی اتنا ہی ہے جسقدر اسکی نگاہ ہے
چشم چندیں بحر ہم چندینش ست
جتنی اس کی آنکھ ہے، اتنا ہی اس کا دریا ہے

صاحبِ تاویلِ باطل چوں مگس
باطل تاویل کرنیوالا، مکھی کی طرح ہے
وہم او بولِ خر و تصویر خس
اس کا خیال، گدھے کا پیشاب اور تنکے کی صورت ہے

گر مگس تاویل بگذارد برائے
اگر مکھی رائے کی وجہ سے تاویل کرنا چھوڑ دے
آں مگس را بخت گرداند ہمائے
تو نصیبہ اس مکھی کو ہما بنا دے

آں مگس نبود کش ایں غیرت[5] بود
وہ مکھی نہیں ہے جسمیں یہ غیرت ہو (کہ باطل تاویل کرے)
روحِ او نے درخورِ صورت بود
اس کی روح اس کی صورت کے موافق نہیں ہوتی ہے

ہمچو آں خرگوش کو بر شیر زد
اس خرگوش کی طرح جس نے شیر پر حملہ کیا
روحِ او کے بود اندر خورد قد
اس کی روح، قد کے مطابق کب تھی؟

رنجیدنِ شیر از دیر آمدنِ خرگوش
خرگوش کے دیر میں آنے سے شیر کا رنجیدہ ہونا

شیر میگفت از سرِ تیزی و خشم
شیر، تندی اور غصہ سے کہہ رہا تھا
کز رہِ گوشم عدو بر بست چشم
دشمن نے میرے کان کے راستے سے آنکھیں بند کر دیں

مکرہائے جبریانم بستہ کرد
جبر کا عقیدہ رکھنے والوں کے مکر نے مجھے مجبور کر دیا
تیغِ چوبین شاں تنم را خستہ کرد
ان کی لکڑی کی تلوار نے میرے جسم کو زخمی کر دیا

قصۂ مگس و اندیشہ کردن*

[1] سر افراشتن۔ شیخی بگھارنا۔ خواندہ ام۔ یعنی کتابوں میں ذکر پڑھا ہے۔ عمد۔ چپّو، یعنی وہ لکڑی جس کے ذریعہ کشتی چلائی جاتی ہے۔ چمیں۔ پیشاب، پاخانہ یہاں پیشاب مراد ہے۔ [3] راست۔ سٹھیک بینش۔ نگاہ۔ چندیں۔ اتنی سی۔ تاویلِ باطل غلط معنیٰ، یعنی زیغ میں مبتلا لوگ جو قرآن کی غلط تاویل کرتے ہیں اُن کے خیالات گدھے کے پیشاب اور تنکے کی طرح ہیں اور وہ خود مکھی جیسے ہیں۔ ہُما۔ ایک پرندہ ہے جو بہت مبارک سمجھا جاتا ہے، مشہور ہے کہ جس کے سر پر سے وہ گذر جائے بادشاہ ہو جاتا ہے۔ [5] غیرت۔ یعنی دین کی ایسی غیرت ہو کہ تاویلِ باطل نہ کرے۔ روحِ او۔ یعنی اُس کی روح بلند ہوتی ہے، خواہ صورت اور علم ظاہری اتنا بلند نہ ہو ہمچو۔ خرگوش کا قد تو چھوٹا تھا، لیکن اُس کی روح بلند تھی۔ کز رہِ گوشم یعنی دشمن نے ایسی باتیں سنائیں کہ میں عقل کا اندھا ہو گیا۔ جبریاں۔ جبر کا قائل، مراد شکاری جانور ہیں۔ چوبیں لکڑی کی، جانوروں کے دلائل کو لکڑی کی تلوار قرار دیا ہے۔

زیں سپس[1] من نشنوم آں دمدمہ — بانگِ دیوان ست و غولاں آں ہمہ
اس کے بعد میں اُس مکر کو نہ سنوں گا — وہ سب شیطانوں اور بھوتوں کی آواز ہے

بردراں اے دل تو ایشاں را بیست — پوستِ شاں برکن کہ غیرِ پوست نیست
اے دل! تو اُن کو پھاڑ ڈال، نہ رُک — اُنکی چمڑی اُدھیڑ دے وہ چھلکے کے سوا کچھ نہیں ہیں

پوست چہ بود گفتہائے رنگ رنگ — چوں زرہ بر آب کش نبود درنگ
چھلکا کیا ہوتا ہے؟ رنگا رنگ باتیں — جیسے پانی کی زرہ کہ وہ تھوڑی دیر بھی باقی نہیں رہتی

ایں سخن چوں پوست معنی مغز داں — ایں سخن چوں نقش معنی ہمچو جاں
یہ بات چھلکے کی طرح ہے، معنیٰ کو مغز سمجھ — یہ بات صورت کی طرح ہے اور معنیٰ جان کی طرح ہیں

پوست باشد مغزِ بد را عیب پوش — مغزِ نیکو را ز غیرت غیب پوش
چھلکا، خراب گری کا عیب پوش ہوتا ہے — اچھی گری کے لئے غیرت کی وجہ سے، غائب رکھکر پوشیدہ رکھنے والا ہوتا ہے

چوں ز باد ست قلم، دفتر ز آب — ہرچہ بنویسی فنا گردد شتاب[2]
جب تیرا قلم ہوا کا ہے اور دفتر پانی کا — تو جو کچھ لکھیگا وہ جلد فنا ہو جائیگا

نقشِ آب ست ار وفا خواہی ازاں — باز گردی دست ہائے خود گزاں
وہ نقش بر آب ہے، اگر تو اُس سے وفا چاہیگا — اپنے ہاتھ کو کاٹتا ہوا (پشیمان) واپس لوٹیگا

باد در مردم ہوا و آرزو ست — چوں ہوا بگذاشتی پیغامِ ہو ست
انسانوں میں ہوا، خواہش اور آرزو ہے — جب تو نے خواہش کو ترک کیا (بس یہی) اللہ کا پیغام ہے

خوش بود پیغامہائے کردگار — کو ز سر تا پائے باشد پائدار
خدا کے پیغام متبرک ہوتے ہیں — جو سر سے پیر تک پائیدار ہوتے ہیں

خطبۂ شاہاں بگردد واں کیا[3] — جز کیا و خطبہ ہائے انبیا
بادشاہوں کے خطبے اور اُن کی سرداری بدل جاتی ہے — بخلاف نبیوں کے خطبوں اور سرداری کے

زانکہ بوشِ بادشاہاں از ہوا ست — بار نامہ انبیا با کبریا ست
اسلئے کہ بادشاہوں کی کر و فر خواہشِ نفسانی سے ہے — انبیاء کی عزت خدا کی جانب سے ہے

از درمہا نامِ شاہاں برکنند — نامِ احمدؐ تا قیامت میزنند
بادشاہوں کے نام، سکوں سے مٹا دیتے ہیں — احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قیامت تک منقش کرتے

نامِ احمدؐ نامِ جملہ انبیا ست — چونکہ صد آمد نود ہم پیشِ ما ست
احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، تمام انبیاء کا نام ہے — جب سو آئے تو نوے بھی ہمارے سامنے ہے

لے پس۔ بعد، پیچھے۔ دیواں۔ دیو کی جمع ہے۔ غول۔ چھلاوا۔ بر دراں۔ بر زیادہ ہے دراں، دراندن بمعنیٰ پھاڑنا سے بنا ہے۔ پوست۔ کھال، چھلکا۔ زرہ۔ یعنی وہ لہریں جو بشکل زرہ پانی پر پیدا ہوتی ہیں اُن کا بقا چند منٹ کا ہوتا ہے۔ پوست۔ چھلکا عیب کو چھپاتا ہے اور عمدہ مغز کو نظروں سے پوشیدہ رکھنے کا بھی کام کرتا ہے۔

کے شتاب۔ جلدی، یعنی نقش بر آب جلد فنا ہو جاتا ہے۔ نقش بر آب۔ ناپائیدار چیز۔ گزاں۔ گزیدن بمعنیٰ کاٹنا سے بنا ہے۔ ہوا۔ خواہشِ نفسانی۔ ہُو۔ باری تعالیٰ کی ذات کا اسم ہے۔ خوش۔ اچھا۔ کردگار۔ کرنیوالا، کام کا مالک۔

سے کیا۔ پہلوان اِس شعر میں بمعنیٰ ملکیت اور سرداری بولا گیا ہے۔ بوش۔ با کے فتحہ کے ساتھ، کر و فر، شان و شوکت۔ بار نامہ۔ تجمل، تفاخر۔ کبریا۔ اللہ تعالیٰ۔ برکنند۔ نکال ڈالتے ہیں۔ میزنند۔ منقش کرتے ہیں۔ صد۔ سَو۔ نود۔ نون اور واؤ کے فتحہ کے ساتھ نناوے ۹۹، یعنی آنحضورؐ انبیاء کا مجموعہ ہیں لہٰذا جیسا کہ سَو کے ضمن میں ننانوے کا عدد موجود ہے اسی طرح ص

ایں سخن پایاں ندارد اے پسر
اے بیٹا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

قصۂ خرگوش گو و شیرِ نر
خرگوش اور نر شیر کا قصہ سنا

ہم در بیانِ مکرِ خرگوش و تاخیر او در رفتن پیشِ شیر

یہ بیان بھی خرگوش کی چالاکی اور اُس کا شیر کے سامنے دیر سے جانیکا ہے

در شدنؔ خرگوش بس تاخیر کرد
خرگوش نے جانے میں بہت دیر کی

مکر را با خویشتن تقریر کرد
اور اپنی حیلہ سازی کو ثابت کیا

در رہِ آمد بعدِ تاخیرِ دراز
بہت دیر کے بعد راستہ پر پڑا

تا بگوشِ شیر گوید یک دو راز
تاکہ شیر کے کان میں ایک دو راز کہے

تا چہ عالمہاست در سودائے عقل
دیکھو! عقل کے فکر میں کیا عالم ہیں

تا چہ باپہناست ایں دریائے عقل
دیکھ! یہ عقل کا دریا کسقدر وسیع ہے

بحرِ بے پایاں بود عقلِ بشر
انسان کی عقل لامحدود سمندر ہے

بحر را غوّاص باید اے پسر
اے بیٹا! سمندر کے لئے غوطہ خور چاہیئے

صورتِ ما اندریں بحرِ عذاب
ہماری صورتیں اِس شیریں سمندر میں

میدود چوں کاسہا بر روئے آب
اس طرح دوڑ رہی ہیں جس طرح پانی کی سطح پر پیالے

تا نشد پُر بر سرِ دریاست طشت
جب تک بھرا نہیں، طشت دریا کے اوپر ہے

چونکہ پُر شد طشت در وے غرق گشت
جب طشت بھرا اس میں غرق ہوا

عقل پنہاں ست و ظاہر عالمے
عقل مستور ہے اور عالم ظاہر ہے

صورتِ ما موج یا از وے نمے
ہماری صورت موج یا اُس کی نمی ہے

ہر چہ صورت می وسیلت سازدش
جو موجود (متعین) ہے صورت اُسکو وسیلہ بناتی ہے

زاں وسیلت بحر دور اندازدش
اُس وسیلہ کی وجہ سے سمندر اُسکو دور پھینکدیتا ہے

تا نہ بیند دل، دہندہ راز را
جب تک دل، راز عطا کرنیوالے کو نہ دیکھ لے

تا نہ بیند تیر، دور انداز را
جب تک کہ تیر، دور سے پھینکنے والے کو نہ دیکھ لے

ق

اسپِ خود را یاوہ داند وز ستیز
اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھتا ہے اور جھگڑے کی وجہ

میدواند اسپِ خود در راہ تیز
اپنے گھوڑے کو تیز دوڑاتا ہے

اسپِ خود را یاوہ داند آں جواد
وہ جوانمرد، اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھتا ہے

واسپِ خود او را کشاں کردہ چو باد
اور گھوڑا اُس کو ہوا کی طرح اڑائے لئے جا رہا ہے

سلہ شدن۔ ہونا، جانا۔ تاخیر۔ دیر لگانا۔ تقریر۔ بیان کرنا، ثابت کرنا۔ تا۔ کلمۂ تنبیہ ہے۔ چہ۔ تفخیم کے لئے ہے۔ عقل۔ یعنی وہ قوتِ شعور جو حیوانات میں بھی ہے۔ بحر۔ سمندر۔ سہ بے پایاں۔ لامحدود۔ غوّاص۔ غوطہ خور۔ صورت۔ یعنی جسمِ انسانی۔ عذاب۔ شیریں، بحرِ عذاب سے مراد دریائے عقل و روح ہے۔ تا نشد پُر۔ جب تک اجسام روحانیت سے پُر نہیں ہوتے ہیں اُن پر مادیت کا غلبہ رہتا ہے۔ عقل۔ دریائے عقل اگرچہ نظروں سے غائب ہے، لیکن جسم اسی کی ایک موج ہے۔ ہر چہ۔ مظاہر پرست جو تعینات کو وسیلہ بناتے ہیں دریائے وحدت سے دور جا پڑتے ہیں۔ دہندہ راز۔ رہنمائے کامل۔ سہ دور انداز۔ دور پھینکنے والا۔ یاوہ۔ بیہودہ، آوارہ، گم۔ ستیز۔ جنگ، جھگڑا۔ اسپ خود را۔ یعنی جب تک انسان کو روح کا مشاہدہ اور اُس سے توسّل حاصل نہیں ہوتا تو وہ سمجھتا ہے کہ روح غیر موجود ہے تو اُس کی مثال اُس شہسوار کی ہے جو گھوڑے پر سوار ہو اور اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھ رہا ہو۔ جواد۔ سخی۔

در فغان و جستجو آں خیرہ سر ¹ — ہر طرف پرسان و جویاں در بدر
وہ حیران فریاد اور جستجو میں ہے — ہر جانب پوچھنے والا اور در بدر تلاش کرنیوالا ہے

کانکہ دزدید اسپ ما را کو و کیست — ایں کہ زیر ران تست ای خواجہ چیست
جس شخص نے ہمارا گھوڑا چرایا ہے کہاں ہے کون ہے — اے صاحب! یہ جو آپ کی ران تلے ہے یہ کیا ہے

آرے ایں اسپ است لیک آں اسپ کو — با خود آ اے شہسوار اسپ جو
ہاں، یہ گھوڑا ہے، لیکن وہ گھوڑا کہاں ہے؟ — اے گھوڑے کی جستجو کرنے والے شہسوار، ہوش میں آ

وصف ہا را مستمع گوید براز — تا شناسد مرد اسپ خویش باز
سننے والا، اس کی نشانیاں چپکے سے بتاتا ہے — تاکہ وہ اپنے گھوڑے کو پھر پہچان لے

جاں ز پیدائی و نزدیکی ست گم — چوں شود پُر آب و لب خشک ² چو خم
جان، نمایاں اور قریب ہونے کی وجہ سے گم ہے — جس طرح مٹکا پانی سے بھرا ہوا اور کنارے خشک ہوں

در درون خود بیفزا درد را — تا ببینی سبز و سرخ و زرد را
اپنے اندر درد کو بڑھا — تاکہ سبز، سرخ اور زرد کو دیکھے

کے ببینی سرخ و سبز و بور را — تا نہ بینی پیش ازیں سہ نور را
تو سرخ اور سبز اور گلابی کو کب دیکھ سکیگا؟ — جب تک ان تینوں سے پہلے، نور کو نہ دیکھ لیگا

لیک چوں در رنگ گم شد ہوش تو — شد ز نور آں رنگہا روپوش تو
لیکن چونکہ تیرے ہوش رنگ میں گم ہو گئے ہیں — تو وہ رنگ، نور کی وجہ سے تیرے روپوش بنگئے ہیں

چونکہ شب آں رنگہا مستور ³ بود — پس بدیدی دید رنگ از نور بود
چونکہ وہ رنگ رات کو چھپے ہوئے تھے — لہذا تونے دیکھ لیا رنگ کا دیکھنا نور کی وجہ سے تھا

نیست دید رنگ بے نور بروں — ہم چنیں رنگ خیال اندروں
رنگ کا دیکھنا۔ بیرونی روشنی کے بغیر نہیں ہوتا — یہی حال اندرونی خیال کے رنگ کا ہے

ایں بروں از آفتاب و از سہا ست — واں دروں از عکس انوار علا ست
یہ باہر کی روشنی آفتاب اور سہا کی وجہ سے ہے — وہ باطنی روشنی عالمِ بالا کے انوار کے عکس سے ہے

نور نور چشم خود نور دل ست — نور چشم از نور دلہا حاصل ست
خود بینائی کا نور، دل کا نور ہے — بینائی کا نور دلوں کے نور سے حاصل ہوتا ہے

باز نور نور دل نور خدا ست — کو ز نور عقل و حس پاک و جدا ست
پھر دل کی بصیرت کا نور خدا کا نور ہے — جو عقل اور حس کے نور سے پاک اور جدا ہے

¹ خیرہ سر۔ بد مزاج، حیران کو۔ کجا۔ کیست۔ کراست۔ آرے۔ ہاں۔ وہ شہسوار اپنے گھوڑے سے اسقدر غافل ہے کہ اسکی علامتیں بیان کر دینے کے بعد بھی اس کو نہیں پہچانا مستمع۔ سننے والا۔ پیدائی ظاہر ہونا۔

² خم۔ مٹکا۔ یعنی روح، انتہائی نزدیکی اور ظہور کی وجہ سے مخفی ہو گئی ہے، کسی چیز کا انتہائی بدیہی ہونا اُس کے مخفی ہونے کا سبب بنجاتا ہے اس لئے کہ ہر چیز اپنی انتہا کو پہنچکر اپنی ضد کی طرف منتقل ہو جاتی ہے جیسا کہ خوشی کی زیادتی رونے کا سبب بنجاتی ہے۔ سبز و سرخ۔ صوفیاء کے نزدیک لطائفِ غیب مختلف رنگوں کے ہیں۔ بور۔ گلابی سرخ مائل بسیاہی۔ تو۔ نور باطن جب تک پیدا نہ ہوگا، لطائفِ غیبیہ کے رنگ نظر نہ آئیں گے۔ ہوش۔ عقل۔ روپوش۔ نقاب، حجاب۔

³ مستور۔ پوشیدہ۔ نیست۔ ظاہری رنگ دن کی روشنی کے بغیر نظر نہیں آتے، اسی طرح باطنی رنگ بغیر باطنی نور کے نظر نہیں آتے۔ بروں۔ ظاہری روشنی آفتاب اور سہا ستارے کی وجہ سے اور نور باطنی عالمِ بالا کے انوار کا عکس ہے۔ م

سے نور: یعنی بصارتِ چشم، بصیرتِ قلبی کا فیض ہے۔ باز: یعنی بصیرتِ قلبی نورِ خدا کے نور کا فیض ہے جو عقل و حس سے الگ اور جدا و برتر ہے۔

شب نہ بُد نور و ندیدی رنگ را
رات کو نور نہ تھا اور تونے رنگ نہ دیکھا

پس بضدِ نور پیدا شد ترا
پس ضد (شب کی تاریکی) کی وجہ سے وہ نور نمایاں ہوگیا

شب ندیدی رنگ کاں بے نور بُد
رات کو تونے رنگ نہ دیکھا کیونکہ وہ بے نور تھی

رنگ چہ بُود مُہرۂ کور و کبود
رنگ کیا ہوتا ہے، ایک اندھا، نیلا منکا

کہ نظر بر نور بُود آنگہ بر رنگ
کیونکہ نور پر نظر تھی پھر رنگ پر

ضد بضد پیدا بُود چوں روم و زنگ
ایک مقابل دوسرے مقابل سے واضح ہوتا ہے جیسے رومی اور حبشی

دیدنِ نور ست آنگہ دیدِ رنگ
پہلے نور کا نظر آنا ہے پھر رنگ کا دیکھنا

ویں بضدِ نور دانی بے درنگ
اور اس کو تو نور کی ضد سے بغیر تاخیر سمجھتا ہے

پس بضدِ نور دانستی تو نور
پس نور کی ضد سے تو نور کو پہچانا

ضد ضد را می نماید در صدور
ضد، ضد کو سینوں میں واضح کردیتی ہے

رنج و غم را حق پَے آں آفرید
اللہ تعالیٰ نے رنج کو اس لئے پیدا فرمایا ہے

تا بدیں ضد خوشدلی آید پدید
تاکہ اس ضد سے خوشدلی واضح ہوجائے

پس نہانیہا بضد پیدا شود
پس پوشیدہ چیزیں ضد سے واضح ہوتی ہیں

چونکہ حق را نیست ضد پنہاں بود
اللہ تعالیٰ کی چونکہ کوئی ضد نہیں ہے وہ پوشیدہ ہے

نورِ حق را نیست ضدے در وجود
اللہ کے نور کی کبھی ضد وجود میں نہیں ہے

تا بضد او را تواں پیدا نمود
تاکہ ضد سے اسکو پہچانا جاسکے

لاجرم ابصارُنا لا تدرکہٗ
یقیناً ہماری نگاہیں اُس کا ادراک نہیں کرسکتیں

و ہو یدرک ببیں از موسیٰ و کُہ
اور وہ ادراک کرلیتا ہے، حضرت موسیٰ اور پہاڑ کے قصہ کو دیکھ

صورت از معنیٰ چوں شیر از بیشہ داں
صورت کی نسبت معنیٰ سے ایسی ہے، جیسے شیر کی نسبت کچھار سے

یا چو آواز و سخن ز اندیشہ داں
یا جیسے بات اور آواز کی نسبت خیال سے ہے

ایں سخن و آواز از اندیشہ خاست
یہ بات اور آواز خیال سے پیدا ہوئی

تو ندانی بحرِ اندیشہ کجاست
تجھے یہ معلوم بھی نہیں کہ خیال کا سمندر کہاں ہے؟

لیک چوں موجِ سخن دیدی لطیف
لیکن جب تونے بات کی موج کو پاکیزہ پایا

بحر آں دانی کہ ہم باشد شریف
اُس کے سمندر کے متعلق بھی تونے سمجھ لیا کہ وہ بھی شاندار ہوگا

چوں ز دانش موجِ اندیشہ بتاخت
جب عقل سے خیال کی موج اٹھی

از سخن و آواز او صورت بساخت
اُس نے بات اور آواز کی صورت اختیار کرلی

لہ نہ بُد۔ نہ بُود۔ ضد۔ مخالف، مقابل۔ پیدا۔ ظاہر، نمایاں یعنی نور کا احساس ہمیں اُس کی ضد رات کی وجہ سے ہوا۔ مُہرہ۔ منکا، ہار کا دانہ کور۔ اندھا کبود۔ نیلا، سیاہ رنگ، یعنی نور کے بدون کوئی رنگ نظر نہیں آتا۔

ٹہ ضد۔ مشہور مقولہ ہے، چیزیں اپنی نقیضوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ رنج۔ خوشی کی وضاحت رنج وغم کے ذریعہ ہوتی ہے۔ چونکہ۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی ندّ اور ضد نہیں ہے لہٰذا وہ نگاہوں سے مخفی ہے۔ لاجرم۔ لامحالہ یقیناً۔ ابصار۔ بَصَر کی جمع، بینائی۔ اِدراک۔ کسی چیز کی حقیقت معلوم کرلینا، کسی چیز کا احاطہ کرلینا۔ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھنے کی خواہش کی تو فرمادیا گیا کہ تم دیکھ نہیں سکتے ذراسی تجلی دکھائی تو پہاڑ پاش پاش ہوگیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہوگئے۔

ٹہ صورت۔ صورت اور معنیٰ کی نسبت ایسی ہے جیساکہ شیر اور اُس کی کچھار یا آواز اور خیالات کی، ظاہر ہے کہ کچھار اور خیال ایک پائیدار چیز ہے اُس کی نسبت سے شیر اور آواز جلد فنا ہونے والی

ے چیزیں۔ لطیف۔ پاکیزہ، نازک۔ شریف۔ بزرگ، شاندار۔

از سخن صورت بزاد و باز مُرد[1]
بات سے صورت پیدا ہوئی اور پھر مر گئی

موج خود را باز اندر بحر بُرد
موج اپنے آپ کو پھر سمندر میں لے گئی

صورت از بے صورتے آمد بروُن
صورت ایک بے صورت سے پیدا ہوئی

باز شد کہ انّا الیہ راجعوُن
پھر لوٹ گئی کہ ہم اُسی طرف لوٹنے والے ہیں

پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتے ست
پس تیرے لئے ہر لحظہ موت اور واپسی ہے

مُصطفیٰ فرمودہ دُنیا ساعتے ست
آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا دنیا ایک گھڑی (وقت) ہے

فکر ما تیرے ست از ہُو در ہوا
ہمارا خیال ایک تیر ہے جو اللہ کی جانب سے ہوا میں ہے

در ہوا کے پاید آید تا خدا
ہوا میں کب تک ٹھہرے؟ خدا کی طرف لوٹتا ہے

ہر نفس نو می شود دنیا و ما[2]
ہر دم دنیا نئی ہو جاتی ہے، اور ہم

بے خبر از نو شدن اندر بقا
زندگی میں اُس کے نئے ہونے سے بے خبر ہیں

عمر ہمچوں جوئے نو نو میرسد
نہر کی طرح تیری عمر نئی نئی آتی رہتی ہے

مستمرے می نماید در جسد
جو جسم میں لگاتار نظر آتی ہے

آں ز تیزی مستمر شکل آمد ست
تیزی کی وجہ سے وہ لگاتار شکل بنی ہے

چوں شرر کش تیز جنبانی بدست
اُس انگارے کی طرح جس کو تو ہاتھ سے تیز گھمائے

شاخ آتش از بجنبانی بساز[3]
اگر تو جلتی لکڑی کو کوشش سے گھمائے

در نظر آتش نماید بس دراز
تو وہ بہت لمبی آگ نظر آئے گی

ایں درازی مدت از تیزی صنع
ایجاد کی تیزی سے یہ بقا کا طول

مینماید سُرعت انگیزی صنع
اللہ تعالیٰ کی ایجاد کی تیزی کو ظاہر کرتا ہے

طالب ایں سر اگر علامہ الیست
اس راز کا طالب اگر کوئی علامہ ہے

نک حُسام الدیں کہ سامی نامہ ایست
اب حسام الدین ہے، جو متبرک کتاب ہے

وصف او از شرح مستغنی بُود
اُسکی تعریف شرح سے بے نیاز ہے

رو حکایت گو کہ بے گہ میشود
چل قصہ بیان کر کہ بے وقت ہوا جاتا ہے

رسیدنِ خرگوش بہ شیر و خشم شیر بروے
خرگوش کا شیر کے پاس پہنچنا اور شیر کا اس پر غصہ کرنا

شیر اندر آتش و در خشم و شور
شیر نے آگ اور غصہ اور شور میں

دید کاں خرگوش می آید ز دور
دیکھا کہ وہ خرگوش دور سے چلا آرہا ہے

[1] از سخن - آواز نکلتی ہے اور فنا ہو جاتی ہے جس طرح دریا کی موج اٹھتی ہے اور پھر دریا میں فنا ہو جاتی ہے۔ صورت - یعنی کلام اور آواز۔ بے صورت - یعنی خیال اور عقل۔ اِنّا الیہ - یعنی ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ رجعت - واپسی، دوبارہ زندہ ہونا۔ ساعت - گھڑی، وقت کا تھوڑا سا حصہ۔ ساعتے - یعنی اس دنیا میں تجدد امثال ہوتا ہے ہر آن ایک چیز فنا ہوتی ہے اور اس جیسی ہی اس کے قائم مقام بنجاتی ہے۔ ہُو - اسم ذات باری ہے اس کو بعض صاحبان نے اسم اعظم بھی قرار دیا ہے۔

[2] ہر نفس - صرف آواز اور کلام میں ہی نہیں دنیا کی ہر چیز میں تجدد امثال ہو رہا ہے - جو - نہر - مستمر - لگاتار، مسلسل، دائم - ہمیشہ رہنے والا - جسد - جسم، بدن - نو - نیا، یعنی نہر کا پانی ہر آن بدل رہا ہے لیکن نظر میں ایک ہی پانی ہے اسی طرح عمر کی حالت ہے - شرر - چنگاری - شعلہ کش - کر اش - جنبانی - جنبانیدن، ہلانا کا مضارع مخاطب ہے۔

[3] شاخ آتش - جلتی لکڑی - ساز - بناوٹ، کوشش، ایک انگارے کو تیزی سے گھماؤ گے تو وہ شعلہ جوالہ نظر آئیگا

میدود بے دہشت و گستاخ او ... خشمگین و تند تیز و ترش رُو
بے خوف، دلیرانہ وہ دوڑ رہا ہے ... غضبناک، تند اور تیز اور منہ بگاڑے

کز شکستہ[1] آمدن تہمت بُود ... وز دلیری دفعِ ہر ریبت بُود
اسلئے کہ انکسار سے آنا وجہ تہمت ہوتا ... اور دلیری سے ہر تہمت کا دفعیہ ہوتا ہے

چوں رسید او پیشتر نزدیکِ صف ... بانگ بر زد شیر ہاں اے ناخلف
جب وہ صف کے نزدیک آگے پہنچا ... شیر چیخا کہ ہاں اے نا خلف!

من کہ گاواں را زہم بدریدہ ام ... من کہ گوشِ شیرِ نر مالیدہ ام
میں جس نے گایوں کو چیرا ہے ... میں جس نے نر شیروں کی گوشمالی کی ہے

نیم[2] خرگوشے چہ باشد کو چنیں ... امرِ ما را افگند اُو بر زمیں
ناقص خرگوش کیا ہوتا ہے کہ اس طرح ... وہ ہمارے حکم کو نیچے ڈال دے

ترکِ خواب و غفلتِ خرگوش کن ... غرّۂ ایں شیر اے خر گوش کن
غفلت اور خوابِ خرگوش چھوڑ دے ... اے گدھے! اس شیر کی گرج سن

عذر گفتنِ خرگوش بہ شیر از تاخیر و لابہ کردن

تاخیر کی وجہ سے خرگوش کا شیر سے معذرت اور خوشامد کرنا

گفت خرگوش الاماں عذریم ہست ... گر دہد عفوِ خداوندیت دست
خرگوش نے کہا جان کی بخشش، میرا ایک عذر ہے ... اگر تیری مالکانہ خطا بخشی دستگیری کرے

باز گویم چوں تو دستوری دہی ... تو خداوندی و شاہ و من رہی
اگر تو اجازت دے تو میں کہوں ... تو مالک اور بادشاہ ہے اور میں غلام ہوں

گفت چہ عذر اے قصورِ ابلہاں[3] ... ایں زماں آیند در پیشِ شہاں
اُس نے کہا اے بیوقوفوں میں سے کمترین! کیا عذر ہے؟ ... بادشاہوں کے سامنے اس وقت آتے ہیں؟

مرغِ بے وقتی سرت باید برید ... عذرِ احمق را نمی باید شنید
تو بے وقت کا مرغ ہے تیرا سر قلم کرنا چاہیئے ... احمق کے عذر کو نہ سننا چاہیئے

عذرِ احمق بدتر از جرمش بُود ... عذرِ ناداں زہرِ ہر دانش شود
احمق کا عذر، اس کے جرم سے بھی بدتر ہوتا ہے ... نا سمجھ کا عذر، ہر عقل کا زہر ہوتا ہے

عذرت اے خرگوش از دانش تہی ... من نہ خرگوشم کہ در گوشم نہی
اے بے عقل خرگوش تیرا عذر ... میں گدھے کا کان نہیں ہوں کہ تو (عذرِ) سناتا ہے

---

[1] شکستہ - بدحال، انکسار۔ تہمت - الزام۔ رِیبت - شک و شبہ، یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے۔ ہاں - حرفِ تنبیہہ ہے۔ ناخلف - وہ شخص جو بزرگوں کا صحیح جانشین نہ ہو۔

[2] نیم - آدھا، ناچیز، ناقص، خوابِ خرگوش - کچھوے اور خرگوش کی مشہور کہانی کی طرف اشارہ ہے۔ غرّہ - گرج۔ خر - گدھا۔ لابہ - خوشامد، چاپلوسی۔ الاماں - جان بخشی۔ عذریم - میرا عذر۔ دست دادن - دستگیری کرنا۔ دستوری - اجازت۔ رہی - غلام و خادم۔

[3] قصورِ ابلہاں - بیوقوفوں میں سے سب سے کم، حقیر۔ مرغِ بے وقت - مرغِ بے ہنگام، وہ مرغ جو بے وقت اذان دے ایسے مرغ کو ذبح کر دیا جاتا ہے تاکہ غیر وقت میں صبح صادق کا دھوکہ نہ لگے۔ خرگوش - گوشِ خر۔ از دانش تہی - عقل سے خالی، بے عقل۔

گفت اے شہ ناکسے[1] را کس شمار
اُس نے کہا، اے شاہ! نالائق کو لائق سمجھ کر
عذرِ اِستم دیدگاں را گوش دار
مظلوموں کا عذر سُن لے

خاص از بہرِ زکوٰۃِ جاہِ خود
خاص طور پر، اپنے مرتبہ کے صدقہ میں
گم رہے را تو مراں از راہِ خود
ایک گمراہ کو اپنے راستہ سے نہ ہٹا

بحر کو آبے بہر جُو می دہد
وہ دریا جو ہر نہر کو پانی دیتا ہے
ہر خسے را بر سر و رُو[2] می نہد
اور ہر تنکے کو سَر اور مُنہ پر رکھتا ہے

کم نخواہد گشت دریا زیں کرم
اُس کرم کی وجہ سے دریا کم نہ ہو گا
از کرم دریا نگردد بیش و کم
کرم کی وجہ سے، دریا کا کچھ گھٹتا بڑھتا نہیں ہے

گفت دارم من کرم بر جائے او
اُس نے کہا میں اُسکے موقع پر کرم کرتا ہوں
جامۂ ہر کس بُرم بالائے اُو
ہر شخص کا کپڑا اُس کے قد کے مطابق تراشتا ہوں

گفت بشنو گر نباشد جائے لُطف
اُس نے کہا سن لے، اگر مہربانی کا موقع نہ ہو گا
سر نہادم پیش اژدرہائے عُنف
میں سختی کے اژدھے کے سامنے سر دھرتا ہوں

من بوقتِ چاشت در راہ آمدم
میں چاشت کے وقت راستہ پر پڑا
با رفیقِ خود سوئے شاہ آمدم
اپنے ساتھی کے ساتھ شاہ کی جانب آنے لگا

با من از بہرِ تو خرگوشے دگر
تیرے لیے، میرے ساتھ ایک دوسرا خرگوش
جُفت و ہمرہ کردہ بودند آں نفر
اُس جماعت نے ساتھ کر دیا تھا

شیرے اندر راہ قصدِ بندہ کرد
راستہ میں ایک شیر نے بندے کا قصد کیا
قصدِ ہر دو ہمرہِ آئندہ کرد
(بلکہ) ہم دونوں ساتھ آنے والوں کی طرف (جھپٹا)

گفتمش ما بندۂ شاہنشہیم
میں نے اُس سے کہا ہم بادشاہ کے غلام ہیں
خواجہ[3] تاشانِ کہ آں درگہیم
ہم دونوں اُس درگاہ کے ادنیٰ حاضر باش ہیں

گفت شاہنشہ کہ باشد شرم دار
اُس نے کہا، شہنشاہ کون ہوتا ہے، شرم کر
پیشِ من تو نامِ ہر ناکس میار
میرے سامنے تو کسی نالائق کا نام نہ لے

ہم ترا و ہم شہت را بر درم
تجھے اور تیرے بادشاہ کو بھی پھاڑ ڈالوں گا
گر تو با یارت بگردی از برم
اگر تو اپنے ساتھی کے ساتھ میرے سامنے سے گیا

گفتمش بگذار تا بارِ دگر
میں نے اُس سے کہا، چھوڑ دے تاکہ ایک بار
روئے شہ بینم، برم از تو خبر
بادشاہ کا چہرہ دیکھ لوں اور تیری اطلاع کر دوں

---

[1] ناکس۔ نالائق۔ اِستم۔ ستم، ظلم، الف زیادہ ہے۔ اِستم دیدگاں۔ مظلوم لوگ۔ جاہ۔ رُتبہ۔ گمراہ۔ یعنی خرگوش۔ بحر۔ دریا، سمندر۔ جُو۔ نہر۔ خس۔ تنکا، کمینہ

[2] بر سر و رُو نہادن۔ عزّت کرنا۔ کرم۔ احسان بر جا۔ موقع پر۔ بُرم۔ بُریدن بمعنیٰ قطع کرنا سے ہے۔ اژدرہا۔ جمع اژدہا۔ عُنف۔ عین کے ضمّہ کے ساتھ، سختی، درشتی چاشت۔ ایک پہر دن چڑھے۔ رفیق۔ سفر کا ساتھی۔ شاہ۔ یعنی شیر جُفت۔ جوڑا، جوڑی دار نفر۔ جماعت، مراد شکاری جانور ہیں۔ بندہ۔ غلام، یعنی خرگوش۔

[3] خواجہ تاش۔ ایک آقا کے اگر چند نوکر ہوں تو ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ ناکس۔ نالائق۔ بر درم۔ بر زیادہ ہے، درم دریدن کا واحد متکلم ہے۔ گردی۔ گردیدن سے مخاطب کا صیغہ ہے۔

گفت ہمرہ راگرو نہ پیشِ من — ورنہ قربانی تواند رکیشِ من

اُس نے کہا، ساتھی کو میرے پاس گروی رکھ دے — ورنہ تو میرے مذہب میں قربان ہے

لابہ کردمش بسے سودے نہ کرد — یارِ من بستد مرا بگذاشت فرد

میں نے اُس کی بہت خوشامد کی، فائدہ نہ دیا — میرے یار کو پکڑ لیا، مجھے اکیلا چھوڑ دیا

ماند آں ہمرہ گرو در پیشِ او — خوں رواں شد از دلِ بیہوشِ او

وہ ساتھی اُس کے پاس گروی رہ گیا — اُس کے مدہوش دل سے خون بہنے لگا

یارم از زفتی سہ چنداں بُد کہ من — ہم بلطف و ہم بخوبی ہم بہ تن

میرا یار میرے اعتبار سے تگنا تھا — پاکیزگی میں بھی اور خوبی میں بھی اور بدن میں بھی

بعد ازیں زاں شیر آں رہ بستہ شد — حالِ ما ایں بود با تو گفتہ شد

اِس کے بعد اُس شیر کی وجہ سے راستہ بند ہو گیا — ہمارا حال یہ تھا تجھ سے کہہ دیا گیا

از وظیفہ بعد ازیں امید بُر — حق ہمی گویم ترا الحق مُر

اِس کے بعد روزینے سے امید منقطع کر لے — تجھ سے سچ کہتا ہوں، سچی بات کڑوی ہوتی ہے

گر وظیفہ بایدت رہ پاک کن — ہیں بیا و دفعِ آں بیباک کن

اگر تجھے روزینہ چاہیئے تو راستہ صاف کر دے — ہاں آ اور اُس بے شرم کو دفع کر دے

جوابِ گفتنِ شیر خرگوش را و رواں شدن با او

شیر کا خرگوش کو جواب دینا اور اس کے ساتھ روانہ ہونا

گفت بسم اللہ بیا تا او کجاست — پیش رو شو گر ہمی گوئی تو راست

اِس نے کہا بسم اللہ، آ، میں دیکھوں وہ کہاں ہے؟ — اگر تو سچ کہتا ہے تو آگے آگے چل

تا سزائے او و صد چوں او دہم — ور دروغ ست ایں سزا تو دہم

تاکہ اس کو (بلکہ) اس جیسے سَو کو سزا دوں — اور اگر یہ جھوٹ ہے، تجھے سزا دوں

اندر آمد چوں قلاوُز بہ پیش — تا برد او را بسوئے دامِ خویش

وہ رہبر کی طرح آگے آیا — تاکہ اُس کو اپنے جال کی جانب لے جائے

سوئے چاہے کو نشانش کردہ بود — چاہِ مغ را دامِ جانش کردہ بود

ایک کنوئیں کی جانب جس کا اُس نے پہلے پتہ لگا لیا تھا — گہرے کنوئیں کو اُس کی جان کا جال بنا رکھا تھا

میشدند ایں ہر دو تا نزدیکِ چاہ — اینت خرگوشے چو آب زیرِ کاہ

دونوں کنوئیں کے نزدیک تک جا پہنچے — واہ واہ خرگوش، گویا گھاس کے نیچے کا پانی ہے

لہ گرو۔ گروی۔ کیش۔ مذہب، دین۔ لابہ۔ خوشامد، چاپلوسی۔ فرد۔ اکیلا۔ ہمرہ۔ یعنی دوسرا خرگوش۔ زفتی۔ فربہی، موٹاپا۔
ٹہ سہ چنداں۔ تگنا۔ بُد۔ بُود کا مخفف ہے۔ کت۔ کہ ترا۔ وظیفہ۔ روزینہ۔ اُلحق مُر۔ سچی بات کڑوی ہے۔ بیباک۔ بے پروا۔
ٹہ صد۔ سَو۔ دروغ۔ جھوٹ۔ قلاوُز۔ بدرقہ، رہبر، پیشرو۔ تا۔ سببیہ ہے۔ دام۔ جال۔ مغ۔ میم کے فتحہ کے ساتھ، گہرا۔ اینت۔ الف کے کسرہ اور نونِ غنّہ کے ساتھ، واہ واہ۔ آب زیرِ کاہ۔ مکر اور دھوکے میں ضرب المثل ہے، ناواقف آدمی اُس گھاس سمجھ کر قدم رکھتا ہے اور ڈوبتا ہے۔

آب کاہے را زہاموں[1] می برد
پانی ایک تنکے کو جنگل سے بہالیجاتا ہے

آب کوہے را عجب چوں میبرد
تعجب ہے، پانی ایک پہاڑ کو کس طرح بہائے لئے جارہا ہے

دامِ مکرِ اُو کمندِ شیر بود
اُس کے مکر کا جال شیر کا پھندا تھا

طُرفہ خرگوشے کہ شیرے را ربود
عجب خرگوش تھا کہ شیر کو اُچک لے گیا

موسیِ فرعون را تا رُودِ نیل
ایک موسیٰؑ فرعون کو دریائے نیل تک

میکشد با لشکرِ و جمعِ ثقیل
لشکر اور بھاری مجمع کے ساتھ لیجارہے ہیں

پشۂ نمرود[2] را با نیم پر
مچھر، آدھے پر کے ساتھ نمرود کو

میشگافد میرود تا مغزِ سر
شگاف دیتا ہے اور سر کے بھیجے تک جاتا ہے

حال آں کو قولِ دشمن را شنود
(یہ ہے) اُس کی حالت جس نے دشمن کی بات سُنی

بیں جزائے آنکہ شد یارِ حسود
دیکھ، اُس کی سزا جو دشمن کا دوست بنا

حالِ فرعونے کہ ہاماں را شنود
یہی حال اُس فرعون کا ہے جس نے ہامان کی شنوائی کی

حالِ نمرودیکہ شیطاں را ستود
اور یہی حال اُس نمرود کا ہے جس نے شیطان کی تعریف کی

دشمن ارچہ دوستانہ گویدت
دشمن اگرچہ تجھ سے دوستانہ بات کرے

دام داں گرچہ ز دانہ گویدت
جال سمجھ اگرچہ وہ تجھ سے دانہ کہے

گر ترا قندے دہد آں زہر داں
اگر تجھے شکر دے، اُس کو زہر سمجھ

گر بتو لطفے کند آں قہر داں
اگر تجھ پر مہربانی کرے، اُس کو قہر سمجھ

چوں قضا آید نہ بینی غیرِ پوست[3]
جب قضا آتی ہے چھلکے کے علاوہ کچھ نہ دیکھے گا

دشمناں را باز نشناسی ز دوست
دشمنوں اور دوستوں میں امتیاز نہ کرسکے گا

چوں چنیں شد ابتہال آغاز کن
جب ایسا ہو گڑگڑانا شروع کردے

نالہ و تسبیح و روزہ ساز کن
زاری اور تسبیح اور روزے کا سامان کر

نالہ میکن کاے تو علامُ الغیوب
رُو کہ اے (خدا) تو جو غیب کا جاننے والا ہے

زیرِ سنگِ مکرِ بد مارا مکوب
ہمیں بُرے مکر کے پتھر کے نیچے نہ کچل

یا کریمَ العفوِ ستّارَ العیوب
اے معافی کے داتا، عیبوں کی پردہ پوشی کرنے والے

انتقام از ما مکش اندر ذنوب
گناہوں کا ہم سے بدلہ نہ لے

آنچہ در کون[4] ست ز اشیاء ہر چہ ہست
موجودات میں سے جو چیزیں بھی دنیا میں ہیں

وا نما جاں را بہر حالت کہ ہست
دل پر اُس حالت میں ظاہر کردے جس پردہ میں ہیں

---

[1] ہاموں۔ جنگل۔ کوہ۔ یعنی شیر۔ موسیٰ۔ یعنی خرگوش۔ فرعون۔ یعنی شیر، ولید بن مصعب جو فرعون کے لقب سے مشہور ہے، حضرتِ موسیٰؑ کے تعاقب میں نیل میں غرق ہوگیا تھا۔ جمع۔ مجمع۔ ثقیل۔ بھاری۔

[2] نمرود۔ ایک بادشاہ کا لقب ہے۔ جو بابل عراق، کے علاقہ کا حاکم تھا اور خدائی کا مدعی تھا اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو آگ میں ڈالا تھا۔ خدا نے اُس کو ایک مچھر کے ذریعہ ہلاک کیا، مچھر اُس کے دماغ میں گھس گیا جو اُس کی موت کا سبب بنا۔ حسود۔ حسد کرنیوالا۔ ہامان۔ فرعونِ مصر کے وزیر کا نام جس نے گمراہ کیا تھا۔ ستود۔ نمرود شیطان کا مدّاح اور اُسکا پجاری تھا۔ دام داں۔ یعنی اُس کی بات کو الٹا سمجھ۔ قند۔ شکر۔ لطف مہربانی۔

[3] غیرِ پوست یعنی انسان اصل معاملہ تک نہیں پہونچ سکتا۔ ابتہال۔ گڑگڑانا۔ سازکن۔ سامان کر۔ علام الغیوب۔ غیب کی باتوں کا جاننے والا۔ مکوب۔ کوفتن، کوٹنا سے نہی کا صیغہ ہے۔ کریم۔ جوانمرد۔ سخی، گناہ بخشنے والا۔ ذنوب۔ ذنب کی جمع ہے، گناہ۔ کون۔ دنیا۔

[4] جہان۔ [illegible]

گر سگی کردیم اے شیر آفریں
اے شیر کو پیدا کرنیوالے اگرچہ ہم نے کتا پن کیا ہے
شیر را مگمار بر ما زیں کمیں
اس گھات کی جگہ سے شیر کو ہم پر مسلط نہ کر

آبِ خوش را صورتِ آتش مدہ
اچھے پانی کو، آگ کی صورت میں نمایاں نہ کر
اندر آتش صورتِ آبی منہ
آگ میں پانی کی صورت نہ رکھ

از شرابِ قہر چوں مستی دہی
قہر کی شراب سے جب تو مست کردیتا ہے
نیستہا را صورتِ ہستی دہی
معدوم چیز کو موجود کی صورت دیدیتا ہے

چیست مستی بندِ چشم از دیدِ چشم
مستی کیا ہے؟ آنکھ کا آنکھ کے دیکھنے سے بند ہونا
تا نماید سنگ گوہر پشم یشم
یہانتک کہ پتھر، موتی اور اون، یشب نظر آئے

چیست مستی حسہا مبدل شدن
مستی کیا ہے؟ حسوں کا بدل جانا
چوب گز اندر نظر صندل شدن
جھاؤ کی لکڑی کا نگاہ میں صندل ہوجانا

قصہ سلیمان علیہ السلام و ہُدہُد و بیان آنکہ چوں قضا آید چشمہا بستہ شود

حضرتِ سلیمان علیہ السلام اور ہُدہُد کا قصہ اور اس کا بیان کہ جب قضا آتی ہے آنکھیں بند ہوجاتی ہیں

چوں سلیمانؑ را سراپردہ زدند
جب حضرتِ سلیمانؑ کا خیمہ لگایا گیا
جملہ مرغانش بخدمت آمدند
تمام پرندے خدمت میں حاضر ہوئے

ہمزبان و محرمِ خود یافتند
اُن کو اپنا ہم زبان اور محرم پایا
پیشِ اُو یک یک بجاں بشتافتند
ایک ایک کر کے دل وجان سے اُنکے سامنے دوڑے

جملہ مرغاں ترک کردہ چیک چیک
تمام پرندوں نے چیں چیں چھوڑ کر
با سلیمانؑ گشتہ افصح من اخیک
حضرتِ سلیمانؑ کے ساتھ تیرے بھائی سے بھی زیادہ فصیح ہوگئے

ہمزبانی خویشی و پیوندی ست
ہمزبانی، قرابت اور رشتہ داری ہے
مرد با نامحرماں چوں بندی ست
انسان، نامحرموں کے ساتھ قیدی جیسا ہے

اے بسا ہندو و ترک ہمزباں
اے (مخاطب) بہت سے ہندو اور ترک ہمزبان
اے بسا دو ترک چوں بیگانگاں
اے (مخاطب) دو ترک بیگانوں کی طرح ہیں

پس زبانِ محرمی خود دیگر ست
(محرم ہیں) محرمی کی زبان دوسری ہے
ہمدلی از ہمزبانی بہتر ست
ہم دلی، ہم زبانی سے بہتر ہے

غیر نطق و غیر ایماء و سجل
بغیر بولے اور بغیر اشارے اور لکھنے کے
صد ہزاراں ترجماں خیزد ز دل
دل سے لاکھوں ترجمان پیدا ہوجاتے ہیں

ا سگی - کتا پن - مگمار - گماشتن بمعنی مقرر کرنا سے نہی کا صیغہ ہے - کمین - گھات کی جگہ - آبِ خوش یعنی جو حقیقت ہے وہ ہم پر واضح کردے - نفس کی خواہش کی وجہ سے ہم مضر چیز کو مفید نہ سمجھیں - مستی - دیوانگی - نیستہا - غیر موجود چیزیں - ہستی - وجود، موجودگی - ۲ بندِ چشم - بستگی چشم - پشم - اون - یشم - سبز رنگ کا قیمتی پتھر ہے - جس کو عربی میں یشب کہتے ہیں - گز - جھاؤ، کپڑا وغیرہ ناپنے کا آلہ - سلیمانؑ مشہور نبی ہیں - جن کی حکومت جن وانس پر تھی اور وہ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے - سراپردہ - خیمہ - محرم - میم اور راء کا فتحہ ہے، واقف کار، رازدار - ۳ چیک چیک - پرندوں کا چہچہانا - افصح - زیادہ خوش گفتار - من اخیک - تیرے بھائی سے - خویشی - قرابت - پیوندی - رشتہ داری - بندی - قیدی، گرفتار - ہندو - ہندوستانی - ترک - ترکستان کا رہنے والا جو خوش رنگ ہوتا ہے - محرمی - ہمراز ہونا - ہمدلی - قلبی یگانگت - نطق - گویائی - ایماء - اشارہ - سجل - سین اور جیم کے کسرہ اور لام کی تشدید کے ساتھ، تحریر، کتاب، صحیفہ -

جملہ مُرغاں ہر یکے اَسرارِ خود[1]
تمام پرندوں میں سے ہر ایک، اپنے راز

از ہُنر واز دانش واز کارِ خود
ہنر اور عقل اور اپنے کام

ق

با سلیماں یک بیک وامی نمود
حضرت سلیمان علیہ السلام سے ایک ایک کے ظاہر کرتا تھا

از برائے عَرضۂ خود را می ستود
پیش کرنے کے لئے اپنی تعریف کرتا تھا

از تکبّر نے واز ہستیِ خویش
نہ تکبر سے، اور نہ اپنی خودی سے

بہرِ آں تا رہ دہد اُو را بہ پیش
اس لئے کہ وہ اپنی پیشی کا راستہ دیدیں

چوں بباید بَردہ را خواجۂ
جب کسی غلام کے پاس کوئی آقا آتا ہے

عَرضہ دارد از ہُنر دیباجۂ
وہ ہنر کا رُخسار پیش کرتا ہے

چونکہ دارد از خریدارش ننگ[2]
جب وہ اس کی خریداری کو ذلت سمجھتا ہے

خود کند بیمار و کرّ و شَل و لنگ
اپنے آپ کو بیمار اور بہرا اور لولا اور لنگڑا بنا لیتا ہے

نوبتِ ہُد ہُد رسید و پیشہ اش
ہُدہُد اور اُس کے پیشے کی باری آئی

واں بیانِ صَنعت و اندیشہ اش
تو اُس کی کاریگری اور تدبیر کا بیان ہوا

گفت اے شہ یک ہُنر کاں کہتر ست
اُس نے کہا اے شاہ! ایک ہنر جو چھوٹا ہے

باز گویم گفتِ کوتہ بہتر ست
کہتا ہوں، مختصر بات بہتر ہے

گفت بر گو تا کدام ست آں ہُنر
اُنہوں نے کہا، کہہ وہ ہُنر کونسا ہے؟

گفت من آنگہ کہ باشم اوج بَر
اُس نے کہا جس وقت میں بلندی پر ہوتا ہوں

بنگرم از اَوج[3] با چشمِ یقیں
بلندی سے، یقین کی آنکھ سے دیکھتا ہوں

می بہ بینم آب در قعرِ زمیں
زمین کی گہرائی میں پانی کو دیکھ لیتا ہوں

تا کجا ایست و چہ عُمقستش چہ رنگ
کہ کہاں ہے اُس کی کتنی گہرائی ہے، کیا رنگ ہے؟

از چہ میجوشد زِ خاکے یا ز سنگ
کس چیز میں سے اُبل رہا ہے مٹی سے یا پتھر سے؟

اے سلیماں بہرِ لشکر گاہ را
اے سلیمانؑ! فوجی کیمپ کے لئے

در سفر میدار ایں آگاہ را
سفر میں اِس باخبر کو ساتھ رکھ

پس سلیماںؑ گفت ما را شو رفیق
پس حضرت سلیمانؑ نے کہا، ہمارا سفر کا ساتھی بن جا

در بیاباں ہائے بے آب اے شفیق
اے مہربان! بے آب جنگلوں میں

تا بیابی بہرِ لشکر آب را
تاکہ تو لشکر کے لئے پانی دریافت کرے

در سفر سقّا شوی اَصحاب را
ساتھیوں کے لئے، سفر میں سقّا بنجائے

[1] اَسرار - سِرّ کی جمع، راز
کارِ خود - پیشہ - عَرضہ - عین کے فتحہ کے ساتھ، پیش کرنا - ہستی - خودی، غرور - بَردہ - غلام - خواجہ - مالک، آقا - دیباچہ - چہرہ، رُخسار، کتاب کا شروع۔

[2] ننگ - شرم، ذلت - کرّ - بہرا - شَل - لنجا، جس کے ہاتھ پیر بیکار ہوگئے ہوں - لنگ - لنگڑا - ہُدہُد - کھٹ کھٹ بڑھیا - صنعت - ہنر، کاریگری - اندیشہ - خیالات - کوتہ - کوتاہ، مختصر۔

[3] اَوج - بلندی - قعر - گہرائی - عُمق - گہرا - لشکر گاہ - فوجی کیمپ - آگاہ - واقف، تجربہ کار - رفیق - سفر کا ساتھی، ساتھی - شفیق - مہربان - سقّا - پانی پلانے والا - اَصحاب - یعنی لشکر والے۔

ہمرہِ ما باشی و ہم پیشوا
ہمارا ساتھی اور نیز پیشرو بن
تا کنی تو آب پیدا بہرِ ما
تاکہ تو ہمارے لئے پانی تیار کردے

باش ہمراہِ من اندر روز و شب
دن رات ہمارے ساتھ رہ
تا نہ بیند از عطش لشکر تعب
تاکہ لشکر، پیاس سے تکلیف نہ اٹھائے

بعد ازاں ہُدہُد بُد و ہمراہ بود
اُس کے بعد ہُدہُد ان کے ساتھ تھا
زانکہ از آبِ نہاں آگاہ بود
اِس لئے کہ وہ چھپے پانی سے باخبر تھا

طعنہ زدنِ زاغ در دعویٰ ہُدہُد
کوّے کا ہُدہُد کے دعوے میں طعنہ زنی کرنا

زاغ چوں بشنود آمد از حسد
جب کوّے نے سنا، حسد کی وجہ سے آیا
با سلیمانؑ گفت کو گژ گفت و بد
حضرت سلیمانؑ سے کہا کہ اس نے غلط اور غیر مناسب کہا

از ادب نبود بہ پیشِ شہ مقال
بادشاہ کے سامنے بات کرنا خلافِ ادب ہے
خاصہ خود لاف دروغین و محال
خصوصاً جھوٹی شیخی اور ناممکن بات

گر مر او را ایں نظر بودے مدام
اگر اُس کی ہمیشہ یہ نظر ہوتی
چوں ندیدے زیرِ مشتِ خاک دام
ایک مٹھی مٹی کے نیچے جال کیوں نہ دیکھ لیتا

چوں گرفتار آمدے در دام او
جال میں وہ کیوں پھنستا
چوں قفس اندر شدے ناکام او
ناکام ہو کر وہ کیوں پنجرے میں ہوتا

پس سلیمانؑ گفت کاے ہُدہُد رواست
پھر حضرت سلیمانؑ نے کہا اے ہُدہُد کیا مناسب ہے؟
کز تو در اوّل قدح ایں دُرد خاست
تیرے پہلے ہی پیالے میں یہ تلچھٹ نکلے

چوں نمائی مستے خویش اے خوردہ دوغ
اے چھاچھ پیے ہوئے! اپنے آپکو مست کیوں کھاتا ہے
پیشِ من لافے زنی آنگہ دروغ
میرے سامنے شیخی مارتا ہے وہ بھی جھوٹ

جواب گفتنِ ہُدہُد مر سلیمانؑ را در ایں طعنہ
اِس طعنہ کے بارے میں ہُدہُد کا حضرتِ سلیمان علیہ السلام کو جواب دینا

گفت اے شہ بر منِ عور و گدا
اُس نے کہا، اے شاہ! مجھ ننگے اور فقیر کے خلاف
قولِ دشمن مشنو از بہرِ خدا
خدا کے لئے دشمن کی بات نہ سُن

گر بہ بُطلان ست دعویٰ کردنم
اگر میرا دعویٰ کرنا غلطی سے ہے
من نہادم سر ببر از گردنم
میں نے سر رکھ دیا اس کو گردن سے قطع کردے

۱؎ عطش - پیاس۔ تعب۔ رنج، تھکن۔ بدو - اصل میں باد تھا - الف کو دال سے بدل لیا جاتا ہے۔ زاغ: کوّا - کو - کہ او - گژ - کج، غلط - مقال - گفتگو۔ خود - زیادہ ہے - لاف - گپ، شیخی کی بات -

۲؎ دروغین - دروغ، جھوٹ - یا اور نون نسبت کا ہے جیسے زرّیں، بلوریں میں ہے - محال - ناممکن، باطل - مدام - ہمیشہ - دام - جال - قفس - پنجرہ - قدح - قاف اور دال کے فتحہ کے ساتھ، پیالہ - دُرد - دال کے ضمّہ کے ساتھ، تلچھٹ، گاد - دوغ - مکھن نکالا ہوا دودھ، چھاچھ - لاف - گپ - دروغ - جھوٹ - عور - عین کے ضمّہ کے ساتھ، برہنہ، ننگا - سر نہادن - سر رکھنا، اطاعت کرنا -

زاغ کو حکمِ خدا را منکر ست | گر ہزاراں عقل دارد کافر ست
کوا جو کہ خدا کی قضا کا منکر ہے | اگر لاکھ عقل رکھتا ہو، کافر ہے

در تو تا کافے بود از کافراں | جائے گند و شہوتی چوں کافِ راں
اگر تجھ میں کافروں کا ایک کاف ہو | تو گندگی اور شہوت کا مقام ہے شرمگاہ کی طرح

من ببینم دام را اندر ہوا | گر نپوشد چشم عقلم را قضا
میں ہوا میں سے جال کو دیکھتا ہوں | اگر میری عقل کی آنکھ کو قضا بند نہ کرے

چوں قضا آید شود دانش بخواب | مہ سیہ گردد بگیرد آفتاب
جب قضا آتی ہے، عقل سو جاتی ہے | چاند کالا ہو جاتا ہے، سورج گرہن ہو جاتا ہے

از قضا ایں تعبیہ کے نادر ست | از قضا داں کو قضا را منکر ست
قضا سے یہ چھپانا کب نئی بات ہے؟ | یہ بھی قضا ہے سمجھ کہ وہ قضا کا منکر ہے

قصۂ آدم علیہ السلام و بستن قضا نظرِ او را از مراعاتِ صریحِ نہی و ترکِ نہی و تاویل

حضرتِ آدم علیہ السلام کا قصہ اور قضا کا اُن کی آنکھ کو بند کردینا صاف ممانعت کی نگہداشت سے اور ممانعت کو ترک کرنا اور تاویل کرنا

بو البشر کو علّم الاسما بگ ست | صد ہزاراں علمش اندر ہر رگ ست
انسانوں کا باپ جو علّم الاسماء کا سردار ہے | جس کی ہر رگ میں لاکھوں علم ہیں

اسمِ ہر چیزے چناں کاں چیز ہست | تا بپایاں جانِ او را داد دست
ہر چیز کا نام جس طرح وہ چیز ہے | آخر تک ان کی جان کو حاصل ہو گیا

ہر لقب کو داد آں مُبدَل نشد | آنکہ چُستش خواند او کاہل نشد
جو لقب اس نے دیا وہ نہ بدلا | جس کو اس نے چست کہا وہ سست نہ ہوا

ہر کرا او مُقبل و آزاد خواند | او عزیز و خرم و دلشاد ماند
جس کو اس نے با اقبال اور آزاد کہا | وہ باعزت اور خوش اور مسرور رہا

ہر کہ آخر مومن ست اول بدید | ہر کہ آخر کافر او را شد پدید
جو آخر میں مومن ہے، شروع میں دیکھ لیا | جو آخر میں کافر ہے وہ اس پر ظاہر ہو گیا

ہر کہ آخر بیں بود او مومن ست | ہر کہ آخُر بیں بود او بیدین ست
جو آخرت کو دیکھے وہ مومن ہے | جو چراگاہ پر نظر رکھے، بے دین ہے

الحکم۔ یعنی کوا تقدیر اور قضاءِ الٰہی کا انکار کنندہ ہے۔ کافر۔ اللہ کی قضا و قدر کا منکر کافر ہے۔ کافے۔ یعنی کفریہ عقیدوں میں سے ایک کا ماننے والا بھی کافر ہے۔ کافِ ران۔ شرمگاہ۔ بخواب شدن۔ سو جانا۔ گرفتنِ آفتاب۔ سورج کا گرہن میں آجانا۔ ۵ تعبیہ۔ آراستہ کرنا، چھپا دینا۔ نادر۔ عجیب، انوکھا۔ ابوالبشر۔ انسانوں کے باپ، آدم علیہ السلام۔ بگ۔ بیگ کا مخفف ہے۔ سردار، بہادر۔ پایاں۔ انجام، خاتمہ۔ دست دادن۔ حاصل ہونا۔ ہر لقب۔ حضرتِ آدمؑ کو صرف ناموں کی تعلیم نہیں دی گئی تھی بلکہ ان کو اشیاء کی حقیقتیں بتا دی گئیں تھیں تو جس چیز کو جو لقب آدم علیہ السلام نے دیا اس میں تبدیلی نہ آئی۔ مُقبل۔ با اقبال، خوش نصیب۔ عزیز۔ باعزت۔ ہر کہ۔ ایمان اور کفر کا مدار انسان کے آخری احوال پر ہے۔ آخر بیں۔ آخرت کی طرف نظر رکھنے والا۔ آخُر۔ چوپایوں کے چارہ کھانے کی جگہ۔ بیدین۔ بے دین کا مخفف ہے۔

اسمِ ہر چیزے تو از دانا شنو — رمز و سرِّ عَلَّمَ الاسماء شنو
تو ہر چیز کا نام عقلمند سے سُن — عَلَّمَ الاسماء کا اشارہ اور راز سُن

اسمِ ہر چیزے بر ما ظاہرش — اسمِ ہر چیزے بر خالق سرّش
ہمارے نزدیک ہر چیز کا نام اس کے ظاہر پر ہے — اللہ کے نزدیک ہر چیز کا نام اسکے باطن پر ہے

نزدِ موسیٰ نامِ چوبش بُد عصا — نزدِ خالق بود نامش اژدہا
موسیٰ (علیہ السلام) کے نزدیک انکی لکڑی کا نام عصا تھا — اللہ کے نزدیک اس کا نام اژدہا تھا

بُد عُمر را نام اینجا بُت پرست — لیک مؤمن بود نامش در الست
اس جگہ عُمر کا نام بُت پرست تھا — لیکن ازل میں اس کا نام مؤمن تھا

آنکہ بُد نزدیک ما نامش منی — پیشِ حق ایں نقش بُد کہ با منی
وہ جس کا نام ہمارے نزدیک منی تھا — اللہ کے سامنے وہ صورت تھی جیساکہ تو میرے ساتھ ہے

صورتے بُد ایں منی اندر عدم — پیشِ حق موجود نے بیش و نہ کم
عدم میں یہ منی ایک صورت تھی — جو خدا کے سامنے بغیر کمی بیشی کے موجود تھی

حاصل آں آمد حقیقت نامِ ما — پیشِ حضرت کاں بود انجامِ ما
الحاصل ہمارا نام وہی حقیقت بنا — جو اللہ کے سامنے ہمارا انجام تھا

مرد را بر عاقبت نامے نہند — نے بر آں کو عاریت نامے نہند
انسان کا انجام کے اعتبار سے نام رکھتے ہیں — نہ اُس پر جو چند روز کے لئے رکھتے ہیں

چشمِ آدم کو بنورِ پاک دید — جان و سرِّ نامہا گشتش پدید
حضرت آدم کی آنکھ نے پاک نور کے ذریعہ دیکھا — ناموں کی حقیقت اور راز ان پر ظاہر ہو گیا

چوں ملک انوارِ حق بر وے بیافت — در سجود افتاد و در خدمت شتافت
جب فرشتوں نے اللہ کے انوار اُن پر پائے — سر بسجود ہوئے اور خدمت کے لئے دوڑے

چوں ملائک نورِ حق دیدند ازو — جملہ افتادند در سجدہ برو
جب فرشتوں نے اُن سے اللہ کے نور کا مشاہدہ کیا — سب ان کے سامنے سجدے میں گر گئے

مدحِ ایں آدم کہ نامش می برم — گر ستایم تا قیامت قاصرم
جس آدم کا میں نام لے رہا ہوں انکی تعریف سے — اگر میں قیامت تک مدح کروں تو قاصر ہوں

ایں ہمہ دانست و چوں آمد قضا — دانشِ یک نہی شد برو خطا
وہ یہ سب جان گئے اور جب قضا آئی — ایک ممانعت کی سمجھ میں ان سے غلطی ہوئی

۱؎ رمز- اشارہ- سِرّ- راز
بر ما- انسان کسی چیز کے ظاہر کو دیکھ کر اُس کا نام لیتا ہے- اللہ تعالےٰ اس کی حقیقت کے اعتبار سے اس کا نام لیتا ہے۔
چوبش- حضرت موسیٰؑ کا عصا بظاہر لکڑی تھا- لیکن حقیقت میں سانپ تھا- یومِ الست- یومِ میثاق، وہ دن جس میں اللہ تعالےٰ نے اپنی ربوبیت کا سب سے اقرار کرایا تھا- منی- انسان کا نطفہ انجام کے اعتبار سے انسانی صورت اختیار کرتا ہے۔ اللہ کے یہاں منی بھی صورت اختیار کئے ہوئے موجود ہے۔

۲؎ انجام- یعنی جو جس چیز کا انجام ہے اس اعتبار سے اللہ کے یہاں اس کا نام ہے- عاقبت- انجام- خاتمہ- عاریت- مانگی ہوئی چیز- چون ملک- ملک کا تعلق دوسرے مصرعہ سے ہے یعنی ملک در سجود افتاد-

۳؎ آدم- یعنی اُن کی تعریف قیامت تک ممکن نہیں ہے- دانش- عقل- قضا- حکمِ الٰہی، فیصلہ خداوندی نہی- ممانعت، حکمِ امتناعی۔

کارے عجب نہی از پے تحریم بود[1]
تعجب ہے! ممانعت حرام ہونے کی وجہ سے تھی
یا بتاویلے بُد و توہیم بود
یا کسی تاویل کی وجہ سے تھی اور وہم میں ڈالنا تھا

در دلش تاویل چوں ترجیح یافت
ان کے دل میں جب تاویل نے ترجیح حاصل کر لی
طبع در حیرت سوئے گندم شتافت
طبیعت حیرانی میں گیہوں کی طرف دوڑ پڑی

باغباں را خار چوں در پائے رفت
جب باغباں کے پیر میں کانٹا چبھ گیا
دُزد فرصت یافت کالا بُرد تفت
چور نے موقع پالیا، تیزی سے سامان لے بھاگا

چوں ز حیرت رُست باز آمد براہ
جب حیرت سے انہیں چھٹکارا ملا راستہ پر آئے
دیدہ بُردہ دُزد رخت از کارگاہ
دیکھا، کارخانے سے چور سامان لے بھاگا

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا گفت وآہ
"ہمارے رب ہم نے ظلم کیا" کہا اور آہ کی
یعنی ظلمت آمد و گم گشت راہ
یعنی اندھیرا چھا گیا اور راستہ گم ہو گیا

ایں قضا ابرے بُود خورشید پوش
یہ قضا سورج کو چھپا لینے والا ابر ہے
شیر و اژدرہا بود زو ہمچو موش
اس سے شیر اور اژدہا، چوہے کی طرح بنجاتا ہے

من اگر دامے نہ بینم گاہ حکم[2]
اگر میں قضا کے وقت جال نہیں دیکھتا ہوں
من نہ تنہا جاہلم در راہ حکم
میں ہی تنہا قضا کے رستہ میں بے خبر نہیں ہوں

اے خنک آں کو نکوکاری کند
اے (مخاطب) قابلِ مبارکباد ہے وہ شخص جو نیکی کرے
زور را بگذارد و زاری کند
زور کو چھوڑ دے اور عاجزی کرے

گر قضا پوشد سیہ ہمچوں شبت
اگر قضا سیاہ بنکر تجھے رات کی طرح ڈھانپ لے
ہم قضا دستت بگیرد عاقبت
بالآخر قضا ہی تیری دستگیری کرے گی

گر قضا صد بار قصدِ جاں کند
اگر قضا سو بار تیری جان لینا چاہے
ہم قضا جانت دہد درماں کند
قضا ہی تیری جان بخشی کرے گی، علاج کرے گی

ایں قضا صد بار اگر راہت زند
یہ قضا اگر سو بار تجھے لوٹتی ہے
بر فرازِ چرخ خرگاہت زند[3]
آسمان کی وسعت پر تیرا خیمہ گاڑتی ہے

از کرم داں اینکہ می ترساندت
کرم سمجھ یہ کہ قضا تجھے ڈراتی ہے
تا بملکِ ایمنی بنشاندت
تاکہ امن کی سرزمین میں تجھے بٹھا دے

چوں بترساند ترا آگہ شوی
جب تجھے ڈراتی ہے تو باخبر ہو جاتا ہے
ورنہ ترساند ترا گمرہ شوی
اگر تجھے نہ ڈرائے تو گمراہ ہو جائے

[1] تحریم۔ حرام قرار دینا۔ تاویل۔ کلام کو ظاہری مفہوم سے پھیر کر کسی معنیٰ پر محمول کرنا جس کا احتمالِ صحیح ہو۔ توہیم۔ وہم دلانا۔ ترجیح یافت۔ حضرت آدمؑ سمجھے کہ ممانعت صرف وقتی تھی۔ کالا۔ سامان۔ تفت۔ گرم فرصت۔ موقع پانا۔ یعنی جس طرح پیر میں کانٹا چبھنے پر چور کو موقع ملجاتا ہے اسی طرح حضرت آدمؑ کی حیرانی نے شیطان کو موقع دیدیا۔ براہ۔ یعنی حضرت آدمؑ سمجھے کہ ممانعت تحریم کی وجہ سے تھی۔ دزد۔ چور۔ کارگاہ۔ کارخانہ رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا۔ اے ہمارے رب بیشک ہم نے ظلم کیا، یہ دعا آخر تک حضرت آدمؑ نے پڑھی تھی۔ قضا۔ خداوندی قضا و قدر۔ چمکدار کو بے نور اور بہادروں کو بزدل بنا دیتی ہے۔

[2] حکم۔ یعنی قضا خداوندی۔ اے خنک۔ اوپر بُدہُد کی تقریر تھی اب مولانا کا مقولہ شروع ہوا۔ گر قضا۔ اگر تقدیر سے مصائب آئیں تو اسکی تدبیر دعا و استغفار ہے۔ درماں۔ علاج۔

[3] خرگاہ۔ خیمہ۔ کرم داں۔ اللہ کی جانب سے مصائب، تنبیہات ہیں، تاکہ انسان غفلت سے بیدار ہو جائے۔ ورنہ امن و اطمینان کی زندگی بسا اوقات غفلت کا سبب بنجاتی ہے۔

ایں سخن پایاں ندارد گشت دیر
اس بات کی انتہا نہیں ہے، دیر ہو گئی

گوش کن تو قصۂ خرگوش و شیر
شیر اور خرگوش کا قصہ سُن

پائے واپس کشیدن خرگوش از شیر چوں نزدیک چاہ آمد
کنویں کے پاس آکر خرگوش کا شیر سے پیچھے ہٹنا

شیر با خرگوش چوں ہمراہ شد
شیر جب خرگوش کے ساتھ ہو گیا

پُر غضب پُر کینہ و بدخواہ شد
غضبناک، کینہ سے پُر اور دشمن ہو رہا تھا

بود پیشا پیش خرگوش دلیر
بہادر خرگوش اس کے آگے تھا

ناگہاں پا را کشید از پیش شیر
اچانک، شیر کے آگے سے پیچھے کو ہٹا

چونکہ نزدِ چاہ آمد شیر دید
جب شیر کنویں کے پاس پہونچا، دیکھا

کز رہ آں خرگوش ماند و پا کشید
کہ خرگوش پیچھے رہ گیا اور ہٹ گیا

گفت پا واپس کشیدی تو چرا
اس (شیر) نے کہا تو پیچھے کیوں ہٹتا ہے؟

پائے را واپس مکش پیش اندر آ
پیچھے کو نہ ہٹ، آگے آ

گفت کو پایم کہ دست و پائے رفت
اس نے کہا (خرگوش) کہاں ہیں، میرے ہاتھ پیر ختم ہو گئے

جانِ من لرزید و دِل از جائے رفت
روح کانپ رہی ہے دِل دھڑک رہا ہے

رنگِ رویم را نمی بینی چو زر
میرے چہرے کا رنگ نہیں دیکھ رہا ہے، سونے کا سا

ز اندروں خود می دہد رنگم خبر
میرا رنگ اندرونی حالت کی خبر دے رہا ہے

حق چو سیمارا معرّف خواندہ است
جب اللہ نے پیشانی کو حال بتانیوالا فرمایا ہے

چشمِ عارف سوئے سیما ماندہ است
پہچاننے والے کی نگاہ، پیشانی پر پڑتی ہے

رنگ و بُو غماز آمد چوں جرس
رنگ اور بو، گھڑیال کی طرح چغلخور ہے

از فرس آگہ کند بانگِ فرس
گھوڑے کی آواز گھوڑے کی خبر دیتی ہے

بانگ ہر چیزے رساند زو خبر
ہر چیز کی آواز اس کی خبر دیدیتی ہے

تا بدانی بانگِ خر از بانگِ دَر
گدھے کی آواز کو دروازے کی آواز سے جدا سمجھ

گفت پیغمبر بہ تمیزِ کساں
انسانوں کے پہچاننے کے سلسلہ میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا

مرءُ مخفیٌ لدی طیِّ اللّساں
انسان زبان بند رکھنے کے وقت، پوشیدہ ہے

رنگِ رُو از حالِ دل دارد نشاں
چہرہ کا رنگ، دل کی حالت کی علامت ہے

رحمتم کن مہرِ من در دل نشاں
مجھ پر رحم کر، دل میں میری محبت بٹھا

سلہ پایاں - خاتمہ، انجام - پُر غضب - یعنی خرگوش کے بتاتے ہوئے دوسرے شیر پر غضبناک ہو رہا تھا۔ پا کشیدن - پیچھے ہٹنا، ٹھہرنا پیشا پیش، الف زیادہ ہے - کو - کجا، کہاں - دست و پا رفتن - بدحواس ہو جانا - از جائے رفتن - گھبرا جانا - سیما - نشان، علامت، پیشانی -

سلہ معرّف - بتانیوالا - عارف - پہچاننے والا، قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے "تعرفہم بسیماہم" تو ان کو پیشانی سے پہچانتا ہے - غماز - اشارہ کرنیوالا، چغلخور - جرس - گھڑیال - دَر - دروازہ - بعض نسخوں میں ذر ہے جو ذرّہ بمعنی چیونٹی کی جمع ہے -

سلہ گفت - حدیث ہے۔ "اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ فِیْ لِسَانِہٖ لَا فِیْ طَیْلَسَانِہٖ" انسان اپنی زبان میں چھپا ہوا ہے چادر میں نہیں۔ در دل - یعنی در دلِ خود - نشاں - علامت، نشاندن بمعنی بٹھانا سے امر کا صیغہ ہے -

رنگِ روئے سُرخ دارد بانگِ شُکر — رنگِ روئے زرد دارد صبر و نُکر

سُرخ چہرے کی رنگت، شکر کی صدا رکھتی ہے — زرد چہرے کی رنگت، صبر اور تکلیف کی علامت رکھتی ہے

درمن آمد آنچہ دررُو گشت مات — آدمی و جانور جامد نبات

مجھ میں وہ چیز آگئی جس میں مات کھا گئے — انسان اور جانور، جمادات اور نباتات

درمن آمد آنکہ دست و پا بُرد — رنگِ رُو و قوّت و سیما بُرد

مجھ میں وہ چیز آگئی جو حواس باختہ کردیتی ہے — چہرے کا رنگ، اور طاقت اور نشانی ختم کردیتی ہے

آنکہ در ہر چہ درآید بشکند — ہر درخت از بیخ و بُن اُو بر کند

مجھ میں وہ چیز آگئی جو جس چیز میں آجائے اس کو شکستہ کردے — درخت کو جڑ اور بنیاد سے اکھاڑ دے

ایں خود اجزا اند کلّیات ازو — زرد کردہ رنگ و فاسد کردہ بُو

یہ چھوٹی چیزیں ہیں لیکن بڑی چیزیں اسکی وجہ سے — رنگت زرد کئے ہوئے ہیں اور بُو بگاڑے ہوئے ہیں

تا جہاں گہ صابرست و گہ شکور — بُوستاں گہ حُلّہ پوشد گاہ عُور

یہانتک کہ دنیا کبھی صابر ہے اور کبھی شکرگزار — باغ کبھی جوڑا پہنتا ہے، کبھی ننگا ہے

آفتابے کو برآید نار گوں — ساعتے دیگر شود اُو سرنگوں

سورج جو آگ کی طرح برآمد ہوتا ہے — دوسرے وقت وہ اوندھا ہوجاتا ہے

اختران تافتہ بر چار طاق — لحظہ لحظہ مُبتلائے احتراق

چارگوشہ خیمہ (آسمان) پر چمکنے والے یہ ستارے — دم بدم جلنے میں مبتلا ہیں

ماہ کو افزود ز اختر در جمال — شد ز رنجِ دِق اُو ہمچوں ہلال

چاند جو حسن میں ستاروں سے بڑھا ہوا ہے — دِق کے مرض کی وجہ سے ہلال کی طرح ہے

ایں زمین باسکون و باادب — اندر آرد زلزلہ اش در لرز و تب

یہ پُرسکون اور باادب زمین — زلزلہ اس کو جاڑے بخار میں مبتلا کردیتا ہے

اے بسا کہ زیں بلائے مُردہ ریگ — گشتہ ست اندر جہاں اُو خوردہ ریگ

اے مخاطب! بہت سے پہاڑ اس ذلیل مصیبت سے — دنیا میں وہ باریک ریتہ بنگئے ہیں

ایں ہوا با روح آمد مُقترن — چوں قضا آید وبا گشت و عفن

یہ ہوا جو روح سے وابستہ ہے — جب قضا آتی ہے تو وبا اور گندی بنجاتی ہے

آب خوش کو روح را ہمشیرہ شد — در غدیرے زرد و تلخ و تیرہ شد

خوشگوار پانی اگرچہ روح کا بھائی بن گیا ہے — لیکن گڑھے میں زرد اور کڑوا اور گدلا ہوگیا

۱؎ رنگ۔ چہرے کی سرخی سے دل کی شکرگزاری کا پتہ چلتا ہے اور چہرے کی زردی دل کی تکلیف کی علامت ہے۔ بانگ۔ آواز۔ نُکر۔ عذاب، تکلیف۔ مات۔ شکست خوردہ۔ جامد۔ جمادات یعنی اینٹ پتھر وغیرہ۔ نبات۔ یعنی نباتات، اُگنے والی چیزیں، درخت گھاس وغیرہ۔ سیما۔ علامت۔ آنکہ۔ یعنی موت کا تصور۔ اجزاء۔ یعنی چھوٹی مخلوق۔ کلیات۔ یعنی بڑی مخلوقات جیسے آسمان، زمین۔ صابر۔ صبر کرنیوالا۔ شکور۔ شکر کرنیوالا۔ حُلّہ۔ پوشاک، شاہانہ لباس۔ عُور۔ برہنہ۔ نار۔ آگ۔ سرنگوں۔ اوندھا یعنی غروب کے وقت۔

۲؎ چار طاق۔ ایک قسم کا چارگوشہ خیمہ۔ اِحتراق۔ جل جانا، اہلِ نجوم کی اصطلاح میں کسی ستارے کا سورج کے برج میں آکر اپنی شعاعوں کو کھو دینا۔ ماہ۔ چاند چودھویں رات میں مکمل ہوتا ہے پھر بشکلِ ہلال ایسا ہوجاتا ہے، جیسا کہ دق زدہ مریض۔ ایں زمین۔ زمین ساکن اور باادب ہے زلزلہ میں ایسی ہوجاتی ہے جیسے جاڑے بخار میں مبتلا مریض۔ کہ۔ کوہ کا مخفف ہے۔ پہاڑ۔

۳؎ مُردہ ریگ۔ مُردے کا مال، ناچیز۔ خوردہ۔ باریک۔ ہوا۔ ہوا پر مدارِ زندگی ہے، قضا آتی ہے م

آتشے کو باد دارد در بروت
اگ جو نہایت سرکش اور مغرور ہے

ہم یکے بادے برو خوانَد تموت
یکایک اس پر ہوا "تو مرے" پڑھ دیتی ہے

خاک کو شد مایۂ گُل در بہار
مٹی جو موسم بہار میں پھولوں کا سرمایہ ہے

ناگہاں بادے بر آرد زو دمار
اچانک ہوا اُس کو تباہ کر دیتی ہے

حالِ دریا ز اضطراب و جوشِ او
دریا کا حال اس کے اضطراب و جوش سے

فہم کن تبدیلہائے ہوشِ او
سمجھ لے۔ کبھی اس کے ہوش کی تبدیلی ہے

چرخ سرگرداں کہ اندر جستجو ست
سرگرداں آسمان جو جستجو میں ہے

حالِ او چوں حالِ فرزندانِ او ست
اس کی حالت اُس کے فرزندوں جیسی ہے

گہ حضیض و گہ میانہ گاہ اوج
کبھی حضیض اور کبھی اوسط، کبھی اوج

اندر و از سعد و نحسے فوج فوج
اس میں فوج در فوج سعد اور نحس ہیں

گہ شرف گاہے صعود و گہ فرح
کبھی شرف کبھی صعود اور کبھی فرح

گہ وبال و گہ ہبوط و گہ ترح
کبھی وبال اور کبھی ہبوط اور کبھی ترح

از خودت اے جزو ز کلہا مختلط
اپنے سے، اے جزو جو کل سے ملا جلا ہے

فہم می کن حالتِ ہر منبسط
ہر مفرد کی حالت کو سمجھ لے

چوں نصیبِ مہتراں درد است و رنج
جب بڑوں کا حصہ درد اور رنج ہے

کہتراں را کے تواند بود گنج
تو چھوٹوں کو کب خزانہ مل سکتا ہے

چونکہ کلیات را رنج است و درد
جب کلیات کو رنج اور درد ہے

جزوِ ایشاں چوں نباشد روئے زرد
تو ان کا جزو کیوں زرد چہرہ نہ ہوگا

خاصہ جزوے کو ز اضداد است جمع
خصوصاً وہ جزو جو اضداد کا مجموعہ ہے

زآب و خاک و آتش و باد است جمع
پانی اور مٹی اور آگ اور ہوا کا مجموعہ ہے

ایں عجب نبود کہ میش از گرگ جست
یہ تعجب کی بات نہ ہوگی کہ بھیڑ بھیڑئیے سے چھوٹ بھاگی

ایں عجب کیں میش دل در گرگ بست
یہ تعجب ہے کہ بھیڑ نے بھیڑئیے سے دل لگا لیا

زندگانی آشتیِ ضدہا ست
زندگی، مخالف چیزوں کا باہمی تعلق ہے

مرگ آں کاندر میانِ شاں جنگ خاست
موت یہ ہے کہ ان کے درمیان جنگ شروع ہو گئی

صلحِ اضداد است ایں عمرِ جہاں
اس دنیا کی زندگی، مخالف چیزوں کی صلح ہے

جنگِ اضداد است عمرِ جاوداں
مخالف چیزوں کی لڑائی، ابدی زندگی ہے

ـــــــــــــــ

۱ بروت۔ مونچھ، بادر۔ در بروت داشتن، مغرور ہونا، اس سرکش آگ کو ہوا کا ایک جھونکا بجھا دیتا ہے۔ دمار۔ ہلاکت، تباہی۔ اضطرابِ دریا۔ دریا کا موجیں مارنا۔ تبدیلِ ہوش۔ حواس باختگی۔ فرزنداں۔ یعنی عناصرِ اربعہ۔ آگ، پانی، ہوا، مٹی اور موالیدِ ثلاثہ یعنی حیوانات اور نباتات اور جمادات، جنکے تغیرات کا بیان ہو چکا ہے۔ حضیض۔ ساتوں ستارے ایک دائرہ پر حرکت کرتے ہیں، اس دائرہ کا مرکز فلک الافلاک کے مرکز سے اوپر ہے، اس دائرہ پر ایک نقطہ فلک الافلاک کے مرکز سے بہت قریب ہے اسکو حضیض کہتے ہیں اور ایک نقطہ بہت زیادہ بعید ہے اُس کو اَوج کہتے ہیں اور اس دائرہ کے محیط پر دو نقطے ہیں جنکا فاصلہ فلک الافلاک کے مرکز سے یکساں ہے جنکو اوسط کہتے ہیں، مولانا نے انہی کو میانہ کہا ہے۔ سعد۔ سعادت، نیک بختی، نحس۔ نحوست، بدبختی۔

۲ شرف۔ شرافت، ہر ستارے کا ایک اصل برج ہے، یہ ستارہ حرکت کرتا ہوا جب اس برج میں داخل ہوتا ہے تو وہ برج اس کا خانۂ شرف کہلاتا ہے آفتاب کے لئے برجِ حمل خانۂ شرف ہے۔ اس کے مقابل وبال ہے۔ ۳ یعنی ستارے کا خانۂ شرف چھوڑ کر انتہائی دوری یعنی ساتویں برج میں داخل ہو جانا آفتاب کا برجِ دلو میں پہونچنا وبال کہلائے گا۔ صعود۔ اوپر چڑھنا اسکی ضد ہبوط ہے نیچے اترنا، کسی ستارے کا برجِ شرف سے نکلکر بالمقابل برج میں آجانا۔ مثلاً آفتاب کا برجِ میزان میں آجانا۔ فرح خوشی، ہر ستارے کا ایک خاص خانہ، خانۂ فرح کہلاتا ہے۔ مثلاً عطارد کیلئے حمل کو خانۂ فرح قرار دیا گیا ہے۔ ۴م ترح۔ رنج، کسی ستارے کا خانۂ فرح کو چھوڑ کر ساتویں خانہ میں پہونچ جانا جیسا کہ عطارد کا میزان میں پہونچنا۔ مختلط۔ ملا جلا، مرکب۔ منبسط بسیط، مفرد۔ جزو۔ یعنی انسان

(بقیہ صفحہ ۱۵۵ پر)

زندگانی[1] آشتیِ دشمناں — مرگ وا رفتن باصلِ خویش داں

زندگی، دشمنوں کی صلح ہے — موت کو اپنی اصل کی طرف لوٹنا سمجھو

صلحِ دشمن وار باشد عاریت — دل بسوئے جنگ تازد عاقبت

دشمنوں کی صلح عارضی ہوتی ہے — بالآخر لڑائی کی طرف ان کے دل دوڑتے ہیں

روزکے چند از برائے مصلحت — باہمند اندر وفا و مرحمت

چند دن کے لئے از راہِ مصلحت — وفا اور محبت میں ملے جلے ہیں

عاقبت ہر یک بجوہر باز گشت — ہر یکے با جنسِ خود انباز گشت

بالآخر ہر ایک اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا — ہر ایک اپنی جنس کا ساتھی بن گیا

لطفِ باری ایں پلنگ و رنگ را — الف داد و بُرد زیشاں جنگ را

خدا کی مہربانی ہے کہ اس تیندوے اور پہاڑی بکرے کو — محبت عطا فرمادی، اور ان کی مخالفت ختم کردی

لطفِ حق ایں شیر را و گور را — الف دادست ایں دو ضد را در وفا

اللہ کا کرم ہے کہ شیر اور گورخر — دو مخالفوں کو وفاداری میں الفت عطا کردی

چوں جہاں رنجور و زندانی بود — چہ عجب رنجور گر فانی بود

جب دنیا بیمار اور قیدی ہو — تو کیا تعجب ہے اگر بیمار فانی ہو

پرسیدنِ شیر سبب پائے واپس کشیدنِ خرگوش را و جواب او

شیر کا خرگوش سے رکنے کا سبب پوچھنا اور اس کا جواب

خواند بر شیر او ازیں رو پندہا — گفت من پس ماندہ ام زیں بندہا

اس نے شیر کو اس قسم کی نصیحتیں سنائیں — بولا میں ان رکاوٹوں کی وجہ سے پیچھے رہا ہوں

شیر گفتش تو ز اسبابِ مرض — ایں سبب گو خاص کایں ستم غرض

شیر نے اس سے کہا مرض کے اسباب میں سے — خاص سبب بتا کہ میرا مقصد یہ ہے

پائے را واپس کشیدی تو چرا — میدہی بازیچہ و واہی مرا

تو پیچھے کیوں ہٹا — (کیا) تو مجھے سست اور بیہودہ دھوکا دے رہا ہے

گفت آں شیر اندریں چہ ساکن ست — اندریں قلعہ ز آفات ایمن ست

خرگوش نے کہا وہ شیر اس کنویں میں مقیم ہے — وہ اس قلعہ میں آفتوں سے محفوظ ہے

یارِ من بستانہ از من چاہ برد — بر گرفتش از رہ و بے راہ برد

میرے دوست (خرگوش) کو مجھ سے الگ کر کے کنویں میں لے گیا — راستہ چلتے اس کو پکڑ لیا اور غلط راستہ پر لے گیا

(بقیہ صفحہ سابقہ سے آگے)

عناصرِ اربعہ کا جزو ہے اور عناصر اربعہ جو کلیات ہیں یہ ان سے مل کر بنا ہے۔

[3] مہتراں۔ یعنی عناصرِ اربعہ جنکے تغیرات کا ذکر آچکا ہے۔ کہتراں یعنی وہ چیزیں جو ان سے بنی ہیں۔ گنج۔ خزانہ، خوشی۔ روئے زرد یعنی تغیر کی وجہ سے۔ میش۔ بھیڑ۔ گرگ۔ بھیڑیا۔

---

[1] زندگانی۔ شعر ؎

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہورِ ترتیب
موت کیا ہے انہی اجزا کا پریشاں ہونا

آشتی۔ صلح، دوستی عمرِ جاوداں۔ ابدی زندگی، آخرت کی زندگی۔ صلح۔ حقیقی دشمنوں کی صلح بالکل عارضی ہوگی وہ پھر دشمنی پر اتر آئیں گے۔ روزکے۔ کاف تصغیر کا ہے۔ باہمند۔ باہم اند عاقبت۔ بالآخر۔ جوہر۔ اصل۔ انباز۔ شریک۔ پلنگ۔ تیندوا۔ رنگ۔ پہاڑی بکرا۔ الف۔ ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ، الفت، محبت۔ گور۔ گورخر۔ فانی فنا ہونیوالا۔ بند۔ قید، خیال، حیلہ۔ بازیچہ۔ دھوکا چکمہ۔ واہی۔ سست، فضول۔ چہ۔ چاہ کا مخفف ہے، کنواں۔ ایمن۔ مطمئن۔ بے راہ۔ غلط، جو راستہ صحیح نہو۔

قعرِ چَہ بگزید ہر کو عاقل ست | زانکہ در خلوت صفاہائے دل ست
جو سمجھدار ہے اس نے کنوئیں (جیسی) گہرائی اختیار کرلی | اسلئے کہ تنہائی میں دل کی صفائیاں ہوتی ہیں

ظلمتِ چَہ بہ کہ ظلمت ہائے خلق | سر نہ برد آں کس کہ گیرد پائے خلق
مخلوق کی سیہ کاریوں سے کنوئیں کا اندھیرا بہتر ہے | جو شخص لوگوں کے پاؤں پکڑے سر نہیں بچا سکتا ہے

گفت پیش آ زخمم او قاہر ست | تو ببیں کاں شیر در چہ حاضر ست
اس نے کہا، آگے آ میرا اس پر زخم لگانا قہر ڈھانے والا ہے | تو دیکھ لے کہ وہ شیر کنوئیں میں موجود ہے

گفت من سوزیدہ ام زاں آتشی | تو مگر اندر برِ خویشم کشی
اس نے کہا میں اس آتش مزاج سے جلا ہوا ہوں | ہاں، اگر تو مجھے اپنی بغل میں لے لے

تا بہ پشتِ تو من اے کانِ کرم | چشم بکشایم بچہ در بنگرم
تاکہ اے کرم کی کان! تیری مدد سے | میں آنکھ کھولوں، کنوئیں میں دیکھوں

من بہ پشتِ تو توانم آمدن | کہ نگہ دارم دراں چہ بے رسن
میں تیری مدد سے (آگے) آسکتا ہوں | تاکہ بلا رسّی کے اس کنوئیں میں نگاہ ڈالوں

نظر کردنِ شیر در چاہ و دیدنِ عکسِ خود را و عکسِ آں خرگوش
شیر کا کنوئیں میں جھانکنا اور اپنے اور اس خرگوش کے عکس کو دیکھنا

چونکہ شیر اندر برِ خویشش کشید | در پناہِ شیر تا چہ می دوید
جب شیر نے اس کو اپنی بغل میں لے لیا | شیر کی حفاظت میں وہ کنوئیں تک دوڑا

چونکہ در چہ بنگریدند اندر آب | اندر آب از شیر و اُو در تافت تاب
جب انہوں نے کنوئیں کے پانی میں دیکھا | پانی میں، شیر اور اس کی جھلک دکھائی دی

شیر عکسِ خویش دید از آب تفت | شکلِ شیر و در برش خرگوشِ زفت
شیر نے گرم مزاجی میں پانی میں اپنا عکس دیکھا | شیر کی شکل اور اس کی بغل میں موٹا خرگوش

چونکہ خصمِ خویش را در آب دید | مر ورا بگذاشت اندر چہ دوید
جب اس نے پانی میں اپنے دشمن کو دیکھا | اس کو چھوڑ دیا، اور کنوئیں میں دوڑ گیا

در فتاد اندر چہے کو کندہ بود | زانکہ ظلمش بر سرش آئندہ بود
اس کنوئیں میں جا گرا جو اس نے کھودا تھا | کیونکہ ظلم اس کے سر پڑنے والا تھا

چاہِ مظلم گشت ظلمِ ظالماں | ایں چنیں گفتند جملہ عالماں
ظالموں کا ظلم اندھیرا کنواں تھا | تمام عالموں نے یہی کہا ہے

۱ قعر- گہرائی یعنی گوشۂ تنہائی میں دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے، لہذا یہ عقلمندی کا کام ہے، انسانوں سے زیادہ اختلاط کرنے سے دل میں تاریکی پیدا ہوتی ہے جو کہ غفلت کا سبب ہے اور غافل ہلاک ہو جاتا ہے- زخم- چوٹ، حملہ- قاہر- غالب، زبردست- کاں- کہ آن- سوزیدہ- سوختہ- آتشی- آتش مزاج- بر- بغل، گود- پشت- مدد، اعانت

۲ کانِ کرم- بخشش کی کان- بچہ- در چاہ- تانم- توانم- در تافت- چمکا- تاب- چمک، عکس- او- یعنی خرگوش- دید- دیکھا، سمجھا- تفت- گرم- زفت- فربہ، موٹا

۳ کندہ بود- کھودا تھا، شیر نے کنواں تو نہ کھودا تھا لیکن چونکہ وہ اپنے مظالم کی وجہ سے گرا تو "چاہ کن را چاہ در پیش" کے اعتبار سے گویا اس نے ہی کھودا تھا- مظلم- تاریک- ظلم ظالماں- ظالموں کے ظلم کا نتیجہ ان کے لئے اندھا کنواں ہوتا ہے-

ہر کہ ظالم تر چہش باہول تر[1]
جو زیادہ ظالم ہے، اسکا کنواں زیادہ خوفناک ہے
عدل فرمودست بدتر را بتر
انصاف نے فرمایا ہے بدتر کو بدتر

ایکہ تو از ظلم چاہے میکنی
اے وہ کہ تو ظلم کر کے کنواں کھودتا ہے
از برائے خویش دامے می تنی
خود اپنے لئے جال تنتا ہے

بر ضعیفاں گر تو ظلمے میکنی
اگر تو کمزوروں پر ظلم کرتا ہے
داں کہ اندر قعر چاہے بے بنی
سمجھ لے کہ تو اتھاہ کنویں کی گہرائی میں ہے

گرد خود چوں کرم پیلہ بر متن
ریشم کے کیڑے کی طرح اپنے چاروں طرف نہ تن
بہر خود چہ میکنی اندازہ کن
تو اپنے لئے کنواں کھود رہا ہے، اندازے سے کھود

مر ضعیفاں را تو بے خصمے مداں
تو کمزوروں کو بے حمایتی نہ سمجھ
از نبی اذا جاء نصر اللہ بخواں
قرآن سے اذا جاء نصر اللہ کو پڑھ لے

گر تو پیلی خصم تو از تو رمید
اگر تو ہاتھی ہے، تیرا مدمقابل تجھ سے بھاگ گیا
نک جزا طیراً ابابیلت رسید
دیکھ! طیراً ابابیل کی سزا تیرے پاس پہنچ گئی ہے

گر ضعیفے در زمیں خواہد اماں
اگر کوئی کمزور زمین میں امان کا خواہاں ہوتا ہے
غلغل افتد در سپاہ آسماں
آسمان کے سپاہیوں میں شور مچ جاتا ہے

گر بدندانش گزی پر خوں کنی
اگر تو اسے دانتوں سے کاٹ کر لہولہان کر دیگا
درد دندانت بگیرد چوں کنی
تجھے دانتوں کا درد آ پکڑیگا تو تو کیا کریگا

شیر خود را دید در چہ وز غلو
شیر نے اپنے آپ کو کنویں میں دیکھا اور غلو کی وجہ سے
خویش را نشناخت آندم از عدو
اپنی ذات اور دشمن میں اسوقت امتیاز نہ کر سکا

عکس خود را او عدوِ خویش دید
اس نے اپنے عکس کو اپنا دشمن سمجھا
لاجرم بر خویش شمشیرے کشید
لامحالہ اپنے اوپر تلوار سونت لی

اے بسا ظلمے کہ بینی در کساں
اے ظالم! ظلم (کی صفت) جو تو لوگوں میں دیکھتا ہے
خوئے تو باشد در ایشاں اے فلاں
اے فلاں! وہ اکثر تیری ہی خصلت ان میں ہوتی ہے

اندر ایشاں تافتہ ہستی تو
ان میں تیری ہستی نمایاں ہو رہی ہے
از نفاق و ظلم و بد مستی تو
تیرے نفاق اور تیرے ظلم اور تیری بدمستی سے

آں توئی واں زخم بر خود میزنی
وہ تو ہی ہے اور وہ زخم تو اپنے آپ پر لگا رہا ہے
بر خود آں دم تار لعنت می تنی
اور تو اس وقت اپنے اوپر لعنت کے تار تن رہا ہے

[1] چہش۔ چاہ او۔ بتر بدتر۔ می تنی۔ تو تنتا ہے قعر۔ گہرائی۔ بے بن۔ بے تھاہ۔ کرم پیلہ۔ ریشم کا کیڑا۔ اندازہ کن۔ اندازے سے کھود۔ خصم۔ دشمن، یہاں حمایتی مراد ہے۔ نبی۔ نون کے ضمہ با کے کسرہ اور یائے مجہول کے ساتھ، قرآن مجید مراد ہے اذا جاء نصر اللہ۔ جب اللہ کی مدد آئی، یہ سورۃ نصر کی آیت ہے، اس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان مظلوموں کے لئے ایک وقت وہ آئیگا جب فوج در فوج ہوں گے اور ظالموں کو ظلم کا بدلہ چکھا دیں گے۔ پیلی۔ پیل، ہاتھی یا خطاب کی ہے۔ رمید۔ بھاگ گیا۔ نک۔ اینک، دیکھ۔

[2] طیراً ابابیل۔ سورۃ فیل میں مذکور ہے کہ ابرہہ نامی بادشاہ بیت اللہ کو ڈھانے کے لئے ایک بہت بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر مع لشکر کے مکہ پر حملہ آور ہوا جس کا اہل مکہ تو مقابلہ نہ کر سکے خدا نے پرندوں کی ایک جماعت بھیجی جنکے پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں تھیں ان کنکریوں کے ذریعہ یہ لشکر تباہ کر دیا گیا۔ سپاہ آسماں۔ آسمانی فرشتے مظلوم کی مدد کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔ گزی گزیدن کاٹنا کا صیغہ مخاطب ہے۔

[3] خود اس کی صفات ہیں، جو دوسرے میں منعکس ہو رہی ہیں۔

درخود[1] ایں بد را نمی بینی عیاں — ورنہ دشمن بودۂ خود را بجاں
تو اس بدی کو اپنے اندر نمایاں نہیں پاتا ہے — ورنہ تو خود اپنی جان کا دشمن بنا ہوتا ہے

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد — ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد
اے بیوقوف! تو اپنے اوپر حملہ کرتا ہے — اُس شیر کی طرح جس نے اپنے اوپر حملہ کیا

چوں بقعرِ خوئے خود اندر رسی — پس بدانی کز تو بود آں ناکسی
جب تو اپنی عادت کی گہرائی پر پہونچیگا — پھر تو جانے گا کہ وہ نالائقی تیری ہی تھی

شیر را در قعر پیدا شد کہ بود — نقشِ اُو آں کش دگر کس می نمود
شیر کو گہرائی میں جاکر معلوم ہوا کہ — وہ اُس کا اپنا ہی عکس تھا جو دوسرے کا نظر آرہا تھا

ہر کہ دندانِ ضعیفے میکند — کارِ آں شیرِ غلط بیں میکند
جو کسی کمزور پر مظلم کرتا ہے — وہ اس غلط بیں شیر کا کام کرتا ہے

اے بدیدہ خالِ بد بر روئے عم — عکسِ خالِ تست آں از عم مرم
اے چچا کے چہرے پر بدنما تل دیکھنے والے! — وہ تیرے تل کا عکس ہے، چچا سے نفرت نہ کر

مومناں آئینہ یکدیگر اند — ایں خبر[2] را از پیمبر آورند
مومن، ایک دوسرے کا آئینہ ہے — یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے

پیشِ چشمت داشتی شیشہ کبود — زاں سبب عالم کبودت می نمود
تو نے اپنی آنکھوں پر اندھا چشمہ لگایا ہے — اس وجہ سے تجھے دنیا تاریک نظر آرہی ہے

گر نہ کوری ایں کبودی داں ز خویش — خویش را بد گو مگو کس را تو بیش
اگر تو اندھا نہیں ہے، تو یہ تاریکی اپنی طرف سے سمجھ — اپنے آپ کو برا کہہ، آئندہ کسی کو برا نہ کہہ

مومن ار ینظر بنور اللہ[3] نبود — عیبِ مومن را برہنہ چوں نمود
اگر مومن "ینظر بنور اللہ" نہیں تھا — تو اس نے مومن کا عیب صاف کیسے بتادیا

چونکہ تو ینظر بنار اللہ بدی — نیکوئی را ندیدی از بدی
چونکہ تو ینظر بنار اللہ تھا — (اس لئے) نیکی کو بدی سے نہ پہچان سکا

اندک اندک آب بر آتش بزن — تا شود نارِ تو نور اے بو الحزن
آگ پر تھوڑا تھوڑا پانی چھڑک — اے غمگین! تاکہ تیری آگ نور بن جائے

تو بزن یا ربنا آبِ طہور — تا شود ایں نارِ عالم جملہ نور
اے ہمارے رب تو پاک پانی چھڑک — تاکہ یہ دنیا کی آگ سب نور بن جائے

[1] در خود۔ اپنے عیب تمہیں نظر نہیں آرہے ہیں، ورنہ خود اپنے جانی دشمن ہوتے۔ سادہ مرد بیوقوف۔ قعر۔ گہرائی۔ ناکسی۔ نالائقی، کوتاہی، گناہ۔ پیدا۔ ظاہر۔ دنداں کندن۔ دانت اکھاڑنا، تکلیف پہونچانا۔ خال۔ تل۔ عم۔ چچا۔ مرم۔ رمیدن بھاگنا سے نہی کا صیغہ ہے۔

[2] خبر۔ حدیث، حدیث شریف ہے "المؤمن مرآۃ المؤمن" ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے یعنی جس طرح ایک شخص آئینہ میں دیکھکر اپنی اصلاح کرتا ہے اسی طرح ایک مومن دوسرے مومن کو دیکھ کر اپنی اصلاح کرسکتا ہے، یہ ان لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے جو صحیح معنی میں مسلم ہیں لوگوں کو چاہیے کہ اُن کے حالات دیکھ کر اپنی اصلاح کریں۔ پہلے اشعار میں غلط نکتہ چینیوں کا بیان تھا کہ ان کو اپنے عیوب دوسروں میں نظر آتے ہیں۔ کبود۔ کالا، تاریک یعنی اگر تمہاری آنکھوں پر غفلت کی پٹی بندھی ہوئی ہے تو تم المؤمن مرآۃ المؤمن سے فائدہ نہ اٹھا سکو گے۔

[3] ینظر بنور اللہ۔ وہ دیکھتا ہے خدا کے نور کے ذریعہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ

کوہ و دریا جملہ در فرمان تُست — آب و آتش اے خداوند آن تُست[1]
پہاڑ اور دریا سب تیرے حکم کے ماتحت ہیں — اے خدا! پانی اور آگ تیری ملکیت ہے

گر تو خواہی آتش آب خوش شود — ور نخواہی آب ہم آتش شود
اگر تو چاہے، آگ عمدہ پانی بن جائے — اگر نہ چاہے تو پانی بھی آگ بن جائے

بے طلب[2] تو ایں طلب ماں دادۂ — بیشمار و عدّ عطا بنہادۂ
بغیر مانگے تو نے ہمیں مرادیں دی ہیں — ان گنت اور بے شمار تو نے انعام فرمائے ہیں

با طلب چوں ندہی اے حیّ ودود — کز تو آمد جُملگی جود و وجود
اے حیّ و ودود! تو مانگنے پر کیوں نہ دیگا؟ — جبکہ تمام بخشش اور ہستی تیری ہی طرف سے ہے

در عدم کے بود مارا خود طلب — بے سبب کردی عطاہائے عجب
عدم میں کب ہمارا مطالبہ تھا — تو نے بغیر مانگے عجیب نعمتیں عطا فرمائیں

جان و نان دادی و عمر جاوداں — سائر نعمت کہ ناید در بیاں
جان، رزق اور ابدی زندگی عطا فرمائی — اور باقی نعمتیں جنکا بیان ناممکن ہے

بے شمار و حد عطاہا دادۂ — باب رحمت بر ہمہ بکشادۂ
تو نے ان گنت اور بے حد نعمتیں عطا فرمائیں — تو نے سب پر رحمت کا دروازہ کھولا ہے

ایں طلب در ما ہم از ایجاد[3] تست — رستن از بیداد یارب داد تست
یہ ہمارا مانگنا بھی تیری ہی ایجاد ہے — اے خدا! ظلم سے نجات پانا، تیری عطا ہے

بے طلب ہم میدہی گنج نہاں — رائیگاں بخشیدۂ جان جہاں
تو بغیر مانگے پوشیدہ خزانے دیدیتا ہے — تو نے دنیا کو جان مفت بخشی ہے

ھٰکذا انعم الی دار السّلام — بالنّبی المصطفٰے خیر الانام
جنت میں جانے تک اسی طرح انعام فرمانا رہ — سردرِ کائنات نبی مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں

مژدہ بردن خرگوش سوئے نخچیراں کہ شیر در چاہ افتاد
خرگوش کا شکاروں کے پاس خوشخبری لے جانا کہ شیر کنویں میں گر گیا ہے

چونکہ خرگوش از رہائی شاد گشت — سوئے نخچیراں رواں شد تا بدشت
خرگوش جب رہائی سے خوش ہوا — جنگل میں شکاروں کی طرف روانہ ہوا

شیر را چوں دید محو ظلم خویش — سوئے قوم خود دوید او پیش پیش
اس نے جب شیر کو اپنے ظلم میں مبتلا دیکھا — بہت تیز اپنی قوم کی طرف بھاگا

[1] آن - ملکیت ما آتش یعنی تکلیف کے اسباب آب - یعنی راحت کے اسباب۔
[2] طلب - درخواست ماں - مارا - عدّ - شمار - حیّ - زندہ - ودود - دوست رکھنے والا یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نام ہیں - جاوداں - ابدی - سائر - بقیہ - ناید - نیاید
[3] ایجاد - وجود میں لانا - داد - انصاف، بخشش - بیداد - ظلم، رائیگاں - مفت، بلاعوض - دارالسّلام جنت - انام - مخلوق، کائنات۔

شیر را چوں دید کشتہ ظلمِ خود
جب اس نے شیر کو اپنے ظلم سے ہلاک ہوتا دیکھ لیا

میدوید او شادمان و بار شد
وہ خوش خوش، سیدھے راستے دوڑ رہا تھا

شیر را چوں دید در چہ کشتہ زار
جب اس نے شیر کو بری حالت میں کنویں کے اندر دیکھ لیا

چرخ میزد شادماں تا مرغزار
تو چراگاہ میں خوشی سے قلابازیاں کھا رہا تھا

دست میزد چوں رہید از دستِ مرگ
جب موت کے پنجے سے چھوٹا، تالیاں بجاتا تھا

سبز و رقصاں در ہوا چوں شاخ و برگ
جس طرح شاخ اور پتے ہوا میں سبز اور رقصاں ہوتے ہیں

شاخ و برگ از حبسِ خاک آزاد شد
شاخ اور پتے مٹی کی قید سے آزاد ہوئے

سر برآورد و حریفِ باد شد
تو سر ابھارا اور ہوا کے دوست ہو گئے

برگہا چوں شاخ را بشگافتند
پتوں نے جب شاخ کو چیرا

تا ببالائے درخت اشتافتند
یہاں تک کہ درخت کے اوپر تک چڑھ گئے

با زبانِ شطأہ شکرِ خدا
"شطأہ" کی زبان سے خدا کا شکر

می سراید ہر بر و برگے جدا
ہر برگ و بار الگ الگ ادا کر رہا ہے

بے زباں ہر بار و برگ و شاخہا
ہر پھل اور پتا اور شاخیں بغیر زبان کے

می ستاید شکر و تسبیحِ خدا
شکرِ خدا کی تسبیح کا راگ گاتے ہیں

کہ بپرورد اصلِ ما را ذو العطاء
عطا کرنے والے نے ہماری جڑ کی پرورش کی

تا درخت استغلظ آمد فاستویٰ
یہاں تک کہ درخت موٹا ہو گیا، پھر سیدھا ہو گیا

جانہائے بستہ اندر آب و گل
پانی اور مٹی میں مقید، جانیں

چوں رہند از آب و گلہا شاد دل
جب پانی اور مٹی سے خوشی کے ساتھ رہا ہو جاتی ہیں

در ہوائے عشقِ حق رقصاں شوند
اللہ کے عشق کی ہوا میں ناچتی ہیں

ق ہمچو قرصِ بدر بے نقصاں شوند
چودھویں رات کے چاند کی طرح بے نقصان ہو جاتی ہیں

جسمِ شاں در رقص و جانہا خود مپرس
انکے جسم رقص کرتے ہیں جانوں کے متعلق تو نہ پوچھ

وانکہ گردد جاں ازانہا خود مپرس
اور جو مجسم جان بن گئے ان کے بارے میں بھی نہ پوچھ

شیر را خرگوش در زنداں نشاند
شیر کو خرگوش نے قید خانہ میں ڈال دیا

ننگِ شیرے کو ز خرگوشے بماند
شیر کیلئے شرمناک بات ہے کہ وہ ایک خرگوش سے عاجز ہو گیا

در چنیں ننگی و آنگہ اے عجب
تو ایسے ہی ننگ میں (مبتلا) ہے اور پھر تعجب ہے

فخرِ دیں خواہی کہ گویند لقب
تو چاہتا ہے کہ تجھے فخرِ دیں کا لقب دیں

شادماں۔ خوش۔ رُشد را کے ضمہ اور شین کے سکون اور را، شین کے فتحہ کے ساتھ دونوں طریقہ پر صحیح ہے، راستی سچائی، ہدایت۔ زار۔ خراب چرخ زدن۔ قلابازیاں کھانا دست زدن۔ تالیاں بجانا در ہوا۔ اس کا تعلق شاخ و برگ سے ہے۔ حبس۔ قید۔ حریف۔ مقابل، ساتھی۔ بر سر آوردن۔ ظاہر ہونا۔ پھوٹ نکلنا۔ اشتافتند۔ الف زیادہ ہے۔ شطأہ۔ سبز شاخ جو سب سے پہلے زمین سے نکلتی ہے۔ بر۔ پھل تسبیح۔ کائنات کی ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ ۱ ذو العطاء۔ عطا والا یہ اللہ کی صفت ہے۔ استغلظ موٹا ہوا۔ استویٰ۔ سیدھا ہوا۔ یہ قرآن پاک کی آیت فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی کی طرف اشارہ ہے، یعنی خدا کی قدرت سے ایک چھوٹے بیج سے پودا نکلتا ہے پھر وہ موٹا ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ بستہ۔ مقید۔ آب و گل۔ جسمِ عنصری قرص۔ ٹکیا۔ بدر۔ چودھویں رات کا مکمل چاند یعنی جس طرح نباتات زمین کی قید سے نکلکر لہلہاتی ہیں اسی طرح نیک لوگوں کی روحیں جسدِ عنصری کی قید سے آزاد ہو کر خوشی میں رقص کرتی ہیں۔ ۳ جسمِ شاں۔ نیک لوگوں کے جسم بھی بڑے اخلاق سے صفائی کے بعد رقص کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کا تو پوچھنا کیا کہ کس قدر رقص کرتی ہے۔ ۴ وانگہ۔ وہ لوگ جو مجسم روح بن جاتے ہیں اور زندگی میں علائقِ جسمانی سے آزاد ہو جاتے ہیں انکا تو کیا ہی پوچھنا ہے۔ ننگ۔ جو شیر خرگوش سے مات کھا جائے اس کیلئے ڈوب مرنیکا مقام ہے۔ ننگی۔ تو شیر ہے اور تیرا نفس خرگوش اگر تو اس سے مار کھا گیا تو یہی ننگ اور ذلت تیرے لئے ہے

فخرِ دیں۔ ممکن ہے اس سے امام فخر الدین رازی مراد ہوں۔

اے تو شیری در تگِ ایں چاہِ دہر ۔۔۔ نفسِ چوں خرگوش خوں ریزد بقہر

اے (غافل) تو زمانہ کے اس کنوئیں کی گہرائی میں شیر کی (طرح ہے) ۔۔۔ تیرا نفس خرگوش کی طرح ہے جو قہر سے تیرا خون بہاتا ہے

نفسِ خرگوشت بصحرا در چرا ۔۔۔ تو بقعرِ ایں چہِ چون و چرا

تیرا خرگوش (صفت) نفس جنگل کے اندر چرنے میں مشغول ہے ۔۔۔ اور تو چون و چرا کے اس کنوئیں کی گہرائی میں ہے

سوئے نخچیراں دوید آں شیر گیر ۔۔۔ کابشروا یا قوم اذ جاء البشیر

وہ شیر کو پچھاڑنے والا، شکاروں کی طرف دوڑا ۔۔۔ کہ اے قوم خوشخبری حاصل کرو جبکہ خوشخبری دینے والا آ گیا

مژدہ مژدہ اے گروہِ عیش ساز ۔۔۔ کاں سگِ دوزخ بدوزخ رفت باز

مبارک، مبارک اے عیش منانے والے گروہ ۔۔۔ وہ دوزخ کا کتا پھر دوزخ میں چلا گیا

مژدہ مژدہ کاں عدوئے جانہا ۔۔۔ کند قہرِ خالقش دندانہا

مبارک، مبارک کہ وہ جانوں کا دشمن ۔۔۔ اللہ کے قہر نے اس کے دانت توڑ دئے

مژدہ مژدہ کز قضا ظالم بچاہ ۔۔۔ اوفتاد از عدل و لطفِ بادشاہ

مبارک مبارک کہ تقدیر سے ظالم، کنوئیں میں ۔۔۔ گر گیا، خدا کے انصاف اور مہربانی سے

آنکہ از پنجہ بسے سرہا بکوفت ۔۔۔ ہمچو خس جاروبِ مرگش ہم بروفت

وہ جس نے پنجے سے بہت سے سر توڑ ڈالے ۔۔۔ موت کی جھاڑو نے اسکو بھی کوڑے کی طرح جھاڑ دیا

آنکہ جز ظلمش دگر کارے نبود ۔۔۔ آہِ مظلومش گرفت و کوفت و زد

جس کو ظلم کے سوا دوسرا کام نہ تھا ۔۔۔ مظلوم کی آہ نے اسکو پکڑ لیا اور فوراً تباہ کر دیا

گردنش بشکست و مغزش بر درید ۔۔۔ جانِ ما از قیدِ محنت وارہید

اس کی گردن توڑ دی اور اس کا مغز پھاڑ دیا ۔۔۔ ہماری جان مشقت کی قید سے رہائی پا گئی

گم شد و نابود شد از فضلِ حق ۔۔۔ بر مُہم دشمن شمارا شد سبق

اللہ کی مہربانی سے وہ گم اور نابود ہو گیا ۔۔۔ اور عظیم دشمن سے تمہیں سبق مل گیا

جمع شدنِ نخچیراں نزدِ خرگوش و ثنا و مدح گفتنِ او را

شکاروں کا خرگوش کے پاس جمع ہونا اور اس کی مدح و ثنا کرنا

جمع گشتند آں زماں جملہ وحوش ۔۔۔ شاد و خنداں از طرب در ذوق و جوش

اس وقت سب وحشی جمع ہو گئے ۔۔۔ ذوق و جوش اور مسرت کے عالم میں ہنسی خوشی

حلقہ کردند او چو شمع در میاں ۔۔۔ سجدہ کردندش ہمہ صحرائیاں

انہوں نے حلقہ کر لیا، وہ شمع کی طرح درمیان میں تھا ۔۔۔ اور تمام صحرائی جانوروں نے اسکی تعظیم کی

لہ تگ۔ کنوئیں کی تلی۔ چرا۔ چرنا۔ چون و چرا۔ سوال جواب، شک و شبہ۔ دنداں کندن۔ تکلیف پہونچانا۔ بادشاہ اللہ تعالیٰ۔

لہ جز۔ سوا۔ زود۔ جلد۔ جز۔ زیادہ ہے۔ قیدِ محنت۔ شیر کی وجہ سے جن مشقتوں میں ہم جکڑے ہوئے تھے۔ وحوش۔ یعنی جنگلی جانور۔ طرب۔ مستی۔ صحرائیاں۔ جنگلی جانور۔

تو فرشتۂ آسمانی یا پری — یا تو عزرائیلِ[1] شیرانِ نری
تو آسمانی فرشتہ ہے یا پری ہے — یا تو نر شیروں کا ملک الموت ہے

ہر چہ ہستی جانِ ما قربانِ تست — دستبُردِ دست و بازوئے درست
تو جو کچھ بھی ہے ہماری جان تجھ پر قربان ہے — تیرے دست و بازو کا غلبہ درست ہے

راند حق ایں آب را در جوئے تو — آفریں بر دست و بر بازوئے تو
اللہ نے یہ پانی تیری نہر میں بہایا — تیرے دست و بازو کو شاباش ہے

باز گو تا قصہ درمانہا شود — باز گو تا مرہمِ جانہا شود
پھر کہو تاکہ یہ قصہ (ہمارے درد کا) علاج بنجائے — پھر کہو تاکہ جانوں کا مرہم بن جائے

باز گو تا چوں سگالیدی بمکر — آں عواں را چوں بمالیدی بمکر
پھر تو کہو کہ تو نے یہ تدبیر کس طرح سوچی — اُس ظالم کو چالاکی سے تو نے کیسے پامال کیا

باز گو کز ظلمِ آں استم[2] نما — صد ہزاراں زخم دارد جانِ ما
پھر کہو، کیونکہ اُس ظالم کے ظلم سے — ہماری جان میں ہزاروں زخم ہیں

باز گو آں قصہ کاں شادی فزاست — رُوح ما را قوت و دل را جانفزاست
پھر سنا، کیونکہ وہ قصہ خوشی بڑھانیوالا ہے — ہماری رُوح کیلئے غذا اور دل کیلئے جان کو بڑھانے والا ہے

گفت تائیدِ خدا بود اے مِہاں — ورنہ خرگوشے چہ باشد در جہاں
اُس نے کہا اے بزرگو! خدا کی تائید تھی — ورنہ خرگوش دنیا میں کیا چیز ہے

قوتم بخشید و دل را نور داد — نورِ دل مر دست و پا را زور داد
اُسی نے مجھے قوت عطا فرمائی اور دل کو نور دیا — دل کے نور نے ہاتھ اور پیر کو طاقت دیدی

پند دادنِ خرگوش نخچیراں را کہ از مُردنِ خصم شاد مشوید
خرگوش کا شکاریوں کو نصیحت کرنا کہ دشمن کے مرنے پر خوش نہ ہو

از برِ حق میرسد تفضیل ہا — باز ہم از حق رسد تبدیل ہا
فضیلتیں اللہ کی جانب سے ملتی ہیں — پھر خدا کی جانب سے ہی تبدیلیاں ہو جاتی ہیں

جملہ فضلِ اوست دانید ایں چنیں — سجدہ اش از جان و دل آرید ہیں
یہ سمجھو کہ سب اُس کا فضل ہے — ہاں، جان اور دل سے اسکا سجدہ بجا لاؤ

حق بدَور[3] و نوبت ایں تائید را — مینماید اہلِ ظن و دید را
باری باری سے اللہ تعالیٰ یہ تائید — دکھا دیتا ہے اہلِ گمان اور اہلِ مشاہدہ کو

[1] عزرائیل۔ ملکُ الموت
دستبُرد۔ غلبہ۔ آب در جو۔ دولت، حکومت، کامیابی سے کنایہ ہے۔ سگالیدن سوچنا۔ مکر۔ حیلہ، تدبیر۔ عواں۔ ظالم۔ مالیدن۔ پائمال کرنا، ملیامیٹ کرنا۔
[2] اِستم۔ الف زیادہ ہے
قُوت۔ روزی۔ غذا۔ تائید۔ مدد۔ مِہاں۔ مِہ کی جمع، سردار۔ خرگوشے یائے تحقیر کی ہے۔ از برِ حق۔ عزت، ذلت سب من جانب اللہ ہے اور دنیا کی کسی حالت کو قرار نہیں ہے۔
[3] دَور۔ چکر، باری۔ نوبت۔ باری۔ اہلِ ظن۔ ناقص لوگ جو مشاہدہ کے درجہ کو نہیں پہونچے۔ اہلِ دید۔ وہ کاملین جو مقامِ مشاہدہ تک پہونچ چکے ہیں۔

ہیں بملکِ نوبتی شادی مکن
خبردار! باری والی سلطنت پر خوش نہ ہو

اے تو بستہ نوبت آزادی مکن
اے مخاطب تو باری سے وابستہ ہے (اظہار) آزادی نہ کر

آنکہ ملکش برتراز نوبت تنند
جس کی سلطنت باری سے بالاتر قائم کرتے ہیں

برتراز ہفت انجمش نوبت زنند
اُس کا نقارہ سات ستاروں کے اوپر بجاتے ہیں

برتراز نوبت ملوکِ باقیند
باری سے بلند وہ باقی رہنے والے بادشاہ ہیں

دورِ دائم روحہا را ساقیند
جو دائمی دور کے ساتھ روح کے ساقی ہیں

چوں بنوبت می دہند ایں دولت
جب تجھے یہ سلطنت باری سے دیتے ہیں

از چہ شد پُرباد آخر سبلتت
تو کس وجہ سے تیری مونچھوں میں ہوا بھری؟

ترکِ ایں شرب ار بگوئی یکدو روز
ایک دو روز اگر تو اس شراب کو چھوڑ دے

تر کنی اندر شرابِ خلد پوز
جنّت کی شراب سے منہ تر کرے

یکدو روزے چہ کہ دنیا ساعتے ست
ایک دو روز کیا بلکہ دنیا ایک ساعت ہے

ہر کہ ترکش کرد اندر راحتے ست
جس نے اُس کو چھوڑ دیا وہ راحت میں ہے

معنیٔ الترک راحت گوش کن
"چھوڑنا راحت ہے" کا مطلب سمجھ لے

بعد ازاں جامِ بقا را نوش کن
اس کے بعد بقا کا پیالہ پی

باسگاں بگذار ایں مردار را
اس مُردار کو کتوں کے لئے چھوڑ دے

خرد بشکن شیشۂ پندار را
غرور کے شیشے کو چورا چورا کر دے

تفسیر "رجعنا من الجہادِ الاصغر الی الجہادِ الاکبر"

"ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹتے ہیں" کی تفسیر

اے شہاں کشتیم ما خصمِ بروں
اے بزرگو! ہم نے باہر کے دشمن کو مار ڈالا

ماند خصمے زاں بتر در اندروں
لیکن اُس سے زیادہ بدتر دشمن باطن میں بچا رہ گیا

کشتنِ ایں کارِ عقل و ہوش نیست
اس دشمن کو مارنا عقل و ہوش کا کام نہیں ہے

شیرِ باطن سخرۂ خرگوش نیست
باطن کا شیر خرگوش کے قابو کا نہیں ہے

دوزخ ست ایں نفس و دوزخ اژدہا
یہ نفس دوزخ ہے اور دوزخ اژدہا ہے

کو بدریاہا نگردد کم و کاست
کہ وہ دریاؤں سے بھی کم نہیں ہوتا

ہفت دریا را در آشامد ہنوز
سات سمندروں کو پی لے، پھر بھی

کم نگردد سوزشِ آں خلق سوز
اُس مخلوق سوز کی جلن کم نہ ہو

---

۱ ملکِ نوبت۔ وہ سلطنت جو باری باری خاندانوں اور افراد میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ نوبت زنند۔ نقارہ بجاتے ہیں۔ انجم۔ نجم کی جمع ہے ستارہ ساقی اند۔ یعنی اپنی روح کو محبتِ الٰہی کی شراب سے سیراب کرتے رہتے ہیں۔ سبلت۔ پہلے تینوں حرفوں پر فتحہ ہے فارسی والے بار کو ساکن کر دیتے ہیں۔ سبلت پر باد شدن۔ مونچھوں میں ہوا بھرنا کبر و غرور سے کنایہ ہے۔ شرب۔ یعنی شراب پینا۔ پوز۔ مونہہ۔ یکدو روز۔ یعنی دنیاوی زندگی میں۔ ساعت۔ گھڑی۔

۲ راحت۔ مشہور مقولہ ہے "الدنیا ساعۃ وترکہا راحۃ" دنیا ایک گھڑی ہے اسکا چھوڑنا راحت ہے۔ باسگاں۔ مشہور مقولہ ہے "الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب" دنیا ایک مردار جانور ہے اور اُس کے طلبگار کتے ہیں۔ جہادِ اصغر۔ یعنی کافر سے جہاد کرنا۔ الجہاد الاکبر یعنی نفسِ امارہ سے جہاد کرنا۔

۳ بروں۔ یعنی ظاہری دشمن۔ خصمِ اندروں۔ نفسِ امارہ جو باطن میں ہے۔ سخرہ۔ بیگار۔ بدریا۔ یعنی اس اژدھے کی پیاس سات سمندر بجھانے سے بھی نہ بجھے گی۔ ہفت دریا۔ یعنی کل مخلوق۔ آشامیدن۔ پینا۔

سنگہا و کافرانِ سنگدل
پتھر اور سنگدل کافر

اندر آیند اندرو خوار و خجل
اُس میں ذلیل اور شرمندہ ہو کر داخل ہونگے

ہم نگردد ساکن از چندیں غذا
اِسقدر خوراک سے بھی اُسکو سکون نہ ہوگا

تا ز حق آید مر اُو را ایں ندا
یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُسکو یہ ندا آئیگی

ق

سیر گشتی سیر گوید نے ہنوز
تیرا خوب پیٹ بھر گیا وہ کہے گی ابھی نہیں

اینت آتش اینت تابش اینت سوز
زہے آگ، زہے تابش زہے جلن

عالمے را لقمہ کرد و درکشید
اُس نے دنیا بھر کو لقمہ بنایا اور نگل گئی

معدہ اش نعرہ زناں ہَل مِن مَزِید
اُس کا معدہ نعرہ لگا رہا ہے کیا کچھ اور ہے

حق قدم بر وے نہد از لامکاں
اللہ تعالیٰ اُس پر لامکاں سے قدم رکھ دیگا

آنگہ اُو ساکن شود از کُن فکاں
اُس وقت وہ کُن فکان سے ساکن ہو جائیگی

چونکہ جزوِ دوزخ ست ایں نفسِ ما
چونکہ ہمارا یہ نفس دوزخ کا حصہ ہے

طبعِ کُل دارد ہمیشہ جزوہا
اور اجزاء ہمیشہ کُل کی طبیعت رکھتے ہیں

ایں قدم حق را بُود کو را کُشد
یہ اللہ تعالیٰ ہی کا قدم ہوگا جو اسکی پیاس بجھائیگا

غیر حق کو کہ کمانِ اُو کَشد
سوائے اللہ تعالیٰ کے کون ہے جو اسکی کمان کو کھینچے

در کماں ننہند الّا تیرِ راست
کمان میں سیدھا تیر ہی رکھتے ہیں

ایں کمان را باژگوں کژ تیرہاست
اِس کمان کے اُلٹے ٹیڑھے تیر ہیں

راست شو چوں تیر وارہ از کماں
تیر کی طرح سیدھا ہو جا، کمان سے چھوٹ جا

کز کماں ہر راست بجہد بیگماں
اِسلئے کہ کمان سے یقیناً ہر سیدھا تیر چھوٹ جاتا ہے

چونکہ واگشتم ز پیکارِ بروں
چونکہ میں ظاہری جنگ سے فارغ ہو گیا ہوں

روئے آوردم بہ پیکارِ دروں
باطنی جنگ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں

قَد رَجَعنَا مِن جِہادِ الاَصغَرِیم
ہم واپس ہوئے چھوٹے جہاد سے کے مصداق ہیں

بانبی اندر جہادِ اکبریم
نبی کے سہارے جہادِ اکبر میں لگے ہیں

قوتے خواہم ز حق دریا شگاف
خدا تعالیٰ سے میں سمندر کو چاک کر دینے والی قوت چاہتا ہوں

تا بسوزن بر کنم ایں کوہِ قاف
تاکہ اِس کوہ قاف کو سوئی سے اکھاڑ دوں

سہل شیرے داں کہ صفہا بشکند
وہ شیر (بننا) آسان سمجھ جو کہ صفیں پچھاڑ دے

شیر آنست آں کہ خود را بشکند
شیر وہی ہے جو خود کو شکست دیدے

---

۱ سنگہا - قرآن پاک میں ہے۔ "وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" جہنم کی خوراک انسان اور پتھر ہوں گے۔ سیر گشتی - قرآن پاک میں ہے اللہ تعالیٰ جہنم سے دریافت فرمائیں گے "هَلِ امْتَلَأْتِ" کیا تیرا پیٹ بھر گیا وہ کہیگی "هَلْ مِنْ مَزِيدٍ" کیا کچھ اور ہے۔ حق قدم - حدیث میں آیا ہے کہ جہنم کا پیٹ نہ بھریگا تب اللہ تعالیٰ اُس پر اپنا قدم رکھدیں گے، اِس پر وہ کہیگی کافی ہے کافی ہے کُن فکان - ہو جا وہ ہو گیا - قرآن پاک میں ہے "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ" اُس کی شان تو یہ ہے کہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسکو کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔

۲ جزوہا - لہٰذا نفس کی پیاس بھی محض رب کی تجلی سے بجھ سکتی ہے۔ راست - سیدھا - باژگوں - واژگوں - اُلٹا - کژ - ٹیڑھا کز کماں - کمان سے ٹیڑھا تیر نہیں چلتا سیدھا تیر خوب چلتا ہے - بانبی - نبی کے سہارے یعنی اُنکی سنت کی پیروی کر کے بعض نسخوں میں بانبی ہے یعنی نفس کے بت کے ساتھ جہادِ اکبر کر رہے ہیں۔

۳ شگافتن - پھاڑنا۔

۴ برکنم - میں کھود لوں - کوہِ قاف - بلندی اور عظمت میں مشہور تھا - تا بسوزن - انسان کی اپنی قوت سوئی جیسی ہے اور نفس بمنزلہ کوہِ قاف کے ہے تو سوئی سے کوہِ قاف اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت سے اکھاڑا جا سکتا ہے۔

تا شود شیرِ خدا از عونِ اُو
تاکہ اللہ کی مدد سے اللہ کا شیر بنجائے
وَا رہد از نفس و از فرعونِ اُو [1]
نفس اور اُس کے فرعون سے نجات پائے

آمدن رسولِ قیصرِ روم بنزدِ عمر رضی اللہ عنہ برسالت

قیصرِ روم کے ایلچی کا پیغام لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا

در بیانِ ایں شنو یک قصّہ
اِس سلسلہ میں ایک قصہ سن لے
تا بَری از سِرّ گفتم حصّہ
تاکہ تو میری بات کے راز کا ایک حصہ پالے

بر عمرؓ آمد ز قیصر یک رسول
قیصر کا ایک ایلچی (حضرت) عمرؓ کے پاس آیا
در مدینہ از بیابانِ نغول
دور و دراز جنگل سے، مدینہ میں

گفت کو قصرِ خلیفہ اے حشم
بولا، اے متعلقین خلیفہ کا محل کہاں ہے؟
تا من اسپ و رخت را آنجا کشم
تاکہ میں گھوڑا اور سامان وہاں لے جاؤں

قوم گفتندش کہ اُو را قصر نیست
لوگوں نے کہا، اُن کا کوئی محل نہیں ہے
مر عمرؓ را قصرِ جانِ روشنے ست
عمرؓ کا محل تو اُن کی روشن جان ہے

گرچہ از میری وِرا آوازہ ایست
گرچہ اُن کی سرداری کی شہرت ہے
ہمچو درویشاں مَر اُو را کازہ ایست
لیکن فقیروں جیسی اُنکی جھونپڑی ہے

اے برادر چوں بہ بینی قصرِ اُو
اے بھائی! تو اُس کا محل کیسے دیکھ سکتا ہے؟
چونکہ در چشمِ دلت رُستست مُو
جبکہ تیرے دل کی آنکھ میں پڑبال اُگا ہے

چشمِ دل از مُوئے علّت پاک آر [2]
دل کی آنکھ کو پڑبال سے صاف کرلے
وانگہاں دیدارِ قصرش چشم دار
پھر اُس کے محل کے دیکھنے کی اُمید کر

ہر کرا ہست از ہوسہا جانِ پاک
جس کی جان ہوسوں سے پاک ہے
زود بیند حضرت و ایوانِ پاک
وہ دربار اور پاک محل جلد دیکھ لیگا

چوں محمدؐ پاک شد از نار و دود
جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آگ اور دھوئیں سے پاک ہو گئے
ہر کجا رُو کرد وجہُ اللہ بود
جس طرف بھی رُخ کیا خدا کی ذات تھی

چوں رفیقی وسوسہ بدخواہ را
جبکہ تو دشمن وسوسہ کا دوست ہے
کے بہ بینی ثَمّ وجہُ اللہ را
اللہ کی ذات کو کب دیکھ سکتا ہے؟

ہر کرا باشد ز سینہ فتحِ باب [3]
جس کسی کے سینہ کا دروازہ کھل جائے
اُو ز ہر ذرّہ بہ بیند آفتاب
وہ ہر ذرّہ میں آفتاب دیکھے گا

---

[1] فرعون- انسان کا نفس پر غلبہ ایسا ہی ہے جیسا کہ موسیٰؑ کا فرعون پر غلبہ، اسی مناسبت سے دریا شگاف قوت کی دعا کی ہے- ایں- یعنی نفس پر غلبہ- قیصر- شاہانِ روم کا لقب ہے- نغول- عمیق، دراز- قصر- محل، ایوان- حشم- نوکر چاکر، عوام- رخت- سامان کشم- بَرم- میری- سرداری- وِرا- اُو را- آوازہ- شہرہ- کازہ- جھونپڑیا-

[2] موئے علت- بیماری کا بال، یعنی آنکھ میں جو پڑبال پیدا ہو جاتا ہے حضرت- دربار، کچہری- ایوان- محل، قلعہ- نار، آگ یعنی خواہشاتِ نفسانی- دود- دھواں یعنی خواہشاتِ نفسانی کے اثرات- وجہُ اللہ- اللہ کا چہرہ، اللہ کی ذات- یہ قرآن پاک کی آیت "اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ" "تم جدھر کو رخ کرو وہاں اللہ کی ذات موجود ہے" کی طرف اشارہ ہے-

[3] فتح- کشایش- باب- دروازہ- حق- اللہ تعالےٰ کا مشاہدہ دوسری چیزوں کی عظمت ختم کر دیتا ہے جیسے ستارے چاند کے مشاہدہ کے وقت بے وقعت ہو جاتے ہیں-

حق پدیدست از میانِ دیگراں — ہمچو ماہ اندر میانِ اختراں

دوسروں کے درمیان اللہ اس طرح روشن ہے — جیسا کہ ستاروں میں چاند

[1]دو سرِ انگشت بر دو چشم نہ — ہیچ بینی از جہاں انصاف دہ

دو انگلیوں کے سرے دونوں آنکھوں پر رکھ — انصاف کر، دنیا کا تجھے کچھ نظر آتا ہے

ور نہ بینی ایں جہاں معدوم نیست — عیب جز انگشتِ نفسِ شوم نیست

اگر تو نہیں دیکھتا ہے یہ دنیا تو معدوم نہیں ہے — منحوس نفس کی انگلی کے علاوہ کوئی عیب نہیں ہے

تو ز چشم انگشت را بردار ہیں — وانگہانے ہر چہ میخواہی ببیں

خبردار! تو آنکھ سے انگلی ہٹا لے — پھر تو جو کچھ چاہتا ہے، دیکھ

نوح را گفتند امت کو ثواب — گفت او زاں سوئے واستغشوا ثیاب

"امت" نے نوح (علیہ السلام) سے کہا ثواب کہاں — اس نے کہا وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَہُمْ کے اس طرف

[2]رو و سر در جامہا پیچیدہ اید — لاجرم با دیدہ و نادیدہ اید

تم نے منہ اور سر کپڑوں میں لپیٹ رکھا ہے — لامحالہ آنکھ والے ہو کر بھی نابینا ہو

آدمی دیدست باقی پوست ست — دید آنست آنکہ دیدِ دوست ست

آدمی تو بینائی ہے، باقی کھال ہے — دید تو دراصل محبوب کی دید ہے

چونکہ دیدِ دوست نبود کور بہ — دوست کو باقی نباشد دور بہ

جبکہ دوست کا دیدار نہ ہو اندھا ہونا اچھا ہے — جو دوست باقی رہنے والا نہ ہو اسکا دور ہونا اچھا ہے

چوں رسولِ روم ایں الفاظِ تر — در سماع آورد شد مشتاق تر

جب روم کے ایلچی نے یہ ترو تازہ لفظ — سُنے، تو وہ زیادہ مشتاق ہو گیا

[3]دیدہ را بر جستنِ عمرؓ گماشت — رخت را و اسپ را ضائع گذاشت

آنکھیں حضرت عمرؓ کے ڈھونڈنے پر لگا دیں — سامان اور گھوڑے کو بغیر حفاظت کے چھوڑ دیا

ہر طرف اندر پئے آں مردِ کار — میشدے پرساں او دیوانہ وار

اُس مردِ کار کی تلاش میں ہر طرف — دیوانوں کی طرح پوچھتا پھرتا

کایں چنیں مردے بود اندر جہاں — وز جہاں مانند جاں باشد نہاں

کہ ایسا آدمی بھی دُنیا میں ہوگا — جو جان کی طرح دُنیا سے پوشیدہ ہو

جست او را تاش چوں بندہ بود — لاجرم جوئندہ یابندہ بود

اُنکو ڈھونڈتا تاکہ اُنکا غلام جیسا ہو جائے — لامحالہ تلاش کرنیوالا، پا لینے والا ہوتا ہے

[1] دو سرِ انگشت۔ اگر کوئی شخص آنکھیں بند کرلے تو دنیا کی کوئی چیز اسکو نظر نہ آئے گی لیکن چیزیں معدوم نہیں ہیں۔ اسی طرح دل کی آنکھیں اگر بند ہوں تو مشاہدۂ حق نہ ہوگا لیکن وہ موجود ہے۔ اِسْتَغْشَوْا ثِیَابَہُمْ۔ انہوں نے اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈھانپ لئے، قرآن پاک میں یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا حال بیان کیا گیا ہے کہ اُن کی دعوت پر انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر کپڑے اوڑھ لئے تاکہ نہ انکی بات سُن سکیں نہ انکو دیکھ سکیں، حضرت نوحؑ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تک تمہارا کفر ہے ثواب کہاں نظر آئیگا۔

[2] رُو۔ منہ۔ جامہ۔ کپڑا۔ لاجرم۔ لامحالہ۔ دیدہ۔ آنکھ۔ آدمی۔ یعنی اگر آدمی حقیقت کا ادراک نہ کرے وہ آدمی کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور ادراک بھی محبوبِ حقیقی سے متعلق ہو۔ کور بہ۔ یعنی اُس آدمی کا اندھا ہونا اچھا ہے جو محبوب کا دیدار نہ کرے اور قابلِ محبت فانی کائنات نہیں ہے۔ تر۔ پُر مغز و تازہ

[3] عمر۔ صحیح تلفظ عین کے ضمہ اور میم کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ لیکن ضرورتِ شعری کی وجہ سے میم مشدد کر دیا گیا ہے۔ ضائع۔ گم، بے حفاظت۔ جاں۔ روح کے فضائل معنوی ہیں اگر وہ ادراک سے بالاتر ہیں، اسی طرح حضرت عمرؓ کے فضائل۔ تاش۔ تاکہ اورا۔

یافتنِ رسولِ قیصرِ روم عمرؓ را خفتہ در زیرِ درختِ خرما

قیصرِ روم کے ایلچی کا حضرت عمرؓ کو کھجور کے درخت کے نیچے سوتا ہوا پانا

دید اعرابیؓ زنے اُو را دخیل — گفت عمرؓ نک بزیرِ آں نخیل
ایک بدو عورت نے اُس کو اجنبی دیکھ کر — کہا یہ عمرؓ اس کھجور کے نیچے ہیں

زیرِ خرما بُن زخلقاں اُو جدا — زیرِ سایہ خفتہ بیں سایۂ خدا
کھجور کے درخت کے نیچے مخلوق سے جدا — خدا کے سایہ کو سایہ میں سوتا دیکھ

آمد اُو آنجا و از دور ایستاد — مر عمرؓ را دید و در لرزہ فتاد
وہ اُس جگہ آیا اور دور کھڑا ہو گیا — (حضرتِ) عمرؓ کو دیکھا اور کپکپی میں مبتلا ہو گیا

ہیبتے زاں خُفتہ آمد بر رسول — حالتے خوش کرد بر جانش نزول
ایلچی پر اس سوتے ہوئے کی ہیبت طاری ہو گئی — ایک اچھی حالت اُس کی جان پر نازل ہو گئی

مہر و ہیبت ہست ضدِ یک دگر — ایں دو ضد را جمع دید اندر جگر
محبت اور ہیبت ایک دوسرے کی ضد ہیں — اِن دو ضدوں کو اُس نے اپنے جگر میں جمع دیکھا

گفت با خود من شہاں را دیدہ ام — پیشِ سلطاناں خوش و بگزیدہ ام
اپنے سے بولا میں نے بادشاہوں کو دیکھا ہے — میں بادشاہوں کے سامنے مطمئن و برگزیدہ رہتا ہوں

از شہانم ہیبت و ترسے نبُود — ہیبتِ ایں مرد ہوشم در ربُود
بادشاہوں کی مجھ پر کوئی ہیبت اور خوف نہ تھا — اِس شخص کی ہیبت نے میرے حواس گم کر دئے

رفتہ ام در بیشۂ شیر و پلنگ — روئے من زایشاں نگردانید رنگ
میں شیر اور تیندوے کی جھاڑی میں گیا ہوں — میرے چہرے کا اُن سے رنگ نہیں بدلا

بس شدم من در مصاف و کارزار — ہمچو شیر آندم کہ باشد کارزار
میں بہت سے معرکوں اور جنگوں میں گیا ہوں — شیر کی طرح، جبکہ کام سخت ہو

بس کہ خوردم بس زدم زخمِ گراں — دل قوی تر بودہ ام از دیگراں
بہت سے بھاری زخم کھائے اور بہت سے لگائے — اور دوسروں سے قوی دل رہا ہوں

بے سلاح ایں مردِ خفتہ بر زمیں — من بہفت اندام لرزاں چیست ایں
یہ شخص بغیر ہتھیاروں کے زمین پر سویا پڑا ہے — میں ساتوں اعضا سے لرز رہا ہوں یہ کیا ہے؟

ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست — ہیبتِ ایں مردِ صاحب دلق نیست
یہ خدا کی ہیبت ہے، مخلوق کی نہیں ہے — اِس گدڑی پوش انسان کی ہیبت نہیں ہے

۱ اعرابی - بدو۔ دخیل - اجنبی۔ خرما بُن - کھجور کا درخت۔ خلقاں - خلق کی جمع، مخلوق۔ سایۂ خدا - منصف حاکم خدا کا سایہ ہے۔ نزول یعنی ایلچی کے دل میں ایک عجیب خوشکن کیفیت پیدا ہو گئی۔ مہر یعنی ایلچی کے دل میں حضرت عمرؓ کی محبت بھی پیدا ہوئی اور خوف بھی۔ با خود - اپنے دل میں۔
۲ بگزیدہ - برگزیدہ۔ بیشہ - درندے کے رہنے کی جھاڑی۔ پلنگ - تیندوا۔ مصاف - صف بندی کی جگہ۔ کارزار - کام کی جگہ۔ زار - خراب۔ سلاح - ہتھیار۔
۳ ہفت اندام - سات اعضاء: سر، سینہ، پیٹ، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں۔ دلق - گدڑی۔ صاحب دلق - کملی والا فقیر۔

هر کہ[1] ترسید از حق و تقویٰ گزید — ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید

جو اللہ (تعالیٰ) سے ڈرا اور اس نے تقویٰ اختیار کیا — اُس سے جن اور انسان اور جو بھی اسکو دیکھے ڈرتا ہے

*اندریں فکرت بحرمت دست بست — بعد یک ساعت عمرؓ از جا جست[2]

اسی فکر میں وہ ادب سے دست بستہ ہوا — ایک گھنٹہ بعد (حضرت) عمرؓ جگہ سے اُٹھے

کرد خدمت مر عمرؓ را و سلام — گفت پیغمبر سلام آنگہ کلام

اُس نے (حضرت) عمرؓ کی تعظیم کی اور سلام کیا — پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا پہلے سلام پھر کلام

پس علیکش گفت و او را پیش خواند — ایمنش کرد و بنزد خود نشاند

پھر (حضرت عمرؓ نے) اُسکو وعلیک کہا اور آگے بلایا — اُس کو مطمئن کیا اور اپنے پاس بٹھایا

ہر کہ ترسد مر ورا ایمن کنند — مرد دل ترسندہ را ساکن کنند

جو ڈرتا ہے اُسکو مطمئن کرتے ہیں — جس کا دل ڈرے اُس کو تسکین دیتے ہیں

لا تخافوا ہست نزلِ خائفاں — ہست در خور از برائے خائف آں

ڈرنیوالوں کی مہمانی کا کھانا "نہ ڈرو" ہے — اور اُس سے ڈرنے والوں کے لائق (خوشخبری) ہے

آنکہ خوفش نیست چوں گوئی مترس — درس چہ دہی نیست و محتاج درس

جس کو ڈر نہ ہو اُسکو "نہ ڈر" تو کیسے کہے گا؟ — سبق کیا سکھاتا ہے وہ سبق کا ضرورتمند نہیں ہے

خاطر[3] ویرانش را آباد کرد — آں دل از جا رفتہ را دلشاد کرد

اُس کی برباد طبیعت کو آباد کر دیا — اُس گھبرائے ہوئے کو خوش کر دیا

سخن گفتن عمرؓ با رسولِ قیصرِ روم و سوال رسول قیصرِ روم با عمرؓ

حضرت عمرؓ کا قیصرِ روم کے ایلچی سے بات کرنا اور روم کے ایلچی کا حضرت عمرؓ سے سوال کرنا

بعد ازاں گفتش سخنہائے دقیق — در صفاتِ پاکِ حق نعم الرفیق

اُسکے بعد انہوں نے اُس سے باریک باتیں کیں — اللہ پاک کی صفات کے بارے میں جو بہترین رفیق ہے

وز نوازشہائے حق ابدال را — تا بداند او مقام و حال را

اور اولیاء پر اللہ تعالیٰ کی نوازشوں کے بارے میں — تاکہ وہ مقام اور حال کو سمجھ جائے

حال چوں جلوہ[4] ست زاں زیبا عروس — ویں مقام آں خلوت آمد با عروس

حال، گویا اُس حسین دلہن کا جلوہ ہے — اور مقام، دلہن کے ساتھ خلوت ہے

جلوہ بیند شاہ و غیرِ شاہ نیز — وقتِ خلوت نیست جز شاہِ عزیز

جلوہ تو شاہ اور شاہ کے غلام (بھی) دیکھتے ہیں — لیکن خلوت کے وقت باعزت بادشاہ کے سوا کوئی نہیں ہوتا ہے

* بیدار شدن امیر رضہ ——

[1] ہر کہ۔ شعر
تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکمِ تو ہیچ
[2] جست۔ یعنی سو کر اُٹھے۔ خدمت۔ ادب تعظیم۔ پیغمبر۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ السّلام قبل الکلام، سلام، بات چیت سے پہلے ہے علیک۔ یعنی وعلیکم السلام ہر کہ۔ یعنی جو شخص خدا سے ڈرتا ہے۔ اُسکو طمانیت حاصل ہو جاتی ہے پھر کسی چیز کا اُسکو خوف نہیں رہتا ہے۔ نزل۔ مہمانی کا کھانا۔ در خور۔ لائق۔ خائف۔ خوفزدہ۔
[3] خاطرِ ویران۔ شکستہ دل۔ دل از جا رفتہ۔ گھبرایا ہوا۔ دقیق۔ باریک نعم الرفیق۔ اچھا ساتھی ابدال۔ اولیاء اللہ کی ایک مخصوص جماعت ہے یہاں مطلقاً اولیاء اللہ مراد ہیں مقام۔ وہ باطنی کیفیت ہے جو شریعت پر عمل کرنے اور کسب و ریاضت سے حاصل ہوتی ہے حال۔ وہ قلبی کیفیت ہے جو بلا کسب کے پیدا ہوتی ہے جیسے شوق، استغراق چنانچہ مشہور مقولہ ہے۔ المقامات مکاسب والاحوال مواہب یعنی مقامات، کسب سے حاصل کئے جاتے ہیں اور احوال خدا کی دین ہیں۔
[4] جلوہ۔ نمائش حسن، ناز و کرشمہ دکھانا۔ زیبا۔ خوبصورت۔ عروس۔ دلہن، دولھا۔ مقام۔ ایک مستقل کیفیت ہے لہذا اُس کو دلھن کے ساتھ خلوت سے تشبیہ دی ہے اور حال ایک زوال پذیر کیفیت ہوتی ہے لہذا اُسکو جلوہ قرار دیا ہے۔

جلوہ گر د عام و خاصاں را عروس[1]
دُلہن عوام اور خواص کو جلوہ دکھاتی ہے
خلوت اندر شاہ باشد با عروس
دلہن کے ساتھ خلوت میں (صرف) بادشاہ ہوتا ہے

ہست بسیار اہلِ حال از صوفیاں
صوفیوں میں اہلِ حال بہت ہیں
نادِر ست اہلِ مقام اندر میاں
اُن میں صاحبِ مقام کم ہیں

از منازلہائے جانش یاد داد
اُس کو جان کی منزلیں بتلائیں
وز سفرہائے روانش یاد داد
اور اُس کو روح کے سفر یاد دلائے

وز زمانے کز زماں خالی بُدست
اُس زمانہ کی یاد دلائی جو (قیدِ) زماں سے خالی تھا
وز مقامِ قُدس کا جلالی شدست
اور اُس مقامِ قُدس کی جو جلالی ہے

وز ہوائے کاندرو سیمرغِ رُوح
اور اُس ہوا کی جس میں روح کے سیمرغ نے
پیش ازیں دیدست پروازِ فتوح
اِس سے پہلے خوشی کی پرواز دیکھی ہے

ہر یکے پروازش از آفاق بیش
اُس کی ہر ایک پرواز عالم سے بڑھی ہوئی تھی
وز امید و نہمتِ مشتاق بیش
مشتاق کی امید اور قصد سے بڑھی ہوئی تھی

چوں عمر[2] اغیار رُو را یار یافت
جب (حضرت) عمرؓ نے بیگانہ صورت کو یار پایا
جانِ اُو را طالبِ اسرار یافت
اور اُس کی طبیعت کو اسرار کا طالب پایا

شیخ کامل بود و طالب مُشتہی
شیخ کامل تھا، اور طالب پُرشوق
مردِ چابک بود و مرکب درگہی
سوار ہوشیار تھا، اور سواری تیار

دید آں مُرشد کہ او ارشاد داشت
مُرشد نے دیکھا کہ وہ استعداد رکھتا ہے
تخمِ پاک اندر زمینِ پاک کاشت
پاک بیج پاک زمین میں بو دیا

مرد گفتش کاے امیر المومنین
(اُس) شخص نے اُنسے کہا، اے امیر المومنین
جاں ز بالا چوں در آمد بر زمیں
روح (عالم) بالا سے زمین پر کیونکر آگئی؟

مُرغِ بے اندازہ چوں شد در قفس
لاتعداد پرندے پنجرے میں کیسے آگئے
گفت حق بر جاں فسوں خواند و قصص[3]
اُنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے روح پر افسوں اور افسانے پڑھ دیئے

بر عدمہا کاں ندارد چشم و گوش
وہ معدوم جو آنکھ اور کان نہیں رکھتے
چوں فسوں خواند ہمی آید بجوش
جب وہ اُن پر افسوں پڑھتا ہے وہ جوش میں آجاتے ہیں

از فسونِ اُو عدمہا زود زود
اُس کے افسوں سے معدوم چیزیں جلد جلد
خوش معلق میزند سوئے وجود
وجود کی جانب قلا بازیاں کھاتی ہیں

[1] جلوہ۔ یعنی اہلِ حال کے آثار ہر کس وناکس پر ظاہر ہو جاتے ہیں، صاحبِ مقام کی کیفیت عوام سے پوشیدہ رہتی ہے۔ منازلہائے۔ روح کی منزلیں یہی ہیں کہ وہ پہلے مجرد تھی پھر عالمِ مثال میں آئی پھر عالمِ خلق یعنی ناسوت میں آئی اُس کے بعد جسم سے جدا ہو کر عالمِ برزخ میں جائیگی پھر حشر میں اُس جسم سے متعلق ہو جائے گی۔ وز زماں۔ زمانہ مخلوق اور حادث ہے اس سے پہلے ایک ایسی حالت تھی جو زمانہ سے خالی تھی۔ مقامِ قدس۔ عالمِ جبروت، یعنی مرتبۂ صفاتِ الٰہیہ۔ فتوح کشائش۔ امنگ، شوق آفاق۔ اطرافِ عالم نہمت۔ خواہش، حرص۔

[2] چوں عمر۔ یہ شرط ہے، جزاء تیسرے شعر کا دوسرا مصرع ہے مشتہی۔ شائق چابک۔ چالاک۔ درگہی۔ درگاہ میں حاضر۔ ارشاد کامگاری، صلاحیت۔ مرد۔ یعنی ایلچی۔ امیر المومنین ایمان والوں کے سردار یعنی حضرت عمرؓ۔ بالا۔ یعنی عالمِ امر۔ زمین۔ یعنی عالمِ خلق۔ بے اندازہ۔ روح مادہ سے پاک ہے لہٰذا اُسکو بیمقدار کہا ہے۔ قفس۔ پنجرا، یعنی جسم انسانی فسون افسوں۔

[3] قصص۔ قصہ کی جمع ہے

باز بر موجود افسونے چو خواند ۔ زود او را در عدم دو اسپہ راند
پھر جب موجود پر اُس نے افسون پڑھا ۔ جلد اُس کو عدم میں تیز دوڑا دیا

گفت با جسم آیتے تا جاں شد او ۔ گفت با خورشید تا رخشاں شد او
جسم کو کوئی آیت سنا دی، تو وہ جان بنگیا ۔ سورج سے کہا، تو وہ چمکدار ہو گیا

باز در گوشش دمد نکتہ مخوف ۔ در رُخِ خورشید افتد صد کسوف
پھر اُس کے کان میں کوئی خوفناک نکتہ پھونک دیا ۔ تو سورج کے رخ میں سو گرہن آ گئے

گفت در گوشِ گُل و خنداں کرد ۔ گفت با لعلِ خوش و تاباں کرد
پھول کے کان میں کچھ کہا، اُس کو شگفتہ کر دیا ۔ خوبصورت لعل سے کچھ کہا اور اسکو چمکدار بنا دیا

تا بگوشِ خاک حق چہ خواندہ است ۔ کو مراقب گشت و خامش ماندہ است
(معلوم نہیں) زمین کے کان میں کیا پھونک دیا ہے؟ ۔ کہ وہ منتظر اور خاموش ہو گئی ہے

تا بگوشِ ابر آں گویا چہ خواند ۔ کو چو مشک از دیدۂ خود آب راند
(نہ معلوم) اُس بولنے والے نے ابر کے کان میں کیا کہا ہے؟ ۔ کہ اُس نے مشک کی طرح اپنی آنکھ سے پانی بہا دیا

در تردّد ہر کہ او آشفتہ است ۔ حق بگوشِ او معما گفتہ است
جو شخص تردّد میں پریشان ہے ۔ اللہ تعالٰی نے اس کے کان میں کوئی معما کہا ہے

تا کند محبوسش اندر دو گماں ۔ آں کنم کو گفت یا خود ضدِ آں
تاکہ اُس کو دو گمانوں میں مبتلا کر دے ۔ وہ کروں جو (فلاں نے) کہا یا اُس کی ضد

ہم ز حق ترجیح یابد یک طرف ۔ زاں دو یک را برگزیند زاں کنف
پھر اللہ تعالٰی کی طرف سے ایک جانب کا رجحان پاتا ہے ۔ اُس طرف سے دونوں میں سے ایک کو اختیار کرتا ہے

گر نخواہی در تردّد ہوشِ جاں ۔ کم فشار ایں پنبہ اندر گوشِ جاں
اگر تو جان کے ہوش کو تردّد میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا ہے ۔ اس روئی کو جان کے کان میں نہ ٹھونس

پنبۂ وسواس بیروں کن ز گوش ۔ تا بگوشت آید از گردوں خروش
وسوسہ کی روئی کو کان سے نکال دے ۔ تاکہ آسمان سے آواز تیرے کان میں آئے

تا کنی فہم آں معماہاش را ۔ تا کنی ادراک رمز و فاش را
تاکہ تو اس کے ان معموں کو سمجھ لے ۔ تاکہ تو واضح بات اور اشاروں کا ادراک کر سکے

پس محلِ وحی گردد گوشِ جاں ۔ وحی چہ بود گفتن از حسِ نہاں
پھر جان کا کان وحی کی جگہ بنجاتا ہے ۔ وحی کیا ہوتی ہے؟ پوشیدہ حس کی گفتگو ہے

ل دو اسپہ۔ تیز رفتار، جو ہاری باری دو گھوڑوں سے سفر کریگا جلد منزل مقصود پر پہونچ جائیگا
جسم۔ جسم کا زندہ ہونا اور سورج کا چمکنا اُس کے حکم سے ہے
کسوف۔ گرہن، حدیث میں ہے کہ چاند اور سورج کا گرہن کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی آیتیں یعنی علامتیں ہیں جن سے اللہ اپنے بندوں کو تنبیہ کرتا ہے
مراقب۔ مراقبہ کرنیوالا، منتظر، گردن جھکانے والا۔
گویا۔ گفتن سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔
تردّد۔ کسی کام کے کرنے نہ کرنے کا فیصلہ نہ کرسکنا
معمّہ۔ اندھا بنایا ہوا، چھپایا ہوا، وہ کلام جس کا مطلب پوشیدہ کر دیا گیا ہو۔
محبوس۔ پابند، قیدی۔ کو۔ کہ او۔
ل2 ترجیح۔ دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنا۔ طرف۔ شق، فریق، جانب۔ کنف۔ کنارہ، طرف۔ ہوش جاں۔ روحانی زندگی۔ وسواس۔ یعنی مشاغل دنیوی۔
ل3 تا بگوشت۔ یعنی انسان جب دنیاوی مشاغل چھوڑ دیتا ہے اُس کو ملاءِ اعلیٰ سے مناسبت ہو جاتی ہے۔

ل4 وحی۔ اس سے مراد الہام ہے جو غیر نبی کو بھی ہوتا ہے۔

گوشِ^1 جان و چشمِ جاں جز ایں حس ست — گوشِ عقل و چشمِ ظن زاں مفلس ست

جان کے کان اور آنکھ اس حس کے علاوہ ہیں — عقل کا کان اور گمان کی آنکھ اس سے خالی ہے

لفظِ جبرم عشق را بے صبر کرد — وانکہ عاشق نیست حبسِ جبر کرد

جبر کے لفظ نے میرے عشق کو بے قرار کر دیا — جو عاشق نہیں ہے اسکو جبر کا قیدی بنا دیا

ایں معیت با حق ست و جبر نیست — ایں تجلی مہ ست ایں ابر نیست

یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معیت ہے، اور جبر نہیں ہے — یہ چاندکی تجلی ہے، ابر نہیں ہے

ور بود ایں جبر جبرِ عامہ نیست — جبرِ آں امارۂ خود کامہ نیست

اگر یہ جبر ہے تو عوام کا جبر نہیں ہے — خود غرض (نفس) امارہ کا جبر نہیں ہے

جبر را ایشاں شناسند اے پسر — کہ خدا بکشاد شاں در دل بصر

اے بیٹا! جبر کو وہی پہچانتے ہیں — جن کے دل کی آنکھ خدا نے کھول دی ہے

غیب و آئندہ بر ایشاں گشت فاش — ذکرِ ماضی پیشِ ایشاں گشت لاش

غیب اور آنیوالی چیزیں اُن پر منکشف ہوگئی ہیں — گذشتہ کی یاد تو اُن کے لئے کچھ بھی نہیں

اختیار و جبرِ ایشاں دیگر ست — قطرہا اندر صدفہا گوہر ست

اُن کا اختیار اور جبر دوسرا ہی ہے — صدفوں میں قطرے گوہر ہیں

ہست بیروں قطرۂ خورد و بزرگ — در صدف آں درہائے خورد و سترگ

باہر وہ چھوٹے اور بڑے قطرے ہیں — لیکن صدف میں وہ چھوٹے اور بڑے موتی ہیں

طبعِ نافِ آہو ست آں قوم را — از بروں خوں و درونشاں مشکہا

اس قوم کی طبیعت ہرن کا نافہ ہے — باہر خون ہے اور اُن کے اندر مشک ہے

تو مگو کیں نافہ بیروں خوں بود — چوں رود در ناف مشکے چوں شود

تو نہ کہہ کہ یہ نافہ باہر خون ہوتا ہے — جب ناف میں جاتا ہے مشک کیوں بنجاتا ہے

تو مگو کایں مس بروں بد محتقر — در دلِ اکسیر چوں گشت ست زر

تو نہ کہہ کہ یہ تانبا باہر نا چیز تھا — اکسیر کے دل میں پہنچکر سونا کیسے بنگیا؟

اختیار و جبر در تو بد خیال — چوں در ایشاں رفت شد نورِ جلال

اختیار اور جبر تجھ میں ایک خیال تھا — جب اُن میں پہنچا تو نورِ جلال بن گیا

ناں چو در سفرہ ست آں باشد جماد — در تنِ مردم شود او روحِ شاد

روٹی جب تک دسترخوان میں ہے وہ بے روح ہے — انسان کے جسم میں پہنچکر وہ بشاش روح بنجاتی ہے

---

1. گوشِ جاں۔ روح کے کان اور آنکھ جسم کے کان اور آنکھ کے علاوہ ہیں نیز وہ عقل کے کان اور گمان کی آنکھ سے بھی جداگانہ ہیں۔ جبر یعنی جب یہ بات سمجھ میں آگئی کہ مطلق اختیار صرف ذاتِ باری کو حاصل ہے تو میرے عشق میں اور اضافہ ہوگیا جو عبادت اور ریاضت کے اضافہ کا متقاضی ہے۔ جو لوگ عشق سے خالی ہیں وہ جبر کے معنی مجبورِ محض کے لیکر عبادات کو ترک کر بیٹھتے ہیں۔ معیت باحق۔ جب ذاتِ باری سے تعلق قائم ہو جاتا ہے تو وہ اُس کو ہی متصرفِ حقیقی سمجھتا ہے لیکن اسکو جبر کہنا غلطی ہے۔ عامہ۔ عام لوگ۔ امارہ۔ یعنی وہ نفس جو بُرائی پر آمادہ کرتا رہتا ہے۔ خود کامہ۔ خود غرض۔ نیست۔ یعنی اگر کوئی اللہ کے کامل اختیار کے مقابلہ میں اپنے ناقص اختیار کو جبر کے ساتھ تعبیر کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ آئندہ۔ مستقبل۔ فاش۔ ظاہر۔ لاش لاشئی، غیر موجود۔

2. دیگر ست۔ عارفین کا جبر مزید عشق و اطاعت کا سبب ہے عوام جو جبر کے معنی لیتے ہیں وہ شرعی احکام کے معطل ہو جانیکا باعث ہے۔ قطرہا۔ جبرِ محمود اور جبرِ مذموم کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے۔ پہلی مثال پانی کے قطروں کی ہے کہ وہ صدف سے باہر ...

... وہ ایک بے جان چیز ہے انسانی بدن میں پہنچکر وہ روح بنجاتی ہے۔

در دلِ سُفرہ[1] نگشتہ مُستحیل — مُستحیلش جاں[2] کُند از سلسبیل
دستر خوان میں وہ متغیر نہیں ہوتی ہے — روح اُس کو سلسبیل کے ذریعہ متغیر کرتی ہے

قوّتِ جانِ[3] جاں است اے راست خواں — تا چہ باشد قوّتِ آں جانِ جاں
اے سچی بات پڑھنے والے! یہ روح کی طاقت ہے — تو روح کی روح کی کیا طاقت ہوگی؟

نان[4] قوّتِ تن ست ولیکن در نگر — تا چہ قوّت جانش باشد اے پسر
اے بیٹا! روٹی بدن کی غذا ہے، لیکن غور کر — اس کی روح کی غذا کیا ہوگی؟

گوشت پارہ آدمی از زورِ جاں — می شگافد کوہ را با بحر و کاں
آدمی جو گوشت کا ٹکڑا ہے، جان کے زور سے — پہاڑ کو مع سمندر اور کان کے پھاڑ دیتا ہے

زورِ جانِ کوہکن[5] شقّ الحجر — زورِ جانِ جاں در انشق القمر[6]
کوہکن کی جان کے زور نے پتھر پھاڑا — جان کی جان کا زور انشق القمر میں ہے

گر کشاید دل سرِ انبان[7] راز — جاں بسوئے عرش سازد ترکتاز
اگر دل راز کے تھیلے کا منہ کھول دے — جان عرش کی جانب دوڑ جائے

گر زباں گوید ز اسرارِ نہاں — آتش افروزد[8] بسوزد ایں جہاں
اگر زبان چھپے راز کہہ دے — آگ لگا دے (اور) اس جہان کو جلائے

اضافت کردنِ آدم علیہ السلام آں زلّت را بخویش کہ ربّنا ظلمنا[9]
حضرت آدم علیہ السلام کا اپنی لغزش کو اپنی طرف منسوب کرنا کہ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا

و اضافت کردن ابلیس بحق تعالیٰ کہ ربّ بما اغویتنی[10]
اور شیطان کا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا کہ اے میرے رب تونے مجھے کیوں گمراہ کیا

فعلِ حق و فعلِ ما ہر دو ببیں — فعلِ ما را ہست دال پیدا است ایں
اللہ کے فعل اور ہمارے فعل، دونوں کو دیکھ — ہمارے فعل کو تو موجود سمجھ، یہ ظاہر ہے

گر نباشد فعلِ خلق اندر میاں — پس مگو کس را چرا کردی چناں
اگر مخلوق کا فعل موجود نہ ہو — تو کسی کو نہ کہہ کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟

خلقِ حق افعالِ ما را موجد است — فعلِ ما آثارِ خلقِ ایزد است
اللہ کی آفرینش ہمارے افعال کی مُوجد ہے — ہمارے فعل اللہ کی آفرینش کے نتیجے ہیں

لیک ہست ایں فعلِ ما مختار[11] ما — زو جزا گہ مار[12] ما گہ یار[13] ما
لیکن ہمارا یہ فعل ہمارے اختیار میں ہے — اُس کی جزاء کبھی ہمارے لئے سانپ ہے اور کبھی ہماری دوست ہے

---

[1] سُفرہ - دستر خوان - مستحیل - متغیر ہو جانیوالا - جاں - روحِ حیوانی - سلسبیل - جنّت کا چشمہ ہے یہاں بدن کی قوّتِ محلّلہ مراد ہے

[3] جانِ جاں - روحِ انسانی کیونکہ وہ روحِ حیوانی سے متعلق ہے اور روحِ حیوانی جسم سے متعلق ہے۔

[4] نان - روٹی روحِ حیوانی کی غذا ہے روحِ انسانی کی غذا علوم و معارف ہیں

[5] کوہکن - پہاڑ کھودنے والا فرہاد جو شیریں کا عاشق تھا جس نے شیریں سے وصال کے شوق میں پہاڑ کھود ڈالا تھا لیکن نامراد مرا۔

[6] انشق القمر - چاند پھٹ گیا، آنحضورؐ کے معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے کہ روحِ انسانی کی طاقت یہ کام کر ڈالتی ہے۔

[7] انبان - تھیلا - ترکتاز لوٹ مار۔

[8] آتش افروزد - پوشیدہ اسرار کے بیان کو عوام نہ سمجھیں گے تو عام کے فساد کا سبب بن جائے گا۔

[9] ربّنا ظلمنا - اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا قرآن پاک میں یہ حضرتِ آدمؑ کا قول نقل کیا گیا ہے اسمیں انہوں نے اپنی خطا کو اپنی طرف منسوب کیا -

[10] ربّ بما اغویتنی اے رب آپ نے مجھے کس سبب سے گمراہ کیا یہ قرآن نے شیطان کا قول نقل کیا ہے اسمیں شیطان نے گمراہ کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے۔

[11] مختار - پسند کرنیوالا، پسندیدہ - [12] مار - سانپ یعنی جزاء بصورتِ عذاب ہوگی - [13] یار - دوست - یعنی جزاء ہمارے لئے پسندیدہ ہوگی۔

زانکہ[1] ناطق حرف بیند یا غرض — کے شود یکدم محیطِ دو غرض
اسلئے کہ بولنے والا یا حرفوں کو دیکھتا ہے یا مطلب کو — ایکدم دو حالتوں پر کیسے حاوی ہو سکتا ہے؟

گر بمعنیٰ رفت شد غافل ز حرف — پیش و پس یکدم نہ بیند ہیچ طرف
اگر معنیٰ کی طرف گیا، حروف سے غافل ہوا — کوئی آنکھ ایکدم آگے اور پیچھے نہیں دیکھ سکتی

آں زماں کہ پیش بینی آں زماں — تو پسِ خود کے بہ بینی ایں بداں
جس وقت تو آگے دیکھتا ہے، اس وقت — تو اپنے پیچھے کب دیکھ سکتا ہے، یہ سمجھ لے

چوں محیطِ حرف و معنیٰ نیست جاں — چوں بود جاں خالقِ ایں ہر دو آں
جب ایک جان حروف اور معنیٰ پر حاوی نہیں ہو سکتی ہے — تو جان دونوں کی خالق کیسے ہو سکتی ہے؟

حق محیطِ جملہ آمد اے پسر — وا ندارد کارش از کارِ دگر
اے بیٹا! اللہ سب پر حاوی ہے — اسکو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روکتا ہے

گفتِ ایزد جانِ ما را مست کرد — چوں نداند آنکہ را خود ہست کرد
اللہ کے قول نے ہماری جان کو مست کر دیا — جس کو اس نے پیدا کیا ہے وہ اسکو کیوں نہ جانیگا؟

گفت شیطاں کہ بما اغویتنی — کرد فعلِ خود نہاں دیوِ دنی
شیطان نے کہا کہ مجھے کیوں گمراہ کیا؟ — کمینہ شیطان نے اپنے فعل کو چھپا لیا

گفت آدمؑ[2] کہ ظلمنا نفسنا — او ز فعلِ خود نبُد غافل چو ما
آدم (علیہ السلام) نے کہا ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا — وہ اپنے فعل سے ہماری طرح غافل نہ تھے

در گنہ او از ادب پنہانش کرد — زاں گنہ بر خود زدن او بر بخورد
انہوں نے گناہ (کے معاملہ) پر ادب کی وجہ سے (اللہ کے فعل کو) چھپا لیا — اپنے اوپر گناہ لے لینے سے انہوں نے پھل کھایا

بعدِ توبہ گفتش اے آدم نہ من — آفریدم در تو آں جرم و محن
توبہ کے بعد اُسنے کہا اے آدم! کیا میں نے نہیں — پیدا کیا تھا تجھ میں وہ جرم اور مصیبتیں

نے کہ تقدیر و قضائے من بداں — چوں بوقتِ عذر کردی آں نہاں
کیا وہ میری تقدیر اور قضا نہ تھی؟ — تو نے عذر کے وقت اس کو کیوں چھپایا؟

گفت ترسیدم ادب نگذاشتم — گفت من ہم پاسِ آنت داشتم
حضرتِ آدمؑ نے کہا میں ڈرا، ادب کو نہ چھوڑا — (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میں نے بھی تیرے لئے اس کا لحاظ رکھا

ہر کہ آرد حرمت او حرمت برد — ہر کہ آرد قند لوزینہ خورد
جو شخص تعظیم کرتا ہے عزت پاتا ہے — جو شخص شکر لاتا ہے وہ بادامی حلوہ کھاتا ہے

---

[1] زانکہ۔ مولانا یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ انسان اپنے احوال کا خود خالق نہیں ہے بلکہ انسان کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالےٰ ہے اسلئے کہ خالق کا اپنی مخلوق پر علمی احاطہ ضروری ہے ورنہ وہ اس کو کیسے پیدا کر سکیگا اور انسان کو اپنے افعال کا ہر طرح سے علم ہو ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا انسان کو اپنے افعال کا خالق قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ ناطق۔ بولنے والا۔ غرض۔ مطلب، مفہوم۔ یکدم۔ ایک آن میں۔ محیط۔ احاطہ کرنیوالا، گھیر لینے والا۔ غرض۔ حالت۔ طرف۔ آنکھ۔ ہر دو آں۔ یعنی حروف اور مطلب۔ وا ندارد "لَایَشْغَلُہٗ شَانٌ عَنْ شَانٍ" اللہ تعالےٰ کو ایک حالت دوسری حالت سے غافل نہیں بناتی ہے۔ گفت۔ قول، یعنی کلمہ کُنْ۔ دیو۔ شیطان۔ دنی۔ کمینہ۔ فعلِ خود۔ یعنی اپنے کسب کو۔

[2] آدمؑ۔ حضرتِ آدمؑ نے ظلم کی اپنی طرف نسبت کسب کے اعتبار سے کی ورنہ اس کا خلق اللہ کی طرف منسوب تھا جس کو ادباً ذکر نہیں کیا۔ شعر
گناہ گرچہ نبود اختیارِ ما حافظ
تو در طریقِ ادب کوش و گو گناہِ منست
برخود زدن۔ اپنے اوپر لگا لینا، اپنے ذمہ لازم کر لینا۔ برخوردن۔ پھل پانا، نتیجہ حاصل کرنا۔ آفریدم۔ میں نے پیدا کیا۔ محن۔ محنت کی جمع

طیباتؐ از بہرِ کہ للطیبیں | یار را خوش کُن مرنجاں و ببیں

پاک چیزیں کس کے لئے ہیں؟ پاک لوگوں کے لئے | دوست کو خوش رکھ، رنجیدہ نہ کر اور دیکھ

تمثیل

یک مثال اے دل پئے فرقےؐ بیار | تا بدانی جبر را از اختیار

اے دل! ایک مثال فرق کرنے کے لئے لا | تاکہ تو جبر کو اختیار سے جدا سمجھ سکے

دست کو لرزاں بُوَد از ارتعاشؐ | وانکہ دستے را تو لرزانی ز جاش

وہ ہاتھ جو رعشہ سے ہل رہا ہے | اور وہ ہاتھ جسکو تو جگہ سے ہلا رہا ہے

ہر دوؐ جنبش آفریدہ حق شناس | لیک نتواں کرد ایں با آں قیاس

دونوں حرکتوں کو اللہ کی پیدا کردہ سمجھ | لیکن اسکو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے

زاں پشیمانی کہ لرزانیدیش | چوں پشیماں نیست مردِ مرتعشؐ

اس سے تو شرمندہ ہے جس کو تو نے ہلایا ہے | رعشہ والا انسان کیوں شرمندہ نہیں ہے؟

مرتعش را کے پشیماں دیدہ | بر چنیں جبرے چہ بر چسپیدہ

رعشہ والے کو تو نے کب شرمندہ دیکھا ہے؟ | اس قسم کے جبر کو تو کیوں چپٹا ہوا ہے؟

بحثؐ عقل ست ایں چہ عقل آں حیلہ گر | تا ضعیفےؐ رہ بَرَد آنجا مگر

یہ عقلی بحث ہے، عقل کیا ہے، حیلہ گر ہے | شاید کوئی کمزور اسکے ذریعہ اس مقام تک پہنچ جائے

بحثِ عقلی گر دُرؐ و مرجاں بُوَد | آں دگر باشد کہ بحثِ جاں بُوَد

عقلی بحث، خواہ موتی اور مونگا ہو | روحانی بحث دوسری ہی چیز ہے

بحثِ جاں اندر مقامےؐ دیگر ست | بادۂ جاں را قوامےؐ دیگر ست

روحانی بحث کا مقام دوسرا ہے | روحانی شراب کا قوام ہی دوسرا ہے

آں زماں کہ بحثِ عقلی سازؐ بُود | ایں عمرؓ با بو الحکمؐ ہمراز بُود

جس زمانہ میں عقلی بحث مہیا تھی | یہ (حضرت) عمرؓ ابوجہل کے ساتھ ہمراز تھے

چوں عمرؓ از عقل آمد سوئے جاں | بو الحکم بو جہل شد در بحثِ آں

عمرؓ جب عقل سے روح کی طرف آئے | انکی بحث میں ابوالحکم ابوجہل بن گیا

سوئےؐ عقل و سوئے حس او کامل ست | گرچہ خود نسبت بجاں او جاہل ست

عقل اور حواس کے اعتبار سے وہ پورا ہے | اگرچہ روح کے اعتبار سے وہ جاہل ہے

ؐ طیبات۔ پاک چیزیں، پاک عورتیں طیبیں۔ پاک لوگ۔ یار۔ یعنی خدائے تعالیٰ۔ فرقے۔ یعنی جبر اور اختیار میں امتیاز کرنے کے لئے۔ ارتعاش۔ لرزہ، رعشہ کا مرض۔ از جاش۔ از جائے او۔ ہر دو۔ ہاتھ کی دونوں قسم کی حرکت اللہ کی پیدا کردہ ہے۔ لیکن دونوں میں فرق ہے۔ ایک جبری ہے ایک اختیاری ہے۔ مرتعش۔ حرکتِ اضطراری کی وجہ سے انسان کبھی شرمندگی محسوس نہیں کرتا، اختیاری ناشائستہ حرکت سے شرمندہ ہوتا ہے۔ بحث۔ یعنی جبر و اختیار کا فرق سمجھانے کے لئے جو ہم نے پہلے تقریر کی یہ عقلی بحث ہے، لیکن عقل بیچاری خود کیا چیز ہے جو اس کی بحث قابلِ قدر ہو۔ یہ تو محض عوام روحانیت سے خالی لوگوں کے لئے ایک راہ نمائی کی تدبیر ہے۔

ؐ ضعیف۔ یعنی وہ لوگ جنکو وہبی علوم حاصل نہیں ہیں۔ دُر۔ موتی۔ مرجان۔ مونگا۔ یعنی عقلی بحث خواہ کیسی حسین ہو روحانی بحث کا مقام حاصل نہیں کر سکتی۔ مقام۔ روحانی بحث کا مرتبہ وحی والہام کا مرتبہ ہے۔ بادہ۔ شراب۔ قوام۔ کسی چیز کے حقیقی اجزاء۔ ساز بودن۔ سامان ہونا۔ ؐ بوالحکم عمر بن ہشام کی پہلی کنیت ہے اس کے بعد اسکی ؐ کنیت ابوجہل مشہور ہو گئی رشتہ میں آنحضورؐ کا چچا تھا لیکن دشمنی میں سب سے آگے تھا جنگِ بدر میں مارا گیا

ؐ سوئے عقل۔ ابوجہل کے عقل و حواس میں کوئی کمی نہ تھی لیکن روحانیت سے بالکل خالی تھا۔

بحثِ عقل و حس اثر داں یا سبب
عقلی اور حسی بحث کو اثر یا سبب سمجھ

بحثِ جانی یا عجب یا بوالعجب
روحانی بحث یا عجیب ہے، یا اُس سے بھی بڑھ کر ہے

ضوءِ جاں آمد نماند اے مستضی
اے روشنی کے طالب! روح کا نور جب آیا

لازم و ملزوم و نافی مقتضی
لازم اور ملزوم اور نافی مقتضی نہ رہے

زانکہ بینا را کہ نورش بازغ ست
اسلئے کہ وہ بینا جسکی روشنی چمک رہی ہے

از عصا و از عصاکش فارغ ست
لاٹھی اور لاٹھی پکڑنے والے سے بے نیاز ہے

تفسیر آیتہ وھو معکم اینما کنتم و بیانِ آں

"وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو" آیت کی تفسیر اور اُس کا بیان

بارِ دیگر ما بقصہ آمدیم
ہم پھر قصہ کی طرف لوٹتے ہیں

ما ازیں قصہ بروں خود کے شدیم
ہم اس قصہ سے باہر ہی کب نکلے ہیں؟

گر بجہل آئیم آں زندانِ اوست
اگر ہم جہل میں مبتلا ہیں تو وہ اُسکا قید خانہ ہے

ور بعلم آئیم آں ایوانِ اوست
اگر علم سے بہرہ ور ہوں، تو وہ اس کا محل ہے

گر بخواب آئیم مستانِ وئیم
اگر ہم سو جاتے ہیں تو ہم اُس کے مست ہیں

ور بہ بیداری بدستانِ وئیم
اگر بیدار ہیں تو اُس کے داستان گو ہیں

ور بگرییم ابرِ پُرزرقِ وئیم
اگر ہم روئیں تو اُس کا صاف پانی بھرا ابر ہیں

ور بخندیم آں زماں برقِ وئیم
اگر ہم ہنسیں تو اُس وقت ہم اُس کی بجلی ہیں

ور بخشم و جنگ عکسِ قہرِ اوست
اگر غصہ اور لڑائی میں ہیں تو اُس کے قہر کے پرتو ہیں

ور بصلح و عذر عکسِ مہرِ اوست
اگر صلح اور معذرت میں ہیں تو اُس کی مہر کا پرتو ہیں

ما کہ ایم اندر جہانِ پیچ پیچ
اِس پیچ در پیچ دنیا میں ہم کیا ہیں؟

چوں الف او خود چہ دارد ہیچ ہیچ
اَلِف کی طرح ہیں جس کے پاس کچھ نہیں ہے

چوں الف گر تو مجرد می شوی
اگر اَلِف کی طرح تو خالی ہو جائے

اندریں رہ مردِ مفرد می شوی
تو اِس راستہ میں تو یگانہ انسان بن جائے

جہد کن تا ترکِ غیرِ حق کنی
کوشش کر تاکہ تو ماسوی اللہ کو ترک کرے

دل ازیں دنیائے فانی بر کنی
اِس فانی دنیا سے دل کو ہٹا لے

ایں سخن را نیست پایاں اے پسر
اے بیٹا! اِس بات کی انتہا نہیں ہے

از رسولِ روم بر گو وز عمرؓ
روم کے ایلچی اور حضرتِ عمرؓ کی بات کر

۱؎ اَثر۔ یعنی اثر سے مؤثر پر اِستدلال جیسے دھویں سے آگ کے وجود پر استدلال جس کو دلیلِ اِنّی کہتے ہیں۔ سَبَب۔ یعنی علّت سے معلول کے وجود پر استدلال جس کو دلیلِ لِمّی کہتے ہیں۔ جیسے سورج کے نکلنے سے دن کے وجود پر استدلال عجب۔ عجیب۔ بوالعجب۔ عجیب کا باپ یعنی بہت زیادہ تعجب خیز۔ مُستضی روشنی حاصل کرنے والا۔

۲؎ لازم و ملزوم۔ یعنی لازم کے وجود سے ملزوم کے وجود پر یا ملزوم کے وجود سے لازم کے وجود پر استدلال۔ نافی مُقتضی یعنی نافی کے وجود سے مُنفی کے وجود پر یا مُقتضی کے وجود سے مُقتضا کے وجود پر، اِستدلال بازِغ۔ چمکنے والا۔ فارِغ۔ یعنی عقلی بحث اندھے کی لاٹھی ہے جو اُس کی رہنمائی کرتی ہے سماکے کو اُس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۳؎ جہل۔ نادانی، یہ خدا کا قیدخانہ ہے۔ علم۔ یعنی قربِ الٰہی یہ اُس کے دربار میں باریابی کا سبب ہے۔ دستاں۔ داستان ابر۔ بادل۔ زرق۔ صاف پانی۔ برق۔ بجلی۔ ور بخشم غرضیکہ جملہ صفاتِ انسانی اللہ کی شانوں کا مظہر ہیں۔ اَلِف۔ یعنی جو ہر چیز سے خالی ہے نہ اُس پر نقطہ ہے نہ حرکت۔ مجرّد۔ خالی۔ مردِ مفرد۔ یگانہ انسان، بے مثال

سوال کردن رسولِ روم از عمرؓ سببِ ابتلائے ارواح با ایں آب و گلِ جسم

روم کے ایلچی کا حضرتِ عمرؓ سے روحوں کے اس آب و گل کے جسم میں مبتلا ہونیکا سبب پوچھنا

از عمرؓ چوں آں رسول ایں را شنید
اُس ایلچی نے (حضرتِ) عمرؓ سے جب یہ سُنا

روشنے در دلش آمد پدید
اس کے دل میں ایک روشنی پیدا ہو گئی

محو شد پیشش سوال و ہم جواب
سوال اور جواب بھی اُس کے سامنے مٹ گیا

گشت فارغ از خطا و از صواب
صحیح اور غلط سے بے نیاز ہو گیا

اصل را در یافت بگذشت از فروع
اُس نے اصل معلوم کر لی فروع کو چھوڑ دیا

بہرِ حکمت کرد در پرسش شروع
حکمت کی بات پوچھنی شروع کر دی

با عمر گفت او چہ حکمت بود و سِرّ
(حضرتِ) عمرؓ سے بولا کیا حکمت اور کیا راز تھا

حبسِ ایں صافی دریں خاکِ کدر
اِس مصفّٰی چیز کو اس مکدّر مٹی میں قید کرنیکا

آبِ صافی در گلے پنہاں شدہ
صاف پانی، مٹی میں چھپا ہوا ہے

جانِ صافی بستۂ ابداں شدہ
مصفّٰی روح جسموں سے وابستہ ہو گئی

فائدہ فرما کہ ایں حکمت چہ بود
فرمائیے یہ کیا حکمت تھی؟

مرغ را اندر قفس کردن چہ سود
پرندہ کو پنجرے میں بند کرنیکا کیا فائدہ ہے؟

گفت تو بحثے شگرفے می کنی
(حضرتِ عمرؓ نے) کہا تو عجیب بحث کر رہا ہے

معنے را بندِ حرفے می کنی
معنیٰ کو لفظوں میں قید کر رہا ہے

حبس کردی معنیٔ آزاد را
آزاد معنیٰ کو تو نے قید کر دیا

بندِ حرفے کردۂ تو باد را
آواز کو بھی تو نے لفظوں کا پابند کر دیا

از برائے فائدہ ایں کردۂ
تو نے فائدہ کے لئے یہ کیا ہے

تو کہ خود از فائدہ در پردۂ
حالانکہ تو خود فائدہ سے حجاب میں ہے

آنکہ از وے فائدہ زائیدہ شد
جس ذات سے وہ فائدہ پیدا ہوا ہے

چوں نہ بیند آنچہ ما را دیدہ شد
وہ اُس کو کیوں نہ دیکھے گا جس کو ہم نے دیکھا ہے

صد ہزاراں فائدہ است و ہر یکے
لاکھوں فائدے ہیں

صد ہزاراں پیش آں یک اندکے
اور اُن میں سے ایک کے سامنے لاکھوں فائدے کم ہیں

آں دمِ نطقش کہ جانِ جانہاست
اسکی گویائی کا افسوں جو جانوں کی جان ہے

چوں بود خالی ز معنی گوئے را
معنیٰ سے کب خالی ہو گا؟ سچ کہنا

سلہ ایں را شنید۔ یعنی حضرتِ عمرؓ نے روح کے بارے میں جو تقریر کی تھی۔ محو شد۔ یعنی سوال و جواب ختم ہو گئے اور اُس کو شرحِ صدر ہو گیا۔ اصل۔ یعنی اُس کو معلوم ہو گیا کہ اشیاء کے وجود کا اصل سبب کلمۂ کُن ہے۔ فروع۔ یعنی اشیاء کے وجود کے جزوی اسباب۔ حکمت۔ یعنی اللہ کے افعال کی حکمتیں۔ گفت۔ اُس نے دریافت کیا کہ روح کو جسم میں مقیّد کرنیکی کیا حکمت ہے۔ آبِ صافی۔ یعنی روح۔ گِل۔ یعنی انسانی جسم۔ مرغ۔ یعنی روح۔ قفس۔ یعنی انسانی بدن۔ شِگرف۔ شین کے کسرہ اور گاف کے فتحہ کے ساتھ، عجیب، عظیم۔
سے حبس۔ قید کرنا۔ باد۔ ہوا۔ یعنی آواز، انسان معنیٰ اور آواز جیسی آزاد چیز کو لفظوں میں مقید کرتا ہے تو اس میں لامحالہ کوئی نہ کوئی حکمت اور فائدہ پیشِ نظر ہوتا ہے۔ آنکہ۔ جو ذات فائدوں کی خالق ہے اُس کے افعال میں کوئی نہ کوئی فائدہ کیوں مضمر نہ ہو گا۔ صد ہزاراں۔ روح کو مقید کرنے میں لاکھوں فائدے ہیں اور اُس میں سے ہر ایک ہمارے لاکھ فائدوں سے

م بڑھا ہوا ہے۔ دمِ نطقش۔ یعنی کلمۂ کن۔ جانِ جانہا۔ تمام جانداروں کی جان کا اصلی سبب ہے۔ معنی۔ یعنی افادیت۔

آں دمِ نُطقت کہ جزوِ جزوہاست
تیری گویائی جو جزؤں کا جزو ہے
فائدہ شد کُل کُل خالی چراست
مفید ہوئی، تو کُل کا کُل خالی کیوں ہے؟

تو کہ جزوی کارِ تو بافائدہ است
تو جو کہ ایک جزو ہے، تیرا کام بافائدہ ہے
پس چرا در طعنِ کُل آری تو دست
پھر تو کُل پر طعنہ زنی کیلئے کیوں آمادہ ہوتا ہے؟

گفت را گر فائدہ نبود مگو
بولنے میں اگر فائدہ نہ ہو تو نہ بول
ور بُود ہِل اعتراض و شُکر جو
اگر ہو تو اعتراض چھوڑ دے اور شُکر بجا لا

شُکرِ حق چوں طوق ہر گردن بُود
اللہ کا شُکر ہر گردن میں طوق کی طرح ہونا چاہئے
نے جدال و رُو تُرش کردن بُود
نہ کہ جھگڑا اور منہ بگاڑنا

گر تُرش رو بودن آمد شکر و بس
اگر ترش رو ہونا ہی صرف شکر ہے
ہمچو سرکہ شُکرگوئے نیست کس
تو سرکہ کا سا شُکر گذار کوئی نہیں ہے

سرکہ را گر راہ باید در جگر
اگر سرکہ کو جگر میں جانے کا راستہ چاہیئے
گو بشو سرکنگبیں او از شکر
کہدو، شکر سے ملکر سکنجبیں بنے

معنی اندر شعر جز باخبط نیست
شعر میں معنی بیان کرنا بغیر گڑبڑ ممکن نہیں ہے
چوں فلاسنگ ست آں از ضبط نیست
جنگل کے پتھروں کی طرح ہے اُن کا ضبط کرنا ممکن نہیں ہے

دربیانِ حدیث مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَھْلِ التَّصَوُّفِ

حدیث، جو اللہ کے ساتھ بیٹھنے کا قصد کرے وہ اہلِ تصوف کے ساتھ بیٹھے، کا بیان

آں رسول اینجا رسید و شاہ شد
وہ ایلچی اِس جگہ پہونچکر شاہ بنگیا
والہ اندر قدرتُ اللہ شد
اللہ کی قدرت کا فریفتہ ہو گیا

آں سوال از خود دلشد زیں یکدو جام
وہ ایلچی ان ایک دو جام سے بیخود ہوگیا
نے رسالت یاد ماندش نے پیام
نہ اُس کو سفارت یاد رہی نہ پیغام

سیل چوں آمد بدریا بحر گشت
سیلاب دریا میں پہنچا، دریا بن گیا
دانہ چوں آمد بمزرع کشت گشت
دانہ جب کھیت میں پہونچا، کھیتی بنگیا

سیل چوں آمد بدریا محو گشت
سیلاب جب دریا میں پہنچا فنا ہولیا
میغ پیشِ تیغِ شمسی ضحو گشت
ابر، سورج کی تلوار کے آگے دھوپ بنگیا

چوں تعلق یافت ناں بابو البشر
روٹی کا تعلق جب حضرتِ آدمؑ سے ہوا
نانِ مردہ زندہ گشت و باخبر
مُردہ روٹی، زندہ اور باخبر ہوگئی

سلہ دمِ نُطقت۔ یعنی انسان کا کلام جو حادث ہے۔ جب وہ فائدے سے خالی نہیں ہے تو سلہ کُل کُل۔ یعنی کلامِ قدیم کلیۃً کیونکر فائدے سے کیسے خالی ہو سکتا ہے۔ تو کہ جب انسان کا کلام فائدہ سے خالی نہیں ہوتا ہے تو کُل یعنی ذاتِ باری کے کلام پر بے فائدہ ہونیکے طعنہ کا کیا موقع ہے۔ گفت۔ تیرا کلام جو تو نے سوال میں کیا ہے اگر مفید ہے تو مدعیٰ ثابت ہو گیا یعنی کلامِ باری بھی مفید ہوگا جیسا کہ اوپر کے اشعار میں بتایا گیا اور اگر یہ تیرا کلام غیر مفید ہے تو ایسا کلام ہی نہ کرنا چاہئے لہٰذا تجھے یہ سوال ترک کر دینا چاہئے نیز یہ مطلب بھی ہے کہ غیر مفید سوال کرنا درست نہیں ہے، مفید سوال بھی بشکلِ اعتراض نہ ہونا چاہئے بلکہ شکر گوئی کے طریقہ پر ہونا چاہئے۔ شکرِ حق۔ انسان کا شکر گذار ہونا اللہ کا شکر گذار ہونا ہے۔ نے جدال۔ لڑائی اور جھگڑے کے طریقہ پر سوالات کرنا شکر گذاری کا طریقہ نہیں ہے۔ سرکہ۔ اگر ترشروئی، شکریہ ادا کرنیکا طریقہ ہو تو پھر سرکہ سے زیادہ شکر گذار کون ہوگا۔ از شکر۔ اگر جگر تک مقبولیت کی خواہش ہے تو سرکہ کو شکر میں ملا کر سکنجبین بنالو سلہ معنی۔ اِس موضوع کی وضاحت شعروں کے ذریعہ نہیں ہو سکتی شعر میں

تیسری مثال ہے۔ باخبر۔ مُردہ کا جزو زندہ اور باخبر کا جزو باخبر ہوگا یہ چوتھی مثال ہے۔

مُومؔ و ہیزم چوں فدائے نار شد — **ذاتِ ظلمانی اُو انوار شد**

مُوم اور سوختہ لکڑی جب آگ پر قربان ہوئی — اُس کی تاریک ذات انوار بنگئی

سنگِ سُرمہ چونکہ شد در دیدگاں — **سنگِ بینائی شد اینجا دیدہ باں**

سُرمہ کا پتھر جب آنکھوں میں پہونچا — بینائی کا پتھر اور آنکھ کا نگہبان بنگیا

اے خنک آں مرد کز خود رستہ شُد — **در وجودِ زندہ پیوستہ شد**

بہت ہی قابلِ مبارکباد ہے وہ شخص جو خودی سے نکل گیا — اور کسی زندہ کے وجود سے وابستہ ہوگیا

وائے آں زندہ کہ با مُردہ نشست — **مُردہ گشت و زندگی از وے بجست**

افسوس ہے اُس زندہ پر جو مُردے کا ہم نشین ہوا — مردہ ہوگیا اور زندگی اس سے نکل بھاگی

چوں تو در قرآنِ حق بگریختی — **با روانِ انبیاء آمیختی**

جب تو قرآن کی پناہ میں آگیا — انبیاء کی روح سے گھل مل گیا

ہست قرآں حالہائے انبیاء — **ماہیانِ بحرِ پاکِ کبریا**

قرآن میں انبیاء کے احوال ہیں — جو اللہ کے پاک دریا کی مچھلیاں ہیں

ور بخوانی و نہ قرآں پذیر — **انبیاء و اولیاء را دیدہ گیر**

اگر تو پڑھتا ہے اور تو قرآن پر عمل کرنیوالا نہیں ہے — انبیاء اور اولیاء کا دیدار سمجھ

ور پذیرائی چو برخوانی قصص — **مُرغِ جانت تنگ آید در قفص**

اگر تو عمل پیرا ہے، جب قصے پڑھے — تو تیری جان کا پرند پنجرے میں تنگ ہو جائے

مُرغ کو اندر قفس زندانی ست — **می نجوید رستن از نادانی ست**

جو پرند پنجرے میں قیدی ہے — چھٹکارا نہ چاہے، تو نادانی ہے

روحہائے کز قفسہا رستہ اند — **انبیاء و رہبرِ شائستہ اند**

جو روحیں پنجروں سے آزاد ہوگئی ہیں — انبیاء اور شائستہ مرشد ہیں

از بروں آوازِ شاں آید بریں — **کہ رہِ رستن ترا اینست ایں**

باہر سے اُنکی آواز اس طرح آتی ہے — کہ تیرے چھٹکارے کا راستہ یہی ہے یہی ہے

ما بدیں رستیم زیں تنگیں قفص — **غیر ایں رہ نیست چارۂ ایں قفص**

ہم اس تنگ پنجرے سے اِسی (راستہ) سے چھوٹے ہیں — اِس راستے کے علاوہ اس پنجرے سے (چھوٹنے کی) کوئی تدبیر نہیں ہے

خویش را رنجور ساز و زار زار — **تا ترا بیروں کنند از اشتہار**

اپنے آپ کو رنجور اور زار و نزار بنالے — تاکہ تجھے شہرت سے نکال لائیں

---

۱ مُوم - یہ بھی فیضِ صحبت سے تبدیلی کی ایک مثال ہے۔ سنگِ سُرمہ - یعنی ناقص، کامل کی صحبت سے کمال حاصل کرلیتا ہے۔ زندہ - یعنی مردِ خدا ولی اللہ جو زندہ دل ہے۔ زندہ - یعنی وہ شخص جس میں صلاحیت تھی۔ مُردہ - یعنی مردہ دل، ناقص پیر۔ گریختن - بھاگنا۔ در گریختن - پناہ پکڑنا۔ قرآن - یعنی اگر ولیِ کامل میسّر نہ آئے تو قرآن سے فیض حاصل کرنا چاہئے۔ قرآن پذیر - یعنی قرآنی احکام کا عامل۔

۲ انبیاء و اولیاء - یعنی انبیاء اور اولیاء کی تعلیمات پر عمل کرنا جس طرح مفید ہے اسی طرح اُنکی زیارت بھی مفید ہے اسی طرح قرآنی تعلیمات پر عمل کرنا بھی مفید ہے اور محض زبانی تلاوت بھی مفید ہے۔ قفص - یعنی دنیا، قرآنی تعلیمات پر عمل آخرت کی طرف متوجہ کریگا - دنیا سے دل گھبرانے لگیگا۔ مُرغ - روح کو آزاد کرنیکی ترکیب قرآن خوانی ہے۔ اگر اس پر کوئی عمل نہ کرے تو نادانی ہے۔

۳ انبیاء یعنی اور کامل مُرشد کی روحیں قفس سے آزاد ہیں۔ بروں - یعنی عالمِ بالا، ان بزرگوں کی روحیں عام انسانوں کو دنیا میں عبرت ہو

۴ - دیر ہی ہیں اور روح کی آزادی کا طریقہ بتا رہی ہیں۔ قفص - سین اور صاد دونوں سے صحیح ہیں رنجور - بیمار، منکسر المزاج انسان کا کبر و غرور اس راہ پر چلنے میں رکاوٹ ہے۔

کاشتہارِ خلق بندِ محکم ست | در رہِ ایں از بندِ آہن کے کم ست
مخلوق میں شہرت ۔ مضبوط بیڑی ہے | راہ میں یہ لوہے کی بیڑی سے کب کم ہے

یک حکایت بشنو اے زیبا رفیق | تا بدانی شرطِ ایں بحرِ عمیق
اے اچھے ساتھی! ایک قصہ سن لے | تاکہ اس گہرے سمندر کی موافق ہوا کو تو سمجھ لے

بشنو اکنوں داستانے در مثال | تا شوی واقف بر اسرارِ مقال
اب ایک قصہ بطور مثال کے سن لے | تاکہ بات کے رازوں سے تو باخبر ہو جائے

قصۂ بازرگاں کہ بہندوستان بتجارت میرفت و پیغام

ایک سوداگر کا قصہ جو ہندوستان کو تجارت کے لئے جا رہا تھا اور ایک قیدی

دادنِ طوطیِ محبوس بطوطیانِ ہندوستان

طوطی کا ہندوستان کی طوطیوں کو پیغام دینا

بود بازرگانے او را طوطئے | در قفس محبوس زیبا طوطئے
ایک سوداگر کے پاس ایک طوطی تھی | ایک خوبصورت طوطی جو پنجرے میں قیدی تھی

چونکہ بازرگاں سفر را ساز کرد | سوئے ہندوستاں شدن آغاز کرد
جب سوداگر نے سفر کا سامان کیا | اور ہندوستان کی طرف روانگی کا آغاز کیا

ہر غلام و ہر کنیزک را ز جود | گفت بہرِ تو چہ آرم گوئے زود
ہر غلام اور لونڈی کو بطور بخشش کے | کہا، جلد بتا، تیرے لئے کیا لاؤں؟

ہر یکے از وے مرادے خواست کرد | جملہ را وعدہ بداد آں نیک مرد
ہر ایک نے اُس سے اپنی ایک خواہش ظاہر کی | اِس نیک مرد نے سب سے وعدہ کیا

گفت طوطی را چہ خواہی ارمغاں | کارمت از خطۂ ہندوستاں
اُس نے طوطی سے کہا تو کیا سوغات چاہتی ہے | جو تیرے لئے ہندوستان سے لاؤں!

گفتش آں طوطی کہ آنجا طوطیاں | چوں بہ بینی کن ز حالِ من بیاں
اُس طوطی نے اُس سے کہا وہاں طوطیاں ہیں | جب تو دیکھے، میرا حال بیان کر دینا

کہ فلاں طوطی کہ مشتاقِ شماست | از قضائے آسماں در حبسِ ماست
کہ فلاں طوطی جو تمہاری مشتاق ہے | ق آسمانی فیصلہ کے مطابق وہ ہماری قید میں ہے

بر شما کرد او سلام و داد خواست | وز شما چارہ رہِ ارشاد خواست
اُس نے تمہیں سلام کہا ہے اور انصاف کی درخواست کی ہے | اور تم سے راستہ کی تدبیر اور رہنمائی چاہی ہے

لہ اِشتہار۔ مال و دولت کے ذریعہ شہرت طلبی۔ شرطہ۔ سمندر کی ہوا جو جہاز کے موافق ہو۔ بحرِ عمیق۔ گہرا سمندر۔ اسرار۔ سِر کی جمع۔ راز۔ مقال۔ قول، بات۔ قصہ۔ پہلے سمجھایا گیا ہے کہ واصل بحق ہونیکا طریقہ فنا ہے، شہرت مانع بنتی ہے۔ اِس قصہ اور حکایت کا خلاصہ یہی ہے کہ ایک طوطی نے مردہ بنکر دوسری طوطی کو تعلیم اور قفس سے رہائی کا راستہ بتایا، مُوتُوا قبلَ اَن تَمُوتُوا کی یہی تفسیر ہے۔ بازرگان۔ تاجر، سوداگر زیبا۔ خوبصورت۔
لہ کنیزک۔ لونڈی۔ جود۔ سخاوت۔ نیک مرد یعنی سوداگر۔ ارمغاں۔ تحفہ، سوغات۔ خطہ۔ مُلک، علاقہ۔ حبس۔ قید۔ داد۔ انصاف۔ چارۂ رہ۔ یعنی راہِ نجات کی تدبیر۔ ارشاد۔ رہنمائی۔

گفت میشاید کہ من در اشتیاق
اُس نے کہا ہے کیا یہ مناسب ہے کہ میں شوق میں

جاں دہم اینجا بمیرم در فراق
اس جگہ جان دے دوں اور فراق میں مر جاؤں

ایں روا باشد کہ من در بندِ سخت
کیا یہ جائز ہوگا کہ میں سخت قید میں ہوں

گہ شما بر سبزہ گاہے بر درخت
اور تم کبھی سبزہ پر اور کبھی درخت پر؟

ایں چنیں باشد وفائے دوستاں
اے دوستو! وفا ایسی ہی ہوتی ہے

من دریں حبس و شما در بوستاں[1]
میں اِس قید میں رہوں اور تم باغ میں؟

یاد آرید اے مہاں زیں مرغ زار
اے صاحبان! اِس تباہ حال پرند کو یاد کرلو

یک صبوحے درمیانِ مرغزار
کسی صبح کو سبزہ زار میں

یاد آرید از محبتہائے ما
ہماری محبتوں کو یاد کرو

حقِ مجلسہا و صحبتہائے ما
ہماری ہمنشینیوں اور صحبتوں کے حق کو (یاد کرو)

یادِ یاراں یار را میموں[2] بود
دوستوں کی یاد دوست کے لئے مبارک ہوتی ہے

خاصہ کاں لیلیٰ و ایں مجنوں بود
خصوصاً جبکہ وہ لیلیٰ اور یہ مجنوں ہو

اے حریفاں با بتِ موزونِ خود
اے دوستو (تم) اپنے حسین محبوب کے ساتھ (جامِ نوش کر رہے ہو)

من قدحہا می خورم از خونِ خود
میں اپنے خون کے پیالے پی رہی ہوں

یک قدح مے نوش کن بر یادِ من
میری یاد میں ایک پیالہ شراب کا پی

گر ہمی خواہی کہ بدہی دادِ من
اگر میرے حق میں انصاف کرنا چاہتا ہے

یا بیادِ ایں فتادہ خاک بیز
یا، اس افتادہ خاک چھاننے والے کی یاد میں

چونکہ خوردی جرعۂ بر خاک ریز
جب تو پیئے، ایک گھونٹ زمین پر بہادے

اے عجب آں عہد و آں سوگند کو
ہائے تعجب! وہ عہد اور قسمیں کہاں گئیں؟

وعدہ ہائے آں لبِ چوں قند کو
اُس شکر جیسے ہونٹ کے وعدے کہاں گئے؟

گر فراقِ بندہ از بد بندگی ست
اگر بندہ سے جدائی اسکی بندگی کی کوتاہی کی وجہ سے ہے

چوں تو با بد بد کنی پس فرق چیست
جب تو برے کیساتھ برا کرے تو فرق کیا ہے؟

اے بدی کہ تو کنی در خشم و جنگ
اے (خدا) تو جو برائی غصہ اور لڑائی میں کرتا ہے

با طرب[3] از سماع و بانگِ چنگ
سارنگی کی آواز کے سننے سے بھی زیادہ خوشگوار ہے

اے جفائے تو ز دولت خوب تر
اے (خدا) تیرا ظلم (دنیا کی) دولت سے بہتر ہے

و انتقامِ تو ز جاں محبوب تر
اور تیرا انتقام جان سے زیادہ پیارا ہے

---

1. بوستاں - باغ -
مہاں - مِہ کی جمع، سردار -
صبوح - صبح کی شراب -
مرغزار - چمن -
2. میموں - مبارک -
خاصہ - یعنی خصوصاً جب عشق و محبت ایسا ہو جیسا لیلیٰ اور مجنوں میں تھا - قدح - پیالہ، جام - سوگند - قسم - جرعہ - گھونٹ - فرق - چیست - عمر خیام نے کہا ہے - (شعر)

ناکردہ گناہ در جہاں کیست بگو
آنکس کہ گنہ نکرد چوں زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی
پس فرق میانِ من و تو چیست بگو

3. طرب - مستی - سماع - سننا - چنگ - سارنگی - انتقام - بدلہ لینا۔

نارِ[1] تو ایں ست نورت چوں بُوَد — ماتم ایں تا خود کہ سُورت چوں بُوَد

تیری آگ یہ ہے تو تیرا نور کیسا ہوگا؟ — تیرا غم ایسا ہے تو تیری شادی کیسی ہوگی؟

از حلاوتہا کہ دارد جورِ تو — وز لطافت کس نیابد غورِ تو

تیرا ظلم جو شیرینیاں رکھتا ہے — اور لطافت، کوئی شخص تیری گہرائی کو نہیں پاسکتا ہے

فی المثل جورت اگر عُریاں شود — گر جہاں گریاں بُوَد خنداں شود

بالفرض اگر تیرا ظلم منکشف ہو جائے — عالم اگر روتا ہو تو ہنسنے لگے

نالم و ترسم کہ اُو باور کند — وز ترحّم جور را کمتر کند

میں روتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ وہ یقین کرلے — اور رحم کھا کر ظلم کو گھٹا دے

عاشقم بر قہر و بر لطفش بجِد — اے عجب من عاشقِ ایں ہر دو ضد[2]

میں اُس کے قہر اور مہربانی پر واقعتہً عاشق ہوں — تعجب ہے، میں ان دو مخالف چیزوں کا عاشق ہوں

عشقِ من بر مصدرِ ایں ہر دو شد — چوں نباشد عشق کزو نیست بد

میرا عشق ان دونوں کے منبع سے ہے — عشق کیوں نہ ہو اس سے چارہ نہیں ہے

واللہ ار زیں خار در بستاں شوم — ہمچو بلبل زیں سبب نالاں شوم

واللہ اگر اس خار سے (ہٹ کر) باغ میں چلا جاؤں — اِس وجہ سے بلبل کی طرح نالہ کروں

ایں عجب بلبل کہ بکشاید دہاں — تا خورد اُو خار را با گلستاں

یہ عجیب بلبل ہے کہ منہ پھیلاتی ہے — تاکہ گلستاں کو مع کانٹے کے نگل لے

ایں نہ بلبل ایں نہنگ آتش ست — جملہ ناخوشہا ز عشق اُو را خوش ست

یہ بلبل نہیں ہے (بلکہ) یہ آگ کا مگرمچھ ہے — عشق کی وجہ سے تمام ناگواریاں اُسکو گوارہ ہیں

عاشقِ کُل ست و خود کُل ست اُو — عاشقِ خویش ست و عشقِ خویش جو

وہ کل کا عاشق ہے اور وہ خود کل ہے — اپنے آپ کا عاشق ہے اور اپنے عشق کا جویاں ہے

صفتِ اُولیٰ اجنحہ[3] طیورِ عقولِ الٰہی

عقولِ الٰہی کے پرندوں کے پروں کا ذکر

قصہ طوطیٔ جان زینساں بُوَد — کو کسے کو محرمِ مرغاں بُوَد

جان کی طوطی کا حال اس طرح کا ہے — وہ کہاں ہے جو اُن پرندوں کا محرم ہو؟

کو یکے مرغے ضعیفے بے گناہ — واندرونِ اُو سلیمان با سپاہ

جو کہ ایک پرند، کمزور، بے گناہ ہے — جس کے اندر حضرت سلیمانؑ سپاہ کے ساتھ ہیں

لہ نار۔ یعنی سزا۔ نور۔ یعنی ثواب۔ ماتم۔ رنج کی مجلس۔ سُور۔ شادی کی محفل۔ لطافت۔ باریکی، نزاکت۔ غور۔ گہرائی۔ عُریاں۔ منکشف، ننگا، ایک مومن کی تکالیف اِس کیلئے کفارۂ سیئات ہوتی ہیں تو انجام کے اعتبار سے یہ مصائب خوشی کا سبب ہیں۔ باور کند۔ یقین کرلے کہ میرا رونا مصیبت کے ازالہ کیلئے ہے اور رحم کھاکر ستانا چھوڑ دے۔ جِد۔ جیم کے کسرہ کے ساتھ کوشش، واقعتہً۔

٢ه ضد۔ مخالف، متباین۔ مَصدر۔ نکلنے کی جگہ۔ یعنی ذاتِ باری تعالےٰ جس سے قہر اور مہر کا صدور ہوتا ہے۔ خار۔ یعنی قہر۔ زیں سبب۔ یعنی قہر کے مہر میں تبدیل ہونے کی وجہ سے۔ عجب بلبل۔ یعنی عاشقِ صادق کے لئے دوست کی جانب سے قہر اور مہر میں یکساں لذت ہے۔ کُل۔ یعنی ذاتِ باری جو جامع الصفات ہے۔ عاشقِ خویش است۔ ہم اسی کُل کے جزو ہیں لہٰذا کُل سے عشق گویا اپنے سے عشق ہے، عراقی نے لکھا ہے۔ شعر

ظاہر و باطن توئی طالب و مطلوب تو
واں دگر نامے ست اندر ہر زبان انداختہ

٣ه اجنحہ۔ جناح کی جمع، بازو۔ طیور۔ طائر کی جمع، پرند۔ عقول۔ یعنی مجرد روحیں۔ کو۔ کجا، کہ اُو۔ محرم۔ رازدار، ہمراز۔ مرغ۔ یعنی روح جس کا جسمِ عنصری ریاضتوں سے کمزور ہوگیا ہے اور معصوم ہے اسمیں حضرتِ سلیمانؑ اور اُن کے لشکر کی قوت ہے۔

چوں بنالد زار بے شکر و گلہ — افتد اندر ہفت گردوں غلغلہ
جب وہ بغیر شکر اور شکوے کے خوب روتا ہے — تو ساتوں آسمانوں میں شور مچ جاتا ہے

ہر دمش صد نامہ صد پیک از خدا — یا ربے زو شصت لبیک از خدا
اس کے پاس ہر وقت سو پیام اور سو قاصد خدا کی جانب سے آتے ہیں — اسکی طرف سے ایکبار یا رب ہوتا ہے اور خدا ساٹھ مرتبہ لبیک کہتا ہے

زلّتِ او بہ ز طاعت پیشِ حق — پیشِ کفرش جملہ ایماں ہا خلق
اسکی لغزش خدا کے نزدیک اطاعت سے بہتر ہے — اسکے کفر کے بالمقابل تمام ایمان پرانے ہیں

ہر دمے او را یکے معراجِ خاص — بر سرِ تاجش نہد حق تاجِ خاص
اس کو ہر لحظہ ایک خاص معراج ہوتی ہے — اسکے تاج پر اللہ تعالٰے ایک خاص تاج رکھ دیتا ہے

صورتش بر خاک و جاں در لامکاں — لامکانے فوقِ وہمِ سالکاں
اس کا جسم زمین پر ہے اور روح لامکان میں ہے — وہ لامکاں جو سالکوں کے تصور سے بالا ہے

لامکانے نے کہ در وہم آیدت — ہر دمے در وے خیالے زایدت
وہ ایسا لامکان نہیں ہے جو تیرے تصور میں آئے — ہر لحظہ اس کے بارے میں تیرا ایک خیال پیدا ہو

بل مکان و لامکاں در حکمِ او — ہمچو در حکمِ بہشتی چار جو
بلکہ مکان اور لامکان اس کے حکم میں ہیں — جیسے بہشتی کے حکم میں چار نہریں

شرحِ ایں کوتہ کن و رُخ زیں بتاب — دم مزن و اللہ اعلم بالصواب
اس بات کی شرح مختصر کر دے اور اس سے رخ موڑ لے — دم نہ مار، اللہ ہی بہتر جانتا ہے

باز میگردیم ازیں اے دوستاں — سوئے مرغ و تاجرِ ہندوستاں
اے دوستو! ہم یہاں سے پلٹتے ہیں — پرندے اور ہندوستان کے تاجر کے قصے کی طرف

دیدنِ خواجہ در دشت طوطیاں را و پیغام رسانیدن

سوداگر کا جنگل میں طوطیوں کو دیکھنا اور پیغام پہونچانا

مرد بازرگاں پذیرفت ایں پیام — کو رساند سوئے جنس از وے سلام
سوداگر نے یہ پیغام قبول کر لیا — کہ وہ اسکے ہم جنس کو اسکا سلام پہونچا دیگا

چونکہ تا اقصائے ہندوستاں رسید — در بیاباں طوطی چندے بدید
جب وہ ہندوستان کے حدود میں پہونچا — اس نے جنگل میں چند طوطیاں دیکھیں

مرکب استانید و پس آواز داد — آں سلام و آں امانت باز داد
سواری روکی اور پھر آواز دی — وہ سلام اور وہ امانت پہونچا دی

لہ نالد - یعنی جب ایسی روح دردِ فراق سے نالاں ہوتی ہے تو ملائکہ متاثر ہوتے ہیں - ہر دمش - ایسی روح سے اللہ تعالےٰ کے نامہ و پیام جاری رہتے ہیں وہ ایک بار یارب کہتی ہے تو جناب باری کی طرف سے متعدد بار لبیک کی آواز آتی ہے پیک - قاصد - شصت - ساٹھ - لبیک - میں حاضر ہوں، خدا کی طرف جب اس کی نسبت ہو تو دعا قبول کرنیکے معنی ہیں ہرگز زلّت - لغزش، چونکہ اسکی لغزش توبہ اور استغفار کا سبب بنتی ہے تو مراتب اور بڑھ جاتے ہیں - خلق - خا اور لام کے فتحہ کے ساتھ، پرانا - ٹ کفر - یعنی خلافِ شریعت بات جیسے بعض اولیاء اللہ کا کلمہ سبحانی ما اعظم شانی میری ذات پاک ہے، میری شان کسقدر بڑی ہے - معراج - یعنی درجات کی ترقی - صورت - جسم - لامکاں - وہ جگہ جو مکان و زمان سے منزہ ہے - سالکاں - علماء ظاہر - چار جو - چار نہریں جو بہشت میں جنتیوں کے حکم کے تابع ہوں گی - پانی کی نہر، شہد کی نہر، دودھ کی نہر - شراب کی نہر

لہ ہم جنس - یعنی دوسرے طوطیوں - اقصا - حد - ہندوستان کی سرحد - مرکب - سواری - امانت یعنی طوطی کا پیغام -

طوطئے از طوطیاں لرزید و پس
طوطیوں میں سے ایک طوطی کانپنے لگی اور پھر
اُو فتاد و زود بگسستش نفس
گر پڑی اور بہت جلد اس کا دم ٹوٹ گیا

شد پشیماں خواجہؒ از گفتِ خبر
خبر پہونچانے سے خواجہ پریشان ہوا
گفت رفتم در ہلاکِ جانور
اور بولا میں ایک جاندار کی ہلاکت کے درپے ہوا

ایں مگر خویش ست با آں طوطیک
شاید یہ طوطی اُس طوطی کی رشتہ دار ہے
ایں مگر دو جسم بُود و روح یک
شاید یہ دو جسم اور ایک جان تھے

ایں چرا کردم چرا دادم پیام
میں نے یہ کیوں کیا؟ کیوں پیغام پہونچایا؟
سوختم بیچارہ را زیں گفتِ خام
اس فضول بات سے میں نے بیچاری کو جلا ڈالا

ایں زبان چوں سنگ و فم آہن وش ست
یہ زبان پتھر کی طرح ہے اور مُنہ لوہا جیسا ہے
آنچہ بجہد از زباں چوں آتش ست
جو زبان سے نکلتا ہے آگ کی طرح ہے

سنگ و آہن را مزن برہم گزاف
خواہ مخواہ پتھر اور لوہے کو نہ ٹکرا
گہ ز روئے نقل و گہ از روئے لاف
کبھی نقل کے طور پر اور کبھی شیخی سے

زانکہ تاریکی ست ہر سو پنبہ زار
کیونکہ اندھیرا ہے ہر جانب روئی ہے
در میانِ پنبہ چوں باشد شرار
شعلہ روئی میں کیسے رُک سکتا ہے؟

ظالم آں قومیکہ چشماں دوختند
وہ لوگ ظالم ہیں جنہوں نے آنکھیں سی لیں
وز سخنہا عالمے را سوختند
اور باتوں سے جہاں کو جلا ڈالا

عالمے را یک سخن ویراں کند
ایک بات، جہاں کو ویران کر دیتی ہے
روبہانِ مردہ را شیراں کُند
مُردہ لومڑیوں کو شیر بنا دیتی ہے

جانہا در اصلِ خود عیسیٰ دم اند
روحیں اپنی اصل میں (حضرت) عیسیٰؑ کا سا دم رکھتی ہیں
یکزماں زخم اند و دیگر مرہم اند
ایک وقت زخم ہیں اور دوسرے وقت مرہم ہیں

گر حجاب از جانہا برخاستے
اگر روحوں سے پردہ اُٹھ جائے
گفتِ ہر جانے مسیح آساستے
تو ہر روح کی بات مسیح جیسی ہے

گر سخن خواہی کہ گوئی چوں شکر
اگر تو شکر جیسی بات کہنا چاہتا ہے
صبر کُن زیں حرص و ایں حلوا مخور
(تب بھی) اس حرص سے صبر کر اور یہ حلوا نہ کھا

صبر باشد مشتہائے زیرکاں
عقلمندوں کو صبر مرغوب ہوتا ہے
ہست حلوا آرزوئے کودکاں
حلوا کھانے کی آرزو تو بچوں کو ہوتی ہے

لہ خواجہ۔ یعنی سوداگر۔ سنگ۔ پتھر۔ فم۔ مُنہ۔ گزاف۔ بیہودہ بات۔ لاف۔ شیخی۔ تاریکی، یعنی دلوں کی تاریکی۔ پنبہ۔ روئی۔ شرار۔ یعنی اسرارِ توحید تاریک دل عوام کے سامنے بیان کرنا تباہی اور بربادی کا سبب ہے۔ چشماں۔ یعنی وہ لوگ جو دل کے اندھے ہیں اور مدعی ہیں غلط انداز سے اسرار کی باتیں کر کے عالم میں فساد برپا کرتے ہیں۔ روبہانِ مردہ۔ مردہ لومڑیاں یعنی وہ لوگ جو دین کی باتوں پر اعتراض کرنیکے عادی ہیں۔

ٹہ اصل۔ فطرت۔ عیسیٰ دم۔ وہ لوگ جنکی پھونک میں وہ اثر ہو جو حضرت عیسیٰؑ کے دم کر دینے میں تھا کہ بیمار اچھے ہو جاتے تھے۔ گفت۔ گفتار۔ بات۔ آسا۔ مانند۔ گر۔ روح سے جسمانی حجاب رفع کرنیکی ترکیب ہے۔ حلوا۔ یعنی جسمانی لذت کی باتیں۔

سٹہ صَبر۔ صاد کے فتحہ سے، ضبطِ نفس، کسرِ خواہش اور صاد کے کسرہ سے بمعنی ایلوا جو ایک کڑوی دوا ہے۔ مشتہی۔ وہ چیز جسکو دل چاہے۔

ہر کہ صبر آورد گردوں بر رود ۱ — ہر کہ حلوا خورد واپس تر رود

جو صبر اختیار کر لیتا ہے، آسمان پر بلند ہو جاتا ہے — جس نے حلوا کھایا وہ لوٹ جاتا ہے

تفسیر قولِ شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ

شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ کے قول کی تفسیر

تو صاحب نفسی اے عاقل میانِ خاک خوں میخور — کہ صاحب دل اگر زہرے خورد آں انگبیں باشد

اے عقلمند! تو صاحبِ دل ہے مٹی میں خون پی جا — اس لئے کہ صاحبِ دل اگر زہر کھاتا ہے وہ شہد بن جاتا ہے

صاحبِ دل را ندارد آں زیاں — گر خورد او زہرِ قاتل را عیاں

صاحبِ دل کو نقصان نہیں پہنچتا ہے — اگرچہ وہ صاف طور پر قاتل زہر کھائے

زانکہ صحت یافت و ز پرہیز رست — طالبِ مسکیں میانِ تپ در ست

اسلئے کہ وہ صحتیاب ہو گیا ہے اور پرہیز سے نجات پا گیا — اور مسکین طالب بخار میں مبتلا ہے

گفت پیغمبر کہ اے طالب جری — ہاں مکن با ہیچ مطلوبے مری

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ اے جری — کسی مرشد کی کبھی برابری نہ کر

گفت احمد گر نمی خواہی زلل — ہیں مکن با ہیچ مطلوبے جدل

احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے اگر تو نقصان کا خواہشمند نہیں ہے — ہرگز کسی مرشد سے جھگڑا نہ کر

ور تو نمرودی ست آتش در مرو — رفت خواہی اول ابراہیم شو

اگر تو نمرود ہے تو آگ میں نہ جا — اگر جانا چاہتا ہے تو پہلے ابراہیم بن

چوں نئی سباح نے دریائیے — در میفگن خویش از خود رائیے

جبکہ تو نہ تیراک ہے نہ دریائی — خودسری سے اپنے آپ کو دریا میں ڈال

او ز قعرِ بحر گوہر آورد — از زیانہا سود بر سر آورد

وہ دریا کی گہرائی سے موتی لاتا ہے — نقصانوں سے فائدہ اٹھاتا ہے

کاملے گر خاک گیرد زر شود — ناقص ار زر برد خاکستر شود

کامل انسان اگر خاک لے لے سونا ہو جائے — ناقص اگر سونا لے لے خاک ہو جائے

دستِ ناقص دستِ شیطان ست و دیو — زانکہ اندر دامِ تلبیس ست و ریو

ناقص کا ہاتھ، شیطان اور بھوت کا ہاتھ ہے — کیونکہ وہ دھوکے اور مکر کے جال میں ہے

چوں قبولِ حق بود آں مرد راست — دستِ او در کارہا دستِ خدا ست

سچا انسان چونکہ اللہ کا مقبول ہوتا ہے اسلئے — کاموں میں اسکا ہاتھ، خدا کا ہاتھ ہے

---

۱ ہر کہ۔ صبر کرنیوالوں کے مراتب بلند ہوتے ہیں اور لذائذِ جسمانی سے انسان کے مراتب کا تنزل ہوتا ہے۔ تو صاحب نفسی۔ یعنی ناقص لوگوں کے لئے جو باتیں مضر ہیں درجۂ کمال پر پہونچکر مضر نہیں رہتی ہیں۔ آں۔ یعنی زہر۔ عیاں۔ برملا، کھلم کھلا۔ زانکہ۔ بہت سی چیزیں مریض کے لئے مضر ہوتی ہیں، صحتیاب ہونے پر وہ مضر نہیں رہتیں بلکہ مفید ہوتی ہیں۔ طالب جو علمِ معرفت کے ابتدائی مراحل طے کر رہا ہے۔ مری۔ لڑائی جھگڑا۔ مطلوب۔ یعنی مرشدِ کامل۔ احمد یا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، یہ کوئی حدیث نہیں ہے مفہوم ایک درجہ میں صحیح ہے۔ زلل۔ لغزش۔ جدل جھگڑا، بحث۔

۲ مطلوب۔ یعنی مرشد، راہنما۔ نمرود۔ وہی ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دہکتی آگ میں ڈلوایا تھا اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ آگ ان کے لئے گلزار بنگئی تھی یعنی نمرودی صفات ہیں تو آگ، آگ ہے اور اگر تم اپنے اندر ابراہیمی صفات پیدا کر لو تو تمہارے لئے آگ، گلزار ہے۔

۳ سباح۔ تیراک، یعنی کبھی کمالات۔ دریائی۔ دریا کا رہنے والا، یعنی جسمیں ہو کبھی کمالات ہوں۔ اززیانہا۔ یعنی ناقص جو چیزیں، اور باتیں مضر ہیں، کامل انسے نفع اندوز ہوتا ہے۔ ناقص۔ وہ پیر جو معرفت سے خالی ہیں۔ تلبیس۔ دھوکا دینا۔ ریو۔ مکر و فریب۔ قبول۔ مقبول۔ مردِ راست۔ راست باز شخص۔

جہل آید پیشِ اُو دانش شود
اُس کے سامنے جہل بھی آتا ہے، تو عقل بنجاتا ہے

جہل شد علمیکہ در ناقص رَوَد
جو علم ناقص میں چلا جائے وہ جہل بنجاتا ہے

ہر چہ گیرد علّتی[1] علّت شود
بیمار جو لیتا ہے، بیماری بنجاتی ہے

کفر گیرد کاملے ملّت شود
کامل انسان کفر اختیار کرتا ہے دین بنجاتا ہے

اے مِرے کردہ پیادہ با سوار
اے پیدل! تو سوار سے لڑتا ہے

سر نخواہی برد اکنوں پائے دار
سنبھل کہ تو اب سر سالم نہ لیجائے گا

تعظیم کردنِ ساحراں موسیٰؑ را کہ اوّل تو عصا بیندازد

جادوگروں کا موسیٰ (علیہ السلام) کی تعظیم کرنا کہ پہلے آپ لاٹھی ڈالئے

ساحراں در عہدِ فرعونِ لعین
ملعون فرعون کے زمانہ میں جادوگروں نے

چوں مِرے کردند با موسیٰؑ ز کیں
کینہ وری کی وجہ سے جب (حضرت) موسیٰؑ سے جھگڑا کیا

لیک موسیٰؑ را مقدّم داشتند
لیکن (حضرت) موسیٰؑ کو آگے کیا

ساحراں اُو را مکرّم[2] داشتند
جادوگروں نے ان کو معزز مانا

زانکہ گفتندش کہ فرماں آنِ تست
اسلئے کہ انہوں نے اُنسے کہا کہ آپ صاحبِ فرمان ہیں

گر تو میخواہی عصا بفگن نخست
اگر آپ چاہیں تو پہلے عصا ڈالیں

گفت نے اوّل شما اے ساحراں
انہوں نے فرمایا اے جادوگرو! نہیں پہلے تم

افگنید آں مکرہا اندر میاں
وہ شعبدہ دکھاؤ

ایں قدر تعظیم دیں شاں را خرید
دین کی اسقدر تعظیم نے ہی انہیں خرید لیا

وز مِرے آں دست و پاہا شاں برید
اور مقابلہ بازی میں انکے ہاتھ اور پیر کاٹ دیے

ساحراں چوں قدرِ اُو بشناختند
جادوگروں نے جب انکا مرتبہ پہچان لیا

دست و پا در جرمِ آں در باختند
اس جرم میں ہاتھ اور پیر ہار بیٹھے

لقمہ و نکتہ ست کاملؒ[3] را حلال
نوالہ اور نکتہ کامل کے لیے حلال ہے

تو نہ کامل مخور، می باش لال
تو کامل نہیں ہے، نہ کھا، تو گونگا بنجا

تو چو گوشی اُو زبان نے جنسِ تو
تو کان کی طرح ہے اور وہ زبان، جو تیری جنس نہیں ہے

گوشہا را حق بفرمود انصتوا
کانوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ خاموشی سے سنو

کودک اوّل چوں بزاید شیر نوش
بچہ جب دودھ پیتا پیدا ہوتا ہے

مدّتے خامش بود اُو جملہ گوش
ہمہ تن کان بنکر ایک مدت تک چپ رہتا ہے

---

[1] علّتی - بیمار - علّت - بیماری - ملّت - دین، شریعت - پیادہ - پیدل، یعنی مردِ ناقص - سوار - یعنی مردِ کامل - پائے داشتن - ثابت قدم رہنا

ساحر - جادوگر، شعبدہ باز - مِرے - اِمالہ ہے مِرا کا، جھگڑا، مقابلہ، اختلاف - مقدّم - آگے -

[2] - مکرّم - باعزت، معزز - آن - ملکیت - عصا - لاٹھی - مکر - یعنی جادوگری، شعبدہ بازی

ایں قدر - ساحروں نے حضرت موسیٰؑ کی تعظیم بھی کی اور انسے مقابلہ بھی کیا، تعظیم کے نتیجہ میں تو وہ خود مومن ہوگئے اور مقابلہ کی گستاخی کی وجہ سے انجام کار ان کے ہاتھ پیر کٹے۔

ساحراں - ساحر جب حضرت موسیٰؑ کے معتقد ہوگئے تو اپنی گستاخی کی بخوشی سزا بھگتنے پر آمادہ ہوگئے ورنہ کسی حیلہ سے فرعون سے نجات پا سکتے تھے۔

[3] کامل یعنی تکمیلِ مراتب کے بعد لذائذ کا استعمال اور تصوف کے باریک مسائل کا بیان جائز ہے، سالک کے لئے ترکِ لذائذ ضروری ہے اور اس کو مسائلِ تصوف پر کلام کرنیکی اجازت نہیں ہے۔

لال - گونگا - تو - ناقص کا کام سننا ہے لہذا وہ بمنزلہ کان کے ہے کامل کا کام تعلیم دینا ہے لہذا وہ بمنزلہ زبان کے ہے۔

[illegible]

مُدّتے می بایدش لب دوختن
اُس کو ایک مدّت تک ہونٹ سینے چاہئیں

از سخن گویاں سخن آموختن
بات کرنیوالوں سے بات سیکھنی چاہیئے

تا نیاموزد[1] نگوید صد یکے
جب تک سیکھ نہیں لیتا سَو میں سے ایک بھی نہیں کہتا ہے

وَر بگوید حشو گوید بے شکے
اگر بولتا ہے تو بلا شبہ بیکار بولتا ہے

وَر نباشد گوش تی تی می کند
اگر کان نہوں تو تی تی کرتا ہے

خویشتن را گنگِ گیتی می کند
اپنے کو تمام عمر کے لئے گونگا بنالیتا ہے

کرِّ اصلی کش نبود آغاز گوش
مادر زاد بہرا جس کے شروع سے کان نہوں

لال باشد کے کُند در نطق جوش
گونگا ہوتا ہے بولنے کی ہمت کب کرتا ہے

زانکہ اوّل سمع[2] باید نطق را
اس لئے کہ بولنے کے لئے پہلے سننا چاہیئے

سوئے منطق از رہِ سمع اندرا
بولنے کی جانب سُننے کے راستہ سے اندر آ

اُدْخُلُوا الْاَبْیَاتَ مِنْ اَبْوَابِہَا
گھروں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہو

وَاطْلُبُوا الْاَرْزَاقَ مِنْ اَسْبَابِہَا
رزقوں کو اُن کے ذرائع سے تلاش کرو

نطق کاں موقوفِ راہِ سمع نیست
وہ گویائی جو سننے کی راہ پر موقوف نہیں ہے

جز کہ نطقِ خالقِ بے طمع نیست
بے نیاز، اللہ تعالیٰ کی گویائی کے علاوہ نہیں ہے

مبدِع[3] ست و تابعِ اُستاد نہ
وہ موجد ہے اور کسی اُستاد کے تابع نہیں ہے

مُسنِدِ جملہ وُرا اِسناد نہ
سب کو سہارا دینے والا ہے اُسکو سہارے کی ضرورت نہیں ہے

باقیاں ہم در حِرَف ہم در مقال
باقی سب ہی دستکاریوں اور گفتگو میں

تابعِ اُستاد و محتاجِ مثال
اُستاد کے تابع اور مثال کے محتاج ہیں

زیں سخن گر نیستی بیگانہ
اگر تو اس بات سے نا آشنا نہیں ہے

دلق و اشکے گیر در ویرانہ
کسی ویرانے میں گدڑی اور اشکباری اختیار کر

زانکہ آدمؑ زاں عتاب از اشک رست
اسلئے کہ آدم (علیہ السلام) اُس عتاب سے آنسوؤں سے بچے

اشکِ تر باشد دمِ توبہ پرست
اشکِ تر توبہ کرنے والے کیلئے ایک مؤثر تدبیر ہے

بہرِ گریہ آدمؑ آمد بر زمیں
آدم (علیہ السلام) رونے کے لئے زمین پر آئے

تا بوَد گریاں و نالاں و حزیں
تاکہ روئیں اور چلائیں اور غمگین ہوں

آدمؑ از فردوس و از بالا ہفت
آدم (علیہ السلام) جنّت اور سات آسمانوں پرے

پائے ماچاں[4] از برائے عذر رفت
ایک ہیر پھیر کی پکڑی کرتے ہوئے عذر کیلئے چلے

[1] تا نیاموزد۔ بچے جب تک تعلیم مکمل نہیں کرلیتا ہے اس وقت تک خاموشی سے سنتا ہے۔ اور اگر بولتا بھی ہے تو غلط سلط بول جاتا ہے۔ ورنباشد جو مادرزاد بہرا ہوتا ہے وہ گونگا بھی ہوتا ہے اُس کو بولنا نہیں آتا۔ تی تی۔ یعنی گونگے کی تتلاہٹ گنگ۔ گونگا۔ گیتی۔ زمانہ مدّت العمر۔ کرِّ اصلی۔ مادرزاد بہرا۔ لال گونگا۔

[2] سمع۔ سننا۔ نطق گویائی۔ منطق۔ بول۔ گفتگو۔ اندرآ۔ یعنی تقاضائے فطرت یہی ہے کہ پہلے سنو اور جب خوب سیکھ جاؤ تب بولو۔ اُدخلوا یعنی ہر کام کو اس کے طریقے کے مطابق کرنا چاہیئے۔ نطق۔ خدا کی گویائی سُننے کی محتاج نہیں ہے، انسان کی گویائی لامحالہ سُننے کے بعد ہے۔

[3] مُبدِع۔ ایجاد کرنیوالا۔ تابع۔ پیروی کرنیوالا مُسنِد۔ سہارا دینے والا۔ اِسناد۔ ٹیک، سہارا۔ حِرَف۔ حا کے کسرہ اور را کے فتحہ کے ساتھ حرفت کی جمع ہے پیشہ، دستکاری۔ دلق۔ باطن کی تکمیل کا یہ طریقہ ہے کہ گدڑی پہنکر ویرانے میں آہ و زاری کرو۔ عتاب غصہ۔ حضرت آدمؑ کو انکی آہ و زاری اور اشکباری نے نجات دلائی تھی اور انکی توبہ قبول ہوئی تھی۔

[4] پائے ماچاں۔ فقراء میں ایک سزا کی نوعیت ہے جب کسی سے کوئی قصور ہو جاتا ہے تو اسکو ایک پیر پر جوتیوں میں کھڑا کیا جاتا ہے اور کان پکڑوائے جاتے ہیں۔

گر ز پشتِ آدمی وز صلبِ اُو — در طلب می باش ہم در طُلبِ اُو
اگر تو آدم (علیہ السلام) کی پشت اور انکی کمر سے ہے — جستجو میں رہ نیز انکی جماعت میں

ز آتشِ دل و آبِ دیدہ نُقل ساز — بُوستاں از ابر و خورشید ست تاز
دل کی آگ اور آنکھ کے پانی سے چبینا تیار کر — باغ، ابر اور آفتاب سے تازہ ہے

تو چہ دانی ذوقِ آبِ آتشِ دل — زانکہ ہمچوں خرشدی تو پایہ گل
اے نازک دل! تو آنسوؤں کا ذوق کیا جانے — اسلئے کہ تو گدھے کی طرح دَھنسا ہوا ہے

تو چہ دانی ذوقِ آبِ دیدگاں — عاشقِ نانی تو چوں نادیدگاں
تو آنکھوں کے آنسوؤں کا ذوق کیا جانے — تو ندیدوں کی طرح روٹی کا عاشق ہے

گر تو ایں انبانِ ناں خالی کنی — پُر ز گوہرہائے اجلالی کنی
اگر تو اس تھیلے کو روٹی سے خالی کرلے — انوار کے موتیوں سے پُر کرلے

طفلِ جاں از شیرِ شیطاں باز کن — بعد از انش با ملک انباز کن
جان کے بچے کو شیطان کے دودھ سے روک — اس کے بعد اُس کو فرشتوں کا ساتھی بنالے

تا تو تاریک و ملول و تیرہٗ — داں کہ با دیو لعیں ہمشیرہٗ
جب تک تو تاریک، رنجیدہ اور سیاہ ہے — سمجھ لے کہ ملعون شیطان کا دودھ شریک بھائی ہے

لقمہ کاں نور افزود و کمال — آں بُود آوردہ از کسبِ حلال
جس لقمہ نے نور اور کمال بڑھایا ہے — وہ حلال کمائی سے حاصل کیا ہوا ہوتا ہے

روغنے کاید چراغِ ما کشد — آب خوانش چوں چراغے را کُشد
وہ تیل جو آتے ہی ہمارا چراغ بجھادے — چونکہ وہ چراغ کو گل کرتا ہے اس کو پانی کہو

علم و حکمت زاید از لقمہ حلال — عشق و رقت زاید از لقمہ حلال
حلال لقمہ سے علم اور دانائی پیدا ہوتی ہے — عشق اور دل کی نرمی حلال لقمہ سے پیدا ہوتی ہے

چوں ز لقمہ تو حسد بینی و دام — جہل و غفلت زاید آں را داں حرام
جب تو دیکھے کہ لقمے سے ہمیشہ حسد اور مکر — جہل اور غفلت پیدا ہوتی ہے تو اسکو حرام سمجھ

ہیچ گندم کاری و جو بر دہد — دیدہٗ اسپے کہ کرّہ خر دہد
کبھی (ایسا ہوا ہے) کہ تو نے گیہوں بوئے اور جو پیدا ہوئے — تو نے دیکھا ہے کہ گھوڑی نے گدھے کا بچہ جنا ہو؟

لقمہ تخم ست و برش اندیشہا — لقمہ بحر و گوہرش اندیشہا
لقمہ بیج ہے اور اس کا پھل خیالات ہیں — لقمہ سمندر ہے اور اسکے موتی خیالات ہیں

لہ طُلب۔ جماعت، تا کے ساتھ بھی مستعمل ہے صُلب۔ پشت۔ نُقل۔ چبینا۔ ابر۔ یعنی جس طرح باغ کا نشو و نما اور تازگی ابر کے پانی اور آفتاب کی گرمی سے ہے اسی طرح انسان کی تر و تازگی آبِ دیدہ اور عشق کی گرمی سے ہے۔ گِل۔ مٹی۔
ؔ انبان۔ تھیلہ یعنی پیٹ۔ گوہرِ اجلالی۔ انوارِ معرفت۔ ملک۔ فرشتہ انباز۔ شریک۔ کسبِ حلال۔ جائز کمائی۔ روغنے۔ یعنی جو تیل چراغ بجھائے وہ تیل نہیں بلکہ پانی ہے
ؔ۔ رقت۔ یعنی قلب کی نرمی۔ کاری۔ کاشتن بمعنی بونا کا صیغہ واحد مخاطب ہے۔ بر۔ پھل۔ کرّہ۔ کاف کے ضمہ سے، گھوڑے یا گدھے کا بچہ۔

زاید از لقمۂ حلال اندر دہاں ... میلِ خدمت عزمِ رفتن آں جہاں

منہ میں حلال لقمہ سے پیدا ہوتا ہے ... عبادت کا رجحان (اور) اس جہاں (آخرت) میں جانے کا پختہ ارادہ

زاید از لقمۂ حلال اے مہ حضور ... در دلِ پاکِ تو و در دیدہ نور

اے سردار! حلال لقمہ سے حضوری پیدا ہوتی ہے ... تیرے پاک دل ادر آنکھوں میں نور پیدا ہوتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد اے کیا ... بحثِ بازرگان و طوطی کن بیا

اے بزرگ! اس بات کی کوئی انتہا نہیں ہے ... سوداگر اور طوطی کی بحث شروع کر

باز گفتنِ بازرگاں با طوطی آنچہ در ہندوستان دیدہ بود

سوداگر کا پھر طوطی سے کہنا جو کچھ اس نے ہندوستان میں دیکھا تھا

کرد بازرگاں تجارت را اتمام ... باز آمد سوئے منزل شادکام

سوداگر نے تجارت مکمل کر لی ... اور وطن کی طرف خوشی سے لوٹا

ہر غلامے را بیاورد ارمغاں ... ہر کنیزک را بہ بخشید او نشاں

ہر غلام کے لئے سوغات لایا ... اس نے ہر کنیز کو ایک نشانی دی

گفت طوطی ارمغانِ بندہ کو ... آنچہ دیدی آنچہ گفتی باز گو

طوطی بولی بندی کا تحفہ کہاں ہے؟ ... جو تو نے دیکھا اور جو کہا وہ بھی بیان کر

گفت نے من خود پشیمانم ازاں ... دستِ خود خایاں و انگشتاں گزاں

وہ بولا نہیں، میں اس سے خود شرمندہ ہوں ... اپنے ہاتھ کو چبا رہا ہوں اور انگلیوں کو کاٹتا ہوں

کہ چرا پیغامِ خامے از گزاف ... بُردم از بیدانشی و از نشاف

کہ کیوں لغویت سے بیکار پیغام ... میں لے گیا، بے عقلی اور غلطی سے؟

گفت اے خواجہ پشیمانی ز چیست ... چیست ایں کیں خشم و غم را مقتضیست

اس نے کہا اے خواجہ! کس بات سے شرمندگی ہے؟ ... کونسی بات ہے جو غصہ اور غم کی مقتضی ہے

گفت، گفتم آں شکایتہائے تو ... با گروہِ طوطیاں ہمتائے تو

اس نے کہا میں نے تیری شکایتیں بتائیں ... تیری ہم جنس طوطیوں کو

آں یکے طوطی ز دردت بوئے بُرد ... زہرہ اش بدرید و لرزید و بمرد

ایک طوطی کو تیرے درد کا احساس ہوا ... اس کا پتہ پھٹا، کپکپائی اور مر گئی

من پشیماں گشتم ایں گفتن چہ بود ... لیک چوں گفتم پشیمانی چہ سود

میں شرمندہ ہوا کہ یہ کیا کہنے کی بات تھی ... لیکن جب کہہ چکا تو شرمندگی سے کیا فائدہ؟

؎۱ لقمہ۔ یعنی انسان جس طرح کی غذا، کھائیگا ویسے ہی خیالات پیدا ہوں گے۔ خدمت۔ اطاعت۔ بندگی۔ مہ۔ سردار۔ حضور۔ دل کی توجہ، محویت۔ کیا۔ بزرگ، بڑا۔

؎۲ منزل۔ وطن۔ شادکام۔ بامقصد۔ خوش۔ ارمغاں۔ تحفہ۔ نشان۔ علامت، نشانی۔

؎۳ پشیماں۔ شرمندہ۔ خایاں۔ چباتا ہوا۔ گزاں۔ کاٹتا ہوا۔ نشاف۔ بے عقلی، غلطی۔ کیں۔ کہ ایں۔ مقتضی۔ باعث، موجب۔ ہمتا۔ برابر، ہم جنس۔ بوئے بردن۔ معلوم کر لینا، محسوس کرنا۔ زہرہ۔ زا۔ کے فتحہ کے ساتھ، پتہ، جگر۔

نکتہ[1] کاں جست ناگہ از زباں — ہمچو تیرے داں کہ جست آں از کماں

جو بات اچانک زبان سے نکل گئی — اُس کو اُس تیر جیسا سمجھ جو کمان سے نکل جائے

وانگردد از رہ آں تیر اے پسر — بند باید کرد سیلے را ز سر

اے بیٹا! وہ تیر راستے سے واپس نہیں آسکتا — سیلاب کو ابتدا ہی سے بند کرنا چاہیے

چوں گذشت از سر جہانے را گرفت — گر جہاں ویراں کند نبود شگفت

جب پانی سر سے گذر گیا اُس نے دنیا کو گھیر لیا — اگر دنیا کو ویران کردے تو کوئی تعجب نہ ہوگا

فعل را در غیب اثرہا زادنی ست — واں مَوالیدش بحکمِ خلق نیست

غیب میں فعل کے آثار پیدا ہونے والے ہیں — اور اُس کے وہ نتیجے مخلوق کے حکم سے نہیں ہیں

بے شریکے جملہ مخلوقِ خدا ست — آں مَوالید ارچہ نسبت شاں بما ست

بغیر شرکت یہ سب خدا کے پیدا کردہ ہیں — تمام نتیجے، اگرچہ اُنکی نسبت ہماری طرف ہے

زید پرانید تیرے سوئے عمر — عمر را بگرفت تیرش ہمچو نمر

زید نے عمرو کی طرف تیر چلایا — اور اُس کے تیر نے عمرو کو تیندوے کی طرح دبوچ لیا

مدتِ سالے ہمی زائید درد — دردہا را آفریند حق نہ مرد

سال بھر درد ہوتا رہا — دردوں کو خدا پیدا کرتا ہے، نہ کہ انسان

زید رامی آندم ار مُرد از وجَل — دردہا می زاید آنجا تا اجل[2]

اگر تیر چلانیوالا زید خوف سے اسی وقت مرگیا — اُس جگہ مرنے تک درد پیدا ہوتے رہینگے

زاں مَوالیدِ وجع چوں مُرد او — زید را ز اوّل سبب قتال گو

جب وہ درد کے اُن نتیجوں سے مرگیا — زید کو ابتدائی سبب کی وجہ سے قاتل کہو

آں وجعہا را بدو منسوب دار — گرچہ ہست آں جملہ صُنعِ کردگار

اُن دردوں کو اُس کی طرف منسوب کر — اگرچہ وہ سب اللہ کی کارفرمائی ہے

ہمچنیں کِشت و دم و دام و جماع — آں موالید ست حق را مُستطاع

اسی طرح کمائی اور تدبیر اور جال اور ہمبستری — وہ سب کام اللہ کے پیدا کردہ اور مقدور ہیں

بستہ درہائے موالید از سبب — چوں پشیماں شد ولی ز دَرِ رب

سبب سے نتیجوں کے دروازے بند ہو جاتے — خدا کے ہاتھ سے، جب ولی شرمندہ ہوتا ہے

اولیاء[3] را ہست قدرت از الٰہ — تیر جستہ باز آرندش ز راہ

اللہ کی جانب سے اولیاء کو قدرت حاصل ہے — (کہ وہ) چھوٹے ہوئے تیر کو راستہ سے واپس لائیں

---

[1] نکتہ۔ بات۔ سیل بہاؤ۔ شگفت۔ عجب۔ فعل۔ یعنی ہر انسان کے عمل کا عالمِ غیب میں اثر و نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ زادنی۔ پیدا ہونے کے لائق۔ مَوالید۔ مولود کی جمع ہے، نتیجہ۔ ماترِ بے شریک خدا کی صفت ہے۔ نمر۔ تیندوا، فہد۔ اِن دونوں شعروں میں خدا کے افعال کی بندوں کی طرف مجازاً منسوب کئے جانے کی مثال ذکر کی ہے۔ رامی۔ تیر انداز۔ وجل۔ خوف۔

[2] تا اجل۔ یعنی عمرو کے مرنے تک، تو معلوم ہوا کہ درد کا خالق اللہ ہے۔ نہ کہ زید ورنہ زید کے مرنے پر درد ختم ہو جاتا۔ دَم۔ مکر، تدبیر۔ مُستطاع۔ مقدور۔ ولی۔ یعنی اللہ کا دوست جب کبھی اپنے کسی فعل پر شرمندہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سبب سے پیدا ہونے والے نتائج کے دروازے بند کر دیتے ہیں اور اُس سبب پر نتائج مرتب نہیں ہوتے ہیں۔

[3] اولیاء، ولی کی جمع ہے، ولی وہ شخص ہے جس میں یہ تین باتیں ہوں اللہ کی ذات و صفات کی معرفت، طاعات کی بجا آوری، محرمات سے اجتناب۔ تیر جستہ۔ کمان سے چلے ہوئے تیر کو واپس کر سکتے ہیں، اولیاء کی کرامت حق ہے۔

گفتہ ناگفتہ کند از فتحِ باب[۱] — تا ازاں نے سیخ سوزد نے کباب

دروازہ کھلا ہوا ہونے کی وجہ سے کہے ہوئے کو نہ کہا ہوا کر دے — تاکہ اُس سے سیخ جلے نہ کباب

از ہمہ دلہا کہ آں نکتہ شنید — آں سخن را کرد محو و ناپدید

اُن تمام دلوں سے جنہوں نے وہ بات سنی ہے — اُس بات کو محو اور نابود کر دے

گرت برہاں باید و حجت مہا — از نبی خواں آیۂ اَو نُنسہا

اے بزرگ اگر تجھے حجت اور دلیل چاہیے — قرآن میں سے آیت اَو نُنسہا پڑھ لے

آیۂ اَنسوکم ذکری بخواں — قوتِ نسیاں نہادن شاں بداں

اَنسوکم ذکری آیت پڑھ لے — اور اُن میں بھلانے کی قوت پیدا کیے جانے کو سمجھ لے

چوں بہ تذکیر و بہ نسیاں قادرند — بر ہمہ دلہائے خلقاں قاہرند

چونکہ وہ یاد دلاتے اور بھلانے پر قادر ہیں — تمام مخلوق کے دلوں پر حاکم ہیں

چوں بہ نسیاں بست اُو راہِ نظر — کار نتواں کرد ور باشد ہنر

جب اُس نے بھلا دینے کے ذریعہ غور و فکر کی راہ بند کر دی — کام نہیں کر سکتا ہے خواہ ہنر موجود ہو

خلتمو سخریۃ اہل السمو — از نبی خوانید تا اَنسوکم

مرتبہ والوں کو تم نے مذاق بنایا — اَنسوکم تک قرآن میں پڑھو

صاحبِ دہ بادشاہِ جسمہاست — صاحبِ دل شاہِ دلہائے شماست

شہر کا حاکم جسموں کا بادشاہ ہے — تمہارے دلوں کا بادشاہ اہلِ دل ہے

فرعِ[۲] دید آمد عمل بے ہیچ شک — پس نباشد مردم الا مردمک

بلاشک عمل دیکھنے کی شاخ ہے — تو انسان پتلی کے سوا کچھ نہ ہو گا

مردمش چوں مردمک دیدند خُرد — در بزرگی مردمک کس پے نبرد

لوگوں نے اُس کو پتلی کی طرح حقیر سمجھا — پتلی کی بڑائی کا کسی نے پتہ نہ لگایا

من تمام ایں نیارم گفت زاں — منع می آید ز صاحب مرکزاں

میں اُس کو پورا نہیں بتا سکتا کیونکہ — مرکز والوں کی طرف سے اس کی ممانعت ہو گئی ہے

چوں فراموشی خلق و یادِ شاں — با وے است و میرسد فریادِ شاں

چونکہ لوگوں کی بھول اور اُن کی یاد — اُس سے متعلق ہے، اور وہ اُن کی فریاد کو پہنچتا ہے

صد ہزاراں نیک و بد را آں بہی[۳] — می کند ہر دم ز دلہاشاں تہی

وہ باکمال لاکھوں اچھے اور برے خیالات کو — اُن کے دلوں سے ہر دم نکالتا ہے

[۱] فتحِ باب۔ اولیاء پر اللہ کے قرب کا دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے۔ گرت۔ اگر ترا۔ مہا۔ اے مہ، اے سردار۔ نبی۔ قرآن مجید۔ اَو نُنسہا۔ قرآن پاک میں ہے مَا نَنسَخ مِن آیَۃٍ اَو نُنسِہَا نَاتِ بِخَیرٍ مِّنہَا، نہیں منسوخ کرتے ہیں ہم کسی آیت کو یا بھلاتے ہیں اُس کو مگر بہتر کر لاتے ہیں بہتر اُس سے۔ خذ سمو۔ قرآن پاک میں ہے فَاتَّخَذتُمُوہُم سِخرِیًّا حَتّٰی اَنسَوکُم ذِکرِی یعنی تم نے اُن نیک لوگوں کا مذاق اڑایا تو انہوں نے تمہارے دلوں سے میری یاد بھلا دی۔ صاحبِ دہ۔ دنیاوی بادشاہ جسموں پر حکمرانی کرتے ہیں اور اولیاء اللہ دلوں پر فرماں روائی کرتے ہیں۔

[۲] فرع۔ شاخ، یعنی علم کے بعد عمل ہے اور علم کا ذریعہ آنکھ ہے تو انسان دراصل پتلی کا نام ہے لیکن لوگ اُس کو ایک چھوٹی چیز سمجھتے ہیں یہی حال اولیاء اللہ کا ہے کہ بظاہر وہ معمولی انسان ہیں لیکن اُن کے کارنامے عظیم الشان ہیں۔ صاحب مرکز۔ یعنی بڑے اولیاء اللہ۔

[۳] بہی۔ بار کا فتحہ، باکمال یعنی بزرگ رات کے اوقات میں متعلقین کے خیالات میں تصرف کرتے ہیں۔

روزِ[1] دلہا را ازاں پُر میکنند — آں صدفہا را پُر از دُر میکنند
دن میں دلوں کو اُن (خیالات) سے پُر کرتا ہے — اُن سیپوں کو موتیوں سے پُر کرتا ہے

آں ہمہ اندیشۂ پیشانہا — می شناسند از ہدایت جانہا
تمام گزشتہ خیالات کو — (اولیاء کی) روحیں پہچان لیتی ہیں اللہ کی رہنمائی کی وجہ سے

پیشہ و فرہنگِ تو آید بتو — تا درِ اسباب بکشاید بتو
تیرا پیشہ اور عقل تیرے پاس آجاتے ہیں — تاکہ تجھ پر اسباب کا دروازہ کھول دیں

پیشۂ زرگر بآہنگر نشُد — خوئے ایں خوشخو بداں مُنکر نشد
سُنار کا پیشہ، لوہار کے لئے نہیں ہوتا ہے — اُس خوش اخلاق کی عادت اُس منکر کی طرف نہیں جاتی ہے

پیشہا و خلقہا[2] ہمچوں جہیز — سوئے خصم آیند روزِ رستخیز
پیشے اور اخلاق سامانِ سفر کی طرح — قیامت کے دن مالک کی طرف آئیں گے

صورتے کاں بر نہادت غالب ست — ہم براں تصویر حشرت واجب ست
وہ صورت جو تیرے وجود پر غالب ہے — اسی صورت پر تیرا حشر ضروری ہے

پیشہا و خلقہا از بعدِ خواب — واپس آید ہم بخصم خود شتاب
پیشے اور اخلاق، سونے کے بعد — اپنے مالک کی طرف فوراً لوٹ آتے ہیں

پیشہا[3] و اندیشہا در وقتِ صبح — ہم بدانجا شد کہ بُود آں حسن و قبح
پیشے اور خیالات صبح کے وقت — اسی جگہ پہونچ جاتے ہیں جہاں وہ حُسن و قبح (کا سبب) ہے

چوں کبوترہائے پیک از شہرہا — سوئے شہرِ خویش آرد بہرہا
نامہ بری کے کبوتروں کی طرح، شہروں سے — اپنے شہر کی جانب (نامہ و پیام کے) حصّے لاتے ہیں

ہر چہ بینی سوئے اصلِ خود رود — جزو سوئے کُلِّ خود راجع شود
تو جس چیز کو دیکھیگا، اپنی اصل کی طرف جاتی ہے — جزو اپنے کُل کی طرف لوٹتا ہے

شنیدنِ آں طوطی حرکتِ آں طوطی را و مُردنِ او و نوحۂ خواجہ برِ او

طوطی کا اُس طوطی کی حرکت کو سننا اور اُس کا مرجانا اور مالک کا اُس پر رونا

چوں شنید آں مرغ کاں طوطی چہ کرد — ہم بلرزید و فتاد و گشت سرد
جب اُس پرندے نے سنا کہ اُس طوطی نے کیا کیا — وہ بھی کپکپایا اور گرا اور ٹھنڈا ہوگیا

خواجہ چوں دیدش فتادہ ایں چنیں — برجہید و زد کُلہ را بر زمیں
مالک نے جب اُس کو اِس طرح پڑا ہوا دیکھا — تڑپ گیا اور ٹوپی زمین پر پٹخ دی

---

[1] روز - دن میں اپنی توجہ کے ذریعہ دلوں میں بہترین خیالات پیدا کرکے دلوں کے سیپوں کو موتیوں سے پُر کرتے ہیں۔ آں ہمہ۔ شیخ اپنی قوتِ باطنی سے مُرید کے پہلے خیالات اور وساوس کو جان جاتا ہے۔ درِ اسباب۔ پیشہ اور ہنر کمائی کا ذریعہ اور سبب ہے۔

[2] خُلق۔ اخلاق۔ جہیز۔ سامانِ سفر۔ خصم۔ یعنی وہ شخص جس کے وہ اخلاق ہیں۔ روزِ رستخیز۔ روزِ قیامت۔ نہاد۔ طبیعت۔

[3] پیشہا۔ صبح ہوتے ہی وہ پیشے اور خیالات اُن اشخاص تک پہونچ جاتے ہیں جنکے لئے وہ اچھائی یا بُرائی کا سبب ہوتے ہیں۔ بہرہ۔ حصّہ یعنی وہ نامہ بر کبوتر اپنے حصّہ کی خبریں لے کر اپنے شہر کو لوٹتے ہیں۔ گشت سرد۔ مرکر ٹھنڈا ہوگیا۔

چون بدین رنگ و بدین حالش بدید
جب اُس کو اِس حالت اور اِس رنگ میں دیکھا

خواجہ بر جست و گریبان را درید
مالک تڑپا اور گریبان چاک کرلیا

گفت اے طوطی خوب خوش جبیں
بولا کہ اے حسین اور اچھی پیشانی والی طوطی!

ہے چہ بودت این چرا گشتی چنیں
ہائے، تجھے یہ کیا ہوا، تو ایسی کیوں ہوگئی؟

اے دریغا مرغ خوش آوازِ من
ہائے افسوس! میرے خوش الحان پرندے

اے دریغا ہمدم و ہمرازِ من
ہائے افسوس میرے ساتھی اور میرے ہمراز

اے دریغا مرغ خوش الحانِ من
ہائے افسوس! میرے خوش آواز پرند

راحِ روح و روضۂ رضوانِ من
میری روح کی راحت اور میری جنت

گر سلیمانؑ را چنیں مرغے بُدے
اگر (حضرت) سلیمانؑ کے پاس ایسا پرند ہوتا

کے دِگر مشغولِ آں مرغاں شدے
وہ پھر کب اُن پرندوں میں مصروف ہوتے؟

اے دریغا مرغ کارزاں یافتم
ہائے افسوس! پرند جس کو میں نے سستا خریدا

زود رو از روئے او بر تافتم
بہت جلد میں نے اُس کے دیدار سے منہ موڑ لیا

اے زُباں تو بس زیانی مر مرا
اے زبان! تو سراسر میرا نقصان ہے

چوں توئی گویا چہ گویم مر ترا
تو ہی چونکہ بات کرنیوالی ہے، تجھے کیا کہوں؟

اے زُباں ہم آتش و ہم خرمنی
اے زبان! تو آگ بھی ہے اور خرمن بھی

چند ایں آتش دریں خرمن زنی
کب تک اِس خرمن میں تو آگ لگاتی رہے گی؟

در نہاں جاں از تو افغاں میکند
پوشیدہ طور پر جان تجھے فریاد کرتی ہے

گرچہ ہر چہ گوئیش آں میکند
اگرچہ تو اُس سے جو کہتی ہے وہ وہی کرتی ہے

اے زُباں ہم گنج بے پایاں توئی
اے زبان! بے شمار خزانہ تو ہے

اے زُباں ہم رنجِ بے درماں توئی
اے زبان! لاعلاج مرض بھی تو ہے

ہم صفیر و خدعۂ مرغاں توئی
سیٹی بجانیوالی اور پرندوں کے لئے دھوکے کا سبب تو ہے

ہم انیسِ وحشتِ ہجراں توئی
ہجر کی وحشت میں محبت بھری بھی تو ہے

ہم خفیرِ رہبرِ یاراں توئی
دوستوں کی رہبر اور قاصد بھی تو ہے

ہم بلیس و ظلمتِ کفراں توئی
شیطان اور کفر کی تاریکی بھی تو ہے

چند اماں خواہم میدہی اے بے اماں
اے بے اماں! تو مجھے کب امن دیگی؟

اے تو زِہ کردہ بکینِ من کماں
اے کہ تو نے میری دشمنی میں کمان پر چلّہ چڑھا رکھا ہے

۱ رضواں۔ داروغہ جنت کا نام ہے۔ سلیمانؑ حضرت سلیمانؑ پرندوں کی بولی سمجھتے تھے اسی لئے پرندوں سے دلچسپی رکھتے تھے۔ دریغا حسرت، افسوس، اس میں الف ندبہ کا ہے۔ اے زبان یعنی میری زبان سے مجھے یہ نقصان پہونچا، نہ وہ مرنے والی طوطی کا قصہ سناتی نہ میری طوطی مرتی لیکن میں زبان کا شکوہ کیا کروں، جبکہ یہ شکوہ بھی زبان ہی ادا کررہی ہے۔
۲ ہم آتش زبان ہی ذخیرہ کرتی ہے اور زبان ہی اُس کو تباہ کرتی ہے۔ در نہاں۔ انسان کی تباہی زبان کی بدولت ہوتی ہے، زبان دیگر انسان کو بسا اوقات خلافِ مزاج کام کرنا پڑتا ہے۔ گنج۔ زبان خزانے بھی جمع کرتی ہے اور لاعلاج مصائب میں بھی مبتلا کرتی ہے۔
۳ صفیر۔ سیٹی۔ خدعہ دھوکے کی چیز۔ خفیر رہبر انیس محبت کرنیوالا۔ یعنی زبان ہی سیٹی بجاکر پرندوں کے دھوکے کا سبب بنتی ہے اور وہ اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر آکر جال میں پھنس جاتے ہیں اور یہی زبان تنہائی میں مونس اور غمخوار بنتی ہے۔ خفیر ۴

۴ رہنما۔ یاران، قاصد۔ بلیس۔ ابلیس کا مخفف ہے یعنی شیطان

نک ببرانیدہ مُرغِ مرا[1] — در چراگاہِ ستم کم کُن چرا

اب تو نے میرے پرندے کو اڑا دیا ہے — ظلم کی چراگاہ میں چرنا کم کر دے

یا جوابِ من بگو یا داد دہ — یا مرا اسبابِ شادی یاد دہ

یا میرا جواب دے یا انصاف کر — یا مجھے خوشی کے اسباب یاد دلا

اے دریغا نورِ ظلمت سوزِ من — اے دریغا صبحِ روز افروزِ من

ہائے افسوس! میرے اندھیرے کو ختم کرنیوالے نور — ہائے افسوس! میرے دن کو روشن کرنیوالی صبح

اے دریغا مُرغِ خوش پروازِ من — زانتہا پرید تا آغازِ من

ہائے افسوس! میرے خوش پرواز پرند — انتہا سے میری ابتداء تک تلف ہوگیا

عاشقِ رنج ست ناداں[2] تا ابد — خیز و لا اُقسم بخواں تا فی کبد

نادان (انسان) ہمیشہ رنج کا خوگر ہے — اُٹھ، اور لا اُقسم کو فی کبد تک پڑھ لے

از کبد فارغ شدم با روئے تو — وز زبد صافی بُدم در جوئے تو

تیرے چہرہ کی وجہ سے میں رنج سے خالی ہوا — میں تیری نہر میں میل سے صاف تھا

اے دریغا خیالِ دیدن ست — وز وجود[3] نقدِ خود بریدن ست

ہائے افسوس! دیدار کا خیال ہے — اپنے موجودہ وجود سے جُدا ہونا ہے

غیرتِ حق بود با حق چارہ نیست — کو دلے کز حکمِ حق صد پارہ نیست

اللہ کی غیرت تھی اور اللہ کے سامنے چارہ نہیں ہے — کونسا دل ہے جو اللہ تعالٰی کے حکم سے ٹوٹا ہوا نہیں ہے؟

غیرت آں باشد کہ اُو غیرِ ہمہ است — آنکہ افزوں از بیان و دمدمہ است

غیرت یہ ہے کہ وہ سب سے غیر ہے — جو کہ بیان اور مکر و حیلہ سے بالاتر ہے

اے دریغا اشکِ من دریا بُدے — تا نثارِ دلبرِ زیبا شُدے

ہائے افسوس! میرے آنسو دریا ہوتے — تاکہ حسین معشوق پر نثار ہوتے

طوطیِ من مُرغِ زیرک سارِ من — ترجمانِ فکرت و اسرارِ من

میری طوطی میرے عقلمند پرند — میرے فکر اور رازوں کے ترجمان

ہر چہ روزی داد و ناداد آمدم — اُو ز اوّل گفت تا یاد آمدم

اُس نے مجھے عطا کیا میں ناشکرا ثابت ہوا — پہلے وہ بولی یہاں تک کہ مجھے (خدا) یاد آیا

طوطئے کاید ز وحی آوازِ اُو — پیش ز آغازِ وجود آغازِ اُو

وہ طوطی (روح) جس کی آواز وحی سے ہے — وجود کی ابتداء سے پہلے اُسکی ابتداء ہے

---

[1] مُرغِ مرا۔ یعنی سوداگر کی طوطی۔ شادی۔ خوشی پرید۔ تلف ہوگیا۔ زایل ہوگیا۔ اِس کا فاعل لطف و عیش مقدر ہے۔

[2] ناداں۔ یعنی انسان فی کبد۔ سورۃ لا اُقسم میں فرمایا گیا ہے۔ "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَد" ہم نے انسان کو رنج اور سختی میں پیدا کیا ہے۔ از کبد۔ یعنی اے طوطی تجھے دیکھ کر میرا رنج و غم مِٹ جاتا تھا یا اِس شعر سے عالمِ اَرواح اور اُس سے جدائی کا تذکرہ شروع کیا ہے اِس صورت میں روئے تو سے مراد دیدارِ خداوندی ہے۔

[3] وز وجود۔ اب دیدار جب ہی ہوگا جب روح جسدِ عنصری سے جدا ہو جائیگی۔ غیرت۔ اللہ نے یہ چاہا کہ اُسکو پہچانا جائے لہذا ہمیں عالمِ عنصری میں پیدا فرمادیا۔ آنکہ۔ یعنی اُسکی غیریت کا بیان ناممکن ہے۔ دلبر۔ یعنی مُردہ طوطی اِس شعر سے پھر طوطی کا نوحہ شروع کیا ہے۔ زیرک۔ ذہین، سمجھدار۔ سار۔ مثل، مانند، مینا۔ ہر چہ۔ یہ طوطی اللہ کا ایک عطیہ تھی جسکا میں شکر نہ ادا کر سکا وہ صبح اُٹھ کر اللہ کی یاد میں لگ جاتی تھی اِس کی وجہ سے مجھے بھی خدا کی یاد آجاتی تھی۔ طوطئے۔ یہاں سے طوطی کے قصے سے روح کا بیان شروع کیا ہے۔ رُوح کا مُلہَم اور جسم سے پہلے مخلوق ہونا مشہور ہے۔

اندرونِ تست آں طوطی نہاں — عکسِ[1] اُو را دیدہ تو بر این و آں

وہ طوطی تیرے اندر پوشیدہ ہے — تو اِس پر اور اُس پر اُس کا عکس دیکھتا ہے

می بَرَد شادیت را تو شاد ازو — می پذیری ظلم را چوں داد ازو

وہ (عکس) تیری خوشی برباد کر رہا ہے تو اس سے خوش ہے — تو اُس سے ظلم کو انصاف کی طرح قبول کر رہا ہے

ایکہ جاں از بہرِ تن می سوختی — سوختی جاں را و تن افروختی

اے وہ کہ تو نے جان کو جسم کے لئے جلا دیا ہے — تو نے جان کو جلا دیا اور جسم کو روشن کیا

سوختم من سوختہ خواہد کسے — تا ز من آتش زند اندر خسے

میں جل چکا ہوں، کوئی جلنا چاہے — تو مجھ سے پھونس میں آگ لگا لے

سوختہ چوں قابلِ آتش بُوَد — سوختہ بستاں کہ آتش گش بُوَد

جلا ہوا آگ کے قابل کب ہو سکتا ہے؟ — ایسا جلا ہوا لے جو آگ کو قبول کرنے والا ہو

اے دریغا اے دریغا اے دریغ — کاں چناں ماہے[2] نہاں شد زیرِ میغ

ہائے افسوس، ہائے افسوس، ہائے افسوس — ایسا چاند ابر کے نیچے چھپ گیا

چوں زنم دم کاتشِ دل تیز شد — شیرِ ہجر آشفتہ و خونریز شد

کیسے دم ماروں کیونکہ دل کی آگ تیز ہو گئی ہے — ہجر کا شیر غضبناک اور خونریز ہو گیا ہے

آنکہ اُو ہشیار خود تند ست و مست — چوں بُوَد چوں اُو قدح گیرد بدست

وہ جو کہ ہوش کی حالت میں تند اور مست ہے — اُس کا کیا حال ہوگا جب وہ ہاتھ میں پیالہ تھام لے

شیرِ مستے[3] کز صفت بیروں بُوَد — از بسیطِ مرغزار افزوں بُوَد

وہ مست شیر جو اپنے آپے سے باہر ہو — وہ جنگل کے میدان سے بڑھ جاتا ہے

قافیہ اندیشم و دلدارِ من — گویدم مندیش جز دیدارِ من

میں قافیہ کی فکر میں ہوں اور میرا محبوب — مجھ سے کہتا ہے، سوائے میرے دیدار کے کچھ نہ سوچ

خوش نشیں اے قافیہ اندیشِ من — قافیہ دولت توئی در پیشِ من

اے میرے قافیہ سوچنے والے! آرام سے بیٹھ — تو میرے روبرو خوش نصیبی کے ہم معنی ہے

حرف چہ بُوَد تا تو اندیشی ازاں — صوت چہ بُوَد خارِ دیوارِ رَزاں

حرف کیا ہوتا ہے جو تو اُس کی فکر میں ہے — آواز کیا ہوتی ہے، انگور کی ٹٹی کا کانٹا

حرف و صوت و گفت را برہم زنم — تا کہ بے ایں ہر سہ با تو دم زنم

حرف اور آواز اور بولی کو میں مٹا دیتا ہوں — تا کہ اِن تینوں کے بغیر تجھ سے بات کروں

---

[1] عکس۔ یعنی تم روح کو نہیں دیکھ سکتے ہو اُس کے آثار جو جسم پر طاری ہیں انکو دیکھتے ہو۔ می بَرَد۔ یعنی روح کے عکس میں مشغولیت باعثِ رنج ہے، روح میں مشغول ہونا چاہیے۔ ایکہ۔ انسان تن پروری میں لگتا ہے اور روح کو فنا کرتا ہے۔ سوختم۔ میں عشقِ الٰہی میں اپنے جسم کو جلا چکا ہوں اگر کوئی عشق کی آگ میں جلنا چاہے مجھ سے آگ لے لے۔ سوختہ۔ جو شخص روح کو بالکل فنا کر چکا ہو اسمیں آتشِ عشق نہیں لگتی ایسا شخص تلاش کرو جو اُس آگ کو قبول کر سکے۔

[2] ماہے۔ یعنی روح۔ میغ۔ یعنی جسم۔ چوں زنم۔ عشقِ الٰہی کا بیان ممکن نہیں رہا۔ آنکہ۔ یعنی میں صحو کی حالت میں بھی عشق کے بیان پر قادر نہیں مستی کی حالت میں کیا بیان کر سکوں گا۔

[3] شیرِ مستے۔ یہ خود مولانا نے اپنی حالت بیان کی ہے۔ قافیہ۔ میں جب شعر کا قافیہ تلاش کرتا ہوں تو محبوب کا تقاضہ ہوتا ہے کہ میرے دیدار کے علاوہ کچھ تلاش نہ کر۔ قافیہ۔ پیچھے آنیوالا، مترادف۔ یعنی قافیہ کی تلاش میں مشاہدہ کی دولت حاصل ہ

آں دمے کز آدمش کردم نہاں — باتو گویم اے تو اسرارِ جہاں
وہ بات جو آدمؑ سے میں نے پوشیدہ رکھی — اے اسرارِ جہاں! تجھ سے میں کہونگا

آں دمے را کہ نگفتم با خلیلؑ — واں دمے را کہ نداند جبرئیلؑ
وہ بات جو میں نے خلیلؑ سے نہ کہی — اور وہ بات جو جبرئیلؑ بھی نہیں جانتا

آں دمے کز وے مسیحاؑ دم نزد — حق ز غیرت نیز بے ما ہم نزد
وہ بات جو مسیحاؑ نے نہ کہی — (اور اللہ نے غیرت کی وجہ سے بغیر فنا حاصل کیے ہوئے نہیں کہی)

ما چہ باشد در لغت اثبات و نفی — من نہ اثباتم منم بے ذات و نفی
(لفظِ) ما کیا ہے لغت میں اثبات اور نفی کے معنیٰ — میں اثبات نہیں ہوں، میں بے ذات ہوں اور نفی

من کسی در ناکسی دریافتم — پس کسی در ناکسی در تافتم
میں نے ہستی فنا میں پائی ہے — اِس لئے ہستی کو فنا میں لپیٹ دیا

بندکن چوں سیل سیلانی کند — ورنہ رسوائی و ویرانی کند
بند باندھ دے جب سیلاب طغیانی پر آئے — ورنہ خرابی اور بربادی کردے گا

من چہ غم دارم کہ ویرانی بود — زیرِ ویراں گنجِ سلطانی بود
میں کیا غم کروں کہ ویرانی ہوگی — شاہی خزانہ ویرانہ میں ہی ہوتا ہے

غرقِ حق خواہد کہ باشد غرق تر — ہمچوں موجِ بحر جاں زیر و زبر
اللہ میں ڈوبا ہوا چاہتا ہے کہ زیادہ ڈوب جائے — سمندر کی موج کی طرح جان زیر و زبر ہو جائے

زیرِ دریا خوشتر آید یا زبر — تیرِ اُو دلکش تر آید یا سپر
دریا کے نیچے بہتر ہوگا یا دریا کے اوپر — اُس کا تیر زیادہ پسندیدہ ہوگا یا ڈھال

پس زبونِ وسوسہ باشی دلا — گر طرب را باز دانی از بلا
اے دل تو وسوسہ کا مارا ہوا ہوگا — اگر تو نے خوشی اور مصیبت میں فرق کیا

گر مرادت را مذاقِ شکر ست — بے مرادی نے مرادِ دلبر ست
اگر تیری مراد میں شکر کا مزہ ذائقہ ہے — کیا بے مرادی محبوب کی مراد نہیں ہے؟

ہر ستارہ اش خونبہائے صد ہلال — خونِ عالم ریختن اُورا حلال
اُسکا ہر ستارہ سو چاندوں کا خون بہا ہے — عالم کا خون بہانا اُس کے لئے درست ہے

ما بہا و خونبہا را یافتیم — جانبِ جاں باختن بشتافتیم
ہم نے قیمت اور خون بہا پالیا ہے — ہم جان کی بازی ہارنے کی طرف دوڑے ہیں

؎۱ آں دمے۔ قرآن پاک میں ہے۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی پھر اللہ نے آنحضورؐ کو وحی کی جو بھی کی" اس آیت میں اُن اسرار کی طرف اشارہ ہے۔ جو بغیر حضرتِ جبرئیلؑ کی وساطت کے حضورؐ کو بتائے گئے اور چونکہ وہ اسرار طریقہ محمدیہ سے متعلق تھے دوسرے انبیاء سے اُن کا کوئی تعلق نہ تھا لہٰذا وہ اسرار اُن کو نہیں بتائے گئے۔ ؎ ما۔ لفظِ ما عربی میں دو معنیٰ میں مستعمل ہوتا ہے ایک نفی جس کو ما نافیہ کہتے ہیں دوسرے ما موصولہ جو اثبات کے معنیٰ دیتا ہے لیکن جب میں اپنے لئے لفظِ ما بولوں تو نفی کے معنیٰ ہوں گے۔ اسلئے کہ میں اپنی ذات کو فنا کر چکا ہوں اور نفیِ محض ہوں۔ ؎ کسی۔ ہستی۔ ناکسی۔ نیستی، فنا۔ تافتن۔ بٹنا۔ موڑنا۔ سیلانی۔ طغیانی۔ ویرانی۔ بربادی، ورنہ، مولانا اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ تجلّی بے حجاب کے سوال سے باز آ وہ اس عالم میں بربادی کا سبب ہوگی جیسا کہ کوہ طور کے ساتھ ہوا۔ من چہ غم۔ مولانا فرماتے ہیں مجھے ویرانی کا غم نہیں ہے۔ ویرانہ میں خزانہ ملتا ہے۔ ؎ غرق۔ جو شخص مقامِ شہود تک پہونچ گیا وہ تو اور بھی قرب کا متمنی ہوگا اور چاہیگا کہ جسدِ عنصری کا حجاب جلد رفع ہو جائے۔ زیر۔ عشق میں فانی مزید فنا چاہیگا کسی طرح اپنی بقا پسند نہ کریگا۔ گر طرب۔ فانی کو عتاب اور لطف میں یکساں لطف آتا ہے۔ گر مرادت۔ عاشق صادق مراد اور بے مرادی کو منشاءِ باری ہوم سمجھ کر دونوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ ہلال۔ یعنی عاشق خمیدہ کر۔ بہا۔ قیمت۔ خون بہا۔ خون کی قیمت۔ ہر ستارہ۔ یعنی تجلیات باری۔

جملہ شاہاں پستِ پستِ خویش را — **جملہ مستاں مستِ مستِ خویش را**

تمام بادشاہ اپنے آگے جھکنے والے کے سامنے جھکتے ہیں — اپنے عاشق کے تمام عاشق، عاشق ہوتے ہیں

جملہ شاہاں بردۂ بردہ خود اند — **جملہ خلقاں مُردۂ مُردہ خود اند**

تمام بادشاہ اپنے غلام کے غلام ہیں — تمام لوگ اپنے مُردہ کے لئے مُردہ ہیں

می شود صیّاد مُرغاں را شکار — **تا کُند ناگاہ ایشاں را شکار**

شکاری، پرندوں کا شکار بنتا ہے — تا کہ اچانک اُن کا شکار کرے

دلبراں بر بیدلاں فتنہ بجاں — **جملہ معشوقاں شکارِ عاشقاں**

معشوق، عاشقوں پر دل سے عاشق ہوتے ہیں — تمام معشوق، عاشقوں کا شکار ہوتے ہیں

ہر کہ عاشق دیدیش معشوق داں — **کُو بہ نسبت ہست ہم این و ہم آں**

جس کو تو عاشق دیکھے، اُس کو معشوق سمجھ — کیونکہ نسبت کی وجہ سے وہ یہ بھی ہے اور وہ بھی ہے

تشنگاں گر آب جویند از جہاں — **آب ہم جوید بعالم تشنگاں**

اگرچہ دنیا میں پیاسے پانی تلاش کرتے ہیں — پانی بھی دنیا میں پیاسوں کو تلاش کرتا ہے

چونکہ عاشق اُوست تو خاموش باش — **اُو چو گوشت میدہد تو گوش باش**

جبکہ وہ عاشق ہے، تو چپ رہ — جب اُس نے تجھے کان دئیے ہیں (تو ہمہ تن کان بنجا)

اے حیاتِ عاشقاں در مُردگی — **دل نیابی جز کہ در دلبردگی**

اے (طالب!) عاشقوں کی زندگی مرنے میں ہے — دل گم کئے بغیر، تو دل نہ پائے گا

من دلش جستہ بصد ناز و دلال — **اُو بہانہ کردہ با من از ملال**

میں نے سو ناز و انداز سے اُسکی دلجوئی کی — اُس نے ناراضی کی وجہ سے مجھ سے بہانہ کر دیا

منش جستہ با نیاز و بے ملال — **اُو بہانہ کردہ از ناز و دلال**

میں نے عاجزی سے کسی ملال کے بغیر اُسکی جستجو کی — اُس نے ناز و انداز کی وجہ سے ٹال دیا

گفتم آخر غرق تست ایں عقل و جاں — **گفت رَو رَو بر من ایں افسوں مخواں**

میں نے کہا یہ عقل اور جان آخر تجھ میں غرق ہے — بولا۔ جا جا مجھ پر جادو نہ چلا

من ندانم آنچہ اندیشیدۂ — **اے دو دیدہ دوست را چوں دیدۂ**

مجھے معلوم نہیں تو نے کیا سوچ رکھا ہے؟ — اے دوئی والے تو نے دوست کو کیا سمجھ رکھا ہے

اے گرانجاں خوار دیدستی مرا — **زانکہ بس ارزاں خریدستی مرا**

اے پست ہمت! تو نے مجھے بے قدر سمجھا — اس لئے کہ تو نے مجھے سستا خریدا ہے

لہ پست۔ جھکنے والا۔ مست۔ عاشق یعنی جب اطاعت کمال کو پہونچ جاتی ہے تو آقا اُس کی بات پر سرِ تسلیم خم کرنے لگتا ہے اور عاشق اپنے عاشقوں سے عشق کرنے لگتا ہے۔ بردہ۔ غلام، مسخر، تابع۔ مُردہ۔ بے جان۔ جملہ۔ یعنی بادشاہ اپنے فرمانبرداروں کے فرمانبردار بنجاتے ہیں اور جس غلام نے مولیٰ کی مرضی میں اپنے آپ کو فنا کر دیا ہو مولیٰ اُسکے لئے فنا ہوتا ہے۔ میشود۔ شکاری شوق میں خود شکار بنتا ہے پھر کہیں شکار اُسکے ہاتھ لگتا ہے۔

لہ دلبر۔ معشوق۔ فتنہ بجاں۔ کسی پر مرنے والا۔ ہر کہ۔ عاشقِ صادق، معشوق کے دل میں گھر کر لیتا ہے اِس اعتبار سے وہ معشوق بنجاتا ہے۔ آب جویند۔ نہروں اور دریاؤں میں پانی بہکر پیاسوں کی تلاش کرتا ہے چونکہ عاشق اوست۔ جب حضرتِ حق خود مہربان ہو گئے ہیں اور رؤف و رحیم ہیں تو اب تو ہمہ تن گوش بنجا اور آہ و فریاد چھوڑ دے۔ اے۔ عاشق کی زندگی موت میں مضمر ہے جب تک تو دل کو محبت میں فنا نہ کر دیگا تو وہ حقیقی دل نہ ہوگا۔ دل جستن۔ دل جوئی کرنا۔

لہ ناز و دلال۔ ناز و انداز۔ بہانہ کردن۔ ٹال دینا۔

ہر کہ او ارزاں[1] خرد ارزاں دہد — گوہرے طفلے[1] بقرصِ ناں دہد
جو سستا خریدتا ہے، سستا دے ڈالتا ہے — ایک بچہ موتی، ایک روٹی کی ٹکیا میں دیدیتا ہے

غرقِ عشقے شو کہ غرق ست اندریں — عشقہائے اوّلین و آخریں
عشق میں ڈوب جا کہ اس میں غرق ہیں — اگلے پچھلوں کے عشق

مجملش گفتم نکردم من بیاں — ورنہ ہم اَفہام سوزد ہم زباں
میں نے اس کو مجملاً بتایا، میں نے تفصیل نہیں کی — ورنہ عقلیں جل جائیں اور زبان بھی

من چو لب گویم لبِ دریا بود — من چو لا گویم مُراد الّا بُود
میں جب لب کہتا ہوں (مطلب) لبِ دریا ہوتا ہے — میں جب لا کہتا ہوں تو الّا، مراد ہوتا ہے

من ز شیرینی[2] نشستم رُو ترش — من ز بسیاریِ گفتارم خمش
میں مٹھاس سے ترش رُو ہو کر بیٹھ جاتا ہوں — میں اپنی باتوں کی کثرت کی وجہ سے چپ ہو جاتا ہوں

تا کہ شیرینیِ ما از دو جہاں — در حجابِ رُو ترش باشد نہاں
تاکہ ہماری مٹھاس دونوں جہان میں — تُرش رُوئی کے پردہ میں پوشیدہ رہے

تا کہ در ہر گوش ناید ایں سخن — یک ہمی گویم ز صد سرّ لدُن
تاکہ ہر کان میں یہ بات نہ آئے — علمِ لدنّی کے سو رازوں میں سے ایک کہہ رہا ہوں

تفسیرِ قولِ حکیم سنائی رُوح اللّٰہ رُوحہٗ

حکیم سنائی کے قول کی تفسیر، خدا اُنکی روح کو راحت دے

بہر چہ از راہ وا مانی چہ کفر آں حرف و چہ ایماں
جس چیز کی وجہ سے تو راستہ سے بھٹک جائے وہ کلمہ کفر ہوا تو کیا اور ایمان ہوا تو کیا

بہر چہ از دوست دور افتی چہ زشت آں نقش و چہ زیبا
جس سے تم دوست سے دور ہو جاؤ وہ نقش بُرا ہو تو کیا اچھا ہو تو کیا

وَفِی مَعْنٰی قَوْلِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ سَعْدًا[3] لَغَیُوْرٌ وَّاَنَا اَغْیَرُ مِنْہُ
اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے معنی کہ سعدؓ بیشک غیرتمند ہے اور میں اس سے بھی زیادہ غیرتمند ہوں

وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّیْ وَمِنْ غَیْرَتِہٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنْہَا وَمَا بَطَنَ
اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرتمند ہے اور اللہ نے اپنی غیرت کی وجہ سے تمام کھلی اور ڈھکی بدکاریوں کو حرام قرار دیا ہے

جملہ عالم زاں غیور آمد کہ حق — بُرد در غیرت بریں عالم سبق
تمام دنیا اس لئے غیرتمند بنی کہ اللہ تعالےٰ — غیرت میں اس دنیا پر سبقت لے گیا ہے

[1] ارزاں۔ چونکہ اس کے دریائے کرم سے دوست اور دشمن سیراب ہو رہے ہیں۔ طفلے۔ بچے کو جب مُفت موتی ملجاتا ہے وہ ایک روٹی کے ٹکڑے میں فروخت کرڈالتا ہے۔ غرقِ عشقے۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ ہے۔

[2] شیرینی۔ یعنی اسرارِ معرفت کی مٹھاس۔ رُو ترش یعنی خاموش، یعنی اسرارِ معرفت سے واقفیت کے باوجود اپنے آپ کو لاعلم ظاہر کرتا ہوں کیونکہ ہر آدمی کے سامنے وہ مضامین بیان نہیں کئے جاسکتے ہیں۔ حکیم سنائی۔ غزنیں کے رہنے والے تھے ابتداءً شاعری کی پھر فقر اور تجرید اختیار کرلی آپکا شمار مشہور اولیاء اللہ میں ہے ۵۴۶ھ میں وفات پائی۔ تصوف میں آپکی "حدیقۃ الحقیقۃ" کتاب بہت مشہور ہے۔ مولانا روم نے اپنی مثنوی میں کئی جگہ اس کتاب سے اقتباس کیا ہے۔ حکیم سنائی کے مقولہ کا خلاصہ یہ ہے کہ طاعت بھی جنابِ قدس سے دوری کا سبب بنے تو وہ معصیت ہی ہے مثلاً کوئی فرضِ عین جہاد چھوڑکر نفلی حج کیلئے جائے۔

[3] سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں حدِ قذف کے سلسلہ میں انہوں نے عرض کیا تھا کہ اگر بیوی کو زنا کرتے ہوئے دیکھوں گا تو فوراً قتل کردونگا چار گواہ لانے

[4] مخلوق کی غیرت، غیرتِ حق کا پرتو ہے۔

اُو چو جان و جہاں چوں کالبد[1] — کالبد از جان پذیرد نیک و بد
وہ جان کی طرح ہے اور دنیا جسم کی طرح — جسم، جان سے نیکی اور بدی قبول کرتا ہے

ہر کہ محرابِ نمازش گشت عین — سوئے ایماں رفتنش می داں تو شین
جس کی نماز کی محراب ذات ہو — اُس کا ایمان کی طرف جانا تو عیب سمجھ

ہر کہ شد مر شاہ را اُو جامہ دار — ہست خسراں بہر شاہش اتجار
جو بادشاہ کا مہتمم توشہ خانہ ہو — اُس کا بادشاہ کے لئے تجارت کرنا ٹوٹے کی بات ہے

ہر کہ با سلطاں شود اُو ہمنشیں — بر درش شستن بود حیف و غبیں
جو بادشاہ کا ہمنشیں ہو — اُس کا دروازہ پر بیٹھنا قابلِ افسوس اور نقصان کی بات ہے

دست بوسش[2] چوں رسید از بادشاہ — گر گزیند بوسِ پا باشد گناہ
جب اُسکو بادشاہ کی دست بوسی حاصل ہو گئی — اگر پابوسی اختیار کرے تو گناہ ہوگا

چوں بیابی دست گردِ پا مگرد — ہست سر بازی نشانِ مردِ مرد
جب تو ہاتھ پالے، پیر کے چکر نہ کاٹ — سر دینا بڑے بہادر کی علامت ہے

گرچہ سر بر پا نہادن خدمت ست — پیشِ آں خدمت خطا و زلت ست
اگرچہ پیروں پر سر رکھدینا خدمت ہے — (لیکن) اُس خدمت کے مقابلہ میں غلطی اور لغزش ہے

شاہ را غیرت بود بر ہر کہ اُو — بُو گزیند بعد ازاں کہ دید رُو
بادشاہ کو اُس پر غیرت آئے گی جو — خوشبو اختیار کرے جبکہ چہرہ دیکھ لیا ہے

غیرتِ حق بر مثلِ گندم بود — کاہِ خرمن غیرتِ مردم بود
اللہ کی غیرت، گیہوں جیسی ہے — انسانوں کی غیرت بھوسے کی طرح ہے

اصلِ غیرتہا بدانید از الٰہ — آں خلقاں فرعِ حق بے اشتباہ
غیرتوں کی جڑ خدا سے سمجھو — بلاشبہ مخلوق کی غیرت خدا کی غیرت کی شاخ ہے

شرحِ ایں[3] بگذارم و گیرم گلہ — از جفائے آں نگارے دہ دلہ
اس کی شرح چھوڑتا ہوں، شکوہ شروع کرتا ہوں — اُس دس دل والے محبوب کی جفا کا

نالم ایرا نالہا خوش آیدش — از دو عالم نالہ و غم بایدش
اسلئے روتا ہوں کہ اُسکو رونا اچھا لگتا ہے — دونوں جہاں کی جانب سے اُسکو رونا پسند آتا ہے

چوں ننالم تلخ از دستانِ اُو — چوں نیم در حلقۂ مستانِ اُو
اُسکے ناز و انداز کی وجہ سے کڑوے آنسو کیوں نہ بہاؤں — اُس کے عاشقوں کے حلقے میں کیوں داخل ہوں؟

[1] اُو۔ جسم حرکات و سکنات میں روح کے تابع ہے، اسی طرح کائنات کے احوال مشیتِ باری کے تابع ہیں۔ محرابِ نماز۔ مرکزِ توجہ۔ عین۔ یعنی ذاتِ باری۔ ایمان۔ یعنی مشاہدہ سے تنزل اختیار کرکے دلائل سے یقین حاصل کرنا غیرتِ ربّ کا سبب ہے۔ شین۔ عیب۔ جامہ دار۔ بخشی، مہتمم توشہ خانہ ہو کر کپڑے کا تاجر بنے۔ شستن۔ نشستن، بیٹھنا کا مخفف ہے۔ حیف۔ ظلم، افسوس۔ غبین۔ زیاں کار، یہ غیرت کی تیسری مثال ہے۔

[2] دست بوسش۔ یعنی اعلیٰ مرتبہ چھوڑ کر ادنیٰ اختیار کرنا بھی غیرت کا سبب ہے۔ پیشِ آں۔ یعنی دست بوسی کے مقابلہ میں یہ خدمت کا ادنیٰ درجہ ہے شاہ را غیرت۔ یہ بھی غیرت کی بات ہے کہ دیدار کا موقع ہو تو اُس کو چھوڑ کر خوشبو سونگھنے پر اکتفا کرلے۔ غیرتِ حق۔ یعنی اصل غیرتِ حق ہے اور انسانوں کی غیرت بھوسے کی طرح بے قدر ہے۔

[3] شرحِ ایں۔ یعنی غیرتِ حق کی تفصیل۔ گلہ۔ شکوہ۔ نگار۔ معشوق۔ دہ دلہ۔ چونکہ حضرتِ حق کی شئون مختلف ہیں لہٰذا اسکو دہ دلہ کہا ہے۔ ایرا۔ زیرا، حدیث شریف میں آیا ہے اللہ کو دو قطرے بہت محبوب ہیں ایک وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے آنکھ سے بہ پڑے ایک وہ خون کا قطرہ جو جہاد میں ٹپک جائے۔ تلخ نالیدن۔ نہایت درد سے رونا۔ دستاں۔ مکر و فریب، ناز و انداز۔ مستاں۔ عشاق۔

چوں نباشم ہمچو شب[1] بے روزِ اُو | بے وصالِ روئے روز افروزِ اُو
اُس کے دن کے بغیر میں رات کی طرح کیوں نہ ہو جاؤں | اُس کے، دن کو روشن کرنیوالے چہرے کے وصال کے بغیر

ناخوشِ اُو خوش بُود در جانِ من | جاں فدائے یارِ دل رنجانِ من
اسکی جانب سے ناگوار، میری جان کو گوارا ہے | دل دُکھانے والے یار پر میری جان قربان ہے

عاشقم بر رنجِ خویش و دردِ خویش | بہرِ خوشنودیِ شاہِ فردِ خویش
میں اپنے رنج اور اپنے درد کا عاشق ہوں | اپنے بے مثال شاہ کی خوشنودی کے لئے

خاکِ غم را سُرمہ سازم بہرِ چشم | تاز گوہر پُر شود دو بحرِ چشم
میں غم کی خاک کا آنکھوں کے لئے سُرمہ بناتا ہوں | تاکہ آنکھوں کے دونوں سمندر موتیوں سے بھر جائیں

اشک کاں از بہرِ اُو بارند خلق | گوہرست و اشک پندارند خلق
لوگ جو آنسو اس کے لئے بہاتے ہیں | موتی ہیں، لوگ اُنکو آنسو سمجھتے ہیں

من ز جانِ جاں شکایت میکنم | من نیم شاکی روایت[2] میکنم
میں جانِ جاناں کی شکایت کرتا ہوں | میں شاکی نہیں ہوں، بیان کر رہا ہوں

دل ہمی گوید از و رنجیدہ اَم | وز نفاقِ سُست میخندیدہ اَم
دل کہتا ہے میں اُس سے رنجیدہ ہوں | کمزور نفاق سے، میں ہنستا ہوں

راستی کُن[3] اے تو فخرِ راستاں | اے تو صدر و من درت را آستاں
اے وہ ذات کہ تو سچوں کا فخر ہے! سیدھا چل | اے وہ کہ تو صدر ہے اور میں تیرے در کی دہلیز ہوں

آستان و صدر در معنیٰ کجاست | ما و من کو آں طرف کو یارِ ماست
حقیقتاً آستاں اور صدر کہاں ہے؟ | جہاں ہمارا یار ہے وہاں "ما و من" کہاں ہے؟

اے رہیدہ جانِ تو از ما و من | اے لطیفۂ روح اندر مرد و زن
اے وہ کہ تیری ذات "ما و من" سے آزاد ہے | اے! مرد اور عورت میں لطیفۂ روح

مرد و زن چوں یک شود آں یک توئی | چونکہ یکہا محو شد آں نک توئی
مرد و زن جب ایک ہو جائیں وہ ایک تو ہی ہے | جب سب مٹ جائیں اب تو ہی ہے

ایں من و ما بہرِ آں بر ساختی | تا تو با خود نردِ خدمت باختی
اِس "من و ما" کو تو نے اِس لئے بنایا ہے | تاکہ تو خدمت کی بازی کھیلے

تا تو ما و تو زیک جوہر شوی | عاقبت محض چناں دلبر شوی
جب تو "ما و تو" ایک جوہر بنجائے گا | بالآخر اسی طرح خالص دلبر ہو جائے گا

[1] شب۔ رات۔ یعنی سیاہ بختی۔ روز۔ یعنی دن کی طرح روشن ہے۔ ناخوش۔ معشوق، عاشق کے درد سے اس لئے خوش ہے کہ وہ درد تقاضائے عشق ہے۔ لہٰذا اُسکی خوشی کی خاطر ہم اپنے درد اور رنج سے خوش ہیں۔ اشک یعنی جو آنسو محبوب کی یاد میں بہے وہ موتی ہے۔
[2] روایت۔ یعنی میں اپنے درد کا جو بیان کرتا ہوں وہ بصورتِ شکایت ضرور ہے لیکن دراصل وہ شکایت نہیں بلکہ ایک واقعہ کو نقل کرتا ہے۔ دل۔ یعنی دل، محبوب سے رنجیدہ ہونیکا اظہار کرتا ہے میں اُس کے اِس نفاق پر ہنستا ہوں اسلئے کہ وہ دل دراصل خوشی محسوس کر رہا ہے۔
[3] راستی کُن۔ یعنی مجھے ناز و کرشمہ نہ دکھا تو صدرِ مجلس ہے میں آستاں جیسا پامال ہوں لہٰذا مجھ پر ظلم کرنا تیری شایانِ شان نہیں ہے۔ آستاں۔ چونکہ پہلے شعر میں محبوب کو صدر اور اپنے آپ کو آستاں کہا تو اس سے دوئی کی بُو آئی جو فنا کے خلاف ہے لہٰذا اب اِسکا تدارک کیا ہے۔ اے۔ ذاتِ حق واحد ہے یہ ممکنات اسکے عارضی تعینات ہیں وہی ذاتِ واحد لطیفۂ روح ہے جو مرد و زن کے عارضی جسم کو قائم کئے ہوئے ہے۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے، اب یہ ہے خدمت۔ دنیاوی کاروبار۔ من و ما یعنی جملہ مخلوقات۔

تا من و تو با ہمہ یک جاں شوند — عاقبت[1] مستغرقِ جاناں شوند
جب "من و تو" سب ایک جان ہو جائینگے — انجام کار جاناں میں فنا ہو جائینگے

ایں ہمہ ہست و بیا اے امرِ کُن — اے منزّہ از بیان و از سخن
یہ سب کچھ ہے، اور آجا اے حاکم — اے وہ (ذات) جو بیان اور کلام سے پاک ہے

چشمِ[2] جسمانی تواند دیدنت — در خیال آرد غم و خندیدنت
جسمانی آنکھ تجھے نہیں دیکھ سکتی ہے — تجھے خیال میں لا سکتا ہے غم اور ہنسنا؟

دل کہ او بستہ غم و خندیدن ست — تو بگو کے لائق آں دیدن ست
وہ دل جو غم اور ہنسی سے وابستہ ہے — تو بتا وہ دیدار کے قابل ہے؟

آنکہ او بستہ غم و خندہ بود — او بدیں دو عاریت زندہ بود
جو غم اور ہنسی سے مقیّد ہو — وہ اِن دونوں عارضی چیزوں سے زندہ رہتا ہے

باغِ سبزِ عشق کو بے منتہا ست — جز غم و شادی دروبس میوہا ست
عشق کا سبز باغ جو دائمی ہے — اُسمیں غم اور خوشی کے علاوہ بہت سے میوے ہیں

عاشقی زیں ہر دو[3] حالت برتر ست — بے بہار و بے خزاں سبز و تر ست
عاشقی اِن دونوں حالتوں سے بلند و بالا ہے — (وہ) بے بہار اور بے خزاں سبز اور تر ہے

دہ زکوٰۃِ روئے خود اے خوبرو — شرحِ جانِ شرحہ شرحہ باز گو
اے (محبوب) خوبرو اپنے مکھڑے کی زکوٰۃ عطا کر — پارہ پارہ جان کی شرح پھر کر دے

کز کرشمہ غمزۂ غمّازۂ — بر دلم بنہاد داغِ تازۂ
چغلخور ناز کے انداز سے — اُس نے میرے دل پر تازہ داغ لگا دیا ہے

من حلالش کردم از خونم بریخت — من ہمی گفتم حلال او میگریخت
میں نے اُس کے لئے حلال کر دیا اگر وہ میرا خون بہائے — میں حلال حلال کہتا رہا وہ گریز کرتا رہا

چوں گریزانی ز نالۂ خاکیاں — غم چہ ریزی بر دلِ غمناکیاں
خاکساروں کے نالے سے تو کیوں گریزاں ہے؟ — غمگینوں کے دل پر کیوں غم پاشی کرتا ہے؟

ایکہ ہر صبحیکہ از مشرق بتافت — ہمچو چشمۂ مشرقت در جوش یافت
اے محبوب! ہر صبح جو مشرق سے نمودار ہوئی — اُس نے مشرق کے سورج کی طرح تجھے تاباں پایا

چہ بہانہ میدہی شیدات را — اے بہانہ شکرِ لبہات را
اپنے عاشق سے تو کیوں بہانے کرتا ہے — اے وہ (محبوب) جسکے ہونٹوں کی شکر کی کوئی قیمت نہیں ہے

[1] عاقبت - یعنی یہ ممکنات کے عارضی تعینات ختم ہو جائیں گے تو وہی ذاتِ واحد قیوم باقی رہجائیگی۔ اَمرِ کُن - امر کنندہ، حاکم۔ یعنی بیشک ذاتِ واجبُ الوجود ممکنات کے حجاب میں محجوب ہے لیکن میری تمنا یہی ہے کہ بیان و سخن سے گذر کر اُس کی ذات کا مشاہدہ کر لوں۔

[2] چشمِ جسمانی - اب مضمونِ سابق سے گریز کرتے ہیں کہ یہ تمنا غلط ہے یہ ہماری جسمانی آنکھ کب مشاہدہ کر سکتی ہے اور جب تک ہم غم و شادی کے پابند ہیں ہم پر مادی عوارض طاری ہیں کیسے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ دل - یعنی وہ دل جو طبعی کیفیتوں کا مقیّد ہے وہ دیدار ہی نہیں کر سکتا ہے۔ عاریت - مانگی ہوئی چیز جو چندروز اپنے پاس رہتی ہے، یعنی غم و خندہ۔ بے منتہا - لافانی، یعنی جب انسان میں لافانی صفات پیدا ہو جائیں گی تب وہ دیدارِ الٰہی کے قابل ہوگا۔

[3] دو حالت یعنی خزاں اور بہار، باغِ عشق کی تر و تازگی لافانی ہے۔ شرحِ جان - یعنی یہ بتا کہ ہماری روح کو کب دیدار میسّر آئیگا۔ شرحہ شرحہ - ٹکڑے ٹکڑے۔ غمزہ - آنکھ کا اشارہ۔ غمّاز - چغلخور - غمزہ کو غمّاز ہم

[4] اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دل کی بات ظاہر کر دیتا ہے۔ داغِ تازہ - یعنی نئی تجلّی۔ حلال - یعنی میں یہی کہتا رہا کہ میرا خون بہانا حلال ہے مگر وہ خونریزی پر آمادہ نہ ہوا بلکہ گریز کر گیا۔ چشمۂ مشرق - آفتاب۔ بہانہ - قیمت نہیں ہے۔

اے جہانِ کہنہ را تو جانِ نو
اے محبوب پُرانی دنیا کی تو تازہ جان ہے

از تنِ بیجان و دل افغان شنو
بے جان اور بے دل جسم کی فریاد سُن لے

شرحِ گل بگذار از بہرِ خدا
(اے دل) خدا کے لئے پھول کی تشریح چھوڑ

شرحِ بلبل گو کہ شد از گل جدا
اُس بلبل کی تفصیل بتا جو پھول سے جدا ہو گئی ہے

از غم و شادی نباشد جوشِ ما
غم اور خوشی سے ہمارا جوش (وابستہ) نہیں ہے

با خیال و وہم نبود ہوشِ ما
ہمارا ہوش خیال اور وہم سے (وابستہ) نہیں ہے

حالتے دیگر بود کاں نادرست
ایک دوسری ہی حالت ہے جو کمیاب ہے

تو مشو منکر کہ حق بس قادرست
تو منکر نہ بن اللہ بہت قدرت والا ہے

تو قیاس از حالتِ انساں مکن
تو انسان کی حالت پر قیاس نہ کر

منزل اندر جور و در احساں مکن
ظلم و احسان میں ٹھکانہ نہ کر

جور و احساں رنج و شادی حادث است
ظلم اور احسان، رنج اور خوشی سب نوپید ہیں

حادثاں میرند و حق شاں وارث است
نوپید چیزیں فنا ہو جاتی ہیں اور اللہ انکا وارث ہے

صبح شد اے صبح را پشت و پناہ
اے صبح کے پشت و پناہ! صبح ہو گئی

عذرِ مخدومی حسام الدین بخواہ
میرے مخدوم حسام الدین سے معذرت کر

عذر خواہِ عقلِ کل و جاں توئی
عقلِ کل اور جان سے معذرت چاہنے والا تو ہی ہے

جانِ جان و تابشِ مرجاں توئی
جان کی جان اور مونگے کی چمک تو ہی ہے

تافت نورِ صبح ما از نورِ تو
ہماری صبح کا نور تیرے نور سے چمک اُٹھا

در صبوحی با مئے منصورِ تو
صبح کی شراب نوشی کے وقت، تیری منصور شراب کے ذریعہ

دادۂ حق چوں چنیں دارد مرا
اللہ کی عطا جب مجھے ایسا بنائے رکھتی ہے

بادہ کہ بود تا طرب آرد مرا
شراب کیا ہوتی ہے جو مجھے مست کرے؟

بادہ در جوشش گدائے جوشِ ماست
شراب، جوش میں ہمارے جوش کی بھکاری ہے

چرخ در گردش فدائے ہوشِ ماست
آسمان، گردش میں ہمارے ہوش پر قربان ہے

بادہ از ما مست شد نے ما ازو
شراب ہم سے مست ہوئی ہے، نہ کہ ہم اُس سے

قالب از ما ہست شد نے ما ازو
جسم ہماری وجہ سے پیدا ہوا ہے نہ کہ ہم اسکی وجہ سے

ما چو زنبوریم و قالب ہا چو موم
ہم شہد کی مکھی کی طرح ہیں اور جسم موم کی طرح

خانہ خانہ کردہ قالب را چو موم
اُس نے جسم کو موم کی طرح خانہ خانہ بنا رکھا ہے

لہ کردہ - یعنی اپنے تصرّف میں لایا۔

لہ جہانِ کہنہ - دنیا میں ہر دم تغیرات ہیں اسلئے اُسکو کہنہ کہا ہے - جانِ نو - حضرتِ حق، قیوم ہے لہذا وہ عالم کیلئے بمنزلہ جان ہے اور ہر روز اُس کی ایک شان کا ظہور ہوتا ہے - شرحِ گل - یعنی محبوب کے دیدار کی باتیں ختم کر کے اب عاشق کی مہجوری کا حال سُنا۔
لہ حالتِ انسان - یعنی عشقِ مجازی کی لذت اور تکلیف محبوب کے قہر اور مہر پر موقوف ہے۔ عشقِ حقیقی کو عشقِ مجازی پر قیاس نہ کرنا چاہئے۔ اِس لئے کہ اُس کی کیفیات عوارض سے وابستہ ہیں جو فانی ہیں اور عشقِ حقیقی کا تعلق ذاتِ باری سے ہے جو حی و قیوم ہے - صبح شد - یعنی تجلیات کی محویت میں سحر ہو گئی اور مثنوی لکھنے میں تاخیر ہوئی لہذا اے عشق تجھے حسام الدین سے عذر خواہی کرنی چاہئے۔ جنکی فرمائش اور اصرار پر مثنوی لکھنی شروع کی گئی ہے - حسام الدین مولانا کے خاص مرید ہیں جن کا ذکر مولانا بڑی تعظیم سے کرتے ہیں - توئی - یعنی عشق، عقل، جان، مرجان - یعنی مونگا - مراد مولانا حسام الدین - نورِ تو - نورِ عشق - صبوحی - صبح کی شراب۔
لہ منصور - یعنی خدائی مدد سے بہرہ یاب - دادۂ حق یعنی عشقِ الٰہی - بادہ - انگوری شراب یعنی انگوری شراب کا جوشش

شہ کہ مقابلہ میں ہیچ ہے۔ نیز ہمارے وجد اور حال کی گردش آسمان کی گردش سے بڑھی ہوئی ہے۔ ما چو زنبوریم - اِس شعر میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ ما سے مراد انسان اور قالبہا سے دیگر مخلوقات مراد ہوں۔ ف

بس درازست ایں حدیث اے خواجہ گو — تا چہ شد احوال آں مردِ نکو[1]

یہ قصہ دراز ہے اے صاحب! بتائیے — اُس نیک مرد کے کیا احوال ہوئے؟

رجوع بحکایتِ خواجۂ تاجر

خواجہ سوداگر کی حکایت کی طرف رجوع

خواجہ اندر آتش و درد و حنیں — صد پراگندہ ہمی گفت ایں چنیں

خواجہ، آگ اور درد اور رونے کی حالت میں — اِسی طرح کی سینکڑوں بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا

گہ تناقض گاہ ناز و گہ نیاز — گاہ سودائے حقیقت گہ مجاز

کبھی متضاد باتیں، کبھی ناز اور کبھی نیاز — کبھی حقیقی پاگل پن اور کبھی بناوٹی

مردِ غرقہ گشتہ جانے میکند — دست را در ہر گیاہے میزند

ڈوبنے والا، جان توڑتا ہے — ہر تنکے پر ہاتھ مارتا ہے

تا کدامیں دست گیرد در خطر — دست و پائے میزند از بیم سر

تا کہ خطرے میں اُس کی کوئی دستگیری کرے — سر کے ڈر سے ہاتھ پیر مارتا ہے

دوست دارد دوست ایں آشفتگی — کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

اس پریشان حالی کو دوست پسند کرتا ہے — سونے سے، لاحاصل کوشش بہتر ہے

آنکہ او شاہ ست او بیکار نیست — نالہ از وے طرفہ کو بیمار نیست[2]

جو شاہ ہے وہ (بھی) بیکار نہیں ہے — جو بیمار نہیں ہے اُس کی آہ وزاری عجیب تاہے

بہر ایں فرمود رحمٰن اے پسر — کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ اے پسر

اے بیٹا! رحمٰن نے اس لئے فرمایا ہے — اے بیٹا! وہ ہر روز کسی کام میں ہے

اندریں رہ می تراش و می خراش[3] — تا دمِ آخر دمے فارغ مباش

اس راستہ میں کانٹ چھانٹ کرتے رہو — آخری سانس تک کسی وقت خالی نہ رہو

تا دمِ آخر دمے آخر بود — کہ عنایت با تو صاحب سِر بود

مرتے دم تک کوئی وقت مزدور ہو گا — کہ عنایتِ (خداوندی) تیری ہمراز ہوگی

ہر کہ میکوشد گر مرد و زن ست — گوش و چشمِ شاہِ جاں بر روزن ست

جو بھی کوشش کرتا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت — جان کے مالک کے کان اور آنکھیں جھروکے پر لگی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے عمو — قصۂ طوطی و خواجہ باز گو

اے چچا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — طوطی اور خواجہ کا قصہ سنا

[1] مردِ نکو۔ یعنی سوداگر۔ حنین۔ رونے کی آواز۔ گیاہ۔ مشہور ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ بیم سر۔ موت کا ڈر۔ دوست۔ یعنی اللہ تعالےٰ کو کوشش اور سعی پسند ہے اگرچہ نتیجہ اُس نے اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا ہے۔ شاہ ست۔ یعنی اللہ تعالیٰ باوجود تمام بے نیازیوں اور صمدیت کے مصروف کار ہے۔

[2] نالہ۔ بدون بیماری کے آہ وزاری جس طرح باعثِ تعجب ہے اسی طرح حضرتِ حق کی بے نیازی کے باوجود مشغولیت باعثِ تعجب ہے۔ رحمٰن۔ اللہ کا اسم ہے نیز سورۂ رحمٰن بھی مراد ہو سکتی ہے چونکہ یہ آیت اسی سورہ کی ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ یعنی صفاتِ ذات جن کا وہ اظہار کرتا رہتا ہے کسی کو مارتا ہے کسی کو رزق دیتا ہے کسی کو حیات بخشتا ہے۔

[3] تراش و خراش۔ تراشیدن۔ بمعنی کاٹنا۔ اور خراشیدن بمعنی چھیلنا سے امر کے صیغے ہیں یہاں کوشش اور سعی مراد ہے۔ آخر۔ دو جگہ ہے پہلے کے معنی پچھلا اور دوسرے کے معنی یقیناً ہیں۔ ہر کہ۔ قرآن میں ہے "لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی" میں تم میں سے کسی کام کرنیوالے کے کام ضائع نہ کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ گوش۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر شخص کے کام کا سننے اور دیکھنے والا ہے۔

بیروں انداختن خواجہ طوطئ مُردہ را از قفس و پریدن آں

خواجہ کا مُردہ طوطی کو پنجرے سے باہر پھینکنا اور اُس کا اُڑ جانا

بعد از انش از قفس بیروں فگند — **طوطیک پرید تا شاخ بلند**
اُس کے بعد اُس کو پنجرے سے باہر پھینکا — طوطی بلند شاخ پر اُڑ گئی

طوطئ مُردہ چناں پرواز کرد — **کافتاب از شرق ترکی تاز[1] کرد**
مُردہ طوطی نے اس طرح اُڑان بھری — جیسے سورج مشرق سے دوڑ دھوپ کرتا ہے

خواجہ حیراں گشت اندر کار مرغ — **بے خبر ناگہ بدید اسرار مرغ**
پرندے کے کام سے خواجہ حیران ہوگیا — اچانک، بے خبر اس نے پرندے کے راز دیکھے

روئے بالا کرد و گفت اے عندلیب — **از بیان حال خودماں دہ نصیب**
اوپر منہ اٹھایا اور بولا اے بُلبل! — اپنے حال کے بیان سے ہمیں حصہ دے

اُو چہ کرد آنجا کہ تو آموختی — **چشم ما از مکر خود بر دوختی**
اُس نے وہاں کیا کیا جو تو نے سیکھ لیا — اپنی تدبیر سے تو نے ہماری آنکھیں بند کردیں

ساختی مکرے و ما را سوختی — **سوختی ما را و خود افروختی**
تو نے مکر کیا اور ہمیں جلا ڈالا — ہمیں جلا دیا اور خود کو روشن کرلیا

گفت طوطی کو بفعلم پند داد — **کہ رہا کن نطق و آواز و گشاد**
طوطی نے کہا کہ اُس نے عمل سے مجھے نصیحت کی — کہ بول چال اور خوشی کو ترک کردے

زانکہ آوازت[2] ترا در بند کرد — **خویش اُو مُردہ پئے ایں پند کرد**
کیونکہ تیری آواز نے تجھے قید کرایا — اُس نے اس نصیحت کیلئے اپنے آپکو مُردہ بنالیا

یعنی اے مطرب شدہ با عام و خاص — **مُردہ شو[3] چوں من کہ تا یابی خلاص**
یعنی اے خاص و عام کو مست کرنیوالے — میری طرح مُردہ بنجا تاکہ نجات پائے

دانہ باشی مرغگانت بر چنند — **غنچہ باشی کودکانت بر کنند**
دانہ بنے گا تو پرندے تجھے چُگ لیں گے — کلی بنے گا تو بچے تجھے نوچ لیں گے

دانہ پنہاں کن بکلی دام شو — **غنچہ پنہاں کن گیاہ بام شو**
دانے کو چھپا، بالکل جال بنجا — کلی کو چھپا لے محل کا سبزہ بنجا

ہر کہ داد اُو حسن خود را در مزاد — **صد قضائے بد سوئے اُو رو نہاد**
جس نے اپنے حسن کو بڑھایا — سینکڑوں آفتوں نے اُس کا رخ کیا

[1] ترکی تاز۔ ترکتاز یعنی ترکوں کی طرح دوڑ دھوپ کرنا۔ عندلیب۔ بُلبل۔ نصیب۔ حصّہ۔ بفعل پند دادن۔ عملی طور پر نصیحت کرنا۔ رہا کردن۔ چھوڑنا۔ گشاد۔ انبساط، خوشی۔

[2] آوازت۔ طوطی کی خوش الحانی گرفتاری کا سبب بنتی ہے۔ ایک بار پہلے گذرا ہے کہ تاجر کی طوطی نے جنگل کی طوطی سے اپنی نجات کی راہنمائی چاہی تھی تو جنگل کی طوطی نے مرکر اس کو تعلیم دی کہ خاموشی نجات کا سبب ہے۔

[3] یعنی۔ مرکر اس نے یہ سمجھایا تھا کہ مرکر تیری خوش بیانی ختم ہوگی تو تجھے نجات ملیگی۔ دانہ باشی۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی انسان کی نمود اسکی تباہی ہے۔ مزاد۔ زیادتی۔ قضا۔ آفت۔ رُو نہادن۔ متوجہ ہونا۔

چشمہا و خشمہا و رشکہا — بر سرش بارد چو آب از مشکہا
آنکھیں اور غصے اور رشک — اس پر اس طرح برس پڑینگے جیسے مشک سے پانی

دشمناں اُورا ز غیرت میدرند — دوستاں ہم روزگارش میبرند
دشمن، حسد سے اُسے پھاڑ ڈالیں گے — دوست بھی اُس کا وقت ضائع کریں گے

آنکہ غافل بُود از کشتِ بہار — اُو چہ داند قیمتِ ایں روزگار
جو موسمِ بہار کی کھیتی سے غافل ہو — وہ اُس وقت کی قیمت کیا جانے

در پناہِ لطفِ حق باید گریخت — کو ہزاراں لطف بر ارواح ریخت
اللہ کی مہربانی کی پناہ میں آنا چاہیے — جس نے روحوں پر ہزاروں مہربانیاں برسائی ہیں

تا پناہے یابی آنگہ چہ پناہ — آب و آتش مر ترا گردد سپاہ
اُس وقت تک کہ تو پناہ حاصل کرلے اور پناہ بھی کیسی — کہ پانی اور آگ تیرے سپاہی بنجاتے ہیں

نوح و موسیٰ را نہ دریا یار شد — نے بر اعداشاں بکیں قہار شد
کیا نوح اور موسیٰ (علیہما السلام) پر دریا مہربان نہیں ہوا؟ — کیا انکے دشمنوں پر اُس نے قہر نہیں ڈھایا؟

آتش ابراہیم را نے قلعہ بُود — تا برآورد از دلِ نمرود دُود
کیا آگ ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے قلعہ نہیں بنی؟ — یہاں تک کہ نمرود کے دل سے دھواں اُٹھادیا

کوہ یحییٰ را نہ سوئے خویش خواند — قاصدانش را بزخمِ سنگ راند
کیا پہاڑ نے یحییٰ علیہ السلام کو اپنی طرف نہیں بلایا؟ — اور اُن کا قصد کرنیوالوں کو پتھر مار کر بھگایا؟

گفت اے یحییٰ بیا در من گریز — تا پناہت باشم از شمشیرِ تیز
اُس نے کہا اے یحییٰ! آ مجھ میں بھاگ آ — تاکہ تیز تلوار سے تیری پناہ بنوں

وداع کردنِ طوطی خواجہ را و پند دادن و پریدن
طوطی کا خواجہ کو رخصت کرنا اور نصیحت کرنا اور اڑ جانا

یک دو پندش داد طوطی بے نفاق — بعد ازاں گفتش سلام الفراق
طوطی نے اُس کو مخلصانہ دو ایک نصیحتیں کیں — اُس کے بعد اُس نے کہا، سلام ہے، الفراق

اَلوداع اے خواجہ کردی مرحمت — کردی آزادم ز قید و مظلمت
اَلوداع اے خواجہ! تو نے کرم کیا — مجھے قید اور تاریکی سے آزاد کردیا

اَلوداع اے خواجہ رفتم تا وطن — ہم شوی آزاد روزے ہمچو من
اے خواجہ الوداع، میں وطن کو جاتی ہوں — تو بھی میری طرح کسی دن آزاد ہوجائے

۱؎ روزگارش می برند۔ اوقات ضائع کرینگے۔ کشت۔ کھیتی۔ بہار۔ موسم بہار۔ اُو چہ داند دنیا آخرت کی کھیتی ہے اگر یہاں بیج نہ بوؤ گے تو آخرت میں نہ کاٹ سکو گے۔ در پناہِ حق۔ انسانوں سے خلوت اختیار کرکے اللہ سے دوستی جوڑنی چاہیئے۔ ۲؎ چہ پناہ۔ خدا کی پناہ۔ وہ پناہ ہے جس کے ذریعہ کائنات خادم بنجاتی ہے

شعر

تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکمِ تو ہیچ

نوح و موسیٰ۔ طوفان آیا جو حضرتِ نوحؑ کی نجات اور دشمنوں کی تباہی کا سبب بنا۔ دریائے نیل نے فرعون کو ڈبودیا حضرت موسیٰؑ کو نجات دلائی۔ قلعہ۔ یعنی پناہ گاہ۔ دود از دل برآوردن۔ حسرت زدہ بنانا، محروم کرنا۔ ۳؎ نمرود۔ وہی ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرتِ ابراہیمؑ کو آگ میں ڈلوایا تھا۔ یحییٰ۔ مشہور ہے کہ حضرتِ یحییٰؑ کو قوم نے جب قتل کرنیکا ارادہ کیا تو ایک پہاڑ نے اُن کو اپنے اندر پناہ دی اور جب قوم انکے تعاقب میں پہونچی تو اسی پہاڑ کے پتھروں نے اُس قوم کو ہلاک کردیا وداع کردن۔ رخصت کرنا۔ الوداع الفراق۔ یہ دونوں کلمے جدائی کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ ظلمت۔ اندھیرا۔ آزاد۔ یعنی دنیوی علائق سے چھوٹ جا۔

خواجہ گفتش فی امان اللہ برو[۱]
خواجہ نے اُس سے کہا فی امان اللہ جا
مر مرا اکنوں نمودی راہِ نو
تو نے مجھے اب نئی راہ دکھا دی

سوئے ہندوستانِ اصلی رو نہاد
اصلی وطن ہندوستان کی طرف اُس نے رخ کیا
بعدِ شدّت از فرح دل گشت شاد
سختی کے بعد خوشی سے اُس کا دل خوش ہو گیا

خواجہ با خود گفت ایں پندِ منست
خواجہ نے اپنے آپ سے کہا یہ میرے لئے نصیحت ہے
راہِ اُو گیرم کہ ایں رہ روشن ست
اُس کا راستہ اختیار کروں گا، یہ راستہ واضح ہے

جانِ من کمتر ز طوطی کے بُوَد
میری جان طوطی سے کیا کم ہے
جاں چنیں باید کہ نیکو پے بُوَد
ایسی جان چاہئے جو نیک قدم ہو

مضرّتِ تعظیمِ خُلق و انگشت نما شدن
لوگوں کی تعظیم اور شہرت کی مضرت

تن قفس شکل ست زاں شد خارِ جاں
جسم، پنجرے کی طرح ہے، اسی وجہ جان کیلئے کانٹا ہے
از فریبِ داخلاں و خارجاں
اندرونی اور بیرونی لوگوں کے مکر کی وجہ سے

اینش گوید من شوم ہمرازِ تو[۲]
یہ اس کو کہتا ہے میں تیرا ہمراز بنے ہوں
وانش گوید نے منم انبازِ تو
اور وہ اُس سے کہتا ہے نہیں میں تمہارا ساتھی ہوں

اینش گوید نیست چوں تو در وجود
یہ اُس سے کہتا ہے تجھ جیسا کوئی موجود نہیں ہے
در کمال و فضل و در احسان و جود
کمال اور فضل اور احسان اور سخاوت میں

آنش گوید ہر دو عالم آنِ تست
وہ اُس سے کہتا ہے دونوں جہان تیری ملکیت میں
جملہ جانہائے ما طفیلِ جانِ تست
ہم سب کی جانیں تیری جان کی طفیلی ہیں

اینش گوید گاہِ عیش و خرّمی
یہ اُس سے کہتا ہے، عیش اور خوشی کا وقت ہے
آنش گوید گاہِ نوش و ہمدمی
وہ اُس سے کہتا ہے۔ پینے پلانے اور یاری دوستی کا وقت ہے

اُو چو بیند خلق را سر مستِ خویش
وہ جب لوگوں کو اپنا شیدائی دیکھتا ہے
از تکبّر میرود از دستِ خویش
تکبّر کی وجہ سے آپے سے باہر ہو جاتا ہے

اُو نداند کہ ہزاراں را چو او
وہ نہیں سمجھتا کہ اُس جیسے ہزاروں کو
دیو افگندست اندر آبِ جو
شیطان نے نہر کے پانی میں پھینک دیا ہے

لُطف و سالوسِ جہاں خوش لقمہ ایست
دنیا کی مہربانی اور مکاری مزیدار نوالہ ہے
کمترش خور کو پُر آتش لقمہ ایست
اُس کو نہ کھا کیونکہ وہ آگ بھرا ہے

۱ فی امان اللہ - اللہ کی حفاظت میں یہ کلمہ بھی رخصت کرتے وقت بولا جاتا ہے - اصلی - وطن محذوف کی صفت ہے۔ فرح - خوشی - انگشت نما شدن - مشہور ہونا۔ ۲ اینش - جلوت کی جو مضرتیں ہیں انکا بیان ہے

شعر:
دل کے یاروں سے ہوا شوقِ گناہ
آدمی کا آدمی شیطان ہے

انباز - شریک - ساتھی - جود سخاوت - دیو - شیطان - سالوس - مکر و فریب۔

آتشش[لہ] پنہان و ذوقش آشکار
اُسکی آگ ڈھکی ہوئی ہے اور مزا کھلا ہوا ہے

دُود اُو ظاہر شود پایانِ کار
اُس کا دھواں آخر میں ظاہر ہوتا ہے

تو مگو تا مدح را من کے خرم
تو یہ نہ کہہ خوشامد کا میں کب خریدار ہوں؟

از طمع می گوید اُو من پے برم
مجھے معلوم ہے وہ لالچ کی وجہ سے کہہ رہا ہے

مادحت گر ہجو گوید بر ملا
تیری تعریف کرنیوالا، اگر کھلم کھلا برائی کرے

روزہا سوزد دلت زاں سوزہا
اُن سوزشوں سے تیرا دل عرصہ تک جلیگا

گرچہ دانی کو ز حرماں گفت آں
اگرچہ تو جانتا ہے کہ اُس نے محروم رہنے کی وجہ وہ کہا ہے

کاں طمع کہ داشت از تو شد زیاں
کیونکہ وہ لالچ جو اُسکو تجھ سے تھا، نہ ملا

آں اثر میماندت در اندروں[لہ]
اُس کا اثر تجھ میں رہیگا

در مدیح ایں حالتے ہست آزموں
تعریف میں (بھی) یہ حالت معیار ہے

آں اثر ہم روزہا باقی بود
وہ اثر بھی عرصہ تک باقی رہتا ہے

مایۂ کبر و خداعِ جاں شود
جو جان کے تکبر اور دھوکے کا سرمایہ بنتا ہے

نیک بنماید چو شیرین ست مدح
تعریف چونکہ شیریں ہے، اچھی لگتی ہے

بد نماید زانکہ تلخ افتاد قدح
برائی چونکہ کڑوی ہے بُری لگتی ہے

ہمچو مطبوخ ست و حب کاں را خوری
(وہ برائی) مسہل اور گولی کی طرح ہے جو تو کھاتا ہے

تا بدیرے شورش و رنج اندری
جس کی شورش اور تکلیف دیر تک تجھ میں رہتی ہے

ور خوری حلوا بود ذوقش دمے
اگر تو حلوا کھائے اُس کا مزا تھوڑی دیر رہتا ہے

ایں اثر چوں آں نمی پاید ہمے
اُسکا اثر بھی اُس کے اثر کی طرح پائیدار نہیں ہے

چوں نمی پاید ہمی ماند نہاں
چونکہ (حلوے کا ذائقہ منہ میں) نہیں ٹھہرتا ہے

ہر ضدے[سہ] را تو بضدِ آں بداں
ہر ایک ضد کو دوسری ضد سے پہچان لے

چوں شکر ماند نہاں تاثیرِ اُو
چونکہ شکر کی تاثیر پوشیدہ رہتی ہے (چھپا رہتا ہے)

بعد چندے دُمل آرد نیش جو
چند دن بعد قابلِ نشتر پھوڑا پیدا کر دیتی ہے

ور حب و مطبوخ خوردی اے ظریف
اے خوش مزاج! اگر تو گولی اور مسہل پیئے

اندروں شد پاک از اخلاطِ کثیف
گندے مواد سے تیرا باطن پاک ہو جائے

نفس از بس مدحہا فرعون شد
نفس تعریفوں سے فرعون بنگیا

کُن ذلیل النفس ھوناً لا تسُد
تو منکسر مزاج خاکسار بنجا، سرداری نہ چاہ

لہ آتشش۔ مدح سرائی سے انسان ابتداءً لطف اندوز ہوتا ہے۔ لیکن انجام تباہی ہے۔ تو مگو۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کی غلط مدح سرائی سے ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مولانا اسکی تردید کرتے ہیں کہ ضرور اثر ہوتا ہے جو تمہارے لئے غیر محسوس ہے۔ گرچہ دانی۔ یعنی تم خود سمجھتے ہو کہ چونکہ تم نے اُسے محروم کیا ہے اِس لئے برائی کر رہا ہے لیکن اُس کی برائی سے متاثر ہوتے ہو۔

لہ اندروں۔ باطن، قلب۔ مدیح۔ مدح، تعریف۔ خداع۔ مکر و فریب۔ قدح۔ عیب جوئی، طعنہ زنی۔ مطبوخ۔ پکا ہوا یعنی مسہل کی دوا جو پکا کر پلائی جاتی ہے۔ حب۔ گولی۔ تا بدیرے۔ مسہل کا اثر سارے دن رہتا ہے۔ پیٹ میں مروڑ ہوتا رہتا ہے اور دست آتے رہتے ہیں۔ ایں۔ حلوے کا ذائقہ۔ آں۔ مسہل کا اثر۔

سہ ہر ضدے۔ ایک ضد کو دوسری ضد سے پہچانا جاتا ہے۔ جب کڑوی دوا کا اثر دیر تک رہتا ہے تو شکر کا بھی اثر دیرپا ہوگا۔ چوں شکر۔ شکر کا اندرونی اثر یہ ہوگا کہ اُس سے پھوڑے پیدا ہونگے جن پر شگاف لگانے کی ضرورت پڑیگی۔ ظریف۔ خوش مزاج۔ اخلاط۔ خلط کی جمع ہے۔ جسم کا مادہ۔ کثیف۔ گندا

[illegible] ذلیل النفس۔ منکسر مزاج۔ ھوناً۔ خاکساری [illegible] سرداری

تا توانی بندہ شو سُلطاں مباش — زخم کش چوں گوئے شو چوگاں مباش
جب تک ہو سکے خادم بن، بادشاہ نہ بن — گیند کی طرح چوٹ برداشت کرنیوالا بن، بلّا نہ بن

ورنہ چوں لُطفت نماند وِیں جمال — از تو آید آں حریفاں را ملال
ورنہ جب تیری مہربانی اور حسن نہ رہیگا — اُن دوستوں کے تجھسے دل بھر جائینگے

آں جماعت کِت ہمی دادند ریو — چوں ببینندت بگویندت کہ دیو
وہی لوگ جو تجھے دھوکا دیتے تھے — جب تجھے دیکھیں گے تجھے بھوت کہیں گے

جُملہ گویندت چو بینندت بدر — مُردہ از گورِ خود بر کردہ سر
جب تجھے دروازہ پر دیکھیں گے سب تجھے کہیں گے — مردہ اپنی قبر سے نکل آیا ہے

ہمچو امرد کہ خدا نامش کنند — تا بداں سالوس دردامش کنند
امرد (لڑکے) کی طرح کہ اس کو خدا کہتے ہیں — تاکہ اس مکاری سے اُسکو جال میں پھانس لیں

چوں بہ بدنامی بر آید ریش او — دیو را ننگ آید از تفتیش او
جب بدنامی کے ساتھ اُس کی داڑھی نکل آئی — اُس کے احوال معلوم کرنے سے شیطان کو بھی ذلت محسوس ہوتی ہے

دیو سوئے آدمی شد بہرِ شر — سوئے تو ناید کہ از دیوی بتر
شیطان شر پھیلانے آدمی کی طرف آتا ہے — تیری جانب نہیں آتا، کیونکہ تو شیطان سے بدتر ہے

تا تو بودی آدمی دیو از پیت — میدوید و میچشانید از میت
جب تک تو آدمی تھا شیطان تیرے پیچھے — دوڑتا تھا اور تجھے شراب پلاتا تھا

چوں شدی در خوئے دیوی اُستوار — میگریزد از تو دیوِ نابکار
جب تو شیطنت میں پختہ کار ہو گیا — اے نالائق! شیطان تجھ سے بھاگتا ہے

آنکہ اندر دامنت آویخت او — چوں چنیں گشتی ز تو بگریخت او
جو تیرے دامن سے چمٹا ہوا تھا — جب تو ایسا ہو گیا وہ تجھے بھاگ گیا

تفسیر مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ

جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا کی تفسیر

اینہمہ گفتیم لیک اندر بسیج — بے عنایاتِ خدا ہیچیم ہیچ
یہ سب کچھ ہم نے کہا لیکن ارادہ میں — خدا کی عنایتوں کے بغیر ہم ہیچ در ہیچ ہیں

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق — گر ملک باشد سیہ ہستش ورق
اللہ اور اللہ کے مخصوص بندوں کی عنایتوں کے بغیر — اگر فرشتہ (بھی) ہے تو اُسکا نامۂ اعمال سیاہ ہے

گوئی۔ گیند، گیند بلّے کی چوٹ کھاتی ہے۔ چوگاں۔ بلّا، گیند پر ضرب لگاتا ہے۔ ورنہ۔ وہی خوشامدی تجھ سے بھاگیں گے۔ کِت۔ کہ ترا۔ ریو۔ فریب، دھوکا۔ دیو۔ شیطان۔ بھوت۔ بدر۔ بر در۔ دروازہ پر۔ ۵ امرد۔ نوخیز لڑکا۔ خدا۔ یعنی اس کے چاہنے والے اس کو دل وجان کا مالک بتاتے تھے۔ بدنامی۔ عاشقوں کی صحبت کی وجہ سے۔ دیوی بتر۔ تو شیطان سے بھی بڑا شیطان ہے۔ از پیت۔ از پے تو۔ میت۔ ترا مے می چشانید۔ آنکہ۔ شعر
بوقتِ تنگدستی آشنا بیگانہ می گردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد
۳ ماشاء اللہ۔ جو اللہ نے چاہا، اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ خدا کی مشیت اور ارادہ سے اُس کی مراد جدا نہیں ہو سکتی جو خدا چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ بسیج۔ بروزنِ سریش۔ قصد و ارادہ۔ ہیچ۔ ناچیز۔ خاصانِ حق۔ انبیاء اور مُرسلین۔ ورق۔ نامۂ اعمال۔

اے خدا اے قادرِ بیچون[1] و چند
اے خدا! اے قدرت والے کیفیت اور کمیت سے پاک

از تو پیدا شد چنیں قصرِ بلند
اس قدر بلند محل تجھ سے بنا ہے

واقفی بر حالِ بیرون و درون
تو ظاہری اور باطنی حالت سے واقف ہے

بے کم و بے بیش و بے چندی و چوں
تو بلا کمی اور زیادتی کے اور کمیت و اور کیفیت کے

اے خدا اے فضلِ تو حاجت روا
اے خدا! اے وہ ذات کہ تیری عنایت حاجت روا ہے

با تو یادِ ہیچ کس نبوَد روا
تیرے سامنے کسی کی یاد درست نہیں ہے

ایں قدر ارشادِ تو بخشیدۂ
اسقدر رہنمائی تو نے بخشی ہے

تا بدیں بس عیبہا پوشیدۂ
جس سے تو نے بہت سے عیب ڈھک دیئے ہیں

قطرۂ دانش[2] کہ بخشیدی ز پیش
پہلے سے تو نے جو علم کا قطرہ بخشا ہے

متصل گرداں بدریاہائے خویش
اُس کو اپنے دریاؤں سے ملا دے

قطرۂ علم ست اندر جانِ من
میری جان میں علم کا ایک قطرہ ہے

وا رہانش از ہوا و ز خاکِ تن
اُسکو خواہش اور جسم کی مٹی سے بچا دے

پیش ازیں کیں خاکہا خسفش کنند
اس سے پہلے کہ یہ مٹیاں اُسکو دھنسا لیں

پیش ازیں کیں بادہا نشفش کنند
اس سے پہلے کہ یہ ہوائیں اُسکو سکھائیں

گرچہ چوں نشفش کند تو قادری
اگرچہ تو اس پر قادر ہے کہ جب وہ اسکو سکھا دیں

کش ازیشاں وا ستانی وا خری
کہ اُس کو تو اُنسے واپس لے لے

قطرۂ کو در ہوا شُد یا کہ ریخت
وہ قطرہ جو ہوا میں اُڑ گیا یا بہہ گیا

از خزینہ قدرتِ تو کے گریخت
تیری قدرت کے خزانے سے کب بھاگ سکتا ہے؟

گر در آید در عدم یا صد عدم
اگر وہ عدم یا سو عدموں میں بھی آ جائے

چوں بخوانیش اُو کند از سر قدم
جب تو اُسے بُلائے وہ سر کے بل آ جائے

صد ہزاراں[3] ضد ضدرا می کُشد
لاکھوں متضاد چیزیں متضاد چیزوں کو فنا کرتی ہیں

باز شاں فضلِ تو بیروں می کَشد
پھر تیرا فضل اُنکو باہر نکال لاتا ہے

از عدمہا سوئے ہستی ہر زماں
ہر وقت عدموں سے وجود کی طرف

ہست یارب کارواں در کارواں
اے خدا! قافلہ در قافلہ (رواں) ہے

خاصہ ہر شب جملہ افکار و عقول
خصوصاً ہر رات تمام فکریں اور عقلیں

نیست گردد غرق در بحرِ نغول
نیند کے سمندر میں غرق ہو کر معدوم ہو جاتی ہیں

[1] بیچوں - وہ ذات جسکی حقیقت دریافت نہ کیجا سکے۔ چند - مقدار۔ قصرِ بلند - آسمان۔ روا - برلانے والا، جائز۔ ارشاد - رہنمائی، ہدایت۔

[2] قطرۂ دانش - انسان کا علم اللہ کے علم کی نسبت سے سمندروں کے اعتبار سے ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ خسف - زمین کا کسی چیز کو اپنے اندر دھنسا لینا۔ نشف - خشک کرنا۔ کش - کہ اورا۔ واستاندن - واپس لینا۔ واخریدن - اپنی چیز کو واپس خرید لینا۔

[3] صد ہزاراں - دنیا میں تنازع للبقاء کا عمل جاری ہے اشیاء فنا ہو جاتی ہیں قدرت پھر انکو پیدا کرتی ہے۔ خاصہ - جس طرح موجوداتِ خارجی معدوم سے موجود ہوتے ہیں اسی طرح خیالات کا بھی حال ہے۔ نغول - بفتحتین ژرف۔ گہرا۔

بازوقتِ صبح چوں اللّٰہیاں — بر زنند از بحر سر چوں ماہیاں

پھر صبح کو خدا پرستوں کی طرح — مچھلیوں کی طرح سمندر سے سر ابھارتی ہیں

درخزاں[1] بیں صد ہزاراں شاخ و برگ — از ہزیمت رفتہ در دریائے مرگ

خزاں (کے موسم) میں لاکھوں شاخیں اور پتے — شکست کھا کر موت کے دریا میں چلے جاتے ہیں

زاغ پوشیدہ سیہ چوں نوحہ گر — در گلستاں نوحہ کردہ بر خضر

کوے نے نوحہ گر کی طرح سیاہ لباس پہنا ہے — باغ میں سبزہ پر نوحہ کرتا ہے

باز فرماں آید از سالارِ دہ — مر عدم را کانچہ خوردی باز دہ

پھر رب العالمین کی جانب سے حکم آتا ہے — عدم کیلئے، کہ جو کچھ تو نے کھایا ہے واپس دے

آنچہ خوردی وادہ اے مرگِ سیاہ — از نبات و ورد و از برگ و گیاہ

اے کالی موت! جو تو نے کھایا ہے، واپس دے — پودے اور گلاب اور پتے اور گھاس

اے برادر عقل یک دم باخود آر — دمبدم در تو خزان ست و بہار

اے بھائی! تھوڑی دیر ہوش سنبھال — تجھ میں (بھی) ہر وقت خزاں اور بہار ہے

اے برادر یک دم از خود دور شو — با خود آ و غرق بحرِ نور شو

اے بھائی! تھوڑی دیر کیلئے خودی چھوڑ دے — ہوش میں آ، اور نور کے سمندر میں ڈوب جا

باغِ دل را سبز و تر و تازہ بیں — پُر ز غنچہ و ورد و سرو و یاسمیں

دل کے باغ کو سبز اور تر و تازہ دیکھ — غنچہ اور گلاب اور سرو اور چنبیلی سے

ز انبہیِ برگ پنہاں گشتہ شاخ — ز انبہیِ گل نہاں صحرا و کاخ

پتوں کی کثرت سے شاخیں ڈھکی ہوئی ہیں — پھولوں کی کثرت سے جنگل اور محل ڈھکے ہوئے ہیں

ایں سخنہا[2] کہ از عقلِ کل ست — بوئے آں گلزار و سرو و سنبل ست

یہ باتیں جو عقل کل کی جانب سے ہیں — سرو اور سنبل کے چمن کی خوشبو ہیں

بوئے گل دیدی کہ آنجا گل نبود — جوشِ مُل دیدی کہ آنجا مُل نبود

جس جگہ پھول نہ تھا تو نے پھول کی خوشبو سونگھی — تو نے شراب کا نشہ اس جگہ دیکھا ہے جہاں شراب نہ تھی؟

بو[3] قلاوز ست و رہبر مر ترا — مے برد تا خلد و کوثر مر ترا

خوشبو تیری راہنما اور رہبر ہے — تجھے جنت اور کوثر تک لیجائے گی

بو دوائے چشم باشد نور ساز — شد ز بوئے دیدۂ یعقوب[4] باز

خوشبو نور پیدا کر نیوالی، آنکھ کی دوا ہے — خوشبو سے (حضرت) یعقوبؑ کی آنکھیں کھل گئیں

[1] درخزاں۔ موسم خزاں میں شاخیں اور پتے فنا ہو جاتے ہیں اور کوتے گویا اُن پر نوحہ گری کرتے ہیں اور قدرت پھر اُن کو پیدا کر دیتی ہے۔ سالارِ دہ۔ ربّ العالمین۔ نبات۔ زمین سے اُگنے والی چیزیں۔ ورد۔ پھول۔ گلاب۔ اے برادر۔ انسان کے نفس میں خزاں یہ ہے کہ تعلقاتِ کونیہ سے وہ متعلق ہو اور بہار یہ ہے کہ معارفِ وجدانیہ سے سرفراز ہو۔

[2] ایں سخنہائے۔ یہ مضامین جو سمجھائے جا رہے ہیں یہ اسی باطنی گلزار کی مہک ہے۔ عقلِ کل یعنی ذاتِ باری تعالٰے۔ مُل۔ شراب۔ جوشِ مُل مستی۔ مُل نبود۔ یعنی شراب کے بغیر مستی ممکن نہیں اور گل کے بغیر خوشبو ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا ان مضامین میں جوش اور خوشبو لا محالہ باطنی شراب اور باطنی گلزار کا فیض ہے۔

[3] بو۔ خوشبو، باطنی گلزار کی خوشبو جنت اور کوثر کی رہنمائی کرتی ہے۔ قلاوز۔ بدرقہ، جو شخص لشکر کے آگے راہنمائی کے لئے چلتا ہے۔ خلد۔ جنت۔ کوثر۔ جنت میں ایک نہر ہے۔ نور ساز۔ نور افزا۔ یعقوب۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے روتے اندھے ہو گئے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو سے بینا ہو گئے

بوئے بد مر دیدہ را تاری کند | بوئے یوسف دیدہ را یاری کند
بد بو آنکھ کو تاریک کرتی ہے | یوسف (علیہ السلام) کی خوشبو آنکھ کی مدد کرتی ہے

تو کہ یوسف نیستی[1] یعقوبؑ باش | ہمچو او با گریہ و آشوب باش
تو جب یوسفؑ نہیں ہے، یعقوبؑ بنجا | اُس کی طرح روتے اور مصیبت میں رہ

چوں تو شیریں نیستی فرہاد باش | چوں نہ لیلیٰ تو مجنوں گرد فاش
جب تو شیریں نہیں ہے فرہاد بن | جب تو لیلیٰ نہیں ہے تو کھلا مجنوں بنجا

تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرّہ

حکیم سنائی قدس سرّہ کے قول کی تفسیر

ناز را روئے بباید ہمچو ورد | چوں نداری گِردِ بد خوئی مگرد
ناز کرنیکے لئے گلاب جیسا چہرہ چاہئے | جب تو نہیں رکھتا ہے بد مزاجی کے قریب نہ جا

عیب[2] باشد چشم نابینا و باز | زشت باشد روئے نازیبا و ناز
عیب ہے، اندھی آنکھ اور کھلی ہوئی | بُری بات ہے بدصورت چہرہ اور ناز

بشنو ایں پند از حکیم غزنوی | تا بیابی در تنِ کہنہ نوی
حکیم غزنوی سے یہ نصیحت سُن لے | تاکہ پرانے جسم میں نیا پن پالے

ایں رُباعی را شنو از جان و دل | تا بکُل بیروں شوی از آب و گِل
جان و دل سے اِس رُباعی کو سن لے | تاکہ تو بالکلیہ آب و گِل سے نکل جائے

پندِ اُو را از دل و جان گوش کُن | ہوش را جاں ساز و جاں را ہوش کُن
اُس کی نصیحت کو دل و جان سے سُن | ہوش کو جان بنا اور جان کو ہوش بنالے

آں حکیم غزنوی شیخ کبیر | گفتہ است ایں پند نیکو یاد گیر
اُس بڑے شیخ حکیم غزنوی نے | کہا ہے، اِس نصیحت کو اچھی طرح یاد کرلے

پیشِ یوسف[3] نازش و خوبی مکُن | جُز نیاز و آہِ یعقوبی مکُن
یوسفؑ کے سامنے ناز اور نخرے نہ کر | سوائے عاجزی اور یعقوبی آہ کے (کچھ) نہ کر

معنیِ مُردن ز طوطی بُد نیاز | در نیاز و فقر خود را مُردہ ساز
طوطی کے مرنے کا مطلب عاجزی تھا | عاجزی اور احتیاج میں اپنے آپ کو مردہ بنالے

تا دمِ عیسیٰؑ ترا زندہ کند | ہمچو خویشت خوب و فرخندہ کند
تاکہ حضرت عیسیٰؑ کا دم تجھے زندہ کردے | اپنی طرح تجھے نیک اور مُبارک بنادے

[1] نیستی۔ یعنی اگر تم مطلوب نہیں ہو تو طالب ہی بنو۔ چوں تو۔ اسکا مطلب بھی یہی ہے کہ مطلوب نہیں ہو تو طالب ہی بنجاؤ۔ وَرد۔ گلاب کا پھول۔

[2] عیب۔ اندھی آنکھ سے کوئی غمزے کرے تو وہ عیب ہوگا۔ غزنوی۔ یعنی حکیم سنائی۔ آب و گِل۔ یعنی جسدِ عنصری۔ ہوش را۔ یعنی مطالب سمجھنے میں پورے ہوش وحواس سے کام لو۔

[3] پیشِ یوسفؑ۔ یعنی مطلوب کے سامنے غمزہ و ناز مناسب نہیں ہے، عاجزی اور آہ وزاری سے کام لے۔ معنی۔ یعنی طوطی کا مرنا اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیاز سے کام لے اور مطلوب کے سامنے اپنے آپکو مردہ بنالے۔ دمِ عیسیٰ۔ یعنی مطلوب کا فیض تجھے زندہ کردیگا۔

درِ بہاراں[1] کے شود سرسبز سنگ
پتھر (موسم) بہار میں کب سر سبز ہوتا ہے
خاک شو تا گُل بروید رنگ رنگ
مٹی بنجا تاکہ رنگ برنگ کے پھول اُگیں

سالہا تو سنگ بودی دلخراش
تو سالوں دلخراش پتھر رہا ہے
آزموں را یک زمانے خاک باش
آزمائش کے طور پر تھوڑی دیر کیلئے خاک بنجا

درمیانِ ایں شنو یک داستاں
اِس بیان میں ایک داستان سُن لے
تابدانی اعتقادِ راستاں
تاکہ تجھے راست بازوں کا عقیدہ معلوم ہوجائے

داستانِ پیرِ چنگی کہ در عہدِ عمرؓ از بہر خداوند تعالےٰ

سارنگی بجانیوالے بوڑھے کا قصہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

در گورستاں در روزِ بینوائی چنگ میزد

فاقہ کے روز اللہ واسطے سارنگی بجاتا تھا

ایں شنیدستی کہ در عہدِ عمرؓ
تونے یہ سنا ہے کہ حضرت (عمرؓ) کے زمانہ میں
بود چنگی مطربے با کرّ و فر
ایک سارنگی بجانیوالا گویا شان وشوکت سے تھا

بلبل از آوازِ او بے خود شدے
بلبل اُس کی آواز سے مست ہوجاتی
یک طرب ز آوازِ خوبش صد شدے[2]
اُس کی حسین آواز سے ایک مستی سو مستیاں بنجاتیں

مجلس و مجمع دمش آراستے
اُس کی آواز مجلس اور مجمع کو آراستہ کردیتی
وز نوائے او قیامت خاستے
اور اُس کی آواز سے قیامت برپا ہوجاتی

ہمچو اسرافیلؑ کاوازش بفن
وہ (حضرت) اسرافیلؑ جیسا تھا کہ اسکی آواز فن کے (ذریعہ)
مُردگاں[3] را جاں در آرد در بدن
مُردوں کے بدن میں جان ڈالدیتی

یا رسائل بود اسرافیلؑ را
یا وہ (حضرت) اسرافیلؑ کا ہم آواز تھا
کز سماعش پر بر ستے فیل را
کہ اُس کے سننے سے ہاتھی کے پر نکل آتے

سازد اسرافیلؑ روزے نالہ را
(حضرت) اسرافیلؑ ایک روز نالہ کا ساز (درست) کرینگے
جاں دہد پوسیدۂ صد سالہ را
سو سال کے پرانے (جسم) کو جان عطا کرینگے

اولیاء را در دروں ہم نغمہاست
اولیاء کے اندر (بھی) نغمے ہیں
طالباں را زاں حیاتے بیبہاست
اُنسے طالبوں کو انمول زندگی حاصل ہوتی ہے

نشنود آں نغمہا را گوشِ حس
اُن نغموں کو حسی کان نہیں سنتے ہیں
کز ستمہا گوشِ حس باشد نجس
اِسلئے کہ (دنیا کی) باتوں سے حسی کان ناپاک ہوجاتے ہیں

---

[1] دربہاراں۔ موسم بہار میں پتھر پر سبزہ نہیں اُگتا مٹی اور خاک پر سبزہ اُگتا ہے تو پتھر نہ بن خاکسار بن سالہا۔ تعلقات دنیوی سے تو سنگ بن گیا ہے۔ راستاں راست باز لوگ۔ چنگی۔ چنگ، سارنگی، یا نسبت کی ہے، سارنگی بجانیوالا۔ مُطرب۔ مستی پیدا کرنیوالا، گویّا۔ کرّو فر۔ شان وشوکت۔

[2] صد شدے۔ یعنی اسکی آواز سے مستی سوگنا بڑھ جاتی تھی۔ دم۔ آواز، سرود۔ نوا۔ آواز، موسیقی کے ایک مقام کا نام ہے۔ اسرافیل۔ ایک فرشتہ کا نام ہے جو قیامت کے قریب صور پھونکے گا جس سے تمام نظام کائنات درہم برہم ہوجائیگا انسان بیہوش ہوجائیں گے۔ پھر چالیس سال کے بعد وہ دوسرا صور پھونکے گا تو تمام کائنات اصلی حالت پر آجائیگی۔ فن۔ تدبیر، حیلہ۔

[3] مُردگاں۔ مُردے۔ رسائل۔ رسیلہ کی جمع، ہمزباں، ہم آواز، پر رُستن۔ پر نکل آنا یعنی مست ہوجانا۔ نالہ۔ یعنی صور پھونکنا۔ دروں۔ باطن۔ نغمہ۔ نرم اور شیریں آواز جمع بناتے وقت آخری حرف گرجائیگا اور جمع نغمہا آئیگی۔ بیبہا۔ انمول۔ گوشِ حس۔ کان نجس۔ ناپاک۔

نشنود نغمہ پری را آدمی
پری کا نغمہ آدمی نہیں سنتا
کو بود ز اسرارِ پریاں اعجمی
کیونکہ وہ پریوں کے راز سے نابلد ہے

گرچہ ہم نغمہ پری زیں عالم ست
اگرچہ پری کا نغمہ بھی اسی عالم کا ہے
نغمۂ دل برتر از ہر دو دم ست
لیکن دل کا نغمہ دونوں نغموں سے بلند ہے

کہ پری و آدمی زندانی اند
اس لئے کہ پری اور آدمی قیدی ہیں
ہر دو در زندانِ ایں نادانی اند
دونوں اسی نادانی کے قیدخانہ میں ہیں

سورۂ رحمٰن بخواں اے مبتدی
اے نوآموز! سورۃ الرحمٰن پڑھ
تا شوی بر سرِ پریاں مہتدی
تاکہ تو پریوں کے بھید سے واقف ہو جائے

معشر الجن سورۂ رحمٰن بخواں
سورۃ الرحمٰن کی "معشر الجن" پڑھ
تستطیعوا تنفذوا را باز داں
"تستطیعوا" اور "تنفذوا" کو سمجھ

نغمہائے اندرونِ اولیاء
اولیاء کے باطن نغمے
اوّلاً گوید کہ اے اجزاءِ لا
پہلے کہتے ہیں اے معدوم کے جزو!

ہیں زلائے نفی سرہا بر زنید
خبردار! عدم کے لا سے نکلو
ایں خیال و وہم بیروں افگنید
اس خیال اور وہم کو نکال پھینکو

اے ہمہ پوسیدہ در کون و فساد
اے بالکلیہ کون اور فساد میں ڈوبے ہوؤ
جانِ باقی تاں نروئید و نزاد
تمہاری باقی رہنے والی روح نہ اگی نہ پیدا ہوئی

کار ایشاں ست ز انسوئے پرے
ان (اولیاء) کا کام اس سے بھی آگے کا ہے
گر ددت روشن چو جوئی رہبرے
جب تو رہبر تلاش کریگا تجھ پر کھلیگا

گر بگویم شمۂ زاں نغمہا
اگر میں ان نغموں کا تھوڑا سا بیان کر دوں
جانہا سر بر زنند از دخمہا
تو روحیں قبروں سے نکل پڑیں

گوش را نزدیک کن کاں دور نیست
کان کو قریب کر وہ دور نہیں ہیں
لیک نقل آں بتو دستور نیست
لیکن انکو تجھ سے نقل کرنیکا دستور نہیں ہے

ہیں کہ اسرافیل وقتند اولیاء
خبردار! اولیاء وقت کے اسرافیل ہیں
مردہ را زیشاں حیات ست و نما
مردے کی ان سے زندگی اور نشو و نما ہے

جانہائے مردہ اندر گورِ تن
جسم کی قبر میں مردہ جانیں
بر جہد ز آوازِ شاں اندر کفن
انکی آواز سے کفن میں تڑپنے لگتی ہیں

لہ کو - کہ او - اعجمی - گونگا - کسی زبان سے ناواقف۔ دو دم - یعنی پری اور گویے کا نغمہ - زندانی - قیدی - نادانی - غفلت، یعنی تعلقاتِ دنیوی - مبتدی - ابجد پڑھنے والا نوآموز - مہتدی - ہدایت یافتہ، واقف کار۔
لہ معشر - گروہ - رحمٰن - سورۃ الرحمٰن میں جن اور پری کا ذکر ہے اس میں انسانوں کے ساتھ جنوں کو بھی خطاب کیا گیا ہے اسی سورت میں فرمایا گیا ہے یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوٰت والارض فانفذوا - لا تنفذون الا بسلطان۔ اے جن اور انسانوں کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ تم آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ (اور ہم سے بچ جاؤ) تو نکل جاؤ - نہ نکلو گے مگر زور سے - لا - نفی کا کلمہ ہے یعنی ظاہری ہستی جو کالعدم ہے - ایں خیال - یعنی خودی کا خیال - کون و فساد - بننا اور بگڑنا یعنی عالم دنیا۔
لہ جان باقی - روح حقیقی - رہبر - شیخ کامل - سر بر زدن - نکل پڑنا - دخمہ - مجوسیوں کا قبرستان - دستور - یعنی وہ نغمے خود سنو انکے سنانیکا دستور نہیں ہے - اولیاء - اولیاء اللہ بھی وہی کام کرتے ہیں جو اسرافیل کرینگے - انکے صور سے مردے زندہ ہو جائیں گے اولیاء بھی مردہ دلوں کو زندگی عطا کرتے ہیں۔ جانہائے - اولیاء اللہ کے نغمے مردہ دلوں کو زندگی عطا کر دیتے ہیں۔

گویداؔ ایں آوازِ آوازہا جدا ست
وہ کہتی ہے یہ آواز، آوازوں سے جداگانہ ہے
زندہ کردن کارِ آوازِ خدا ست
زندہ کرنا خدا کی آواز کا کام ہے

چوں ز صوتِ اولیاء آگاہ شوند
جب وہ اولیاء کی آواز سے واقف ہو جاتی ہیں
از طرب گویند چوں پارہ شوند
جب راستہ پر چل پڑتی ہیں تو خوش ہو کر کہتی ہیں

ما بمردیم و بکلی کاستیم
ہم مر گئے تھے اور بالکل مضمحل ہو گئے تھے
بانگِ حق آمد ہمہ برخاستیم
خدا کی آواز آئی، ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے

بانگِ حق اندر حجاب و بے حجیب
اللہ کی آواز پردے میں اور بے پردہ
آں دہد کو داد مریم را ز جیب
وہ چیز عطا کرتی ہے جو اس نے جیب سے مریم کو دی

اے فناتاں نیست کردہ زیر پوست
اے لوگو! تمہیں فنا نے کھال کے اندر نابود کر دیا ہے
باز گردید از عدم ز آوازِ دوست
دوست کی آواز پر عدم سے واپس آ جاؤ

مطلق آں آواز از شہ بود
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے
گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود
اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو

گفت او را من زبان و چشمِ تو
اسکو خدا نے کہہ دیا ہے میں تیری زبان اور آنکھ ہوں
من حواس و من رضا و خشمِ تو
میں تیرے حواس اور تیری رضا اور ناراضی ہوں

رَو کہ بی یسمع و بی یبصر توئی
جا! بی یسمع و بی یبصر تو ہے
سِر توئی چہ جائے صاحب سِر توئی
تو راز ہے چہ جائیکہ تو صاحب راز ہو

بیان حدیث "مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ"

حدیث "جو شخص اللہ کے لئے ہو گیا اللہ اس کے لیے ہو گیا" کا بیان

چوں شدی مَن کَانَ لِلّٰہ از وَلَہ
جب تو عشق کی وجہ سے مَن کَانَ لِلّٰہ بنا
من ترا باشم کہ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ
میں تیرا ہو گیا کیونکہ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ ہے

گہ توئی گویم ترا گاہے منم
کبھی تجھے تو ہے کبھی میں ہوں کہتا ہوں
ہرچہ گویم آفتابِ روشنم
جو کچھ بھی کہتا ہوں میں روشن آفتاب ہی کہتا ہوں

ہر کجا تابم ز مشکاتِ دمے
جس جگہ تھوڑی دیر کیلئے تیرے طاقچہ سے چمک جاتا ہوں
حل شد آنجا مشکلاتِ عالمے
اس جگہ دنیا کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں

ہر کجا تاریکی آمد ناسزا
جس جگہ نامناسب تاریکی آتی ہے
از فروغِ ما بود شمس الضحیٰ
ہماری تجلی سے شمس الضحیٰ بنجاتی ہے

لہ گویدؔ۔ جب اُن روحوں اور دلوں کو زندگی ملجاتی ہے تو وہ اولیاء کے نغموں کی آواز کو خدا کی آواز سمجھتے ہیں اسلئے زندہ کر دینا خدا کی آواز کی تاثیر ہے۔ صوت۔ آواز، نغمہ۔ پارہ۔ رہرو، راہ پر چلنے والا۔ بکلی۔ بالکل کاستن۔ گھٹنا، مضمحل ہونا۔ بانگ۔ آواز۔ یعنی اولیاء کے نغمے۔ حجاب۔ پردہ۔ حجیب۔ حجاب کا امالہ ہے، یعنی وہ آواز جو خدا کی براہ راست ہے یا بواسطہ رسول کی ہے۔ مریم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا مبارک نام ہے، خدا کی آواز نے انکو حضرت عیسیٰ جیسا اولوالعزم پیغمبر عطا فرما دیا۔ فنا یعنی فانی دنیا کے تعلقات۔ مطلق۔ یعنی اس سے قطع نظر کہ وہ کس کے حلقوم سے آ رہی ہے۔

؎ عبداللہ۔ یعنی انبیاء اور اولیاء۔ حواس۔ حاسہ کی جمع۔ رضا۔ خوشنودی۔ خشم۔ غصہ۔ ناراضی حدیث شریف میں ہے "میں جب بندہ سے محبت کرتا ہوں تو اسکا کان بنجاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے، اُسکا ہاتھ بنجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے"۔ بی یسمع۔ میرے ذریعے سے سنتا ہے بی یبصر۔ میرے ذریعے دیکھتا ہے۔ سِر۔ یعنی اب وہ صرف رازداں نہیں ہے بلکہ مجسم راز ہے یعنی کان ج۔

ظلمتے[1] را کافتابش بر نداشت | از دم ما گردد آں ظلمت چو چاشت

جس تاریکی کو سورج نہ اٹھا سکا | ہمارے دم سے وہ تاریکی چاشت بنجاتی ہے

آدمے را او بخویش اسما نمود | دیگراں را ز آدم اسما می کشود

آدمؑ پر اُس نے اپنی جانب سے ناموں کا اظہار کیا | دوسروں پر آدم کے ذریعہ نام منکشف ہو گئے

آب خواہ از جو بجو یا از سبو | کیں سبو را ہم مدد باشد ز جو

پانی خواہ نہر سے لے یا مٹکے سے | مٹکے کی مدد بھی تو نہر سے ہے

نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور | نور مہ ہم ز آفتاب ست اے پسر

روشنی چاند سے طلب کر یا سورج سے | اے بیٹا! چاند کی روشنی بھی سورج سے ہے

مقتبس شو زود چوں یابی نجوم | گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم[2]

جلد روشنی حاصل کرلے جب تو ستارے پالے | پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں

خواہ ز آدم گیر نورش خواہ ازو | خواہ از خم گیر مے خواہ از کدو

اسکا نور آدم سے لے یا اس سے لے | شراب خواہ مٹکے سے لے یا کدو سے

کیں کدو با خم بہ پیوست ست سخت | نے چو تو شاد آں کدوئے نیک بخت

یہ کدو مٹکے سے سخت جڑا ہوا ہے | اے نیک بخت! تیری طرح وہ کدو بے نیاز نہیں ہے

گفت طوبیٰ من رآنی[3] مصطفیٰ | والذی یبصر لمن وجہی یریٰ

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا خوشخبری ہے اس کیلئے جس نے مجھے دیکھا | اور جو اسکو دیکھے جس نے میرا چہرہ دیکھا

چوں چراغے نور شمع را کشید | ہر کہ دید آں را یقیں آں شمع دید

جب چراغ نے شمع کی روشنی حاصل کرلی | جس نے اس کو دیکھا یقیناً اس نے شمع کو دیکھا

ہمچنیں تا صد چراغ ار نقل شد | دیدن آخر لقائے اصل بد

اسی طرح اگر وہ سو چراغوں میں منتقل ہوئی | آخری کا دیکھنا، اصل کی ملاقات تھی

خواہ از نور پسیں بستاں تو آں | ہیچ فرقے نیست خواہ از شمع داں

خواہ آخری روشنی سے تو وہ لے | کوئی فرق نہیں خواہ شمع سے سمجھ لے

خواہ نور از اولیں بستاں بجاں | خواہ از نور پسیں فرقے مداں

خواہ پہلے والے سے تو دل و جان سے روشنی لے | خواہ آخری روشنی سے، کوئی فرق نہ سمجھ

خواہ بیں نور از چراغ آخریں | خواہ بیں نورش ز شمع غابریں

خواہ روشنی آخری چراغ کی دیکھے | خواہ اُس کی روشنی گذرے ہوؤں کی سمجھ

---

[1] ظلمت۔ تاریکی۔ چاشت ایک پہر چڑھے دن کا وقت
آدمے۔ حضرت آدمؑ کو دنیا کی چیزوں کے نام سکھائے پھر فرمایا دوسروں کو یہ نام بتا دو تو یہ فیض حضرت آدم کے واسطہ سے خدا ہی کا ہے۔ آب۔ چند مثالیں دیکر سمجھایا گیا ہے کہ واسطہ درمیان میں آجانے سے حقیقت نہیں بدلتی ہے پانی نہر ہی کا ہے خواہ مٹکے سے لے کر پیا جائے نور۔ چاند کی روشنی۔ سورج ہی کی روشنی ہے نجوم۔ ستارے۔

[2] اصحابی نجوم۔ میرے صحابہ ستارے جیسے ہیں جس سے ہدایت حاصل کروگے ہدایت پاجاؤ گے یہ حدیث شریف ہے۔ ایں کدو۔ یعنی اولیاء اللہ کا ذاتِ باری سے اتحاد ہے کدو۔ کدو کو خشک کرکے اس کے اندر سے گودا نکالکر اسمیں شراب بھر لیتے تھے۔

[3] مَن رَآنی۔ حدیث شریف ہے "طوبیٰ لمن رآنی او رأیٰ من رآنی" خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا یا اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا، صحابہ ہیں بالواسطہ حضور کا نور تھا چوں چراغے۔ جو چراغ شمع سے روشن ہوا ہے اس چراغ کو دیکھنا گویا کہ شمع کو دیکھنا ہے۔ صد چراغ۔ بیعت میں اگر چند واسطے بھی ہوں تو ؎

موثر اصل سے ہی حاصل ہو رہا ہے [illegible] ہی حاصل کرنا ہے ؎

؎ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در معنیِ حدیث اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ

اِس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ تمہارے رب کی تمہارے

دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٌ اَلَا فَتَعَرَّضُوْا

زمانہ میں خوشبوئیں ہیں، آگاہ، اُن سے وابستہ ہو جاؤ!

گفت پیغمبرؐ کہ نفحتہائے حق ۔۔۔ اندریں ایام می آرد سبق

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی خوشبوئیں ۔۔۔ اِس زمانہ میں آگے بڑھی ہیں

گوشِ ہُش دارید ایں اوقات را ۔۔۔ در ربائید ایں چنیں نفحات را

اِن اوقات میں ہوش کے کان لگائے رکھو ۔۔۔ اِس طرح کی خوشبوئیں حاصل کر لو

نفحہ آمد شمارا دید و رفت ۔۔۔ ہر کرا می خواست جاں بخشید و رفت

خوشبو آئی، اُس نے تمہیں دیکھا اور چل دی ۔۔۔ جس نے چاہا اُس نے اُسکو جان بخش دی اور چلی گئی

نفحۂ دیگر رسید آگاہ باش ۔۔۔ تا ازیں ہم وانمانی خواجہ تاش

خبردار! دوسری خوشبو آئی ۔۔۔ اے پیر بھائی! اِس سے بھی محروم نہ رہنا

جانِ آتش یافت زاں آتش کشے ۔۔۔ جانِ مردہ یافت از وے جنبشے

جہنمی جان نے اُس سے آگ کو بجھانے والا پایا ۔۔۔ مُردہ جان نے اُس سے زندگی پالی

جانِ ناری یافت از وے انطفا ۔۔۔ مُردہ پوشید از بقائے اُو قبا

جہنمی جان نے اُس سے بجھاؤ حاصل کر لیا ۔۔۔ مُردے نے اُس کے وجود سے قبا پہن لی

نفحات۔ نفحہ کی جمع، خوشبو، مہک۔ سبق۔ پیش قدمی، آگے بڑھنا۔ ہُش۔ ہوش کا مخفف ہے۔ اوقات۔ وقت کی جمع، وقت صوفیاء کی اصطلاح میں وہ وقت ہے جس میں واردات غیبی کا دل پر نزول ہوتا ہے۔ نفحہ آمد یعنی حضورؐ کے دم مبارک کی خوشبو۔ ہر کرا می خواست۔ ہر کہ اورا می خواست۔ نفحۂ دیگر۔ اولیاء اللہ کے دم مبارک کی خوشبو۔ وا ماندن۔ محروم رہنا۔ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے غلاموں میں سے ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلاتا ہے۔ یہاں پیر بھائی مراد ہے۔ جانِ آتش وہ جان جو آگ کے لائق ہو۔ آتش کشے۔ اگر کشے کے کاف پر زبر پڑھا جائے تو معنی ہوں گے آگ کو کھینچنے والا یعنی جلانے والا تو پہلے مصرع کا مطلب ہوگا جن بد نصیبوں نے اُس خوشبو سے فائدہ نہ اُٹھایا وہ مزید تباہی میں مبتلا ہوئے اور اگر کشے کے کاف پر پیش پڑھا جائے تو معنی ہوں گے آگ کو بجھانے والا تو مصرع کا مطلب ہوگا کہ اُن گنہگاروں نے ایسی چیز حاصل کر لی جس سے اُن کے گناہ معاف ہو گئے۔ مُردہ۔ یعنی جن کے دل مُردہ ہو گئے تھے۔ جنبش۔ حرکت، زندگی۔ ناری۔ دوزخی۔ انطفا۔ بجھ جانا، بے نور ہو جانا۔ مُردہ۔ شعر

تازگی و جنبشِ طوبیٰ ست ایں
یہ طوبیٰ کی تازگی اور جنبش ہے
ہمچو جنبش ہائے خلقاں نیست ایں
یہ مخلوق کی جنبشوں کی طرح نہیں ہے

گر در افتند در زمین و آسماں
اگر وہ زمین اور آسمان پر آپڑے
زہرۂ شاں آب گردد در زماں
فوراً اُن کا پتہ پانی ہو جائے

ق

خود زبیمِ ایں دمِ بے منتہا
اِس بے انتہا ہوا کے خوف سے
باز خواں فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا
پڑھ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا

ورنہ خود اَشْفَقْنَ مِنْہَا چوں بُدے
ورنہ اَشْفَقْنَ مِنْہَا کیوں ہوتا؟
گرنہ از بیمش دلِ کُہ خوں شُدے
اگر اُس کے خوف سے پہاڑ کا دل خون نہ بنتا

دوش دیگر گونہ ایں میداد دست
کل، یہ عجیب طرح سے حاصل ہو رہا تھا
لقمۂ چندے درآمد در بہ بست
چند لقمے آگئے، دروازہ بند ہو گیا

بہرِ لقمہ گشت لقمانے گرو
لقمہ کی وجہ سے لقمان گروی ہو گیا
وقتِ لقمان ست اے لقمہ برو
اے لقمے جا! لقمان کا وقت ہے

از ہوائے لقمۂ ایں خار خار
لقمہ کی خواہش میں یہ بے قراری
از کفِ لقماں بروں آرید خار
لقمان کے تلوے سے کانٹا نکال دو

در کفِ او خار و سایش نیز نیست
اُس کے تلوے میں کانٹا اور اُس کا اثر بھی نہیں ہے
لیک تاں از حرص آں تمیز نیست
لیکن تجھے حرص کی وجہ سے تمیز نہیں ہے

خار داں آں را کہ خرما دیدۂ
جس کو تو نے چھوارا سمجھا ہے اُس کو کانٹا سمجھ
زانکہ بس نانِ کور و بس نادیدۂ
کیونکہ تو بہت ناشکرا اور ندیدہ ہے

جانِ لقماں کہ گلستانِ خدا ست
لقمان کی جان، جو خدا کا باغ ہے
پائے جانش خستۂ خارے چراست
اُس کی جان کا پاؤں کانٹے سے کیوں ابتر ہے؟

اُشتر آمد ایں وجودِ خار خوار
کانٹے خور وجود، اونٹ ہے
مصطفیٰ زادے بریں اُشتر سوار
مصطفیٰ زادہ اِس اونٹ پر سوار ہے

اُشترا تنگِ گُلے بر پشتِ تُست
اے اونٹ! پھولوں کی گٹھری تیری پیٹھ پر ہے
کز نسیمش در تو صد گلزار رست
جس کی خوشبو سے تجھ میں سو گلزار اُگ گئے ہیں

میلِ تو سوئے مغیلاں ست و ریگ
تیرا میلان کیکر اور ریت کی طرف ہے
تا چہ گُل چینی زخارے مردہ ریگ
اے حقیر! تو کانٹے سے کیا پھول چنے گا

طوبیٰ۔ خوشخبری، جنت کے ایک درخت کا نام ہے۔ میرے نزدیک شعر کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء کے نفحات سے جو زندگی اور تازگی میسر آجاتی ہے وہ شجرِ طوبیٰ کی سی تازگی اور زندگی ہے، ممکنات کی سی عارضی تازگی نہیں ہے۔ در افتند یعنی وہ نفحات اور تجلی زمین اور آسمان برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ دم۔ نفحہ۔ فَاَبَیْنَ قرآنِ پاک میں ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاَشْفَقْنَ مِنْہَا ہم نے امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی انہوں نے انکار کیا کہ وہ اُس کو اٹھائیں اور اُس سے ڈر گئے۔ ایں یعنی نفحات اور تجلیات۔ لقمہ یعنی نفسانی لذت۔ لقمان۔ مشہور دانا بزرگ گذرے ہیں بعض اُنکو نبی مانتے ہیں یہاں مراد روح ہے۔ خار خار۔ تردد، پریشانی۔ سایہ۔ یعنی کانٹے کا نشان۔ خرما۔ چھوارا، کھجور یعنی لذتِ نفس کو تو مفید سمجھتا ہے حالانکہ وہ مہلک ہے۔ نانِ کور۔ ناشکرا۔ نادیدہ۔ حریص، بھوکا۔ لقمان۔ روح اور جان پر چونکہ وحیِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے اسلئے اُسکو لقمان قرار دیا ہے۔ خار یعنی نفسانی خواہش۔ اُشتر۔ اونٹ، یہاں جسمِ انسانی مراد ہے۔ خار خوار۔ اونٹ، ببول وغیرہ کے کانٹے کھاتا ہے۔ مصطفیٰ زادہ روح کو شرافت کی وجہ سے مصطفیٰ زادہ کہا ہے۔ تنگ۔ تنا۔ کے فقرہ

اے بگشتہ زیں طلب ہر کو بکو — چند گوئی آں گلستاں کو و کو

اے اِس طلب میں کوچہ بکوچہ گھومنے والے! — کب تک کہے گا، وہ چمن کہاں ہے، کہاں ہے؟

پیش ازاں کیں خارِ پا بیروں کنی — چشم تاریک ست جولاں چوں کنی

اِس سے پہلے کہ تو پاؤں کے اِس کانٹے کو نکالے — آنکھیں اندھی ہیں، تو کیونکر دوڑ سکتا ہے؟

آدمی کو می نگنجد در جہاں — در سرِ خارے ہمی گردد نہاں

وہ انسان، جو دنیا میں نہیں سماتا — ایک کانٹے کے پیچھے چھپ جاتا ہے

مصطفیٰ آمد کہ سازد ہمدمی — کَلِّمِینِیْ یَا حُمَیْرَا کَلِّمِیْ

مصطفیٰ آئے کہ ہم کلامی کریں — اے حُمیرا! مجھ سے بات کر، بات کر

اے حُمیرا آتش اندر نہ تو نعل — تا ز نعلِ تو شود ایں کوہ لعل

اے حُمیرا! نعل آگ میں ڈال — تاکہ تیرے نعل کی وجہ سے یہ پہاڑ لعل بن جائے

ایں حُمیرا لفظِ تانیث ست و جاں — نام تانیثش نہند ایں تازیاں

یہ حمیرا مؤنث لفظ ہے اور جان — اہلِ عرب اُس کا نام مؤنث رکھتے ہیں

لیک از تانیث جاں را باک نیست — روح را با مرد و زن اشراک نیست

لیکن جان کو مؤنث ہونے کی کوئی پروا نہیں ہے — روح کی مرد و عورت سے کوئی شرکت نہیں ہے

از مؤنث و ز مذکر برترست — ایں نہ آں جان ست کز خشک و تر ست

وہ مذکر اور مؤنث سے بالا ہے — یہ وہ جان نہیں ہے جو خشک اور تر سے ہے

ایں نہ آں جاں ست کافزاید ز ناں — یا گہے باشد چنیں گاہے چناں

یہ وہ جان نہیں ہے جو روٹی سے بڑھتی ہے — یا کبھی ایسی اور کبھی ویسی ہوتی ہے

خوش کنندہ است و خوش و عینِ خوشی — بے خوشی نبود خوشی اے مرتشی

خوش کرنیوالی ہے اور خوش ہے اور مجسّم خوشی ہے — اے رشوت خور! خوشی بغیر خوشی کے نہیں ہے

مرتشی را ہست از رشوت خوشی — صد خوشی یابی چو دست اندر کشی

رشوت خور کو رشوت سے خوشی ہوتی ہے — تو اگر رشوت سے دست کش ہوجائے تو خوشیاں پائے

چوں تو شیریں از شکر باشی بود — کاں شکر گاہے ز تو غائب شود

اگر تو شکر کی وجہ سے میٹھا ہے تو ہوسکتا ہے — کہ وہ شکر کبھی، تجھ سے غائب ہو جائے

چوں شکر گردی ز تاثیرِ وفا — پس شکر کے از شکر گردد جدا

جب وفا کی تاثیر سے تو خود شکر بن جائے — تو شکر، مٹھاس سے کب جدا ہوتی ہے؟

گلستاں۔ یعنی علم و معرفت کا باغیچہ۔ کو۔ کوچہ۔ کو۔ کہاں۔ آدمی۔ روح لامکانی چیز ہے، عالم کی وسعتیں اس کیلئے تنگ ہیں لیکن لذتِ نفس سے وہ غائب ہوجاتی ہے۔ ہمدمی۔ ہمکلامی۔ حمیرا۔ حمراء کی تصغیر ہے یعنی سُرخ، یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔ یہاں مصطفیٰ سے مراد مردِ عارف اور حمیرا سے مراد روح ہے یعنی عارفِ کامل اپنی رُوح سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اے حمیرا۔ مردِ عارف کہتا ہے اے روح عشقِ الٰہی میں بے چین کردے تاکہ یہ جسم بے قرار ہوجائے۔ نعل در آتش نہادن۔ یہ کوئی عمل ہے، نعل کو کچھ پڑھ کر آگ میں ڈالدیا جاتا ہے تو معمول بے چین ہوجاتا ہے لہٰذا اسکے معنی بیقرار کردینا ہوگئے ہیں۔ کوہ۔ یعنی بدن۔ حمیرا۔ مؤنث کا صیغہ ہے اور عربی میں روح یعنی نفس کو مؤنث مانا جاتا ہے لہٰذا لفظ حمیرا سے روح مراد لینا مناسب ہے۔ باک۔ خوف، خطرہ، فکر۔ اشراک۔ شرکت۔ این۔ یعنی اس روح سے روحِ حیوانی مراد نہیں ہے جسکی پرورش خشک اور تر غذاؤں سے ہوتی ہے۔ مرتشی۔ رشوت خور۔ روح کے مراتبِ عشق تین ہیں ایک تو یہ کہ روح عشق کو خوش کرنیوالی ہو دوسرے یہ کہ عشق سے خود خوش ہو تیسرے یہ کہ عینِ خوشی بنجائے۔ صد خوشی اگر انسان لذتِ نفس کی رشوت خوری چھوڑدے تو صدہا مسرتیں حاصل ہوں۔ وفا۔ عشق میں وفا کے ذریعہ عین شکر بنجائے تو شیخ

زہرِ محض ست آں کہ باشد بے وفا
جو بے وفا ہے، وہ خالص زہر ہے

ھَبْ لَنَا یَا رَبَّنَا نِعْمَ الْوَرٰی
اے ہمارے پروردگار! ہمیں اچھی مخلوق عطا فرمائیے

عاشق از حق چوں غذا یابد رحیق
عاشق جب اللہ کی جانب سے شراب کی غذا پالیتا ہے

عقل آنجا گم شود گم اے رفیق
اے دوست عقل اس جگہ بالکل بیکار ہو جاتی ہے

عقلِ جزوی عشق را منکر بود
تھوڑی عقل عشق کی منکر ہوتی ہے

گرچہ بنماید کہ صاحب سِر بود
اگرچہ (بظاہر) نظر آتا ہے کہ رازداں ہوگی

زیرک و داناست اما نیست نیست
وہ عقلمند اور سمجھدار ہے لیکن (صاحب) فنا نہیں ہے

تا فرشتہ لا نشد اہرمنے ست
جب تک فرشتہ نیست نہ ہو جائے شیطان ہے

او بقول و فعل یارِ ما بود
وہ قول اور فعل میں ہماری دوست ہے

چوں بحکمِ حال آئی لا شود
جب تو عالمِ حال کے ماتحت آجائیگا معدوم ہوگی

لا بود او چوں نشد از ہست نیست
وہ کچھ نہیں ہے جبکہ ہست سے نیست نہ ہو

زانکہ طوعاً لا نشد کرہاً بسے ست
جبکہ وہ خوشی سے نیست نہ بنی تو مجبوریاں بہت ہیں

جاں کمال ست و ندائے او کمال
جان کمال ہے اور اسکی آواز کمال ہے

مصطفیٰ گویاں ارحنا یا بلال
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، فرماتے ہیں اے بلال ہمیں آرام پہنچا

اے بلال افراز بانگِ سلسلت
اے بلال! اپنی حسین آواز بلند کر

زاں دمے کاندم دمیدم در دلت
اس فیض سے جو میں نے تیرے دل میں پھونکا ہے

اے بلال ایں گلبنت را جاں بکار
اے بلال! اپنے اس بوٹے میں جان ڈال

خیز بلبل وار جاں می کن نثار
اٹھ، بلبل کی طرح جان نچھاور کر

زاں دمے کادم ازو مدہوش شد
اس آواز سے جس سے آدم مدہوش ہو گئے

ہوشِ اہلِ آسماں بے ہوش شد
آسمان والوں کے ہوش بے ہوش ہوئے

مصطفیٰ بے ہوش شد زاں خوب صوت
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اس حسین آواز سے مدہوش ہوئے

شد نمازش از شبِ تعریس فوت
لیلۃ التعریس میں ان کی نماز فوت ہوگئی

سر ازاں خوابِ مبارک بر نداشت
بابرکت نیند سے سر نہ اٹھایا

تا نمازِ صبحدم آمد بچاشت
یہاں تک کہ صبح کی نماز کے بعد چاشت کا وقت آگیا

در شبِ تعریس پیش آں عروس
شبِ تعریس میں، اس دلہن کے سامنے

یافت جانِ پاکِ ایشاں دستبوس
آپ کی پاک روح نے دست بوسی کی

بے وفا۔ عشق میں بیوفائی زہر ہے۔ نعم الوریٰ۔ اچھی مخلوق جو عشق میں وفادار ہے۔ رحیق۔ شراب کا نام ہے عقل یعنی عقلِ فلسفی۔ عقلِ جزوی۔ ناقص عقل وجودِ باری پر تو دلائل قائم کر کے واقفِ اسرار ہونا ظاہر کرتی ہے لیکن عشق کے عجائب کی منکر ہے۔ زیرک۔ دانا، ہوشیار۔ نیست۔ نابود، فنا۔ لا۔ نیست۔ اہرمن۔ دیو، شیطان۔ یار۔ یعنی بات چیت اور کاموں میں عقل رہنمائی کرتی ہے۔ حال۔ کیفیت باطنی روحی معرفت۔ طوعاً۔ خوشی سے۔ کرہاً۔ جبراً۔ کمال۔ یعنی عین کمال۔ افراز۔ بلند کر۔ سلسلت۔ خوشگوار، شیریں بانی۔ دم۔ آواز۔ دمیدن۔ پھونکنا۔ گلبن۔ بوٹا، سرخ پھولوں کا درخت۔ زاں دمے۔ وحیِ الٰہی سے حضرت آدمؑ مدہوش ہو گئے تھے۔ خوب صوت۔ حسین آواز یعنی حضرت بلالؓ کی اذان۔ تعریس۔ آخری شب میں پڑاؤ کرنا۔ غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر آنحضورؐ کی صبح کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ نمازِ صبحدم۔ نمازِ فجر یعنی آنحضورؐ کی نیند دراصل ایک استغراقی کیفیت تھی جس کی وجہ سے بروقت حضورؐ نماز نہ پڑھ سکے تھے۔ عروس۔ دولھا، دلہن۔ دستبوس۔ ہاتھ چومنا۔

عشق و جاں ہر دُو نہانند و ستیر — گر عروسش خواندہ ام عیبے مگیر
معشوق اور جان دونوں پوشیدہ اور مستور ہیں — اگر میں نے اُس کو دلہن کہہ دیا ہے عیب گیری نہ کر

از ملالِ یار خامُش گردمے — گر ہم اُو مُہلت بدادے یکدمے
یار کے ملال سے میں چُپ ہو جاتا — اگر تھوڑی دیر کے لئے وہی وہ مجھے مہلت دیتا

لیک می گوید بگو ہیں عیب نیست — جُز تقاضائے قضائے غیب نیست
لیکن وہ کہتا ہے، کہہ خبردار عیب نہیں ہے — (یہ کلمات) غیب کے تقاضے کے بغیر نہیں ہیں

عیب باشد کو نہ بیند جز کہ عیب — عیب کے بیند روانِ پاکِ غیب
(یہ کلمات) عیب ہونگے اُس کیلئے جو عیب کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے — عالم غیب کی پاک روح عیب کب دیکھتی ہے؟

عیب شد نسبت بمخلوقِ جہول — نے بہ نسبت با خداوندِ قبول
جاہل مخلوق کے اعتبار سے عیب ہوگا — مقبولِ بارگاہ (شخص) کی نسبت سے عیب نہ ہوگا

کفر ہم نسبت بخالق حکمت ست — چوں بما نسبت کُنی کفر آفت ست
اللہ کے اعتبار سے کفر بھی حکمت ہے — جب تو ہمارا اعتبار کرے کفر، مصیبت ہے

ور یکے عیبے بوَد با صد صفات — بر مثالِ چوب باشد در نبات
اگر سَو خوبیوں کے ساتھ ایک عیب ہو — تو وہ مصری میں لکڑی کی طرح ہوگا

در ترازو ہر دُو را یکساں کشند — زانکہ آں ہر دُو چو جسم و جاں خوش اند
ترازو میں دونوں کو یکساں رکھتے ہیں — اس لئے وہ دونوں جسم اور اچھی جان کی طرح ہیں

پس بزرگاں ایں نہ گفتند از گزاف — جسمِ پاکاں عینِ جاں افتاد صاف
تو بزرگوں نے یہ خواہ مخواہ نہیں کہا — پاک لوگوں کا جسم جان کی طرح مصفی ہے

گفتِ شاں و فعلِ شاں و ذکرِ شاں — جملہ جانِ مطلق آمد بے نشاں
اُن کا قول اور اُن کا فعل اور اُن کا ذکر — سب بے نشان، مطلق جان ہیں

جانِ دشمن دارِ شاں جسمے ست صرف — چوں زیاد از نرد اُو اسمے ست صرف
اُن کے دشمن کی جان صرف جسم ہے — جیسے نرد کا زیاد کہ وہ صرف نام ہے

آں بخاک اندر شد و کُل خاک شد — ایں نمک اندر شد و کُل پاک شد
وہ خاک میں ملا اور پورا خاک ہو گیا — یہ نمک میں گیا اور سب پاک ہو گیا

آں نمک کز وے محمد املح ست — زاں حدیث بانمک اُو افصح ست
وہ نمک جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملیح تر ہوئے — اُس نمکین بات سے وہ فصیح تر ہوئے

عشق یعنی معشوق۔ ستیر، مستور، چھپا ہوا۔ گر عروسش۔ جس طرح دلہن پردہ میں ہوتی ہے اسی طرح عشق اور جان بھی پوشیدہ ہے۔ از ملال۔ یعنی میں ذات حق کو عروس کہنے سے باز بھی آ جاتا لیکن غلبہ حال کی وجہ سے کہنے پر مجبور ہوں۔ تقاضائے غیب یعنی یہ کلمات غیبی اشارے میں نے کہے ہیں۔ عیب یعنی کلمات کہنا انھیں کے نزدیک عیب ہوگا جنکو عیب کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہو۔ جہول۔ نادان۔ خداوند قبول۔ صاحب قبولیت مقبول۔ یعنی بعض کلمات جاہل کہیں تو عیب شمار ہوگا اور اگر وہی کلمات صاحب حال کہے تو اُس کے اعتبار سے عیب نہیں ہے۔ کفر ہم۔ یعنی نسبت کے بدل جانے سے کلمات اور اقوال کا حکم بدل جاتا ہے مثلاً کفر ہے اللہ کی طرف اُس کے خلق کی نسبت میں حکمت ہے ہماری نسبت سے وہ انتہائی خراب بات اور عیب ہے۔ ور یکے۔ یعنی میں نے حضرت حق کے بارے میں بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے جنکی وجہ سے مجھ میں خوبیاں گنی جائینگی مگر ایک لفظ عروس کہدینا میرا عیب بھی ہے تو گرفت نہ کرو شکر کے ساتھ تنکا بھی اسی بھاؤ تُل جاتا ہے۔ جسم پاکاں۔ یعنی جب برائی اور بھلائی نسبتی ہے تو جسم عوام کے اعتبار سے روح سے کم درجہ کی چیز ہے لیکن بزرگوں کے اعتبار سے جسم بھی روح کی طرح پاک و صاف ہے۔ گفت شاں۔ پاک لوگوں کے جو اعمال جسم سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی بمنزلہ روح کے ہیں۔ دشمن دار۔ دشمنی رکھنے والا۔ زیاد۔ نرد کی ساٹھ بازیوں میں سے ایک

آں نمک باقی ست از میراثِ اُو ۔ با تو اَند آں وارثانِ اُو بجُو

آپ کی میراث کا وہ نمک باقی ہے ۔ آپ کے وہ وارث تیرے ساتھ ہیں، تلاش کرے

پیشِ تو بِشستہ ترا خود پیش کو ۔ پیشِ ہستت جانِ پیش اندیش کو

تیرے آگے بیٹھے ہیں، خود تجھے آگا کب میسر ہے؟ ۔ تیرے وجود کے سامنے آگے سوچنے والی جان کہاں ہے؟

گر تو خود را پیش وپس داری گماں ۔ بستۂ جسمی و محرومی زجاں

اگر تو اپنے لئے آگے پیچھے کا گمان رکھتا ہے ۔ تو تُو جسم کا پابند ہے اور جان سے محروم ہے

زیر و بالا پیش وپس وصفِ تن ست ۔ بے جہتہا ذاتِ جانِ روشن ست

نیچا اور اونچا، آگا اور پیچھا جسم کی صفتیں ہیں ۔ پاک جان، بغیر سمتوں کے ہے

برگشا از نورِ پاکِ شہ نظر ۔ تا نہ پنداری تو چوں کوتہ نظر ق

شاہ کے پاک نور سے نظر کر ۔ تاکہ کوتاہ نظر کی طرح تو یہ نہ خیال کرے

کہ ہمینی در غم و شادی وبس ۔ اے عدم گو مر عدم را پیش وپس

کہ تو صرف غمی اور خوشی کے لئے ہے اور بس ۔ اے معدوم! معدوم کا آگا پیچھا کہاں ہے؟

از وجود و از عدم گر بگذری ۔ از حیاتِ جاودانی بَر خوری

تو اگر وجود اور عدم سے گزر جائے ۔ تو ابدی زندگی حاصل کرے

روزِ باران ست میرَو تا بہ شب ۔ نے ازیں باراں ازاں بارانِ رب

بارش کا دن ہے، رات تک چلا چل ۔ اِس بارش سے نہیں، خدا کی بارش سے

ہست باراں ہا بجز ایں باراں بدان ۔ می نمی بیند وُرا جز چشمِ جان

سمجھ لے! اِس بارش کے علاوہ اور بارش بھی ہے ۔ جس کو صرف جان کی آنکھ دیکھتی ہے

چشمِ جاں را باز کُن نیکو نگر ۔ تا ازاں باراں عیاں بینی خضر

جان کی آنکھ کھول، اچھی طرح دیکھ ۔ تاکہ اُس بارش کا سبزہ صاف دیکھے

سوال کردنِ عائشہؓ از پیغمبر علیہ السلام کہ باراں شد و جامۂ مبارکِ تو تر نگشت و جوابِ آں

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیغمبر علیہ السلام سے سوال کرنا کہ بارش ہوئی اور آپ کے بابرکت کپڑے نہ بھیگے اور اُس کا جواب

مصطفیٰ روزے بگورستاں برفت ۔ با جنازہ یارے از یاراں برفت

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن قبرستان تشریف لے گئے ۔ دوستوں میں سے ایک دوست کے جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے

از میراثِ اُو: آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں، یعنی آپؐ کی معرفت کی چاشنی اور ملاحت علماء اور اولیاء میں منتقل ہوئی ہے جو اب بھی دنیا میں موجود ہیں۔ پیشِ تو: وہ وارثانِ نبی موجود ہیں لیکن وہ لوگ جو اپنے وجود میں روح کو گم کئے ہوئے ہیں انکو احساس نہیں ہے جبتک انسان اپنی ہستی کو فنا نہیں کرتا اسکو پیش بیں روح میسر نہیں آتی۔ گر تو: اگر انسان کو اپنے آگے پیچھے کا خیال ہے تو وہ جسمانی صفات میں اُلجھا ہوا ہے اور روح کی لذتوں سے محروم ہے۔ زیر و بالا: یہ سب صفات جسم کی ہیں روح اُن سے پاک ہے۔ نور پاک: حقیقی معرفت حاصل ہو جانے پر انسان غم اور خوشی وغیرہ جسمانی صفات سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ بگزری: دست بردار ہو۔ حیاتِ جاودانی: ابدی زندگی۔ برخوری: پھل کھائے۔ روزِ باراں: یعنی الٰہی فیوض برس رہے ہیں ایسی حالت میں گھر میں بیٹھا رہنا مناسب نہیں ہے اُن سے نفع اندوز ہونا چاہیے۔ چشم جاں: فیوض کی بارش کا روح کی آنکھ ادراک کر سکتی ہے۔ خضر: سبزہ۔ یار: یعنی صحابی۔

خاک را در گورِ او آگندہ کرد

اُن کی قبر میں مٹی بھر دی

زیرِ خاک آں دانہ اش را زندہ کرد

مٹی کے نیچے اُن کے دانہ کو زندہ کر دیا

ایں درختانند ہمچوں خاکیاں

مٹی میں دفن کئے ہوؤں کی مانند یہ درخت ہیں

دست ہا بر کردہ اند از خاکداں

جو مٹی سے ہاتھ باہر نکالے ہوئے ہیں

سوئے خلقاں صد اشارت میکنند

لوگوں کی طرف سو اشارے کر رہے ہیں

وانکہ گوشستش عبارت میکنند

جن کے کان ہیں اُن کے لئے تقریر کر رہے ہیں

تیز گوشاں رازِ ایشاں بشنوند

تیز کان والے اُن کا راز سُنتے ہیں

غافلاں آوازہا را نشنوند

غافل لوگ آوازوں کو نہیں سُنتے ہیں

با زبانِ سبز و با دستِ دراز

سبز زبان سے اور لمبے ہاتھ سے

از ضمیرِ خاک میگویند راز

خاک میں چھپے ہوئے راز بتا رہے ہیں

ہمچو بطاں سر فرو بُردہ باب

بطخوں کی طرح پانی میں غوطہ مارے ہوئے

گشتہ طاؤساں بودہ چوں غراب

مور بن گئے، اور کوّے کی طرح

در زمستاں شاں اگر محبوس کرد

جاڑوں میں اگر اُن کو قید کیا

آں غراباں را خدا طاؤس کرد

اُن کوّوں کو اللہ (تعالیٰ) نے مور بنا دیا

در زمستاں شاں اگرچہ داد مرگ

جاڑوں میں اگرچہ اُن کو مارا

زندہ شاں کرد از بہار و داد برگ

اُن کو بہار سے زندہ کر دیا اور پتے دیدیئے

منکراں گویند ہست ایں خود قدیم

مُنکر کہتے ہیں یہ قدیم ہیں

ایں چرا بندیم بر ربِّ کریم

ربّ کریم سے اُن کا تعلق کیوں کریں؟

جملہ پندارند کیں خود دائم ست

سب یقین کرتے ہیں کہ یہ ہمیشہ سے ہے

وز قدیم ایں جملہ عالم قائم ست

اور ہمیشہ سے یہ تمام عالم قائم ہے

کوریِ ایشاں درونِ دوستاں

(یہ حقیقی) آنکھ کے اندھے پن سے ہے دوستوں کے دل ہیں

حق بروئیانید باغ و بوستاں

اللہ (تعالیٰ) نے باغ اور بوستاں اُگا دیا ہے

ہر گلے کاندر درون بویا بود

جو پھول اپنے اندر سے خوشبو دے رہا ہو

آں گُل از اسرارِ کُل گویا بود

وہ پھول تمام اسرار کا پتہ دیتا ہے

بوئے ایشاں رغمِ انفِ منکراں

اُن کی خوشبو منکروں کی ذلّت کے ساتھ

گرد عالم می رَوَد پردہ دراں

پردہ دری کرتے ہوئے دنیا کا چکر کاٹتی ہے

دانہ اش۔ یعنی دنیوی موت کے بعد اسکو برزخی زندگی نصیب ہوگئی۔ خاکیاں: مٹی سے پیدا ہونیوالے اور مرکر مٹی میں مدفون ہونیوالے۔ بر کردن: نکالنا۔ خاکداں: دُنیا۔ عبارت: تقریر۔ برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کائنات کی ہر چیز خدا کی تسبیح پڑھتی ہے تم نہیں سمجھتے ہو۔ زبانِ سبز: یعنی پتے۔ دستِ دراز: یعنی شاخیں۔ ضمیر: دل کی بات۔ ہمچو: درختوں کی ۳ حالتوں کو تین پرندوں سے تشبیہ دی ہے درخت موسم خزاں میں ہریالی ختم ہوکر کالے کوّے کی طرح ہوجاتے ہیں، رطوبت کو حاصل کرنے میں گویا وہ بطخیں ہیں جو پانی میں غوطہ لگا کر غذا حاصل کرتی ہیں موسم بہار میں پھول پتیاں نکلنے کے بعد وہ مور بن جاتے ہیں۔ منکراں: یعنی دہریہ جو وجود باری کے منکر ہیں اور فلاسفہ جو خدا کو صانع اور مختار نہیں مانتے ہیں۔ ایں: یعنی کائنات قدیم ہے خدا سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ کوری: اندھا پن۔ رُویانیدن: رُوئیدن کا متعدی مصدر ہے یعنی اولیاء اللہ کے سینے علومِ معرفت سے باغ و بہار ہیں۔ اُنکے گل اور بوٹے کی خوشبو سے منکر اسطرح پریشان ہوتے ہیں جیسے گوبر کا کیڑا خوشبو سے یا کمزور دماغ والا ڈھول کی آواز سے۔ بویا: خوشبو دینے والا۔ گویا: بولنے والا۔

مُنکراں ہمچو جُعَل زاں بوئے گُل
یا چو نازک مغز از بانگِ دُہل

اُس کے پھول کی خوشبو سے منکر گبریلے کی طرح ہیں
یا ایسے جیسے ڈھول کی آواز سے نازک دماغ

خویشتن مشغول می سازند و غرق
چشم می دوزند از لمعانِ برق

اپنے آپ کو مشغول اور غرق کرتے ہیں
بجلی کی چمک سے آنکھیں سی لیتے ہیں

چشم می دوزند و آنجا چشم نے
چشم آں باشد کہ بیند مامنے

آنکھیں سی لیتے ہیں اور ان کی آنکھیں ہی نہیں ہیں
آنکھ تو وہ ہے جو جائے پناہ کو دیکھ لے

چوں ز گورستاں پیمبر باز گشت
سوئے صدیقہ شد و ہمراز گشت

جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) قبرستان سے لوٹے
صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف گئے اور ہمراز بنے

چشمِ صدیقہ چو بر رُویش فتاد
پیش آمد دست بر وے می نہاد

صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی نظر جب آپ کے چہرے پر پڑی
آگے بڑھیں اور آپ پر ہاتھ رکھا

بر عمامہ، بر رُخ و بر مُوئے اُو
بر گریباں و برو بازوئے اُو

عمامہ پر اور آپ کے چہرے اور بالوں پر
گریبان پر اور جسم پر اور آپ کے بازو پر

گفت پیغمبر چہ می جوئی شتاب
گفت باراں آمد امروز از سحاب

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جلد جلد کیا ڈھونڈتی ہو؟
بولیں آج بادل سے بارش برسی ہے

جامہایت می بجویم در طلب
تر نمی بینم ز باراں اے عجب

جستجو میں آپ کے کپڑے چھوتی ہوں
تعجب ہے! بارش سے تر نہیں دیکھتی ہوں

گفت چہ بر سر فگندی از ازار
گفت کردم آں ردائے تو خمار

فرمایا، سر پر کونسا کپڑا اوڑھا تھا؟
بولیں آپ کی چادر کو دوپٹہ بنایا تھا

گفت بہر آں نمود اے پاک جیب
چشمِ پاکت را خدا بارانِ غیب

فرمایا، اے پاک دل! اسی لئے دکھائی
خدا نے تیری پاک آنکھ کو غیبی بارش

نیست آں باراں ازیں ابرِ شما
ہست ابرِ دیگر و دیگر سما

وہ بارش تمہارے اس ابر کی نہیں ہے
وہ دوسرا ابر اور دوسرا آسمان ہے

ایں چنیں باراں ز ابرِ دیگر ست
رحمتِ حق در نزولش مُضمر ست

اس طرح کی بارش دوسرے ابر کی ہے
جس کے نازل ہونے میں خدا کی رحمت پوشیدہ ہے

بشنو از قولِ سنائیؒ در رموز
معنیٔ تا واقف آئی بر کنوز

اشارات کے بارے میں سنائیؒ کے قول کے
ایک معنیٰ سن، تاکہ تو خزانوں سے واقف ہو جائے

جُعَل۔ بگر دنڈا، گوبر کی گولیاں بنا کر لڑھکانے والا کیڑا۔
دُہل۔ ڈھول۔ مشغول۔ یعنی منکرین جو محض عقلی غلط دلائل میں اپنے آپ کو معروف کئے ہوئے ہیں اور صحیح دلائل کی روشنی سے آنکھوں کو بند کئے ہوئے ہیں۔
چشم نے۔ دراصل ان کے آنکھ کبھی نہیں ہے آنکھ تو وہی ہے جو صحیح دیکھے۔
باز گشت۔ واپس آئے۔ صدیقہ۔ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔ ہمراز۔ راز کی باتیں کرنے والا۔ عمامہ عین کے کسرہ سے۔ پگڑی۔ بر۔ پہلو، بغل۔ سحاب۔ ابر۔ ازار۔ تہ بند، لنگی۔ ردا۔ چادر۔
خمار۔ اوڑھنی۔ جیب۔ گریبان، سینہ، دل۔ سما۔ آسمان۔ مُضمر۔ پوشیدہ۔ سنائی۔ مشہور حکیم، شاعر، بزرگ ہیں۔ رموز۔ رمز کی جمع، اشارہ۔ کنوز۔ کنز کی جمع، خزانہ۔

گر تو بکشائی ز باطن دیدهٔ | زود یابی سُرمهٔ بگزیدهٔ
اگر تو باطن کی آنکھیں کھول لے | بہت جلد پسندیدہ سُرمہ حاصل کر لے

تفسیر بیتِ حکیم سنائی رَوّحَ اللہُ رُوحَہٗ

حکیم سنائی (خدا اُن کی روح کو راحت پہنچائے) کے شعر کی تفسیر

آسمانہاست در ولایتِ جاں[1] | کارفرمائے آسمانِ جہاں
روح کی اقلیم میں آسمان ہیں | جو دنیا کے آسمان میں کارفرما ہیں

در رہِ روح پست و بالاہاست | کوہ ہائے بلند و دریاہاست
روح کے راستہ میں پستی اور بلندیاں ہیں | اُونچے پہاڑ اور دریا ہیں

پیرِ دانا اندریں رمزے کہ گفت | در حقیقت زیں صدف دُرّے بسُفت
دانا بزرگ نے اس سلسلہ میں جو اشارہ کیا | حقیقتاً اِس سیپ کا موتی پرو دیا

غیب را ابرے و آبے دیگر ست | آسمان و آفتابے دیگر ست
(عالمِ) غیب کا ابر اور پانی دوسرا ہے | آسمان اور آفتاب دوسرا ہے

ناید آں اِلّا کہ بر خاصاں پدید | باقیاں فِی لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْد
وہ صرف خاصانِ (خدا) پر ظاہر ہوتا ہے | باقی لوگ اِس نئی مخلوق سے شُبہ میں ہیں

ہست باراں از پئے پروردگی | ہست باراں از پئے پژمُردگی
ایک بارش پرورش کے لئے ہے | ایک بارش مُرجھانے کے لئے ہے

نفعِ بارانِ بہاراں بُوالعجب[2] | باغ را بارانِ پائیزی چو تب
موسمِ بہار کی بارش کا نفع تعجب خیز ہے | خزاں کی بارش باغ کے لئے بخار کی طرح ہے

باغ را بارانِ نیسانی طرب | باز بارانِ خرابی ہمچو تب
نیساں کی بارش باغ کی مستی ہے | پھر خزاں کی بارش بخار کی طرح ہے

آں بہاری نازپروردش کُند | وِیں خزانی ناخوش و زردش کُند
موسمِ بہار کی بارش اُس کی نازپروری کرتی ہے | یہ خزاں کی بارش اُس کو خراب اور زرد کر دیتی ہے

ہمچنیں سرما و باد و آفتاب | بر تفاوت داں و سر رشتہ بیاب
اِسی طرح جاڑا اور ہوا اور سورج | جداگانہ سمجھ اور اصول کو سمجھ لے

ہمچنیں در غیب انواع ست ایں | در زیان و سُود و در رنج و غبیں
اِسی طرح (عالمِ) غیب میں اسکی قسمیں ہیں | نفع اور نقصان، تکلیف اور ٹوٹے میں

[1] ولایتِ جان۔ عالمِ روح۔ پیرِ دانا۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ۔ رمز۔ اشارہ۔ صدف۔ سیپ۔ دُر۔ موتی۔ فی لبسٍ۔ یہ آیت حشر کے منکروں کے بارے میں ہے۔ مولانا نے امورِ غیبیہ پر شبہ کرنے والوں کے لئے استعمال کر دی ہے۔ ہست باراں۔ یعنی غیبی بارش کی بھی دو قسمیں ہیں، مضر اور مفید۔

[2] بوالعجب۔ بہت تعجب خیز۔ پائیز۔ خزاں۔ نیساں۔ وہ دن جب آفتاب برجِ حمل میں ہوتا ہے، ایامِ بہار۔ تپ۔ بخار۔ تفاوت۔ فرق۔ سر رشتہ۔ بات کا سرا، کھوج۔ انواع۔ نوع کی جمع، قسم۔ زیان۔ نقصان۔ سود۔ نفع۔ غبین۔ خاتر العقل، ٹوٹے میں پڑا ہوا۔

ایں دمِ ابدال باشد زاں بہار — در دل و جاں روید از وے سبزہ زار
ابدال کا کلام اسی بہار سے ہوتا ہے — اس سے دل و جان میں سبزہ اُگتا ہے

فعلِ بارانِ بہاری با درخت — آید از انفاسِ شاں اے نیک بخت
موسمِ بہار کی بارش کا درختوں سے جو معاملہ ہے — اے نیک بخت! اُن کے سانسوں سے حاصل ہوتا ہے

گر درختِ خشک باشد در مکاں — عیبِ آں از بادِ جاں افزا مداں
اگر کسی جگہ کوئی خشک درخت ہو — اُس کا وہ عیب روحانی ہوا سے نہ جانو

باد کارِ خویش کرد و بر وزید — آنکہ جانے داشت بر جانش گزید
ہوا نے اپنا کام کیا اور چلی گئی — جس میں جان تھی اس نے اُسکو اپنی جان پر ترجیح دی

وانکہ جامد بود خود واقف نشد — ولے اُو جانے کہ اُو عارف نشد
اور جو پتھر تھا واقف نہ ہوا — اُس جان پر افسوس جو پہچاننے والی نہ بنی

در معنیِ حدیث کہ اِغتَنِمُوا بَرْدَ الرَّبِیعِ فَاِنَّہٗ یَعْمَلُ بِاَبْدَانِکُمْ کَمَا

اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ موسمِ ربیع کی سردی کو غنیمت سمجھو وہ تمہارے بدنوں پر

یَعْمَلُ بِاَشْجَارِکُمْ وَاجْتَنِبُوا بَرْدَ الْخَرِیفِ فَاِنَّہٗ یَعْمَلُ بِاَبْدَانِکُمْ

وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر، اور موسمِ خریف کی سردی سے بچو وہ تمہارے جسموں پر

کَمَا یَعْمَلُ بِاَشْجَارِکُمْ

وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر

قولِ پیغمبر شنو اے جانِ من — دور کُن از خویشتن انکار و ظن
اے جانِ من! پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات سُن — انکار اور گمان اپنے سے دور کر

گفت پیغمبر ز سرمائے بہار — تن مپوشانید یاراں زینہار
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا موسمِ بہار کی سردی سے — یارو! ہرگز بدن نہ ڈھکو

زانکہ با جانِ شما آں می کُند — کاں بہاراں با درختاں میکند
اس لئے کہ وہ تمہاری جان کے ساتھ وہی کرتا ہے — جو موسمِ بہار درختوں کے ساتھ کرتا ہے

بس غنیمت باشد آں سرمائے اُو — در جہاں بر عارفانِ وقت جُو
اُس کی سردی غنیمت ہوتی ہے — دنیا میں، وقت کے تلاش کرنیوالے عارفوں پر

در بہاراں جامہ از تن بر کنید — تن برہنہ جانبِ گلشن روید
(موسمِ) بہار میں کپڑے تم اتار دو — ننگے بدن، باغ کی طرف چلو

دمؒ۔ سانس، کلام۔ ابدال۔ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے یعنی اولیاء کے انفاس بہار کا کام کرتے ہیں۔ اور دلوں میں سبزہ اگاتے ہیں۔ انفاس نفس کی جمع سانس۔ گر درخت یعنی بزرگوں کے انفاس سے بدبختوں کی بدبختی میں اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ وہ اُن انفاس کے منکر ہو جائیں۔ باد۔ اولیاء کی بادِ بہاری اصلاحِ عوام کا کام کر جاتی ہے اور جو اُس سے مستفید ہوں اولیاء اُن پر جان نثار کرتے ہیں۔ جامد۔ جن کے دل پتھر کے ہو گئے ہیں اور ناقابلِ اصلاح ہیں۔

ربیعؒ۔ موسمِ بہار خریف۔ موسمِ خزاں۔ سرمائے بہار۔ یعنی غیبی فیوض و برکات۔ با درختاں جس طرح موسمِ بہار کی بارش سے درخت سرسبز و شاداب ہوتے ہیں فیوضِ غیبیہ سے روح تازہ ہوتی ہے۔

سرمائے اُوؒ یعنی فیوض و برکات۔ وقت۔ یعنی وہ وقت جس میں غیبی واردات کا قلب پر نزول ہو۔

لیک بگریزید از بادِ خزاں
لیکن بادِ خزاں سے بچو

کاں کُند کاں کرد با باغ و رزاںؒ
اِسلئے کہ وہ بھی کرے گی جو اُس نے باغ اور انگوروں کیساتھ کیا

راویاں ایں را بظاہر بُردہ اند
روایت کرنیوالوں نے اِسکو ظاہری معنی پر محمول کیا

ہم بر آں صورت قناعت کردہ اند
اور اُنھوں نے اِنہی معنی پر قناعت کرلی

بے خبر بودند از سرِّ آں گروہ
یہ جماعت راز سے بے خبر تھی

کوہ را دیدہ ندیدہ کاں بکوہ
پہاڑ کو دیکھا، پہاڑ میں کان کو نہ دیکھا

آں خزاں نزدِ خدا نفس و ہواست
وہ خزاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک نفس اور خواہش ہے

عقل و جاں عینِ بہارست و بقاست
عقل اور روح عینِ بہار اور بقا ہے

گر ترا عقلے ست جزوی در نہاں
اگر تجھ میں ناقص عقل ہے

کاملُ العقلے بجو اندر جہاں
دنیا میں مکمل عقل والا تلاش کرے

جزوِ تو از کُلِ او کلی شود
تیری ناقص عقل، اُسکی کامل عقل سے کامل ہو جائیگی

عقلِ کُل بر نفس چوں غُلّے شود
کامل عقل نفس کے لئے طوق بن جائے گی

پس بتاویل ایں بود کانفاسِ پاک
(اِس حدیث کے معنی) تاویل کیساتھ یہ ہونگے کہ پاک سانس

چوں بہارست و حیاتِ برگ و تاک
(موسم) بہار کیطرح ہیں اور پتوں اور انگور کی حیات ہیں

از حدیثِ اولیا نرم و درشت
اولیاء کی نرم اور سخت بات سے

تن مپوشاں کہ دینت را پشت
پہلو تہی نہ کر کیونکہ وہ تیرے دین کی پُشت پناہ ہیں

گرم گوید سرد گوید خوش بگیر
گرم کہیں، سرد کہیں خوشی سے تسلیم کر

تا ز گرم و سرد بجہی وز سعیر
تاکہ گرم اور سرد اور جہنم سے نجات پالے

گرم و سردش نو بہارِ زندگی ست
اُن کا گرم و سرد (کہنا) زندگی کی نو بہار ہے

مایۂ صدق و یقین و بندگی ست
صدق اور یقین اور بندگی کا سرمایہ ہے

زانکہ زاں بُستانِ جانہا زندہ است
اِسلئے کہ اُن سے جانوں کا باغ تر و تازہ ہے

زاں جواہر بحرِ دل آگندہ است
اُن جواہر سے دل کا سمندر پُر ہے

بر دلِ عاقل ہزاراں غم بود
عقلمند کے دل پر ہزاروں غم چھا جاتے ہیں

گر ز باغِ دل خلالے کم بود
اگر دل کے باغ سے ایک تنکا کم ہو جاتا ہے

رزاںؒ۔ رز کی جمع، انگور، خزاں کی ہوا سے یہ چیزیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ راویاں۔ راوی کی جمع، حدیث نقل کرنے والا یعنی عام طور پر روایت کرنیوالوں نے اس حدیث کے ظاہری معنی لئے ہیں۔ سِر۔ راز یہاں پر عالمِ غیب کی بادِ بہار اور خزاں مراد ہے۔ کان۔ معدن۔ ہوا۔ خواہش نفسانی۔ تقا۔ تقویٰ، پرہیزگاری۔ گر ترا۔ یعنی اگر یہ مضامین غیب تیری سمجھ میں نہیں آتے تو کسی شیخ کامل کا دامن پکڑ لے پھر سمجھ میں آجائینگے۔ کُلِ او۔ یعنی شیخ کامل کی مکمل عقل۔ غُل۔ گردن کا طوق یعنی اُس کی بیعت تجھے ہوا و حرص سے روک دے گی۔ تاویل۔ کسی عبارت کے ظاہری معنی مراد نہ لینا۔ حیات۔ زندگی۔ تاک۔ انگور۔ نرم و درشت۔ پیاری اور تلخ نصیحتیں۔ پُشت یعنی پُشت پناہ۔ گرم و سرد گفتن۔ سخت و سست کہنا۔ گرم و سرد۔ مصائب۔ سعیر۔ جہنم۔ نو بہار۔ بارش کی ٹھنڈک اور سورج کی گرمی سبزہ زار پیدا کرتی ہے اسی طرح شیخ کی گرم و سرد نصیحتیں ایمان کی تازگی کا سبب ہیں۔ بستانِ جاں۔ روحانی باغ۔ بحر۔ سمندر۔ آگندہ۔ پُر۔

پُرسیدنِ عائشہ رضی اللہ عنہا از مُصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کرنا

کہ سِرِّ بارانِ اِمروز چہ بود

کہ آج کی بارش کا کیا راز تھا؟

پس سُوالش کردہ صِدّیقہؓ زِصدق
صدّیقہ (رضی اللہ عنہا) نے سچائی سے آپ سے سوال کیا
باخشوع و باادب از جوشِ عشق
محبت کے جوش سے عاجزی اور ادب کے ساتھ

کاے خلاصہ ہستی و زبدہ وجود
اے ہستی کے خلاصہ اور وجود کے برگزیدہ!
حِکمتِ بارانِ امروزی چہ بود
آج کی بارش میں کیا حِکمت تھی؟

ایں ز بارانہائے رحمت ہاست یا
یہ رحمتوں کی بارشوں میں سے ہے، یا
بہرِ تہدیدات و عَدلِ کبریا
دھمکیوں اور خدا کے انصاف کے لئے ہے

ایں ازاں لُطفِ بہاریّات بُود
یہ (بارش) مہربانی اور موسمِ بہار کی بارشوں سے تھی
یا ز پائیزی پُر آفات بُود
یا آفتوں بھری خزاں کی بارش تھی

گفت ایں از بہرِ تسکینِ غم ست
فرمایا کہ یہ اس غم کی تسکین کے لئے ہے
کز مصیبت بر نژادِ آدمؑ ست
جو آدمؑ کی نسل پر مصیبت کی وجہ سے ہے

گر براں آتش بماندے آدمی
اگر آدمی اس آگ میں رہتا
بس خرابی اوفتادے و کمی
بہت خرابی اور کمی واقع ہو جاتی

ایں جہاں ویراں شدے اندر زماں
یہ دنیا فوراً ویران ہو جاتی
حرصہا بیروں شدے از مردماں
انسانوں میں سے حرص نکل جاتی

اُستُنِ ایں عالَم اے جاں غفلت ست
اے جان! اِس عالَم کا ستون غفلت ہے
ہوشیاری ایں جہاں را آفت ست
ہوشیاری اِس عالَم کی آفت ہے

ہوشیاری زاں جہان ست و چو آں
ہوشیاری اُس عالَم کی ہے اور جب وہ
غالب آید پست گردد ایں جہاں
غالب آجائے تو یہ عالَم پست ہوجاتا ہے

ہوشیاری آفتاب و حرص یخ
ہوشیاری سورج ہے اور حرص برف ہے
ہوشیاری آب و ایں عالَم وسخ
ہوشیاری پانی ہے اور یہ عالَم میل ہے

زاں جہاں اندک ترشح می رسد
اس عالَم سے تھوڑی سی رِستی رہتی ہے
تا نہ خیزد زیں جہاں حرص و حسد
تاکہ اس عالَم سے حرص اور حسد ختم نہ ہوجائے

صِدق - سچائی۔ خشوع - عاجزی۔ خلاصۂ ہستی - مخلوقات کے کمالات کا جامع۔ زبدہ - مکھن، برگزیدہ۔ تہدید - دھمکی۔ عدل - انصاف۔ لُطف - مہربانی۔ بہاریّات - سامانِ بہار۔ پائیزی - خزانی۔ تسکین - ساکن کرنا۔ نژاد - نسل، اولاد۔ گر - یعنی اگر انسان کو غم سے بالکل سکون نہ ملے تو مشاغلِ زندگی میں بہت خلل پڑ جائے۔

ایں جہاں - انسان غم کی مایوسیوں میں پڑا رہتا اور حرص کی وجہ سے جو کوشش ہے وہ ختم ہو جاتی اور دنیا ویران ہوجاتی۔ اُستُن - ستون۔ غفلت - لاپروائی۔ ہوشیاری - احساس۔ آفت - مشہور مقولہ ہے "لَوْلَا الْحَمْقَاءُ لَخَرِبَتِ الدُّنْیَا" اگر احمق نہ ہوتے تو دنیا تباہ ہوجاتی۔ ہوشیاری - آخرت کا پورا احساس ہوجائے تو پھر دنیا بے حقیقت نظر آنے لگے۔ ہوشیاری کا سورج حرص کے برف کو پگھلا دے اور یہ دنیا جو میل کچیل ہے، ہوشیاری کا پانی اس کو دھو ڈالے۔

زاں جہاں - عالمِ آخرت سے اِس دنیا میں تھوڑا تھوڑا ترشح ہوتا ہے تاکہ لوگ غفلت میں مبتلا رہ کر حرص و حسد کی بنیاد پر دنیا کا کاروبار کرتے رہیں۔ اگر غفلت زیادہ بڑھ جائے تو ہر انسان مکر میں مبتلا ہوجائے اور دنیا سے اچھی اور بری صفات کا خاتمہ ہوجائے۔

گر ترشّح بیشتر گردد ز غیب — نے ہنر ماند دریں عالم نہ عیب
اگر غیب سے یہ رساؤ زیادہ بڑھ جائے — اس عالم میں نہ ہنر رہے نہ عیب

این ندارد حد سوئے آغاز رو — سوئے قصہ مردِ چنگی باز رو
اس کا خاتمہ نہیں ہے شروع کی طرف چل — سارنگی بجانے والے کے قصہ کی طرف واپس چل

بقیہ قصہ پیر چنگی و بیانِ مخلص آں
سارنگی بجانے والے بوڑھے کے قصہ کا بقیہ اور اُس کا خلاصہ

مُطربےؔ کز وے جہاں شد پُر طرب — رُستہ ز آوازش خیالاتِ عجب
وہ گویا جس سے، عالمِ مستی سے بھرا ہوا تھا — اُس کی آواز سے عجیب خیالات پیدا ہوتے تھے

از نوایش مُرغِ دل پرّاں شدے — وز صدایش ہوشِ جاں حیراں شدے
اُس کی آواز سے مُرغِ دل اُچھلنے لگتا تھا — اُسکی صدا سے جان کا ہوش حیران ہو جاتا تھا

چوں بر آمد روزگارش پیر شد — بازِ جانش از عجز پشّہ گیر شد
جب اُسکی عمر ڈھل گئی، اور بوڑھا ہو گیا — اُسکی جان کا باز عاجزی سے مچھر کا شکاری بن گیا

بازچہؔ گر پیل باشد بیگماں — پشّہ اش سازد ضعیف و ناتواں
باز کیا، اگر ہاتھی بھی ہو تو بلاشبہ — مچھر اُس کو کمزور اور بے طاقت بنا دے

پُشتِ او خم گشت ہمچوں پُشتِ خُم — ابرواں بر چشم ہمچوں پارِ دُم
اُس کی کمر مٹکے کی طرح ٹیڑھی ہو گئی — آنکھ پر ابروئیں دُمچی کی طرح ہو گئیں

گشت آوازِ لطیف و جانفزاش — ناخوش و مکروہ و زشت و دلخراش
اُس کی پاکیزہ اور جان کو بڑھانے والی آواز — خراب اور مکروہ اور بُری اور دلخراش ہو گئی

آں نوا کہ رشکِ زُہرہ آمدہ — ہمچوں آوازِ خرِ پیرے شدہ
وہ آواز جو زُہرہ کے لئے باعثِ رشک تھی — بوڑھے گدھے کی آواز کی طرح ہو گئی

خود کدامیں خوش کہ آں ناخوش نشد — یا کدامیں سقف کاں مَفرش نشد
کونسا خوش ہے جو ناخوش نہ ہوا ہو؟ — یا کونسی چھت ہے جو پامال نہ ہوئی ہو؟

غیرِ آوازِ عزیزاں در صدور — کہ بُود از عکسِ دمشاں نفخِ صور
(اللہ کے) پیاروں کی آواز کے علاوہ جو سینوں میں ہے — کہ صور کا پھکنا بھی اُن کی آواز کی گونج ہے

آں دروں کیں دروں نہا ماست از وست — نیستے کیں ہستہا ماں ہست از وست
وہ باطن کہ یہ باطن اُس سے مُست ہیں — وہ فانی کہ ہمارے وجود اُس سے قائم ہیں

مُطربؔ۔ اُس گویئے کی آواز مستی اور عجیب خیالات پیدا کر دیتی تھی، انسانوں کے دل دھڑکنے لگتے تھے۔ اور مدہوشی کا عالم چھا جاتا تھا
پشّہ گیر۔ مچھر کا شکار کرنیوالا یا مچھر کا شکار، یعنی وہ گویا انتہائی کمزور ہو گیا۔
بازچہؔ یعنی باز ہی نہیں ہاتھی بھی اپنی ناتوانی کے وقت مچھروں سے عاجز آجاتا ہے۔
خُم۔ مٹکا۔ پاردم۔ دُمچی۔
لطیف۔ نازک، پاکیزہ۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانیوالا۔ زشت۔ بُرا۔
دلخراش۔ دل کو چھیلنے والا۔
زُہرہ۔ ایک ستارہ کا نام ہے جس کو اہلِ نجوم گانے بجانے والی عورت کی شکل تصور کرتے ہیں اور اُس کو رقاصہ فلک کہتے ہیں۔ خر۔ گدھا، گدھے کی آواز کو بدترین سمجھا گیا ہے۔ سقف۔ چھت۔
مفرش۔ پامال۔ نشد۔ مشہور ہے ہر کمالے را زوالے۔
عزیزاں۔ یعنی اولیاء اللہ جو اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔
صدور۔ صدر کی جمع، سینہ۔
نفخِ صور۔ دوسری مرتبہ صور پھونکنے پر مُردے زندہ ہو جائنگے۔
آں دروں۔ یعنی اولیاء کے باطن کی وجہ سے بہت سے باطن مُست ہیں وہ فنا ہونے والے ضرور ہیں لیکن ہمارے وجود اُنکے وجود سے قائم ہیں

کہربائے فکرِ دہر آوازِ اُوست
اُس کی آواز زمانے کے فکر کے لئے کہربا ہے

لذّتِ اِلہام و وحی و رازِ اُوست
اِلہام اور وحی اور راز کی وہ لذّت ہے

چونکہ مُطرب پیر تر گشت و ضعیف
چونکہ گویا بہت بوڑھا اور کمزور ہو گیا

شد زبے کسبی رہینِ یک رغیف
بلا کمائی کے ایک روٹی کا مرہون (منت) ہو گیا

گفت عُمر و مہلتم دادی بسے
اُس نے کہا (اے خدا) تو نے مجھے عمر اور بہت مہلت (دی)

لُطفہا کردی خدایا باخسے
اے خدا! تو نے ایک کمینہ پر مہربانیاں کیں

معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال
میں نے ستّر سال گناہ کئے

باز نگرفتی زمن روزے نوال
تو نے مجھ سے ایک دن (بھی) عطا واپس نہ چھینی

نیست کسب امروز مہمانِ توام
کمائی نہیں ہے، اب میں تیرا مہمان ہوں

چنگ بہرِ تو زنم کانِ توام
تیرے لئے سارنگی بجاؤں گا کیونکہ تیرا غلام ہوں

چنگ را بر داشت شد اللہ جوئے
سارنگی اٹھائی، اللہ (تعالیٰ) کی طلب میں روانہ ہوا

سُوئے گورستانِ یثرب آہ جوئے
مدینہ کے قبرستان کی جانب آہیں بھرتا ہوا

گفت خواہم از حق ابریشم بہا
بولا، اللہ (تعالیٰ) سے سارنگی (بجانے کا) انعام چاہوں گا

کُو بہ نیکوئی پذیرد قلب ہا
کیونکہ وہ کھوٹے سکّے (بھی) عمدگی کے ساتھ قبول کرتا ہے

چنگ زد بسیار و گریاں سر نہاد
سارنگی بہت بجائی، اور روتے ہوئے سر رکھ دیا

چنگ بالیں کرد و بر گورے فتاد
سارنگی کا تکیہ بنایا اور ایک قبر پر گر پڑا

خواب بُردش مرغِ جاں از حبس رست
اُسکو نیند آگئی، جان کا پرندہ قید سے چھوٹ گیا

چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست
سارنگی اور سارنگی باز کو چھوڑا اور چل دیا

گشت آزاد از تن و رنجِ جہاں
جسم سے اور دنیا کی تکلیف سے آزاد ہوا

در جہانِ سادہ و صحرائے جاں
سادہ عالم میں اور روح کے میدان میں (جا پہنچا)

جانِ اُو آنجا سرایاں ماجرا
اُس کی روح اس جگہ یہ قصّہ گانے لگی

کاندریں جا گر بماندندے مرا!
کہ کاش مجھے اسی جگہ رہنے دیتے!

خوش بُدے جانم ازیں باغ و بہار
اِس باغ و بہار سے میری جان خوش ہوتی

مستِ ایں صحرا و غیبی لالہ زار
اِس لالہ زار غیبی میدان سے مست (ہوتی)

بے پر و بے پا سفر می کردمے
میں بغیر پَر اور پیر کے سفر کرتی

بے لب و دنداں شکر میخوردمے
بغیر ہونٹ اور دانتوں کے شکر کھاتی

کہربا۔ ایک پتھر ہے جس میں تنکوں کے لئے کشش ہوتی ہے۔ بے کسبی۔ نہ کما سکنا۔ رہین۔ گروی، محتاج۔ رغیف۔ روٹی۔ گفت۔ یعنی گویّے نے خدا سے یہ دعا کی۔ خس۔ تنکا، کمینہ۔ ہفتاد۔ ستّر۔ گویّے کی عمر ستّر سال کی تھی۔ نوال۔ بخشش۔ کسب۔ کمائی۔ کان۔ کہ آن۔ اللہ جوئے۔ جوئندۂ خدا۔ یثرب۔ مدینہ طیبہ کا پرانا نام ہے۔ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام، سارنگی کے تار ریشم سے بھی بنائے جاتے تھے۔ قلب۔ کھوٹا سکہ۔ فتاد۔ یعنی لیٹ گیا۔ خواب۔ نیند میں اُسکی روح آزاد ہو گئی۔ صحرائے جاں۔ عالمِ ارواح۔ مرا۔ یہ تمام باتیں گویّے کی روح نے کہیں جن میں عالمِ روح کی کیفیات کا ذکر ہے۔

ذکر و فکرے فارغ از رنجِ دماغ
(ذہنی اُلجھن سے فارغ ہو کر ذکر اور فکر (میں مشغولیت ہوتی)
کردمے با ساکنانِ چرخ لاغ[1]
آسمان میں بسنے والوں کیساتھ خوشی مناتی

چشم بستہ عالمے می دیدمے
آنکھیں بند کیے ہیں عالم کو دیکھتی
وَرد و ریحاں بے کفے میچیدمے
ہاتھ لگائے بغیر، گلاب و ریحان چُنتی

مُرغِ آبی غرقِ دریائے عَسل
پانی کا پرندہ، شہد کے دریا میں ڈوبا ہوا
عینِ ایوّبی شراب و مُغتسل
حضرتِ ایوب (علیہ السلام) کا چشمہ جو پینے اور نہانے کا تھا

کہ بدو ایوّبؑ از پا تا بفرق
کہ جس کے ذریعہ حضرتِ ایوبؑ پیر سے سَر کی مانگ تک
پاک شد از رنجہا چوں نورِ شرق
نورِ مشرق کی طرح تکلیفوں سے پاک ہوئے

گر بُود ایں چرخ دہ چندے کہ ہست
اگر یہ آسمان موجودہ حالت سے دس گنا ہو
نیست نزدِ آں جہاں جز تنگ و پست
اُس جہاں کے مقابلہ میں تنگ اور پست کے سوا کچھ نہیں ہے

مثنوی[2] در حجم گر بُودے چو چرخ
مثنوی (معنوی) اگر جسامت میں آسمان کی طرح ہوتی
در نگنجیدے دریں زاں نیم برخ
اِس میں اُس (عالم کے بیان) کا آدھا ٹکڑا بھی سماتا

کاں زمین و آسمانِ بس فراخ
اُس بہت وسیع آسمان اور زمین نے
کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ
تنگی کی وجہ سے میرے دل کو پارہ پارہ کر دیا ہے

ویں جہانے کاندریں خوابم نمود
اور یہ عالم جو اِس نیند میں مجھے نظر آیا
از کشایش پرّ و بالم را کشود
اُس نے وسعت کی وجہ سے میرے بال و پر کھول دیئے ہیں

ایں جہان و راہش ار پیدا بُدے
یہ عالم اور اُس کا راستہ اگر نظر آتا
کم کسے یک لحظہ اینجا بُدے
کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی اس جگہ نہ ہوتا

اَمر می آمد کہ ہیں طامع مشو
حکم ہوتا تھا کہ خبردار، لالچی نہ بن
چوں زپایت خار بیروں شد برو
جبکہ تیرے پیر سے کانٹا نکل گیا، جا

مُول مُولے[3] میزد آنجا جانِ اُو
اُس کی جان اُس جگہ ٹھیر و ٹھیر کہتی تھی
در فضائے رحمت و احسانِ اُو
اُس کے احسان اور رحمت کی فضا میں

در خواب گفتنِ ہاتف با عمرؓ کہ چندیں زر از بیت المال

غیبی آواز کا نیند میں حضرت عمرؓ سے کہنا کہ اس قدر روپیہ بیت المال سے

بآں مردِ دِہ کہ در گورستان خفتہ است
اُس شخص کو دے دو جو قبرستان میں سویا ہوا ہے

لاغ[1]: خوشی و مسرت، ہنسی کھیل۔ وَرد۔ گلاب کا پھول، پھول۔ ریحان۔ ہر خوشبودار پودا۔ عسل۔ شہد۔ عینِ چشمہ۔ ایوّبی۔ حضرت ایوبؑ کا جسم جب گل سڑ گیا اور اُس میں کیڑے پڑ گئے تو اُن کی دعا سے خدا نے ایک چشمہ پیدا کیا اور اُن کو حکم دیا کہ اِس کا پانی پیو اور اُسی سے نہاؤ۔ چنانچہ چند روز میں اُن کا تمام جسم اچھا ہو گیا۔ شراب۔ ہر پینے کی چیز۔ مُغتسل۔ نہانے کا پانی۔ فرق۔ سَر کے بالوں کی مانگ۔ رنجہا۔ رنج کی جمع، بیماریاں۔

مثنوی[2]۔ یعنی یہ مثنوی جس میں عالمِ ارواح کی باتیں ذکر کی جا رہی ہیں۔ حجم۔ موٹائی۔ برخ۔ پارہ، ٹکڑا۔ بس۔ بہت، بکثرت۔ شاخ شاخ۔ پاش پاش، پارہ پارہ۔ پیدا۔ ظاہر۔ بُدے۔ بودے۔ کم۔ یعنی نہیں۔ خار یعنی غفلت۔ مُول[3] میم کے ضمہ کے ساتھ بمعنی باش، توبہ، ناز و غمزہ۔ دوسرے مُول میں یا زیادہ ہے، تکرار امر کے لئے ہے۔ ہاتف۔ غیبی آواز۔ بیت المال۔ شاہی خزانہ۔

آں زماں حق بر عمرؓ خوابے گماشت
اُس وقت اللہ (تعالیٰ) نے حضرتِ عمرؓ پر نیند طاری کر دی
تا کہ خویش[۱] از خواب نتوانست داشت
یہاں تک کہ نیند کی وجہ سے اپنے آپ کو نہ سنبھال سکے

در عجب افتاد کیں معہود نیست
تعجب کیا کہ یہ عادت نہیں ہے
ویں زغیب افتاد بے مقصود نیست
یہ غیب سے آئی ہے بلا مقصد نہیں ہے

سر نہاد و خواب بُردش خواب دید
سر رکھا اور اُن کو نیند آ گئی، خواب دیکھا
کامدش از حق ندا جانش شنید
انکو اللہ تعالیٰ کی آواز آئی جو اُن کی جان نے سنی

آں ندائے کاصلِ ہر بانگ و نواست
وہ آواز، جو ہر آواز اور صدا کی اصل ہے
خود ندا آنست و ایں باقی صداست
وہی آواز ہے اور یہ سب گونج ہے

تُرک[۲] و کُرد و پارسی گو و عرب
تُرک اور کُرد اور فارسی بولنے والے اور عرب
فہم کردہ آں ندا بے گوش و لب
بغیر کان اور ہونٹ کے اُس آواز کو سن چکے ہیں

خود چہ جائے تُرک و تاجیک ست و زنگ
تُرک اور تاجیک اور حبشی پر منحصر نہیں ہے
فہم کردست ایں ندا را چوب و سنگ
اس آواز کو تو لکڑی اور پتھر نے سُنا ہے

ہر دمے از وے ہمی آید الست
ہر وقت اُسکی جانب سے اَلست (کی آواز) آتی ہے
جوہر و اعراض[۳] می گردند مست
جس سے جوہر اور عرض مست ہو جاتے ہیں

گر نمی آید بلے زیشاں ولے
اگر چہ اُنکی جانب سے "بلیٰ" نہیں نکلتا ہے لیکن
آمدنِ شاں از عدم باشد بلے
اُن کا عدم سے آنا "بلیٰ" ہے

آنچہ من گفتم ز فہمِ چوب و سنگ
وہ جو میں نے لکڑی اور پتھر کے سمجھنے کی بات کہی ہے
در بیانش قصہ بشنو بے درنگ
اُس کے بیان میں فوری طور پر ایک قصہ سن لے

آنچہ گفتم ز آشنائی سنگ و چوب
میں نے پتھر اور لکڑی کی سمجھ بوجھ کی جو بات کہی ہے
در بیانش قصہ ہُشدار خوب
اُس کے بیان میں ایک قصہ ہے خوب غور کر

نالیدنِ ستونِ حنّانہ[۴] از فراقِ پیغمبر علیہ السلام کہ جماعت انبوہ شدند و
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جُدائی کی وجہ سے حنّانہ ستون کے رونے کا قصہ جبکہ ایک مجمع جمع ہوا اور

گفتند کہ ما روئے مبارکِ ترا چوں آں نشستہ نمی بینیم و منبر ساختن و
انھوں نے کہا کہ جب آپ اُس پر بیٹھتے ہیں ہم آپ کا چہرۂ مبارک نہیں دیکھ پاتے اور منبر کا بنانا اور

شنیدنِ رسولِ خدا نالۂ ستوں را بصریح و مکالمۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با آں و
رسولِ خدا کا ستون کا رونا صاف سُننا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس سے گفتگو

[۱] خویش داشتن۔ اپنے آپ کو قابو میں رکھنا۔ معہود۔ عادت کے مطابق۔ بے مقصود۔ بلا وجہ۔ جانش شنید چونکہ وہ غیبی آواز تھی۔ اصل۔ جڑ۔ نوا۔ آواز۔ ندا آنست چونکہ وہ کلمۂ کُن کی آواز تھی جس سے تمام کائنات وجود میں آئی ہے۔ صدا۔ گونج، آواز بازگشت۔ [۲] تُرک۔ ترکستان کی مشہور جنگجو قوم ہے۔ کُرد۔ کُردستان کے بسنے والے۔ پارسی گو۔ فارسی بولنے والے۔ بے گوش و لب۔ چونکہ وہ اللہ کی آواز ہے اور لب سے منزہ ہے اُس کو دل سنتا ہے کان کی ضرورت نہیں ہے۔ تاجیک۔ ایک قوم کا نام ہے — اور وہ عربی النسل جو عجم میں پیدا ہوا ہو۔ زنگ۔ حبشہ۔ الست یعنی "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" یہ خدا نے ازل میں روحوں کو خطاب کر کے فرمایا جس پر روحوں نے "بلیٰ" ہاں کہا یہ عہدِ الست کہلاتا ہے۔ جوہر۔ وہ موجودات جو خود قائم ہیں جیسے انسان فرشتے وغیرہ وغیرہ۔ [۳] اعراض۔ عرض کی جمع جو اپنے وجود میں دوسرے موجود کا محتاج ہو جیسے رنگ وغیرہ وغیرہ۔ آمدن۔ یعنی کائنات اگرچہ زبان سے بلیٰ نہیں کہتی لیکن اُس کا وجود میں آنا بلیٰ کہنے کے مترادف ہے۔ آنچہ۔ یعنی میں نے یہ بات کہی کہ پتھر اور لکڑی بھی روحانی کلام کو سنتے ہیں اس سلسلہ میں استوانۂ حنّانہ کا قصہ سن لو

اُستنِ حنّانہ در ہجرِ رسول ۔۔۔ نالہ میزد ہمچو اربابِ عقول

حنانہ ستون رسول کی جدائی میں ۔۔۔ سمجھداروں کی طرح روتا تھا

درمیانِ مجلسِ وعظ آنچناں ۔۔۔ کز وے آگاہ گشت ہم پیر و جواں

وعظ کی مجلس کے دوران اس طرح (رویا) ۔۔۔ کہ اس سے بوڑھے اور جوان واقف ہوگئے

در تحیّر ماند اصحابِ رسولؐ ۔۔۔ کز چہ می نالد ستوں با عرض و طول

رسولؐ کے صحابہؓ حیرت میں پڑگئے ۔۔۔ کہ ستون لمبائی اور چوڑائی کیساتھ کیوں روتا ہے

گفت پیغمبرؐ چہ خواہی اے ستوں ۔۔۔ گفت جانم از فراقت گشت خوں

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے ستون تو کیا چاہتا ہے ۔۔۔ بولا کہ میری جان آپکے فراق سے خون ہوگئی ہے

از فراقِ تو مرا چوں سوخت جاں ۔۔۔ چوں ننالم بے تو اے جانِ جہاں

چونکہ میری جان آپ کی جدائی میں جل گئی ہے ۔۔۔ اے جانِ عالم! آپ کے بغیر میں کیوں نہ روؤں

مسندت من بودم از من تاختی ۔۔۔ بر سرِ منبر تو مسند ساختی

میں آپ کی مسند تھا، آپ مجھ سے دور ہوگئے ۔۔۔ اور منبر پر آپ نے مسند بنالی

پس رسولش گفت کاے نیکو درخت ۔۔۔ اے شدہ با سرّ تو ہمراز بخت

تو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے بھلے درخت! ۔۔۔ اے وہ کہ تیرے باطن کو خوش نصیبی حاصل ہے!

گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند ۔۔۔ شرقی و غربی ز تو میوہ چنند

اگر تو چاہتا ہے تجھے کھجور بنادیں ۔۔۔ مشرق اور مغرب کے لوگ تیرا میوہ چنیں

یا دراں عالم حقت سروے کند ۔۔۔ تا تر و تازہ بمانی تا ابد

یا اس جہاں میں اللہ (تعالیٰ) تجھے سرو بنادے ۔۔۔ تاکہ تو ہمیشہ تروتازہ رہے

گفت آں خواہم کہ دائم شد بقاش ۔۔۔ بشنو اے غافل کم از چوبے مباش

بولا میں وہ چاہتا ہوں کہ جس کی بقا دائمی ہو ۔۔۔ اے غافل سن! تو لکڑی سے کم نہ بن

آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں ۔۔۔ کہ چو مردم حشر گردد یومِ دیں

اس ستون کو زمین میں دفن کردیا ۔۔۔ جو انسانوں کی طرح قیامت میں اٹھایا جائیگا

تا بدانی ہر کرا ایزد بخواند ۔۔۔ از ہمہ کارِ جہاں بیکار ماند

تاکہ تو سمجھ جائے کہ جس کو خدا نے پکار لیا ۔۔۔ وہ دنیا کے تمام کاموں سے بیکار ہوگیا

ہر کرا باشد ز یزداں کاروبار ۔۔۔ یافت بار آنجا و بیروں شد ز کار

جس کا خدا (تعالیٰ) سے کاروبار ہوتا ہے ۔۔۔ وہ وہاں بار پاجاتا ہے اور دنیا کے کام کا نہیں رہتا

حل لغات: اُستن - ستون۔ اربابِ عقول - عقل والے۔ تحیّر - حیرانی۔ عرض - چوڑائی۔ طول - لمبائی۔ مسند - وہ چیز جس پر ٹیک لگائی جائے۔ تاختن - بھاگنا، گریز کرنا۔ سِرّ - باطن۔ ہمراز - ساتھی، رفیق۔ نخل - کھجور۔ چنند - چینند کا مخفف ہے۔ سرو - مشہور درخت ہے۔ بقاش - بقائے او۔ بشنو - یعنی لکڑی نے حیاتِ ابدی کی خواہش کی، انسان کو اس سے کم سمجھدار نہ ہونا چاہیے۔ حشر - قبر سے اٹھایا جانا۔ یومِ دین - بدلے کا دن، قیامت۔ تا بدانی - استوانہ حنانہ کو دفن کرنا، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو خدا کا ہوگیا دنیا کے دھندے سے بیکار ہوگیا۔ بار - دخل۔

وانکہ او را نبود از اسرار[۱] داد — کے کند تصدیق او نالہ جماد

وہ شخص جس کو اسرار کی بخشش نہ ہو — وہ بے جان کے رونے کی کب تصدیق کرتا ہے؟

گوید آرے نے ز دل بہرِ وفاق — تا نگویندش کہ ہست اہلِ نفاق

موافقت کی خاطر ہاں (زبان سے) کہدیگا نہ کہ دل سے — تاکہ اس کو لوگ منافق نہ کہیں

گر نبندے واقفانِ امرِ کن — در جہاں رُوگشتہ بودے ایں سخن

اگر امرِ کن کے واقف کار نہ ہوتے — تو دنیا میں یہ بات مانی نہ جاتی

صد ہزاراں ز اہلِ تقلید[۲] و نشاں — افگنندشاں نیم وہمے در گماں

لاکھوں مقلدوں اور لکیر کے فقیروں کو — آدھا وہم (پورے) وہم میں مبتلا کر دیتا ہے

کہ بظن تقلید و استدلال شاں — قائم ست و جملہ پر و بالِ شاں

اس لئے کہ ان کی تقلید اور ان کا استدلال ظن پر — قائم ہے اور ان کے سب بال و پر (ظنیات ہیں)

شبہ می انگیزد آں شیطانِ دوں — در فتند ایں جملہ کوراں سرنگوں

وہ کمینہ شیطان، شبہ پیدا کر دیتا ہے — جس سے یہ سب اندھے اوندھے گر جاتے ہیں

پائے استدلالیاں چوبیں بود — پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

(عقلی) دلائل والوں کا پیر لکڑی کا ہوتا ہے — (اور) لکڑی کا پیر بہت کمزور ہوتا ہے

غیر آں قطب[۳] زمانِ دیدہ ور — کز ثباتش کوہ گردد خیرہ سر

سوائے اس قطبِ دوراں صاحبِ بصیرت کے — کہ اس کے جماؤ سے پہاڑ حیران ہو جاتا ہے

پائے نابینا عصا باشد عصا — تا نیفتد سرنگوں او بر حصا

اندھے کا پیر لاٹھی ہوتی ہے لاٹھی — تاکہ وہ کنکریوں پر سر کے بل نہ گرے

آں سوارے کو سپہ را شد ظفر — اہلِ دل را کیست سلطانِ بصر

وہ سوار جو سپاہیوں کی فتح (کا باعث) ہے — دینداروں کیلئے کون ہے؟ فرمانروائے بصیرت ہے

با عصا کوراں اگر رہ دیدہ اند — در پناہِ خلقِ روشن دیدہ اند

اندھوں نے اگر لاٹھی سے راستہ ٹٹول لیا ہے — تو روشن چشم مخلوق کی پناہ میں ہیں

گر نہ بینایاں بدندے و شہاں — جملہ کوراں خود بمردندے عیاں

اگر آنکھوں والے اور شاہ نہ ہوتے — تمام اندھے صاف مر جاتے

نے ز کوراں کشت[۴] آید نے درود — نے عمارت نے تجارتہا و سود

اندھوں سے نہ بونا آئے نہ کاٹنا — نہ تعمیر کرنا، نہ تجارت اور نہ نفع

---

۱ اسرار۔ علومِ باطن۔ داد۔ حصہ۔ جماد۔ وہ چیز جس میں حس و حرکت نہ ہو۔ آرے۔ ہاں، تصدیق کا کلمہ ہے۔ اہلِ نفاق۔ منافق۔ رُوگشتہ۔ یعنی یہ بات کوئی تسلیم نہ کرتا۔

۲ اہلِ تقلید و نشاں۔ یعنی فلاسفہ۔ ظن۔ وہ علم ہے جو شک ڈالنے سے زائل ہو جاتا ہو۔ دوں۔ کمینہ۔ کوراں۔ کور کی جمع، اندھا۔ استدلال۔ یعنی عقلی دلیل سے کام لینا۔ چوبیں۔ لکڑی کی چیز۔ بے تمکیں۔ کمزور۔ پائے استدلالیاں۔ اس کے بعد بعض نسخوں میں یہ شعر بھی ہے۔

گر باستدلال کار دیں بُدے — فخر رازی رازدارِ دیں بُدے

یعنی اگر دین کے تمام مسائل کا مدار عقلی دلائل پر ہوتا تو فخر الدین رازی دین کے سب سے بڑے رازداں ہوتے۔

۳ قطب۔ صاحبِ ارشاد ولی۔ دیدہ ور۔ صاحبِ بصیرت۔ ثبات۔ ثابت قدمی۔ خیرہ سر۔ حیران۔ عصا۔ لاٹھی۔ حصا۔ کنکری۔ ظفر۔ فتح، کامیابی۔ سلطانِ بصر۔ فرمانروائے بصیرت۔ بینایاں۔ صاحبِ بصیرت یعنی اولیاء اللہ۔ شہاں۔ شاہ کی جمع یعنی ولی اللہ۔ کوراں۔ یعنی عوام الناس۔

۴ کشت۔ فصل بونا۔ درود۔ فصل کاٹنا۔ عمارت۔ تعمیر یعنی جس طرح اندھے اپنی غرض دنیا میں دوسروں کے محتاج ہیں اسی

طرح عوام الناس اولیاء کے محتاج ہیں

گر نبودے ۱؎ رحمت و افضالِ شاں — در شکستے چوبِ استدلالِ شاں

اگر اُن کی مہربانیاں اور شفقت نہ ہوتی — اُن کے استدلال کی لاٹھی ٹوٹ جاتی

ایں عصا چہ بُود قیاسات و دلیل — آں عصا کہ داد شاں بینا جلیل

یہ لاٹھی کیا ہے، قیاس اور دلیل — یہ وہ لاٹھی ہے جو انکو (خدا) بصیرِ جلیل نے دی ہے

اُو عصا تاں داد تا پیش آمدید — آں عصا از خشم ہم بر وے زدید

اُس نے تمہیں لاٹھی دی تاکہ آگے بڑھو — غصہ سے وہ لاٹھی تم نے اُس پر دے ماری

چوں ۲؎ عصا شد آلتِ جنگ و نفیر — آں عصا را خورد بشکن اے ضریر

جب لاٹھی جنگ اور جھگڑے کا ذریعہ ہو گئی — اے اندھے! اُس لاٹھی کا چورا چورا کر دے

حلقۂ کوراں بچہ کار اندرید — دیدباں را در میانہ آورید

تم اندھوں کے حلقہ میں کیوں ہو؟ — کسی صاحبِ بصیرت کو درمیان میں لاؤ

دامنِ اُو گیر کُو دادت عصا — در نگر کادمؑ چہا دید از عصیٰ

اُس کا دامن پکڑ جس نے تجھے لاٹھی دی ہے — غور کر آدم (علیہ السلام) نے نافرمانی سے کیا دیکھا؟

چوں عصا شد مار و استن باخبر — معجزہ موسیٰؑ و احمدؐ در نگر

لاٹھی سانپ کیسے بنی اور ستون کیسے باخبر ہوا؟ — حضرت موسیٰؑ اور حضرت احمد علیہما السلام کے معجزے پر غور کر

از عصا ماری و از استن حنیں — پنج نوبت میزنند از بہرِ دیں

لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ستون کا رونا — دین کے لئے پانچ وقت نقارہ پیٹتے ہیں

گر نہ نامعقول ۳؎ بودے ایں مزہ — کے بُدے حاجت بچندیں معجزہ

اگر یہ مزہ عقل میں نہ آنے والا نہ ہوتا — تو اس قدر معجزوں کی کب ضرورت پڑتی؟

ہر چہ معقول ست عقلت میخرد — بے بیانِ معجزہ بے جزر و مد

جو عقل میں آنے والی بات ہوتی ہے تیری عقل اسکو قبول کر لیتی ہے — بغیر معجزہ کے ظہور کے اور بغیر ردّ و کد کے

ایں طریقِ نکرِ نامعقول بیں — در دلِ ہر مُقبلے مقبول بیں

اس انوکھے اور عقل میں نہ آنیوالے طریقہ کو دیکھ — ہر بانصیب مقبول (شخص) کے دل میں دیکھ

آں چناں کز بیمِ آدم دیو و دد — در جزائر در رمیدند از حسد

جس طرح آدمی کے ڈر سے جن اور درندے — حسد کی وجہ سے جزیروں میں بھاگ گئے

ق

ہم ز بیمِ معجزاتِ انبیا — سر کشیدہ منکراں زیرِ گیا

نبیوں کے معجزوں کے خوف سے بھی — منکروں نے گھاس کے نیچے سر چھپا لیا

۱؎ گر نبودے۔ اگر بزرگوں کی توجہ نہ ہو تو محض استدلال سے علومِ معرفت حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔ ایں عصا۔ اللہ تعالیٰ نے ان فلاسفہ کو قوتِ استدلال اسلئے دی تھی کہ انبیاء کو پہچانیں لیکن انہوں نے الٹا کام لیا اور ان دلائل سے انکار کا کام لینا شروع کر دیا۔

۲؎ چوں عصا۔ جب دلائل مقصد کے خلاف استعمال ہوں تو ان دلائل کو ترک کر دینا چاہئے۔ حلقہ۔ جماعت۔ دیدبان۔ صاحبِ بصیرت، یعنی شیخِ کامل عقلی۔ اس نے نافرمانی کی، حضرت آدمؑ کے بارے میں قرآن پاک میں ہے فعصیٰ آدم ربہ فغویٰ۔ آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو بھٹک گئے۔ مار۔ سانپ۔ شدی۔ حنین۔ گریہ و زاری۔ بہرِ دیں۔ معجزات کے ذریعہ دین کے غلبہ کا اظہار ہوتا ہے۔

۳؎ نامعقول۔ الٰہیات کی بحثیں محض دلائلِ عقلیہ سے طے نہیں ہو سکتی ہیں لامحالہ وحی پر اعتماد کرنا ضروری ہے۔ معقول یعنی جو چیز عام انسانوں کی عقل کے مطابق ہو۔ میخرد۔ قبول می کند۔ بیان۔ اظہار۔ جزر۔ سمندر کے پانی کا سمٹاؤ۔ مد۔ سمندر کے پانی کا چڑھاؤ۔ نکر۔ انوکھا۔ مقبل۔ بانصیب۔ مقبول۔ خدا رسیدہ، یعنی علومِ اخروی کا ادراک عام عقلوں سے بالاتر ہے اُن کا ادراک کشف اور ذوق سے ہوتا ہے۔

تا بناموسِ[1] مسلمانی زِیَند — در تسلّس تا ندانی کہ کِیَند
تاکہ مسلمانی کی عزت کے ساتھ زندہ رہیں — مکاری میں، تاکہ تو یہ نہ سمجھ سکے کہ وہ کون ہیں،

ہمچو قُلّابان برآں نقدِ تباہ — نُقرہ می مالند و نامِ پادشاہ
کھوٹے سکّے بنانیوالوں کی طرح اس خراب سکّہ پر — چاندی اور بادشاہ کا نام چڑھاتے ہیں

ظاہراً الفاظِ توحید و شرع — باطنِ آں ہمچو در ناں تخمِ ضرع
بظاہر توحید اور شریعت کے الفاظ ہیں — باطن اُن کا ایسا ہے جیسے روٹی میں ضرع کے بیج

فلسفی را زہرہ نے تا دم زند — دم زند دینِ حقش برہم زند
فلسفی کی مجال نہیں کہ دم مارے — دم مارے تو سچا دین اس کو بیخ دے

دست و پائے او جماد[2] و جانِ او — ہرچہ گوید آں دُو در فرمانِ او
اُسکے ہاتھ اور پیر جماد ہیں اور اُس کی روح — جو کچھ کہتی ہے وہ دونوں اُسکے حکم میں ہیں

با زباں گرچہ کہ تہمت می نہند — دست و پا شاں گواہی می دہند
زبان سے اگرچہ وہ تہمت دھرتے ہیں — اُن کے ہاتھ اور پیر گواہی دیتے ہیں

اظہارِ معجزہ[3] پیغمبر علیہ السلام و بسخن آمدنِ سنگریزہ در دستِ ابوجہل

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا معجزہ ظاہر کرنا اور سنگریزوں کا ابوجہل کے ہاتھ میں بات کرنا

و گواہی دادن برسالتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور گواہی دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت پر

سنگہا اندر کفِ بوجہل بُود — گفت اے احمدؐ بگو ایں چیست زُود
سنگ ریزے ابوجہل کی مٹھی میں تھے — بولا اے احمدؐ جلد بتا یہ کیا ہے؟

گر رسولی[4] چیست در دستم نہاں — چوں خبرداری ز رازِ آسماں
اگر تو رسول ہے میرے ہاتھ میں کیا چھپا ہے — جبکہ آسمان کے راز کا تو خبردار ہے

گفت چوں خواہی بگویم کاں چہاست — یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست
فرمایا، تو کیا چاہتا ہے، میں بتاؤں کہ وہ کیا ہے؟ — یا وہ کہیں کہ ہم برحق اور سچے ہیں

گفت بوجہل آں دُوم نادر تر ست — گفت آرے حق ازاں قادر تر ست
ابوجہل نے کہا دوسری بات زیادہ انوکھی ہے — فرمایا ہاں (اللہ تعالیٰ) اِس سے زیادہ بر قادر ہے

گفت شش پارہ حجر در دستِ تست — بشنو از ہر یک تو تسبیحِ درست
فرمایا تیرے ہاتھ میں پتھر کے چھ ٹکڑے ہیں — اور ہر ایک سے تو صحیح تسبیح سُن لے

---

[1] ناموس۔ عزت و آبرو، قاعدہ قانون۔ تسلّس۔ سالوس سے بنا ہے، مکر و فریب کرنا۔ زِیَند۔ زیستن کا مضارع ہے۔ کِیَند۔ کدام اند۔ قلّاب۔ کھوٹے سکّے بنانے والا۔ تباہ۔ کھوٹا، خراب۔ ضرع۔ ایک زہریلی کڑوی گھاس ہے۔

[2] جماد یعنی انہیں کوئی عقل اور سمجھ نہیں ہے۔ دُو۔ ہاتھ اور پیر۔ با زبان یعنی فلسفی یہ کہتے رہتے ہیں کہ جمادات میں شعور نہیں وہ کیسے کسی کا حکم مان سکتے ہیں اُن کے ہاتھ پیر خود اُن کے خلاف گواہی دیتے ہیں کہ اُن میں بھی شعور نہیں ہے لیکن روح کے حکم کو مانتے ہیں۔

[3] معجزہ۔ اس معجزہ کا تذکرہ حدیث کی معتبر کتابوں میں نہیں ہے۔ مولانا کا منشاء یہ ہے کہ ندائے غیبی کو جس طرح نباتات سنتی ہیں جسکو استوانہ حنانہ کے واقعہ نے ثابت کیا اسی طرح جمادات بھی سنتی ہیں۔ ابوجہل۔ اسلامی دور سے پہلے اسکو ابوالحکم کہا جاتا تھا۔ حضورؐ کی انتہائی دشمنی میں جو حماقتیں کیں اسکی وجہ سے اسلامی دور میں اسکو ابوجہل کہا گیا۔

[4] گر رسولی۔ جب تم آسمانوں کے راز بتاتے ہو تو یہ قریب کی چیز ہے اسکو ضرور بتا دینا چاہیئے۔ گفت۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں بتاؤں کہ تیری مٹھی میں کیا ہے یا جو چیز مٹھی میں ہے وہ بتائے کہ میں کون ہوں۔ دُوم۔ یعنی مٹھی کی چیز ہاتھ میں ہے جو سچائی کی شہادت دے

از زبانِ مُشتِ اُو ہر پارہ سنگ — در شہادت گفتن آمد بے درنگ
اُس کی مُٹھی میں ہر سنگریزے نے — فوراً (کلمۂ) شہادت پڑھنا شروع کر دیا

لا الٰہ[1] گفت و اِلّا اللہ گفت — گوہرِ احمد رسول اللہ سُفت
لا الٰہ کہا اور اِلّا اللہ کہا — احمد رسول اللہ کا موتی پرویا

چوں شنید از سنگہا بُوجہل ایں — زد ز خشم آں سنگہا را بر زمیں
ابوجہل نے جب پتھروں سے یہ سُنا — غصہ سے اُن پتھروں کو زمین پر دے مارا

گفت نبوَد مثلِ تو ساحر دِگر — ساحراں را سَر توئی و تاجِ سَر
بولا تجھ جیسا کوئی دوسرا جادوگر نہ ہوگا — تو ساحروں کا سردار اور سرتاج ہے

چوں بدید آں معجزہ بُوجہل تَفت — گشت در خشم و بسوئے خانہ رَفت
جب ابوجہل نے وہ معجزہ دیکھا، جل گیا — غصہ میں بھر گیا اور گھر کی طرف چلا گیا

رہ گرفت و رفت از پیشِ رسولؐ — اوفتاد اندر چہ آں زشتِ سَفول
راستہ لیا، اور رسولؐ کے سامنے سے چلا گیا — وہ بدبخت، پست فطرت کنوئیں میں جا گرا

معجزہ را دید و شد بدبخت و زفت — سوئے کفر و زندقہ شد تیز رفت
معجزہ دیکھا اور مزید بدبخت اور سخت ہو گیا — کفر اور بے دینی کی طرف تیز رَو ہو گیا

خاک بر فرقش کہ بُد کور و لعیں — چشمِ اُو ابلیس آمد خاک[2] بیں
اُس کے سر پر خاک، کیونکہ اندھا اور ملعون تھا — اُس کی آنکھ خاک کو دیکھنے والا شیطان ثابت ہوئی

ایں سخن را نیست پایاں اے عمو — قصۂ آں پیرِ چنگی باز گو
اے چچا اس بات کا اختتام نہیں ہے — سارنگی نواز بوڑھے کا قصہ پھر سُنا

باز گرد و حالِ مُطرب گوش دار — زانکہ عاجز گشت مُطرب ز انتظار
واپس لوٹ اور گویے کا حال سُن — اس لئے کہ گویا انتظار میں عاجز آگیا

بقیۂ قصۂ پیرک چنگی و پیغام رسانیدن باو

حقیر بوڑھے سارنگی نواز کا بقیہ قصہ اور اُس کو پیغام پہونچانا

بانگ آمد مر عمرؓ را کاے عمرؓ — بندۂ ما را ز حاجت باز خر
عمر (رضی اللہ عنہ) کو آواز آئی، اے عمرؓ — ہمارے ایک بندہ کو ضرورت سے نجات دلا

بندۂ داریم خاص و مُحترم — سوئے گورستاں تو رنجہ کُن قدم
ہمارا ایک خاص اور محترم بندہ ہے — قبرستان کی جانب جا

---

[1] لا الٰہ۔ یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دی۔ پھر آنحضورؐ کی رسالت کی گواہی دی۔ ساحر۔ جادوگر۔ تَفت۔ تا، کے فتحے کے ساتھ، گرم غضبناک۔ خشم۔ غصہ۔ زشت۔ بدبخت، شقی، بُرا۔ سفول۔ پست فطرت، کمینہ۔ زفت۔ زا کے فتحے کے ساتھ، سخت، درشت۔ زندقہ۔ بے دینی۔ تیز رفت۔ تیز رفتار۔ فرق۔ سر کے بالوں کی مانگ۔ بُد۔ بود کا مخفف ہے۔

[2] خاک بیں۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کے پتلے کو مٹی کا خیال کیا، باطنی اوصاف کو نہ دیکھا۔ کاے۔ کہ اے۔ باز خریدن۔ نجات دلانا، چھڑالینا۔ محترم۔ معزز۔ قدم رنجہ کن۔ تشریف لے جائیے۔

اے عمرؓ بر جہ زبیت المالِ عام
اے عمرؓ! اٹھ، عام بیت المال سے

ہفتصد دینار بر کف نہ تمام
پورے سات سو دینار ہاتھ میں لے

پیش اُو بر کاے تو مارا اختیار
اُس کے سامنے لیجا کہ اے ہمارے برگزیدہ!

ایں قدر بستاں کنوں معذور دار
اتنا لے لے، اب معذور سمجھ

ایں قدر از بہر ابریشم بہا
یہ مقدار، جو سارنگی کا انعام ہے

خرج کن چوں خرج شد ایں جا بیا
خرچ کر جب خرچ ہو جائے اس جگہ آ جانا

پس عمرؓ زاں ہیبتِ آواز جست
تو عمر (رضی اللہ عنہ) اُس آواز کی ہیبت سے اُٹھ کھڑے ہوئے

تا میاں را بہرِ ایں خدمت بہ بست
اور اس خدمت کے لئے کمر بستہ ہو گئے

سوئے گورستاں عمرؓ بنہاد رُو
عمر (رضی اللہ عنہ) نے قبرستان کا رُخ کیا

در بغل ہمیاں دواں در جستجو
ہمیانی بغل میں تھی، جستجو میں دوڑ رہے تھے

گردِ گورستاں دواں شد اُو بسے
قبرستان کے چاروں طرف بہت دوڑے

غیر آں پیر اُو ندید آنجا کسے
اُس بوڑھے کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا

گفت ایں نبوَد دگر بارہ دوید
کہا، یہ نہ ہوگا، پھر دوڑے

ماندہ گشت و غیر آں پیر اُو ندید
تھک گئے اور اُس بوڑھے کے سوا نہ دیکھا

گفت حق فرمود ما را بندہ ایست
کہا اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے ہمارا ایک بندہ ہے

صافی و شائستہ و فرخندہ ایست
پاک، شائستہ اور بابرکت ہے

پیرِ چنگی کے بوَد خاصِ خدا
بوڑھا سارنگی نواز خدا کا خاص کب ہوگا؟

حبذا اے سِرِ پنہاں حبذا
واہ واہ، اے پوشیدہ راز واہ واہ

بارِ دیگر گردِ گورستاں بگشت
پھر قبرستان کا چکر لگایا

ہمچو آں شیرِ شکاری گردِ دشت
جیسے شکاری شیر جنگل کے گرد (چکر لگاتا ہے)

چوں یقیں گشتش کہ غیرِ پیر نیست
جب انکو یقین ہو گیا کہ بوڑھے کے علاوہ کوئی نہیں ہے

گفت در ظلمت دلِ روشن بسے ست
بولے، بہت سے روشن دل اندھیرے میں ہوتے ہیں

آمد و با صد ادب آنجا نشست
آئے، اور بہت ادب سے وہاں بیٹھے

بر عمرؓ عطسہ فتاد و پیر جست
عمر (رضی اللہ عنہ) کو چھینک آئی اور بوڑھا اٹھ بیٹھا

مر عمرؓ را دید و ماند اندر شگفت
عمر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا اور حیران ہو گیا

عزمِ رفتن کرد و لرزیدن گرفت
چل دینے کا ارادہ کیا اور کانپنے لگا

سلہ بیت المال۔ شاہی خزانہ جو عوام کے لئے ہوتا ہے۔ بر جہ۔ جہ امر ہے جہیدن کا، کودنا۔ بر زیادہ ہے۔ تمام۔ مکمل۔ تیرہ۔ بُردن کا امر ہے۔ اختیار۔ برگزیدہ۔ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام۔ میاں بستن۔ کمر کسنا۔ کسی کام کے لئے تیار ہو جانا۔ ہمیاں۔ نقد کی تھیلی۔ صافی۔ پاک۔ شائستہ۔ لائق، مہذب۔ فرخندہ۔ مبارک۔ حبذا۔ تعریف کا کلمہ ہے، واہ واہ سبحان اللہ۔

سلہ چوں۔ تلاش کے بعد کوئی سارنگی نواز کے علاوہ نہ ملا تو سمجھے دہی چھپا ہوا بزرگ ہے۔ آنجا یعنی بوڑھے کے پاس۔ عطسہ۔ چھینک۔ جست۔ وہ سویا ہوا تھا چھینک کی آواز سے اُٹھ بیٹھا۔ شگفت۔ حیرت، تعجب۔ لرزیدن۔ کانپنا، لرزنا۔

گفت در باطن خدایا از تو داد
دل میں بولا اے خدا تیری دُہائی ہے

چوں نظر اندر رخِ آں پیر کرد
جب اُس بوڑھے کے چہرے پر نظر کی

پس عمرؓ گفتش مترس از من مرم
عُمر (رضی اللہ عنہ) نے اُس سے کہا خوف نہ کر مجھ سے

چند یزداں مدحتِ خوئے تو کرد
اللہ (تعالیٰ) نے تیری خصلت کی اسقدر تعریف کی

پیشِ من بنشیں و مہجوری مساز
میرے سامنے بیٹھ، اور جدائی نہ کر

حق سلامت میکند می پرسدت
اللہ تعالیٰ نے تجھے سلام کہا ہے اور تجھے دریافت کیا ہے

نک قُراضہ چند ابریشم بہا
یہ ہے کچھ تھوڑا سا سارنگی بجانے کا انعام!

پیر لرزاں گشت چوں ایں را شنید
جب یہ سُنا تو بوڑھا کانپ گیا

بانگ می زد کاے خدائے بےنظیر
چلاتا تھا کہ اے بے مثال خدا!

چوں بسے بگریست و ز حد رفت درد
جب بہت رویا اور درد حد سے بڑھ گیا

گفت اے بودہ حجابم از آلہ
بولا اے (سارنگی)، تو ہی خدا سے میرا پردہ تھی

اے بخوردہ خونِ من ہفتاد سال
اے (سارنگی)، تو نے ہی ستر سال میرا خون پیا

اے خدائے باعطائے باوفا
اے خدا تو کہ عطا والا اور باوفا ہے

محتسب بر پیر کے چنگی فتاد
ناچیز سارنگی نواز پر محتسب آپڑا

دید اُو را شرمسار و روئے زرد
اُس کو شرمندہ اور زرد رُو دیکھا

کت بشارتہائے حق آوردہ ام
کیونکہ میں تیرے لئے خدا کی جانب سے خوشخبریاں لایا ہوں

تا عمرؓ را عاشقِ روئے تو کرد
کہ عمرؓ کو تیرے چہرے کا عاشق بنا دیا

تا بگوشت گویم از اقبال راز
تا کہ تیرے کان میں تیری اقبالمندی کا راز کہوں

چونی از رنج و غمانِ بےحدت
کہ بے حد غموں اور تکلیفوں میں تیرا کیا حال ہے؟

خرج کُن ایں را و باز ایں جا بیا
اس کو خرچ کر اور پھر اس جگہ آجانا

دست می خائید و بر خود می طپید
ہاتھ کاٹتا تھا اور تڑپتا تھا

بسکہ از شرم آب شد بیچارہ پیر
بیچارہ بوڑھا شرم سے پانی پانی ہو گیا

چنگ را زد بر زمیں و خرد کرد
سارنگی کو زمین پر دے مارا اور ریزہ ریزہ کر دیا

اے مرا تو راہزن از شاہراہ
اے سارنگی تو ہی میرے لئے شاہراہ سے راہزن تھی

اے ز تو رویم سیہ پیشِ کمال
اے (سارنگی)، تیری وجہ سے میرا منہ اہلِ کمال کے سامنے کالا تھا

رحم کُن بر عمرِ رفتہ در جفا
اُس زندگی پر رحم کر دے جو ظلم میں بسر ہوئی

باطن۔ دل۔ داد۔ فریاد دہائی۔
محتسب۔ اسلامی دور میں ایک شخص مقرر کیا جاتا تھا جو لوگوں کی نگرانی رکھتا تھا اور بدکاروں کو سزا دیتا تھا مرم۔ رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے نہ بھاگ۔ کت۔ کہ ترا۔ کہ برائے تو۔ بشارت۔ خوشخبری۔ چند۔ اسقدر۔ مدحت۔ تعریف۔ خوئے خصلت، عادت۔
مہجوری۔ جدائی۔ اقبال۔ خوش نصیبی۔ سلامت میکند ترا سلام می کند۔ می پرسدت۔ ترا می پرسد۔ چونی۔ چگونہ ہستی۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے، اب۔ قُراضہ۔ ریزگاری، کترن۔ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام۔
خائیدن۔ چبانا۔ بر خود طپیدن۔ لوٹنا۔ مضطرب ہو جانا۔ آب شدن۔ پسینہ میں ڈوب جانا، شرمندہ ہونا۔ خرد کرد۔ ریزہ ریزہ کر دیا۔ حجاب۔ پردہ، رکاوٹ۔ راہزن۔ ڈاکو۔ شاہراہ آباد راستہ۔ کمال۔ اہلِ کمال جفا۔ ظلم۔

دادِ حق عمرے کہ ہر روزے ازاں
اللہ تعالیٰ نے جو عمر دی ہے اُسکے ہر دن کی قیمت

کس نداند قیمتِ آں در جہاں
اسکی قیمت دنیا میں کوئی نہیں جانتا ہے

خرج کردم عمرِ خود را دمبدم
میں نے اپنی عمر کا لمحہ لمحہ خرچ کر دیا

در دمیدم جملہ را در زیر و بم
اور زیر و بم میں سب کو پھونک دیا

آہ کز یادِ رَہ و پردہ عراق
افسوس! رَہ اور پردۂ عراق کی یاد میں

رفت از یادم دمِ تلخِ فراق
میں موت کے تلخ وقت کو بھول گیا

وائے کز تری زیرِ افگندِ خُرد
ہائے! ناچیز زیر افگندِ خرد کی تری سے

خشک شد کشتِ دلِ من دل بمُرد
میرے دل کی کھیتی خشک ہو گئی میرا دل مُردہ ہو گیا

وائے کز آوازِ ایں بست و چہار
ہائے! اِس چوبیس کی آواز کی وجہ سے

کارواں بگذشت بیگہ شد نہار
قافلہ چلا گیا، دن بے وقت ہو گیا

اے خدا فریاد ازیں فریاد خواہ
اے خدا! اِسی فریادی سے، فریاد ہے

داد خواہم نے زکس زیں داد خواہ
انصاف چاہتا ہوں اور کسی سے نہیں اِسی داد خواہ سے

دادِ خود را چوں ندادم در جہاں
چونکہ میں نے خود اپنے آپ سے اِس جہان میں انصاف نہ کیا

عمر شد ہفتاد سال از من جہاں
میری ستّر سال کی عمر بیکار گزر گئی

دادِ خود از کس نیابم جز مگر
اپنا انصاف کسی سے نہ حاصل کر سکونگا سوائے

زانکہ او از من بمن نزدیک تر
اُس کے جو خود میری ذات سے زیادہ مجھ سے قریب ہے

کیں منی از وے رسد دم دم مرا
اسلئے کہ یہ ہستی لمحہ بہ لمحہ مجھے اُس سے مل رہی ہے

پس ورا بینم چو ایں شد گم مرا
جب یہ مجھ سے گم ہو گئی ہے تو میں اسکو دیکھ رہا ہوں

ہمچو آنکو با تو باشد زر شمر
جیسے وہ شخص جو تجھے روپے گن کر دے رہا ہو

سوئے او داری نہ سوئے خود نظر
تو اُس کی طرف دیکھتا ہے نہ کہ اپنی جانب

ہمچنیں در گریہ و در نالہ او
اسی طرح رو رو کر اور چلا چلا کر

می شمر دے جرمِ چندیں سالہ او
وہ اپنے سالہا سال کے گناہ گن رہا تھا

گردانیدن عمر رضی اللہ عنہ نظرِ اُو از مقامِ گریہ
حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا اُس کو مقامِ گریہ سے جو کہ ہستی

کہ ہستی ست بمقامِ استغراق
ہے مقامِ استغراق کی طرف پھیر دینا

سلہ داد یعنی خدا نے جو عمر عطا کی ہے اسکے دنوں کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا اور انسان اُنکو ضائع کرتا ہے۔ زیر و بم۔ موسیقی میں آوازوں کے نام ہیں۔ زیر ہلکا سُر بم بھاری سُر۔ رَہ۔ راہ کا مخفف ہے۔ موسیقی میں سُر جمانے کو کہتے ہیں۔ پردۂ عراق۔ ایک راگ کا نام ہے۔ دمِ تلخِ فراق۔ موت کا کڑوا وقت۔ تری۔ رونق مدار کو ضرورتِ شعری کی وجہ سے مُشدد کر دیا ہے۔

سلہ زیر افگندِ خرد موسیقی کے مشہور چوبیس راگوں میں سے ایک راگ کا نام ہے۔ بست و چہار۔ یعنی چوبیس راگنیاں۔ بیگہ۔ بے وقت۔ نہار۔ دن۔

اے خدا یعنی میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے اے خدا میں تجھ سے داد و فریاد چاہتا ہوں۔ دادِ خود۔ قرآنِ پاک میں فرمایا گیا ہے گناہ اور کفر سے خود انسان اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ نزدیک تر۔ قرآن پاک میں فرمایا ہے ہم انسان سے اسکی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

سلہ منی۔ خودی، ہستی، صوفیاء کے نزدیک تجددِ امثال ہے یعنی انسان کا ہر آن ایک وجود فنا ہوتا ہے اور اللہ کی جانب سے اسی آن میں اس جیسا دوسرا وجود عطا ہوتا ہے۔ گم یعنی جب اپنی ہستی کو فنا کر دونگا تو دیدار میسر آئے گا۔ مقامِ گریہ جب انسان اپنے گناہوں کا احساس کر کے روتا ہے تو اسکی اپنی طرف نظر ہوتی ہے اسلئے وہ مقامِ ہستی ہے جسمیں اپنے وجود کا دھیان رہتا ہے۔ اور مقامِ استغراق میں انسان اپنے اور ماسوی اللہ کے وجود سے غافل ہو کر صرف بحرِ وحدت میں غرق ہو جاتا ہے۔

پس عمرؓ گفتش کہ ایں زاریِ تو
حضرت عمرؓ (رضی اللہ عنہ) نے اُس سے فرمایا کہ یہ تیرا رونا

ہست ہم آثارِ ہُشیاریِ تو
بھی تیرے ہوش کی علامت ہے

بعد ازاں اُو را ازاں حالت براندؔ[1]
اُس کے بعد اُس کو اُس حالت سے ہٹایا

زاعتذارش سوئے اِستغراق خواند
اُس کو عذر خواہی سے اِستغراق کی طرف بُلایا

ہست ہُشیاری زیادِ ما مضیٰ
گذشتہ کی یاد سے ہوشیاری پیدا ہوتی ہے

ماضی و مستقبلت پردہ خدا
تیرا ماضی اور مستقبل خدا سے پردہ ہے

آتشے بر زن بہر دُو تا بکے
دونوں کو جلادے ، کب تک

پُرگرہ باشی ازیں ہر دُو چو نے
تو ان دونوں سے نے کی طرح پُرگرہ رہے گا

تا گرہ با نَے بوَد ہمراز نیست
جب تک بانسری میں گرہ ہے ہمراز نہیں ہے

ہمنشینِ آں لب و آواز نیست
اس لب اور آواز کی ساتھی نہیں ہے

چوں بطوفِ خود بطوفی مرتدی
جبتک تو خودی کے چکر کیساتھ طواف کرتا ہے مرتد ہے

چوں بخانہ آمدی ہم باخودی
جب تو خانہ (کعبہ) میں آیا تب بھی خودی میں ہے

اے خبرہات از خبرِ دِہ بے خبر[2]
اے (مخاطب) تیری خبریں خبر دینے والے سے بے خبر متعلق ہیں

توبۂ تو از گناہِ تو بتر
تیری توبہ، تیرے گناہ سے بدتر ہے

راہِ فانی گشتہ راہِ دیگر ست
فنا شدہ کا راستہ دوسرا ہی راستہ ہے

زانکہ ہُشیاری گناہِ دیگر ست
اس لئے کہ ہُشیاری ایک دوسرا گناہ ہے

اے تو از حالِ گذشتہ توبہ جُو
اے تو کہ گذشتہ حالت سے توبہ کرنیوالا ہے

کے کُنی توبہ ازیں توبہ بگو
بتا اس توبہ سے کب توبہ کرے گا ؛

گاہ بانگِ زیر را قبلہ کُنی
کبھی تو نرم آواز کو قبلہ بناتا ہے

گاہ گریہ زار را قُبلہ زنی
کبھی پھوٹ پھوٹ کر رونے کا بوسہ لیتا ہے

چونکہ فاروق آئینۂ اسرار شد[3]
چونکہ (عمر) فاروق اسرار کا آئینہ ہو گئے

جانِ پیر از اندروں بیدار شد
بوڑھے کی جان باطن سے بیدار ہو گئی

ہمچو جاں بے گریہ و بے خندہ شد
(وہ بوڑھا) روح کیطرح گریہ اور خندہ سے آزاد ہو گیا

جانش رفت و جانِ دیگر زندہ شد
اُسکی (ایک) جان چلی گئی دوسری جان زندہ ہو گئی

حیرتے آمد درونش آں زماں
اُسکے باطن میں اُس وقت ایک حیرت پیدا ہوئی

کہ بروں شد از زمین و آسماں
جس سے وہ زمین اور آسمان سے باہر ہو گیا

[1] براند یعنی مقامِ مستی سے مقامِ استغراق میں پہنچا دیا۔ ہست۔ گذشتہ واقعات کی یاد خودی ہے، گذشتہ اور آئندہ کی فکر خدا سے حجاب ہے۔ آتشے۔ گذشتہ اور آئندہ کی یاد کو نرسل کی گرہوں سے تعبیر کیا ہے جو حجاب ہیں، بانسری کی جب گرہیں صاف کردی جاتی ہیں تب وہ بجانیوالے کی ہمراز بنتی ہے۔ چوں۔ خودی کے ساتھ طوافِ کعبہ فرما کر

[2] اے۔ جو اپنے ماضی اور مستقبل کی فکر میں ہے وہ واقعات پیدا کرنیوالے سے غافل ہے۔ ایسے شخص کی اپنے واقعات سے توبہ، گناہ سے بدتر ہے۔ فانی۔ مقامِ فنا میں انسان سب کچھ فراموش کر دیتا ہے۔ نے تو۔ جبکہ میں خودی باقی ہے اور اس حالت میں توبہ کرتا ہے اسکو اس توبہ سے توبہ کرنی چاہیئے۔ گاہ۔ گویّے کو خطاب ہے تو کبھی نغمہ میں مشغول تھا اب گریہ و زاری کی خودی میں مشغول ہے۔

[3] چونکہ حضرت عمرؓ کے رُخِ انور سے اسرارِ الٰہی نمایاں تھے انکو دیکھ کر بوڑھے کی روح بیدار ہو گئی۔ ہمچو۔ اب وہ مجسّم روح تھا، روح گریہ اور خندہ سے منزہ ہے اب بوڑھے کی روحِ حیوانی فنا ہو چکی تھی اور اسکو روحِ مجرد حاصل ہو گئی تھی حیرت۔ یہ ایک کیفیت ہے جو

جستجوئے ماورائے جستجو
جستجو کے علاوہ ایک جستجو (تھی)

من[1] نمیدانم تو میدانی بگوی
میں نہیں جانتا، تو جانتا ہے تو بتا

جستجوئے از ورائے حال و قال
ایک جستجو (کے ساتھ) جو حال و قال سے ماورا تھی

غرقہ گشتہ در جمالِ ذوالجلال
وہ ذوالجلال کے جمال میں مستغرق ہو گیا

غرقہ نے کہ خلاصی باشدش
وہ مستغرق نہیں کہ جس کو چھٹکارا حاصل ہو

یا بجز دریا کسے بشناسدش
یا دریا کے علاوہ اس کو کوئی پہچان سکے

عقلِ جزو از کُل گویا نیستے
جزوی عقل (عقلِ) کُل کے بارے میں نہ بتا سکتی

گر تقاضا بر تقاضا نیستے
اگر تقاضہ پر تقاضہ نہ ہوتا

چوں[2] تقاضا بر تقاضا می رسد
چونکہ تقاضہ پر تقاضہ ہو رہا ہے

موجِ آں دریا بدینجا می رسد
اس دریا کی موج اس جگہ تک پہنچتی ہے

چونکہ قصہ حالِ پیر اینجا رسید
جبکہ بوڑھے کے حال کا معاملہ یہاں تک پہنچا

پیر و جانش رُوئے در دریا کشید
بوڑھا اور اس کی جان دریا میں ڈوب گئی

پیر دامن را ز گفت و گو فشاند
بوڑھے نے گفتگو سے دامن جھاڑا

نیم گفتہ در دہانِ اُو بماند
آدھی بات کہی (آدھی) اسکے منہ میں رہ گئی

از پئے ایں عیش و عشرت ساختن
اس عیش و عشرت کے حاصل کرنے کیلئے

صد ہزاراں جاں بشاید باختن
لاکھوں جانیں قربان کر دینی چاہئیں

در شکارِ بیشۂ جاں باز باش
رُوح کی جھاڑی کے شکار میں باز بن جا

ہمچو خورشیدِ جہاں جانباز باش
دنیا کے سورج کی طرح جانباز بن جا

جاں فشاں[3] افتاد خورشیدِ بلند
اونچا آفتاب جان چھڑکنے والا واقع ہوا ہے

ہر دمے تی می شود پُر می کنند
ہر سانس میں خالی ہوتا ہے اور وہ بھر دیتے ہیں

در وجودِ آدمی جان و رواں
انسان کے جسم میں جان اور روح

میرسد از غیب چوں آبِ رواں
جاری پانی کی طرح غیب سے پہنچتی رہتی ہے

ہر زماں از غیب نو نو می رسد
غیب سے ہر وقت نئی نئی پہنچتی رہتی ہے

وز جہانِ تن بروں شو می رسد
اور دنیا سے چل (کی آواز) آتی رہتی ہے

جانفشاں اے آفتابِ معنوی
اے رُوحانی سورج! جانفشانی کر

مر جہانِ کہنہ را بنما نوی
پرانی دنیا کو تو نئی (دنیا) بنا دے

---

[1] من۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی انکی جستجو کسبی تھی بلکہ الجذابی تھی جس کی کیفیت واضح نہیں کیجا سکتی ذوالجلال۔ اللہ تعالےٰ۔ خلاصی۔ نجات۔ دریا۔ یعنی دریائے وحدت۔ عقلِ جزو۔ انسانِ عارف۔ کُل۔ یعنی ذاتِ حق گویا۔ بولنے والا۔

[2] چوں۔ یعنی جو کچھ ذاتِ باری کے متعلق کہا گیا ہے تقاضہائے غیبی کی بنا پر کہا گیا ہے۔ اینجا۔ یعنی مقام حیرت دامن فشاندن۔ ترک کر دینا۔ نیم گفتہ۔ آدھی بات۔ عیش و عشرت۔ یعنی جو جان دیکر بوڑھے کو حاصل ہو جائے۔ بیشۂ جان۔ عالم روح۔ باز۔ مشہور شکاری پرندہ ہے۔ جانباز۔ سورج اپنی روشنی ہر وقت دوسروں پر نچھاور کرتا رہتا ہے۔

[3] جاں فشاں۔ جان کو صرف کرنیوالا۔ تی۔ تہی کا مخفف ہے، خالی۔ پُر می کنند۔ عالم غیب سے اسکو روشنی عطا ہوتی رہتی ہے۔ آبِ رواں۔ دریا کی سطح جو آپ کو نظر آتی ہے ہر آن آنکھیں سے سامنے کا پانی گذرتا رہتا ہے اور نیا پانی اس کی جگہ لیتا رہتا ہے یہی حال صوفیا کے نزدیک روح انسانی کا ہے۔ وز جہانِ تن بروں شو۔ جسم کی دنیا سے نکل جا، غیبی آواز آتی ہے۔ آفتابِ معنوی۔ روحانی سورج یعنی شیخ کامل۔ نوی۔ نیا۔

تفسیرِ دعاءِ آں دو فرشتہ کہ ہر روز بر سر بازار منادی کنند کہ اَللّٰھُمَّ

اُن دو فرشتوں کی دعا کی تفسیر جو کہ ہر روز بر سر بازار اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ ہر

اَعْطِ کُلَّ مُنْفِقٍ خَلَفًا وَکُلَّ مُمْسِکٍ تَلَفًا و بیان آنکہ

خرچ کرنیوالوں کو اچھا بدل اور ہر بخیل کو تباہی عطا فرما اور اُس کا بیان کہ خرچ

مُنفِق مجاہدِ راہِ حق ست نے مُسرفِ راہِ ہوا

کرنے والا اللہ کے راستہ کا مجاہد ہے نہ کہ خواہشات میں اُڑانے والا

گفت پیغمبر کہ دائم[1] بہرِ پند — دو فرشتہ خوش مُنادی می کنند

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ نصیحت کیلئے ہمیشہ — دو فرشتے عمدہ مُنادی کرتے ہیں

کاے خدایا مُمسکاں را در جہاں — تو مدہ اِلّا زیاں اندر زیاں

کہ اے خدا! دنیا میں بخیلوں کو — تو نہ عطا فرما مگر تباہی در تباہی

اے خدایا مُنفقاں را دِہ خلف — اے خدایا مُمسکاں را دِہ تلف

اے خدا! خرچ کرنیوالوں کو اچھا بدلہ دے — اے خدا! بخیلوں کو تباہ کر دیجیے

منفق و مُمسک محل بیں بہ بُوَد — چوں محل باشد مُؤثر می شوَد

موقع دیکھکر خرچ کرنیوالے اور نہ خرچ کرنیوالے اچھے — جب موقع ہوتا ہے تو اثر کرتا ہے

اے بسا اِمساک[2] کز اِنفاق بہ — مالِ حق را جز بامرِ حق مدِہ

اے (مخاطب) بہت سی جگہوں پر خرچ نہ کرنا خرچ کرنیسے — اللہ کے مال کو اللہ کے حکم کے بغیر خرچ نہ کر

تا عوض یابی تو گنجِ بیکراں — تا نباشی از عِدادِ کافراں

تاکہ تو لاتعداد خزانہ بدلے میں پالے — تاکہ تو کافروں کی شمار میں نہ آئے

ق

کاشتراں قرباں ہمی کردند تا — چیرہ گردد تیغِ شاں بر مصطفیٰ

جو کہ اونٹوں کی قربانی کرتے تھے تاکہ — اُنکی تلوار مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر غالب آجائے

امرِ حق را باز داں از واصلے — امرِ حق را در نیابد ہر دلے

اللہ (تعالیٰ) کا حکم کسی پہنچے ہوئے سے معلوم کرلے — ہر دل، خدا کے حکم کو معلوم نہیں کر سکتا

چوں غلامے باغیِ کو عدل کرد — مالِ شہ بر باغیاں اُو بذل کرد

اُس باغی غلام کی طرح جس نے انصاف کیا — اُس نے بادشاہ کا مال باغیوں پر خرچ کرتا

طُرفہ تر کانرا ہمی پنداشت عدل — کز سخاوت کردہ ام ایثار و بذل

زیادہ عجیب یہ ہے کہ اُسنے اُسکو انصاف سمجھا — کہ میں سخاوت کیوجہ سے فائدہ رسانی کی اور خرچ کیا

---

[1] دائم۔ ہمیشہ۔ پند۔ نصیحت مُنادی۔ پکارنیوالا۔ مُمسک۔ بخیل۔ زیاں۔ تباہی، نقصان۔ مُنفق۔ خرچ کرنے والا۔ خلف۔ قائم مقام۔ مُنفق و مُمسک یعنی موقع پر خرچ کرنے والا اور بے موقع نہ خرچ کرنے والا بہتر ہوتا ہے۔

[2] اِمساک۔ روکنا، بخل کرنا۔ اِنفاق۔ خرچ کرنا۔ بیکراں۔ لامحدود۔ عِداد۔ شمار۔ چیرہ۔ غالب۔ واصل۔ یعنی واصل بحق۔ عدل۔ انصاف۔ بذل۔ خرچ کرنا۔ طُرفہ۔ عجیب۔ ایثار۔ کسی فائدہ کے معاملہ میں اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دینا۔

بندہ پندارد کہ او خود عدل کرد — مالِ شہ را بر مساکیں بذل کرد
غلام سمجھتا ہے کہ اُس نے انصاف کیا — بادشاہ کا مال مسکینوں پر خرچ کیا

عدلِ ایں یاغی و دادش پیشِ شاہ — چہ فزاید دوری و روئے سیاہ
بادشاہ کے روبرو اس باغی کا انصاف اور عطا — کیا بڑھائے گا؟ دوری اور سیاہ روئی

در [1]نُبے انذارِ اہلِ غفلت ست — کاینہمہ انفاقہاشاں حسرت ست
قرآن میں غافلوں کے لئے دھمکی ہے — کہ اُن کی یہ فضول خرچیاں حسرت (کا سبب) ہیں

قربانی کردن سرداران عرب باُمّید قبول افتادن
عرب کے سرداروں کا قبولیت کی امید پر قربانی کرنا

سرورانِ مکّہ در حربِ رسول — بود شاں قرباں باُمّیدِ قبول
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑائی میں مکّے کے سرداروں کی — قربانی قبولیت کی اُمید پر تھی

بہرِ ایں مؤمن ہمی گوید زبیم — در نماز اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم
اسی سبب سے، مؤمن خوف سے کہتا ہے — نماز میں (اے خدا) سیدھے راستہ کی رہنمائی کر

آں درم دادن [2]سخی را لائق ست — جاں سپردن خود سخائے عاشق ست
روپیہ خرچ کرنا، سخی کے لئے مناسب ہے — عاشق کی سخاوت، جان سپرد کر دینا ہے

ناں دہی از بہرِ حق نانت دہند — جاں دہی از بہرِ حق جانت دہند
اگر تو خدا کیلئے روٹی دیگا، تجھے روٹی دینگے — تو خدا کے لئے جان دیگا، تو تجھے جان دینگے

گر بریزد برگہائے ایں چنار — برگِ بے برگیش بخشد کردگار
اگر اس چنار کے پتے جھڑ جائیں — خدا اُس کی بے سامانی کو سامان سے بدل دیتا ہے

گر [3]نماند از جود در دستِ تو مال — کے کند فضلِ الٰہت پائمال
اگر سخاوت کی وجہ سے تیرے ہاتھ میں مال نہ رہا — تو خدا کی مہربانی تجھے برباد کب کریگی؟

ہر کہ کارد گردد انبارش تہی — لیکنش اندر مزرعہ باشد بہی
جو بوتا ہے اُس کا ڈھیر خالی ہو جاتا ہے — لیکن اُس کی کھیتی میں خوبی ہوتی ہے

وانکہ در انبار ماند و صرفہ کرد — اسپش و موش و حوادثہاش خورد
اور جس نے ڈھیر میں رہنے دیا اور بخل کیا — اُس کو حوادث کے گھن اور چوہے نے کھایا

ایں جہاں نفی ست در اثبات جو — صورتت صفر ست در معنات جو
یہ جہان عدم ہے، وجود میں (مقصد) تلاش کر — تیرا جسم صفر ہے، معنیٰ میں (مقصد) ڈھونڈ

[1] نُبے۔ نون کے ضمہ با کے کسرہ اور یائے مجہول کے ساتھ فارسی لفظ ہے بمعنی قرآن مجید۔ انذار۔ ڈرانا۔ حسرت۔ یعنی یہی فضول خرچی باعثِ حسرت اور افسوس بنے گی۔ سرور۔ سردار۔ حرب۔ جنگ۔ قرباں۔ قربانی۔ بہر ایں۔ یعنی خرچ کے مصرف میں غلطی کے ڈر سے۔

[2] سخی۔ یعنی سخی کا کام اللہ (تعالیٰ) کے دربار میں مال و دولت پیش کرنا ہے اور عاشق کا کام جان پیش کرنا ہے۔ ناں۔ روٹی خیرات کرنے سے رزق کی فراخی ہوگی جان قربان کرنے سے ابدی زندگی ملے گی۔ چنار۔ درخت پت جھڑ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو پتے دیتے ہیں تم جان قربان کروگے تو اللہ جان عطا فرما دینگے۔

[3] گر نماند۔ اللہ کی راہ میں اگر مال خرچ ہوگا تو اللہ کا فضل کبھی ذلیل نہ ہونے دیگا۔ ہر کہ۔ خدا کی راہ میں دینا ایسا ہے جیسے غلہ بونا فی الحال تو اُس سے ڈھیر میں کمی آئے گی لیکن انجام میں کئی گنا حاصل ہوگا۔ وانکہ۔ اگر کوئی تخم ریزی نہ کریگا اور غلہ کو جمع رکھے گا وہ بجائے بڑھنے کے تباہ ہو جائیگا۔ نفی۔ نابود، معدوم۔ صفر۔ خالی۔ معنات۔ معنی تو۔

جانِ[1] شور و تلخ پیشِ تیغ بر — جان چوں دریائے شیریں را بخر
کھاری اور کڑوی جان کو تلوار کے سامنے کر دے — میٹھے دریا جیسی جان خرید لے

ور نمی تانی شدن زیں آستاں — گوش کُن بارے زِ من ایں داستاں
اگر تو اس آستانہ سے نہیں جا سکتا ہے — تو ذرا یہ قصہ مجھ سے سُن لے

قصۂ آں خلیفہ کہ در کرم از حاتمِ طائی گذشتہ بود
اُس خلیفہ کا قصہ جو سخاوت میں حاتم طائی سے بڑھا ہوا تھا

یک خلیفہ بود در ایّامِ پیش — کردہ حاتم را گدائے جودِ خویش
پہلے زمانہ میں ایک خلیفہ تھا — جس نے حاتم کو بھی اپنی بخشش کا فقیر بنایا تھا

رایت[2] اکرام و جُود افراشتہ — فقر و حاجت از جہاں برداشتہ
جس نے اکرام اور سخاوت کا جھنڈا بلند کر رکھا تھا — افلاس اور احتیاج کو دنیا سے اُٹھا دیا تھا

بحر و کاں از بخشش صاف آمدہ — دادِ اُو از قاف تا قاف آمدہ
سمندر اور کانیں اس کی بخشش کی وجہ سے صاف ہو گئے — اُس کی بخشش قاف سے قاف تک تھی

در جہانِ خاک اَبر و آب بُود — مظہرِ بخشائشِ وہّاب[3] بُود
خاکدان (دنیا) میں اَبر اور پانی تھا — وہ وہّاب (اللہ تعالیٰ) کی بخشش کا مظہر تھا

از عطایش بحر و کاں در زلزلہ — سوئے جودش قافلہ در قافلہ
اُس کی عطا سے سمندر اور کانیں ہلچل میں تھیں — اُس کی عطا کی طرف (انسانوں کے) قافلے در قافلے تھے

قبلۂ حاجت در و دروازہ اش — رفتہ در عالم بجود آوازہ اش
اُس کا در اور دروازہ حاجتوں کا قبلہ تھا — سخاوت میں اُس کا شہرہ عالم میں تھا

ہم عجم ہم روم ہم تُرک و عرب — ماندہ از جُود و سخایش در عجب
عجم بھی روم بھی تُرک اور عرب بھی — اُس کی بخشش اور عطا سے تعجب میں تھے

آبِ حیواں بُود دریائے کرم — زندہ گشتہ ہم عرب زو ہم عجم
وہ آبِ حیات اور دریائے کرم تھا — اُس کی وجہ سے عرب اور عجم میں بھی جان پڑ گئی تھی

اندر ایّامِ چنیں سلطانِ داد — بشنو اکنوں داستانے با کشاد
اُس جیسے داد و دہش کے بادشاہ کے زمانہ میں — اب خوشی سے ایک قصہ سُن

قصۂ اعرابی درویش و ماجرا کردنِ زن با اُو از فقر و درویشی
ایک فقیر بدو کا قصہ اور اُس کی بیوی کا اُس سے جھگڑا کرنا فقر اور افلاس کے بارے میں

[1] جانِ شور یعنی عارضی زندگی کی بجائے حیاتِ ابدی حاصل کرلے۔ تانی۔ توانی کا مخفف، توانستن، سکنا۔ خلیفہ۔ قائم مقام، بادشاہ کو ..... رسول کا نائب سمجھا جاتا تھا اسلئے اُس کو خلیفہ کہا جاتا تھا۔ حاتم۔ بنو طے قبیلہ کے مشہور سخی سردار کا نام ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قبل وفات پا گیا تھا اُسکے صاحبزادے عدی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے۔

[2] رایت۔ جھنڈا۔ بحر۔ سمندر۔ کان۔ معدن۔ صاف آمدہ۔ یعنی اُسنے سمندر کے موتی اور کانوں کا سارا چاندی سونا صرف کر ڈالا تھا اور سمندر موتیوں سے اور کانیں چاندی سونے سے خالی ہو گئی تھیں۔ قاف۔ ایک پہاڑ ہے جسکے بارے میں یہ تخیل تھا کہ وہ دنیا کے چاروں طرف گھوما ہوا ہے لہٰذا قاف تا قاف کے معنی سارے عالم کے لئے جاتے تھے۔ جہانِ خاک۔ دنیا۔

[3] وہّاب۔ بہت زیادہ دینے والا یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ قبلہ و کعبہ یعنی مرکزِ توجہات۔ قبلۂ حاجت۔ وہ شخص جس کی طرف لوگ ضروریات میں متوجہ ہوں۔ آبِ حیواں۔ کوئی چشمہ ہے جس کا پانی پینے سے ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ ایّام۔ زمانہ۔ داستان۔ قصہ۔ کشاد۔ فرحت، خوشی۔

یک شب اعرابی[1] زنے مر شوئے را — گفت و از حد برد گفت و گوئے را
ایک رات، بدو عورت نے، شوہر سے — کہا، اور گفتگو حد سے بڑھا دی

کیں ہمہ فقر و جفا ہا می کشیم — جملہ عالم در خوشی ما ناخوشیم
کہ ہم یہ سب محتاجی اور سختیاں جھیلتے ہیں — ساری دنیا خوش ہے اور ہم ناخوش ہیں

نان ماں نے، نان خورش ما درد و رشک — کوزہ ماں نے، آب ماں از دیدہ اشک
ہمارے لئے روٹی نہیں ہے ہمارا سالن درد و رشک ہے — ہمارے پاس پیالہ نہیں ہے ہمارا پانی آنکھ کے آنسو ہیں

جامۂ ما روز تاب آفتاب — شب نہالین و لحاف از ماہتاب
ہمارا لباس دن میں سورج کی دھوپ ہے — رات میں ہمارا بچھونا اور لحاف، چاندنی ہے

قرص مہ را قرص ناں پنداشتہ — دست سوئے آسماں برداشتہ
ہم نے چاند کی ٹکیا کو روٹی کی ٹکیا سمجھا ہے — اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں

ننگ درویشاں ز درویشیِ ما — روز شب از روزی اندیشیِ ما
ہماری فقیری فقیروں کیلئے (باعث) ذلت ہے — روزی کی فکر میں، ہمارا دن، رات ہے

خویش و بیگانہ شدہ از ما رماں[2] — بر مثال سامری از مردماں
اپنا اور پرایا ہم سے گریزاں ہے — جیسا کہ سامری انسانوں سے

گر بخواہم از کسے یکمشت نسک — مر مرا گوید خمش، کن مرگ و جسک
اگر میں کسی سے ایک مٹھی مسور مانگوں — (تو وہ) مجھ سے کہتا ہے کہ چپ ہو جا غم کھائے جا اور مر جا

مر عرب را فخر غزوست[3] و عطا — در عرب ما ہمچو خط اندر خطا
عرب کیلئے خصوصاً جنگ اور بخشش (موجب) فخر ہے — عرب میں ہم ایسے ہیں جیسے خط میں حرف غلط

چہ غزا ما بے غذا خود کشتہ ایم — یا بشمشیر عدم سرگشتہ ایم
کہاں کی جنگ، ہم بغیر غذا کے مُردہ ہیں — یا موت کی تلوار سے پریشان ہیں

چہ خطا ما بے خطا در آتشیم — چہ دوا ما در دو غم را مفرشیم
کیسی خطا، ہم بلا قصور کے، آگ میں ہیں — دوا کیسی! ہم تو درد و غم سے پامال ہیں

چہ عطا ما بر گدائی مے تنیم — مر مگس را در ہوا رگ می زنیم
کیسی بخشش، ہم بھیک مانگنے پر آمادہ ہیں — ہوا میں مکھی کے نشتر مارتے ہیں

گر کسے مہماں رسد گر من منم — شب بخسپد دلق او را بر کنم
اگر کوئی مہمان پہنچ جائے اگر میں، میں ہوں — رات کو سوئے تو اس کی گدڑی اتار لوں

[1] اعرابی زنے۔ بدوی عورت شوئے۔ شوہر۔ ماں۔ ہمارا۔ ناں خورش۔ سالن۔ رشک۔ حسد۔ قرص۔ ٹکیا۔ دست۔ یعنی ہم نے جو آسمان کیطرف دعا کیلئے ہاتھ اٹھا رکھے ہیں، گویا چاند کو روٹی کی ٹکیا سمجھ رکھا ہے۔ ننگ۔ یعنی ہم اس قدر مفلس ہیں کہ ہمارے اس افلاس سے فقیر بھی شرما جاتے ہیں، روزی کی فکر میں ہمارا دن بھی شب تاریک ہے۔

[2] رماں۔ اسم حالیہ ہے۔ رمیدن سے بمعنی بھاگنا۔ سامری وہ شخص جس نے حضرت موسیٰؑ کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کو گئو سالہ پرستی میں لگا دیا تھا۔ پھر حضرت موسیٰؑ کی اس کو بددعا لگی تو اس کا یہ حال ہو گیا کہ اگر اس کو کوئی چھوئے تو دونوں کو بخار چڑھ جاتا تھا اسلئے وہ لوگوں سے بچا پھرتا تھا۔ نسک۔ نون کا فتحہ اور سین کا سکون، مسور۔ خمش۔ خاموش ہو جا۔ کن مرگ۔ مر جا۔ جسک۔ رنج و بلا یعنی جسک بکن۔

[3] غزو۔ جنگ جہاد۔ خط اندر اندر خط۔ خطا یعنی غلط حرف۔ سرگشتہ۔ حیران، پریشان۔ مفرش۔ فرش، پامال۔ گدائی۔ بھکاری پن۔ مگس۔ یعنی تاکہ اس سے روزی حاصل کریں۔ من منم۔ یعنی میں اپنی اصلیت پر آجاؤں۔ دلق۔ گدڑی۔

زیں نمطؔ زیں ماجرا و گفتگو
اِس طور پر یہ قصہ اور گفت گو

بُرد از حدِّ عبارت پیشِ شو
بیان سے بڑھی ہوئی شوہر سے کرتی

کز عنا و فقر ما گشتیم خوار
کہ مشقت اور افلاس سے ہم ذلیل ہو گئے ہیں

سوختیم از اضطراب و اضطرار
پریشانی اور مجبوری سے ہم جل گئے ہیں

تا بکے ما ایں چنیں خواری کشیم
ہم کب تک اِس طرح کی ذلّت برداشت کریں؟

غرقہ اندر بحرِ ژرفِ آتشیم
آگ کے گہرے سمندر میں ہم غرق ہیں

تا کہ ار روزے در آید میہماں
اگر کسی روز اچانک کوئی مہمان آجائے

شرمسارِ بہا بریم از وے بجاں
ہمیں انتہائی شرمندگی اُٹھانی پڑے

لیک مہماں گر در آید بے ثبوت
لیکن اگر کوئی مہمان بلا تحقیق آجائے

دانکہ کفشِ مہماں سازیم قُوت
سمجھ لے کہ ہم مہمان کا جوتہ بیچ کھائیں گے

مغرورؔ شدنِ مریدانِ محتاج و تشبیہ مُدّعیانِ مزوّر
ضرورت مند مریدوں کا دھوکا کھانا اور بناوٹی مدّعیوں سے تشبیہ میں

وایشاں را شیخ و اصل پنداشتن و نقد را از
بڑنا اور اُن کو پہنچا ہوا بزرگ سمجھنا اور کھرے کو نقل سے

نقل نداِنستن و نیافتن
نہ پہچاننا اور نہ پانا

بہرِ ایں گفتند دانایاں بفن
اِسی لئے فن کے سمجھداروں نے کہا ہے

میہمانِ محسناں باید شدن
محسنوں کا مہمان بننا چاہیے

تو مرید و میہمانِ آں کسی
تو ایسے شخص کا مہمان اور مرید ہے

کُو ستاند حاصلت را از خسی
جو تیری کمائی کمینہ پن سے وصول کرلے

نیست چیرہؔ چوں ترا چیرہ کند
وہ قابو پانیوالا نہیں ہے کہ تجھے قابو پانیوالا بنائے

نور ندہد مر ترا تیرہ کند
روشنی نہ دے گا، تجھے تاریک بنادیگا

چوں وُرا نورے نبُد اندر قراں
جبکہ اُس کے باطن میں نور نہیں ہے

نور کے یابند از وے دیگراں
تو اُس سے دوسرے کب روشنی حاصل کرسکتے ہیں

ہمچو اعمش کو کند دارو ئے چشم
اُس چندھے کی طرح جو آنکھ کا علاج کرے

چہ کشد در چشم ہا اِلّا کہ یشم
آنکھوں میں سوائے (سنگ) یشم کے اور کیا لگائیگا؟

لہ نمطؔ۔ طور، طریقہ۔ شُو۔ شوہر۔ عنا۔ رنج و مشقت۔ غرقہ۔ ڈوبا ہوا۔ ژرف۔ گہرا۔ بے ثبوت۔ یعنی ہماری حقیقت معلوم کیئے بغیر۔ سازیم قوت۔ یعنی ہم اسکے جوتے بیچ کھائیں۔

لہ مغرور۔ دھوکہ میں مبتلا۔ مُدّعی۔ بزرگی کا جھوٹا دعویدار۔ مزوّر۔ دھوکے باز۔ شیخ واصل۔ وہ بزرگ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچا ہوا ہو۔ نقد نقل۔ سکہ۔ محسناں۔ بخشش کرنیوالے۔ حاصلت۔ تیری کمائی خسی۔ کمینہ پن۔

لہ چیرہ۔ غالب یعنی خسلت پر قابو پانے والا۔ تیرہ۔ تاریک کند۔ نہ نبوَد۔ اعمش چندھا، جس کی آنکھیں مریض ہوں، پانی بہتا ہو۔ یشم۔ ایک پتھر ہے۔ بعض نسخوں میں پشم بمعنی اون ہے۔

حالِ ما این ست در فقر و عنا[1]
افلاس اور مشقت میں ہمارا یہ حال ہے
ہیچ مہمانے مبا مغرورِ ما
کوئی مہمان ہم سے دھوکا نہ کھائے

قحط دِہ سال ار ندیدی در صُوَر
اگر تو نے مجسّم دس سال قحط نہ دیکھا ہو
چشمہا بکشا و اندر ما نگر
تو آنکھیں کھول اور ہمیں دیکھ لے

ظاہرِ ما چوں درونِ مُدّعی
ہمارا ظاہر مدّعی کے باطن کی طرح ہے
در دلش ظلمت زبانش شعشعی
اسکے دل میں تاریکی ہے اور اسکی زبان چمکیلی (تیز طرار)

از خدا نے بُوئے او را نے اثر
اس میں خدا کی نہ بُو ہے نہ اثر
دعوتش افزوں ز شیث و بوالبشر[2]
اُسکی دعوت شیث اور ابوالبشر سے بڑھی ہوئی ہے

دیو ننمودہ ورا ہم نقشِ خویش
شیطان نے (بھی) اسکو اپنی صورت نہیں دکھائی
او ہمی گوید ز ابدالیم بیش
وہ یہ کہتا ہے کہ میں ابدال سے بھی بڑھا ہوا ہوں

حرفِ درویشاں بدزدیدہ بسے
درویشوں کی بہت سی باتیں چُرائی ہیں
تا گماں آید کہ ہست او خود کسے
تا کہ یہ گمان ہو کہ وہ بھی کچھ ہے

خردہ گیرد در سخن بر بایزید[3]
باتوں میں (حضرت) بایزیدؒ کی عیب گیری کرتا ہے
ننگ دارد از درونِ او یزید
اس کے باطن سے یزید کو (بھی) شرم آتی ہے

ہر کہ داند مر ورا چوں بایزیدؒ
جو اس کو (حضرت) بایزیدؒ کی طرح سمجھتا ہے
روزِ محشر حشر گردد با یزید
قیامت کے دن اس کا حشر یزید کے ساتھ ہوگا

بے نوا از نان و خوانِ آسماں
آسمان کی روٹی اور خوان سے بے سروسامان ہے
پیشِ او نند اخت حق یک استخواں
اللہ تعالیٰ نے اسکے سامنے ایک ہڈی (بھی) نہیں ڈالی ہے

او ندا کردہ کہ خواں بنہادہ ام
اس نے مُنادی کی ہے کہ میں نے دسترخوان بچھا رکھا ہے
نائبِ حقّم خلیفہ زادہ ام
میں اللہ (تعالیٰ) کا نائب اور خلیفہ زادہ ہوں

الصلا سادہ دلانِ پیچ پیچ
اے ہیچ در ہیچ احمقو! صلائے عام ہے
تا خورید از خوانِ جُودم ہیچ ہیچ
میری بخشش کے خوان سے کھاؤ حالانکہ ہیچ در ہیچ ہے

سالہا بر وعدۂ فردا کساں
کل کے وعدہ پر لوگ سالوں
گردِ آں در گشتہ فردا نارساں
اس دروازہ کے گرد چکر کھاتے ہیں اور کل آنیوالی نہیں ہے

دیر باید تا کہ سرِّ آدمی
کافی وقت چاہیئے کہ انسان کا بھید
آشکارا گردد از بیش و کمی
کمی اور بیشی میں واضح ہو

[1] عنا۔ رنج و مشقت۔ مبا۔ مباد کا مخفف ہے۔ در صُوَر۔ یعنی صورتوں میں مجسّم۔ شعشعی۔ روشن، چمکدار۔ اثر۔ نشان۔ شیث۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے جو نبی تھے۔

[2] بوالبشر۔ انسانوں کے باپ یعنی آدم علیہ السلام۔ دیو۔ شیطان۔ ابدال۔ اولیاء کی ایک جماعت ہے۔ خردہ۔ عیب۔ ننگ۔ ذلت، شرم۔ یزید۔ ابن معاویہ جس کے دورِ حکومت میں حضرت حسینؓ شہید ہوئے۔

[3] بایزید۔ بسطامی مشہور بزرگ ہیں۔ نان و خوانِ آسمان۔ غیبی روحانی غذا۔ استخواں۔ یعنی معمولی غذا۔ الصلا۔ کھانا کھانے کیلئے پکارنا۔ سادہ دلاں۔ بیوقوف لوگ۔ ہیچ ہیچ۔ یہ مولانا کا قول ہے۔ فردا۔ یعنی کل کا وعدہ۔ سِر۔ راز، باطنی حالت۔

زیرِ دیوارِ بدن گنجیست[۱] یا — خانۂ مورست و مار و اژدہا

جسم کی دیوار کے نیچے خزانہ ہے یا — چیونٹی اور سانپ اور اژدہے کا بھٹ ہے

چونکہ پیدا گشت کو چیزے نبود — عمرِ طالب رفتہ آگاہی چہ سود

جب معلوم ہوا کہ وہ کچھ نہ تھا — تو مرید کی عمر گذر گئی، اب معلوم ہونے سے کیا فائدہ؟

دربیانِ آنکہ نادر افتد کہ مریدے در مدّعیٔ مزوّر اعتقاد

اِس بات کا بیان کہ کم ہوتا ہے کہ کوئی مُرید جھوٹے مدّعی کا سچائی سے معتقد

بصدق بندد کہ اُو کیست و بدیں اعتقاد بمقامے برسد کہ

ہو جائے کہ وہ کچھ ہے اور اس اعتقاد کے ذریعہ وہ ایسے مقام پر پہنچ جائے کہ

شیخش بخواب ندیدہ باشد و آب و آتش اُورا گزند نہ کنند و

اُس کے پیر نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہو اور پانی اور آگ اسکو نقصان نہ پہنچائے اور

شیخش را گزند کنند ولیکن نادر[۲] نادر باشد

اُس کے پیر کو نقصان پہنچادے لیکن نادر تو نادر ہی ہوتا ہے

لیک نادر طالب آید کز فروغ — درحقِ اُو نافع آید آں دروغ

لیکن نادر ہے کہ مرید کو روشنی کیوجہ سے — اُس کے حق میں وہ جھوٹ مفید ہو جائے

اُو بقصدِ نیک خود جائے رسد — گرچہ جاں پنداشت آں آمد جسد

وہ اپنے نیک ارادہ کیوجہ ایک مقام تک پہنچ جاتا ہے — اگرچہ جس کو اُس نے جان جانا تھا جسم ثابت ہوا

مزوّرا رُومی نماید حالہا — کہ ندید آں ہیچ شیخش سالہا

اُس کے لئے ایسے اَحوال رونما ہوتے ہیں — کہ اُس کے ناچیز پیر نے سالوں (بھی) نہیں دیکھے

چوں تحرّی در دلِ شب قبلہ را — قبلہ نے واں نمازِ اُو روا[۳]

جیساکہ آدھی رات میں قبلہ کی اٹکل کرنا — اُدھر قبلہ نہیں ہے (لیکن) اُسکی نماز درست ہو گئی

مدّعی را قحطِ جاں اندر سرست — لیک مارا قحطِ نانِ ظاہرست

مدّعی کے باطن میں روح کا قحط ہے — لیکن ہمارے ظاہر پر روٹی کا قحط ہے

ماچرا چوں مدّعی پنہاں کنیم — بہرِ ناموسِ مزوّر جاں کنیم

مُدّعی کی طرح ہم کیوں چھپائیں — جھوٹی آبرو کے لئے جان دیں

صبر فرمودنِ اعرابی زنِ خود را و فضیلتِ صبر گفتن

بدّو کا اپنی بیوی کو صبر کا حکم دینا اور صبر کی فضیلت بیان کرنا

۱؎ گنجیست یعنی معارفِ الٰہیہ کا خزانہ۔ مور۔ چیونٹی۔ مار۔ سانپ یعنی بُرے اَخلاق۔ پیدا۔ ظاہر۔ طالب۔ مُرید۔
۲؎ نادر۔ کمیاب۔ فروغ۔ روشنی۔ گرچہ۔ یعنی مُرید نے پیر کو مجسّم روح سمجھا وہ جسمِ محض نکلا۔ تحرّی۔ صحیح بات کی جستجو کرنا۔ دلِ شب۔ آدھی رات۔
۳؎ روا۔ درست یعنی قبلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں اگر اٹکل سے نماز پڑھی اور وہ قبلہ رُو نہ تھا تب بھی نماز درست ہو جائیگی۔ مدّعی بناوٹی پیر یعنی بناوٹی پیر کی طرح ہمیں اپنے اِفلاس کو چھپانے کی ضرورت نہیں ہے اور جھوٹی آبرو کے لئے جان کھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔

شوئے گفتش چند جوئی دخل[۱] و کشت
شوہر نے اس سے کہا تو آمدنی اور پیداوار کی کب تک جستجو کرے گی؛

خود چہ ماند از عمر افزوں ترگذشت
خود زندگی کتنی رہی ہے؟ زیادہ تو گذر گئی ہے

عاقل اندر بیش و نقصاں ننگرد
سمجھدار کمی بیشی کو نہیں دیکھتا ہے

زانکہ ہر دو ہمچو سیلے بگذرد
اس لئے کہ دونوں بہاؤ کی طرح گذر جاتے ہیں

خواہ صاف و خواہ سیلِ تیرہ رو
خواہ صاف ہو یا بہاؤ کی گدلی رَو ہو

چوں نمی پاید دمے از وے مگو
جبکہ وہ ٹھیرنے والی نہیں ہے اسکا کچھ ذکر نہ کر

اندریں عالم ہزاراں جانور
اس دنیا میں ہزاروں جاندار

میزیند خوش عیش بے زیر و زبر
بغیر کسی تردد کے آرام سے جی رہے ہیں

شکر می گوید خدا را فاختہ
فاختہ، اللہ (تعالیٰ) کا شکر ادا کرتی ہے

بر درخت و برگِ شب ناساختہ
درخت پر، حالانکہ اُسنے رات کا کچھ ساماں نہیں کیا ہے

حمد می گوید خدا را عندلیب[۲]
بلبل، خدا کی تعریف کرتی ہے

کاعتماد رزق بر تست اے مجیب
کہ اے قبول کرنیوالے! رزق کا تجھ پر بھروسہ ہے

باز دستِ شاہ را کردہ نوید
باز نے بادشاہ کے ہاتھ کو دعوت نامہ بنا کر

از ہمہ مُردار بُبریدہ اُمید
تمام مُرداروں سے اُمید منقطع کرلی

ہمچنیں از پشہ گیری تا بہ پیل
اسی طرح مچھر سے لے کر ہاتھی تک

شد عیال اللہ و حق نعم المُعیل
سب اللہ (تعالیٰ) کا کنبہ ہیں اور اللہ (تعالیٰ) بہترین پرورش کرنیوالا ہے

ایں[۳] ہمہ غمہا کہ اندر سینہ ہاست
یہ سب غم جو سینوں میں ہیں

از غبار و گرد بادِ بُودِ ماست
ہماری ہستی کے غبار اور بگولے ہیں

ایں غمانِ بیخ کن چوں داسِ ماست
یہ جڑ کھودنے والے غم ہمارے لئے درانتی کی طرح ہیں

ایں چنیں شد وانچناں وسواسِ ماست
اسطرح ہو گیا، اُسطرح ہو گیا، ہمارے وسوسے ہیں

دانکہ ہر رنجے ز مُردن پارہ ایست
سمجھ لے کہ ہر غم موت کا ایک ٹکڑا ہے

جزوِ مرگ از خود براں گر چارہ ایست
اگر کوئی تدبیر ہے تو موت کے حصہ کو اپنے سے دفع کردے

چوں ز جُزوِ مرگ نتوانی گریخت
جب تو موت کے حصہ سے نہیں بھاگ سکتا ہے

دانکہ کلش بر سرت خواہند ریخت
سمجھ لے کہ اُسکے کل کو تجھ پر طاری کردینگے

جُزوِ مرگ ار گشت شیریں مر ترا
اگر موت کا جزو تیرے لئے میٹھا ہو گیا ہے

دانکہ شیریں میکند کُل را خدا
سمجھ لے کہ خدا کُل کو میٹھا کر دے گا

---

۱ دخل۔ آمدنی۔ کِشت۔ کھیتی، پیداوار۔ بگذرد۔ دنیا میں نہ راحت کو بقاء ہے نہ رنج کو۔ خوش عیش۔ آرام کی زندگی۔ زیر و زبر۔ فکر و تردد۔ برگِ شب۔ رات کا سامان۔

۲ عندلیب۔ بُلبل، ہزار داستاں۔ مُجیب۔ دعا کو قبول کرنیوالا یعنی اللہ تعالیٰ۔ باز۔ باز کو ہاتھ پر بٹھایا جاتا ہے۔ نوید۔ دعوت نامہ، خوشخبری۔ مُردار۔ باز کی اصل خوراک مُردوں کی ہڈیاں ہیں۔ پشہ۔ مچھر۔ پیل۔ ہاتھی۔ عیال۔ وہ لوگ جن کے اخراجات ذمّہ ہوں۔ مُعیل۔ عیال کو پالنے والا۔

۳ ایں یعنی یہ غم ہماری موہوم ہستی کے اثرات ہیں۔ غماں۔ غم کی جمع ہے۔ داس۔ کھیتی وغیرہ کاٹنے کی درانتی۔ دانکہ۔ رنج و غم موت کے اجزاء ہیں اور موت سے مفر نہیں ہے تو ان سے بھی مفر نہیں ہے۔
قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں
کُل یعنی موت۔

دردہا از مرگ می آید رسول[۱] — از رسولش رُو مگرداں اے فضول

درد، موت کے قاصد ہیں — اے بیوقوف! قاصد سے مُنہ نہ موڑ

ہر کہ شیریں می زید اُو تلخ مُرد — ہر کہ اُو تن را پرستد جاں نبرد

جو شخص خوشگوار زندگی بسر کرتا ہے وہ تلخ موت مرتا ہے — جو شخص تن پروری کرتا ہے، جان نہ بچا سکیگا

گوسفنداں را ز صحرا می کشند — آنکہ فربہ تر مرُ اُو را می کُشند

بکری کو جنگل سے لاتے ہیں — جو زیادہ موٹی ہوتی ہے اسکو ذبح کرتے ہیں

شب گذشت و صبح آمد اے قمر — چند گیری ایں فسانہ را ز سر[۲]

اے چاند! رات گذر گئی اور صبح ہو گئی — تو اس قصہ کو کب تک دُہرائے گی؟

تو جواں بودی و قانع تر بُدی — زر طلب گشتی خود اوّل زر بُدی

تو جوان تھی تو زیادہ صابر تھی — تو زر کی طلبگار بن گئی پہلے تو خود زر تھی

رز بُدی پُر میوہ چوں کاسد شدی — وقتِ میوہ پختنت فاسد شدی

تو میوے سے بھری انگور کی بیل تھی کیوں خراب ہو گئی — میوہ پکنے کے وقت تو سڑ گئی

میوہ ات باید کہ شیریں تر شود — چوں[۳] رسن تاباں نہ واپس تر رود

چاہیئے تھا کہ تیرا میوہ اور زیادہ میٹھا ہوتا — نہ کہ بٹی ہوئی رسّی کی طرح بل اُترنے لگے

جُفتِ مائی جُفت باید ہم صفت — تا بر آید کارہا بر مصلحت

تو میرا جوڑا ہے جوڑے کو یکساں ہونا چاہیئے — تاکہ مصلحت کے مطابق کام چلیں

جُفت باید بر مثالِ ہمدگر — در دو جُفتِ کفش و موزہ در نگر

جوڑے کو ایک دوسرے کی طرح ہونا چاہیئے — جوتے اور موزے دونوں کے جوڑے کو دیکھ

گر یکے کفش از دو تنگ آید بپا — ہر دو جُفتش کار ناید مر ترا

دونوں میں سے اگر ایک جوتہ پیر میں تنگ آئے — تو پورا جوڑا ہی تیرے کام میں نہیں آتا

جُفت در یک خرد و آں دیگر بزرگ — جُفتِ شیر بیشہ دیدی ہیچ گرگ

جوڑے میں سے ایک پاؤں میں چھوٹا اور دوسرا بڑا — تو نے دیکھا ہو کہ جنگل کے شیر کا جوڑا بھیڑیا ہو

راست ناید بر شتر جُفتِ جوال — آں یکے خالی و آں پُر مال مال

بوروں کا جوڑا، اونٹ پر ٹھیک نہیں ہو سکتا — کہ انہیں سے ایک خالی ہو اور دوسرا مال سے بھرا ہوا

من روم سوئے قناعت دل قوی — تو چرا سوئے شناعت می روی

میں جرأت سے قناعت کی طرف جاتا ہوں — تو بُرائی کی طرف کیوں جاتی ہے؟

۱؎ رسول۔ قاصد، پیغامبر۔ ہر کہ جو مصائب جھیلنے کا عادی نہیں ہے موت کے وقت اس کو بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
گوسفند۔ بکری، یعنی موٹی بکری کی موت جلد آتی ہے۔ اے قمر۔ چاند کہہ کر بیوی کو خطاب کیا ہے۔
۲؎ از سر گرفتن۔ تکرار کرنا۔ قانع۔ صابر۔ زر بُدی یعنی استغناء کی وجہ سے تو خود بمنزلہ سونے کے تھی۔ رز۔ انگور، انگور کی بیل۔ کاسد۔ کھوٹا۔ فاسد۔ خراب۔
۳؎ چوں رسن۔ جس رسّی کو اُلٹا بل دیا جائے چھوڑنے سے فوراً اُس کے بل اُتر جاتے ہیں۔ جُفت۔ جوڑا، نر مادہ۔ گر یکے۔ ایک موزہ یا جوتہ اگر پیر میں تنگ ہو تو دوسرا بھی بیکار ہے۔ بیشہ۔ جھاڑی۔ گرگ۔ بھیڑیا یعنی شیر اور بھیڑیئے سے جوڑا نہیں بنتا ہے۔ راست۔ ٹھیک۔ جوال۔ گون، تھیلا۔ قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا۔ شناعت۔ بُرائی

مردِ قانع از سرِ اخلاص و سوز[۱] زین نسق می گفت با زن تا بروز
صابر مرد خلوص اور دل سوزی سے دن نکلنے تک اسی طرح بیوی سے کہتا رہا

نصیحت کردن زن شوہر را کہ سخن افزوں از قدم
بیوی کا شوہر کو نصیحت کرنا کہ اپنی بساط اور مقام سے بڑھ کر

و مقامِ خود مگو کہ لِمَ تقولون ما لا تفعلون۔ کہ
بات نہ کر کیونکہ (فرمایا گیا ہے) جو تم نہیں کرتے ہو وہ کہتے کیوں ہو۔ اس

ایں سخنہا اگرچہ راست ست اما مقامِ توکل ترا
لئے کہ یہ باتیں اگرچہ سچی ہیں لیکن تجھے توکل کا مقام حاصل

نیست و ایں سخن گفتن فوقِ مقام و معاملہ خود
نہیں ہے اور یہ بات کہنا مقام اور معاملے سے بڑھ کر تیرے نقصان کا

ترا زیاں[۲] دارد و کبر مقتاً عند اللہ باشد
باعث ہے اور "اللہ کے نزدیک بڑی موجب عذاب ہے" کا مصداق ہوگی

زن بروزد بانگ کای ناموس کیش من فسون تو نخواہم خورد بیش
عورت اس پر چیخی کہ اے عزت کے شیدائی! اب میں زیادہ تیرے فریب میں نہ آؤں گی

ترہات از دعوی و دعوت مگو رو سخن از کبر و از نخوت مگو
دعوے اور دعوت کی بکواس نہ کر جا، تکبر اور غرور کی بات نہ کر

چند حرفِ طمطراق و کاروبار کار و حالِ خود ببین و شرم دار
دنیاداری اور کروفر کی باتیں کب تک؟ اپنا کام اور حال دیکھ اور شرم کر

نخوت و دعوی و کبر و ترہات دور کن از دل کہ تا یابی نجات
تکبر اور دعوی اور غرور اور بکواس دل سے نکال دے تاکہ تو نجات پائے

کبر زشت و از گدایان زشت تر روز سرد[۳] و برف وانگہ جامہ تر
تکبر برا ہے اور مفلسوں سے اور زیادہ برا ہے ٹھنڈا دن اور برف اور پھر کپڑے بھیگے ہوئے

چند آخر دعوی و بادِ بروت اے ترا خانہ چو بیت العنکبوت
دعوی اور مونچھوں کا تاؤ کب تک؟ اے وہ کہ تیرا گھر مکڑی کے جالے کی طرح ہے

از قناعت کے تو جاں افروختی از قناعتہا تو نام آموختی
تونے قناعت سے کب روح روشن کی ہے؟ تونے قناعتوں کا نام سیکھ لیا ہے

۱۔ سوز یعنی سوزِ دل۔ مقتاً قرآن پاک میں ہے کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی موجب عذاب ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔

۲۔ زیاں۔ نقصان، ناموس۔ عزت۔ کیش، طریقہ۔ فسوں۔ مکر و فریب۔ ترہات جھوٹی بناوٹی باتیں۔ طمطراق۔ شان و شوکت۔ نخوت تکبر۔ زشت۔ برا

۳۔ روز سرد یعنی مفلسی اور محتاجی اور پھر غرور ایسا ہے جیسے جاڑے کا زمانہ، پھر برف باری اور کپڑے بھی گیلے ہوں، یعنی مصیبت بالائے مصیبت ہے۔ بادِ بروت۔ مونچھ کی ہوا یعنی تکبر۔ بیت العنکبوت۔ مکڑی کا جالا، جو کمزوری میں ضرب المثل ہے۔

گفت[1] پیغمبر قناعت چیست؟ گنج — گنج را تو وا نمیدانی ز رنج

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قناعت کیا ہے؟ خزانہ ہے — تو رنج اور گنج میں فرق نہیں سمجھتا ہے

ایں قناعت نیست جز گنجِ رواں — تو مزن لاف اے غم و رنجِ رواں

یہ قناعت تو گنجِ رواں ہی ہے — اے چلتے پھرتے رنج و غم، تو ڈینگیں نہ مار

تو مخوانم جفت و کمتر زن بغل[2] — جفتِ انصافم، نیم جفتِ دغل

تو مجھے بیوی نہ کہہ اور شوہر ہونے کا اظہار نہ کر — میں انصاف کی (بنیاد پر) بیوی ہوں مکاری کی بیوی (نہیں)

چوں قدم با شاہ و با بگ می زنی — چوں مگس را در ہوا رگ می زنی

تو بادشاہ اور سردار کے ساتھ کیوں ہمسری کرتا ہے؟ — اڑتی مکھی کے کیوں نشتر مارتا ہے؟

با سگاں زیں استخواں در چالشی — چوں نے اشکم تہی در نالشی

تو ہڈی پر کتوں سے چھینا جھپٹی کرتا ہے — تو خالی پیٹ بانسری کی طرح آہ و فریاد کرتا ہے

سوئے ما منگر بخواری سست سست — تا نگویم آنچہ در رگ ہائے تست

میری جانب حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھ — تاکہ تیری رگ رگ کا حال نہ کہہ ڈالوں

عقلِ خود را از من افزوں دیدہ — تو منِ کم عقل را چوں[3] دیدہ

تو نے اپنی عقل کو میری عقل سے بڑا سمجھا ہے — تو نے مجھ کم عقل کو کیوں پسند کیا ہے؟

ہمچو گرگِ زشت اندر ما مجہ — اے زننگِ عقلِ تو بے عقل بہ

بدمزاج بھیڑیئے کی طرح مجھ پر نہ جھپٹ — تیری قابلِ شرم عقل سے بے عقل ہونا اچھا ہے

چونکہ عقلِ تو عقیلہ مردم ست — آں نہ عقل ست بلکہ مار و کژدم ست

چونکہ تیری عقل انسانوں کے لئے پھندا ہے — یہ عقل نہیں ہے بلکہ سانپ اور بچھو ہے

خصمِ ظلم و مکرِ تو اللہ باد — دستِ عقلِ تو زما کوتاہ باد

تیرے ظلم اور مکر کو اللہ سمجھے — (خدا کرے) تیری عقل کی دست درازی ہم پر نہ ہو

ہم تو ماری ہم فسوں گر اے عجب — مار گیر و ماری اے ننگِ عرب

ہائے تعجب! تو سانپ بھی ہے اور منتر پڑھنے والا بھی — اے عرب کے لئے باعثِ ذلت تو سانپ بھی ہے اور سپیرا بھی

زاغ اگر زشتیِ خود بشناختے — ہمچو برف از رنج و غم بگداختے

کوا اگر اپنی بدصورتی کو پہچان لیتا — رنج اور غم سے برف کی طرح پگھل جاتا

مردِ افسوں گر بخواند چوں عدو — او فسوں بر مار و مار افسوں برو

منتر پڑھنے والا دشمن کی طرح پڑھتا ہے — وہ سانپ پر منتر اور سانپ اس پر منتر پڑھتا ہی

---

[1] گفت پیغمبر۔ حدیث شریف میں آیا ہے — اَلْقَنَاعَةُ کَنْزٌ لَا یَنْفَدُ قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا ہے۔ گنجِ رواں۔ قارون کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کا نام ہے۔ مخواں۔ نہ بلا۔

[2] بغل زدن۔ جوڑے پن کو ظاہر کرنا۔ دو کبوتروں کا مل کر پرواز کرنا جوڑا ہونے کی نشانی ہے۔ دغل۔ کھوٹ، مکر۔ قدم زدن۔ برابری کرنا۔ بگ۔ بیگ کا مخفف ہے، سردار۔ مگس۔ مکھی۔ رگ زدن۔ خون نکالنا۔ چالش۔ حملہ، چھینا جھپٹی۔ اِشکم۔ شکم، ہمزہ زیادہ ہے۔ نالش۔ رونا چیخنا، فریاد۔ خواری۔ ذلت۔ سست نگریستن۔ ذلت سے دیکھنا۔

[3] چوں دیدہ۔ جوڑے کے لئے مجھے کیوں پسند کیا ہے۔ عقیلہ۔ رسی، یعنی تو اپنی عقل کے ذریعہ لوگوں کو پھانستا ہے۔ ہم تو۔ تو انسانوں کو تباہ کرتا ہے تو تو سانپ ہے، لوگوں کو پھنساتا ہے تو تو سپیرا ہے۔ زشتیِ خود یعنی اپنی بدصورتی۔ مرد۔ سپیرا اگر سانپ پر منتر پڑھتا ہے تو سانپ بھی اس پر منتر پڑھتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ سپیرا سانپ پلٹنے کے شوق میں مبتلا ہے۔

گر نبودے[1] دامِ اُو افسونِ مار — کے فسونِ مار را گشتے شکار
اگر سانپ کا منتر اُس کے لئے جال نہ ہوتا — تو وہ سانپ کے منتر کا شکار کب بنتا؟

مردِ افسوں گر ز حرصِ کسب و کار — در نیابد آں زماں افسونِ مار
منتر پڑھنے والا، کمائی اور کام کی حرص کیوجہ سے — اُس وقت سانپ کے منتر کو محسوس نہیں کرتا ہے

مار گوید اے فسوں گر ہیں و ہیں — آنِ خود دیدی فسونِ من ببیں
سانپ کہتا ہے، اے سپیرے! خوب دیکھ لے — تو نے اپنا منتر دیکھا، میرا منتر (بھی) دیکھ لے

تو بنامِ حق[2] فریبی مر مرا — تا کُنی رُسوائے شور و شر مرا
تو اللہ کے نام کے ذریعہ مجھے پھانستا ہے — تاکہ تو مجھے شور و شر سے رسوا کرے

نامِ حقّم بست نے آں رائے تو — نامِ حق را دام کردی وائے تو
مجھے اللہ کے نام نے باندھا نہ کہ تیری رائے نے — تو نے اللہ کے نام کو جال بنایا، تجھ پر افسوس ہے

نامِ حق بستاند از تو دادِ من — من بنامِ حق سپردم جان و تن
اللہ (تعالیٰ) کا نام تجھ سے مجھے انصاف دلائیگا — میں نے اللہ کے نام پر جان اور جسم سپرد کر دیا ہے

تا بزخمِ من رگِ جانت بُرد — یا ترا چوں من بزندانے[3] بَرد
تاکہ وہ میرے زخم کے بدلے تیری جان کی رگ کاٹ دے — یا تجھے میری طرح قید خانہ میں ڈالدے

زن ازیں گونہ خشن گفتار ہا — خواند بر شوئے خود آں طومار ہا
عورت اِس قسم کی سخت باتیں — دفتر در دفتر شوہر کو سناتی رہی

نصیحت کردنِ مرد زن را کہ در فقیراں بخواری
مرد کا عورت کو نصیحت کرنا کہ فقیروں کو ذلت سے نہ

منگر و در کارِ حق بگمانِ کمال نگر و طعنہ مزن در
دیکھ اور اللہ کے معاملہ میں کمال کے گمان سے نظر کر اور اپنے افلاس کی وجہ

فقر و فقیراں از بے نوائیِ خویشتن
سے فقر اور فقیروں پر طعنہ زنی نہ کر

مرد چوں ایں طعنہ ہا از زن شنُفت — مستمع شد بعد ازیں ہیں تا چہ گفت
مرد نے جب یہ طعنے عورت کے سُنے — سُنتا رہا، اِس کے بعد دیکھ کر کیا کہا؟

گفت اے زن تو زنی یا بوالحزن — فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن
بولا، اے بیوی! تو عورت ہے یا مجسّم غم — مجھے طعنہ نہ دے فقر (باعث) فخر ہے

[1] گر نبودے۔ سانپ نے جو منتر پڑھا ہے وہ سپیرے کے لئے جال ہے۔ آنِ خود۔ یعنی اپنا منتر۔
[2] نامِ حق۔ منتر میں اللہ کے نام استعمال ہوگئے ہیں۔ شور و شر۔ یعنی سانپ کا تماشہ دیکھنے والوں کا۔ نامِ حق۔ چونکہ سپیرے نے اللہ کے ناموں کا غلط کاموں کے لئے استعمال کیا ہے۔
[3] زندانے۔ یعنی جس طرح سپیرے نے قید کیا ہے۔ خشن۔ سخت، ناگوار۔ طومار۔ دفتر۔ مستمع۔ سننے والا۔ بوالحزن۔ غموں کا باپ یعنی بہت غمگین، مالداروں کو حشر میں بہت غم اٹھانے پڑینگے۔

مال و زر سر را بُود ہمچوں کلاہ[۱]
مال و زر ایسے ہیں جیسے سر کی ٹوپی
کَل بُود آں کز کُلہ سازد پناہ
جو شخص ٹوپی کی پناہ پکڑتا ہے، گنجا ہوتا ہے

آنکہ زُلف و جعدِ رعنا باشدش
جس کی زلف حسین اور گھونگریالے بال ہوں
چوں کُلاہش رفت خوشتر آیدش
جب اس کی ٹوپی نہ ہو تو اور زیادہ حسین ہوتا ہے

مردِ حق باشد بمانندِ بصر
مردِ خدا بینائی کی طرح ہے
پس برہنہ بہ کہ پوشیدہ بصر
پس بینائی کھلی اچھی ہے یا ڈھکی ہوئی؟

وقتِ عَرضہ[۲] **کردن آں بَردہ فروش**
غلام فروش دکھاتے وقت
بر کَند از بندہ جامہ عیب پوش
غلام کے عیب چھپانیوالے کپڑے اُتار دیتا ہے

ور بُود عیبے برہنہ اش کے کُند
اگر کوئی عیب ہو، اس کو ننگا کب کریگا؟
بل بجامہ خدعہ با وے کُند
بلکہ کپڑوں کے ذریعہ اس کو دھوکا دیگا

گویدایں شرمندہ است از نیک و بد
کہے گا، یہ اچھے بُرے سے شرماتا ہے
از برہنہ کردن اُو از تو رمد
ننگا کرنے سے تیرے پاس سے بھاگ جائیگا

خواجہ در عیب است غرقہ تا بگوش
آقا کانوں تک عیب میں ڈوبا ہوا ہے
خواجہ را مال ست و مالش عیب پوش
(لیکن) آقا کے پاس مال ہے اور اسکا مال عیب چھپانے والا ہے

کز طمع عیبش نہ بیند طامعے
لالچی لالچ کی وجہ سے اسکے عیب نہیں دیکھتا ہے
گشت دلہا را طمعہا جامعے
لالچ دلوں کو جوڑنے والا بن گیا ہے

ور گدا گوید سخن چوں زرِ کاں[۳]
اگر فقیر کان کے سونے کی سی بات کہے
رہ نیابد کالۂ اُو در دُکاں
اسکا سامان دکان میں راہ یاب نہیں ہوتا ہے

کارِ درویشی ورائے فہمِ تست
درویشی کا معاملہ تیری سمجھ سے اوپر ہے
سُوئے درویشاں تو منگر سُست سُست
تو ذلت سے درویشوں کو نہ دیکھ

زانکہ درویشی ورائے کارہاست
کیونکہ درویشی دنیوی کاموں سے جداگانہ چیز ہے
دمبدم از حق مر ایشاں را عطاست
ان (درویشوں) کیلئے اللہ کیطرف سے برابر بخشش ہے

بلکہ درویشاں ورائے مُلک و مال
بلکہ درویش ملک اور مال کے علاوہ
روزیِ دارند ژرف از ذوالجلال
اللہ سے ایک بھاری روزی پاتے ہیں

حق تعالیٰ عادل ست و عادلاں
اللہ تعالیٰ عادل ہے، اور عادل
کے کنند استمگری بر بیدلاں
کمزوروں پر کب ظلم کرتے ہیں؟

۱ کلاہ۔ ٹوپی۔ کل۔ گنجا۔ کُلہ۔ کلاہ کا مخفف ہے۔ جعد۔ گھنگریالے بال۔ رعنا۔ حسین، خوبصورت
۲ عرضہ کردن پیش کرنا بَردہ۔ غلام، لونڈی۔ خُدعہ۔ دھوکا۔ وے۔ یعنی خریدار۔ خواجہ آقا طامع۔ لالچی۔ دلہا۔ یعنی لالچی اور مالدار کے دل۔ جامع۔ اکٹھا کرنے والا۔
۳ زرِ کان۔ خالص سونا جو کان سے برآمد ہوا ہے۔ کالہ۔ سامان۔ دُکان یعنی سننے والے کا کان فہم سمجھ، عقل۔ کارہا۔ دنیا کے معاملے۔ ذوالجلال۔ اللہ تعالےٰ۔ اِستمگری۔ ستمگری، ہمزہ زیادہ ہے۔

آں یکے را نعمت و کالا دہند
ایک کو نعمت اور سامان دیں
ویں دگر را بر سرِ آتش[۱] نہند
دوسرے کو آگ پر رکھیں

آتشش سوزد کہ دارد ایں گماں
اُس کو آگ جلائے جو یہ گماں کرے
بر خدائے خالقِ ہر دو جہاں
دونوں جہان کے خالق کے بارے میں

"فقر فخری" نز گزافست و مجاز
"فقر میرا فخر ہے" نہ گپ ہے نہ مجاز
صد ہزاراں عزِ پنہان ست و ناز
لاکھوں عزتیں اور ناز پوشیدہ ہیں

از غضب بر من لقبہا راندہ
تو نے غصہ سے میرے بہت نام دھرے
مار خوی و مار گیرم خواندہ
تو نے مجھے سانپ جیسی خصلت والا اور سپیرا بتایا

گر بگیرم مار و دندانش کنم
اگر میں سانپ پکڑتا ہوں اور اُسکے دانت اکھاڑ دیتا ہوں
تا کشش از سر کوفتن ایمن کنم
تو اسلئے کہ اس کو سر کچلنے سے محفوظ کر دوں

زانکہ آں دنداں عدوئے جانِ اوست
چونکہ دانت اُس کی جان کے دشمن ہیں
من عدو را می کنم زیں علم دوست
میں دشمن کو اس علم کے ذریعہ دوست بناتا ہوں

از طمع ہرگز نخوانم من فسوں
میں لالچ کی وجہ سے منتر نہیں پڑھتا ہوں
ایں طمع را کردہ ام من سرنگوں
میں نے تو لالچ کو اوندھے مُنہ کر دیا ہے

حاش للّٰہ طمع من از خلق نیست
خدا کی قسم مجھے لوگوں سے لالچ نہیں ہے
از قناعت در دلِ من عالمے ست
میرے دل میں قناعت کا ایک جہان ہے

از سرِ امرود[۳] بُن بینی چناں
تو امرود کے درخت سے ایسا دیکھتی ہے
زاں فرود آ تا نماند آں گماں
اس سے اُتر آ تاکہ وہ گمان نہ رہے

چونکہ[۴] بر گردی و سرگشتہ شوی
جب تو گھومے اور سر چکرانے لگے
خانہ را گردندہ بینی واں توئی
تو گھر کو گھومتا دیکھے گا حالانکہ گھومنے والا تو ہی ہے

در بیانِ آنکہ جنبیدنِ ہر کسے از انجاست کہ وے ست

اِس بیان میں کہ ہر چیز کا حرکت کرتے نظر آنا اُس لئے ہے کہ وہ

ہر کسے را از چنبرہ وجودِ خود بیند تا بہ کبود آفتاب را
ہر چیز کو اپنے وجود کے حلقہ سے دیکھتا ہے۔ یہاں تک کہ نیلے رنگ کے
کبود نماید و سرخ سرخ نماید چوں تابہا از رنگ
ذریعہ سورج کو نیلا اور سرخ کے ذریعہ سرخ دکھاتا ہے جب چمک رنگ سے

۱ے آتش یعنی مفلس کی آگ۔ آتشش سوزد یعنی جو خدا کے بارے میں یہ خیال کرے کہ غنی باعثِ رحمت اور فقر باعثِ عذاب ہے خدا اُسکو برباد کردے۔ الفقر فخری۔ حدیث صحیح ہے اور اپنے حقیقی معنی میں ہے۔ لقبہا یعنی بیوی نے جو سپیرا کہا۔ ایمن۔ مطمئن۔ محفوظ۔ سانپ کو اُسکے دانتوں کی وجہ سے مارا جاتا ہے۔ زیں علم۔ منتر۔ ایں طمع یعنی میں نے لالچ کو دل سے نکالدیا ہے۔ قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا۔ ۳ے امرود۔ مولانا نے دفتر چہارم میں ایک قصہ نقل کیا ہے کہ ایک بدکار عورت نے اپنے شوہر کیساتھ یہ فریب کیا کہ اُسکو باغ میں لے گئی اور ایک امرود کے درخت کے نیچے بٹھا کر بولی کہ تو نیچے رہ میں اوپر سے امرود دوں گی شوہر نیچے ہا وہ اوپر سے امرود دینے لگی پھر تھوڑی دیر بعد شور مچانے لگی کہ تو بد فعلی کیوں کرا رہا ہے شوہر حیران ہوا اور انکار کیا تو بولی اچھا تو اوپر چڑھ کر امرود توڑ کر مجھے دے اور خود نیچے اُتر آئی جب وہ امرود توڑ کر دے رہا تھا اُسنے اپنے ایک یار کو بلایا اور اُس سے زنا میں مصروف ہو گئی شوہر اوپر سے چیخا کہ یہ کیا حرکت ہے تو کہنے لگی کہ کچھ نہیں ہاں یہ اس پیڑ کا اثر ہے کہ جو اسپر چڑھا ہوتا ہے اُسکو نیچے کا آدمی بد فعلی کرتا نظر آتا ہے۔ مولانا نے اسی قصہ کیطرف اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔ بُن۔ پیڑ۔

بودا۔ ۴ے چونکہ جس شخص کا سر گھومتا ہے اُسکو ہر چیز گھومتی نظر آتی ہے چنبرہ۔ حلقہ۔ کبود۔ نیلا۔ در بیان۔ اس عنوان کا خلاصہ یہ ہے کہ اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ ہر انسان اپنے اوپر دوسرے کو قیاس کرتا ہے بُرے کو سب بُرے اور اچھے کو سب اچھے نظر آتے ہیں۔

بیروں آید و سفید شود از ہمہ تابہائے دیگر راست
صاف ہو جاتی ہے اور سفید ہو جاتی ہے تو تمام دوسری روشنیوں سے زیادہ صحیح
گوتر باشد
دکھانے والی ہوتی ہے

دید احمدؐ را ابو جہل و بگفت
ابو جہل نے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا اور کہا
زشت نقشی کز بنی ہاشم شگفت
تو بد صورت ہے جو بنی ہاشم میں پیدا ہوا ہے

گفت احمدؐ مر ورا کہ راستی
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تو سچا ہے
راست گفتی گرچہ کار افزاستی[۱]
تو نے سچ کہا ہے اگرچہ بیہودہ گو ہے

دید صدیقش[۲] بگفت اے آفتاب
حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) نے آنکو دیکھا تو کہا آفتاب!
اے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب
اے وہ کہ جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی خوب روشن ہو

گفت احمدؐ راست گفتی اے عزیز
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا، اے عزیز! تو نے
اے رہیدہ تو ز دنیائے پچیز
اے وہ کہ جو ناچیز دنیا سے آزاد ہے

حاضراں گفتند کاے صدر الوریٰ
حاضرین نے کہا، کہ اے سرور عالم!
راست گو گفتی تو دو ضد[۳] گو را چرا
آپ نے دو متضاد باتیں کہنے والوں کو سچا کیوں کہا؟

گفت من آئینہ ام مصقولِ دست
فرمایا میں ہاتھ کا منجھا ہوا آئینہ ہوں
ترک و ہندو در من آں بیند کہ ہست
ترک اور ہندوستانی مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو وہ خود ہے

ہر کرا آئینہ باشد پیشِ رو
جس کے منھ کے سامنے آئینہ ہو
زشت و خوب خویش را بیند درو
اپنے اچھے اور برے کو اس میں دیکھے گا

اے زن ار طماع می بینی مرا
اے بیوی! اگر تو مجھے لالچی سمجھتی ہے
زیں تحرّیِ زنانہ بر تر آ
تو اس زنانہ اٹکل سے باہر نکل

آں طمع را ماند و رحمت بود
وہ (فقر) لالچ کے مشابہ ہے اور رحمت ہوتا ہے
کو طمع آنجا کہ آں نعمت بود
جہاں یہ نعمت ہو وہاں لالچ کہاں؟

امتحاں کن فقر را روزے دو تو
تو دو دن فقر کو آزمالے
تا بفقر اندر غنا بینی دو تو
تاکہ فقر کے ذریعہ تجھے دوگنی غنا نظر آئے

صبر کن با فقر و بگذار ایں ملال
فقر پر صبر کرلے اور اس رنج کو ترک کردے
زانکہ در فقر ست عزِ ذو الجلال
کیونکہ فقر میں خداداد عزت ہے

۱؎ کار افزا۔ ضرورت سے زیادہ کام کرنے والا۔
۲؎ صدیق۔ حضرت ابوبکرؓ کا لقب ہے۔ نے زغربی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف مشرق والوں کے لئے ہیں نہ مغرب والوں کے لئے بلکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ پچیز۔ ناچیز۔ کاے۔ کہ اے۔ صدر الوریٰ۔ مخلوق کے سردار۔
۳؎ ضد گو۔ خلاف بولنے والا۔ مصقول۔ منجھا ہوا۔ ترک۔ یعنی گورا۔ ہندو یعنی کالا۔ تحری۔ اٹکل کرنا۔ آں لوگوں کو مسخر کرنا۔ آں نعمت۔ یعنی رحمت خداوندی۔ دو تو۔ دو گنا۔

سرکہ مفروش و ہزاران جاں ببیں
ترش روئی نہ کر اور دیکھ ہزاروں جانیں

از قناعت غرقِ بحرِ انگبیں
قناعت کی وجہ سے شہد کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہیں

صد ہزاراں جان تلخی کش نگر
تلخی برداشت کرنیوالی لاکھوں جانوں کو دیکھ

ہمچو گل آغشتہ اندر گل شکر
گلقند میں پھولوں کی طرح لت پت ہیں

اے دریغا مر ترا گنجا بُدے
ہائے افسوس! تجھ میں اگر گنجائش ہوتی

تا ز جانم شرحِ دل پیدا شُدے
تو میری جان سے دل کی شرح ظاہر ہوتی

ایں سخن شیر است در پستانِ جاں
یہ باتیں جان کے پستان میں دودھ ہیں

بے کشندہ خوش نمیگردد رواں
چوسنے والے کے بغیر اچھی طرح جاری نہیں ہوتی ہیں

مستمع چوں تشنہ و جوینده شد
سننے والا جب پیاسا اور طلبگار ہو

واعظ ار مُردہ بُود گوینده شد
وعظ کہنے والا اگر مُردہ (بھی) ہو تو بولنے لگتا ہے

مستمع چوں تازہ آید بے ملال
سننے والا جب تازہ دم اور بے تکان ہو

صد زباں گردد بگفتن گنگ و لال
سینکڑوں گونگی زبانیں بولنے لگتی ہیں

چونکہ نامحرم در آید از درم
جب دروازے سے کوئی نامحرم آتا ہے

پردہ در پنہاں شوند اہلِ حرم
مستورات پردے میں چھپ جاتی ہیں

ور در آید محرمے دور از گزند
اور اگر کوئی محرم آتا ہے، خدا اسکو سلامت رکھے

برگشایند آں ستیراں روئے بند
تو مستورات نقاب اٹھا دیتی ہیں

ہر چہ را خوب و خوش و زیبا کنند
جس چیز کو اچھا اور عمدہ اور حسین بناتے ہیں

از برائے دیدۂ بینا کنند
دیکھنے والی آنکھ کے لئے بناتے ہیں

کے بُود آواز چنگ از زیر و بم
سارنگی کی زیر و بم کی آواز کب ہوتی ہے؟

از برائے گوشِ بے حسِّ اصم
بہرے، بے حس کے کان کے لئے

مشک را حق بیہدہ خوش دم نکرد
اللہ تعالٰے نے مشک کو خوشبودار بیکار نہیں بنایا

بہر شم کرد وبے اخشم نکرد
سونگھنے کیلئے بنایا ہے، بےحس ناک والے کیلئے نہیں بنایا

نائے را حق بیہدہ خوش دم نکرد
اللہ تعالٰی نے بانسری کو خوش آواز بیکار نہیں بنایا

بہرِ انس آمد پے اہرم نکرد
انسان کیلئے بنی ہے شیطان کیلئے نہیں بنی

حق زمین و آسماں بر ساختہ است
اللہ تعالٰی نے زمین و آسمان کو بنایا ہے

درمیاں بس نور و نار افروختہ است
درمیان میں نور اور نار کو روشن کیا ہے

---

۱ سرکہ مفروش۔ ترش روئی نہ کر۔ قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا۔ انگبیں۔ شہد۔ آغشتن۔ آلودہ ہونا۔ گلشکر۔ گلقند۔ گنجا۔ گنجائش کا مخفف ہے۔ ایں سخن۔ یعنی اسرار معرفت شیخ پر اسیوقت وارد ہوتے ہیں جب کوئی طالب صادق ہو۔

۲ مُردہ بود۔ یعنی شیخ کی طبیعت حاضر نہ بھی ہو تو واردات شروع ہو جاتی ہیں۔ گنگ۔ گونگا۔ لال۔ گونگا۔ نامحرم۔ اجنبی، یعنی وہ شخص جو اسرار سننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ اہلِ حرم۔ زنانخانہ، یعنی اسرارِ معرفت۔ ستیراں۔ مستورات یعنی اسرارِ معرفت۔ روئے بند۔ نقاب۔

۳ ہر چہ۔ یعنی اسرار اہل معرفت کے لئے ہیں۔ اصم۔ بہرا۔ شم۔ سونگھنا۔ اخشم۔ جس کی ناک میں حس نہ ہو۔ خوشدم۔ خوش آواز۔ انس۔ انسان۔ اہرم۔ شیطان، دیو۔ نور و نار۔ خیر و شر۔

ایں زمیں را از برائے خاکیاں
اِس زمین کو خاک والوں کے لئے
آسماں را مسکنِ افلاکیاں
آسمان کو آسمان والوں کے رہنے کی جگہ (بنایا)

مردِ سفلیؔ دشمنِ بالا بُوَد
نیچے رہنے والا انسان، اوپر کا مخالف ہوتا ہے
مشتریِ ہر مکاں پیدا بُوَد
ہر مکان کا خریدار پیدا ہو جاتا ہے

اے ستیرہ ہیچ تو برخاستی
اے پردہ نشین! کبھی تو تیار ہوئی ہے
خویشتن را بہرِ کور آراستی
اپنے آپ کو اندھے کے لئے تو نے آراستہ کیا ہو

گر جہاں را پُر درِ مکنوںؔ کُنم
اگر میں دنیا کو اچھوتے موتیوں سے بھر دوں
روزیِ تو چوں نباشد چوں کُنم
تب بھی تیرا حصّہ نہ ہو تو میں کیا کروں؟

ترکِ جنگ و رہزنی اے زن بگو
اے بیوی ڈکیتی اور جنگ ترک کر دے
ور نمیگوئی بترکِ من بگو
اگر نہیں چھوڑتی ہے تو مجھے چھوڑ دے

مر مرا چہ جائے جنگِ نیک و بد
نیک و بد کی لڑائی کا میرے لئے کیا موقع ہے؟
کایں دلم از صُلحہا ہم می رَمد
اس لئے کہ میرا دل تو صُلح سے بھی بھاگتا ہے

بر سرِ ایں ریشہا نیشم مزن
میرے اِن زخموں پر ڈنک نہ مار
زخمہا بر جانِ بے خویشم مزن
میری بے خود جان پر زخم نہ لگا

گر خمش گردی و گرنہ آں کُنم
اگر تو چپ ہوتی ہے تو خیر ورنہ میں یہ کرونگا
کہ ہمیں دم ترکِ خان و ماں کُنم
کہ ابھی گھر بار چھوڑ دوں گا

پا تہی گشتن بہ است از کفشِؔ تنگ
تنگ جوتے سے، پیر کا ننگا ہونا بہتر ہے
رنجِ غربت بہ کہ اندر خانہ جنگ
خانہ جنگی سے، سفر کی تکلیف بہتر ہے

مُراعات کردنِ زن شوئے را و استغفار نمودن از گفتۂ خود

عورت کا مرد کی رعایت کرنا اور اپنے کہے ہوئے سے توبہ کرنا۔

زن چو دید اُو را کہ تند و توسن ست
جب عورت نے اسکو دیکھا کہ تند اور تیز ہے
گشت گریاں، گریہ خود دامِ زن ست
رونے لگی، رونا تو خود عورت کا جال ہے

گفت از تو کے چنیں پنداشتم
بولی میں تمہیں ایسا نہ خیال کرتی تھی
از تو من اُمّیدِ دیگر داشتم
تم سے تو مجھے اور ہی توقع تھی

۱؎ سفلی۔ نچلے درجہ کا۔ دشمن۔ مخالف۔ مشتری خریدار۔ سَتیرہ۔ مستورہ، پردہ نشین۔ کور۔ اندھا۔
۲؎ درِ مکنوں سیپ میں چھپا ہوا موتی جو نہایت آبدار ہوتا ہے۔ مرا یعنی جنگ و جدل تو در کنار صلح کی بھی میرے دل میں گنجائش نہیں، علائقِ دنیوی ختم کر چکا ہوں۔ نیش۔ ڈنک۔ بے خویش۔ کمزور، بے طاقت خان و ماں۔ گھر بار۔
۳؎ کفش۔ جوتا۔ غربت۔ مسافرت، بے وطنی۔ مُراعات۔ رعایت برتنا۔ استغفار۔ معافی چاہنا۔ توسن سین کے فتحہ کے ساتھ، سرکش گھوڑا۔ دام۔ جال۔ دیگر یعنی جو تم نے کہا اس کے خلاف۔

زن در آمد از طریقِ نیستی[1]
عورت خاکساری سے پیش آئی
گفت من خاکِ شمایم نے ستی
بولی میں تمہاری خاک ہوں، بیوی نہیں ہوں

جسم و جانم ہر چہ ہستم آنِ تُست
میرا جسم اور جان جو کچھ بھی ہے تیری ملک ہے
حکم و فرماں جملگی فرمانِ تُست
حکم اور فرمان سب تیرا (حق) ہے

گر ز درویشی دلم از صبر جَست
اگر فقیری سے میرا دل اُکھڑا
بہرِ خویشم نیست ایں بہرِ تو ہست
یہ اپنے لئے نہیں (بلکہ) تیرے لئے ہے

تو مرا در دردہا بودی دَوا
تو میرے دردوں کی دوا رہا ہے
من نمی خواہم کہ باشی بے نَوا
میں نہیں چاہتی کہ تو بے سروسامان رہے

جانِ تو کز بہرِ خویشم نیست ایں
تیری جان کی قسم، یہ اپنے لئے نہیں ہے
از برائے تُست ایں بانگ و حنیں
یہ رونا اور چیخنا تیرے لئے ہے

خویشِ من واللہ کہ بہرِ خویشِ تو
خدا کی قسم میری ہستی تیرے لئے ہے
ہر نفس خواہد کہ میرد پیشِ تو
وہ ہر وقت چاہتی ہے کہ تجھ پر قربان ہو جائے

کاش[2] جانت کش روانِ من فدے
کاش تیری وہ جان جس پر میری جان فدا ہے
از ضمیرِ جانِ من واقف شُدے
میری جان کے دل کی بات سے واقف ہو جاتی

چوں تو با من ایں چنیں بودی بظن
جبکہ تیرا گمان میرے ساتھ یہ ہے
ہم زجان بیزار گشتم ہم ز تن
میں جسم و جان سے بیزار ہو گئی ہوں

خاک را بر سیم و زر کردیم چوں
میں نے چاندی، سونے پر خاک ڈالی، جبکہ
تو چنینی[3] با من اے جانِ اسکوں
تیرا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے اے سکونِ دل!

تو کہ در جان و دلم جا می کُنی
تو جو کہ میرے دل و جان میں جگہ بنائے ہوئے ہے
زیں قدر از من تبرا می کُنی
مجھ سے اِسقدر (اظہارِ) بیزاری کر رہا ہے

تو تبرا کُن کہ ہستت دستگاہ
تو بیزار ہو جا، کیونکہ تجھے اختیار ہے
اے تبرائے تُرا جاں عُذر خواہ
اے (وہ کہ) تیری بیزاری سے میری جان معافی طلبی ہے

یاد می کُن آں زمانے را کہ من
وہ وقت بھی یاد کرے کہ ..... میں
چوں صنم بُودم تو بُودی چوں شمن
بُت کی طرح تھی اور تو پجاری کی طرح تھا

بندہ بر وفقِ تو دل افروختست
بندی نے تیری موافقت کیلئے دل منور کر لیا ہے
ہر چہ گوئی پخت گویم سوختست
جس کو تو کہے گا پک گیا میں کہوں گی جل گیا ہے

ل۱ نیستی۔ خاکساری۔ ستی۔ نیک عورت۔ آن۔ ملکیت۔ جملگی۔ تمام۔ بہرِ تو۔ تیرے لئے۔ جانِ تو۔ تیری جان کی قسم۔ بانگ۔ چیخ و پکار۔ حنین۔ رونا۔ خویشِ من۔ میری ہستی۔ ہر نفس۔ ہر دم
ل۲ کاش۔ تو کہ جس پر میری جان قربان ہے میرے دل کی بات سے واقف ہو جاتا اور میرے ظاہری الفاظ سے بُرا نہ مانتا۔ چوں۔ تُو نے بدگمانی سے سمجھا کہ میں محض اپنے آرام کے لئے زر کی طالب ہوں لہٰذا میں جینے سے بیزار ہوں۔
ل۳ تو چنینی۔ یعنی جب تیرا میرے بارے میں یہ خیال ہے۔ تبرا۔ اظہارِ بیزاری۔ دستگاہ۔ قدرت، قابو۔ صنم۔ بُت۔ شمن۔ شین اور میم کے فتحہ کے ساتھ، بُت پرست۔ ہر چہ۔ یعنی تجھ سے ایک قدم آگے بڑھ کر تائید کروں گی۔

من سپاناخ[1] توام ہر چیم پزی — یا بہ ترشی یا بہ شیریں می سزی
میں تیرے لئے پالک کا ساگ ہوں جس چیز میں تو چاہے — کھٹائی میں یا مٹھائی میں تیرے لئے مناسب ہے

کفر گفتم نک بایماں آمدم — پیشِ حکمت از سرِ جاں آمدم
میں نے کفر بکا اب میں ایمان لے آئی ہوں — تیرے حکم کے سامنے جان سے حاضر ہوں

خوئے شاہانہ ترا نشناختم — پیشِ تو گستاخ خر[2] در تاختم
تیرے شاہانہ مزاج کو میں نہ پہچانی — تیرے سامنے بے باکی سے میں نے سواری ہانکی

چوں ز عفوِ تو چراغے ساختم — توبہ کردم اعتراض انداختم
اب تیرے عفو کو میں نے چراغ بنایا — میں نے توبہ کرلی، اعتراض کو چھوڑ دیا

می نہم پیشِ تو شمشیر و کفن — می کشم پیشِ تو گردن را بزن
میں تیرے سامنے تلوار اور کفن رکھتی ہوں — تیرے سامنے گردن جھکاتی ہوں، مجھے مار ڈال

از فراقِ تلخ می گوئی سخن — ہر چہ خواہی کن ولیکن ایں مکن
تو کڑوے فراق کی بات کرتا ہے — جو چاہے کر، لیکن یہ نہ کر

در تو از من عذر خواہے ہست سرّ — با تو بے من او شفیعے مستمر[3]
تیرے بارے میں تجھ میں عذر خواہی کرنیوالی ایک پوشیدہ چیز ہے — جو میری عدم موجودگی میں ہمیشہ تجھ سے سفارش کرنیوالی ہے

عذر خواہم در درونت خلقِ تست — ز اعتمادِ او دلِ من جرم جست
میرا عذر خواہ جو تیرے اندر ہے، وہ تیرا اخلاق ہے — اس کے بھروسہ پر میرے دل نے جرم کیا ہے

رحم کن پنہاں ز خود اے خشمگیں — اے کہ خلقت بہ ز صد من انگبیں
اے غضبناک! اپنی طرف سے چپکے سے رحم کر دے — اے وہ کہ تیرا خلق سَو من شہد سے بہتر ہے

زیں نسق می گفت با لطف و گشاد — در میانِ گریہ بر رُو او فتاد
اس طور پر نرمی سے اور دل کھول کر وہ کہہ رہی تھی — روتے روتے منہ کے بل گر پڑی

گریہ چوں از حد گزشت و ہائے ہائے — از خنینش مرد را شُد دل ز جائے
جب اس کا رونا اور ہائے ہائے کرنا حد سے بڑھ گیا — اس کے رونے سے مرد کا دل پگھل گیا

چوں قرارش ماند و صبرش بجائے — زانکہ بے گریہ بُد او خود دلربائے
اس کا صبر و قرار کس طرح باقی رہتا — اس لئے کہ وہ تو روئے بغیر (ہی) دلربا تھی

زاں باراں یکے برقے پدید — زو شرارے بر دلِ مرد بجہید
اس بارش سے ایک بجلی چمکی — اور اس کی ایک چنگاری مرد کے دل پر آگری

[1] سپاناخ۔ پالک کا ساگ۔ ہر چیم۔ بہر چہ مرا۔ پزی۔ پختن بمعنی پکانا کا مضارع مخاطب ہے۔ می سزی۔ ترا سزاوار است۔
[2] خر۔ گدھا، سواری۔ تاختن۔ دوڑانا چلانا۔ یعنی شلِ راہ۔ ایں مکن۔ جدائی نہ کر۔ سرّ۔ باطن۔
[3] مستمر۔ ہمیشہ۔ شفیع۔ سفارشی۔ خُلق۔ اخلاقِ حسنہ۔ انگبیں۔ شہد۔ نسق۔ طرز، طریق۔ گشاد۔ کشائشِ دل۔ خنین۔ رونا۔ دل از جا شدن۔ رحم آنا۔ شرار۔ چنگاری۔

زانکہ بندہ[1] رُوئے خوبش بُود مرد
اس لئے کہ مرد اس کے حسین چہرہ کا غلام تھا
چوں بُود چوں بندگی آزاد کرد
کیا ہوگا جب آزاد غلامی کرنے لگے؟

آنکہ از کبرش دلت لرزاں بُود
وہ جس کے تکبر سے تیرا دل لرزتا ہو
چوں شوی چوں پیشِ تو گریاں شود
تیرا کیا حال ہوگا اگر وہ تیرے سامنے رونے لگے

آنکہ از نازش دل و جاں خوں بُود
وہ جس کے ناز سے دل اور جان خون ہوں
چونکہ آید در نیازِ اُو چوں بُود
جب وہ نیاز مندی کرنے لگے تو کیا ہوگا؟

آنکہ در جور و جفایش دامِ ماست
وہ جو ظلم و ستم میں ہمارے لئے جال ہے
عُذرِ ما چہ بُود چو اُو در عُذر خاست
اگر وہ عذر خواہی کرنے لگے تو ہمارا کیا عذر ہوگا؟

آنکہ جز خونریزیش کارے نبُود
وہ جس کا خونریزی کے علاوہ کوئی کام نہ تھا
چوں نہد گردن زہے سودا و سُود
جب وہ گردن جھکا دے تو کتنا اچھا سودا اور نفع ہے

آنکہ جز گردن کشی نایدازو
وہ جس کو تکبر کے سوا کچھ نہ آتا ہو
خوش در آید با تو چوں باشد بگو
تجھ سے اچھی طرح پیش آئے تو بتا کیا ہوگا؟

زُیِّنَ[2] لِلنَّاسِ حق آراستہ است
"زُیِّنَ لِلنَّاسِ" کو خدا نے آراستہ کیا ہے
زانکہ حق آراست چوں تانند رست
جسکو خدا نے آراستہ کیا ہو اُس سے چھٹکارا کیسے ہو سکتا ہے

چوں پئے یَسْکُنَ اِلَیْهَا ش آفرید
جب اُس کو "یسکن الیہا" کیلئے پیدا فرمایا ہے
کے تواند آدمؑ از حوّا برید
تو آدمؑ حوا سے کیسے جدا ہو سکتے ہیں؟

رستمِ[3] زال ار بود وز حمزہ بیش
اگر رستم زال ہو اور حضرت حمزہؓ سے بھی بڑھا ہوا
ہست در فرماں اسیرِ زالِ خویش
وہ اپنی بوڑھی (بیوی) کے حکم کا قیدی ہے

آنکہ عالم مستِ گفتش آمدے
وہ ذات جس کی گفتگو سے عالم مست ہو جاتا
کَلِّمِینِی یا حُمَیْرا میزدے
فرماتی تھی کہ اے حُمیرا! مجھ سے بات کر

آب غالب شد بر آتش از نہیب
ڈرائی کی وجہ سے پانی آگ پر غالب ہے
آتشش جوشد چو باشد در حجیب
پردے میں ہو تو وہ آگ سے جوش کھانے لگتا ہے

چونکہ دیگے حائل آمد ہر دو را
جب دیگ دونوں میں حائل ہو گئی
نیست کرد آں آب را کردش ہوا
اُس آگ نے پانی کو معدوم کر دیا اسکو ہوا بنا دیا

ظاہراً بر زن چو آب ار غالبی
اگرچہ بظاہر تو عورت پر پانی کی طرح غالب ہے
باطناً مغلوب و زن را طالبی
در پردہ تو مغلوب اور عورت کا شیدائی ہے

---

۱ بندہ۔ غلام۔ بندگی غلامی۔ آزاد یعنی محبوب جو آزاد آقا کی طرح ہوتا ہے۔ نیاز۔ عاجزی۔ آنکہ در جو۔۔۔ محبوب کا جور و جفا عاشق کا جال ہے تو معشوق کی عذر خواہی کے بعد عاشق کا کیا حال ہوگا۔ زہے سودا یعنی جب معشوق فرمانبرداری کرنے لگے تو پھر سبحان اللہ۔

۲ زُیِّنَ قرآنِ پاک کی آیت زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ الخ لوگوں کو مرغوب چیزوں یعنی بیویوں کی وابستگی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ یَسْکُنُ اِلَیْهَا وہ اُس سے سکون حاصل کرنے حضرتِ آدمؑ اور حواؑ کے بارے میں قرآنِ پاک میں فرمایا گیا ہے کہ حوا کو اس لئے پیدا کیا تاکہ آدمؑ اُس سے سکون حاصل کریں۔

۳ رستمِ زال یعنی زال کا بیٹا رستم۔ زال۔ بوڑھی یہاں بیوی مراد ہے۔ حمزہ۔ ایک مشہور پہلوان بھی ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب چھوٹے چچا کا نام بھی ہے جن کی شجاعت ضرب المثل ہے۔ حُمیرا۔ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔ نہیب۔ عظمت، رعب، حائل۔ آڑ۔ ہر دو۔ آگ پانی۔ باطناً۔ چونکہ تعلقِ خاطر ہے۔

این چنیں خاصیتے در آدمی ست | مہر حیواں را کم ست آں از کمی ست
یہ انسان کی خصوصیت ہے | حیوان میں محبت کم ہے، یہ نقصان کی وجہ سے ہے

در بیانِ حدیث اِنَّھُنَّ یَغْلِبْنَ الْعَاقِلَ وَیَغْلِبُھُنَّ الْجَاھِلُ

اِس حدیث کے بیان میں کہ بیشک وہ عورتیں عقلمند پر غالب ہیں اور جاہل اُن پر غالب ہے

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلاں | غالب آید سخت بر صاحبدلاں
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ عورت عقلمندوں | اور صاحب دلوں پر بہت غالب ہے

باز بر زن جاہلاں چیرہ شوند | زانکہ ایشاں تُند و بس خیرہ روند
پھر جاہل لوگ عورت پر غالب ہو جاتے ہیں | کیونکہ وہ بد مزاجی اور اکھڑ پن سے چلتے ہیں

کم بود شاں رقت و لطف و وداد | زانکہ حیوانی ست غالب بر نہاد
اُن میں نرمی، مہربانی اور محبت کم ہوتی ہے | کیونکہ اُن کی طبیعت پر حیوانیت غالب ہے

مہر و رقت وصفِ انسانی بود | خشم و شہوت وصفِ حیوانی بود
محبت اور نرمی انسانی وصف ہوتا ہے | غصہ اور شہوت حیوانی وصف ہوتا ہے

پرتوِ حق ست آں معشوق نیست | خالق ست آں گوئیا مخلوق نیست
وہ اللہ (تعالیٰ) کا عکس ہے، معشوق نہیں ہے | گویا وہ خالق ہے، مخلوق نہیں ہے

تسلیم کردنِ مرد خود را بآنچہ التماسِ زن بود از طلبِ معیشت و آں اعتراض را اشارۂ حق دانستن

مرد کا عورت کی درخواست کو قبول کرنا جو روزگار کے بارے میں تھی اور اُس اعتراض کو اللہ کا اشارہ جاننا

بنزدِ عقل ہر داننده ہست | کہ با گردنده گرداننده ہست
ہر عقلمند کے نزدیک یہ مسلّم ہے | کہ گھومنے والے کے ساتھ گھمانے والا ہے

ازاں چرخہ کہ گرداند زنِ پیر | قیاسِ چرخِ گرداں را ہمی گیر
اُس چرخے کی طرح جس کو بوڑھی گھما رہی ہو | گھومنے والے آسمان کو قیاس کر لو

مرد ازاں گفتن پشیماں شد چناں | کز عوانی ساعتِ مُردن عواں
مرد اُس گفتگو سے ایسا شرمندہ ہوا | جیسے ظالم مرتے وقت ظلم سے

گفت خصمِ جانِ جاں چوں آمدم | بر سرِ جانِ من لگدہا چوں زدم
بولا، جانِ جاں کا میں مدمقابل کیوں بنا؟ | میں نے اپنی جان سے بدسلوکی کیوں کی؟

۱ے خاصیتے۔ یعنی اُنس و محبت انسان کا خاصہ ہے۔ از کمی۔ یعنی حیوان کی خلقت انسان سے ناقص ہے۔ حدیث۔ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ حدیث کی مشہور کتابوں میں نہیں ہے۔ تُند۔ بدمزاج۔ خیرہ۔ بیہودہ۔ رقت۔ دل کی نرمی۔
۲ے وداد۔ محبت۔ پرتو۔ روشنی، عکس، شعاع۔ خالق۔ عورت، مرد کو جنم دیتی ہے اور تربیت کرتی ہے۔ التماس۔ درخواست کرنا۔ معیشت۔ روزگار۔
۳ے چرخ گرداں۔ آسمان۔ عواں۔ یعنی کا تھا اور واؤ کا تشدید ہے لیکن یہاں بلا تشدید پڑھا جائے۔ ظالم، سخت گیر۔ عوانی میں یا مصدری ہے۔ خصم۔ دشمن، مخالف۔ جانِ جاں۔ محبوب۔ لگد۔ لاتیں مارنا، بدسلوکی کرنا۔

چوں قضا آید نماند فہم و رائے
کس نمی داند قضا را جز خدائے

جب قضا آتی ہے عقل اور سمجھ نہیں رہتی ہے
خدا کے علاوہ قضا کو کوئی نہیں جانتا ہے

چوں قضا آید فرو پوشد بصر
تا نداند عقلِ ما پا را ز سر

جب قضا آتی ہے آنکھیں بند کر دیتی ہے
تاکہ ہماری عقل سر پیر کو نہ سمجھ سکے

زاں امامُ المتقین[1] داد ایں خبر
گفت اِذَا جَاءَ الْقَضَاءُ عَمِیَ الْبَصَر

اسی لئے متقیوں کے امام نے یہ خبر دی ہے
فرمایا "جب قضا آتی ہے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں"

چوں قضا بگذشت خود را می خورد
پردہ بدریدہ گریباں می درد

جب قضا گذر جاتی ہے انسان اپنے آپکو کاٹتا ہے
پردہ چاک کرکے گریبان چاک کرتا ہے

مرد گفت اے زن پشیماں می شوم
گر بُدم کافر مسلماں می شوم

مرد نے کہا، اے بیوی! میں شرمندہ ہوں
اگر میں کافر تھا تو مسلمان ہوتا ہوں

من گنہگارم تو اَم رحمے بکُن
بر مکَن یکبار گیم از بیخ و بُن

میں خطاوار ہوں، تو مجھ پر رحم کر
ایک بارگی میری بیخ کنی نہ کر

کافر پیر ار پشیماں می شود
چونکہ عُذر آرد مسلماں می شود

بوڑھا کافر اگر شرمندہ ہوتا ہے
جب عذر کرتا ہے تو مسلمان ہو جاتا ہے

من گنہگارم تو اَم رحمے بکُن
عذرِ من بپذیر و بشنو ایں سخن

میں خطاوار ہوں تو مجھ پر رحم کر
میرا عذر قبول کر لے اور یہ بات سن

حضرتِ[2] پُر رحمت ست و پُر کرم
عاشقِ اُو ہم وجود و ہم عدم

رحمت اور کرم سے بھرا دربار ہے
وجود اور عدم (دونوں) اس کے عاشق ہیں

کفر و ایماں عاشقِ آں کبریا
مِس و نقرہ بندۂ آں کیمیا

کفر اور ایمان اُس کبریا کے عاشق ہیں
تانبا اور چاندی اُس کیمیا کے غلام ہیں

دربیانِ آنکہ موسیٰؑ و فرعون ہر دو مسخرِ یک

اُس بیان میں کہ موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون دونوں ایک ہی مشیت

مشیت اند چنانکہ زہر و پا زہر و ظلمت و نور

کے تابع ہیں جیسا کہ زہر اور تریاق اور تاریکی اور روشنی

و خلوتِ فرعون با حق تعالےٰ

اور فرعون کی اللہ تعالےٰ سے خلوت

[1] امامُ المتقین۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔ می خورد۔ یعنی افسوس میں ہاتھوں کو کاٹتا ہے۔ پردہ۔ یعنی غفلت کا پردہ بکن۔ کندن بمعنی اکھاڑنا سے نہی کا صیغہ ہے۔

[2] حضرت۔ یعنی دربار خداوندی۔ وجود یعنی وجود اور عدم دونوں اُس کے حکم کے تابع ہیں۔ مس۔ تانبا۔ مسخر۔ تابع۔ بمشیت۔ مشیتِ خداوندی۔ پا زہر۔ تریاق۔

موسیٰؑ و فرعون معنے را رہی[1] — ظاہر آں رہ دارد و ایں بے رہی

موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون ایک حقیقت کے تابع ہیں — بظاہر وہ راستہ پر ہے اور یہ بے راہ

روز موسیٰؑ پیشِ حق نالاں شدہ — نیم شب فرعون ہم گریاں شدہ

موسیٰ (علیہ السلام) دن میں (بھی) اللہ کے سامنے روتا — آدھی رات کو فرعون بھی رویا

کایں چہ غل ست اے خدا بر گردنم — ورنہ غل باشد کہ گوید من منم

کہ اے خدا! میری گردن میں یہ کیسا طوق ہے؟ — اگر طوق نہ ہو تو "میں میں ہوں" کون کہے؟

زانکہ موسیٰؑ را تو مہ رو کردہ — ماہِ جانم را سیہ رو کردہ

جس سے تو نے موسیٰ (علیہ السلام) کو چاند کی شکل کر دیا ہے — میری جان کے چاند کو سیہ رُو کر دیا ہے

زانکہ موسیٰؑ را منوّر کردہ — مر مرا زاں ہم مکدّر کردہ

جس سے تو نے موسیٰ (علیہ السلام) کو روشن کر دیا ہے — اسی سے مجھے غبار آلود کر دیا ہے

بہتر از ماہے نمود استارہ ام — چوں خسوف آمد چہ باشد چارہ ام

میرا استارہ چاند سے بہتر معلوم ہوتا تھا — جب گرہن لگ گیا، میں کیا کروں؟

نوبتم گر ربّ و سلطاں می زنند — مہ گرفت[2] و خلق پنگاں می زنند

اگر لوگ میرے رب اور سلطان ہونے کا ڈنکا بجاتے ہیں — تو چاند گرہن میں آگیا، لوگ تھالی بجاتے ہیں

می زنند آں طاس و غوغا می کنند — ماہ را زاں زخمہ رسوا می کنند

لوگ طشت بجاتے ہیں اور شور مچاتے ہیں — چاند کو اس ڈنکے سے رسوا کرتے ہیں

من کہ فرعونم[3] ز خلق اے وائے من — زخمِ طاس آں ربّی الاعلائے من

میں جو کہ فرعون ہوں، ہائے افسوس مخلوق کی جانب سے — ڈنکے کی چوٹ میرے "رَبِّیَ الْاَعْلٰی" پر

خواجہ تاشانیم اما تیشہ ات — می شگافد شاخ را در بیشہ ات

ق

ہم ایک آقا کے غلام ہیں لیکن تیرا کلہاڑا — تیرے جنگل میں شاخ میں شگاف لگاتا ہے

باز شاخے را موصّل می کند — شاخِ دیگر را معطّل می کند

پھر ایک شاخ پر پیوند چڑھا دیتا ہے — اور دوسری شاخ کو بیکار کر دیتا ہے

شاخ را بر تیشہ دستے ہست نے — ہیچ شاخ از دستِ تیشہ رست نے

شاخ کو کلہاڑے پر قابو ہے؟ نہیں — کوئی شاخ کلہاڑے سے بچی؟ نہیں

حقِ آں قدرت کہ آں تیشہ تراست — از کرم کن ایں کژیہا را تو راست

اس قدرت کے طفیل جو کہ تیرا کلہاڑا ہے — کرم کرکے ان کجیوں کو تو سیدھا کر دے

۱۔ رہی۔ غلام۔ بے رہی۔ گمراہی یعنی نیکوکار اور خطاکار دونوں اپنے اختیار کیساتھ تابع فرمان ہیں۔ کایں۔ کہ ایں۔ غل۔ طوق یعنی انانیت کا طوق۔ من منم یعنی انانیت کا دعویٰ۔ مہ رو۔ چاند کی سی شکل والا۔ مکدّر۔ میلا۔ استارہ۔ ستارہ الف زیادہ ہے۔ خسوف۔ چاند گرہن۔ نوبت زدن۔ نقارہ پیٹنا۔

۲۔ مہ گرفت۔ چاند گرہن میں ہے۔ پنگاں۔ تھالی، بعض قوموں میں چاند گرہن کے وقت تھالیاں بجاتی اور ڈھول پیٹتی ہیں تاکہ چاند گرہن سے نکل جائے۔ طاس۔ طشلا۔ غوغا۔ شور و غل۔ زخمہ۔ وہ چھلا جو انگلی میں پہن کر ستار بجایا جاتا ہے۔ مضراب۔

۳۔ فرعون۔ شاہانِ مصر کا لقب تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانے کے فرعون کا نام مصعب بن ولید تھا لہٰذا فرعون سے مراد شاہِ مصر ہے۔ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی۔ میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں یہ فرعون کا مقولہ ہے۔ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام ہوں تو ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ تیشہ۔ تبر، کلہاڑا۔ بیشہ۔ جنگل۔ موصّل۔ پیوند۔ نے۔ یعنی شاخ کا کلہاڑے پر کوئی بس نہیں ہے۔ حق۔ یعنی بحق آں قدرت۔ کژی۔ کجی۔ راست۔ سیدھا۔

باز با خود گفتہ فرعونے عجب — من نہ در یا ربّنا ام جملہ شب
پھر فرعون اپنے دل میں کہتا، ہائے تعجب — کیا میں تمام رات یا ربّنا میں نہیں ہوتا ہوں؟ ق

در نہاں خاکی و موزوں می شوم — چون بموسیٰؑ می رسم چوں می شوم
تنہائی میں متواضع اور معتدل ہو جاتا ہوں — جب موسیٰؑ کے سامنے پہنچتا ہوں، کیسا ہو جاتا ہوں؟

رنگِ زرِ قلب دہ تو می شود — پیشِ آتش چوں سیہ رُو می شود
کھوٹے سونے کا رنگ دس گنا ہوتا ہے — آگ کے سامنے کیسا کالا منہ ہو جاتا ہے۔

نے کہ قلب و قالبم در حکمِ اُوست — لحظہ مغزم کُند یک لحظہ پوست
کیا ایسا نہیں ہے کہ ہمارا قلب اور جسم اُسکے تابع ہے؟ — ایک لحظہ میں ہمیں گودا بنا دیتا ہے ایک لحظہ میں چھلکا

لحظۂ ماہم کُند، لحظہ سیاہ — خود چہ باشد کارِ ایں غیرِ آلہ
ایک لحظہ میں ہمیں چاند بنا دیتا ہے ایک لحظہ میں کالا — خدا کے علاوہ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے؟

سبز گردم چونکہ گوید کشت باش — زرد گردم چونکہ گوید زشت باش
جب وہ کہے کھیتی بن جا میں سبز ہو جاؤں — جب وہ کہے بدصورت بنجا میں زرد ہو جاؤں

پیشِ چوگانہائے حکمِ کُن فکان — میدویم اندر مکان و لامکان
"کُن فکان" کے حکم کے بلّے کے آگے — ہم مکان اور لامکان میں دوڑ رہے ہیں

چونکہ بے رنگی اسیرِ رنگ شد — مُوسیٰؑ با مُوسیٰؑ در جنگ شد
جب بے رنگ، رنگ کا پابند ہو گیا — ایک موسیٰ کا دوسرے موسیٰ سے اختلاف ہو گیا

چوں بہ بیرنگی رسی کاں داشتی — موسیٰؑ و فرعون دارند آشتی
جب تو اُس بے رنگی میں آ جائے جو تو رکھتا تھا — معلوم ہوگا کہ موسیٰؑ اور فرعون باہمی صلح رکھتے ہیں

گر ترا آید بریں گفتہ سوال — رنگ کے خالی بود از قیل و قال
اگر تو میری اِس گفتگو پر سوال کرے — رنگ قیل و قال سے کب خالی ہو سکتا ہے؟

اے عجب کایں رنگ از بیرنگ خاست — رنگ با بیرنگ چوں در جنگ خاست
تعجب ہے، یہ رنگ بے رنگ سے پیدا ہوا — رنگ بے رنگ سے کیوں مختلف ہوا؟

اصلِ روغن ز آب افزوں می شود — عاقبت با آب ضد چوں می شود
تیل کا بیج، پانی سے بڑھتا ہے — انجام کار، پانی کے مخالف کیوں ہوتا ہے؟

چونکہ روغن را ز آب اسرشتہ اند — آب با روغن چرا ضد گشتہ اند
جبکہ تیل کو پانی سے تیار کیا ہے — تو پانی اور تیل میں کیوں تضاد ہے؟

لہ یا ربّنا۔ اے ہمارے پروردگار یعنی تمام رات خدا کو پکارتا ہوں۔ خاکی۔ منکسر المزاج۔ موزوں معتدل۔ رنگ۔ مولانا فرماتے ہیں فرعون کی عادتیں ملمع شدہ تھیں حضرت موسیٰؑ کی آتش کے سامنے انکا سنہرا رنگ سیاہ پڑ جاتا تھا۔ کہ بلکہ۔ قلب۔ روح قالب۔ جسم، فرعون کی بات کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ سب مشیت کے تابع ہیں وہ جسکے ساتھ جو معاملہ چاہتا ہے کرتا ہے۔

ٹہ ماہم کند۔ مرا ماہ کند۔ کشت۔ کھیتی۔ زشت۔ برا۔ کُن فکان۔ ہو جا پس ہو گیا قرآن پاک میں ہے جب خدا کسی بات کا ارادہ فرماتا ہے تو اسکو حکم دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے بے رنگ وجودِ مطلق۔ اسیرِ رنگ یعنی وجودِ مطلق جب تعین کی قید میں آتا ہے اور وہ وجود صفتِ امکاں کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے موسیٰ۔ یہاں مراد مطلقاً نبی ہے۔

ٹہ دارند آشتی۔ یعنی جو کچھ اختلافات ہیں وہ تعینات کی وجہ سے ہیں وجودِ مطلق کا تقاضہ آشتی اور صلح ہے قیل و قال۔ یعنی اختلافات۔ اے عجب۔ یعنی جب وجودِ مطلق ہی کے سب تعینات ہیں تو وجودِ مطلق کے خواص ممکنات میں کیسے بدل گئے۔ اصل اُس اشکال کا جواب ہے کہ تلھن

چوں[1] گُل از خار است و خار از گُل چرا
ہر دُو در جنگ اند و اندر ماجرا

جب پھول کانٹے سے اور کانٹا پھول سے ہے کیوں؟
دونوں جنگ میں (مبتلا) ہیں اور بحث و تمحیص میں؟

یا نہ جنگ ست ایں برائے حکمت ست
ہمچو جنگِ خرفروشاں صنعت ست

یا یہ جنگ نہیں ہے، بلکہ مصلحت کیلئے ہے
دلالوں کی جنگ کی طرح مصنوعی ہے

یا نہ این ست و نہ آں حیرانی ست
گنج باید گنج در ویرانی ست

یا نہ یہ ہے اور نہ وہ، حیرانی ہے
خزانہ چاہیئے، اور خزانہ ویرانی میں ہے

آنچہ تو گنجش توہم می کنی
زاں توہم گنج را گم می کنی

جس کو تو خزانہ سمجھ رہا ہے
اس وہم سے تو خزانہ گم کر رہا ہے

چوں عمارت[2] دان تو وہم و رائے ہا
گنج نبود در عمارت جائے ہا

وہم اور تدبیر کو تو آبادی کی طرح سمجھ
آبادیوں میں خزانہ نہیں ہوتا ہے

در عمارت ہستی و جنگے بُود
نیست را از ہستہا ننگے بُود

عمارت میں، ہستی اور اختلاف ہوتا ہے
فانی کو ہستیوں سے نفرت ہوتی ہے

نے کہ ہست از نیستی فریاد کرد
بلکہ نیست آں ہست را وا داد کرد

(یہ بات) نہیں ہے کہ ہست نے نیستی سے نفرت کی
بلکہ نیست نے اُس ہست کو رد کر دیا ہے

تو مگو کہ من گریزانم ز نیست
بلکہ اُو از تو گریزان ست بایست

تو یہ نہ کہہ کہ میں نیست سے گریز کرتا ہوں
بلکہ وہ تجھ سے گریز کرتا ہے، ٹھہر

ظاہراً میخواندت اُو سوئے خود
وز دروں می راندت با چوب رد[3]

بظاہر وہ تجھے اپنی طرف بلاتا ہے
لیکن، باطن میں تجھے ہکانے کی لکڑی سے بھگاتا ہے

قومے اندر آتشِ سوزاں چو ورد
قومے اندر گلستاں با رنج و درد

ایک قوم جلانیوالی آگ میں پھولوں کیطرح ہے
(اور) ایک قوم باغ میں رنج اور درد میں ہے

نعلہائے باژگونہ است اے سلیم
نفرتِ فرعون را داں از کلیم[4]

اے سلیم! یہ اُلٹے نعل ہیں
فرعون کی نفرت کو موسیٰ (علیہ السلام) کی جانب سے سمجھ

سببِ حرمانِ اشقیا از دو جہاں کہ خسر الدنیا والآخرة

بدبخت لوگوں کے دو جہاں سے محروم رہنے کا سبب جنھوں نے دنیا اور آخرت میں خسارہ اٹھایا

آں حکیمک اعتقادے کردہ است
کآسماں بیضہ زمیں چوں زردہ است

اُس فلسفی نے اعتقاد کیا ہے
کہ آسمان انڈے کیطرح اور زمین زردی کیطرح ہے

---

[1] چوں گل۔ یہ دوسرا جواب ہے یعنی گل اور خار دونوں کا نشوونما ایک درخت سے ہے پھر بھی دونوں میں تضاد ہے۔ یا نہ جنگ تیسری بات یہ ہے کہ انمیں حقیقی اختلاف نہیں ہے بلکہ مصلحت کی وجہ سے بناوٹی اختلاف ہے۔ حیرانی۔ ادراک اور احساس کا تعطل۔ گنج۔ خزانہ یہاں استغراق فی الحق مراد ہے۔ ویرانی۔ حیرت مجاہدہ۔ گنجش گنج سے مراد دنیوی لذتیں ہیں۔

[2] عمارت۔ آبادی یعنی وہم اور خیالات آبادی کی طرح ہیں، خزانہ ویرانہ میں ملتا ہے آبادی میں نہیں ہوتا۔ نیست۔ یعنی فانی فی اللہ۔ ہستہا۔ یعنی دنیادار، مدعیانِ ہستی۔ فریاد کردن۔ شاکی ہونا، نفرت کرنا۔ واداد واپس۔ نیست۔ صاحب فنا۔ راندن۔ ہانکنا ہٹانا۔

[3] چوب رد۔ وہ ڈنڈا جو بلی کتے کو بھگانے کیلئے بنایا جاتا ہے۔ قومے۔ یعنی اہل اللہ ورد۔ گلاب کا پھول۔ نعلہائے باژگونہ۔ چند چور میں اُلٹے نعل جڑوا لیتے ہیں تاکہ کھوجی انکی آمد کو رفت سمجھ لے۔ یعنی درحقیقت تو اہل اللہ کو اہلِ دنیا سے نفرت ہوتی ہے لیکن نظر یہ آتا ہے کہ دنیادار انکو ذلیل سمجھ رہے ہیں۔

[4] کلیم۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔ حکیمک فلسفی کاف تصغیر کا ہے۔ زردہ۔ انڈے کی زردی۔

گفت سائل چوں بماند ایں خاکداں[۱] — درمیانِ ایں محیطِ آسماں
سوال کرنیوالے نے کہا کہ یہ زمین کس طرح ٹھہری ہوئی ہے؟ — اس احاطہ کرنے والے آسمان کے درمیان میں

ہمچو قندیلے معلق در ہوا — نے بر اسفل می رود نے بر علا
ہوا میں ایک معلق قندیل کی طرح — (جو) نہ نیچے جاتی ہے نہ اوپر

آں حکیمش گفت کز جذبِ سما — از جہاتِ شش بماند اندر ہوا
اُس فلسفی نے کہا کہ آسمان کی کشش ہے — شش جہات سے، ہوا میں ہے

چوں ز مقناطیس قبہ ریختہ — درمیان ماند آہنے آویختہ
جیسے مقناطیس سے ڈھلا ہوا قبہ — لٹکا ہوا لوہا (اُس کے) درمیان رہتا ہے

آں دگر گفت آسمانِ باصفا[۲] — کے کشد در خود زمینِ تیرہ را
دوسرے نے کہا مصفّٰی آسمان — تاریک زمین کو اپنی طرف کب کھینچے گا؟

بلکہ دفعش می کند از شش جہات — تا بماند درمیانِ عاصفات
بلکہ اُس کو چھ جانبوں سے دفع کرتا ہے — تاکہ تیز ہواؤں کے درمیان میں رہے

پس ز دفعِ خاطرِ اہلِ کمال — جانِ فرعوناں بماند اندر ضلال
اہلِ کمال کی طبیعت کے دفع کرنے کی وجہ سے — فرعونوں کی جان گمراہی میں پڑی رہی

پس ز دفعِ ایں جہان و آں جہاں — ماندہ اند ایں بیرہاں بے ایں و آں
پس اس جہان اور اس جہان کے دفع کرنے کی وجہ سے — یہ گمراہ بغیر اس کے اور بغیر اُس کے رہے

سرکشی از بندگانِ ذوالجلال — زانکہ دارند از وجودِ تو ملال
اللہ کے بندوں سے تو سرکشی اس لئے کرتا ہے — کیونکہ وہ تیرے وجود سے رنجیدہ ہیں

کہربا[۳] دارند و چوں پیدا کنند — کاہِ ہستیِ ترا شیدا کنند
اُن کے پاس کہربا ہے جب وہ اسکو ظاہر کرتے ہیں — تیرے وجود کے تنکے کو عاشق بنا لیتے ہیں

کہربائے خویش چوں پنہاں کنند — زود تسلیمِ ترا طغیاں کنند
اپنے کہربا کو جب وہ چھپا لیتے ہیں — فوراً تیری اطاعت کو سرکشی بنا دیتے ہیں

آنچناں کہ مرتبہ حیوانی ست — کو اسیر و سغبۂ انسانی ست
جس طرح حیوانی مرتبہ ہے — کہ وہ انسان کا قیدی اور فرمانبردار ہے

ق

مرتبہ انساں بدستِ اولیا — سغبہ چوں حیواں شناسش اے کیا
انسان کا مرتبہ اولیاء کے ہاتھ میں ہے — حیوان کی طرح فرمانبردار سمجھ، اے عقلمند!

---

۱ خاکداں۔ زمین۔ محیط۔ احاطہ کرنیوالا۔ معلق۔ لٹکا ہوا۔ اسفل۔ نیچے کی چیز۔ علا۔ بلندی۔ جذب۔ کشش۔ سما۔ آسمان۔ شش جہات۔ دایاں، بایاں، اوپر، نیچے، آگا، پیچھا۔ مقناطیس۔ میم اور طاء کا کسرہ ہے۔ ایک پتھر ہے جو لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ قبہ۔ گنبد۔ ریختہ۔ ڈھلا ہوا۔

۲ باصفا۔ صاف و شفاف۔ تیرہ۔ غبار آلود تاریک۔ دفع۔ دور کرنا۔ شش جہات۔ چھ طرفین۔ عاصفات۔ عاصفہ کی جمع، تیز ہوا۔ خاطر۔ قلب۔ اہل کمال۔ یعنی اولیا اللہ۔ ضلال۔ گمراہی۔ ایں جہاں۔ دنیا۔ آں جہاں۔ آخرت۔ بیرہاں۔ گمراہان۔ ذوالجلال۔ اللہ تعالیٰ۔ ملال۔ رنج۔

۳ کہربا۔ کاہ ربا، وہ پتھر جو تنکے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کاہ۔ تنکا۔ تسلیم۔ مان لینا۔ طغیان۔ سرکشی، انکار۔ اسیر۔ قیدی۔ سغبہ۔ سین کے فتح کے ساتھ، مطیع، مغلوب۔ فریفتہ۔

بندۂ خود خواند احمدؐ در رشاد — جملہ عالم را بخواں قُل یا عبادُ [1]

قرآن میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بندہ کہہ کر پکارا ہے — تمام جہان کو "قُل یا عبادِ" پڑھ لے

عقلِ تو ہمچوں شتربان تو شتر — می کشاند ہر طرف در حکمِ مُر

تو اونٹ ہے اور عقل شتربان کی طرح ہے — سخت حکم سے ہر طرف کھینچتی ہے

عقلِ عقلند اولیا و عقلہا — بر مثالِ اُشتراں تا انتہا

اولیاء عقل کی عقل ہیں اور عقلیں — آخیر تک اونٹوں کی طرح ہیں

اندر ایشاں بنگر آخر ز اعتبار — یک قلاؤز ست و جانِ صد ہزار

اُن کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ — ایک رہنما ہے اور لاکھوں جانیں ہیں

چہ قلاؤز و چہ اشتربان بیاب — دیدۂ کاں دیدہ بیند آفتاب

رہنما کیا اور شتربان کیا، حاصل کر — وہ آنکھ جو آفتاب کو دیکھ سکے

نک جہاں در شب بماندہ میخ دوز — مُنتظر موقوفِ خورشید ست و روز

یہ، دنیا تاریکی میں ہے، بیکار — مُنتظر اور سورج اور دن پر موقوف ہے

اینت خورشیدے نہاں در ذرۂ — شیرِ نر در پوستینِ برۂ

حیرت ذرہ میں سورج پوشیدہ ہے — بکری کے بچّہ کی کھال میں شیرِ نر ہے

اینت [2] دریائے نہاں در زیرِ کاہ — پا برایں کہ ہیں منہ با اشتباہ

حیرت، گھاس کے نیچے چھپا دریا ہے — خبردار شبہ میں اس گھاس پر پاؤں نہ رکھنا

اشتباہے و گمانے در درُوں — رحمتِ حق ست بہرِ رہنموں

باطن میں حُسنِ ظن اور گمان — رہنمائی کے لئے اللہ کی رحمت ہے

ہر پیمبر فرد آمد در جہاں — فرد بُود و صد جہانش در نہاں

ہر پیغمبر دنیا میں تنہا آیا — تنہا تھا اور اُس میں سَو جہان چھپے ہوئے تھے

عالمِ کبریٰ [3] بقدرت سحرہ کرد — کرد خود را در کہیں نقشے نورد

قدرت سے عالمِ کبریٰ کو مسخر کر لیا — معمولی نقش میں اپنے آپ کو لپیٹ دیا

ابلہانش فرد دیدند و ضعیف — کے ضعیف ست آنکہ با شہ شد حریف

بیوقوفوں نے اُس کو اکیلا اور کمزور سمجھا — وہ کمزور کب ہوگا جو شاہ کا مصاحب ہو

ابلہاں گفتند مردے بیش نیست — وائے آنکو عاقبت اندیش نیست

بیوقوفوں نے کہا ایک انسان سے زیادہ نہیں ہے — اُس پر افسوس ہے جو عاقبت اندیش نہیں ہے

[1] قُل یا عبادی۔ کہہ دو اے میرے بندو، عام مفسرین یا عبادی کو اللہ کا مقولہ قرار دیتے ہیں لیکن مولانا نے یہاں جو تفسیر کی ہے اُسکے اعتبار سے یا عبادی کو آنحضورؐ کا مقولہ بتایا ہے۔ مُر۔ کڑوا، سخت۔ عقلِ عقلند۔ یعنی اولیاء لوگوں کی عقل کے لئے بمنزلہ عقل کے ہیں۔ اعتبار۔ عبرت اور سبق حاصل کرنا۔ قلاؤز۔ رہبر۔ صد ہزار۔ لاکھ۔ چہ۔ یعنی اولیاء کو قلاؤز اور شتربان جیسا سمجھنا غلط ہے بلکہ وہ آفتاب ہیں۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے۔ میخ دوز۔ ساکن، بیکار۔ منتظر یعنی اولیاء کے بغیر دنیا میں اندھیرا ہے دنیا اپنی روشنی کیلئے اُنکے وجود کی منتظر ہے جس طرح رات اپنے ختم ہونے میں سورج کی منتظر رہتی ہے۔

[2] اینت۔ اینک یہ۔ خورشید یعنی روح۔ ذرہ یعنی جسمِ انسانی۔ زیرِ کاہ۔ جس دریا کی سطح پر گھاس ہو وہاں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے انسان گھاس سمجھ کر قدم دھرتا ہے نیچے گہرا پانی ہوتا ہے۔ کہ کاہ۔ اشتباہ ہے۔ فقراء کے ساتھ حسنِ ظن قائم رکھنے سے رہنما ملجاتا ہے۔ ہر پیمبر یعنی پیغمبر دراصل پوری ایک اُمّت ہوتا ہے۔ [3] عالمِ کبریٰ۔ جہان، عالمِ صغریٰ انسان کو کہا جاتا ہے۔ نقشے یعنی پیغمبر انسان کی صورت میں رونما ہوتا ہے لیکن کائنات پر اسکا تصرف ہوتا ہے۔

ابلہاں۔ ابلہ کی جمع بیوقوف۔ فرد۔ اکیلا۔ حریف۔ مقرب، مقابل۔ مردے بیش نیست یعنی ایک انسان سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہے۔ عاقبت اندیش۔ انجام کو سوچنے والا۔

عاقبت دیدن بُود از کاملی — دور بودن ہر نفس از جاہلی

کامل ہونا، انجام پر نظر رکھنا ہے — ہر وقت جہالت سے دُور رہنا ہے

بشنو اکنوں قصّۂ صالحؑ رواں[۱] — بگذر از صورت طلب معنیٰ دراں

اب (حضرت) صالحؑ کا مشہور قصّہ سُن — الفاظ سے گزر جا، اُن میں معنیٰ طلب کر

زانکہ صورت بیں نہ بیند عاقبت[۲] — عاقبت بینی بیابی عافیت

کیونکہ ظاہر بیں انجام کو نہیں دیکھتا ہے — تو انجام پر نظر کرے گا تو عافیت کو پا لیگا

حقیر دیدن خصمانِ صالحؑ ناقہ را چوں حق تعالےٰ خواہد لشکرے

دشمنوں کا حضرتِ صالحؑ کی اونٹنی کو حقیر سمجھنا۔ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی لشکر کو

راہلاک گرداند در نظر ایشاں خصمانِ را حقیر نماید ویُقَلِّلُکُمْ

ہلاک کرے، اُن کی نگاہ میں دشمنوں کو حقیر دکھاتا ہے اور وہ تم کو اُن

فِیْٓ اَعْیُنِھِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰہُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا

کی نظر میں کم دکھاتا تھا تاکہ اُس کام کو سرانجام دے جو کرنا چاہتا ہے

ناقۂ صالحؑ بصورت بُد شتر — پے بریدند ش بجہل آں قومِ مُر

(حضرت) صالحؑ کی اونٹنی بظاہر ایک اونٹنی تھی — اُس سخت قوم نے جہالت سے اسکی کونچیں کاٹ دیں

از برائے آب جُو خصمش شُدند — آب کور و ناں کور ایشاں بُدند

وہ نہر کے پانی کی وجہ سے اُس کے دشمن ہوگئے — وہ پانی اور روٹی کے احسان فراموش ہوگئے

ناقۃ اللہ آب خورد از جوئے میغ — آب حق را داشتند از حق دریغ

اللہ کی اونٹنی نے ابر کی نہر سے پانی پیا — انھوں نے اللہ کا پانی، اللہ سے روکا

ناقۂ صالحؑ چو جسمِ صالحاں[۳] — شد کمینے در ہلاکِ طالحاں

(حضرت) صالحؑ کی اونٹنی کی مثال نیکوں کے جسم کی سی ہے — (جو) بد بختوں کی ہلاکت کی کمین گاہ بنی

تا براں اُمّت ز حکمِ مرگ و درد — نَاقَۃُ اللّٰہِ وَسُقْیَاھَا چہ کرد

دیکھ لو! کہ اُس قوم پر موت اور درد کے ذریعے — اللہ کی اونٹنی اور اُس کے پانی پینے نے کیا کیا

شحنۂ قہرِ خدا از ایشاں بجُست — خونبہائے اُشترے شہرے درست

خدا کے قہر کے داروغہ نے اُن سے طلب کیا — اونٹنی کے خون کے بدلے میں، ایک پورا شہر

روحِ صالحؑ بر مثالِ اُشتر لیست — نفسِ گمرہ مر ورا چوں پے بریست

روح جو بمنزلہ (حضرت) صالحؑ کے ہے اونٹ جیسی چیز پر اسوار ہے — اور گمراہ نفس اُسکی کونچیں کاٹنے والے کی طرح ہے

۱؎ کاملی دجاہلی۔ میں یا مصدری ہے۔ صالحؑ۔ قومِ ثمود کے نبی تھے آپکے کیلئے بطورِ معجزہ ایک اونٹنی پتھر سے پیدا کر دی گئی جسکو قوم نے اس ضد میں مار ڈالا کہ وہ تالاب کا بیشتر پانی پی لیتی تھی اسپر قومِ ثمود پر زلزلہ کا عذاب آیا اور وہ تباہ ہوگئی۔ رواں۔ جاری، مشہور۔ صورت۔ ظاہری حیثیت، لفظی پہلو۔

۲؎ عاقبت۔ انجام کار۔ خصمان۔ خصم کی جمع، مخالف۔ وَیُقَلِّلُکُمْ۔ یہ آیت جنگِ بدر کے متعلق نازل ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قدرت نے مشرکین کی نظروں میں مسلمانوں کو قلیل کر کے دکھایا تاکہ وہ جنگ پر آمادہ ہوں اور قدرت مسلمانوں کے ہاتھ سے اُن کا خاتمہ کرا دے۔ پے بریدن۔ ایڑی کے اوپر سے پیر کے رگ پٹھے کاٹ دینا تاکہ چلنے کے قابل نہ رہے۔ مُر۔ کڑوا۔ آب کور ناں کور۔ احسان فراموش۔ جوئے میغ یعنی اس تالاب اور نہر میں قدرتی پانی تھا۔ میغ۔ ابر۔ آبِ حق۔ قدرتی پانی۔

۳؎ ناقہ۔ یعنی نیک لوگوں کو ستانا ہلاکت کا باعث ہے حضرتِ صالحؑ کی اونٹنی کو ستا کر قومِ ثمود ہلاک ہوئی۔ ناقۃ اللہ وسقیاھا۔ یہ سورۂ شمس کی آیت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اللہ کے رسول نے اُنسے کہا کہ اللہ کی اونٹنی کو نہ ستانا اور نہ اُس کا پانی بند کرنا لیکن انھوں

روحِ ہمچو صالحؒ و تن ناقہ است
روح بمنزلہ (حضرت) صالحؑ ہے اور جسم اونٹنی ہے

روح اندر وصلؔ و تن در فاقہ ایست
روح وصل (کی خوشی) میں ہے اور جسم فاقہ میں ہے

روحِ صالحؒ قابلِ آفات نیست
روح (جو بمنزلہ) صالحؑ ہے مصائب کو قبول کرنے والی نہیں ہے

زخم بر ناقہ بُود بر ذات نیست
زخم اونٹنی پر ہوگا، ذات پر نہیں ہے

روحِ صالحؒ قابلِ آزار نیست
روح (جو بمنزلہ) صالحؑ ہے تکالیف کو قبول کرنے والی نہیں ہے

نورِ یزداں سغبۂ کفّار نیست
اللہ کا نور کافروں کا تر نقمہ نہیں ہے

حق ازاں پیوست با جسمے نہاں
اللہ تعالیٰ نے اسکو جسم سے پوشیدہ طور پر پیوست کر دیا ہے

تاش آزارند و بینند امتحاں
تاکہ وہ اس کو ستائیں اور آزمائش میں پڑیں

بے خبر کآزارِ ایں آزارِ اوست
(وہ) اس سے بے خبر ہیں کہ اس (روح) کا ستانا اس اللہ کا ستانا ہے

آبِ ایں خُم متّصل با آبِ جوست
اس مٹکے کا پانی نہر کے پانی سے وابستہ ہے

زاںؔ تعلق کرد با جسمش اِلٰہ
اُس کو اللہ نے جسم سے اسلئے متعلق کیا

تاکہ گردد جُملہ عالم را پناہ
تاکہ وہ تمام دنیا کے لئے پناہ بنے

کس نیابد بر دلِ ایشاں ظفر
اُن کے دل پر کوئی فتح نہیں پاتا ہے

بر صدف آید ضرر نے بر گہر
ضرر سیپ کو پہنچتا ہے نہ کہ موتی کو

ناقۂ جسمِ ولی را بندہ باش
ولی کے جسم کی اونٹنی کا غلام بن جا

تا شوی با روحِ صالحؒ خواجہؔ تاش
تاکہ روحِ صالحؑ کے ساتھ، تجھے ہمخواجگی حاصل ہو

گفت صالحؒ چونکہ کردید ایں حسد
(حضرتِ) صالحؑ نے فرمایا کہ چونکہ تم نے یہ حسد برتا

بعد سہ روز از خدا نقمت رسد
تین دن کے بعد خدا کا عذاب آئے گا

بعدِ سہ روزِ دگر از جاں ستاں
اگلے تین دن بعد جان لینے والے (اللہ) کی جانب سے

آتشے آید کہ دارد سہ نشان
ایک آگ آئے گی جس کی تین علامتیں ہیں

رنگِ روئے جملہ تاں گردد دگر
تم سب کے چہروں کا رنگ دگرگوں ہو جائیگا

رنگ رنگِ مختلف اندر نظر
جو دیکھنے میں مختلف رنگ کے ہوں گے

روزِ اوّل رُوئے تاں چوں زعفراں
پہلے دن تمہارے چہرے زعفران جیسے ہونگے

در دوم رُو سُرخ ہمچوں ارغواں
دوسرے دن چہرے ارغوان کی طرح سُرخ ہونگے

در سوم گردد ہمہ رُو ہا سیاہ
تیسرے دن سب چہرے سیاہ ہو جائیں گے

بعد ازاں اندر رسد قہرِ الٰہ
اُس کے بعد اللہ کا عذاب آ جائے گا

۱؎ وصل یعنی وہ واصل بحق ہے اور مسرور ہے۔ تن یعنی جسم پر مصائب آتے ہیں۔ ذات یعنی روح سغبہ۔ چکنی چیز۔ امتحاں یعنی شریر لوگ نیکوں کے جسم کو ستاتے ہیں تو عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ایں یعنی روح۔ او۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ آب یعنی روح کی نسبت اللہ تعالیٰ سے وہی ہے جو مٹکے کے پانی کی نہر کے پانی سے ہے۔

۲؎ زاں۔ انبیاء اور اولیاء کی روح کو جسموں سے اس لئے بھی متعلق کیا گیا ہے کہ وہ عالم کی پناہ بنیں۔ ظفر۔ فتح۔ صدف۔ سیپ گہر۔ موتی جسم یعنی جو بمنزلہ ناقہ کے ہے۔ روح یعنی جو بمنزلہ حضرتِ صالحؑ کے ہے۔

۳؎ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ حسد یعنی انکو اونٹنی کے پانی پینے سے جلن پیدا ہوئی۔ نقمت۔ عذاب۔ جاں ستاں۔ جان کو لینے والا یعنی اللہ تعالیٰ۔ نشان۔ علامت۔ تاں۔ جمع مخاطب کی ضمیر ہے۔ ارغواں۔ گل بابونہ جو نہایت سُرخ ہوتا ہے۔

گر نشاں خواہید از من زیں وعید[1] | کُرّہ ناقہ بسوئے کُہ دوید
اگر تم مجھ سے اِس دھمکی کی علامت چاہتے ہو | اونٹنی کا بچہ پہاڑ کی جانب بھاگا جا رہا ہے

گر توانید ش گرفتن چارہ ہست | ورنہ خود مرغِ امید از دام جست
اگر اُس کو پکڑ سکو تو (یہ) تدبیر ہے | ورنہ اُمید کا پرندہ جال سے نکل گیا ہے

چوں شنیدند ایں ز و جملہ بہ تگ | در پئے اُشتر دویدندے چو سگ
جب اُنھوں نے اُن سے یہ سنا سب نے دوڑ کر | اونٹ (کے بچے) کے پیچھے کتّے کی طرح بھاگے

کس نتانست اندراں کرّہ رسید | رفت و در کُہسارہا شُد ناپدید
کوئی شخص اُس بچہ تک نہ پہنچ سکا | وہ چلا گیا اور پہاڑوں میں غائب ہو گیا

ہمچو روحِ پاک کو از ننگِ[2] تن | می گریزد جانبِ ربّ المِنَن
پاک روح کی طرح جو کہ جسم کی نفرت سے | خدا کی جانب بھاگتی ہے

گفت دیدید ایں قضا مُبرم شدست | صورتِ اُمّید را گردن زدست
فرمایا، تم نے دیکھ لیا یہ فیصلہ قطعی ہو گیا ہے | جس نے اُمّید کی صورت معدوم کر دی ہے

کُرّہ ناقہ چہ باشد خاطرش | کہ بجا آرید احسان و برش
اونٹنی کا بچہ کس کی مثال ہے اُسکے دل کی | کہ جس کے ساتھ احسان اور خدمت بجا لاؤ

گر بجا آید[3] دلش رستید ازاں | ورنہ نومید ید و ساعدہا گزاں
اگر اُس کا دل منا ہو جائے، اُس (عذاب) سے چھوٹ گئے | ورنہ نا اُمید اور حسرت زدہ رہو گے

چوں شنیدند آں وعیدِ مُنکدِر | چشم بنہادند آں را مُنتظِر
جب اُنھوں نے ہولناک دھمکی سُنی | سراپا انتظار بن کر انتظار کرنے لگے

روزِ اوّل رُوئے خود دیدند زرد | می زدند از نا اُمیدی آہِ سرد
پہلے دن اپنے چہروں کو زرد دیکھا | اور نا اُمیدی سے ٹھنڈی آہیں بھریں

سُرخ شد رُوئے ہمہ روزِ دوم | نوبتِ اُمید و توبہ گشت گم
دوسرے دن سب کے چہرے سُرخ ہو گئے | اُمید اور توبہ کا وقت ختم ہو گیا

شد سیہ روزِ سوم رُوئے ہمہ | حکمِ صالح راست شد بے ملحمہ
تیسرے دن سب کے چہرے سیاہ ہو گئے | (حضرتِ) صالح کا حکم بلا اختلاف صحیح ثابت ہوا

چوں ہمہ در نا اُمیدی سر زدند | ہمچو اُشتر در دو زانو آمدند
جب سب نا اُمیدی میں مبتلا ہو گئے | اونٹ کی طرح گھٹنوں کے بل آئے

[1] وعید۔ بُری بات کا وعدہ۔ کرّہ چوپائے کا بچہ۔ کُہ۔ کوہ کا مخفف ہے، پہاڑ۔ چارہ ہست۔ یعنی عذاب سے بچنے کی تدبیر ہے۔ تگ۔ دوڑ۔ دویدندے۔ یار زیادہ ہے، ماضی مطلق کا صیغہ ہے۔ نتانست۔ نتوانست۔ کُہسار۔ کوہستان۔

[2] ننگ۔ عیب، ذلّت۔ مِنَن۔ مِنّت کی جمع ہے، احسان۔ قضا۔ فیصلۂ خداوندی۔ مُبرم۔ محکم، قطعی۔ گردن زدن۔ مار ڈالنا۔ کرّہ یعنی حضرتِ صالح ع کی اونٹنی کے بچہ کی مثال ایک ولی کے دل کو سمجھو جس کی خدمت اور احسانمندی تمہارے لئے ضروری ہے، اگر اونٹنی کا بچہ اُنسے راضی ہو جاتا تو عذاب الٰہی سے نجات پا جاتے اسی طرح اگر ولی کے دل کو خوش رکھو گے نجات پا جاؤ گے ورنہ حسرت اور افسوس سے دوچار ہو گے۔

[3] دل بجا آمدن۔ طبیعت کا بحال ہو جانا، مطمئن ہو جانا۔ ساعد۔ کلائی۔ مُنکدِر۔ مکدّر۔ چشم نہادن۔ انتظار کرنا۔ حکم۔ فیصلہ۔ ملحمہ۔ معرکہ، اختلاف۔

در نبیؐ آورد جبریلِ امیں — شرح ایں زانو زدن را جاثمیں
قرآن میں جبرئیل امین لائے ہیں — گھٹنوں کے بل بیٹھنے کی شرح "جاثمین"

زانو آں دم زن کہ تعلیمت کنند — وز چنیں زانو زدن بیمت کنند
تو دو زانو اُس وقت بیٹھ جب تجھے پڑھائیں — اور اُس طرح دو زانو بیٹھ جانے سے تجھے ڈرائیں

منتظر گشتند زخمِ قہر را — قہر آمد نیست کرد آں شہر را
قہر کی چوٹ کے منتظر ہو گئے — قہر ٹوٹا (اور) اُس شہر کو نیست و نابود کر دیا

صالحؑ از خلوت بسوئے شہر رفت — شہر دید اندر میانِ دود و تفت
(حضرت) صالحؑ خلوت سے شہر کی جانب گئے — شہر کو دھویں اور سوختگی میں دیکھا

نالہ از اجزائے ایشاں می شنید — نوحہ پیدا، نوحہ گویاں ناپدید
اُن کے اجزاء سے وہ نالہ سنتے تھے — رونا موجود تھا رونے والے معدوم تھے

ز استخوانہاشاں شنید او نالہا — اشکِ خوں از جانِ شاں چوں ژالہا
انھوں نے اُن کی ہڈیوں سے رونا سنا — اُنکی جانوں سے خون کے آنسو اولوں کی طرح (دیکھے)

گریہ چوں از حد گذشت و ہائے ہائے — گریہ ہائے جانفزائے دلربائے
رونا اور ہائے ہائے جب حد سے گذر گیا — وہ رونا جو جانفزا اور دلربا تھا

صالحؑ آں بشنید و گریہ ساز کرد — نوحہ بر نوحہ گراں آغاز کرد
(حضرت) صالحؑ نے وہ سنا اور رونا شروع کر دیا — رونے والوں پر رونا شروع کر دیا

گفت اے قومِ بباطل زیستہ — وز شما من پیشِ حق بگریستہ
فرمایا، اے باطل میں زندگی بسر کرنیوالی قوم! — اور تم سے میں خدا کے سامنے نالاں رہا ہوں

حق بگفتہ صبر کن بر جورِ شاں — پند شاں دِہ بس نماند از دورِ شاں
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا اُن کے ظلم پر صبر کر — اُنکو نصیحت کر، اُن کا دور زیادہ نہیں رہا ہے

من بگفتہ پند شُد بند از جفا — شیرِ پند از مہر جوشد وز صفا
میں نے عرض کیا نصیحت جور جفا کی وجہ سے بند ہو گئی — نصیحت کا دودھ محبت اور صفائی سے جوش میں آتا ہے

بسکہ کردید از جفا بر جائے من — شیرِ پند افسرد در رگہائے من
میرے بارے میں تم نے بہت ظلم کئے — نصیحت کا دودھ میری رگوں میں ٹھٹھر گیا

حق مرا گفتہ ترا لطفے دہم — بر سرِ آں زخمہا مرہم نہم
اللہ (تعالیٰ) نے مجھ سے فرمایا تجھے (صفت) لطف عطا کرونگا — اُن زخموں پر مرہم رکھ دوں گا

---

[1] نبی۔ قرآن پاک۔ جاثمین۔ سینے کے بل اوندھے ہو جانیوالے۔ قرآن پاک میں قوم ثمود کے بارے میں فرمایا گیا ہے: فاصبحوا فی دارھم جاثمین۔ پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں اوندھے۔ زانو۔ انسان کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے اُستاد اور پیر کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھنا چاہیے۔ بیم۔ ناامیدی۔

[2] خلوت۔ خار کے فتحہ کے ساتھ، تنہائی۔ دود۔ دھواں۔ تفت۔ گرمی۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ چونکہ اُن کا رونا باعث عبرت تھا جس کی وجہ سے روحانی ترقی ہوتی ہے اِس لئے اُس کو جانفزا کہا ہے۔ بس۔ بہت۔ دور۔ زمانہ۔

[3] من بگفتہ۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا نصیحت کے جذبات تو محبت سے اُبھرتے ہیں جبکہ اُن لوگوں نے مجھ پر ظلم کئے تو نصیحت کا دودھ خشک ہو گیا ہے۔ لطفے دہم۔ خدا نے فرمایا میں تجھ کو اپنی صفت لطف ودیعت کرونگا۔ آں زخمہا۔ اُنکی ایذا رسانی کے زخم۔

صاف کردہ حق دلم را چوں سما[1]
اللہ (تعالیٰ)، نے میرے دل کو آسمان کیطرح صاف کردیا
روفتہ از خاطرم جورِ شما
تمہارے ظلم کو میری طبیعت سے جھاڑ دیا

در نصیحت من شدہ بارِ دگر
میں دوبارہ نصیحت میں لگ گیا ہوں
گفتہ امثال و سخنہا چوں شکر
شکر جیسی باتیں اور مثالیں کہنے لگا ہوں

شیرِ تازہ از شکر انگیختہ
شکر سے، تازہ دودھ نکالا
شیر و شہدے با شکر آمیختہ
دودھ اور شہد کو شکر سے ملایا

در شما چوں زہر گشتہ ایں سخن
اُس بات نے تم میں زہر کا کام کیا
زانکہ زہرستان بُدید از بیخ و بُن
اس لئے کہ تم جڑ اور بنیاد سے سراپا زہر تھے

چوں شوم غمگیں کہ غم شد سرنگوں
میں غمگین کیوں ہوں جبکہ غم اوندھا ہوگیا؟
غم شما بودید اے قومِ حروں
اے سرکش قوم! غم تو تم تھے

ہیچ کس بر مرگِ غم نوحہ کند
غم کے ختم ہوجانے پر کوئی روتا ہے؟
ریشِ سر چوں شد کسے مُو بر کند[2]
جب سر کا زخم اچھا ہوجائے کون بال اکھاڑتا ہے؟

رُو بخود کرد و بگفت اے نوحہ گر
اپنی طرف رُخ کیا اور کہا اے نوحہ گر!
نوحہ ات را می نیرزند ایں نفر
یہ لوگ تیرے نوحے کے لائق نہیں ہیں

کژ مخواں اے راست خوانندہ مُبین
اے قرآنِ مُبین کے صحیح پڑھنے والے! غلط نہ پڑھ
کَیْفَ اٰسٰی خَلْفَ قَوْمٍ کَافِرِیْن
میں کافروں کی قوم پر کس طرح غمخواری کروں؟

باز اندر چشمِ خود او گریہ یافت
پھر اُن (صالحؑ) نے اپنی آنکھ میں رونا محسوس کیا
رحمتِ بے علتے بر وے بتافت
بے علت رحمت نے اُن پر تجلی کی

قطرہ می بارید و حیراں گشتہ بُود
قطرے ٹپک رہے تھے اور وہ (صالحؑ) حیران تھے
قطرۂ بے علت از دریائے جود[3]
وہ قطرے جو بخشش کے دریا سے کسی وجہ کے بغیر آرہے تھے

عقل اُو می گفت کیں گریہ ز چیست
اُن کی عقل کہتی تھی کہ یہ رونا کس وجہ سے ہے؟
بر چنیں افسوسیاں شاید گریست
ایسے ظالموں پر رونا چاہیئے؟

بر چہ می گریی بگو بر فعلِ شاں
کس چیز پر روتے ہو؟ بتاؤ اُن کے کاموں پر
بر سپاہِ کینہ بد نعلِ شاں
اُن کی پُر کینہ شریر فوج پر

بر دلِ تاریک پُر زنگارِ شاں
اُن کے زنگ آلود تاریک دل پر
بر زبانِ زہر ہمچوں مارِ شاں
اُن کی سانپ جیسی زہر آلود زبان پر

[1] سما۔ آسمان کی صفائی ضرب المثل ہے۔ روفتن جھاڑو دینا، صاف کردینا۔ شیر۔ دودھ یعنی نصیحت۔ شکر یعنی میٹھی باتیں۔ زہرستان۔ زہر کی جگہ۔ بُدید۔ بودید۔ سرنگوں۔ اوندھا، مغلوب۔ حروَن۔ سرکش۔ مرگِ غم۔ زوالِ غم۔ ریش۔ زخم۔

[2] مُو بر کندن۔ بال نوچنا، اظہارِ غم کرنا۔ رُو بخود کرد۔ یعنی اپنے آپ کو مخاطب کیا۔ نفر۔ جماعت۔ کژ۔ کج ٹیڑھا۔ کیف اسی۔ قرآن میں حضرت شعیبؑ کا مقولہ منقول ہے کہ میں کافروں کی ہلاکت پر کیسے غم کروں۔ آیت میں علیٰ قوم ہے مولانا نے خلف قوم فرمایا ہے یعنی مجھے اب غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ باز۔ حضرت صالحؑ نے اپنے آپ کو تسلی دی لیکن پھر بھی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ رحمتِ بے علت۔ خدا کی رحمت بلا علت اور بغیر غرض کے ہوتی ہے۔ حیراں۔ حضرت صالحؑ حیران تھے کہ آنکھوں سے آنسو کیوں بہے جاتے ہیں۔

[3] دریائے جود یعنی رحمتِ خداوندی۔ افسوس۔ ظلم۔ افسوسیاں ظلم کرنیوالے۔ بر چہ۔ نیچے کے متعدد شعر عقل کا مقولہ ہیں۔ سپاہِ کینہ یعنی قوم کا ہر ہر فرد مجسم کینہ تھا اور پوری قوم کینہ کے سپاہی تھے۔ بدنعل۔ وہ گھوڑا جو نعلبندی کے وقت شرارت کرے۔

بردم و دندانِ سگسارانہ شاں ۔۔۔ بر دہان و چشم کژدم[1] خانہ شاں
اُن کے کتّوں جیسے دانتوں اور سانس پر ۔۔۔ اُن کے مُنہ اور آنکھ پر، جو بچھوؤں کا گھر تھے

بر ستیز و تسخر و افسوسِ شاں ۔۔۔ شکر کُن چوں کرد حق محبوسِ شاں
اُن کی جنگجوئی اور تمسخر اور ظلم پر ۔۔۔ اللہ (تعالیٰ) کا شکر کر، جبکہ اللہ نے اُنکو گرفتار کر دیا ہے

دستِ شاں کژ پائے شاں کژ چشم کژ ۔۔۔ مہرِ شاں کژ صلحِ شاں کژ خشم کژ
اُن کے ہاتھ کج، اُن کے پیر کج، آنکھیں کج ۔۔۔ اُن کی محبت کج، اُن کی دوستی کج، غصہ کج

از پئے تقلید و از آیاتِ نقل ۔۔۔ پا نہادہ بر سرِ ایں پیرِ عقل
تقلید اور منقول کہانیوں کی وجہ سے ۔۔۔ اُس عاقل شیخ کے سر کو پامال کر رکھا تھا

پیر خر[2] نے جملہ گشتہ پیرِ خر ۔۔۔ از زبان و چشم و گوشے ہمدگر
پیر کے خریدار نہیں تھے سب بوڑھے گدھے ہوگئے تھے ۔۔۔ ایک دوسرے کی زبان اور آنکھ اور کان کی وجہ سے

از بہشت آورد یزداں بندگاں ۔۔۔ تا نماید شاں سقر پروردگاں
اللہ (تعالیٰ) اپنے بندوں کو بہشت سے (اِسلئے) باہر لایا ۔۔۔ تاکہ انھیں دوزخیوں (کے انجام) کو دکھائے

در معنیٰ آیت مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ

(اِس آیت کے معنیٰ کے بیان میں "مِلائے دو دریا ملکر ملنے والے اِن دونوں میں ایک پردہ ہے جو ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے")

اہلِ نار و خلد را بیں ہمدکاں ۔۔۔ درمیانِ شاں برزخٌ لا یبغیان
جہنمیوں اور جنتیوں کو ہمنشیں دیکھ ۔۔۔ اُنکے بیچ میں پردہ ہے ایکدوسرے سے خلط ملط نہیں ہیں

اہلِ نار و اہلِ نور آمیختہ ۔۔۔ درمیانِ شاں کوہِ قاف انگیختہ
ناری اور نوری ملے جلے ہیں ۔۔۔ اُن کے درمیان کوہِ قاف کھڑا ہے

اہلِ نار و نور باہم درمیاں ۔۔۔ درمیانِ شاں بحرِ ژرف[3] بیکراں
ناری اور نوری آپس میں متحد ہیں ۔۔۔ اُن کے درمیان ناپیدا کنار گہرا سمندر ہے

ہمچو در کاں خاک و زر کرد اختلاط ۔۔۔ درمیانِ شاں صد بیابان و رِباط
جس طرح معدن میں مٹی اور سونا باہم ملے ہوتے ہیں ۔۔۔ اُن کے درمیان سینکڑوں جنگل اور سرائے ہیں

ہمچنانکہ عقد در دُر و شبہ ۔۔۔ مختلط چوں میہمانِ یکشبہ
جس طرح کہ ہار میں موتی اور پوتھ ۔۔۔ ایک رات کے مہمان کی طرح ملے جلے ہوتے ہیں

صالح و طالح بصورت مشتبہ ۔۔۔ دیدہ بکشا بو کہ گردی منتبہ
نیک اور بد صورت میں ملے جلے ہیں ۔۔۔ آنکھ کھول ہو سکتا ہے تو آگاہ ہوجائے

---

[1] کژدم خانہ۔ بچھو کے سوراخ یعنی انکی آنکھوں اور منھ سے زہر آلود نظریں اور باتیں نکلتی تھیں۔ ستیز۔ جنگ وجدل۔ تسخر۔ تمسخر۔ محبوس۔ یعنی گرفتارِ عذاب۔ دست۔ یعنی انکے جملہ اعضا میں بھی تھی کوئی عضو صحیح کام نہ کرتا تھا۔ تقلید۔ یعنی آبا و اجداد کی تبلیغ۔ آیاتِ نقل۔ یعنی جو غلط باتیں اپنے بڑوں سے سنی تھیں۔ پیرِ عقل۔ حضرت صالح ع۔

[2] پیر خرنے۔ یعنی وہ پیر کے خریدار نہ تھے۔ پیرِ خر۔ بوڑھا گدھا جس کی بے عقلی میں اور اضافہ ہوجاتا ہے۔ از زبان۔ یعنی ایک نے دوسرے کو اپنی زبان اور آنکھ کے ذریعہ اور زیادہ حماقتوں میں مبتلا کر دیا تھا۔ سقر۔ دوزخ، انبیاء کی بعثت اِسلئے بھی ہوئی ہے کہ وہ کافروں کا حسرتناک انجام دیکھیں۔ مرج۔ یعنی دو سمندروں کی طرح دوزخی اور بہشتی ملے جلے ہیں اور امتیاز اوصاف سے ہے۔ ہمدکاں۔ ہمنشیں، پڑوسی۔ برزخ۔ پردہ حائل۔ بحر۔ سمندر۔

[3] ژرف۔ گہرا۔ رباط۔ سرائے۔ عقد۔ ہار۔ عقد در۔ در عقد۔ شبہ۔ کانچ کا موتی، پوتھ۔ میہمانِ یکشبہ۔ جو صرف ایک رات کا مہمان ہے اور اہلِ خانہ سے ملا جلا ہوا ہے لیکن اگلے روز ہی جدا ہوجائے گا۔ طالح۔ بدبخت۔ بو۔ بود کا مخفف۔ منتبہ۔ آگاہ۔

بحر را نیمش شیریں چوں شکر — طعم شیریں رنگ روشن چوں قمر
سمندر کا آدھا شکر جیسا میٹھا ق — میٹھا مزا، رنگ چاند جیسا چمکدار

نیمِ[1] دیگر تلخ ہمچوں زہرِ مار — طعم تلخ و رنگ مُظلم قیر وار
دوسرا آدھا، سانپ کے زہر کی طرح کڑوا — مزا کڑوا اور رنگ روغنِ قیر کی طرح کالا

ہر دو بر ہم میزنند از تحت و اوج — بر مثالِ آبِ دریا موج موج
دونوں آپس میں اوپر اور نیچے سے ٹکراتے ہیں — موج در موج دریا کے پانی کی طرح

صورتِ بر ہم زدن از جسمِ تنگ — اختلاطِ جانہا در صلح و جنگ
تنگ نظری کی وجہ سے ایک دوسرے سے بھڑنا — صلح اور جنگ میں روحوں کا شامل ہونا ہے

موجہائے[2] صلح بر ہم میزنند — کینہ ہا از سینہ ہا بر می کنند
(نوری) صلح کی موجوں کو ابھارتے ہیں — سینوں سے کینوں کو نکالتے ہیں

موجہائے جنگ بر شکلِ دگر — مہر ہا را می کُند زیر و زبر
(ناریوں کی) جنگ کی موجیں (اسکے) برعکس — محبتوں کو تہ و بالا کرتی ہیں

مہرِ تلخاں را بشیریں می کشد — زانکہ اصلِ مہر ہا باشد رَشد
محبت، کڑووں کو میٹھاس کی طرف کھینچتی ہے — اس لئے کہ محبتوں کی اصل، راہ روی ہے

قہرِ شیریں را بہ تلخی می برد — تلخ با شیریں کجا اندر خورد
عداوت میٹھے کو تلخ بناتی ہے — کڑوا، میٹھے سے کب مناسبت رکھتا ہے!

تلخ و شیریں زیں نظر ناید پدید — از دریچہٴ[3] عاقبت تانند دید
کڑوا اور میٹھا اس نگاہ سے نظر نہیں آتا ہے — انجام کے دریچہ سے دیکھ سکتے ہیں

چشمِ آخر بیں تواند دید راست — چشمِ اوّل بیں غرور ست و خطا ست
انجام پر نظر رکھنے والی آنکھ صحیح دیکھ سکتی ہے — ابتدا کو دیکھنے والی آنکھ دھوکا اور غلط ہے

اے بسا شیریں کہ چوں شکر بود — لیک زہر اندر شکر مُضمر بود
(اے مخاطب) بہت سی چیزیں شکر جیسی ہوتی ہیں — لیکن شکر میں زہر چھپا ہوا ہوتا ہے

آنکہ زیرک تر بود بشناسدش — چونکہ دید از دورش اندر کشمکش
جو زیادہ سمجھدار ہوتا ہے اُس کو پہچانتا ہے — جبکہ دور سے اُس کو کشمکش میں دیکھتا ہے

واں دگر در پیش رو بوئے برد — واں دگر چوں دست بنہد کرد رد
اور وہ (دوسرا) سامنے آنے پر سونگھ لیتا ہے — اور وہ (تیسرا) جب ہاتھ رکھتا ہے رد کر دیتا ہے

[1] نیم۔ آدھا۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر۔ قیر۔ ایک کالا روغن ہے۔ ہر دو یعنی ناری اور نوری لوگوں میں ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے لیکن دونوں اپنی اپنی حالت پر رہتے ہیں چونکہ یہ کیفیت ازلی ہے۔ جسم یعنی یہ جسموں کی کشمکش دراصل روحوں کی کشمکش ہے۔

[2] موجہائے صلح یعنی نوری یہ کوشش کرتے ہیں کہ حق کی طرف سے ناریوں میں کینہ نہ رہے محبت پیدا ہو جائے۔ موجہائے جنگ۔ ناری اسکے کوشاں رہتے ہیں کہ عداوت پھیلے محبت کا غلبہ نہ ہو سکے۔ تلخاں یعنی ناری۔ اندر خوردن۔ موافقت کرنا۔ زیں نظر۔ یعنی ظاہر بیں نظر۔ پدید ظاہر

[3] دریچہ عاقبت یعنی انجام کی آنکھ کا دریچہ۔ غرور۔ دھوکا۔ مُضمر۔ پوشیدہ۔ آنکہ زیرک یعنی سمجھدار آدمی فوراً ہی اس ملمع سازی کو سمجھ جاتا ہے۔ تدبی نقرار کو پہچاننے میں انسانوں کے مختلف مراتب ہیں جن کو مولانا نے ان اشعار میں سمجھایا ہے۔ بوئے برد یعنی یعنی بعض لوگ مصنوعی پیر کو جب سمجھتے ہیں جب بالکل اُس کے سامنے پہنچیں اور بعض جب سمجھتے ہیں جب ہاتھ میں ہاتھ پکڑا دیں۔

وآں دگر بشناسدش تا بو کند ؎۱ — وآں دگر چوں بر لب و دندان نهد

اور وہ (چوتھا) اُسکو جب پہچانتا ہے جب سونگھتا ہے — اور وہ (پانچواں) جب ہونٹ اور دانت پر رکھ کر چکھتا ہے

پس لبش ردش کند پیش از گلو — گرچہ نعرہ میزند شیطاں کلوا

تو حلق سے پہلے ہی اُسکے ہونٹ اُسکو رد کر دیتے ہیں — اگرچہ شیطان نعرہ لگاتا ہے کہ کھا جاؤ

وآں دگر را در گلو پیدا کند — وآں دگر را در بدن رسوا کند

اور وہ (چھٹا) حلق میں پہنچنے پر معلوم کر لیتا ہے — اور اُس (ساتویں) کو بدن میں پہنچ کر شرمندہ کرتا ہے

وآں دگر را در حدث سوزش کند — دمبدم زخمِ جگر دوزش دہد

اور اُس (آٹھویں) کے پاخانہ پھرنے میں جلن پیدا کرتا ہے — پے در پے اُسمیں جگر دوز زخم پیدا کرتا ہے

وآں دگر را بعدِ ایام و شہور — وآں دگر را بعدِ مرگ اندر قبور

اور وہ (نواں) دنوں اور مہینوں کے بعد — اور اُس (دسویں) کو مرنے کے بعد قبر میں

ور دہندش مہلت اندر قعرِ گور ؎۲ — لابد آں پیدا شود یوم النشور

اور اگر اُسکو قبر کے گڑھے میں مہلت دیدیتے ہیں — لامحالہ وہ حشر کے دن ظاہر ہوتا ہے

ہر نبات و شکرے را در جہاں — مہلتے پیدا است از دورِ زماں

ہر مصری اور شکر کے لئے دنیا میں — رفتارِ زمانہ سے، ایک وقت درکار ہے

سالہا باید کہ تا از آفتاب — لعل یابد رنگ و رخشانی و تاب

سالوں چاہئیں تاکہ سورج سے — لعل رنگ اور چمک اور روشنی حاصل کرے

پنج سال و ہفت باید تا درخت — یابد از میوہ رسانی فر و بخت

پانچ اور سات سال درکار ہیں تاکہ درخت — پھل دینے کی وجہ سے شان و شوکت اور نصیبہ حاصل کرے

باز ترہ در دو ماہ اندر رسد — باز تا سالے گلِ احمر رسد

پھر سبزی دو مہینے میں تیار ہو جاتی ہے — اور گلاب کا پھول ایک سال میں آتا ہے

بہرِ ایں فرمود حق عزّ و جل — سورۃ الانعام در ذکرِ اجل

اسی لئے اللہ عزّ و جل نے ذکر فرمایا ہے — سورۂ انعام کو مدت کے بارے میں

ایں ؎۳ شنیدی مو بمویت گوش باد — آبِ حیوانست خوردی نوش باد

تو نے یہ سُنا خدا کرے تیرا رُواں رُواں کان ہو جائے — جو تو نے پیا آبِ حیات ہے، خدا کرے تریاق ثابت ہو

آبِ حیواں خواں مخواں ایں را سخن — روحِ نو بیں در تنِ حرفِ کہن

اِس کو آبِ حیات کہہ، بات نہ کہہ — پرانے حرفوں کے قالب میں نئی روح دیکھ

؎۱ بو کند۔ بعض جب سمجھتے ہیں جب دلیل حول ہوتا ہے۔ لب و دنداں۔ بعض جب سمجھتے ہیں جب برت لیتے ہیں۔ پیش از گلو یعنی اس معنوی پیر کی تعلیمات کو حلق تک نہیں پہنچنے دیتے ہیں۔ در گلو بعض جب سمجھتے ہیں جب وہ تعلیمات حلق تک پہنچ جاتی ہیں۔ در بدن۔ بعض کو جب احساس ہوتا ہے جب اُسکی زہریلی تعلیمات کا بدن پر اثر پڑتا ہے۔ در حدث۔ خراب غذا کا اثر بسا اوقات پاخانہ پھرتے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ ایام یعنی زندگی میں بداثرات کو محسوس کر لیتے ہیں۔

؎۲ قعرِ گور۔ قبر کا گڑھا یعنی بعض اشخاص کو اُن بُری تعلیمات کا احساس قبر میں جا کر ہوتا ہے۔ یوم النشور حشر کا دن۔ غرضیکہ بد عقیدہ پیروں کی تعلیمات کا مُضر اثر محسوس کرنے میں انسانوں میں بہت تفاوت ہے اور ہر انسان کیلئے اُنکو محسوس کرنے میں ایک وقت لگتا ہے اللہ کی جانب سے ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے اُس وقت سے پہلے اُس کام کی تکمیل نہیں ہوتی ہے۔ ہر نبات۔ اللہ نے ہر چیز کی تکمیل کی ایک میعاد مقرر فرما دی ہے۔ لعل۔ آفتاب لعل کی ہزاروں برس تربیت کرتا ہے تب اُس کا رنگ روپ نکھرتا ہے۔ درخت۔ پھلدار درخت میں پھل پانچ سات سال میں آتا ہے۔ ترہ۔ سبزی۔ اجل۔ سورہ انعام میں ہے هو الذي خلقكم من طين ثم قضى اجلا (الآیۃ) جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک میعاد ٹھہرا دی۔ ؎۳ ایں شنیدی یعنی یہ بات کہ اللہ نے ہر چیز کی ایک میعاد مقرر فرما دی ہے اور یہ کہ اشرار اور ابرار بظاہر مشتبہ ہیں لیکن حقیقت میں نظر میں ممتاز ہیں۔ مو بمو۔ بال بال۔ مردِ جبر کا ہر حصہ۔ نرگس۔ شہد و تریاق۔ رأس الحق۔ یعنی یہ بات کہ ہر چیز کے لئے منجانب ایک میعاد مقرر ہے جس میں وہ کمال کو پہنچتی ہے کوئی معمولی بات نہیں اگر اسکو اچھی طرح سمجھ کر عمل پیرا ہو تو حیاتِ ابدی ملتی ہے۔

نکتۂ دیگر تو بشنو اے رفیق — ہمچو جاںؔ اُو سخت پیدا و دقیق

اے دوست: تو ایک دوسرا نکتہ سن — جو روح کیطرح بالکل ظاہر بھی ہے اور باریک بھی ہے

در مقامے ہست ایں ہم زہرِ مار — از تصاریفِ خدائے خوشگوار

ایک جگہ یہ سانپ کا زہر ہے — خدا کے تصرفات سے جو خوشگوار (بنایا ہوا) ہے

در مقامے زہرؔ و در جائے دوا — در مقامے کفر و در جائے روا

ایک جگہ زہر ہے اور ایک جگہ دوا ہے — ایک جگہ کفر ہے اور ایک جگہ جائز ہے

در مقامے خار و در جائے چو گُل — در مقامے سرکہ و در جائے چو مُل

ایک جگہ کانٹا ہے اور ایک جگہ پھول جیسا ہے — ایک جگہ سرکہ ہے اور ایک جگہ شراب جیسا ہے

در مقامے خوف و در جائے رجا — در مقامے بخل و در جائے سخا

ایک جگہ خوف ہے اور ایک جگہ امید ہے — ایک جگہ بخل ہے اور ایک جگہ سخاوت ہے

در مقامے فقر و در جائے غنا — در مقامے قہر و در جائے رضا

ایک جگہ فقر ہے اور ایک جگہ غنا ہے — ایک جگہ قہر ہے اور ایک جگہ خوشنودی ہے

در مقامے جورؔ و در جائے وفا — در مقامے منع و در جائے عطا

ایک جگہ ظلم ہے اور ایک جگہ وفا ہے — ایک جگہ منع کرنا ہے اور ایک جگہ بخشش ہے

در مقامے دُردؔ و در جائے صفا — در مقامے خاک و جائے کیمیا

ایک جگہ تلچھٹ ہے اور ایک جگہ صاف ہے — ایک جگہ خاک ہے اور ایک جگہ کیمیا ہے

در مقامے عیب و در جائے ہُنر — در مقامے سنگ و در جائے گُہر

ایک جگہ عیب ہے اور ایک جگہ ہنر ہے — ایک جگہ پتھر ہے اور ایک جگہ موتی ہے

در مقامے حنظل و جائے شکر — در مقامے خشک و در جائے مطر

ایک جگہ اندرائن ہے اور ایک جگہ شکر ہے — ایک جگہ خشکی ہے اور ایک جگہ بارش ہے

در مقامے ظلم و جائے محضِ عدل — در مقامے جہل و جائے عینِ عقل

ایک جگہ ظلم ہے اور ایک جگہ خالص عدل ہے — ایک جگہ جہل ہے اور ایک جگہ پوری عقل ہے

گر چہ ایں جا اُو گزندِ جاں بُوَد — چوں بدانجا در رسد درماں بُوَد

اگر چہ اس جگہ وہ جان کا نقصان ہے — جب اس جگہ پہنچے تو علاج ہے

آب در غورہؔ ترش باشد و لیک — چوں بانگوری رسد شیریں و نیک

رس کچے انگور میں کھٹا ہوتا ہے لیکن — جب پختگی پر آتا ہے تو میٹھا اور عمدہ ہوتا ہے

لہ ہمچو جان جسطرح روح، ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی اسیطرح یہ نکتہ ہے یعنی اگرچہ منجانب اللہ ہر چیز کیلئے میعاد کا مقرر ہونا آبِ حیات ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس مسئلہ کے متضاد پہلو اور اثرات ہیں جن کو مولانا نے نیچے کے تیرہ شعروں میں واضح کیا ہے۔ زہر مار جو لوگ میعاد و قدر کے معاملہ میں اسباب کو مؤثر بالذات اور اللہ کا غیر سمجھتے ہیں وہ ہلاک ہوتے ہیں۔ خوشگوار۔ یہ مسئلہ اُن کیلئے خوشگوار ہے جو اسباب کی کثرت میں وحدتِ حق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

۲ زہر۔ اُن لوگوں کیلئے ہے جو اسباب کی کثرت کو غیر حق سمجھ بیٹھتے ہیں۔ دوا۔ اُن لوگوں کیلئے ہیں جو کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ خوف یعنی یہی مسئلہ خوف کا سبب ہے اور اسی سے اُمید وابستہ ہے نیز دل اسکے سمجھنے میں کبھی بخل سے کام لیتا ہے کبھی سخا سے کام لیتا ہے۔ فقر یعنی دولتِ ایمان سے تہی دست بنا دیتا ہے کبھی ایمان سے مالا مال کر دیتا ہے کبھی قہرِ خداوندی کا سبب بنتا ہے کبھی رضائے الٰہی کا سبب بنجاتا ہے۔

۳ جور جبکہ اس مسئلہ کو غلط طور پر انسان سمجھے تو یہی ظلم ہے اگر صحیح سمجھے تو اپنے ساتھ وفاداری ہے حصولِ سعادت کے مانع بھی ہے اور سعادت عطا بھی کرتا ہے۔ دُرد۔ تلچھٹ صفا یعنی صاف شراب۔ حنظل یا اندرائن۔

ایں جا یعنی جبکہ اسکو صحیح طور پر نہ سمجھے۔ غورہ۔ کچا انگور یعنی محل کے بدلنے سے چیزوں کے خواص اور تاثیرات بدل جاتی ہیں۔

باز در خُمِ اُو شود تلخ و حرام[1] — در مقامے سر کگے نعم الادام

پھر مٹکے میں وہ کڑوا اور حرام بن جاتا ہے — سرکے کے مقام پر وہ بہترین سالن ہے

ایں چنیں باشد تفاوت در امور — مردِ کامل ایں شناسد در ظہور

اسی طرح معاملات میں فرق ہوتا ہے — کامل انسان اِس کو خوب پہچانتا ہے

دَربیانِ آنکہ اُنچہ ولیِ کامل کُند مریداں رانشاید گستاخی کردن وہماں فعل کردن کہ حلوا طبیب را زیاں ندارد و مریض رازیاں دارد و سرما و برف انگور رسیدہ رازیاں ندارد امّا غورہ رازیاں دارد کہ در راہ است و نا رسیدہ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ صَدَقَ اللّٰہُ

اس بات کے بیان میں جو ولیٔ کامل کرے مریدوں کے لئے گستاخی کرنا اور وہ کام کرنا مناسب نہیں ہے اِس لئے کہ حلوا طبیب کو مضر نہیں ہے اور مریض کو نقصان پہنچاتا ہے اور جاڑا اور برف پکے انگور کو نقصان نہیں پہنچاتا ہے لیکن کچے انگوروں کو نقصان پہنچا دیتا ہے کیونکہ ابھی راہ میں ہیں اور پختہ نہیں ہیں تاکہ اللہ بخشدے تیرے اگلے پچھلے گناہ اللہ نے سچ فرمایا

گر ولی زہرے خورد نوشے شود — ور خورد طالب سیہ ہوشے شود

اگر ولی زہر کھائے تریاق ہو جائے — اگر طالب کھائے تو بے ہوش ہو جائے

رَبِّ ھَبْ لِی[2] از سلیماں آمد است — کہ مدہ غیرِ مرا ایں مُلک و دست

"رَبِّ ھَبْ لِی" حضرت سلیمانؑ سے منقول ہے — کہ میرے سوا کسی کو یہ سلطنت اور غلبہ عطا کر

تو مکُن با غیرِ من ایں لُطف و جود — ایں حسد را ماند امّا آں نبود

میرے غیر پر تو یہ مہربانی اور عطا نہ فرما — یہ حسد سے مشابہ ہے لیکن حسد نہیں تھا

نکتۂ لَا یَنْبَغِیْ میخواں بجاں — سِرِّ مِنْ بَعْدِیْ ز بُخلِ اُو مداں

"لَا یَنْبَغِیْ" کا نکتہ غور سے پڑھ — "مِنْ بَعْدِیْ" کا راز انکے بخل کی وجہ سے نہ سمجھ

بلکہ اندر مُلک دیدا اُو صد خطر — مو بمو[3] مُلکِ جہاں بُد بیمِ سر

بلکہ سلطنت میں انہوں نے سو خطر محسوس کئے — پوری دنیا کی سلطنت، جان کا خطرہ تھی

بیمِ سر یا بیمِ سِر یا بیمِ دیں — اِمتحانے نیست ما را مثلِ ایں

جان کا خطرہ یا روحانی خوف یا دین کا خوف — ہمارے لئے اِس جیسی کوئی آزمائش نہیں ہے

---

[1] حرام۔ جب خیرۂ انگور خمر بنجائے تو حرام ہے سرکہ بنجائے تو بہترین سالن ہے۔ لیغفر لک۔ بعض مباحات کاملوں کے لئے مفید ہیں۔ لیکن ناقصوں کیلئے مضر ہوتے ہیں، حضورؐ کا وہ مقام تھا جسمیں کسی مباح سے تلذذ اور نفع اندوزی نقصان کا سبب نہیں بن سکتی تھی۔

[2] رَبِّ ھَبْ لِیْ مُلْکاً لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ یہ حضرت سلیمانؑ کی دعا ہے جو قرآن میں منقول ہے یعنی اے خدا میری جیسی سلطنت میرے بعد اور کسی کو نہ دینا مولانا اس آیت کا مطلب یہ سمجھا رہے ہیں کہ یہ دعا حسد پر مبنی نہ تھی بلکہ حضرت سلیمانؑ یہ سمجھتے تھے کہ اس عظیم الشان سلطنت کا بار میں تو اٹھا سکتا ہوں کوئی دوسرا نہیں اٹھا سکے گا اِس کے لئے اِس قسم کی سلطنت مُضر ہوگی تو یہ فرمانا دوسروں پر شفقت کی وجہ سے تھا نہ کہ حسد کی وجہ سے۔

[3] مو بمو۔ بال بال، یعنی مکمل۔ بیمِ سَر۔ جان کا خوف۔ بیمِ سِر یعنی روح کے لئے خطرہ۔ بیمِ دیں۔ یعنی دین کے لئے خطرہ۔

پس سلیمانؑ ہمتے باید کہ اُو | بگذرد زیں صد ہزاراں رنگ و بُو[1]
پس کوئی سلیمانؑ جیسی ہمت والا چاہیئے کہ جو | اِن لاکھوں رنگ و بو سے (بچکر) نکل جائے

باچناں قوّت کہ اُورا بُود ہم | موجِ آں مُلکش فرومی بست دم
اُس قوت کے ہوتے ہوئے جو انکو حاصل تھی | اُس سلطنت کی موجیں اُن کا سانس گھونٹتی تھیں

خواں وَ اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ | چوں بماند از تخت و مُلک خود تہی
اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ پڑھ | کس طرح اپنے تخت و سلطنت سے خالی ہو گئے

چوں برو بنشست زیں اندوہ گرد | بر ہمہ شاہانِ عالم رحم کرد
جب اُن پر اس غم کی گرد بیٹھی | دنیا کے تمام بادشاہوں پر ترس کھایا

شد تشفیع و گفت ایں مُلک و لِوا[2] | با کمالے دہ کہ دادی مر مرا
سفارشی بن گئے اور کہا یہ سلطنت اور جھنڈا | اُس کمال کے ساتھ عنایت فرما جو تو نے مجھے دیا ہے

ہر کرا بدہی و بکنی آں کرم | اُو سلیمان ست و آنکس ہم منم
جس کو تو عطا کرے اور وہ کرم کرے | وہ سلیمان ہے اور وہ میں ہی ہوں

اُو نباشد بعدی اُو باشد معی | خود معی چہ بُود منم بے مدّعی
وہ میرے بعد نہ ہو گا وہ میرے ساتھ ہو گا | میرے ساتھ ہونا کیا ہوتا ہے وہ میں ہی ہوں بغیر کسی دعویٰ کے

شرح ایں فرض ست گفتن لیک من | باز میگردم بقصۂ مرد و زن
اِس کی تشریح کرنا ضروری ہے لیکن میں | پھر مرد اور عورت کے قصہ کی طرف لوٹتا ہوں

مُخلّص ماجرائے عرب و جُفت اُو در فقر و شکایت

اعرابی اور اُس کی بیوی کے فقر اور شکایت کے قصہ کا خلاصہ

ماجرائے مرد و زن را مُخلَصے | باز می جوید رَوانِ مُخلِصے
مرد اور عورت کے قصہ کے خلاصے کو | ایک مُخلِص کی روح تلاش کر رہی ہے

ماجرائے مرد و زن اُفتاد نقل | ایں مثال[3] نفس خود می داں و عقل
مرد اور عورت کا قصہ ایک مثال واقع ہوا ہے | اِس کو اپنے نفس اور عقل کی مثال سمجھ

ایں زن و مردے کہ نفس ست و خرد | نیک بایست ست بہر نیک و بد
یہ عورت اور مرد جو کہ نفس اور عقل ہے | نیک اور بد کے لئے ضروری ہے

ویں دو پابستہ دریں خاکی سرا | روز و شب در جنگ و اندر ماجرا
یہ دونوں اِس عالمِ سفلی کے پابند ہیں | دن رات، جنگ اور بحث میں ہیں

---

[1] رنگ و بو۔ یعنی سلطنت کے گوناگوں مسائل۔ القینا۔ یعنی حضرت سلیمانؑ میں اِس عظیم سلطنت کے بار کے تحمل کی قوت تھی لیکن پھر بھی وہ خلل انداز ہوئی۔ اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا۔ ہم نے ڈالدیا اُس کی کرسی پر ایک جسم۔ یہ آیت حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں مذکور ہے جس کی تفسیر بعض مُفسّرین نے یہ کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے لاعلمی میں ایک مشرک عورت سے نکاح کر لیا جس کی پاداش میں آپکی وہ انگوٹھی صخر نامی جن لے گیا جس میں آن کی سلطنت کا راز مضمر تھا اور آپکے تخت سلطنت پر قابض ہو گیا چند روز بعد وہ انگوٹھی پھر حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ آئی تب تخت سلطنت پر دوبارہ قابض ہوئے۔

[2] لِوا۔ جھنڈا۔ کمالے۔ تاکہ وہ اِس کمال کے ذریعہ غلطی کی تلافی کر سکے۔ بعدی۔ مولانا نے اسکے معنی یہ لئے ہیں کہ وہ مجھ سے کم رتبہ نہ ہو۔ معی۔ میرے ساتھ یعنی کمالات میں مجھ جیسا ہو۔ مخلص۔ میم اور لام کے فتحہ کے ساتھ، خلاصہ، میم کے ضمہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ خالص محبت والا دوست

[3] اِیں مثال۔ یعنی عورت سے مراد نفس اور مرد سے مراد عقل ہے۔ پابستہ۔ مُقیّد۔ خاکی سرا۔ دنیا۔ ماجرا۔ جھگڑا

زن ہمی خواہد حویجِ[1] خانقاہ
عورت گھر کی ضروریات چاہتی ہے
یعنی آبِ رُو و نان و خوان و جاہ
یعنی آبرو اور روٹی اور خوان اور عزت

نفس ہمچوں زن پئے چارہ گری
نفس عورت کی طرح تدبیر کے درپے ہے
گاہ خاکی گاہ جوید سروری
کبھی عاجزی کرتا ہے کبھی بڑائی چاہتا ہے

عقل خود زیں فکرہا آگاہ نیست
عقل، اِن افکار سے واقف نہیں ہے
در دماغش جز غمِ اللہ نیست
اُس کے دماغ میں اللہ کے غم کے سوا کچھ نہیں ہے

گرچہ سِرِّ قصہ ایں دانہ است و دام
اگرچہ قصہ کا راز یہ دانہ ہے، اور جال
صورتِ قصہ شنو اکنوں تمام
قصہ کا ظاہر ہے، اب پورا قصہ سُن

گر بیانِ معنوی کافی شدے
اگر باطن کا بیان مکمل ہو جائے
خلقِ عالم عاطل و باطل بُدے
عالَم کی پیدائش بیکار اور باطل ہو جائے

گر محبت فکرت و معنے ستے
اگر محبت، فکر اور باطنی معاملہ ہوتا
صورتِ صوم و نمازت نیستے
تو تیری نماز اور روزے کی صورت معدوم ہو جاتی

ہدیہ ہائے[2] دوستاں باہم دِگر
دوستوں کے ایک دوسرے کو تحفے
نیست اندر دوستی الّا صُوَر
دوستی میں محض صورتیں ہیں

تا گواہی دادہ باشد ہدیہ ہا
تاکہ تحفے گواہی دیں
بر محبت ہائے مُضمَر در خِفا
اندر چھپی ہوئی محبتوں پر

زانکہ احساں ہائے ظاہر شاہد اند
کیونکہ ظاہری احسانات گواہ ہیں
بر محبت ہائے سِر اے ارجمند
اے گرامی قدر! چھپی ہوئی محبتوں پر

شاہدت[3] گہ راست باشد گہ دروغ
تیرا گواہ کبھی سچا ہوتا ہے کبھی جھوٹا
مست گاہے از مے گاہے ز دوغ
مست کبھی شراب سے اور کبھی چھاچھ سے

دوغ خوردہ مستئے پیدا کند
چھاچھ پینے والا مستی ظاہر کرتا ہے
ہائے و ہوئے و سرگرانیہا کند
ہائے وہو اور نشہ دکھاتا ہے

آں مُرائی در صلوٰۃ و در صیام
ریاکار نماز اور روزے میں
می نماید جدّ و جہدے بس تمام
پوری جدوجہد ظاہر کرتا ہے ق

تا گماں آید کہ او مستِ ولاست
تاکہ گمان ہو جائے کہ وہ دوستی سے مست ہے
چوں حقیقت بنگری غرقِ ریاست
جب تو اصلیت دیکھے گا تو وہ ریاکاری میں غرق ہے

---

[1] حویج۔ حوائج کا اختصار ہے۔ خانقاہ۔ گھر۔ خاکی۔ عاجزی۔ سروری۔ سرداری۔ گرچہ۔ یعنی اِس قصہ کی حقیقت بمنزلہ دانہ کے ہے اور قصہ کی صورت جال ہے۔ معنوی۔ باطنی۔ عاطل۔ بیکار، عبث۔ باطل۔ لغو۔ گر محبت۔ اگر محبتِ خداوندی محض ایک باطنی معاملہ ہوتا تو پھر نماز، روزہ کی فرضیت کیضرورت نہ ہوتی، حالانکہ یہ بھی شریعت میں ضروری ہیں۔

[2] ہدیہ ہائے۔ دوستوں میں باہمی تحفوں کا لین دین قلبی محبت کے گواہ ہیں جو دل میں چھپی ہوئی ہے۔ مُضمَر۔ پوشیدہ۔ خِفا۔ باطن۔ احسانہائے ظاہر۔ ظاہری احسانات چھپی ہوئی محبت کے گواہ ہوتے ہیں۔ ارجمند۔ بوزن نقشبند، صاحبِ رتبہ، عزیز۔

[3] شاہد۔ لیکن گواہ ہمیشہ سچا ہی نہیں ہوتا جو ظاہری مستی دکھاتا ہے کبھی وہ حقیقتاً مست ہوتا ہے کبھی اُس کی مستی بناوٹی ہوتی ہے۔ دوغ۔ مٹھا، چھاچھ۔ مُرائی۔ ریاکار یعنی ریاکار کی نماز اور روزہ جھوٹے گواہ ہیں اُس کا دل محبتِ خداوندی سے خالی ہوتا ہے۔ وِلا۔ دوستی۔ ریا۔ دکھاوا۔

حاصل اَفعالِ[1] بِرونی رہبر ست
اَلحاصل، ظاہری اَفعال رہبر ہیں

تانشاں باشد بر آنچہ مُضمر ست
تاکہ اُس چیز کی علامت بنیں جو پوشیدہ ہے

راہبر گہ حق بود گاہے غلط
رہبر، کبھی صحیح ہوتا ہے کبھی غلط ہوتا ہے

گہ گزیدہ باشد و گاہے سَقط
کبھی برگزیدہ ہوتا ہے، کبھی ناکارہ ہوتا ہے

یارب آں تمیز دِہ ما را بخوست
اے خدا! درخواست پر ہمیں وہ تمیز عطا کردے

تاشناسیم آں نشانِ کژز راست
کہ ہم غلط علامت کو صحیح علامت سے جدا سمجھ سکیں

حِس را تمییز دانی چوں شود
تجھے معلوم ہے حس کو تمیز کیسے حاصل ہوتی ہے؟

زانکہ حِس یَنظُر بنُورِ اللّٰہ بُود
جبکہ حس "وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" بنجائے

ور اثر نبوَد سبب ہم مُظہر ست
اگر اثر نہ پایا جائے سبب بھی ظاہر کرنیوالا ہے

ہمچو خویشی کز محبت مُخبر ست
جیسے رشتہ داری جو محبت کی خبر دینے والی ہے

نبوَد[2] آنکہ نورِ حقش شد امام
جس شخص کیلئے اللہ کا نور امام بنجائے وہ نہیں رہتا

مَر اثر ہا یا سبب ہا را غلام
آثار اور اسباب کا غلام

چونکہ نور اللہ در آید در مَشام
جب اللہ کا نور دماغ میں سما جاتا ہے

مَر اثر را یا سبب را نبوَد غلام
وہ اثر یا سبب کا غلام نہیں رہتا

تا محبت در دروں شُعلہ زند
جب باطن میں محبت شعلہ زن ہوتی ہو

زفت گردد و ز اثر فارغ کُند
تو قوی ہو جاتی ہے اور اثر سے فارغ کردیتی ہے

حاجتش نبوَد پئے اِعلامِ مہر
محبت کے ظاہر کرنے کیلئے اُسکو کوئی ضرورت نہیں رہتی ہے

چوں محبت نورِ خود زد بر سپہر
جبکہ محبت اپنا نور آسمان پر پہنچا دیتی ہے

ہست تفصیلات تا گردد تمام
بہت تفصیلات ہیں کہ پوری ہو

ایں سخن لیکن بجو تو والسلام
یہ بات، لیکن تو خود تلاش کرلے والسلام

گرچہ[3] شد معنیٰ دریں صورت پدید
اگرچہ معنیٰ اس صورت میں ظاہر ہوئے ہیں

صورت از معنیٰ قریب ست و بعید
(لیکن) صورت معنے سے قریب بھی ہے اور دور بھی ہے

در دلالت ہمچو آبند و درخت
دلالت کرنے میں پانی اور درخت کیطرح ہیں

چوں بماہیت روی دور اند سخت
تو اگر حقیقت پر غور کریگا (ایکدوسرے) بہت دور ہیں

دانہ بیں کز آب و خاک و آفتاب
دانہ کو دیکھ پانی اور مٹی اور سورج کیوجہ سے

چوں درختے گشت در عالم شتاب
کیسے بہت جلد دنیا میں درخت بن گیا

---

[1] افعالِ برونی۔ ظاہری افعال۔ گزیدہ۔ برگزیدہ، یعنی سچا راہبر۔ سَقط۔ بیکار، ناکارہ۔ بخواست۔ یعنی ہماری درخواست ہے۔ نشان۔ علامت یعنی ظاہری اعمال۔ حس۔ یعنی عمل حقیقی اور ریاکاری میں انسان جب فرق کرسکتا ہے جب اسکو اللہ اپنا نور عطا فرمائے۔ ور اثر۔ یعنی ظاہری اعمال کے علاوہ اور اسباب بھی محبت کا پتہ دیتے ہیں مثلاً رشتہ داری ہے، اگر ظاہری لین دین نہ ہو تو بھی رشتہ داری یہ بتاتی ہے کہ باہمی محبت ہے۔ مُظہر۔ ظاہر کرنیوالا۔ مُخبر۔ خبر دینے والا۔

[2] نبوَد۔ یعنی جب نورِ خداوندی دل میں سما جاتا ہے تو اعمالِ ظاہری بتقاضائے محبت صادر ہوتے ہیں، ثواب عذاب یا اظہارِ عبودیت اُنکا مقصود نہیں ہوتا ہے۔ تا محبت۔ جب کسی کے باطن میں محبت کی آگ لگی ہوتی ہے اور وہ محبت توانائی حاصل کرلیتی ہے تو بغیر علامتوں کے بھی پہچانی جاتی ہے۔ اِعلام۔ بتانا۔ لیکن بجو تو۔ اس مضمون کی تفصیلات بہت ہیں تو خود تلاش کرلے

[3] گرچہ۔ یعنی محبت کا ظہور بصورتِ اعمال ہوتا ہے لیکن محبت اور علامت میں بہت مناسبت بھی ہے اور دونوں ایکدوسرے سے جدا بھی ہیں۔ دردلالت۔ درخت کی سبزی پانی کے وجود کو بتاتی ہے لیکن پانی اور درخت دو جداگانہ حقیقتیں ہیں۔ دانہ۔ درخت، بیج، مٹی، پانی اور سورج کی گرمی سے بنتا ہے لیکن ان سب کی حقیقتیں ایک دوسرے سے جدا ہیں

ور بماہیت بگردانی نظر — دور دور اند ایں ہمہ از یک دگر
اگر تو حقیقت پر نظر ڈالے — ایک دوسرے سے بہت دور ہیں

ترکِ ماہیات و خاصیات گو — شرح کُن اقوالِ آں دُو رزق جو
ماہیتوں اور خاصیتوں (کے بیان) کو چھوڑ — اُن دونوں رزق کے طلبگاروں کی باتوں کی بیان

باز گو از ماجرائے مرد و زن — زانکہ انجامے ندارد ایں سخن
مرد اور عورت کا قصہ پھر سُنا — اس لئے کہ اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

دل نہادن مردِ عرب بر التماس[1] دلبرِ خویش و سوگند خوردن کہ مرا دریں تسلیم حیلتے وامتحانے نیست

اعرابی کا اپنی محبوبہ کی بات پر راضی ہو جانا اور قسم کھانا کہ اس رضامندی سے میرا مقصد کوئی حیلہ اور آزمائش نہیں ہے

مَرد گفت اکنوں گذشتم از خلاف — حکم داری تیغ بر کش از غلاف
مرد نے کہا اب میں خلاف سے باز آیا — تجھے حکم دینے کا حق ہے تلوار نیام سے نکال

ہر چہ گوئی مر ترا فرماں برم — در بد و نیک آید آنرا ننگرم
جو تو کہے گی تیرا حکم بجا لاؤں گا — اگر اچھائی برائی آئیگی اس کو نظر انداز کردونگا

در وجودِ تو شوم من منعدم[2] — چوں محبّم حُبّ یُعمی و یُصم
میں تیرے وجود میں فنا ہو جاؤں گا — جبکہ میں عاشق ہوں، محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے

گفت زن آہنگِ سرّم می کُنی — یا بحیلت کشفِ سرّم می کُنی
عورت نے کہا، تو میرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر رہا ہے — یا چالاکی سے میرا راز کھول رہا ہے

گفت واللہ عالم السرّ الخفی — کافرید از خاک آدمؑ را صفی
اُسنے کہا اللہ (تعالیٰ) چھپے ہوئے بھیدوں کا جاننے والا ہے — جس نے برگزیدہ آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا کیا ہے

در سہ گز قالب کہ دادش وانمود — آنچہ در ارواح و در الواح[3] بود
تین گز کے جسم میں جو اُسکو دیا، ظاہر فرما دیں — وہ تمام چیزیں جو روحوں اور تختیوں میں تھیں

یاد دادش لوحِ محفوظِ وجود — تا ابد انست آنچہ در الواح بود
اُن کو وجود کی لوحِ محفوظ یاد کرادی — یہانتک کہ وہ اُن تمام باتوں کو جان گئے جو تختیوں میں تھیں

تا ابد ہر چہ کہ از پس بود و پیش — درس کرد از عَلَّمَ الْاَسْمَآءَ خویش
ابد تک جو ماضی اور مستقبل میں تھا — اپنے اسماء کی تعلیم کے ذریعہ اُن کو پڑھا دیا

---

[1] التماس۔ گزارش۔ دلبر۔ معشوق۔ سوگند۔ قسم۔ گذشتم از خلاف میں نے اختلاف چھوڑ دیا۔ حکم داری تجھے حکم دینے کا اختیار ہے۔ تیغ۔ یعنی تلوار چلائیے تو گردن حاضر ہے۔
[2] منعدم۔ محو۔ فنا۔ محبّم۔ محب ہستم۔ یُعمی۔ اندھا کر دیتا ہے۔ یُصم بہرا کر دیتا ہے۔ آہنگ۔ ارادہ۔ سلوک۔ حیلت۔ تدبیر۔ کشفِ سِر۔ راز کھولنا۔ آفریدن۔ پیدا کرنا۔ صفی۔ برگزیدہ، منتخب۔ قالب۔ یعنی جسم آدم۔
[3] الواح۔ لوح کی جمع ہے تختی۔ الواح سے لوحِ محفوظ مراد ہے یا دیگر لوحیں مراد ہیں۔ ابد ختم نہ ہونے والا مستقبل زمانہ۔

تا ملک بیخود شد از تدریسِ اُو
اُس علم کی تعلیم سے فرشتے مدہوش ہو گئے

قُدسِ دیگر یافت از تقدیسِ[1] اُو
اُن فرشتوں نے (اللہ کی) پاکی بیان کر کے اور پاکیزگی حاصل کر لی

آں کشادِ شاں کز آدم رُو نمود
وہ انکشافات جو اُنکو (حضرتِ) آدمؑ سے حاصل ہوئے

در کشادِ آسمانہا شاں نبود
وہ آسمانوں کے انکشافات میں انکو حاصل نہ تھے

در فضائے عرصۂ آں پاک جاں
اُس پاک جان کے میدان کی وسعت (کے مقابلہ) میں

تنگ آمد عرصۂ ہفت آسماں
ساتوں آسمانوں کا میدان تنگ ہو گیا

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے

من نگنجم ہیچ در بالا و پست
میں اوپر نیچے (کہیں) نہیں سما سکتا ہوں

در زمین و آسمان و عرش نیز
زمین اور آسمان اور عرش میں بھی

من نگنجم ایں یقیں داں اے عزیز
میں نہیں سما سکتا ہوں، اے پیارے! یقین کر

در دلِ مومن بگنجم اے عجب
تعجب ہے، مومن کے دل میں سما جاتا ہوں

گر مرا جوئی دراں دلہا طلب
اگر میری تلاش کرے اِن دلوں میں تلاش کر

گفت[2] فادخل فی عبادی تلتقی
(اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میرے بندوں میں داخل ہو جا تو پالیگا

جنّۃً من رؤیتی یا متّقی
میرے دیدار کی جنّت اے پرہیزگار!

عرش[3] با آں نور و پہنائی خویش
عرش نے، باوجود اپنے نور اور وسعت کے

چوں بدید اُو را برفت از جائے خویش
جب اُس کو دیکھا، بے قرار ہو گیا

خود بزرگیٔ عرش باشد بس پدید
عرش کی بڑائی بہت واضح ہے

لیک صورت کیست چوں معنیٰ رسید
لیکن صورت کیا چیز ہے جب معنیٰ آ پہنچیں؟

ہر ملک می گفت ما را پیش ازیں
ہر فرشتہ کہتا تھا، ہمیں اس سے پہلے

اُلفتے می بود بر روئے زمیں
روئے زمین سے محبت تھی

تخمِ خدمت در زمیں می کاشتیم
ہم نے زمین میں خدمت کے بیج بوئے تھے

زاں تعلق ما عجب می داشتیم
اُس تعلق سے ہم متعجب تھے

کایں تعلق چیست با ایں خاکداں
کہ اس زمین سے یہ تعلق کیسا ہے؟

چوں سرشتِ ما بُدست از آسماں
جبکہ ہمارا خمیر آسمان سے ہے

الف ایں انوار با ظلمات چیست
اِن نوروں کو تاریکیوں سے محبت کیوں ہے؟

چوں تواند نور با ظلمات زیست
نور تاریکیوں کیساتھ کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟

[1] تقدیس یعنی فرشتوں نے کہا "سُبحانَكَ لا عِلمَ لَنا إلّا ما عَلَّمتَنا" اے خدا تیری ذات پاک ہے ہمیں بجز اسکے کچھ معلوم نہیں جو تو نے ہمیں بتا دیا ہے۔ آں کشاد۔ جو معلومات فرشتوں کو آدمؑ سے حاصل ہوئیں وہ آسمانوں سے حاصل نہ تھیں۔ در فضائے۔ اسمار کی تعلیم کے بعد آدمؑ کی وسعتوں کی آسمانوں میں گنجائش نہ تھی۔ گفت پیغمبر۔ حدیث قدسی ہے "لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن" مجھے نہ میری زمین سما سکتی ہے نہ میرا آسمان، ہاں میرے مومن بندے کا دل سما سکتا ہے۔

[2] گفت۔ قرآن پاک میں ہے۔ "فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی" پس داخل ہو ہمارے بندوں میں اور داخل ہو جا ہماری جنت میں۔ مولانا نے اس آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ مومن کے دل میں سما کر دیدار کی جنت میں پہنچ جا، یعنی قلبِ مومن میں اللہ کی رویت میسر آسکتی ہے۔

[3] با۔ باوجود۔ پہنا۔ وسعت۔ از جا رفتن۔ بیقرار ہونا۔ صورت۔ یعنی مادّی چیز۔ معنی۔ یعنی روحانی چیز۔ خاکداں۔ زمین۔ الف۔ اُلفت محبت۔ انوار۔ یعنی ملائکہ۔ ظلمات۔ یعنی دنیا کی چیزیں۔

آدما آں الف از بوئے تو بود
اے آدمؑ! وہ محبت تیری خوشبو کیوجہ سے تھی
زانکہ جسمت را زمیں بد تار و پود[1]
کیونکہ تیرے جسم کا تانا بانا زمین تھی

جسمِ خاکت را زمیں جا یافتند
تیرے خاکی جسم کو اِس جگہ سے حاصل کیا
نورِ پاکت را در آنجا تافتند
تیرے پاک نور کو اُس جگہ چمکایا

ایں کہ جانِ ما ز روحت یافت ست
یہ جو کچھ ہماری جان نے تیری روح سے حاصل کیا ہے
پیش پیش از خاک آں می تافت ست
پہلے پہلے زمین سے چمکا ہے

در زمیں بودیم و غافل از زمیں
ہم زمین پر تھے اور زمین سے غافل تھے
غافل از گنجے کہ در وے بد دفیں
اُس خزانہ سے غافل تھے جو اُسمیں مدفون تھا

چوں سفر فرمود ما را زاں مقام
جب ہمیں اُس جگہ سے سفر کرنیکا حکم فرمایا
تلخ شد ما را ازاں تحویل کام
اُس تبدیلی سے ہمارا حلق کڑوا ہوگیا

تا کہ حجتہا ہمی گفتیم ما
یہاں تک کہ ہم نے حجتیں کیں
کہ بجائے ما کہ آید اے خدا
کہ اے خدا! ہماری جگہ کون آئیگا؟

نورِ ایں تسبیح و ایں تہلیل را
اِس تسبیح اور تہلیل کے نور کو
می فروشی[2] بہرِ قال و قیل را
تو لڑائی، جھگڑے سے تبدیل کرتا ہے

حلمِ حق گسترد بہرِ ما بساط
اللہ (تعالیٰ) کے حلم نے ہمیں موقع دیا
کہ بگوئید از طریقِ انبساط
کہ کھل کر کہو

ق
ہرچہ آید بر زبانِ تاں بے حذر
بلا خوف، جو تمہاری زبان پر آئے
ہمچو طفلانِ یگانہ با پدر
جیسے بے تکلف بچے اپنے باپ سے

ما ہمی دانیم خود رازِ شما
خود ہم تمہارے راز کو جانتے ہیں
لیک می خواہیم آوازِ شما
لیکن تمہاری آواز (میں)، سننا چاہتے ہیں

زانکہ ایں دمہا چہ[3] گر نالائق ست
اِسلئے کہ یہ معمولی باتیں اگرچہ مناسب نہیں ہیں
رحمتِ من بر غضب ہم سابق ست
(لیکن)، میری رحمت، غصہ پر سبقت رکھتی ہے

از پئے اظہارِ ایں سبق اے ملک
اے فرشتو! اِس سبقت کے اظہار کیلئے
در تو بنہم داعیہ اشکال و شک
میں تم میں اشکال اور شک کا داعیہ پیدا کر رہا ہوں

تا بگوئی و نگیرم بر تو من
تاکہ تم کہو اور میں تم پر گرفت نہ کروں
منکرِ حلمم نیارد دم زدن
میری بردباری کا منکر دم نہ مار سکے

[1] تار و پود۔ تانا، بانا۔ جسمِ خاکت۔ یعنی آدمؑ کا جسم تو خاکی ہے اُس میں نورِ علم آسمانی ہے۔ ایں کہ۔ یعنی علم کا نور۔ چوں سفر۔ اللہ نے فرشتوں کو زمین سے منتقل ہونیکا حکم دیا تو فرشتوں پر یہ حکم بھاری پڑا۔ حجتہائے۔ یعنی فرشتوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ تو زمین میں ہماری جگہ انسانوں کو بسانا چاہتا ہے جو زمین میں فتنہ و فساد برپا کر دینگے۔
[2] می فروشی۔ یعنی فرشتوں نے کہا کہ ہم تو روئے زمین پر تیری تسبیح و تہلیل کرتے ہیں تو انسانوں کو آباد کریگا تو وہ تسبیح و تہلیل کے بجائے فتنہ و فساد کرینگے۔ حلم۔ بردباری۔ گستردن۔ بچھانا۔ بساط۔ بچھونا۔ بساط گستردن۔ موقع دینا۔ انبساط۔ خوشی۔ کشائشِ دل۔ بے حذر۔ بلا خوف۔ آوازِ شما۔ یعنی تمہاری زبان اور آواز سے ہم سننا چاہتے ہیں۔
[3] دمہا چہ۔ چہ تصغیر کیلئے ہے یعنی ادنیٰ باتیں۔ رحمت۔ حدیثِ قدسی ہے۔ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ میری رحمت میرے غصہ سے آگے ہے۔ سبق۔ سبقت۔ داعیہ۔ جذبہ۔ تا بگوئی۔ یعنی تاکہ فرشتے اعتراض کریں اور میں گرفت نہ کروں اور میرے حلم کا ثبوت ہو جائے اور آئندہ کیلئے انکار کا موقع نہ رہے۔

صدؔ پدرؔ صد مادر اندر حلمِ ما — ہر نفس زاید در اُفتد در فنا
سَو باپ اور سَو مائیں ہمارے حلم ہیں — ہر لمحہ پیدا ہو کر فنا ہو رہی ہیں

حلمِ ایشاں کفِ بحرِ حلمِ ماست — کف رَوَد آید ولے دریا بجاست
اُن کا حلم ہمارے حلم کے سمندر کا جھاگ ہے — جھاگ تو آتے جاتے ہیں لیکن دریا اپنی جگہ رہے

خود چہ گویم پیشِ آں دُر ایں صدف — نیست الّا کف کف کف
میں کیا بتاؤں، اُس موتی کے سامنے یہ سیپ — جھاگ ہی جھاگ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے

حقِ آں کف، حقِ آں دریائے صاف — کامتحانی نیست ایں گفت و نہ لاف
اُس جھاگ کی قسم اور اُس صاف دریا کی قسم — یہ گفتگو نہ آزمائش ہے نہ بکواس

از سرِ مہر و صفا ہست و خضوع — حقِ آنکس کہ بدو دارم رجوع
محبت اور خلوص اور عاجزی کی وجہ سے ہے — اُس ذات کی قسم جس کی طرف مجھے لوٹنا ہے

گر بہ پیشت امتحان ست ایں ہوس — امتحاں را امتحاں کُن یک نفس
اگر تیرے نزدیک یہ خواہش آزمائش کیلئے ہے — تھوڑی دیر کیلئے آزمائش کو آزما لے

سرّ مپوشاں تا پدید آید سرم — امر کُن تو ہرچہ بر وے قادرم
راز کو نہ چھپا، تاکہ میرا راز (بھی) ظاہر ہو جائے — جو میں کر سکتا ہوں اُس کا حکم دے

دل مپوشاں تا پدید آید دلم — تا قبول آید ہر آنچہ قابلم
دل (کی بات) نہ چھپا، تاکہ میرے دل (کی بات) ظاہر ہو جائے — تاکہ جس بات کے میں قابل ہوں اُسکو قبول کر لوں

چہ کُنم در دستِ من چہ چارہ است — در نگر تا جانِ من چہ کارہ است
کیا کروں میرے قابو میں کیا تدبیر ہے؟ — غور کر لے، میں کس کام کا ہوں

تعیین کردنِ زن طریقِ طلبِ روزی شوئے خود را و قبول کردنِ او

عورت کا اپنے شوہر کے لئے روزی طلب کرنے کا راستہ متعین کرنا اور اُس کا قبول کر لینا

گفت زن نک آفتابے تافت ست — عالمے زو روشنائی یافت ست
عورت نے کہا، یہ آفتاب چمکا ہے — (اور) دنیا نے اُس سے روشنی پائی ہے

نائبِ رحماں خلیفہ کردگار — شہرِ بغداد ست از وے چوں بہار
خدا کا قائم مقام، اللہ کا خلیفہ — بغداد شہر اُس کی وجہ سے (موسمِ) بہار جیسا ہے

ا؎ صد پدر یعنی سینکڑوں ماں باپ کی بردباری اللہ کی بردباری کے سامنے ہیچ در ہیچ ہے۔ کف۔ جھاگ، سمندر کے مقابلہ میں جھاگ بے حقیقت چیز ہوتی ہے۔ دُر۔ یعنی علم باری تعالیٰ۔ صدف۔ یعنی ماں باپ کی بردباری۔ گفت۔ گفتگو۔ لاف۔ گپ، بکواس۔ حقِ آں کف۔ یہ مقولہ بدّو کا شروع ہوا ہے، بیوی نے کہا تھا کہ تیرا اظہارِ محبت امتحان کے لئے ہے یا حقیقت پر مبنی ہے اسکے جواب میں کہا ہے کہ میری باتیں محبت پر مبنی ہیں امتحانی اور آزمائشی نہیں ہیں۔

۲؎ رجوع۔ واپسی یعنی مرنے کے بعد۔ صفا۔ خلوص۔ خضوع۔ عاجزی، انکساری۔ ہوس۔ یعنی صلح کی خواہش۔ سِر۔ راز۔ قادر۔ قدرت والا۔ چہ کنم۔ اب جبکہ تو روزی کمانے کو کہتی ہے تو بتا کس طرح کماؤں۔ نک۔ اینک، اب۔ آفتاب۔ یعنی خلیفہ وقت۔

۳؎ بغداد۔ عراق کا مشہور شہر ہے اصل میں باغ داد تھا اس باغ میں بیٹھ کر نوشیرواں انصاف کیا کرتا تھا۔

گر بہ پیوندی[1] بداں شہ شہ شوی
اگر تو اُس بادشاہ سے وابستہ ہو جائیگا بادشاہ بنجائیگا
سوئے ہر ادبار تا کے می روی
ہر نحوست کی طرف کب تک چلے گا؟

ہمنشینیٔ مقبلاں چوں کیمیاست
نصیبہ ور لوگوں کی مصاحبت، کیمیا ہے
چوں نظر شاں کیمیائے خود کجاست
اُن کی نظر جیسی، کیمیا (بھی)، کب ہے؟

چشم احمدؐ بر ابوبکرؓ زدہ
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نگاہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر پڑی
اُو زیک تصدیق صدیقے شدہ
وہ ایک تصدیق سے صدیق ہو گئے

گفت من شہ را پذیرا چوں شوم
اُس نے کہا بادشاہ کے یہاں میں مقبول کس طرح ہو سکتا ہوں؟
بے بہانہ سوئے اُو من چوں روم
ذریعہ کے بغیر میں اُس کے پاس کیسے جاؤں؟

نسبتے باید مرا یا حیلتے
مجھے کوئی تعلق یا تدبیر چاہیئے
ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے
کوئی پیشہ بغیر اوزار کے چلا ہے؟

ہمچو مجنونے کہ بشنید از یکے
مجنوں کی طرح، کہ جب اُس نے کسی سے سنا
کہ مرض آمد بہ لیلےٰ اندکے
کہ لیلےٰ کسی قدر بیمار ہے

گفت آوہ بے بہانہ چوں روم
بولا، افسوس! بغیر بہانہ کے کیسے جاؤں؟
ور بمانم از عیادت چوں شوم
اگر مزاج پُرسی سے رہ جاؤنگا تو میرا کیا حال ہوگا؟

لَیْتَنِیْ کُنْتُ طَبِیْباً حَاذِقًا
کاش میں ماہر طبیب ہوتا
کُنْتُ اَمْشِیْ نَحْوَ لَیْلیٰ شَائِقًا
لیلےٰ کے پاس شوق سے جاتا

قُلْ تَعَالَوْا گفت حق ما را بداں
اللہ تعالیٰ نے قُلْ تَعَالَوْا ہمارے لیے اسی لیے فرمایا ہے
تا بُوَد شرم[2] اِشکنی ما را نشاں
تاکہ ہماری شرم ٹوٹنے کا نشان بن جائے

شب پرّاں را اگر نظر و آلت بُدے
چمگادڑوں کے لئے اگر نظر اور ذریعہ ہوتا
روز شاں جولان و خوش حالت بُدے
دن میں اُن کی گردش اور اچھی حالت ہوتی

گفت چوں شاہِ کرم میداں رود
بولا، جب شاہِ کرم میدان میں نکلتا ہے
عینِ ہر بے آلتی آلت شود
ہر بے سر و سامانی، ذریعہ بن جاتی ہے

زانکہ آلت دعوی ست و ہستی ست
کیونکہ سامان تو دعویٰ اور انانیت ہے
کار در بے آلتی و پستی ست
(دراصل)، کام بے سر و سامانی اور ذلت ہے

گفت کہ بے آلتی[3] سودا کنم
(شوہر نے) کہا کہ بے سر و سامانی کا میں کب خیال کر سکتا ہوں
تا نہ من بے آلتی پیدا کنم
جب تک میں بے سر و سامانی پیدا نہ کر لوں

---

[1] پیوندی۔ پیوستن کا فعل مضارع مخاطب ہے۔ شہ۔ یعنی خلیفہ۔ شہ۔ یعنی اللہ۔ ادبار۔ بدبختی۔ چوں یعنی شاہوں کی نظر کیمیا سے بھی بڑھ کر ہے۔ یک تصدیق۔ یعنی معراج کے واقعہ کی تصدیق۔ صدیق۔ بہت سچ بولنے والا، بہت زیادہ تصدیق کرنیوالا، یہ حضرت ابوبکرؓ کا لقب ہے۔ پذیرا۔ مقبول۔ بہانہ۔ حیلہ۔ مجنوں۔ قیس عامری کا لقب ہے۔ عیادت۔ بیمار کی مزاج پُرسی کرنا۔ قُل تعالوا۔ قرآن پاک کی آیت ہے "اے نبی کہدے چلے آؤ"۔

[2] شرم اِشکنی۔ شرم کو توڑنا یعنی اللہ تعالیٰ نے چلے آؤ فرما کر بغیر حیلہ جانے میں جو شرم تھی اس کو توڑا ہے۔ شاہِ کرم۔ بخشش والا بادشاہ۔ عینِ بے آلتی۔ یعنی بے سر و سامانی کامیابی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ زانکہ۔ ساز و سامان ہیں انانیت ہے جس سے محرومی ہوتی ہے بے سر و سامانی اور عاجزی سے سوال میں کامیابی ہوتی ہے۔

[3] بے آلتی بے سر و سامانی۔ سودا۔ خیال، شوق، یعنی اتنا خلوص ہو جائے کہ تحفہ کی ضرورت نہ رہے۔

پس گواہے بایدم بر مُفلسی | تا شہم رحمے کند در مفلسی
پس مُفلسی پر میرا کوئی گواہ ہونا چاہئے | تاکہ بادشاہ مفلسی میں مجھ پر رحم کرے

تو گواہی غیر گفت و گو و رنگ | وانما تا رحم آرد شاہ شنگ
(اے مخاطب) تو (بھی) گفتگو اور وضع کے علاوہ کوئی گواہی | پیش کر تاکہ محبوب بادشاہ تجھ پر رحم کرے

کایں گواہی کش زگفت و رنگ بد | نزد آں قاضی القضاۃ آں جرح شد
اسلئے کہ گواہی جو گفتگو اور وضع کی تھی | احکم الحاکمین کے سامنے مجروح ہو گئی ہے

پس گواہے زاندروں می بایدم | نے گواہی بروں می بایدم
مجھے کوئی باطنی گواہ درکار ہے | ظاہری گواہی کی مجھے ضرورت نہیں ہے

صدق می باید گواہِ حالِ او | تا بتابد نورِ او بے قالِ او
سچائی اُس کے حال کی گواہ ہونی چاہئے | تاکہ اُس کا نور اُس کی گفتگو کے بغیر چمک جائے

ہدیہ بردنِ آں عرب سبوئے آبِ باراں از میانِ بادیہ سوئے بغداد بنزدِ خلیفہ وپنداشت کہ آنجا قحطِ آب ست

اُس بدوی کا جنگل سے بارش کے پانی کا مٹکا ہدیہ میں لے جانا خلیفہ بغداد کے پاس اور اُس نے خیال کیا کہ وہاں پانی کا قحط ہے

گفت زن صدق آں بود کز بود خویش | پاک برخیزی تو از مجہودِ خویش
عورت نے کہا کہ سچائی یہ ہے کہ اپنے وجود سے | اپنی کوشش سے بالکل علیحدہ ہوجا

آبِ باراں ست ما را در سبو | مِلکت و سرمایہ و اسبابِ تو
ٹھلیا میں ہمارا بارش کا پانی ہے | جو تیری ملکیت اور سرمایہ اور اسباب ہے

ایں سبوئے آب را بردار و رو | ہدیہ ساز و پیشِ شاہنشاہ شو
پانی کی یہ ٹھلیا اُٹھا اور جا | تحفہ قرار دے اور بادشاہ کے پاس پہنچ جا

گو کہ ما را غیر زیں اسباب نیست | در مفازہ ہیچ بہ زیں آب نیست
کہنا، ہمارے پاس اس سامان کے علاوہ کچھ نہیں ہے | جنگل میں اس سے اچھا پانی نہیں ہے

گر خزانہ اش پُر ز دُر و گوہر ست | ایں چنیں آبش نباشد نادر ست
اگرچہ اُسکا خزانہ موتیوں اور جواہر سے بھرا ہوا ہے | اُس کے پاس ایسا پانی نہ ہوگا، یہ کمیاب ہے

چیست آں کوزہ تنِ محصورِ ما | اندر او آبِ ایں حواسِ شورِ ما
وہ ٹھلیا کیا ہے؟ ہمارا گھرا ہوا بدن ہے | اُس میں پانی ہمارے نمکین حواس ہیں

لے گواہے۔ صدق اور اخلاص کی کوئی علامت ہونی چاہئے تو گواہی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ خدا کے سامنے جانے کیلئے بھی اخلاص کی گواہی کی ضرورت ہے اگر دل میں اخلاص نہ ہوگا محض ظاہری گفتگو سے کام نہ چلے گا۔ پس گواہے۔ شوہر نے کہا باطنی گواہ کی ضرورت ہے۔ صدق آں بود۔ عورت نے شوہر سے کہا اپنی ہستی اور اپنی جد و جہد سے بردار ہوجانا ہی سچائی ہے۔ سبو۔ ٹھلیا۔ ملکت۔ مملوک تو۔

۳ے مفازہ۔ جنگل۔ فاخر۔ قیمتی، قابلِ فخر۔ نادر کمیاب۔ چیست آں کوزہ۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنی جس طرح بدو اپنی ٹھلیا شاہ بغداد کی خدمت میں پیش کرنیکے لئے چلا، ہمیں بھی اپنے بدن کی ٹھلیا دربارِ خداوندی میں پیش کرنی ہے۔

اے خداوند ایں خُم و کوزہ مرا
اے خدا میرے اِس مٹکے اور کوزے کو
در پذیر از فضلِ اَللّٰہُ اِشْتَریٰ[1]
"اللہ اشتریٰ" کی مہربانی سے قبول فرمالے

کوزۂ با پنج لُولہ پنج حس
پانچ ٹونٹیوں کا کوزہ (جو) پانچ حواس ہیں
پاک دار ایں آب را از ہر نجس
اِس پانی کو ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھ

تا شود زیں کوزہ منفذ سوئے بحر
تاکہ اس کوزہ کا راستہ سمندر کی جانب ہو جائے
تا بگیرد کوزۂ من خُوئے بحر
تاکہ میرا کوزہ سمندر کی خصلت اختیار کرلے

تا چو ہدیہ پیشِ سلطانش بری
تاکہ ہدیہ میں جب تو اس کو بادشاہ کے سامنے لیجائے
پاک بیند باشدش شہ مشتری[2]
اسکو وہ پاک دیکھے، ہو سکتا ہے کہ بادشاہ اسکا خریدار بنجائے

بے نہایت گردد آبش بعد ازاں
اس کے بعد اس کا پانی لاانتہا ہو جائے گا
پُر شود از کوزۂ من صد جہاں
میرے کوزے سے سَو جہان بھر جائیں گے

لُولہا بر بند و پُر دارش ز خُم
اس کی ٹونٹیاں بند کردے اور اسکو مٹکے سے بھر رکھ
گفت غُضُّوا عَنْ ہَوَیٰ اَبْصَارَکُم
فرمایا ہے، خواہشِ نفسانی سے اپنی نگاہیں نیچی رکھو

ریشِ اُو پُر باد کیں ہدیہ کراست
وہ مغرور تھا کہ یہ تحفہ کس کو میسّر ہے؟
لائق چوں تو شہے اینست راست
تجھ جیسے بادشاہ کے لائق ہے یہ درست ہے

آں نمی دانست کانجا بر گذر
اس کو یہ خبر نہ تھی کہ وہاں راستہ پر
ہست جاری دِجلۂ ہمچوں شکر
شکر جیسا دجلہ بہہ رہا ہے

در میانِ شہر چوں دریا رواں
شہر کے درمیان سمندر کی طرح جاری ہے
پُر ز کشتیہا و شَستِ[3] ماہیاں
کشتیوں اور مچھلی پکڑنے کے کانٹوں سے پُر ہے

رَو برِ سُلطان و کار و بار بیں
بادشاہ کے پاس جا، اور کاروبار دیکھ
حُسنِ تَجْرِیْ تَحْتَہَا الْاَنْہَار بیں
"تَجْرِیْ تَحْتَہَا الْاَنْہَار" کا حسن دیکھ

ایں چنیں حِسہا و اِدراکاتِ ما
اِسی طرح ہماری معلومات اور احساسات
قطرۂ باشد دراں بحرِ صفا
اُس صاف سمندر میں ایک قطرہ ہیں

باز جوی و باز بیں و باز یاب
طلب کر اور مشاہدہ کر اور حاصل کر
از کہ از مَنْ عِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰب
کس سے؟ اُس ذات سے جسکے پاس لوحِ محفوظ ہے

در نمد دوختنِ زن سبوئے آب را و مُہر بروے نہادن

عورت کا ٹھلیا کو نمدہ میں سینا اور اُس پر مُہر لگانا

---

[1] اَللّٰہُ اشْتَریٰ۔ قرآنِ پاک میں ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ "خدا نے مومنین سے اُن کی جانیں اور مال خرید لیے ہیں بعوض جنت کے"۔ لُولہ۔ ٹونٹی یعنی بدن کی ٹھلیا میں پانچ حواس بمنزلہ پانچ ٹونٹیوں کے ہیں اِن حواس کے ذریعہ اندر گندگی نہ پہنچنی چاہیے۔ مَنْفَذ۔ سوراخ۔ بحر۔ یعنی وحدت کا سمندر۔ خوئے بحر۔ حدیث شریف میں ہے اللہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔

[2] مُشتری۔ خریدار۔ ریش او پُر باد۔ بدّو گھمنڈ تھا کہ ایسا تحفہ کسی کو میسّر نہ آیا ہوگا اور یہ عجیب تحفہ یقیناً بادشاہ کے لائق ہے۔ گذر۔ گذرگاہ، راستہ۔ دِجلہ۔ دال کے فتحہ کے ساتھ عراق کا مشہور دریا ہے جس کے دونوں طرف شہرِ بغداد آباد ہے۔

[3] شَست۔ شین کے فتحہ سے، نشتر، مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ تَجْرِیْ تَحْتَہَا الْاَنْہَار۔ نہریں اسکے نیچے جاری ہیں، قرآن میں یہ جنت کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ بحرِ صفا۔ علومِ الٰہی کا سمندر۔ باز جُو۔ علومِ الٰہی کا طالب بن وہ تجھے خدا سے حاصل ہونگے۔

مرد گفت آرے سبُو را سَر ببند — **ہیں کہ ایں ہدیہ ست ما را سُود مند**

مرد نے کہا، ہاں، ٹھلیا کا مُنھ بند کر دے — یقیناً یہ تحفہ ہمارے لئے مفید ہے

در نمد در دوز تو ایں کوزہ را — **تا کشاید شہ بہدیہ روزہ را**

تو اس کوزہ کو نمدے میں سی دے — تاکہ بادشاہ تحفہ سے روزہ کشائی کرے

کایں چنیں اندر ہمہ آفاق نیست — **جُز رحیق و مایۂ اَذواق نیست**

اس طرح کا تحفہ دنیا میں نہیں ہے — (یہ) عمدہ شراب اور لذتوں کے سرمایہ کے سوا کچھ نہیں ہے

زانکہ ایشاں ز آبہائے تلخ و شور — **دائماً پُر علّت اند و نیم کور**

اس لئے کہ یہ لوگ کڑوے اور نمکین پانی کی وجہ سے — ہمیشہ بیمار اور آدھے اندھے ہیں

مُرغ کآب شور باشد مسکنش — **اُو چہ داند جائے آبِ روشنش**

جس پرندہ کی جائے رہائش کھاری پانی ہو — وہ اپنے صاف پانی کی جگہ کیا جانے؟

ایکہ اندر چشمۂ شور ست جات — **تو چہ دانی شطِ جیحون و فرات**

اے وہ کہ تیری جگہ کھاری چشمہ ہے! — تو جیحوں اور فرات (دریا) کے کنارے کو کیا جانے؟

اے تو نارستہ ازیں فانی رباط — **تو چہ دانی صحو و سُکر و انبساط**

اے وہ کہ تو اس فانی سرائے سے نہیں چھوٹا! — تو صحو اور سُکر اور انبساط کو کیا جانے؟

ور بدانی نقلت از آب و جد ست — **پیش تو ایں نامہا چوں ابجد ست**

اگر تو جانتا (بھی) ہے تو باپ دادا سے سُنا سنایا ہے — تیرے سامنے یہ نام حروف تہجی کی طرح ہیں

ابجد و ہوز چہ فاش ست و پدید — **بر ہمہ طفلاں و معنی بس بعید**

ابجد اور ہوز کس قدر واضح اور ظاہر ہیں — تمام بچوں پر، اور معنی کس قدر دور ہیں

پس سبُو برداشت آں مردِ عرب — **در سفر شد می کشیدش روز و شب**

اُس بدو مرد نے ٹھلیا اٹھائی — سفر میں (روانہ) ہو گیا، دن رات اُسکو اٹھاتا تھا

بر سبُو لرزاں بُد از آفاتِ دہر — **ہم کشیدش از بیاباں تا بشہر**

زمانے کی آفتوں سے ٹھلیا کے بارے میں خوفزدہ تھا — اُس کو جنگل سے شہر کی طرف لئے جاتا تھا

زن مصلّیٰ باز کردہ از نیاز — **ربّ سلّم وِرد کردہ در نماز**

عورت نے عاجزی سے مُصلّےٰ بچھایا — نماز میں "اے خدا اس کو سلامت رکھ" کی رَٹ شروع کر دی

کہ نگہدار آبِ ما را از خساں — **یا ربّ ایں گوہر بداں دریا رساں**

کہ ہمارے پانی کو کمینوں سے محفوظ رکھ — اے خدا! یہ موتی اُس دریا تک پہنچا دے

۱؎ سَر بہ بند۔ مُنھ بند کر دے۔ ہیں۔ کلمۂ تنبیہ ہے۔ در دوز۔ سی دے۔ رحیق۔ شراب۔ اَذواق۔ ذوق کی جمع ہے، مزہ، لُطف۔ زانکہ۔ اعرابی (بدوی) کو یہ غلط فہمی اس لئے تھی کہ لوگ جنگل میں عمُوماً شور اور تلخ پانی پی کر بیمار رہتے ہیں اور کمزور ہو جاتے ہیں۔

۲؎ آبِ شور۔ کھارا پانی۔ جات۔ جائے تو۔ شط۔ کنارہ۔ جیحون۔ ایران کا مشہور دریا۔ فرات۔ عراق کا مشہور دریا جو کوفہ کے قریب گذرتا ہے۔ رباط۔ سرائے یعنی دنیا۔ صحو و سُکر و انبساط۔ روحانی کیفیتیں جو سالک کو پیش آتی ہیں۔ اب۔ باپ۔ جد۔ دادا۔

۳؎ ابجد۔ بچوں کو حروف تہجی کے حقائق کا کوئی علم نہیں وہ صرف رٹ لیتے ہیں نہ انکو یہ معلوم ہے کہ انہی ابجد ہوز کی ترتیب سے اعداد کے ذریعہ تاریخیں نکالی جاتی ہیں نہ یہ معلوم کہ یہی حروف تعویذات اور طلسمات میں کام آتے ہیں نہ یہ معلوم کہ انہی حروف سے اسماءِ باری بنے ہیں جنکی تاثیرات غیر متناہی ہیں نہ یہ معلوم کہ ان حروف تہجی کو ملا کر جو آٹھ کلمات بنائے گئے ہیں انہیں حضرت آدمؑ کے واقعات کی پوری تاریخ ہے وغیرہ۔ مصلّیٰ۔ جائے نماز۔ ربّ سلّم۔ اے خدا اس ٹھلیا کو سلامت رکھنا۔ خساں۔ یعنی چور ڈاکو۔ گوہر یعنی

گرچہ شویم آگہ است و پُرفن ست — لیک گوہر را ہزاراں دشمن ست

اگرچہ میرا شوہر باخبر اور صاحبِ تدبیر ہے — لیکن موتی کے ہزاروں دشمن ہیں

خود چہ باشد گوہر آبِ کوثر ست[۵۱] — قطرۂ زاں آب کاصلِ گوہر ست

موتی کیا ہوگا (حوضِ) کوثر کا پانی ہے — اس پانی کا قطرہ ہے جو اصل میں گوہر ہے

از دعا ہائے زن و زاریِ اُو — وز غمِ مرد و گرانباریِ اُو

عورت کی دُعاؤں اور اس کی عاجزی سے — ق — مرد کے غم اور اس کی جفاکشی سے

سالم از دُزداں و از آسیبِ سنگ — بُرد تا دارُ الخلافہ بے درنگ

چوروں اور پتھر کے صدمے سے، سالم — بلا توقف دارُ الخلافہ تک لے گیا

دید درگاہے پُر از انعامہا — اہلِ حاجت گسترِیدہ دامہا

انعاموں سے بھرا ایک دربار دیکھا — ضرورت مندوں نے جال بچھا رکھے ہیں

دمبدم ہر سُوئے صاحب حاجتے — یافتہ زاں در عطا و خلعتے[۵۲]

لمحہ بہ لمحہ ہر جانب ضرورتمند — اُس دَر سے عطا اور خلعت پاتے ہیں

بہرِ گبر و مومن و زیبا و زِشت — ہمچو خورشید و مَطَر بل چوں بہشت

کافر اور مومن اور اچھے اور بُرے کیلئے (وہ دربار) — سورج اور بارش کی طرح بلکہ بہشت کی طرح تھا

دید قومے در نظر آراستہ — قومِ دیگر منتظر برخاستہ

ایک قوم کو دیکھا جو سامنے آراستہ تھی — دوسری قوم منتظر کھڑی تھی

خاص و عامہ از سلیمانؑ تا بمور — زندہ گشتہ چوں جہاں از نفخِ صور

خاص اور عام (حضرتِ) سلیمانؑ سے لیکر چیونٹی تک — جی اُٹھے جیسے کہ دنیا صور پھونکنے سے

اہلِ صورت در جواہر تافتہ — اہلِ معنیٰ بحرِ معنیٰ یافتہ

اہلِ ظاہر جواہر میں لدے ہوئے تھے — اہلِ باطن نے حقیقت کا سمندر پایا تھا

آنکہ بے ہمت چہ باہمت شدہ — وانکہ باہمت چہ بانعمت شدہ

جو بے ہمت تھا کس قدر باہمت ہوگیا — جو باہمت تھا کس قدر نعمت والا ہوگیا

بانگ می آمد کہ اے طالب بیا — جود محتاجِ گدایاں چوں گدا

آواز آتی تھی کہ اے طلبگار! آجا — سخاوت کو سائلوں کی ضرورت ہے جیسے کہ سائل کو سخاوت کی

دربیانِ[۵۳] آنکہ چنانکہ گدا عاشقِ کریم ست کریم ہم عاشقِ گدا ست

اس کا بیان کہ جس طرح فقیر، سخی کا عاشق ہے سخی بھی فقیر کا عاشق ہے

---

۵۱ کوثر۔ جنت کا چشمہ ہے۔ اصلِ گوہر۔ یعنی موتی اِسی پانی کے قطرات سے بنتے ہیں۔ گرانباری۔ بوجھ اٹھانا، جفاکشی۔ آسیب۔ صدمہ۔ دارُ الخلافہ۔ خلیفۃ المسلمین کے رہنے کا شہر۔ درنگ۔ تاخیر۔ درگاہ۔ دربار۔ دامہا۔ جال، یعنی انعام حاصل کرنے کے وسائل و ذرائع۔

۵۲۔ خِلعت۔ شاہی لباس۔ گبر۔ آتش پرست، کافر۔ مَطَر۔ بارش، مینہ۔ در نظر۔ بادشاہ کے سامنے۔ سلیماں۔ یعنی امراء۔ مور یعنی غرباء۔ نفخِ صور۔ صور پھونکنا جس سے تمام مُردے زندہ ہو جائیں گے۔ جود۔ یعنی اُس کی سخاوت بھکاریوں کو اس طرح تلاش کرتی تھی جس طرح بھکاری بخشش اور عطا کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

۵۳۔ دربیان۔ سخیوں کی سخاوت کا وجود اور ظہور فقراء کے وجود سے ہے لہٰذا سخی اپنی سخاوت کیلئے فقراء کے محتاج ہیں جیسا کہ توبہ کا وجود توبہ کرنیوالے سے ہے۔ گدا۔ فقیر، بھکاری۔

اگر گدا را صبر بیش بُوَد کریم بر درِ اُو آید و اگر کریم را صبر بُوَد گدا بر درِ اُو آید اما صبر کمالِ گدا و نقصانِ کریم ست

اگر فقیر کا صبر بڑھا ہوا ہے تو کریم اسکے دروازے پر آجاتا ہے اور سخی کو صبر ہو تو فقیر اُس کے دروازے پر آتا ہے لیکن صبر کرنا فقیر کا کمال ہے اور سخی کا عیب ہے

جُود محتاج ست و خواہد طالبے
سخاوت ضرورتمند ہے اور کوئی طلبگار چاہتی ہے
ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے
جس طرح توبہ، توبہ کرنے والے کو چاہتی ہے

جُود می جوید گدایان و ضعاف[۱]
سخاوت، فقیروں اور کمزوروں کو تلاش کرتی ہے
ہمچو خوبان کآئینہ جویند صاف
جیسے حسین صاف آئینہ تلاش کرتے ہیں

رُوئے خوباں ز آئینہ زیبا شود
حسینوں کا چہرہ، آئینہ سے حسین بنتا ہے
رُوئے احساں از گدا پیدا شود
احسان کا چہرہ فقیر سے رُونما ہوتا ہے

چوں گدا آئینۂ جود ست ہاں
جبکہ فقیر، سخاوت کا آئینہ ہے، خبردار
دَم بُوَد بر رُوئے آئینہ زیاں
پھونک مارنا، آئینہ کے چہرے کی بربادی ہے

پس ازیں فرمود حق در والضحیٰ[۲]
اسلئے اللہ (تعالیٰ) نے (سورۃ والضحیٰ) میں فرمایا ہے
بانگ کم زن اے محمدؐ بر گدا
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فقیر کو نہ جھڑک

آں یکے جودش گدا آرد پدید
ایک وہ ہے جسکی سخاوت کو فقیر رونما کرتا ہے
ویں دِگر بخشد گدایاں را مزید
اور یہ دوسرا وہ ہے جو فقیر کو زیادہ دیتا ہے

پس گدایاں آئینۂ جُودِ حق اند
فقراء اللہ (تعالیٰ) کی سخاوت کے آئینہ ہیں
وانکہ با حق اند جُودِ مطلق اند
اور جو لوگ اللہ سے وابستہ ہیں وہ مجسّم سخاوت ہیں

وانکہ[۳] جز ایں دو بُوَد خود مُردہ ایست
اور جو ان دونوں کے علاوہ ہے وہ مُردہ ہے
اُو بریں در نیست نقشِ پردہ ایست
وہ اُس دروازے پر نہیں ہے پردے کا نقش ہے

فرق درمیانِ آنکہ دُرویش ست بخدا و تشنۂ خدا و آنکہ دَرویش ست از خدا و تشنہ است بغیر

فرق اُس شخص میں جو اللہ کا بھکاری اور اُس کا پیاسا ہے اور اُس شخص میں جو خدا سے بے پروا اور غیر کا پیاسا ہے

لیک دُرویشے کہ اُو تشنۂ خداست
لیکن وہ فقیر جو اللہ (تعالیٰ) کا پیاسا ہے
ہست دائم از خدایش کار راست
اُس کا کام ہمیشہ خدا کی جانب سے درست ہے

[۱] ضعاف، ضعیف کی جمع ہے، کمزور، فقیر۔ خوباں۔ خوب کی جمع ہے حسین، خوبصورت۔ زیبا۔ خوبصورت۔ پیدا۔ ظہور۔

[۲] والضحیٰ۔ سورۃ والضحیٰ میں آنحضورؐ کو کہا گیا ہے۔ "وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ" سائل کو نہ جھڑک۔ آں یکے۔ ایک سخی کی سخاوت کو بھکاری رونما کرتا ہے۔ دوسری قسم سخی کی یہ ہے کہ سائل کو بغیر مانگے دوگنا دیتا ہے۔ پس گدایاں فقیر کی ایک قسم تو وہ ہے جو صبر کرتی ہے اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتی وہ تو اللہ کی صفتِ جود کی مظہر ہے اور جو فقراء ایسے ہیں کہ اللہ نے اُن کے دل غنی کر دیئے ہیں وہ جودِ مطلق ہیں جو اللہ کی صفتِ جود اختیار کر چکے ہیں۔

[۳] وانکہ۔ تیسری قسم فقیر کی وہ ہے جو دستِ سوال دراز کرتا ہے وہ اللہ کے در پر نہیں ہے بلکہ دروازہ کے پردے کا نقش ہے جو دروازہ سے باہر ہوتا ہے۔ تشنہ۔ پیاسا۔ دائم۔ ہمیشہ۔

لیک درویشے کہ تشنہ غیر شد
لیکن وہ فقیر جو غیر کا پیاسا ہوا

اُو حقیر و ابلہ[1] و بے خیر شد
وہ ذلیل اور بیوقوف ہے اور بھلائی سے خالی ہوا

نقشِ درویش ست اُو نے اہلِ جاں
وہ (صرف) فقیر کی تصویر ہے، جاندار نہیں ہے

نقشِ سگ را تو مینداز استخواں
کتے کی تصویر کو ہڈی نہ ڈال

فقرِ لقمہ دارد اُو نے فقرِ حق
وہ لُقمہ کی فقیری رکھتا ہے نہ کہ اللہ (تعالیٰ) کی فقیری

پیشِ نقشِ مُردہ کم نہ طبق
مُردے کی تصویر کے سامنے طباق نہ رکھ

ماہیِ خاکی بُود درویشِ ناں
روٹی کا فقیر، مٹی کی مچھلی ہوتا ہے

شکلِ ماہی لیک از دریا رماں
مچھلی کی شکل ہے لیکن دریا سے بے تعلق ہے

نقشِ ماہی کے بُود درویشِ آب
مچھلی کی تصویر، پانی کی فقیر کب ہوتی ہے؟

آں ز بے آبی نمیگردد خراب
وہ پانی نہ ہونے سے تباہ نہیں ہوتی ہے

مُرغِ خانہ است اُو نہ سیمرغِ[2] ہوا
وہ گھریلو پرندہ ہے نہ کہ ہوا کا سیمرغ

لُوت نوشد اُو نہ نوشد از خدا
لذیذ کھانے کھاتا ہے خدا سے فیض حاصل نہیں کرتا ہے

عاشقِ حق ست اُو بہرِ نوال
وہ عطیہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے

نیست جانش عاشقِ حسن و جمال
اس کی جان حسن و جمال کی عاشق نہیں ہے

گر توہم می کند اُو عشقِ ذات
اگر وہ ذاتِ (خداوندی) کے عشق کا خیال کرتا ہے

ذات نبُود وہمِ اسماء و صفات
اسماء اور صفات کا خیال ذاتِ (خداوندی) نہیں ہوتا ہے

وہم مخلوق[3] ست و مولود آمدست
خیال، مخلوق ہے اور پیدا شدہ ہے

حق نہ زائیدست اُو لم یولد ست
حق (تعالیٰ) پیدا نہیں ہوا ہے وہ "لم یولد" ہے

عاشقِ تصویرِ وہمِ خویشتن
اپنے وہم کی تصویر کا عاشق

کے بُود از عاشقانِ ذوالمنن
اللہ (تعالیٰ) کے عاشقوں میں سے کب ہو سکتا ہے؟

عاشقِ آں وہم گر صادق بُود
اُس خیال کا عاشق بھی اگر سچا ہو

آں مجازش تا حقیقت می کشد
وہ مجاز اُس کو حقیقت تک پہنچا دیتا ہے

شرح میخواہد بیانِ ایں سخن
اس بات کا بیان تفصیل چاہتا ہے

لیک می ترسم ز افہامِ کہن
لیکن میں پرانے خیالات سے ڈرتا ہوں

فہم ہائے کہنۂ کوتہ نظر
کوتاہ نظر لوگوں کی بوسیدہ عقلیں

صد خیالِ بد در آرد در فکر
تخیل میں سینکڑوں بُرے خیالات لائینگی

---

[1] ابلہ۔ بیوقوف۔ اہلِ جاں۔ جاندار۔ استخواں یعنی ایسے فقیر کے سامنے معرفت خداوندی کے نکتے بیان کرنا بے سود ہے۔ طبق یعنی معرفتِ خداوندی کے علوم کا طبق۔

[2] سیمرغ۔ ایک فرضی پرندہ ہے جس میں تیس رنگ کے پر فرض کیے گئے ہیں۔ لُوت لذیذ کھانے، نوال عطیہ۔ توہم۔ وہم کرنا۔ اسماء یعنی اسماءِ الٰہی۔ صفات یعنی صفاتِ خداوندی۔

[3] مخلوق۔ پیدا کیا ہوا، مولود۔ جنا ہوا۔ لم یولد۔ وہ جنا نہیں گیا۔ تصویرِ وہم۔ خیالی صورت۔ ذوالمنن۔ احسانات والا، حق تعالیٰ۔ صادق۔ سچا۔ مجاز۔ غیر اصلی۔ حقیقت یعنی اللہ (تعالیٰ) کا عشق۔ افہام۔ فہم کی جمع، سمجھ، عقل۔ کہن۔ پرانا۔

بر سماعِ راست[1] ہر کس چیر نیست
سچی بات سُننے پر ہر شخص قادر نہیں ہے

لُقمہ ہر مُرغکے انجیر نیست
ہر پرندے کی خوراک انجیر نہیں ہے

خاصہ مُرغِ مُردہ بوسیدہٗ
خاص طور پر مُردہ، سڑا ہوا پرندہ

پُر خیالِ اعمٰی بے دیدہٗ
اندھا، اندھے پن کے خیالات سے بھرا ہوا

نقشِ ماہی را چہ دریا و چہ خاک
مچھلی کی تصویر کے لئے کیا دریا اور کیا خشکی

رنگِ ہندو[2] را چہ صابون و چہ زاک
ہندوستانی کے رنگ کیلئے کیا صابون اور کیا پھٹکری

نقش اگر غمگیں نگاری بر ورق
اگر کاغذ پر تو کوئی غمگین تصویر بنائے

اُو ندارد از غم و شادی سبق
اُس کو خوشی اور غم سے کوئی واسطہ نہ ہوگا

صورتش غمگین و اُو فارغ ازاں
اُس کی صورت غمگین ہے اور وہ غم سے خالی ہے

صورتش خنداں و اُو زاں بے نشاں
اُس کی صورت ہنستی ہے اور وہ اُس (ہنسی) سے خالی ہے

ویں غم و شادی کہ اندر دل خفی ست
یہ غم اور خوشی جو دل میں چھپی ہوئی ہے

پیشِ آں شادی و غم جز نقش نیست
اُس خوشی اور غم کے سامنے سوائے نقش کے کچھ نہیں ہے

صورتِ خندانِ نقش از بہرِ تُست
تصویر کی ہنستی ہوئی صورت تیرے لئے ہے

تا ازاں صورت شود معنٰی درست
تاکہ اُس صورت سے، باطن درست ہو جائے

صورتِ غمگین نقش از بہرِ ماست
غمگین تصویر کی صورت، ہمارے لئے ہے

تا کہ ما را یاد آید راہِ راست
تاکہ ہمیں سیدھا راستہ یاد آجائے

نقشہائے کاندریں حمامہاست
وہ تصویریں جو اِن حماموں میں ہیں

از برونِ جامہ کن[3] چوں جامہاست
جامہ کن (حمام کے درجے) سے باہر کپڑوں جیسی ہیں

تا برونی جامہا بینی و بس
جب تک تو (جامہ کن سے) باہر ہے کپڑے دیکھتا ہے

جامہ بیروں کن در آ اے ہمنفس
اے ساتھی! کپڑے اُتار، اندر آ جا

زانکہ با جامہ در آنسو راہ نیست
اِسلئے کہ کپڑوں کے ہوتے ہوئے اُس جانب راستہ نہیں ہے

تن ز جان و جان ز تن آگاہ نیست
جسم کو جان اور جان کو جسم کی خبر نہیں ہے

باز می گردم سوئے قصۂ عرب
میں بدوی کے قصہ کی طرف لوٹتا ہوں

از بیانِ سرّ و رازِ بوالعجب
سِرّ اور عجیب راز کے بیان سے

[1] راست۔ سچی بات۔ چیر۔ غالب۔ لُقمہ۔ خوراک۔ مُرغک۔ حقیر پرندہ۔ خاصہ۔ خصوصاً۔ اعمٰی۔ اندھا۔ بے دیدہ۔ کور چشم۔ نقشِ ماہی۔ مچھلی کی تصویر کیلئے دریا اور خشکی یکساں ہے چونکہ وہ اصلی نہیں ہے لہٰذا وہ اپنی اصلی حیات کی جویاں نہیں ہے مزوّرین اور غلط مدعیانِ تصوف کا یہی حال ہے۔

[2] ہندو۔ ہندوستان کا رہنے والا جو عموماً کالے ہوتے ہیں اُن کیلئے صابون اور پھٹکری یکساں ہے اُن کی سیاہی دور نہ ہوگی۔ زاک۔ پھٹکری۔ نقش یعنی تصویریں جو کیفیات ظاہر کیجاتی ہیں وہ حقیقت سے دور ہوتی ہیں محض صورت رنج و غم کی ہوتی ہے حقیقت غیر موجود ہوتی ہے۔ خفی۔ پوشیدہ۔ نقش۔ تصویر۔ یعنی اولیاء اللہ پر جو قبض اور بسط کی کیفیت طاری ہوتی ہے اسکے بالمقابل عام انسانوں کا غم اور خوشی ہیچ ہے۔ صورت۔ یعنی یہ ظاہری غم اور خوشی اسلئے ہے کہ تو اہل اللہ کے غم اور خوشی کی طرف رہنمائی حاصل کرے۔ معنٰی۔ باطن۔ حمامہا۔ غسلخانے یعنی جسمیں محض نقوش ہیں جو حقیقت سے خالی ہیں۔

[3] جامہ کن۔ حمام کا وہ درجہ کہلاتا ہے جہاں کپڑے اُتارے جاتے ہیں۔ اِن اشعار میں مولانا نے تنبیہ کی ہے کہ انسان ظاہر سے نکلکر ہی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے کپڑوں سے مراد بدن کے آثار اور خصوصیات ہیں جب تک انسان انکو ترک نہ کریگا حقیقت تک نہ پہنچ سکیگا۔ جامہ بیروں کن یعنی مقتضیات جسمانی سے معرّیٰ ہو کر حمام حقیقت میں داخل ہو۔



پیش آمدنِ نقیبان و دربانانِ خلیفہ از بہرِ اکرام
بدوی کے اعزاز کے لئے خلیفہ کے دربانوں اور نقیبوں کا آگے بڑھنا

اعرابی و پذیرفتنِ ہدیۂ اُورا
اور اُس کے ہدیہ کو قبول کرلینا

آں عرابیؑ از بیابانِ بعید ۔۔۔ بر درِ دارُالخلافہ چوں رسید
وہ بدوی، دُور کے جنگل سے ۔۔۔ جب دارُالحکومت کے دروازہ پر پہنچا

پس نقیباں پیش اعرابی شدند ۔۔۔ بس گلابِ لُطف بر رویش زدند
تو نقیب، بدوی کے پاس آئے ۔۔۔ (اور انھوں نے) مہربانی کا گلاب اسکے چہرہ پر چھڑکا

حاجتِ او فہمِ شاں شد بے مقالؑ ۔۔۔ کارِ ایشاں بُد عطا پیش از سوال
بغیر گفتگو کے اس کی حاجت ان کی سمجھ میں آگئی ۔۔۔ ان کا کام سوال سے پہلے عطا کرنا تھا

پس بدو گفتند یا وجہ العرب ۔۔۔ از کجائی، چونی از رنج و تعب
انھوں نے اس سے کہا اے عرب کے سردار! ۔۔۔ تو کہاں سے آیا ہے؟ تکلیف اور تھکن سے تیرا کیا حال ہے؟

گفت وجہم گر مرا وجہے دہید ۔۔۔ بے وجوہم چوں پسِ پشتم نہید
اُس نے کہا میں سردار ہوں، اگر مجھے ذریعہ معاش دیدو ۔۔۔ (اور) اگر مجھے پس پشت ڈالو تو میں بے حقیقت ہو

اے کہ در روتاں نشانِ مہتریؑ ۔۔۔ فرِتاں خوشتر زِ زرِ جعفری
اے (نقیبو)! تمہارے چہروں پر سرداری کا نشان ہے ۔۔۔ تمہاری شان شوکت جعفری سونے سے زیادہ خوشنما ہے

اے کہ یک دیدارِ تاں دیدارہا ۔۔۔ اے نثارِ دیدِ تاں دینارہا
اے (نقیبو)! تمہارا ایک دیدار بہت دیدار ہیں ۔۔۔ اے (نقیبو)! تمہارے دیدار پر اشرفیاں نچھاور ہیں

اے ہمہ یَنظُر بنُورِ اللہ شدہ ۔۔۔ از برِ حق بہرِ بخشش آمدہ
اے (نقیبو)! جو سب کے سب اللہ کے نور سے دیکھنے والے ہو ۔۔۔ اللہ تعالےٰ کے پاس سے انعام دینے کیلئے آئے ہو

تا زنید آں کیمیاہائے نظر ۔۔۔ بر سرِ مسہائے اشخاصِ بشر
تاکہ وہ کیمیا اثر نگاہیں ڈالو ۔۔۔ انسانوں کے وجود کے تانبے پر

من غریبم از بیاباں آمدم ۔۔۔ بر امیدِ لطفِ سلطاں آمدم
میں مسافر ہوں، جنگل سے آیا ہوں ۔۔۔ بادشاہ کی مہربانی کی امید پر آیا ہوں

بوئے لطفِ او بیاباںہا گرفت ۔۔۔ ذرہ ہائے ریگ ہم جانہا گرفت
اسکی مہربانی کی خوشبو جنگلوں میں پھیل گئی ہے ۔۔۔ ریت کے ذروں میں بھی جانیں پڑ گئی ہیں

لہ عرابی - اعرابی - دارالخلافہ - خلیفۃ المسلمین کا شہر - نقیباں - نقیب کی جمع ہے، چوبدار۔

ٹہ بے مقال - بلا گفتگو - وجہ العرب - عرب کا چہرہ، یعنی سردار - کجائی - از کجا ہستی - چونی - چوں ہستی - تعب - تھکن - روتاں - روئے شما۔

سہ مہتری - سرداری - فر - جاہ و اقبال - جعفر - زرد رنگ کا ایک پھول ہے، ایک کیمیاگر کا نام ہے اور جعفر برمکی بنی عباس کا مشہور وزیر تھا - ینظر بنورِ اللہ - اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ حدیث میں ہے - اِتّقوا مِن فراسۃِ المؤمنِ فانّہٗ ینظرُ بنورِ اللہ، مومن کی فراست سے ڈرتے رہو وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے - مس - تانبا - اشخاص - وجود - غریب - اجنبی، مسافر۔

تا بدینجا بہرِ دینار آمدم ۔ چوں رسیدم مستِ دیدار آمدم
میں یہاں دینار کے لئے آیا ۔ جب پہنچا تو دیدار سے مست ہوگیا

بہرِ ناں شخصے سوئے نانبا دوید ۔ داد جاں چوں حُسنِ نانبا را بدید
ایک شخص روٹی کے لئے نانبائی کی جانب دوڑا ۔ جب نان بائی کا حُسن دیکھا جان دیدی

بہرِ فُرجہ شُد یکے تا گُلستاں ۔ فُرجہ اُو شُد جمالِ باغباں
ایک شخص تفریح کے لئے باغ میں گیا ۔ باغبان کا حُسن اُس کی تفریح کا سبب بنگیا

ہمچو اعرابی کہ آب از چہ کشید ۔ آبِ حیواں از رُخِ یوسفؑ چشید
اُس بدوی کیطرح جس نے کنویں سے پانی کھینچا ۔ (حضرتِ) یوسفؑ کے رُخ سے آبِ حیات پی لیا

رفت موسیٰؑ کاتشے آرد بدست ۔ آتشے دید اُو کہ از آتش برست
موسیٰ (علیہ السلام) گئے تاکہ آگ لائیں ۔ انھوں نے وہ آگ دیکھ لی جسکی وجہ سے وہ آگ سے کنارہ کش ہوگئے

جستؑ عیسیٰؑ تا رہد از دشمناں ۔ بُردش آں جستن بچارم آسماں
(حضرتِ) عیسیٰؑ دشمنوں (کے نرغہ) سے کودے تاکہ نجات حاصل کریں ۔ وہ کودنا اُن کو چوتھے آسمان پر لے گیا

دامِ آدمؑ خوشۂ گندم شُدہ ۔ تا وجودش خوشۂ مردم شُدہ
(حضرتِ) آدمؑ کا جال گیہوں کی بال بنی ۔ یہانتک کہ اُن کا وجود انسانوں کا گچھا بن گیا

باز آمد سوئے دام از بہرِ خور ۔ ساعدِ شہ یافت و اقبال و فر
باز، کھانے کے لئے جال کی جانب آیا ۔ اُس کو بادشاہ کی کلائی پر جگہ اور شان و شوکت ملی

طفل شد مکتب پئے کسبِ ہُنر ۔ بر امیدِ مُرغ یا لُطفِ پدر
بچّہ، ہُنر حاصل کرنے مکتب میں گیا ۔ باپ کی مہربانی یا کسی چڑیا کی اُمید پر

پس ز مکتب آں یکے صدرے شُدہ ۔ ماہیانہ دادہ و بدرے شُدہ
پھر مکتب سے وہ صدر ہوگیا ۔ ماہواری (فیس) دی اور چاند ہوگیا

آمدہ عباسؓ حرب از بہرِ کیں ۔ بہرِ قمعِ احمدؐ و استیزِ دیں
عباس (رضی اللہ عنہ) کینہ پروری سے جنگ کیلئے آئے ۔ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیخ کنی اور دین سے لڑنے کیلئے

گشت دیں را تا قیامت پُشت و رُو ۔ در خلافت اُو و فرزندانِ اُو
قیامت تک کیلئے دین کے پشت و پناہ بن گئے ۔ خلافت کے معاملہ میں وہ اور اُن کی اولاد

آمدہ عمرؓ بقصدِ مُصطفیٰؐ ۔ تیغ در کف بستہ بس میثاقہا
(حضرتِ) عمرؓ آنحضورؐ کے قتل کے ارادہ سے آئے ۔ تلوار ہاتھ میں لے کر بہت سے عہد کر کے

لہ تا بدینجا۔ مولانا نے اِس شعر سے یہ بیان فرمایا ہے کہ بسا اوقات انسان ایک معمولی مقصد کا ارادہ کرتا ہے اور اُسکو ایک اعلیٰ مقصد حاصل ہوجاتا ہے۔ آئندہ بہت سے اشعار میں مختلف واقعات پیش فرما کر اِسی مضمون کو بیان کیا ہے۔ نان با۔ نانبائی۔ فُرجہ۔ فا کے ضمہ کے کیساتھ، کشادگی، تفریح۔ اعرابی۔ وہ مسافر مراد ہے جس نے چاہِ کنعاں میں پانی کیلئے ڈول ڈالا اور وہاں حضرتِ یوسفؑ کو دیکھ لیا۔ رفت موسیٰ۔ حضرتِ موسیٰؑ کوہِ طور پر آگ لینے گئے تھے وہاں تجلّیِ ربّ کا مشاہدہ ہوگیا۔ ۲ے جستِ عیسیٰؑ۔ حضرتِ عیسیٰؑ دشمنوں کے نرغے سے نکلنے کے لئے کودے اور وہاں سے چوتھے آسمان پر پہنچ گئے۔ حضرتِ عیسیٰؑ کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام کا خیال ہے، وہ دوسرے آسمان پر ہیں۔ آدمؑ۔ حضرتِ آدمؑ نے گیہوں کھالیا اور وہی اس کا سبب بنا کہ اُنکی نسل سے سینکڑوں انبیاء اور رسول پیدا ہوئے۔ باز۔ باز دانہ خوری کے ارادہ سے جال میں پھنستا ہے اور وہی اُسکے عروج کا سبب ہوجاتا ہے کہ اُسکو بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھنا نصیب ہوتا ہے۔ ۳ے بر امیدِ مرغ۔ باپ بچّہ کو معمولی چڑیا کا لالچ دیکر مدرسہ بھیجتا ہے اور بچّہ اِسی کیوجہ سے مکتب سے صدر الصدور ہو کر نکلتا ہے۔ عباسؓ۔ آنحضورؐ کے چچا مخالفت کیلئے میدان میں آئے وہاں گرفتار ہو کر مسلمان ہوئے اور اُنکی نسل کو خلافت ملی۔ پُشت۔ یعنی مددگار۔ رُو۔ سردار۔ فرزندانِ او۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی اولاد سات آٹھ سو سال تک بغداد میں خلافت پر متمکن رہی۔ تیغ بیم پر لشکر بد صورت۔

...شتری کیوجہ سے ہے۔ میثاقہا۔ میثاق، عہد و پیمان۔ حضرتِ عمرؓ نے ابوجہل وغیرہ سے آنحضورؐ کو قتل کرنیکا عہد کیا تھا۔

گشتہ اندر شرع امیر المومنین[۱] | پیشوا و مقتدائے اہلِ دیں
شریعت میں امیر المومنین بنے | دینداروں کے پیشوا اور مقتدا بنے

آں علف کش سوئے ویرانہا شدہ | بے خبر بر گنج ناگہ پا زدہ
وہ گھسیارا جنگلوں کی جانب چلا | اچانک بےخبری میں اُسکا پاؤں خزانہ پر پڑ گیا

تشنہ آمد سوئے جوئے آب در[۲] | دید اندر جوئے خود عکسِ قمر
پیاسا، نہر کی طرف آیا، پانی میں | نہر کے اندر اُس نے چاند کا عکس دیکھ لیا

من بریں در طالبِ چیزے آمدم | صدر گشتم چوں بدہلیز آمدم
میں اس دروازہ پر ایک چیز کا طالب بنکر آیا | جب دہلیز پر پہنچا، صدر بن گیا

آب آوردم بتحفہ بہرِ ناں | بوئے نانم برد تا صدرِ جہاں[۳]
روٹی کی خاطر میں پانی کا تحفہ لایا | روٹی کی تمنا مجھے دنیا کے صدر کے پاس لے آئی

ناں بروں اند آدمی را از بہشت | ناں مرا اندر بہشتے در سرشت
روٹی نے انسان کو جنت سے نکالا | مجھے روٹی نے جنت سے وابستہ کر دیا

رستم از آب و ز ناں ہمچوں ملک | بے غرض گردم بریں در ہمچوں فلک
فرشتے کیطرح میں روٹی اور پانی سے نجات پا گیا ہوں | میں اس آسمان جیسے در کا بغیر کسی غرض کے طواف کرتا ہوں

در بیانِ آنکہ عاشقِ دنیا بر مثالِ عاشقِ دیواریست کہ برو
اِس کا بیان کہ دنیا کے عاشق کی مثال اس دیوار کے عاشق جیسی ہے جس پر

آفتاب تافتہ و جہد نکرد تا فہم کند کہ ایں تاب از دیوار نیست
سورج چمکا ہوا اور اُسنے یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی کہ یہ روشنی دیوار کی نہیں ہے

از آفتاب ہست در آسمانِ چہارم لاجرم کلی دل بر دیوار
سورج کی ہے جو چوتھے آسمان میں ہے۔ لامحالہ وہ بالکلیہ دیوار پر عاشق ہو گیا

نہاد و چوں پرتوِ آفتاب بآفتاب پیوست او محروم ماند
اور جب سورج کی روشنی سورج سے جا ملی تو وہ محروم رہ گیا

وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ
اور آڑ کر دی گئی اُن میں اور اُن کی مراد میں

بے غرض نبود بگردش در جہاں | غیرِ جسم و غیرِ جانِ عاشقاں
دنیا میں گردش بے غرض نہیں ہوتی ہے | سوائے عاشقوں کے جسم اور جان کے

۱ امیر المومنین۔ حضرت عمرؓ ابتداءً خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ کہلاتے تھے پھر امیر المومنین لقب پڑ گیا۔ مقتدا۔ وہ جس کی لوگ پیروی کریں۔
علف کش۔ گھسیارا۔ گنج خزانہ۔
۲ آب در۔ در آب یہاں تک یہی مضمون ہے کہ انسان بسا اوقات معمولی چیز کا ارادہ کرتا ہے اور اُس کو اعلیٰ چیز حاصل ہو جاتی ہے۔
۳ صدرِ جہاں۔ یعنی بادشاہ۔ ناں۔ یعنی گیہوں نے حضرت آدمؑ کو جنت سے نکالا۔ سرشت۔ ملا دیا۔ در زیادہ ہے۔ بے غرض مخلصانہ۔ رستم۔ یعنی میں اس دربار میں دنیا طلبی کے لئے آیا تھا اور اب میں دنیا سے بے نیاز ہو گیا ہوں چونکہ میں روحانی دولت سے مالا مال ہو گیا ہوں۔

عاشقانِ[۱] کُل نہ ایں عُشّاقِ جُزو
کُل کے عاشق، نہ کہ یہ جزو کے عاشق
ماند از کُل آنکہ شد مُشتاقِ جُزو
جو جزو کا عاشق ہوا وہ کُل سے (دور) رہ گیا

چونکہ جُزوے عاشقِ جُزوے شود
جب کوئی جزو، کسی جزو کا عاشق ہو
زُود معشوقش بکُلّ خود رَود
اُسکا معشوق بہت جلد اپنے کُل کیطرف چلا جاتا ہے

ریش گاوُ[۲] و بندۂ غیر آمد اُو
وہ بے وقوف اور غیر کا غلام بنا
غَرقہ شد کف در ضعیفے در زد اُو
وہ ڈوبا، اُس نے کمزور پر ہاتھ مارا

نیست حاکم تا کُند تیمارِ اُو
وہ (معشوق) حاکم نہیں ہے تاکہ (اپنا اختیار سے) اُس (عاشق)
کارِ خواجہ خود کُند یا کارِ اُو
وہ (معشوق) آقا کا کام کرے یا اُس (عاشق) کا؟

فَازْنِ بِالْحُرَّۃِ پئے ایں شد مَثَل
آزاد عورت سے زنا کر، یہ مَثَل اِسی لئے بنی ہے
فَاسْرِقِ الدُّرَّۃ بدیں شد مُنْتَقَل
موتی کی چوری کر، اِسی لئے منتقل ہوا ہے

بندۂ[۳] سوئے خواجہ شُد اُو ماند زار
غلام اپنے آقا کیطرف روانہ ہوا وہ عاجز رہ گیا
بُوئے گُل شد سُوئے گُل اُو ماند خار
پھول کی خوشبو پھول میں گئی وہ کانٹا رہ گیا

ہمچوں آں اَبلہ کہ تابِ آفتاب
اُس احمق کی طرح جس نے سورج کی روشنی
دید بر دیوار و حیراں شد شتاب
دیوار پر دیکھی، اور فوراً حیران ہو گیا

عاشقِ دیوار شد کایں باضیاست
دیوار کا عاشق بن گیا کہ یہ پُر نور ہے
بے خبر کاں عکسِ خورشیدِ سماست
یہ معلوم نہیں کہ یہ آسمان کے سورج کا عکس ہے

چوں باصلِ خویش پیوست آں ضیا
جب وہ روشنی اپنی اصل سے جا ملی
دید دیوارِ سیہ ماندہ بجا
دیکھا کالی دیوار اپنی جگہ پر کھڑی ہے

اُو بماندہ دور از مطلوبِ خویش
وہ اپنے مطلوب سے دُور رہ گیا
سعیِ ضائع، رنج باطل، پائے ریش
محنت برباد، تکلیف اکارت، پیر زخمی

ہمچو صیّادے کہ گیرد سایۂ
(مجاز کا عاشق) اُس شکاری کیطرح ہے جو سایہ کو پکڑے
سایہ کے گردد وِرا سرمایۂ
سایہ اُس کا سرمایہ کب بن سکتا ہے؟

سایۂ مُرغے گرفتہ مَرد سخت
شکاری نے پرندے کے سایہ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا
مُرغ حیراں گشتہ بر شاخِ درخت
پرندہ درخت کی شاخ پر حیران تھا

کایں مُدَمَّغ بر کہ می خندد عجب
یہ بیہودہ دماغ، تعجب ہے کس پر ہنستا ہے؟
اینت باطل اینت پوشیدہ سبب
عجب! باطل ہے، عجب! سبب پوشیدہ ہے

۱؎ عاشقاں۔ عاشق محبت کے تقاضے سے کام کرتا ہے اُس کی کوئی غرض نہیں ہوتی ہے۔ کُل۔ ذاتِ خداوندی۔ جزو مخلوق۔ عُشّاق۔ عاشق کی جمع ہے۔ چونکہ یعنی جب مخلوق کسی مخلوق پر عاشق ہو۔ بکُلِ خود یعنی ممکنات فنا ہو کر ذاتِ اَحدیت میں مل جاتے ہیں۔

۲؎ ریش گاؤ یعنی احمق۔ غرقہ شد۔ ڈوب گیا۔ کف۔ مثل مشہور ہے ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا پکڑنا چاہتا ہے۔ اِزْنِ۔ امر کا صیغہ ہے زنا کر۔ حُرّہ۔ آزاد عورت۔ اِسْرِق۔ امر کا صیغہ ہے، چوری کر۔ دُرّہ۔ موتی۔ منتقل۔ منقول یعنی انسان جو بھی کرے بلند ہمتی سے کرے ؎

ہر گناہے کہ کنی در خبِ آدینہ بکن
تا کہ از صدر نشینانِ جہنم باشی

۳؎ بندہ۔ یعنی معشوق جب اپنے مالک سے جا ملیگا تو یہ عاشق عاجز اور محروم رہ جائیگا لہٰذا مخلوق سے عشق بیوقوفی ہے خالق سے عشق کرنا چاہئیے۔ اَبلہ۔ بیوقوف۔ تاب۔ روشنی، چمک۔ شتاب۔ جلد۔ کایں۔ کہ ایں۔ ضیا۔ روشنی۔ سما۔ آسمان۔ سعی۔ کوشش۔ ریش۔ زخمی۔ مُدَمَّغ۔ بد دماغ۔ اینت۔ اینک دیکھ، حیرت، عجب۔

ور[1] تو گوئی جزو پیوستہ کُل ست | خار می خور خار پیوستہ گُل ست
اگر تو کہے جُزو کُل سے وابستہ ہے | کانٹا کھالے، کانٹا، پھول سے مِلا ہوا ہے

جُزو یک رُو نیست پیوستہ بکُل | ورنہ خود باطل بُدے بعثِ رُسُل
جُزو پوری طرح کُل سے جُڑا ہوا نہیں ہے | ورنہ رسولوں کی بعثت بیکار ہوتی

چوں رسولاں از پئے پیوستن اند | پس چہ پیوندند شاں چوں یک تن اند
جبکہ رسول بلانے کے لئے ہیں | وہ کس چیز کو ملائیں گے، جب ایک ہی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے غلام[2] | زانکہ جرّے سخت دارد ایں کلام
اے لڑکے! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے | اس لئے کہ یہ بات بہت کشش رکھتی ہے

شرح کُن حالِ عرب اے بانظام | روز بے گہ شُد حکایت کُن تمام
اے منتظم! بدوی کے حال کی تفصیل بتا | دن بے وقت ہو گیا، کہانی ختم کر

سپردن عرب ہدیہ خود بغلامان خلیفہ و شرح آں

بدوی کا اپنے تحفہ کو خلیفہ کے نوکروں کے سپرد کرنا اور اس کی تفصیل

بانقیباں حالِ خُود را آں عرب | چوں بگفت اُو دید ہنگامِ طلب
بدوی نے اپنی حالت نقیبوں سے | جب کہی، اور اس نے سوال کا موقع دیکھا

آں سبوئے آب را در پیش داشت | تخمِ خدمت را در انحضرت بکاشت
وہ پانی کی ٹھلیا پیش کر دی | (اور) اُس دربار میں خدمت کا بیج بو دیا

گفت ایں ہدیہ بداں سلطاں برید | سائلِ شہ را زحاجت وا خرید
بولا، یہ تحفہ بادشاہ کے پاس لے جاؤ | بادشاہ کے بھکاری کو حاجت سے نجات دلاؤ

آبِ شیریں و سبوئے سبز و نو | زآبِ بارانی کہ جمع آمد بہ گو
میٹھا پانی ہے، ٹھلیا سبز اور نئی ہے | بارش کا پانی ہے جو گڑھے میں جمع ہو گیا تھا

خندہ می آمد نقیباں را ازاں | لیک پذرفتند آنرا ہمچو جاں
نقیبوں کو اس پر ہنسی آرہی تھی | لیکن انھوں نے جان کی طرح اسکو قبول کر لیا

زانکہ لطفِ شاہِ خوب باخبر | کردہ بود اندر ہمہ ارکاں[3] اثر
اس لئے کہ اچھے باخبر بادشاہ کی مہربانی | سب کارکنوں میں اثر کئے ہوئے تھی

خوئے شاہاں در رعیت جا کند | چرخِ اخضر خاک را خضرا کند
بادشاہوں کی عادت رعایا میں گھر کر لیتی ہے | سبز آسمان زمین کو سرسبز کر دیتا ہے

[1] ور تو گوئی۔ یعنی جزو کُل کا عین ہے تو جزو پر عاشق ہونا کُل پر عاشق ہونا ہے۔ ورنہ۔ اگر جُزو کا کُل سے بالکلیہ اتصال ہوتا تو رسولوں کو بھیجنا بیکار ہوتا اسلئے کہ رسولوں کی بعثت کا مقصد مخلوق کو خالق سے وابستہ کرنا ہی ہے۔

[2] غلام۔ لڑکا۔ جر۔ کشش، طوالت۔ بیگہ۔ بے گاہ۔ بےہنگام وقت۔ طلب۔ سوال۔ حضرت۔ دربار۔ حاجت۔ ضرورت، محتاجی۔ وا خریدن۔ چھڑانا۔ نجات دلانا۔ گو۔ زمین کا گڑھا۔ پذرفتند۔ پذیرفتند۔ زانکہ۔ مشہور ہے کہ رعایا بادشاہ کی عادت اختیار کرتی ہے۔

[3] ارکان۔ رکن کی جمع ہے کارکن۔ جا کردن۔ گھر کر لینا۔ اخضر۔ مذکر سبز۔ خضرا۔ مؤنث سبز۔ آسمان کی سبزی سے زمین کا سبز ہونا شاعرانہ تخیل ہے۔

شہ چوں حوضے داں حشم[1] چوں لولہا — آب از لولہ رود در گولہا

بادشاہ کو حوض اور خادموں کو ٹونٹیاں سمجھ — پانی ٹوٹیوں کے ذریعہ نالیوں میں جاتا ہے

چونکہ آب جملہ از حوضے ست پاک — ہر یکے آبے دہد خوش ذوقناک

جبکہ سب کا پانی پاک حوض کا ہے — ہر ایک (ٹونٹی) خوش ذائقہ پانی دیتی ہے

ور دراں حوض آبِ شور ست و پلید — ہر یکے لولہ ہماں آرد پدید

اگر اس حوض میں کھارا اور ناپاک پانی ہے — ہر ٹونٹی سے وہی پانی نکلے گا

زانکہ پیوست ست ہر لولہ بحوض — خوض کن در معنیٔ ایں حرف خوض

کیونکہ ہر ٹونٹی حوض سے وابستہ ہے — اِن حرفوں کے معنیٰ میں خوب غور کرلے

لطفِ شاہنشاہِ جانِ بے وطن — چوں اثر کردست اندر کلِ تن

بے وطن جان کے بادشاہ کی مہربانی نے — پورے بدن میں کیا اثر کیا ہے!

لطفِ عقلِ خوش نہادِ خوش نسب — چوں ہمہ تن را در آرد در ادب

پاک طبیعت، پاک نسب، عقل کی لطافت — کس طرح تمام بدن کو مہذب کر دیتی ہے

عشقِ شنگِ بے قرارِ بے سکوں — چوں در آرد کلِ تن[2] را در جنوں

شوخ، بے چین، بے قرار عشق — کس طرح سارے بدن کو جنون میں مبتلا کرتا ہے

لطفِ آبِ بحر کو چوں کوثر ست — سنگریزش جملہ دُرّ و گوہر ست

اس دریا کی لطافت کو دیکھ، جو کوثر کی طرح ہے — اُسکے سنگریزے سب موتی اور گوہر ہیں

ہر ہنر کاستا بداں معروف شد — جانِ شاگردش بداں موصوف شد

جس ہنر میں اُستاد مشہور ہوتا ہے — اسکے شاگرد کی جان اُسی سے موصوف ہوتی ہے

پیشِ اُستادِ اصولی ہم اصول — خواند آں شاگردِ چُستِ باوصول

اصولی اُستاد کے سامنے اصول — پڑھتا ہے، مستعد اور کامیاب شاگرد

پیشِ اُستادِ فقیہ[3] آں فقہ خواں — فقہ خواند نے اصول و نے بیاں

فقہ کا پڑھنے والا، فقیہ اُستاد کے سامنے — فقہ پڑھتا ہے نہ (علم) اصول اور نہ (علم) بیان

پیشِ اُستادے کہ او نحوی بود — جانِ شاگردش ازو نحوی شود

اُس اُستاد کے سامنے جو نحوی ہو — شاگرد کی جان اس سے نحوی بنجاتی ہے

باز اُستادے کہ آں محوِ رہ ست — جانِ شاگردش ازو محوِ شہ ست

پھر وہ اُستاد جو راہِ (خدا) میں محو ہے — اسکے شاگردوں کی جان شاہ میں محو ہو جاتی ہے

[1] حَشَم۔ حا، اور شین کے فتحہ کیساتھ، نوکر چاکر۔ لولہ۔ ٹونٹی، نل۔ گول۔ نالی، بچہ بکچہ۔ ذوق۔ ذائقہ۔ آبِ شور۔ کھاری پانی، اِن اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ یعنی جیسا راجہ ویسی ہی پرجا۔ جان۔ روح، چونکہ وہ تمام بدن پر حکمرانی کرتی ہے اسلئے اسکو شہنشاہ کہا ہے، اور چونکہ وہ اس عالم کی چیز نہیں ہے لہٰذا اسکو دنیا کے اعتبار سے بے وطن کہا ہے روح کو بدن کے ساتھ وہی نسبت ہے جو شاہ کی رعایا سے۔

[2] تن۔ جسم۔ اُستا۔ استاد کا مخفف ہے، معروف۔ مشہور، موصوف۔ متصف۔ اصولی۔ علمِ اصول کا ماہر، علم اصول وہ کہلاتا ہے جس میں کسی علم کے قواعدِ کلی بیان کئے گئے ہوں جیسے علمِ اصولِ فقہ وغیرہ۔ چُست۔ ہوشیار۔ باوصول۔ فارغ التحصیل، یعنی جس طرح رعایا بادشاہ کے اوصاف قبول کرتی ہے اور اعضاء روح کے اثرات سے متاثر ہوتے ہیں، اسی طرح شاگرد میں اُستاد کے اوصاف منتقل ہوتے ہیں۔

[3] فقیہ۔ علم فقہ کا ماہر۔ فقہ۔ دانائی، وہ علم جس میں شرع کے عملی احکام بیان کئے گئے ہیں۔ بیان۔ وہ علم ہے جس میں ایک معنیٰ کو مختلف انداز سے بیان کرنا بتایا جاتا ہے۔ نحوی جو علمِ نحو کا ماہر ہو۔ رہ۔ طریقت سلوک۔ شہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔

زیں ہمہ انواعِ[1] دانش روزِ مرگ — دانشِ فقرست سازِ راہ و برگ

علم کی اِن قسموں میں سے مرنے کے دن (آخرت کیلئے) راستہ کا ساز و سامان، علمِ فقر ہی ہے

ماجرائے مردِ نحوی در کشتی با کشتیبان و جواب دادنِ او

ملاح کے ساتھ کشتی میں نحوی کا قصہ اور اُس کا جواب دینا

آں یکے نحوی بہ کشتی در نشست — رُو بکشتیباں نہاد آں خود پرست

ایک نحوی کشتی میں سوار ہوا — اُس متکبر نے ملاح کا رُخ کیا

گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا — گفت نیمِ عمرِ تو شد در فنا

بولا، تو نے کچھ نحو پڑھی ہے اُسنے کہا نہیں — اُس نے کہا، تیری آدھی عمر برباد ہوئی

دل شکستہ گشت کشتیباں ز تاب — لیک آندم گشت خاموش از جواب

رنج سے ملاح کا دل ٹوٹ گیا — لیکن اُس وقت جواب سے خاموش رہا

باد کشتی را بگردابے فگند — گفت کشتیباں بداں نحوی بلند

ہوا نے کشتی کو بھنور میں ڈال دیا — ملاح نے بلند آواز سے نحوی سے کہا

ہیچ دانی آشنا کردن بگو — گفت نے از من تو سبّاحی مجو

تو کچھ تیرنا جانتا ہے، بتا — اُس نے کہا تو مجھ سے تیراکی کی اُمید نہ کر

گفت کُلِ عمرت اے نحوی فناست — زانکہ کشتی غرقِ ایں گردابہاست[2]

اُس نے کہا، اے نحوی! تیری ساری عمر برباد ہے — اسلئے کہ کشتی اِن بھنوروں میں ڈوب ہی رہی

محو می باید نہ نحو ایں جا بداں — گر تو محوی بے خطر در آب راں

اِس جگہ محویت چاہیئے نہ کہ نحو، سمجھ لے — اگر تو محو ہے بے خطر سمندر میں کود جا

آبِ دریا مُردہ را بر سر نہد — ور بود زندہ ز دریا کے رَہد

دریا کا پانی مُردے کو سر پر اُٹھا لیتا ہے — اگر زندہ ہو تو دریا سے کب بچ سکتا ہے؟

گر بمُردی تو ز اوصافِ بشر — بحرِ اسرارت نہد بر فرقِ سر

اگر تو بشری خصلتوں سے مُردہ ہو جائے — اسرار کا سمندر تجھے سر پر اُٹھا لے گا

اے کہ خلقاں را تو خر می خواندہ — ایں زماں چوں خر بریں یخ ماندہ

اے (وہ) کہ مخلوق کو تو نے گدھا کہا ہے — تو اب گدھے کی طرح اِس برف میں پھنسا ہے

گر تو علامہ زمانی در جہاں — نک فنائے ایں جہاں بیں ایں زماں

اگر تو دنیا میں علامہ زماں ہے — اب دنیا کے فنا ہونے کو دیکھ

[1] انواعِ دانش۔ علم کی قسمیں۔ دانشِ فقر۔ علمِ تصوف۔ ساز۔ سامان۔ برگ۔ توشہ۔ خود پرست۔ متکبر۔ لا۔ نہیں۔ گرداب۔ بھنور۔ آشنا کردن تیرنا۔ سبّاحی۔ تیراکی۔

[2] گرداب۔ بھنور۔ محو۔ فنا، استغراق۔ اِن اشعار سے مولانا کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح سمندر میں جان بچانے کے لئے تیراکی کی ضرورت ہے اور نحو بیکار ہے اِسی طرح بحرِ طریقت میں صرف فنائیت کام دیگی۔ اپنے جسمانی خصائل کو فنا کرو تب نجات ہوگی۔ محوی۔ محو ہستی۔ راں۔ چل۔ بر سر نہد یعنی مردہ انسان پانی کے اوپر آجاتا ہے۔ فرق۔ سر کے بالوں کی مانگ۔ اے کہ۔ جو شخص رسمی علوم کی بنیاد پر دوسروں کو گدھا سمجھتا ہے خود بُری حالت میں ہوگا۔ علامہ۔ بہت بڑا عالم۔

مردِ نحوی را ازاں در دوختیم ۔۔۔ تا شما را نحوِ محو آموختیم
نحوی انسان کا قصہ ہم نے اسلئے منسلک کر دیا ہے ۔۔۔ تاکہ تمھیں فنا کا طریقہ سکھا دیں

فقہ فقہ و نحوِ نحو و صرفِ صرف ۔۔۔ در کم آمد یابی اے یارِ شگرف
فقہ کا فقہ اور نحو کی نحو اور صرف کی صرف ۔۔۔ اے بھلے یار! تو فنا میں پائے گا

آں سبوئے آب دانشہائے ماست ۔۔۔ واں خلیفہ دجلۂ علمِ خداست
وہ پانی کی ٹھلیا، ہمارے علوم ہیں ۔۔۔ اور وہ خلیفہ خدا کے علم کا دجلہ ہے

ما سبوہا پُر بدجلہ می بریم ۔۔۔ گر نہ خر دانیم خود را ما خریم
ہم ٹھلیاں بھر کر دجلہ کی طرف لیجا رہے ہیں ۔۔۔ اگر ہم اپنے آپ کو گدھا نہ سمجھیں تو ہم گدھے ہیں

بارے اعرابی بداں معذور بود ۔۔۔ کو ز دجلہ غافل و بس دور بود
اب سمجھ لے کہ وہ بدوی تو اس بارے میں ۔۔۔ کیونکہ وہ دجلہ سے غافل اور بہت دور تھا

گر ز دجلہ با خبر بودے چو ما ۔۔۔ او نبردے آں سبو را جا بجا
اگر وہ ہماری طرح دجلہ سے باخبر ہوتا ۔۔۔ تو وہ ٹھلیا کو منزل بمنزل نہ لے جاتا

بلکہ از دجلہ اگر واقف بُدے ۔۔۔ آں سبو را بر سرِ سنگے زدے
بلکہ اگر دجلہ سے واقف ہوتا ۔۔۔ تو وہ ٹھلیا کو پتھر پر مار دیتا

آں سبوئے تنگ، پُر ناموس ننگ ۔۔۔ شد حجابِ بحر بر زن آں بسنگ
وہ مختصر ٹھلیا، شرم اور ذلت سے بھری ہوئی ۔۔۔ وہ سمندر (علوم معرفت) کا حجاب بنی اسکو پتھر پر پٹخ دے

قبولِ کردنِ خلیفہ ہدیہ را و عطا فرمودن باکمالِ بے نیازی ازاں ہدیہ

خلیفہ کا ہدیہ کو قبول کرنا اور بخشش کرنا اُس ہدیہ سے پوری بے نیازی کے باوجود

چوں خلیفہ دید و احوالش شنید ۔۔۔ آں سبو را پُر ز زر کرد و مزید
جب خلیفہ نے اُسکو دیکھا اور اُسکے حالات سُنے ۔۔۔ اُس ٹھلیا کو اشرفیوں سے بھر دیا بلکہ اور زیادہ دیا

آں عرب را کرد از فاقہ خلاص ۔۔۔ داد بخششہا و خلعتہائے خاص
اُس بدوی کو فاقہ (کشی) سے نجات دی ۔۔۔ (اُسکو) بخششیں اور خاص شاہی جوڑے دیئے

پس نقیبے را بفرمود آں قُباد ۔۔۔ آں جہانِ بخشش و آں بحرِ داد
پھر اُس عالیجاہ بادشاہ نے نقیب کو حکم دیا ۔۔۔ اُس جہانِ بخشش اور عطا کے سمندر نے

لہ دوختیم۔ یعنی میں نے یہاں نحوی کا قصہ ذکر کیا ہے۔ نحو۔ طریقہ۔ فقہ فقہ۔ علم فقہ کا مغز۔ کم آمد۔ فنا۔ شگرف۔ عمدہ، پسندیدہ۔ آ۔ یعنی ہم اگر اپنے علوم رسمی پر نازاں ہوں تو ہماری حماقت ہے۔ ہمارے علوم کی علوم خداوندی کے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو ٹھلیا کے پانی کی دجلہ کے اعتبار سے تھی۔

لہ اعرابی۔ بدو دجلہ سے واقف نہ تھا اس لئے ایک گھڑا پانی لیکر بغداد کو چلا۔ اگر وہ دجلہ سے واقف ہوتا تو کبھی بادشاہ کی خدمت میں بغداد جا کر ایک گھڑا پانی پیش نہ کرتا۔ اسی طرح اگر ہم اللہ کے علوم کے دریا سے واقف ہو جائیں تو اپنے مختصر سے علم کا مشکیزہ پیش کرنے کی جرأت نہ کریں۔

لہ ناموس و ننگ۔ شرم و عار۔ زن۔ زدن یعنی مارنا سے صیغہ امر ہے۔ زر، سونا، اشرفیاں۔ مزید۔ یعنی مزید براں۔ خلعت۔ وہ کپڑے جو بادشاہ اپنے اتار کر کسی کو دیدے، وہ کپڑے جو بادشاہ کسی کو عطا کرے۔ قباد: ایک مشہور بادشاہ کا نام ہے، ہر بادشاہ کو بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

کایں سبو پُر زر بدستِ اُو دہید
کہ اِس ٹھلیا کو اشرفیوں سے بھر کر اُس کو دیدو

از رہِ خشک آمدست وآں سفر
وہ خشکی کے راستہ سے آیا ہے اور سفر

چوں بکشتی در نشیند رنجِ راہ[1]
جب وہ کشتی میں بیٹھے گا، راستہ کی تکلیف

ہمچناں کردند و دادندش سبو
انھوں نے ایسا ہی کیا اور اُس کو ٹھلیا دیدی

چوں بکشتی در نشست و دجلہ دید
جب وہ کشتی میں بیٹھا اور اُس نے دجلہ دیکھا

کاے عجب لطفِ آں شہِ وہاب را
کہ تعجب ہے اُس لکھ بخش بادشاہ کی مہربانی پر

چوں پذیرفت از من آں دریائے جود
اُس دریائے سخا نے کیسے قبول کر لیا؟

کُلِ عالَم را سبو داں اے پسر
اے بیٹا! پوری دنیا کو ٹھلیا سمجھ

قطرہ از دجلۂ خوبیِ اُوست
(یہ ٹھلیا) اُسکی خوبی کے دجلہ کی ایک بوند ہے

گنجِ مخفی[3] بُد ز پُرّی چاک کرد
چھپا ہوا خزانہ تھا جو فراوانی کی وجہ سے پھٹ پڑا

گنجِ مخفی بُد ز پُرّی جوش کرد
وہ چھپا ہوا خزانہ تھا فراوانی کی وجہ اُسنے جوش ملا

ور بدیدے قطرہ از دجلہ خدا
اگر کوئی، خدا کے دجلہ کا ایک قطرہ دیکھ لیتا

آنکہ دیدندش ہمیشہ بے خودند
جنھوں نے اُس کو دیکھا ہے وہ ہمیشہ بیخود ہیں

چونکہ واگردد سوئے دجلش برید
جب واپس لوٹے تو اُس کو دجلہ کیجانب لیجاؤ

از رہِ دجلش بود نزدیک تر
دجلہ کے راستہ سے اُس کیلئے زیادہ قریب ہوگا

خود فراموشش شود آں جایگاہ
اُس جگہ وہ بھول جائے گا

پُر ز زر و بُردند تا دجلہ دو تو[2]
اشرفیوں سے بھری ہوئی اور اُسکو دوبالا (لطف کیساتھ) دجلہ

سجدہ می کرد از حیا و می خمید
شرم سے سجدہ کرتا تھا اور جھکتا تھا

واں عجب تر گو ستد آں آب را
اور اُس پر زیادہ تعجب کہ وہ پانی کا ہدیہ قبول کر لیا

آنچناں نقدِ دغل را زود زود
بہت جلد اُس جیسے کھوٹے سکّے کو

پُر شدہ از لطف و خوبی تا بسر
جو لطف اور خوبی سے کناروں تک بھری ہوئی ہے

کاں ہمی گنجد ز پُرّی زیرِ پوست
جو اپنے پُر ہونے پر پھولا نہیں سماتا ہے

خاک را تاباں تر از افلاک کرد
جس نے خاک کو افلاک سے بھی زیادہ روشن کر دیا

خاک را سلطانِ اطلس پوش کرد
مٹی کو اطلس پوش بادشاہ بنا دیا

آں سبو[4] را اُو فنا کردے فنا
اُس ٹھلیا کو وہ بالکل فنا کر دیتا

بیخودانہ بر سبو سنگے زدند
انھوں نے بیخودوں کی طرح ٹھلیا پر پتھر مار دیا ہے

[1] رنجِ راہ - راستہ کی مشقت - دو تو - یعنی دو گنے لطف کیساتھ، دولت بھی ملی اور دجلہ کی سیر بھی ہوئی - سجدہ می کرد یعنی حیا سے اوندھا ہوا جا رہا تھا - کاے - کہ اے - وہاب - بہت زیادہ عطا کرنیوالا - پذیرفتن - قبول کرنا - جنس - مال - دغل - کھوٹا - تا بسر - لبریز - یہاں سے پھر اُسی مضمون کا اعادہ ہے کہ ہمارے علوم ہیچ ہیں - پُرّی - را پر تشدید ضرورت کیوجہ سے ہے - زیرِ پوست گنجیدن پھولا نہ سمانا -

[3] گنجِ مخفی چھپا ہوا خزانہ یہ ایک غیر صحیح حدیث کی طرف اشارہ ہے - کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیّاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ، یعنی اللہ تعالٰے فرماتا ہے "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں" یعنی کائنات کی پیدائش معرفت خداوندی کیلئے ہے - خاک را - یعنی انسان کو اللہ نے اپنی صفات سے موصوف بنایا ہے -

[4] آں سبو یعنی انسانی علم کی ٹھلیا - آنکہ - جن لوگوں پر علمِ باری کی حقیقت منکشف ہو گئی ہے انھوں نے اپنے حقیر علم کو خیر باد کہہ دیا ہے -

اے[1] زغیرت بر سبو سنگے زدہ
اے وہ جس نے غیرت سے ٹھلیا پر پتھر مارا ہے
آں سبو ز اشکست کامل تر شدہ
وہ ٹھلیا ٹوٹنے سے اور مکمل ہو گئی ہے

خم شکستہ آب ازو ناریختہ
ٹھلیا ٹوٹ گئی، اُس کا پانی نہیں بہا
صد درستی زیں شکست انگیختہ
اِس شکستگی سے سینکڑوں درستیاں پیدا ہو گئی ہیں

جزو جزو خم برقص ست و بحال
ٹھلیا کا ٹکڑا ٹکڑا رقص اور حال میں ہے
عقل جزوی را نمودہ ایں محال
ناقص عقل کو یہ ناممکن نظر آتا ہے

نے سبو پیدا دریں حالت نے آب
اس حالت میں اُس کے سامنے نہ ٹھلیا ہے نہ پانی
خوش ببیں واللہ اعلم بالصواب
اچھی طرح سمجھ لے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے

چوں[2] در معنی زنی بازت کنند
تو جب معنی کا دروازہ کھٹکھٹائیگا تیرے لئے کھولدینگے
پر فکرت زن کہ شہبازت کنند
فکر کا پر پھڑپھڑا تجھے شہباز بنا دیں گے

پر[3] فکرت شد گل آلود و گراں
تیرے فکر کا پر مٹی میں سن گیا ہے اور بھاری ہو گیا ہے
زانکہ گل خواری ترا گل شد چو ناں
کیونکہ تو مٹی کھانیوالا ہے تیرے لئے مٹی روٹی کیطرح بن گئی ہے

ناں گل ست و گوشت کمتر خور ازیں
روٹی اور گوشت مٹی ہے اس کو کم کھا
تا نمانی ہمچو گل اندر زمیں
تاکہ مٹی کی طرح تو زمین میں نہ رہ جائے

خاک می خوردیم عمرے در غذا
ہم غذا میں تمام عمر مٹی کھاتے رہے
خاک ما را خورد آخر در جزا
آخر کار بدلہ میں مٹی نے ہمیں کھا لیا

چوں گرسنہ می شوی سگ می شوی
جب تو بھوکا ہوتا ہے، کتا بن جاتا ہے
تند و بد پیوند و بد رگ می شوی
تو بد مزاج، بد اخلاق، بد خصلت ہو جاتا ہے

چوں[4] شدی تو سیر مردارے شدی
جب تیرا پیٹ بھر جاتا ہے تو مُردہ ہو جاتا ہے
بے خبر چوں نقش دیوارے شدی
دیوار کی تصویر کی طرح بے خبر ہو جاتا ہے

پس دمے مردار و دیگر دم سگی
پس ایک وقت تو مُردار ہے اور دوسرے وقت تو کتا ہو
چوں کنی در راہ شیراں خوش تگی
تو شیروں کے راستہ میں کب خوش رفتار ہو سکتا ہے!

آلت اشکار خود جز سگ مداں
اپنے شکار کے ذریعہ کو کتے کے سوا کچھ نہ سمجھ
کمترک انداز سگ را استخواں
کتے کو ہڈی کم ڈال

زانکہ سگ چوں سیر شد سرکش شود
اسلئے کہ کتے کا جب پیٹ بھر جاتا ہے وہ سرکش ہو جاتا ہے
کے سوئے صید و شکارے خوش دود
(پھر) صید اور شکار کی طرف اچھی طرح کب دوڑتا ہے!

[1] اے زغیرت۔ مقام فنا میں پہنچ کر انسان کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ خم شکستہ یعنی مقام فنا میں پہنچکر رگ رگ میں محبت کا نور سرایت کرجاتا ہے اور جزو جزو رقص و حال میں ہوتا ہے اور کمالِ ذاتی بھی فنا نہیں ہوتا ہے۔ نے سبو۔ اس مقام پر پہنچ کر نہ اس کو اپنے بدن کا ہوش رہتا ہے نہ اپنے ذاتی کمالات کا۔

[2] چوں در معنی۔ اگر تو علومِ الٰہی کا طالب ہے تو کوشش کر کر خدا تیری مدد کرے گا۔ پر فکرت۔ چونکہ تو نے عالمِ سفل کو اپنی خوراک بنا لیا ہے لہٰذا تو علوم عالیہ سے محروم ہو گیا ہے۔ ناں۔ انسانی خوراک سب مٹی کی پیداوار ہے اس کی کثرت اس کو مٹی میں ملا دیتی ہے۔ چوں انسان جب بھوکا ہوتا ہے تو اس میں درندگی آجاتی ہے۔

[3] چوں شدی سیر۔ بسیار خوری انسان میں مُردنی پیدا کر دیتی ہے۔ پس۔ لہٰذا شکم سیری اور انتہائی بھوک دونوں مُضر ہیں۔ راہِ شیراں یعنی ایسی دو حالتوں میں راہِ سلوک کیسے طے کر سکتے ہو۔ آلت۔ ذریعہ۔ اشکار الف زیادہ ہے۔ کمترک۔ کاف تصغیر کا ہے۔ سگ۔ یعنی قوائے حیوانی۔

آں عرب را بے نوائی[1] می کشید
اُس بدوی کو بے سروسامانی کھینچ لائی

تا بداں درگاہ و آں دولت رسید
یہاں تک کہ وہ اُس درگاہ اور اُس دولت تک پہنچ گیا

در حکایت گفتہ ام احسانِ شاہ
میں نے قصہ میں بادشاہ کے احسان کا ذکر کیا ہے

در حقِ آں بے نوائے بے پناہ
(جو) اس بے نوا اور بے پناہ کے حق میں (کیا گیا)

ہر چہ گوید مردِ عاشق بوئے عشق
عاشق انسان جو کچھ کہتا ہے، عشق کی خوشبو

از دہانش می جہد در کوئے عشق
عشق کے کوچہ میں اس کے منہ سے مہک جاتی ہے

گر بگوید[2] فقہ فقر آید ہمہ
اگر وہ فقہ کی بات کرتا ہے سب فقر ہوتا ہے

بوئے فقر آید ازاں خوش دمدمہ
اس خوش گفتاری سے فقر کی خوشبو آتی ہے

ور بگوید کفر آید بوئے دیں
اگر وہ کفر (کی بات) کہتا ہے، دین کی خوشبو آتی ہے

آید از گفتِ شکش بوئے یقیں
اسکے شک کی بات سے بھی یقین کی خوشبو آتی ہے

ور بگوید کژ نماید راستی
اگر ٹیڑھی بات کہے تو سیدھی نظر آئے

اے کژی کہ راست را آراستی
اے کجی (تو خوب ہے) کہ تُو نے سیدھی بات کو آراستہ کر دیا ہے

کفِ کژ کز بحرِ صافی خاستست
ٹیڑھا جھاگ جو صاف دریا سے پیدا ہوتا ہے

اصلِ صافش آں فرع را آراستست
صاف اصل نے اس فرع کو آراستہ کر دیا ہے

آں کفش را صافی و محقوق داں
اس کے اُس جھاگ کو صاف اور صحیح سمجھ

ہمچو دشنامِ لبِ معشوق داں
معشوق کے منہ کی گالی کی طرح سمجھ

گشت ایں دشنامِ نامطلوبِ[3] اُو
اس کی ناپسندیدہ گالی (بھی)

خوش ز بہرِ عارضِ محبوبِ اُو
اس کے محبوب چہرے کی وجہ سے اچھی ہے

از شکر گر شکلِ نانے می پزی
اگر تو شکر سے روٹی پکائے گا

طعمِ قند آید نہ ناں چوں می مزی
جب تو چکھے گا اسمیں شکر کا مزا آئیگا نہ کہ روٹی کا

ور بتِ زریں بیابد مومنے
اگر کوئی مومن سونے کا بُت پالے

کے ہلد اُو را برائے سجدہ کُنے
اسکو سجدہ کرنے والے کیلئے کب چھوڑے گا

چوں بیابد مومنے زریں وثن
جب کوئی مومن، سونے کا بُت پالے گا

کے ہلد آں را برائے ہر شمن
اس کو پجاری کے لئے کب چھوڑے گا

بلکہ گیرد اندر آتش افگند
بلکہ اس کو لے کر آگ میں ڈال دے گا

صورتِ عاریتش را بشکند
اس کی عارضی ہیئت کو توڑ دے گا

[1] بے نوائی۔ بے سروسامانی۔ درگاہ یعنی خلیفہ کا دربار۔ دولت رسید۔ تو بھی بے نوائی اختیار کریگا تو دربارِ خداوندی میں جا پہنچے گا بے پناہ یعنی بدو۔ ہر چہ گوید یعنی بدو اور خلیفہ کے قصے سے اُن احساناتِ الٰہیہ کیطرف اشارہ ہے جو ہر وقت بندوں پر مبذول ہوتے رہتے ہیں۔ ہر چہ یعنی ہم تو عشقِ الٰہی میں مبتلا ہیں ہمارے قصے اور کہانیوں سے بھی مضامین عشق کی بو آتی ہے۔

[2] گر بگوید۔ عارف اگر فقہ کا مسئلہ بھی بیان کرتا ہے تو چونکہ مقصد رضائے الٰہی ہوتا ہے لہٰذا وہ علم فقر و تصوف بنجاتا ہے۔ ور بگوید۔ بظاہر اسکا نامناسب کلام بھی عین دین ہوتا ہے۔ کژ۔ وہ کلام جو عوام کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ بحرِ صافی۔ صاف دریا۔ فرع۔ شاخ۔ محقوق۔ ٹھیک، درست۔

[3] نامطلوب۔ ناپسندیدہ۔ عارض۔ رخسار۔ اولیاء اللہ کا جو کلام چونکہ عشق پر مبنی ہوتا ہے لہٰذا وہ صحیح ہوتا ہے۔ پزی۔ پختن یعنی پکانا سے فعل مضارع مخاطب ہے۔ مزی۔ مزیدن یعنی چکھنا سے فعل مضارع مخاطب ہے۔ بحر صفت۔ اوپر یہ بیان تھا کہ اہلِ عرفان کے بظاہر برے کلمات بھی باطن مفید ہوتے ہیں اور اعتبار باطن کا ہے ظاہر کا نہیں ہے شکر کی روٹی کا ظاہر روٹی ہے لیکن باطن شکر ہے۔ اسی طرح بُت کا ظاہر بُرا ہے لیکن باطن سونا ہے لہٰذا مومن اسکو اٹھالیگا۔ ہلد۔ ہلیدن یعنی چھوڑنا سے فعل مضارع ہے۔ وثن۔ بت، مورتی۔ شمن۔ بت پرست۔ عاریت۔ مانگی ہوئی، عارضی۔

تا نماند بر ذہب[1] نقشِ وثن
تاکہ سونے پر بُت کی صورت نہ باقی رہے
زانکہ صورت مانع ست و راہزن
اس لئے کہ صورت مانع اور رہزن بنی ہے

ذاتِ زرّش دادِ ربّانیت
اُس کا اصل سونا خدا کی دین ہے
نقشِ بُت بر نقدِ زر عاریت
نقد سونے پر بُت کی تصویر عارضی ہے

بہرِ کیکے تو گلیمے را مسوز
پسّو کی وجہ سے تو گدڑی کو نہ جلا
در صُداعِ ہر مگس مگذار روز
ہر مکھی کی دردسری کی وجہ سے دن کو بیکار نہ گنوا

بُت پرستی گر بمانی در صُوَر
اگر تو صورتوں میں (لگا) رہا تُو بت پرست ہے
صورتش بگذار و در معنی[2] نگر
صورت سے گذر جا اور معنیٰ کو دیکھ

مردِ حجّی ہمرہی حاجی طلب
(اگر) تو حج کا جوانمرد ہے تو حاجی کو اپنا ہمسفر بنا
خواہ ہندو خواہ تُرک و یا عرب
خواہ ہندوستانی ہو خواہ ترکی یا عرب ہو

منگر اندر نقش و اندر رنگِ او
تصویر اور اُس کے رنگ کو نہ دیکھ
بنگر اندر عزم و در آہنگِ او
اُس کے ارادے اور قصد کو دیکھ

گر سیاہ ست و ہم آہنگ تو ست
اگر وہ کالا ہے اور تیرا ہم خیال ہے
تو سفیدش خواں کہ ہم رنگ تو ست
تو اُس کو گورا سمجھ کیونکہ وہ تیرا ہم رنگ ہے

ور سپید ست و ورا آہنگ نیست
اگر وہ سفید ہے اور تیرا ہم خیال نہیں ہے
زو ببُر کز دل مرا او را رنگ نیست
اُس سے تعلق نہ رکھ کیونکہ وہ دل کے ہم رنگ نہیں ہے

ایں حکایت گفتہ شُد زیر و زبر
یہ قصہ بغیر ترتیب کہہ دیا گیا ہے
ہمچو فکرِ عاشقاں بے پا و سر
جیساکہ عاشقوں کا خیال بے سر و پا ہوتا ہے)

سر ندارد چوں ازل بُودست پیش
(عاشق کے خیال کا) سر نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ازل سے
پا ندارد با ابد[3] بُودست خویش
(وہ) انتہا نہیں رکھتا ہے (اسلئے کہ) ابد سے وابستہ ہے

بلکہ چوں آب ست و ہر قطرہ ازاں
بلکہ وہ پانی کی طرح ہے اور اُس کا ہر قطرہ
ہم سر ست و پا و ہم بے ہر دواں
سر اور پیر بھی رکھتا ہے اور بغیر سر و پا بھی ہے

حاش لِلّٰہ ایں حکایت نیست ہیں
خدا بچائے، خبردار یہ کہانی نہیں ہے
نقدِ حالِ ما و تُست ایں خوش ببیں
یہ ہمارا اور تیرا موجودہ حال ہے، غور کر

پیشِ ہر صوفی کہ او با فر بُود
ہر اُس صوفی کے لئے جو شان و شوکت والا ہے
ہر چہ آں ماضی ست لا یُذکر بُود
جو گذر گیا ہے وہ ناقابل ذکر ہوتا ہے

[1] ذہب۔ سونا۔ دادِ ربّانیت۔ خداداد۔ کیک۔ کاف کے فتحہ کے ساتھ، پسّو۔ گلیم۔ گدڑی۔ صُداع۔ دردِ سر۔ مگس۔ مکھی، لہٰذا اولیاء اللہ کی بات بظاہر اگر ناگوار بھی ہے تو اُس کی وجہ سے حقیقت سے کنارہ کش نہ ہو جانا۔ بت پرستی۔ بُت پرستی۔

[2] در معنی۔ لہٰذا بزرگوں کے ظاہر الفاظ سے درگذر کرکے معنیٰ تک پہنچو۔ صُوَر۔ صورت کی جمع ہے۔ مردِ حجّی۔ مردِ حج ہستی۔ نقش۔ شکل و صورت۔ رنگ۔ کالا، گورا۔ آہنگ۔ قصد۔ لہٰذا اعتبار باطن کا ہے نہ کہ ظاہر کا۔ حکایت۔ بدّو کا قصہ زیر و زبر۔ غیر مرتب۔ سر۔ ابتدا۔ پا۔ انتہا۔ ازل۔ زمانہ ماضی کی ہمیشگی۔

[3] ابد۔ زمانہ مستقبل کی جانب کی ہمیشگی، عاشق کا تعلق چونکہ ذاتِ خداوندی سے ہے جو ازلی اور ابدی ہے لہٰذا اُس کے معاملہ کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ قطرہ۔ اگر قطرے کو دریا سے علیحدہ کرو تو اُس کی انتہا اور ابتدا ہے اور اگر علیحدہ نہ کرو تو قطرہ کی اپنی نہ انتہا ہے نہ ابتدا یہی حال عاشق کے احوال کا ہے۔ نقدِ حال یعنی بدّو اور اسکی بیوی کا قصہ دراصل خود ہمارا قصہ ہے۔ فر۔ یعنی تصوف کی شان و شوکت۔

چوں بُوَد فکرش ہمہ مشغولِ[1] حال — نایداندر ذہنِ اُو فکرِ مآل
جبکہ اُس کا فکر پوری طرح حال میں مشغول ہوتا ہے — اُس کے ذہن میں انجام کا فکر (بھی) نہیں آتا ہے

ہم عرب ما ہم سبو ما ہم مَلِک — جُملہ ما یُوفَکُ عَنْہُ مَنْ اُفِکْ
بدو بھی ہم ہیں اور ٹھلیا بھی ہم ہیں اور بادشاہ بھی — سب وہی ہے جس سے باز رہا وہی جو پھیرا گیا

عقل را شُو دَاں وُ زن ایں نفس و طبع — ایں دُو[2] ظلمانی و مُنکرِ عقل شمع
عقل کو شوہر اور نفس اور طبیعت کو عورت (سمجھ) — یہ دونوں تاریک اور منکر ہیں، عقل شمع ہے

بشنو اکنوں اصلِ انکار از چہ خاست — زانکہ کُل را گونہ گونہ جزوہاست
اب سُن، انکار کی بنیاد کیسے پڑی؟ — اس لئے کہ کُل کے مختلف قسم کے اجزا ہیں

جزو و کُل[3] نے جزوہا نسبت بکُل — نے چو بُوئے گُل کہ باشد جزوِ گُل
(حقیقی) جزو اور کُل نہیں جزو کی کُل کیساتھ نسبت (تابع ہونے میں) ایسی (بھی) نہیں ہے جیسے کہ پھول کی خوشبو پھول کا جزو ہے

لُطفِ سبزہ جزوِ لطفِ گُل بُوَد — بانگِ قُمری جزوِ آں بُلبل بُوَد
(بلکہ اس طرح ہے جیسے) سبزہ کا لُطف پھول کے لُطف کا جزو ہوتا ہے — (جیسے) قمری کی آواز بلبل کا جزو (تابع ہونے کی حیثیت سے) ہوتی ہو

گر شوم مشغولِ اشکال و جواب — تشنگاں را کے توانم داد آب
اگر میں اعتراض اور جواب میں مشغول ہو جاؤں — (تو) پیاسوں کو کب سیراب کر سکوں گا؟

گر تو اشکالی بکُلّی و حرج — صبر کُن کہ اَلصَّبرُ مِفتاحُ الفَرَج
اگر تو مجسم اشکال اور تنگی ہے — (تو) صبر کر، صبر کشادگی کی کنجی ہے

احتما[4] کُن احتما زاندیشہا — زانکہ شیرانند دریں بیشہا
وسوسوں سے بہت پرہیز کر — اس لئے کہ ان جھاڑیوں میں شیر چھپے ہیں

احتما ہا بر دواہا سَرور ست — زانکہ خاریدن فزونیِ گَر ست
پرہیز دواؤں سے بہتر ہے — اس لئے کہ کھجانا، خارش کی زیادتی (کی علامت) ہے

احتما اصلِ دوا آمد یقیں — احتما کُن قُوّتِ جانت ببیں
پرہیز یقیناً دوا کی جڑ ہے — پرہیز کر، (پھر) اپنی روح کی طاقت دیکھ

احتما ہا مَر دواہا را اَسَر ست — ہضمِ دارو علّتِ نَو دیگر ست
پرہیز، دوا کی اصل ہے — دوا کا ہضم ہو جانا، دوسری نئی بیماری ہے

قابلِ ایں گفتہا شو گوش دار — تاکہ از زر سازمت من گوشوار
ان باتوں کو قبول کرنے والا بن، توجہ سے سُن — تاکہ میں تیرے لئے سونے کے آویزے بناؤں

[1] مشغولِ حال: چونکہ وارداتِ میں مصروف ہوتا ہے۔ فکرِ مآل۔ عاشق رضا و تسلیم کی وجہ سے انجام سے بھی بے فکر ہوتا ہے۔ ہم عرب ما۔ یعنی بدو اور ٹھلیا اور بادشاہ کی عطا کا جو قصہ ہم نے نقل کیا ہے وہ ایک مثال ہمارے اور اللہ تعالے کے معاملہ کی ہے ہم وہ عبادتیں اور تحفے پیش کرتے ہیں جنکی اسکے یہاں کمی نہیں ہے وہ پھر بھی قبول فرماتا ہے۔ ان باتوں کا وہی انکار کریگا جو راندہ درگاہ ہوگا۔ عقل را شو۔ عقل کو بمنزلہ شوہر کے سمجھو اور نفس و طبیعتِ انسانی کو بمنزلہ عورت کے سمجھو اور دونوں کے مکالمہ کو عقل اور نفس کا مکالمہ سمجھو۔ تشنو، دولت باطنی ایک حقیقت ہے لیکن طبائع مختلفہ میں اسلئے کچھ انکار کرتی ہیں کچھ اقرار کرتی ہیں۔

[2] جزو و کل یعنی ہم بار بار اللہ کو کُل سے اور انسانوں کو جزو سے تعبیر کرتے آرہے ہیں لیکن اس سے مراد حقیقی جزئیت اور کلیت نہیں ہے۔ اللہ اجزا سے منزہ ہے نیز وہ نسبت بھی مراد نہیں ہے جو خوشبو اور پھول میں ہے اسلئے کہ اللہ تعالے حادث صفات سے پاک ہے بلکہ جزو اور کُل سے یہاں مراد تابع اور متبوع ہے۔ گر شوم۔ جو نسبت میں نے بیان کی اس میں بھی اشکالات ہیں لیکن اگر اسطرح کے اشکال اور جواب کے درپے ہو جاؤنگا تو حقائق بیان کر سکونگا صبر کُن، صبر سے ذوق اور وجدان پیدا ہوگا جس سے سب اشکالات حل

گوشوارہ چہ کہ کانِ زر شوی / تا بماہ و تا ثریا بر شوی
آویزہ کیا ہوتا ہے بلکہ تو سونے کی کان بنجائے گا / یہاں تک کہ چاند اور ثریا سے بھی بالاتر ہوجائیگا

اوّلاً[1] بشنو کہ خلقِ مختلف / مختلف جانند از یا تا الف
پہلے سُن لے کہ مختلف مخلوق / الف سے یا تک مختلف حقیقتیں ہیں

در حروفِ مختلف شور و شکے ست / گرچہ از یک رو ز سر تا پا یکے ست
مختلف حروف (تہجی) میں (اختلاف کا) شور اور شک ہے / اگرچہ ایک اعتبار سے سر سے پیر تک ایک ہیں

از یکے رو ضد و یک رو متحد / از یکے رو ہزل و از یکرو جد
ایک پہلو سے (ایک دوسرے کے) مخالف دوسرے (پہلو سے) متحد ہیں / جیسا کہ کوئی جملہ ایک پہلو سے مذاق اور دوسرے پہلو سے مقصود ہو

پس[2] قیامت روزِ عرضِ اکبر ست / عرضِ او خواہد کہ بازیب و فرست
قیامت (کا دن) بڑی پیشی کا دن ہے / پیشی وہ چاہے گا جو شان و شوکت سے ہے

ہر کہ چوں ہندو بد و سودائی ست / روزِ عرضش نوبتِ رسوائی ست
جو کوئی ہندو کی طرح بُرا اور سودائی ہے / اُس کے لئے پیشی کا دن رُسوائی کا وقت ہے

چوں ندارد روئے ہمچوں آفتاب / او نخواہد جز شبِ ہمچوں نقاب
جو شخص آفتاب جیسا چہرہ نہ رکھتا ہو / وہ نقاب کی طرح رات کے سوا کچھ نہ چاہے گا

برگ یک گل چوں ندارد خارِ او / شد بہاراں دشمنِ اسرارِ او
جبکہ اُس کا کانٹا پھول کی ایک پتی بھی نہ رکھتا ہو / موسمِ بہار اُسکے چھپے ہوئے رازوں کا دشمن ہوگا

وانکہ[3] سر تا پا گل ست و سوسن ست / پس بہار او را دو چشمِ روشن ست
جو شخص سر سے پیر تک گل اور سوسن ہے / موسمِ بہار اُس کے لئے دو روشن آنکھیں ہیں

خارِ بے معنیٰ خزاں خواہد خزاں / تا زند پہلوئے خود با گلستاں
بے حقیقت کانٹا خزاں ہی خزاں چاہتا ہے / تاکہ گلستاں کا مقابلہ کر سکے

تا بپوشد حسنِ آن و ننگِ ایں / تا نہ بینی ننگ آن و رنگِ ایں
تاکہ وہ (خزاں) اُسکا حسن اور اسکا عیب ڈھک دے / تاکہ تو اُس کا عیب اور اس کا رنگ نہ دیکھ سکے

پس خزاں او را بہار ست و حیات / یک نماید سنگ و یاقوتِ زکات
اُس کے لئے خزاں بہار اور زندگی ہے / جو پتھر اور قیمتی یاقوت کو یکساں دکھاتی ہے

باغباں ہم داند آں را در خزاں / لیک دیدِ یک بہ از دیدِ جہاں
باغباں بھی اُس کو موسمِ خزاں میں جانتا ہے / لیکن ایک کا دیکھنا دنیا کے دیکھنے سے بہتر ہے

---

[1] اوّلاً بشنو۔ چونکہ انسان باوجود انسان ہونیکے مختلف طبائع رکھتے ہیں اسلئے بعض طبائع میں اِشکالات پیدا ہوتے ہیں۔ در حروف۔ انسانوں کے طبائع کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسے حروفِ تہجی میں اختلاف ہے۔ حالانکہ سب حروفِ تہجی ہی ہیں۔ از یکے رو۔ جیسا کہ بعض جملے ہوتے ہیں کہ جملہ ایک ہی ہے اور مذاق میں اسکے کچھ معنی ہیں اور جب حقیقت کے طور پر وہ بولا جائے تو دوسرے معنی ہوتے ہیں۔

[2] پس قیامت۔ اختلاف کے اسباب کو سمجھنے سے زیادہ ضروری ہے کہ اِس اختلاف کے نتائج پر غور کیا جائے جو قیامت میں ظاہر ہونگے۔ ہر کہ۔ جو لوگ شکوک و شبہات سے اپنے منہ کالے کئے ہوئے ہیں پیشی کے دن انکی بہت رُسوائی ہوگی۔ چوں ندارد۔ معارفِ الٰہیہ سے جن کے چہرے منوّر نہ ہونگے وہ منہ چھپائیں گے۔ برگ۔ جس کانٹے میں پھول کی ایک پتی بھی نہ ہو وہ موسمِ بہار میں اور زیادہ رسوا ہوتا ہے جبکہ دوسرے کانٹے دار درخت پھولوں سے لد جاتے ہیں۔

[3] وانکہ۔ جو شخص نیک اعمال سے مزیّن ہوگا قیامت کے دن وہ نہایت مسرور ہوگا۔ خار۔ بداعمال دوسروں کو بھی بداعمال دیکھنے کا خواہشمند ہوگا۔ پس۔ بداعمال چاہیگا کہ پیشی کا وقت نہ آئے تاکہ اچھے اور بُرے کی تمیز نہ ہوسکے۔ باغباں۔ یعنی شیخِ کامل انکی بداعمالی کو جانتا ہے۔ بداعمال کو چاہیئے کہ اُس شیخ کے سامنے اپنے مخفی احوال بیان کر کے اِصلاح کرائے تاکہ قیامت کے دن بیشمار مجمع اُسکے عیوب کو نہ دیکھ سکے۔

خود جہاں آں یک کس ست و آگہ است
وہ ایک شخص خود جہان ہے اور باخبر ہے

ہر ستارہ بر فلک جزوِ مہ است
آسمان کا ہر ستارہ چاند کا جزو ہے

خود جہاں آں یک کس ست و باقیاں
جہان وہی ایک شخص ہے اور باقی

جملہ اَتباع و طفیل اند اے فلاں
سب تابع اور طفیلی ہیں، اے فلاں!

اُو جہانِ کامل ست و مُفرد ست
وہ پورا جہان ہے اور اکیلا ہے

نسخۂ کُلِّ وجود اُو را بدست
وجودِ کُل کا نسخہ (حقیقتِ انسانیہ) اس کے ہاتھ میں ہے

پس ہمی گویند ہر نقش و نگار
ہر نقش و نگار یہ کہتا ہے

مژدہ مژدہ نک ہمی آید بہار
خوشخبری ہو خوشخبری اب بہار آتی ہے

تا بُوَد تاباں شگوفہ چوں زرہ
تاکہ شگوفے زرہ کی طرح چمکیں

تا کنند آں میوہ ہا پیدا گرہ
تاکہ میوے گچھے پیدا کریں

چوں شگوفہ ریخت میوہ سر کُند
جب شگوفہ جھڑا، میوہ نکلا

چونکہ تن بشکست جاں سر بر زند
جب جسم ختم ہوا روح ظاہر ہوئی

میوہ معنیٰ و شگوفہ صورتش
میوہ، معنی ہے اور شگوفہ اس کی صورت ہے

آں شگوفہ مژدہ میوہ نعمتش
شگوفہ خوشخبری ہے، میوہ اسکی نعمت ہے

چوں شگوفہ ریخت میوہ شد پدید
جب شگوفہ جھڑا، میوہ رُونما ہوا

چونکہ آں کم شد شد ایں اندر مزید
جب شگوفہ گھٹا تو یہ (میوہ) بڑھا

تا کہ ناں نشکست قوت کے دہد
جب تک روٹی نہ ٹوٹے، طاقت کب دیتی ہے!

ناشکستہ خوشہا کے مے دہد
نہ ٹوٹے ہوئے خوشے شراب کب بناتے ہیں

تا ہلیلہ نشکند با ادویہ
جب تک ہیڑ دواؤں میں نہ کُٹے

کے شود خود صحت افزا دردیہ
پھیپھڑے میں صحت افزا کب ہوتی ہے!

در صفتِ پیر و مطاوعت کردن با اُو
پیر کی تعریف اور اس کی تابعداری کرنے کا بیان

اے ضیاء الحق حسام الدیں بگیر
اے ضیاء الحق حسام الدین! لے

یک دو کاغذ بر فزا در وصفِ پیر
پیر کے بیان میں ایک دو کاغذ اور بڑھالے

گرچہ جسمت نازک ست و بس نزار
اگرچہ تیرا جسم نازک اور بہت لاغر ہے

بے تو نمی آید جہاں را بے تو کار
(لیکن) دنیا کا کام تیرے بغیر نہیں نکلتا ہے

---

۱ خود — شیخِ کامل خود ایک عالَم ہے۔ ہر ستارہ — یعنی دوسرے نیک لوگ اس کے اجزاء ہیں۔ باقیاں — باقی کی جمع ہے۔ اَتباع — تابع کی جمع ہے۔ اُو جہان — شیخ کامل اگرچہ ایک شخص ہے لیکن مکمل ایک جہان ہے وہ چاند ہے دوسرے ستارے ہیں۔ نسخۂ کُلِّ وجود — حقیقتِ انسانیہ کو تندرست رکھنے کا نسخہ اس کے پاس ہوتا ہے۔ پس — کائنات اپنے فانی ہونے کی وجہ سے قیامت کا پیغام دے رہی ہے تا بود — تاکہ جیسے زرہ کے حلقے چمکتے ہیں اسی طرح شگوفے چمک جائیں اور پھل آجائیں۔ یہ پیغام بہار ہی لئے ہے۔

۲ چوں — شگوفہ۔ شگوفہ کی پتیاں جھڑ جانے پر اندر سے پھل نمودار ہوتا ہے۔ چوں — روح کا جسم سے تعلق منقطع ہونے پر اُسکے آثار اور قوی ہو جاتے ہیں تو قیامت میں یہ آثار خوب ظاہر ہوں گے شگوفہ پھل کی آمد کا پیغام دیتا ہے آں شگوفہ — ایں پھل۔ تاکہ — روٹی کے ٹوٹ کر جب نوالے بنتے ہیں تو وہ بدن کو قوت پہنچاتی ہے، انگور ٹوٹنے کے بعد شراب بنتا ہے اسی طرح ہیڑ کے فائدے جب ہیں جب اسکو کوٹ کر دواؤں میں ملایا جائے۔ اسیطرح ریاضت اور مجاہدے سے بدن کو جبتک پامال نہ کروگے فائدہ نہ اٹھا سکوگے۔ ریہ — پھیپھڑا۔

۳ در صفت — اس سے پہلے کہا تھا

گرچہ جسمِ نازکت را زور نیست
اگرچہ تیرے نازک جسم میں طاقت نہیں ہے
لیک بے خورشید ما را نور نیست[۱]
لیکن سورج کے بغیر ہمارے لئے روشنی نہیں ہے

گرچہ مصباح و زجاجہ گشتۂ
اگرچہ تو چراغ اور قندیل بن گیا ہے
لیک سرخیلِ دل و سررشتۂ
لیکن (اے) دل کا پیشوا اور آغاز کار ہے

چوں سررشتہ بدست و کامِ تُست
جبکہ آغازِ کار تیرے ہاتھ میں اور منشا کے مطابق ہے
دُرّہائے عقدِ دل انعامِ تُست
دل کے ہار کے موتی تیرا انعام ہیں

بر نویس احوالِ پیرِ راہ داں
واقفِ راہ پیر کے احوال تحریر کر
پیر را بگزیں و عینِ راہ داں
پیر (کا دامن) تھام لے اور حقیقی راستہ پا لے

پیر تابستان و خلقاں تیرماہ
پیر، موسم بہار ہے اور مخلوق خزاں ہے
خلق مانندِ شب اند و پیر ماہ
مخلوق رات جیسی ہے اور پیر چاند ہے

کردہ ام بختِ جوان را نام پیر[۲]
میں نے جواں بخت کو پیر کہا ہے
کو ز حق پیر است نہ از ایام پیر
کیونکہ وہ خدا کی جانب سے پیر ہے عمر کی وجہ سے پیر نہیں ہے

او چناں پیر است کش آغاز نیست
وہ ایسا پیر ہے جس کی ابتداء نہیں ہے
با چناں دُرِّ یتیم انباز نیست
اور ایسے یکتا موتی کا کوئی شریک نہیں

خود قوی تر می بود خمرِ کہن
پرانی شراب خود زیادہ طاقتور ہوتی ہے
خاصہ آں خمرے کہ باشد مِن لدُن
خصوصاً وہ شراب جو علم لدنی کی ہو

خود قوی تر می شود خمرِ قدیم[۳]
پرانی شراب خود زیادہ قوی ہوتی ہے
آں کہن تر بہتر اے شیخِ علیم
اے دانا شیخ! جس قدر زیادہ پرانی ہو بہتر ہے

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
پیر (کا توسّل) اختیار کر، یہ سفر بغیر پیر کے
ہست بس پُر آفت و خوف و خطر
آفت اور خوف و خطر سے بہت پُر ہے

آں رہے کہ بار ہا تو رفتۂ
جس راستہ پر تو بار ہا چلا ہے
بے قلاوز اندر آں آشفتۂ
بغیر رہنما کے تو اس میں پریشان ہے

پس رہے را کہ ندیدستی تو ہیچ
پھر وہ راستہ جو تو نے کبھی نہیں دیکھا ہے
ہیں مرو تنہا ز رہبر سر مپیچ
خبردار! تنہا نہ جا (اور) رہبر سے انحراف نہ کر

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد
جو شخص بغیر پیر کے راستہ پر چلا
او ز غولاں گمرہ و در چاہ شد
وہ شیطانوں کی وجہ سے گمراہ اور ہلاک ہوا

۱؎ ما را نور نیست۔ ضیاء الحق مُرید ہیں۔ لیکن مولانا کی محبت میں ایسے الفاظ ذکر کر جاتے ہیں جو پیر کے لئے بولے جاتے ہیں۔ مصباح۔ چراغ۔ زجاجہ۔ قندیل۔ سرخیل۔ افسر، پیشوا۔ سررشتہ۔ ڈور کا سرا، باعث۔ کام۔ مقصد۔ عقد۔ ہار یعنی مثنوی۔ راہ سلوک۔ تابستان۔ موسم گرما جو موسم بہار ہوتا ہے۔ تیرماہ موسم خزاں۔

۲؎ نام پیر۔ پیر بوڑھے کو کہتے ہیں اور بزرگی چونکہ اکثر بڑھاپے میں آتی ہے لہٰذا پیر اور شیخ بزرگ کے معنی میں بولا جانے لگا۔ مولانا نے فرمایا کہ ضیاء الحق عمر کے اعتبار سے پیر نہیں ہیں بلکہ جوان ہیں اور بزرگی کے اعتبار سے پیر ہیں۔ آغاز نیست۔ پیری پیغمبری کا پرتو ہے اور حضورؐ نے فرمایا ہے میں اس وقت پیغمبر تھا جبکہ حضرت آدمؑ کا صرف پتلا بنا تھا۔ دُرِ یتیم۔ دُرِ یکتا۔ انباز۔ شریک، نظیر۔

۳؎ خود قوی تر۔ پیر کا بڑھاپا کمزوری کی دلیل نہیں ہے بلکہ کہنہ شراب کی طرح اس کی روحانی قوت اور تیز ہو جاتی ہے۔ من لدن یعنی من عند اللہ کی جانب سے علم لدنی۔ گزیں۔ گزیدن یعنی اختیار کرنا سے صیغہ امر ہے۔ خوف و خطر یعنی وساوس شیطانی کے خطرے۔ قلاوز۔ رہبر۔ آشفتن۔ پریشان ہونا۔ غول۔ چھلاوہ، شیطان۔ در چاہ شدن۔ ہلاک ہونا۔

گر نباشد سایۂ پیر اے فضول
اے فضول! اگر پیر کا سایہ نہ ہو

بس ترا سر گشتہ دارد بانگِ غول[1]
شیطان کی آواز تجھے بہت پریشان کرے گی

غولت از رہ افگند اندر گزند
شیطان تجھے گمراہ کر کے نقصان پہنچا دیگا

از تو داہی تر دریں رہ بس بدند
تجھ سے زیادہ چالاک اس راستہ میں بہت سے گمراہ ہو گئے ہیں

از نُبی بشنو ضلالِ رہروان
راستہ چلنے والوں کی گمراہی قرآن سے سُن

کہ چہ شاں کرد آں ابلیسِ بَد رواں
کہ انکے ساتھ بدذات شیطان نے کیا کیا ہے؟

صد ہزاراں سالہ رہ از جادہ دور
سیدھے راستے سے لاکھوں سال کی مسافت دور

بُرد شاں و کرد شاں اِدبار عور
انھیں لے گیا اور بدبختی کی وجہ سے انکو ننگا کر دیا

استخوانہا شاں ببین و موئے شاں
ان کی ہڈیاں اور بال دیکھ لے

عبرتے گیر و مراں خر سوئے شاں
عبرت حاصل کر، اور اُن کا راستہ نہ اختیار کر

گردنِ خر گیر و سوئے راہ کش
گدھے کی گردن پکڑ لے اور اسکو راستہ کیطرف کھینچ

سوئے رہبانان و رہ دانانِ خوش
(سیدھے) راستہ والوں اور راستہ کو خوب جاننے والوں کی طرف

ہیں مہل خر را و دست از وے مدار
خبردار! گدھے کو نہ چھوڑ اور اسکو آزاد نہ کر

زانکہ عشقِ اوست سوئے سبزہ زار
اس لئے کہ اس کا عشق سبزہ زار سے ہے

گر یکے دم تو بغفلت واہلیش[2]
اگر تو غفلت سے اسکو تھوڑی دیر کیلئے بھی آزاد چھوڑ دیگا

اُو رود فرسنگہا سوئے حشیش
دہ میلوں گھاس کی جانب چلا جائے گا

دشمنِ راہ است خر مستِ علف
گھاس کا عاشق گدھا، راستہ کا دشمن ہے

اے بسا خر بندہ را کردہ تلف
بہت سے اناڑیوں کو اس نے ہلاک کیا ہے

گر ندانی رہ ہر آنچہ خر بخواست
اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے، تو جو گدھا چاہے

عکسِ آں کن خود بود آں راہِ راست
اُس کے برخلاف کر وہی سیدھا راستہ ہوگا

شاوِرُوْہُنَّ پس آنگہ خالِفُوْا
ان (عورتوں) سے مشورہ کرو پھر خلاف کرو

اِنَّ مَنْ لَّمْ یَعْصِہِنَّ تَالِفٌ[3]
جو شخص انکے خلاف نہیں کرتا ہے ہلاک ہو جانیوالا ہے

با ہوا و آرزو کم باش دوست
خواہشِ نفسانی اور آرزو سے دوستی نہ کر

چوں یُضِلُّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہ اوست
کیونکہ وہی ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کرتی ہے

ایں ہوا را نشکند اندر جہاں
دنیا میں خواہشِ نفسانی کو پامال نہیں کرتی

ہیچ چیزے ہمچو سایہ ہمرہاں
کوئی چیز جیسا کہ ساتھیوں کا سایہ

---

[1] بانگ۔ شیطانی وساوس کی آواز۔ داہی۔ چالاک، یعنی تجھ سے زیادہ عقلمند بغیر پیر کے گمراہ ہوتے ہیں۔ نُبی۔ قرآن مجید، یعنی قرآن مجید میں بہت سی قوموں کے قصّے مذکور ہیں جنکو شیطان نے گمراہ کر دیا۔ اِدبار۔ بدبختی، نحوست۔ عور۔ ننگا، یعنی نیک اعمال سے خالی۔ خر سوئے کسے راندن۔ کسی کی طرف مائل ہونا، انکے راستہ پر چلنا، یعنی اُن ہلاک شدگان سے عبرت حاصل کرو انکا راستہ نہ اختیار کرو۔ خر۔ گدھا یعنی نفس۔ رہبانان۔ جمع ہے رہبان کی، بان علامت ہے اسم فاعل کی جیسے فیلبان، رہگیر۔ راہ داں۔ راستہ سے واقف۔ مہل۔ نہ چھوڑ، اہلیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔

[2] واہلیش۔ شین مفعول کی ضمیر ہے وا بمعنی کشادہ۔ ہلی۔ ہلیدن کا فعل مضارع ہے۔ فرسنگ۔ فرسخ جو تین میل کا ہوتا ہے۔ حشیش۔ گھاس۔ علف۔ گھاس چارہ۔ خر بندہ۔ اناڑی سوار جو سواری کے تابع ہوتا ہے۔ خر یعنی نفسِ انسانی۔ شاوِرُوْہُنَّ۔ اُن عورتوں سے مشورہ کرو، یہ حدیث ثابت نہیں ہے البتہ طَاعَةُ النِّسَاءِ نَدَامَةٌ عورت کی اطاعت ندامت کا باعث ہے حدیث صحیح ہے۔

[3] تالف اسم فاعل ہے ہلاک ہونے والا۔ چوں قرآن میں ہے وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور نہ اتباع کر خواہش

[illegible]

وصیّت کردنِ رسولِ خدا امیرِ علیؓ را کہ چوں ہر کسے بنوعِ طاعتے

رسولِ خدا کا (حضرت) علیؓ کو وصیت کرنا کہ جب ہر شخص اللہ کا تقرب کسی قسم کی اطاعت

تقرب بحق جوید تو تقرب جو بصحبتِ عاقل و بندہ خاص تا از

کے ذریعہ ڈھونڈتا ہے تو عقلمند اور خاص بندے کی صحبت کے ذریعہ تقرب چاہ تاکہ اُن

ایشاں ہمہ پیش قدم باشی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سب سے آگے بڑھ جائے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ

اِذَا تَقَرَّبَ النَّاسُ اِلٰی خَالِقِھِمْ بِاَنْوَاعِ الْبِرِّ فَتَقَرَّبْ اِلَی اللّٰہِ

اپنے خالق کا تقرب مختلف نیکیوں کے ذریعہ چاہیں تو اللہ کا عقل اور اسرارِ الٰہی

بِالْعَقْلِ وَالسِّرِّ تَسْبِقُھُمْ بِالدَّرَجَاتِ وَالزُّلْفٰی عِنْدَ النَّاسِ

کے ذریعہ تقرب چاہ، درجوں میں سب سے بڑھ جائے گا دنیا میں

فِی الدُّنْیَا وَعِنْدَ اللّٰہِ فِی الْاٰخِرَۃِ

لوگوں کے نزدیک اور آخرت میں اللہ کے نزدیک

گفت پیغمبر علیؓ را کاے علیؓ — شیرِ حقّیؓ پہلوانی پُردلی

حضرت) علیؓ سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے علیؓ! — تو اللہ کا شیر ہے، بہادر ہے، دلیر ہے ق

لیک بر شیری مکن ہم اعتمید — اندر آ در سایۂ نخلِ امید

لیکن تو شیری پر بھروسہ نہ کر — نخلِ امید کے سایہ میں آجا

ہر کسے گر طاعتے پیش آورند — بہرِ قربِ حضرتِ بیچون و چند

ہر شخص اگر عبادت پیش کرے — بے مثال اور بے نظیر کے دربار کی قربت کیلئے ق

تو تقرب جو بعقل و سرِّ خویش — نے چو ایشاں بر کمال و برِّ خویش

تو اپنی عقل اور محبت کے ذریعے نزدیکی حاصل کر — نہ کہ اُن کی طرح اپنے کمال اور نیکی (کی بنیاد) پر

تو درآ در سایۂ آں عاقلے[2] — کش نتاند برد از رہ ناقلے

تو اُس عقلمند کے سایہ میں آجا — جس کو راستہ سے کوئی ہٹانے والا نہ ہٹا سکے

پس تقرب جو بدو سوئے اِلٰہ — سر مپیچ از طاعتِ اُو ہیچ گاہ

اُس کے ذریعہ اللہ کا قرب طلب کر — کسی وقت (بھی) اُس کی فرمانبرداری سے گردن نہ موڑ

زانکہ اُو ہر خار را گلشن کند — دیدۂ ہر کور را روشن کند

اس لئے کہ وہ ہر کانٹے کو پھول بنا دیتا ہے — ہر اندھی آنکھ کو روشنی عطا کر دیتا ہے

---

[1] قال النبی۔ یہ حدیث ان الفاظ سے حدیث کے ذخیرے میں نہیں ہے مضمون صحیح ہے۔ شیرِ حق۔ حضرت علیؓ کا لقب اسد اللہ ہے۔ پہلوان۔ بہادر۔ اقویٰ پُردل۔ مضبوط دل والا۔ اعتمید۔ اعتماد کا امالہ ہے بھروسہ۔ نخلِ امید۔ یعنی مرشد۔ تقرب۔ قریب ہونا۔ عقل یعنی معرفتِ الٰہی۔ برّ۔ یعنی محبت یعنی نیک عمل۔

[2] عاقل۔ یعنی مردِ عارف۔ نتاند۔ نتواند کا مخفف ہے۔ ناقل۔ نقل کرنے والا۔ زانکہ شیخِ کامل، اُس انسان کو جو اعمالِ حسنہ سے خالی ہے نیک عمل بنا دیتا ہے۔ روشن کند یعنی قلبی بصیرت عطا کر دیتا ہے۔

ظلِ اُو اندر زمیں چوں کوہِ قاف[1] — رُوحِ اُو سیمرغ بس عالی طواف
اُس کا سایہ زمین پر کوہِ قاف کی طرح ہے — اُس کی رُوح اونچا چکر لگانے والا سیمرغ ہے

دست گیر د بندۂ خاصِ اِلٰہ — طالباں را می بَرَد تا پیشگاہ
اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ دستگیری کرتا ہے — (وہ) طالبوں کو (اللہ تعالیٰ کی) درگاہ تک لیجاتا ہے

گر بگویم تا قیامت نعتِ اُو — ہیچ آں را غایت و مُقطع مجُو
اگر میں قیامت تک اُس کی تعریف کروں — اُس کی انتہا اور خاتمہ کی اُمید نہ کر

آفتابِ رُوح نے آنِ فلک — کز نورش زندہ اند انس و مَلک
(وہ) روح کا سورج ہے آسمان کیطرف منسوب نہیں ہے — اُس کے نُور سے انسان اور فرشتے زندہ ہیں

در بشر رُو پوش گشت ست آفتاب — فہم کُن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
سورج انسان (کے جسم) میں رُوپوش ہے — سمجھ لے، اور اللہ (تعالیٰ) بہتر جانتا ہے

یا علیؓ از جملۂ طاعاتِ راہ — بر گزیں تو سایۂ خاصِ اِلٰہ
اے علیؓ! راہِ (حق) کی تمام اطاعتوں میں سے — اللہ (تعالیٰ) کے مخصوص (بندہ) کے سایہ کو اختیار کر

ہر کسے در طاعتے بگریختند — خویشتن را مخلصے انگیختند
ہر شخص ایک اطاعت کی پناہ لے رہا ہے — (اور) اپنے لئے نجات کی جگہ نکال رہا ہے

تو برو در سایۂ عاقِل گریز — تا رہی زاں دشمنِ پنہاں ستیز
تو جا عقلمند کے سایہ کی پناہ لے — تاکہ چھپ کر لڑنے والے دشمن سے نجات پالے

از ہمہ طاعات اینت لائق سبقت — سبق یابی بر ہر آں کو سابق ست
تیرے لئے یہ تمام اطاعتوں سے زیادہ مناسب ہے — ہر آگے بڑھنے والے سے تو سبقت لے جائیگا

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو — ہمچو موسیٰ[2] زیرِ حکمِ خضرؑ رو
جب پیر بنالے خبردار! سرِ اطاعت رکھدے — موسیٰ (علیہ السلام) کیطرح حضرت خضرؑ کے حکم کے ماتحت چل

صبر کُن بر کارِ خضرؑ اے بے نفاق — تا نہ گوید خضرؑ رَو ہٰذا فراق
اے مخلص! خضرؑ کے کام پر صبر کر — تاکہ خضرؑ یہ نہ کہہ دے کہ جا یہ جُدائی ہے

گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن — گرچہ طفلے[3] را کُشد تو مو مکن
خواہ وہ (خضرؑ) کشتی توڑدے تو اعتراض نہ کر — خواہ وہ بچے کو مار ڈالے تو رنج نہ کر

دستِ اُو را حق چو دستِ خویش خواند — تا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ براند
جب خدا نے اُسکے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے — یہانتک کہ "اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھ پر ہے" فرمایا ہے

---

[1] کوہِ قاف۔ شاعرانہ تخیل کے اعتبار سے کوہِ قاف پوری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے یعنی شیخِ کامل کا سایہ پورے عالم پر ہوتا ہے۔ سیمرغ۔ فرضی پرندہ ہے جس کے پروں میں تیس خوشنما رنگ ہیں۔ دستگیرد۔ مردِ عارف دستگیری کرتا ہے۔ پیشگاہ یعنی دربارِ خداوندی۔ غایت۔ انتہا۔ مُقطع۔ خاتمہ۔ آن۔ ملکیت۔ آفتاب یعنی شیخِ کامل کی روح۔ خاصِ اِلٰہ۔ اللہ کا مخصوص بندہ۔ مخلص۔ نجات کی جگہ۔ پنہاں ستیز۔ شیطان چھپا ہوا دشمن ہے۔ اینت۔ ایں برائے تو۔

[2] ہمچو موسیٰ۔ حضرت موسیٰؑ جب خضرؑ سے تعلیم حاصل کرنے لگے تو بالکلیہ اُن کے حکم کے تابع بنگئے تھے۔ ہٰذا فراق جب حضرت موسیٰؑ سے صبر نہ ہوا تو حضرت خضرؑ نے انسے کہدیا اب جدا ہو جاؤ۔ کشتی حضرت خضرؑ نے اُس کشتی میں سوراخ کر دیا جسمیں سوار ہوئے تھے۔

[3] طفلے۔ حضرت خضرؑ نے معصوم بچّہ کو مار ڈالا تھا۔ مو کُنَد۔ بال نوچنا، رنجیدہ ہونا۔ یَدُ اللّٰہ۔ شجرۂ رضوان کے نیچے جب آنحضورؐ نے صحابہؓ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت لی تھی اُس کے بارے میں قرآن نے کہا ہے کہ وہ نبی کا ہاتھ نہ تھا بلکہ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر تھا۔

دستِ حق میراندش زندش کند
زندہ چہ بُود جانِ پایندش کند

اللہ (تعالیٰ) کا ہاتھ اُس کو مارتا ہے تو اُسکو زندہ کرتا ہے
زندہ کیا ہوتا ہے اُس کو ابدی زندگی عطا کرتا ہے

یار باید راہ را تنہا مرو
از سرِ خود اندریں صحرا مشو

کوئی راستہ کا یار چاہئے تنہا نہ جا
اِس جنگل میں تنہا نہ جا

ہر کہ تنہا نادِر ایں رہ را برید
ہم بعونِ ہمتِ مرداں رسید

(ایسا) کم ہے کہ تنہا کسی نے یہ راستہ طے کیا ہو
وہ بھی بزرگوں کی باطنی توجہ کی وجہ سے پہنچا ہوگا

دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست
دستِ اُو جز قبضۂ اللہ نیست

پیر کا ہاتھ غیر حاضر لوگوں سے (بھی) کوتاہ نہیں ہے
اُس کا ہاتھ اللہ (تعالیٰ) ہی کا ہاتھ ہے

غائباں را چوں چنیں خلعت دہند
حاضراں از غائباں لاشک بہند

جب وہ غیر حاضر لوگوں کو ایسا انعام دیتے ہیں
تو لا محالہ حاضر لوگ غیر حاضروں سے بہتر ہیں

غائباں را چوں نوالہ می دہند
پیشِ مہماں تا چہ نعمتہا نہند

جب وہ غیر حاضر لوگوں کو لقمہ دیتے ہیں
تو مہمان کے سامنے کیا کیا نعمتیں رکھتے ہونگے؟

کو کسے کو پیشِ شہ بندد کمر
با کسے کو ہست از بیرونِ در

کجا وہ شخص جو بادشاہ کے سامنے کمر کسے ہوئے ہو
اُس شخص کے مقابلہ میں جو دروازہ سے باہر ہو

فرق بسیار ست ناید در حساب
آں ز اہلِ کشف و ایں ز اہلِ حجاب

بہت فرق ہے جو حساب میں نہیں آتا ہے
وہ اہلِ کشف میں سے ہے اور یہ اہلِ حجاب میں سے ہے

جہد آں کن تا رہے یابی درون
ورنہ مانی حلقہ وار از در بروں

وہ کوشش کر تا کہ اندر کا راستہ پالے
ورنہ زنجیر کی طرح دروازہ سے باہر رہ جائے گا

چوں گزیدی پیر نازک دل مباش
سُست و ریزندہ چو آب و گِل مباش

جب تو نے پیر بنا لیا تو نازک دل نہ بن
گارے کی طرح سُست اور بکھرنے والا نہ بن

نرم گوید سخت گوید خوش بگیر
تا کُند بر جملہ میرانت امیر

(پیر) نرم بات کہے (یا) سخت کہے خوشی سے قبول کر
تاکہ تجھے تمام سرداروں کا سردار بنادے

ور بہر زخمے تو پُر کینہ شوی
پس کجا بے صیقل آئینہ شوی

اگر ہر تکلیف پر تو غصہ سے بھرے گا
تو بغیر مانجھے کس طرح صاف ہو گا؟

قصۂ کبودی زدن قزوینی بر شانہ گاہ و پشیماں شُدن اُو بزخمِ سوزن

ایک قزوینی کا کندھے پر گدوانا اور زخمِ سوزن کی وجہ سے شرمندہ ہونے کا قصہ

ا؎ میراندش۔ حضرت خضرؑ نے جس بچہ کو مارا وہ اُس کی موت نہ تھی بلکہ اُس کی حیات جاودانی تھی۔ بہر کیف تنہا۔ بغیر شیخ کامل کے کسی کو شاذ و نادر کوئی مرتبہ حاصل ہوا ہے تو وہ بھی دراصل کسی بزرگ کی روح کا تصرف ہے۔ دستِ پیر۔ شیخ کا ہاتھ دراصل اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

۲؎ غائباں را ـــــــ شیخ کا فیض اگرچہ غائبانہ بھی پہنچتا ہے لیکن جن کو قرب حاصل ہوتا ہے وہ یقیناً بہتر ہیں۔ کو کسے۔ جو لوگ شاہی دربار کے حاضر باش ہوتے ہیں وہ یقیناً اُن سے افضل ہوتے ہیں جو دربار تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اہلِ کشف۔ جنکو شیخ کی صحبت نصیب ہوتی ہے وہ اہلِ کشف ہوتے ہیں۔ اہلِ حجاب۔ جو لوگ مجلس سے غیر حاضر ہیں اُن کو علومِ الٰہی کا کشف حاصل نہیں ہوتا ہے۔ حلقہ۔ زنجیر مکان سے باہر رہتی ہے۔

۳؎ نازک دل۔ وہ شخص جو معمولی سی بات پر رنجیدہ ہو جائے۔ نرم۔ شیخ کی ہر بات کو تسلیم کرنا ضروری ہے خواہ ناگوار ہو یا گوارا۔ زخم۔ یعنی مجاہدہ کی تکالیف برداشت کئے بغیر آئینۂ دل پر صیقل نہیں چڑھتی ہے۔ کبودی زدن۔ بدن کو گودوانا۔ قزوینی۔ قزوین کا رہنے والا جو عراق کا ایک شہر ہے۔

ایں حکایت بشنو از صاحب بیاں
در طریق و عادتِ قزوینیاں

بیان کرنے والے سے یہ قصہ سُن
جو قزوینیوں کی عادت اور رسم کے بارے میں ہے

بر تن و دست و کتفہا بے درنگ
میزنند از صورتِ شیر و پلنگ

جسم، ہاتھ اور کاندھے پر بلا تردد
شیر اور تیندوے کی تصویر گُدواتے ہیں

بر چُنیاں صورت پیاپے بے گزند
از سرِ سوزن کبودیہا زنند

اس طرح کی تصویر پر پے در پے بلا تکلف
سوئی کی نوک سے گودتے ہیں

سوئے دلاک[1] بشُد قزوینئے
کہ کبودم زن بِستاں شیرینئے

ایک قزوینی نائی کے پاس گیا
کہ میرے گود دے (اور) شیرینی لے لے

گفت چہ صورت زنم اے پہلواں
گفت بر زن صورتِ شیرِ ژیاں

اُس نے کہا اے پہلوان! کیا تصویر بناؤں؟
کہا، غضبناک شیر کی تصویر بنا دے

طالعم[2] شیر ست نقشِ شیر زن
جہد کُن رنگ کبودی سیر زن

میرا طالع اسد ہے، شیر کی تصویر بنا دے
کوشش کر، دل بھر کے گود دے

گفت بر چہ موضعت صورت زنم
گفت بر شانہ گہم زن آں رقم

اُس نے کہا، تیرے کس جگہ تصویر بناؤں؟
کہا میرے کندھے پر نقش کر دے

تا شود پشتم قوی در رزم[3] و بزم
با چنیں شیرِ ژیاں در عزم و حزم

تاکہ رزم اور بزم میں میری کمر مضبوط ہو جائے
ایسے خوفناک شیر کی وجہ سے پختہ کاری اور پختہ ارادہ میں

چونکہ اُو سوزن فرو بردن گرفت
درد آں در شانہ گہ مسکن گرفت

اُس نے جب سوئیاں چبھانی شروع کیں
اُس کی تکلیف کندھے میں ہونے لگی

پہلواں در نالہ آمد کاے سنی
مر مرا کشتی چہ صورت می زنی

پہلوان نے رونا شروع کر دیا کہ اے بھلے انس!
تُو نے تو مجھے مار ڈالا، کیا تصویر بنا رہا ہے؟

گفت آخر شیر فرمودی مرا
گفت از چہ عضو کردی ابتدا

اُس نے کہا، تو نے شیر بنانے کے لئے کہا ہے
کہا، کس عضو سے تُو نے شروع کیا ہے؟

گفت از دُمگاہ آغازیدہ ام
گفت دُم بگذار اے دو دیدہ ام

اُس نے کہا میں نے دُم کی طرف سے شروع کیا ہے
کہا، اے نورِ چشم! دُم بنانی چھوڑ دے

از دُم و دُمگاہِ شیرم دم گرفت
دُم گاہ اُو دم گہم محکم گرفت

دُم اور دم کی جگہ سے شیر نے میرا سانس گھونٹ دیا
اُس کی دم کی جگہ نے میرے سانس لینے کی جگہ کو دبا دیا

۱؎ دلاک۔ حجام، نائی۔ شیرینی۔ یعنی گودنے کی اُجرت۔ پہلواں۔ جوانمرد سپاہی۔ شیر ژیاں۔ غضبناک شیر۔ برزن۔ بنا دو ہے۔

۲؎ طالع۔ نجم، کسی کی پیدائش کے وقت بارہ برجوں میں سے جو برج مشرق سے نمودار ہو وہ پیدا ہونے والے کا طالع کہلاتا ہے۔ شیر یعنی برج اسد۔ سیر زن۔ یعنی پوری طرح گود۔ موضع۔ مقام۔ شانہ۔ کندھا۔ رقم۔ نشان

۳؎ رزم۔ جنگ۔ بزم۔ مجلسِ نشاط۔ عزم۔ پختہ ارادہ۔ حزم۔ ہوشیاری۔ فرو بردن۔ گاڑنا۔ مسکن۔ جگہ، بستی۔ اچھا آدمی۔ دُمگاہ۔ دُم کی جگہ۔ دم گرفت۔ سانس رُک گیا۔ دم گہ۔ سانس کی جگہ۔ محکم۔ مضبوط۔

شیرِ بے دُم باش گو اے شیر ساز
کردلم سُستی گرفت از زخمِ گازؔ
بے دُم کا شیر سہی، اے شیر بنانے والے! اوزار کے زخم نے میرا دل نڈھال کر دیا ہے

جانبِ دیگر گرفت آں شخص زخم
بے محابا و مواساتے و رحم
وہ شخص دوسری جانب زخم کرنے لگا بے دھڑک اور بغیر ہمدردی اور رحم کے

بانگ زد اُو کایں چہ اندام ست ازو
گفت اُو گوش ست اے مردِ نکو
وہ چیخا، یہ اُس کا کونسا عضو ہے؟ اُس نے کہا، اے نیک مرد! یہ کان ہے

گفت تا گوشش نباشد اے ہمام
گوش را بگذار و کوتہ کن کلام
اس نے کہا، اے سردار! اُس کا کان نہ ہو کان کو چھوڑ دے، اور قصہ مختصر کر

جانبِ دیگر خلش آغاز کرد
باز قزوینی فغاں را ساز کرد
اُس نے دوسری جانب چبھانا شروع کیا پھر قزوینی نے شور کرنا شروع کر دیا

کایں سُوم جانب چہ اندام ست نیز
گفت اینست اِشکمِ شیر اے عزیز
کہ یہ تیسری جانب کون عضو ہے؟ اُس نے کہا، اے پیارے! یہ شیر کا پیٹ ہے

گفت تا اِشکم نباشد شیر را
خود چہ اِشکم می بباید شیر را
اُس نے کہا، شیر کا پیٹ بھی نہ ہو شیر کو پیٹ کی کیا ضرورت ہے؟

گشت افزوں درد کم زن زخمہا
اِشکمے چہ شیر را بہرِ خدا
درد بہت بڑھ گیا، زخم کم کر خدا کے لئے شیر کے لئے پیٹ کی کیا ضرورت ہے؟

خیرہ شُد دلاک بس حیراں بماند
تا بدیر انگشت در دنداں بماند
نائی متعجب ہوا اور حیران رہ گیا دیر تک اُنگلی دانتوں میں دبائے رہا

برزمیں زد سوزن آندم اوستاد
گفت در عالم کسے را ایں فتاد
اُس وقت اُستاد نے سوئی زمین پر پھینک دی بولا، دنیا میں کسی کو ایسا بھی پیش آیا ہو گا؟

شیرِ بے دُم و سر و اِشکم کہ دید
ایں چنیں شیرے خدا خود نافرید
بے دُم، سر اور پیٹ کا شیر کس نے دیکھا ہے؟ ایسا شیر تو خدا نے کوئی پیدا ہی نہیں کیا ہے

چوں نداری طاقتِ سوزن زدن
از چنیں شیرِ ژیاں پس دم مزن
جب تو سوئی چبھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے ایسے خوفناک شیر کے بارے میں بات نہ کر

اے برادر صبر کُن بر دردِ نیش
تا رہی از نیشِ نفسِ گبرِ خویش
اے بھائی! سوئی کے درد پر صبر کر تاکہ تو اپنے بے دین نفس کے ڈنک سے نجات پائے

ؔ گاز۔ قینچی، جراحی کا اوزار۔ محابا۔ مروّت، لحاظ۔ مواسات۔ غمخواری، معاونت۔ اندام۔ عضو۔ ہمام۔ سردار، بزرگ۔ خلش۔ چبھن۔ فغاں۔ فریاد۔

ؔ اِشکم۔ شکم، الف زائد ہے۔ خیرہ۔ حیران، سرگشتہ، پریشان۔ نافرید۔ نہ آفرید۔ سوزن زدن یعنی گودنے کے لئے سوئیں چبھانا۔

ؔ شیرِ ژیاں۔ غضبناک شیر۔ رہی۔ تو نجات پائے، رہیدن سے واحد مخاطب مضارع ہے۔ گبر۔ آتش پرست، یہاں مطلقاً کافر مراد ہے۔ یہ مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنی انسان اگر مجاہدوں اور ریاضتوں کی تکلیف برداشت کر لیتا ہے تو پھر نفسِ امّارہ سے بچ جاتا ہے ورنہ اسی طرح محروم رہتا ہے جیسا کہ قزوینی محروم رہا۔

کاں گروہیکہ رہیدند از وجود ۔۔۔ چرخ و مہر و ماہ شاں آرد سجود
اس لئے کہ جو لوگ اپنے وجود سے آزاد ہو گئے ہیں ۔۔۔ آسمان اور سورج اور چاند اُن کو سجدہ کرتا ہے

ہر کہ مُرد اندر تنِ اُو نفسِ گبر ۔۔۔ [1] مر وُرا فرماں بَرد خورشید و ابر
جن کے بدن میں بے دین نفس مر گیا ہے ۔۔۔ سورج اور ابر اُن کا حکم مانتا ہے

چوں دلش آموخت صبر افروختن ۔۔۔ آفتاب اُو را نیارد سوختن
جب اس کا دل صبر کو روشن کرنا سیکھ جاتا ہے ۔۔۔ سورج اُس کو نہیں جلا سکتا

گفت حق در آفتابِ منتجم ۔۔۔ ذکرِ تزَّاوَر کذا عن کہفہم
روشن سورج کے بارے میں اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ۔۔۔ اُن کے غار سے بچ کر نکل جاتا ہے

[2] خفتگانے کز خدا بُد کارِ شاں ۔۔۔ مَیل کردے آفتاب از غارِ شاں
وہ سونے والے جن کا معاملہ خدا سے تھا ۔۔۔ سورج اُن کے غار سے کترا جاتا تھا

خار جملہ لطف چوں گل می شود ۔۔۔ پیشِ جزوے کُو سوئے کل می شود
کانٹا پھول کی طرح پُر لطف ہو جاتا ہے ۔۔۔ اس جزو کے سامنے جو کُل سے وابستہ ہوتا ہے

چیست تعظیمِ خدا افراشتن ۔۔۔ خویشتن را خوار و خاکی داشتن
خدا کی عظمت کو ظاہر کرنا کیا ہے؟ ۔۔۔ اپنے آپ کو ذلیل اور مٹی بنا لینا ہے

چیست توحیدِ خدا آموختن ۔۔۔ خویشتن را پیشِ واحد سوختن
اللہ (تعالیٰ) کی واحدانیت سیکھنا کیا ہے؟ ۔۔۔ اپنے آپ کو "واحد" کے سامنے فنا کر دینا ہے

[3] گر ہمی خواہی کہ بفروزی چو روز ۔۔۔ ہستیِ ہمچوں شبِ خود را بسوز
اگر تو چاہتا ہے کہ دن کی طرح منوّر ہو جائے ۔۔۔ (تو) اپنی رات جیسی ہستی کو جلا ڈال

ہستیت در ہستِ آں ہستی نواز ۔۔۔ ہمچو مس در کیمیا اندر گداز
وجود عطا کرنے والے کے وجود میں اپنے وجود کو ۔۔۔ تانبے کی طرح کیمیا میں پگھلا دے

در من و ما سخت کردستی دو دست ۔۔۔ ہست ایں جملہ خرابی از دو ہست
"من و ما" کو تو نے مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے ۔۔۔ دو وجودوں کی وجہ سے یہ ساری خرابی ہے

رفتنِ گرگ و روباہ در خدمتِ شیر بشکار
بھیڑیے اور لومڑی کا شیر کے ساتھ شکار کو جانا

شیر و گرگ و رُوبہے بہرِ شکار ۔۔۔ رفتہ بودند از طلب در کوہسار
شیر اور بھیڑیا اور لومڑی شکار کے لئے ۔۔۔ جستجو کرتے ہوئے پہاڑ میں پہنچ گئے تھے

---

[1] مر وُرا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ اللہ نے تمہارے تابع فرمان بنا دیا ہے اُن چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ تزاور۔ قرآن پاک میں اصحاب کہف کے قصہ میں فرمایا گیا ہے۔ "جب آفتاب نکلتا ہے تو داہنی جانب سے بچ کر نکل جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں جانب سے کترا جاتا ہے" یعنی سورج کی تپش اُن کو نہیں پہنچتی ہے۔ منتجم۔ روشن۔ کہف۔ غار۔

[2] خفتگانے۔ یعنی اصحاب کہف جو غار میں سوئے ہوئے تھے۔ غار۔ یعنی جو لوگ ذاتِ واحد میں اپنے آپ کو فنا کر دیتے ہیں اُنکے لئے کانٹے پھول بن جاتے ہیں۔ چیست۔ یعنی توحید یہی ہے کہ ذاتِ احد میں اپنے آپ کو فنا کر دے۔

[3] گر۔ اگر تو منوّر ہونا چاہتا ہے تو اپنی ذات کو فنا کر دے۔ ہستیت۔ اپنی ہستی کو خدا کی ہستی میں پگھلا دے۔ دو ہست۔ دو ہستیاں۔ رفتن گرگ۔ اس قصہ سے مقصود یہی ہے کہ بھیڑیئے نے غیر کے مقابلہ میں انانیت اختیار کی اور دوئی کو ختم نہ کیا تو خود فنا ہو گیا لہٰذا انسان کی بھی دوئی مٹانے میں ہی نجات ہے۔

ہر سہ[۳] باہم اندراں صحرا ز ژرف[۱] — صید ہا گیرند بسیار و شگرف
(تاکہ) تینوں مل کر گھنے جنگل میں — بہت، اور عمدہ (قسم کا) شکار کریں

تا بہ پُشتِ ہمدگر بر صید ہا — سخت بر بندند بار و قید ہا
تاکہ ایک دوسرے کی مدد سے شکاروں پر — سخت دباؤ ڈالیں، اور گرفت میں لائیں

گرچہ ز ایشاں شیرِ نر را ننگ بود — لیک کرد اکرام و ہمراہی نمود
اگرچہ وہ بہادر شیر کے لئے موجبِ عار تھے — لیکن اُس نے عزّت افزائی کی اور ساتھ ہو گیا

ایں چنیں شہ را ز لشکر زحمت است — لیک ہمرہ شد جماعت رحمت است
اس جیسے بادشاہ کو لشکر سے تکلیف ہوتی ہے — لیکن ساتھ ہو گیا، (اس لئے کہ) جماعت رحمت ہے

ایں چنیں مہ را ز اختر ننگہا است — او میانِ اختراں بہرِ سخاست
اسی طرح چاند کو ستاروں سے شرم آتی ہے — (لیکن) وہ از راہِ کرم ستاروں کے درمیان ہے

امرِ شاوِرْہُم[۲] پیمبر را رسید — گرچہ رائے نیست رائش را مزید
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اُن سے مشورہ کرنے کا حکم ملا ہو — اگرچہ کوئی رائے اُس کی رائے سے بڑھ کر نہیں ہے

در ترازو جَو رفیقِ زر شدہ ست — نے از انکہ جَو چو زر جوہر شدہ ست
ترازو میں جَو سونے کا ساتھی بن گیا ہے — اِس لئے نہیں کہ جَو سونے کی طرح جوہر بن گیا ہے

روح قالب را کنوں ہمرہ شدہ ست — مدتے سگ حارسِ[۳] درگہ شدہ ست
اب روح جسم کے ساتھ ہو گئی ہے — مدت تک کتا دربار کا محافظ رہا ہے

چونکہ رفتند ایں جماعت سوئے کوہ — در رکابِ شیر با فرّ و شکوہ
جب یہ جماعت پہاڑ پر گئی — شان و شوکت سے شیر کے ساتھ

گاوِ کوہی و بز و خرگوشِ زفت — یافتند و کارِ ایشاں پیش رفت
پہاڑی گائے اور بکرا اور موٹا خرگوش — انھوں نے پکڑ لیا اور اُن کا کام چل گیا

ہر کہ باشد در پئے شیرِ حراب — کم نیاید روز و شب او را کباب
جو کوئی جنگجو شیر کے ساتھ ہو — اُس کے لئے دن و رات میں کباب کی کمی نہ ہوگی

چوں ز کہ در بیشہ آوردند شاں — کشتہ و مجروح اندر خوں کشاں
جب پہاڑ سے اُنھیں جنگل میں لائے — مُردہ اور زخمی، خون میں لتھڑے ہوئے

گرگ و روبہ را طمع بود اندراں — کہ رود قسمت بعدلِ خسرواں
اُن میں بھیڑئیے اور لومڑی کی خواہش تھی — کہ شاہی انصاف سے تقسیم ہو

[۱] ژرف۔ گہرا۔ شگرف۔ اچھا۔ پُشت۔ مدد۔ بار و قید۔ دباؤ اور گرفت۔ ننگ۔ شرم و عار۔ اکرام۔ عزت کرنا۔ جماعت۔ یدُ اللہِ علی الجماعۃ۔ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ ایں چنیں۔ اِن مثالوں کا مقصد یہ ہے کہ کاملین اگر ناقصین کو ساتھ لگا لیتے ہیں تو اُس سے ناقصین کو مغرور نہ ہونا چاہئے بلکہ ناقصین کو شکر گزار ہونا چاہئے کہ وہ اپنا نقصان کر کے اُن کا بھلا کر رہے ہیں۔

[۲] امر۔ قرآن پاک میں ہے اے پیغمبر جنگ کے بارے میں اُن سے مشورہ لیجئے پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو خدا پر بھروسہ کریں۔ در ترازو۔ جو کو یہ شرافت سونے کے ساتھ ہونے کی وجہ سے حاصل ہو گئی ہے۔ روح۔ جسم کو روح کے ساتھ رہنے سے یا جو کو سونے کے ساتھ تُل جانے سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ جسم اور جو کو کوئی ذاتی فضیلت حاصل ہو گئی ہے جسم کو روح کی معیت سے فائدہ پہنچا۔

[۳] حارس۔ نگہبان۔ گاوِ کوہی۔ نیل گائے۔ بز۔ بکری۔ زفت۔ موٹا، فربہ۔ ہر کہ۔ اسی طرح اولیاء کے ساتھ رہنے سے نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ حراب۔ جنگ۔ کہ۔ کوہ کا مخفف ہے۔ بیشہ۔ جھاڑی، جنگل۔ خسرو۔ بادشاہ۔ خسرو اور کسرو دونوں جائز ہیں۔ کسرو اولیٰ ہے۔

عکسِ طمعِ ہر دو شاں بر شیر زد
شیر پر اُن دونوں کے لالچ کا عکس پڑا
شیر دانست آں طمع ہا را سند[1]
شیر اُن لالچوں کے ثبوت کو جان گیا

ہر کہ باشد شیرِ اسرار و امیر
جو شخص اسرار (کے میدان) کا شیر اور سردار ہو
اُو بداند ہر چہ اندیشد ضمیر
وہ جان جاتا ہے، جو کچھ دل سوچتا ہے

ہیں نگہدار اے دلِ اندیشہ خُو
خبردار بُرے وسوسوں کے عادی دل! محفوظ رکھ
دل ز اندیشہ بدی در پیشِ اُو
دل کو اُس کے سامنے، بُرے خیال سے

داند[2] اُو خر را ہمی راند خموش
وہ جانتا ہے (پھر بھی) کام چلاتا ہے
در رُخت خندد برائے رُوئے پوش
پردہ پوشی کے لئے تیرے سامنے مُسکراتا ہے

شیر چوں دانست آں وسواسِ شاں
شیر کو جب اُن کے وسوسے معلوم ہوگئے
وانگفت و داشت آں دم پاسِ شاں
کُھل کر نہ بتایا اور اُن سے رعایت برتی

لیک با خود گفت بنمایم سزا
لیکن اُس نے دل میں کہا (ابھی) سزا دیتا ہوں
مر شمارا اے خسیسانِ گدا
تمہیں اے کمینے فقیرو!

مر شمارا بس نیامد رائے من
تمہارے لئے میری رائے کافی نہ ہوئی
ظنِ تاں اینست در اعطائے من
میری بخشش میں تمہارا یہ خیال ہے

اے وجودِ رائے تاں از رائے من[3]
خبردار! تمہاری رائے کا وجود میری رائے سے ہے
از عطا ہائے جہاں آرائے من
میری دنیا کو سجانے والی عطاؤں کی وجہ سے ہے

نقش با نقاش چہ اِسگالد دگر
نقش، نقاش کو کیا سوجھائے
چوں سگالش اُوش بخشید و نظر
جبکہ اُسکی سوچ و نگاہ اُسی کی بخشی ہوئی ہے

ایں چنیں ظنِ خسیسانہ بمن
مجھ پر ایسے کمینہ پن کا گمان
مر شمارا بود ننگانِ زمن
تمہارا تھا، تم زمانے کیلئے (باعث) عار ہو

ظانّین باللہ ظنّ السّوء را
خدا کے ساتھ بدگمانی کرنیوالوں کا
گر نہ برّم سر بود عینِ خطا
اگر میں سر نہ قلم کروں تو غلطی ہے

وا رہانم چرخ را از ننگِ تاں
تمہارے (وجود کی) ذلت سے آسمان کو نجات دلاؤنگا
تا بماند در جہاں ایں داستاں
تاکہ یہ قصہ دنیا میں (مثال بنا) رہے

شیر با ایں فکر می زد خندہ فاش
شیر اس خیال میں بظاہر ہنستا تھا
بر تبسّم ہائے شیر ایمن مباش
شیر کی مسکراہٹوں پر مطمئن نہ ہو جانا

---

[1] سند۔ ثبوت۔ ضمیر۔ دل۔ لہٰذا مُرید کو شیخ کے متعلق دل میں وسوسے نہ لانے چاہئیں ورنہ شیخ اُنکو جان لیگا۔ یعنی شیخ اپنے مرید کے چھپے ہوئے خیالات کو سمجھ جاتا ہے لہٰذا اُس کی مجلس میں بُرے خیالات دل میں نہ لانے چاہئیں۔

[2] داند اُو۔ یعنی وہ جانتا ہے لیکن ظاہر نہیں کرتا ہے۔ خر راندن خموش۔ سوار کا گدھے کی خواہش کے مطابق سفر کرنا، کام چلانا، دوسرے کی خواہش کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لینا۔ در رُخت۔ تیرے سامنے مُسکراتا ہے تاکہ تو کچھ نہ سمجھ سکے۔ خسیس۔ کمینہ۔ رائے من۔ میری رائے پر تمہیں اعتماد نہیں ہے بلکہ تم اپنے آپ کو حصہ دار سمجھتے ہو۔

[3] رائے من۔ تمہاری رائے اور تمہارا وجود میری رائے کے تابع ہے۔ نقش۔ نقش نقاش کی دین ہے، نقش نقاش کو کیا بتائے گا۔ ننگانِ زمن۔ تمہارا وجود دنیا کے لئے عار کا سبب ہے۔ تا بماند۔ تاکہ تمہاری سزا دوسروں کے لئے عبرت کا سبب بنے۔ خندہ۔ ہنسی۔ فاش۔ ظاہر، کھلا ہوا۔

مالِ دنیا شد تبسم[1] ہائے حق — کرد ما را مست و مغرور و خلق
دنیا کی دولت اللہ تعالیٰ کی مسکراہٹیں ہیں — جنھوں نے ہمیں مست اور مغرور اور بوسیدہ بنا دیا ہے

فقر و رنجوری بہشت ست اے سند — کاں تبسم دام خود را بر کند
اے سردار! فقیری اور بیماری بہشت ہے — کیونکہ اسکی وجہ سے مسکراہٹ اپنا جال اکھاڑ لیتی ہے

امتحان کردنِ شیر گرگ را و گفتن کہ ایں صید ہا را قسمت کُن

شیر کا بھیڑئیے کو آزمانا اور کہنا کہ ان شکاروں کو تقسیم کردے

گفت شیر اے گرگ ایں را بخش کُن — معدلت را نو کُن اے گرگِ کہن
شیر نے کہا، اے بھیڑئیے! اس کو تقسیم کردے — اے پرانے بھیڑئیے! انصاف (کی رسم) تازہ کر

نائب[2] من باش در قسمت گری — تا پدید آید کہ تو چہ گوہری
تقسیم کرنے میں میرا قائم مقام بن جا — تاکہ معلوم ہو جائے کہ تجھ میں کیا جوہر ہے؟

گفت اے شہ گاوِ وحشی بخشِ تست — آں بزرگ و تو بزرگ و زفت و چست
(بھیڑیا) بولا اے شاہ! نیل گائے تیرا حصہ ہے — یہ بھی بڑی ہے اور تو بھی بڑا اور عظیم اور رشہ زور ہے

بز مرا کہ بز میانہ است و وسط — روبہا! خرگوش بستاں بے غلط
بکری میری ہے کیونکہ بکری درمیانی اور متوسط (چیز) ہے — او لومڑی! تو خرگوش لے لے، بلا غلطی کے

شیر گفت اے گرگ چوں گفتی بگو — چونکہ من باشم تو گوئی ما و تو
شیر نے کہا او بھیڑئیے! تو کیا بکتا ہے بتا؟ — جبکہ میں موجود ہوں، تو میرے تیرے کی کیا بات کرتا ہے؟

گرگ خود چہ سگ بود کو خویش دید — پیشِ چوں من شیرِ بے مثل و ندید
بھیڑیا کیا کتا ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے — مجھ جیسے بے مثل اور انوکھے شیر کے ہوتے ہوئے

گفت پیش آ اے خرے کو خود خرید[3] — پیشش آمد پنجہ زد او را درید
اس نے کہا، او خود پسند گدھے! آگے آ — وہ آگے آیا، اس نے پنجہ مارا، اس کو پھاڑ ڈالا

چوں ندیدش مغز و تدبیرِ رشید — در سیاست پوستش از سر کشید
جب (شیر نے) اس میں مغز اور بھلی تدبیر نہ دیکھی — سزا میں اس کی کھال کھینچ لی

گفت چوں دیدِ منت از خود نبرد — ایں چنیں جاں را بباید زار مرد
(شیر نے) کہا، جب میرا دیدار تیری خودی نہ مٹا سکا — ایسی جان کو ذلیل ہو کر مرجانا چاہیے

چوں نگشتی فانی اندر پیشِ من — فرض آمد مر ترا گردن زدن
تو جب میرے سامنے فانی نہ ہوا — تجھے قتل کر دینا ضروری ہوا

---

[1] تبسم۔ مسکراہٹ، ہنسی۔ مطلب۔ مالِ دنیا یعنی دنیا کی دولت بظاہر تو نعمت ہے لیکن مصائب کا سبب ہے لہٰذا اس کو اللہ تعالیٰ کا زہرِ خند سمجھو۔ خَلَق۔ بوسیدہ۔ سَنَد۔ سردار۔ دام یعنی اگر فقر اختیار کرلو گے تو اس زہر خند سے بچ جاؤ گے۔ قسمت۔ تقسیم۔ بخش کن تقسیم کردے۔ مَعدلت۔ انصاف۔ گرگِ کہن۔ پرانا بھیڑیا، تجربہ کار۔

[2] نائب۔ قائم مقام۔ گوہر۔ اصل و نسل۔ وسط۔ درمیانہ۔ بستاں۔ ستاندن بمعنی لینا کا صیغہ امر ہے۔ ما و تو۔ تو تو میں میں۔ خویش دید۔ خود بینی۔ ندید۔ جس کی مثال نہ دیکھی گئی ہو۔ خر یعنی احمق۔

[3] خود خرید یعنی اپنی قدر و قیمت لگاتا ہے۔ مغز۔ قابلیت، جوہر۔ رشید۔ ٹھیک، درست۔ سیاست۔ سزا۔ پوست از سر کشیدن۔ کھال کھینچ لینا، مار ڈالنا۔ دیدِ منت۔ یعنی دیدارِ من ترا۔ از خود بردن۔ بے خود کر دینا۔ زار مردن۔ ذلیل موت مرنا۔

گرچہ غالب در ارم اندر بذلِ فضل[1]
اگرچہ عنایت فرمائی کرمیں غالب رکھتا ہوں

گاہ گاہے ہم کُنم از عدل فضل
(لیکن) کبھی کبھی انصاف کو ترجیح دیدیتا ہوں

کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ جز وجہِ اُو
سوائے اُس کی ذات کے ہر چیز فنا ہو جانیوالی ہے

چوں نہ در وجہِ اُو ہستی مجو
جب تو اسکی ذات میں نہیں (سمایا) ہو ہستی کی اُمید نہ رکھ

ہر کہ اندر وجہِ ما باشد فنا
جو ہماری ذات میں فنا ہو جائے

کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ نبُود جزا
اُس کی سزا کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ نہیں ہوتی ہے

زانکہ در اِلّاست[2] اُو از لا گذشت
اِس لئے کہ وہ اِلّا میں ہے لَا سے گذر گیا

ہر کہ در اِلّاست اُو فانی نگشت
جو شخص اِلّا میں داخل ہے فانی نہ ہوا

ہر کہ بر در او من و ما می زند
جو دروازے پر میں اور تو کا اعلان کرے

رَدِّ باب ست اُو و بر لا می تند
وہ دروازے سے مردود اور لَا کے درجہ میں مقیم ہے

قصۂ آں کس کہ در یارے بکوفت اُو از دروں گفت کیستی

اُس شخص کا قصہ کہ جس نے دوست کے دروازے پر دستک دی اُس نے اندر سے پوچھا کہ کون

گفت مَنَم گفت چوں توئی در نمی کشایم کہ ہیچ کس را از

ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں ہوں اُس نے جواب دیا کہ تو ہے تو میں دروازہ نہیں کھولوں گا

یاراں نمی شناسم کہ اُو "من" گوید برو

کیونکہ میں اُس کو دوست نہیں سمجھتا جو اپنے آپکو "میں" کہنے والا ہو جا۔

آں یکے آمد درِ یارے بزد
ایک شخص آیا، دوست کا دروازہ کھٹکھٹایا

گفت یارش کیستی کیں در مزد
اُسکے دوست نے کہا تو کون ہے اس دروازہ کو کھٹکھٹا

گفت من گفتش برو ہنگام نیست
اُس نے کہا "میں" اُس نے اس سے کہا جا (طاقات کا) وقت نہیں ہے

بر چنیں خوانے مقامِ خام[3] نیست
ایسے خوان پر کچے کی جگہ نہیں ہے

خام را جز آتشِ ہجر و فراق
کچے کو سوائے ہجر اور جُدائی کی آگ کے

کہ پزد کہ وارہاند از نفاق
کون پختہ بنا سکتا ہے تا کہ اسکو نفاق سے نجات دے

چوں توئی تو ہنوز از تو نرفت
جبکہ تیری خودی ابھی تک تجھ میں سے نہیں گئی ہے

سوختن باید ترا در نارِ تفت
تجھے دہکتی آگ میں جلا دینا چاہیئے

پشیمان شدنِ آں گوئندہ کہ مَنَم و غربت و ریاضت و

اُس "میں" کہنے والے کا شرمندہ ہونا اور ایک سال تک بے وطنی

[1] بذلِ فضل یعنی رحم و کرم سے کام لیتا ہوں۔ گاہ کبھی رحم و کرم پر انصاف کو ترجیح دیتا ہوں اور جو انصاف کا تقاضہ ہوتا ہے وہی کرتا ہوں۔ کُلُّ شَیْءٍ۔ قرآنِ پاک میں فرمایا گیا ہے "اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔

در وجہ اُو۔ جو شخص اپنی ذات کو ذاتِ باری میں فنا کرے گا وہی بچے گا ورنہ ہلاک ہو جائیگا کیونکہ صرف اُسکی ذات فنا سے بچے گی۔

[2] در اِلّا یعنی اُسکی ذات ہلاکت سے مستثنیٰ رہنے والی چیز میں داخل ہے۔ از لا یعنی ہلاک ہونیوالی چیز نہ رہی فانی۔ یعنی وہ ذاتِ احد میں داخل ہو گیا جسکے لئے فنا نہیں ہے۔

من و ما۔ یعنی اسکے دروازے پر دوئی ختم ہو جانی چاہیئے ورنہ مردود بارگاہ ہوگا اور ہلاک ہو جائے گا۔ قصہ۔ جبتک دو دوستوں میں "میں" اور "تو" کا معاملہ ہے آنمیں یکتائی نہیں ہے اور نہ حقیقی دوستی ہے۔ من۔ یعنی اُسنے اپنے وجود کو دوست کے وجود سے جُدا سمجھا۔

[3] خام۔ یعنی جو دوئی کا قائل ہے اور دوستی میں کچا ہے۔ نفاق یعنی دوئی۔ توئی تو۔ یعنی تیرا "تو" ہونا۔ تفت۔ تند و تیز۔ یعنی تا کہ دوستی میں پختہ ہو جائے۔ پشیمان۔ یعنی وہ دوست شرمندہ ہوا اور ریاضت اور مجاہدوں سے اُس نے

غرامتِ یک سال کشیدن و باز گشتنِ مُستغفر بر
اور محنت اور مشقت برداشت کرنا اور معافی کے لئے دروازے پر واپس آنا

درِ خانہ و پُرسیدنِ صاحب خانہ کہ کیست بر در و جواب
اور صاحبِ خانہ کا دریافت کرنا دروازے پر کون ہے؟ اور اس کا جواب

گفتنِ آں کہ توئی بر در و نفیِ منیِ خود
میں کہنا کہ دروازے پر تو ہی ہے اور اپنے وجود کا انکار کرنا

رفت آں مسکین و سالے در سفر — در فراقِ دوست سوزید از شرر[۱]
وہ بیچارہ چلا گیا اور ایک سال تک سفر میں — دوست کے فراق میں چنگاریوں سے جلتا رہا

پختہ گشت آں سوختہ پس باز گشت — باز گردِ خانۂ انباز گشت
وہ (آتشِ فراق سے) جلا ہوا پختہ ہو گیا، پھر لوٹا — دوبارہ دوست کے گھر کی طرف روانہ ہوا

حلقہ زد بر در بصد ترس و ادب — تا نہ بجہد بے ادب لفظے زلب
نہایت خوف اور ادب سے دروازہ کھٹکھٹایا — تاکہ مُنہ سے کوئی بے ادبی کا لفظ نہ نکلے

بانگ زد یارش کہ بر در کیست آں — گفت بر در ہم توئی اے دلستاں
اُسکے دوست نے آواز دی، دروازہ پر کون ہے؟ — اس نے کہا اے دوست! دروازہ پر بھی تو ہی ہے

گفت اکنوں چوں منی اے من در آ — نیست گنجائے دو من در یک سرا
اس نے کہا، اب "تو" "میں" ہے تو اے میں اندر آ جا — ایک گھر میں "دو" "میں" کی گنجائش نہیں ہے

چوں یکے باشد ہمہ نبود دوئی — ہم منی بر خیزد آنجا ہم توئی
جب سب ایک ہو جائیں دوئی نہیں رہتی ہے — وہاں "میں" اور "تو" ختم ہو جاتا ہے

نیست سوزن را سرِ رشتہ دوتا[۲] — چونکہ یکتائی دریں سوزن در آ
سوئی میں دو دھاگے نہیں ہوتے — جب تو ایک بن گیا ہے، سوئی میں آ جا

رشتہ را باشد بسوزن ارتباط — نیست در خور با جمل سمّ الخیاط
دھاگے اور سوئی میں مناسبت ہے — سوئی کا ناکا، اونٹ کے مناسب نہیں ہے

کے شود[۳] باریک ہستیِ جمل — جز بمقراضِ ریاضات و عمل
اونٹ کا وجود باریک نہیں ہو سکتا ہے — عمل اور ریاضتوں کی قینچی کے بغیر

دستِ حق باید مر آں را اے فلاں — کاں بود بر ہر محالے کُن فکاں
اے فلاں! اس کام کے کیلئے خدا کا ہاتھ چاہیئے — کیونکہ وہ ہر ناممکن پر "کُن فکاں" ہوتا ہے

۱ شرر۔ چنگاری یعنی جدائی کی آگ۔ انباز۔ شریک، دوست۔ ترس۔ خوف۔ ہم توئی۔ یعنی دروازہ پر تو ہی ہے میں اپنے وجود کو ختم کر چکا ہوں اور دوئی مٹا چکا ہوں۔ چوں منی۔ یعنی اب جبکہ "تو" "میں" بن گیا ہے اور دوئی ختم ہو گئی ہے۔ گنجا۔ گنجائش۔

۲ دوتا۔ دو سرو کا دھاگا سوئی کے ناکے میں نہیں آتا ہے یکتائی جب دونوں کو بٹا کر ایک کر دیا جائے تو سوئی کے ناکے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ارتباط۔ تعلق۔ در خور۔ لائق۔ جمل۔ اونٹ۔ سم الخیاط۔ سوئی کا سوراخ۔ قرآنِ پاک میں ہے کافر جنت میں نہ جائیں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔

۳ کے شود۔ موٹا نفس ریاضتوں کے ذریعہ ہی سے دبلا بنایا جا سکتا ہے تب ہی وہ سلوک کے تنگ مقامات سے گذر سکتا ہے۔ مقراض۔ قینچی۔ دستِ خود یعنی نفسِ انسان کو کسی قابل بنانے کیلئے دستِ قدرت ہی کی ضرورت ہے جسکے لئے ہر ناممکن بھی ممکن ہے۔ کُن فکاں۔ یعنی حضرتِ حق کا کُن سے حکم ہر محال اور ناممکن کو موجود کر دیتا ہے۔

هر محال از دستِ او ممکن شود
ہر ناممکن اُس کے ہاتھ سے ممکن ہوجاتا ہے

هر حَرُوں از بیمِ او ساکن شود
اُس کے خوف سے ہر سرکش ساکن ہوجاتا ہے

اکمہ[۱] و ابرص چہ باشد مُردہ نیز
نابینا اور کوڑھی کیا ہوتا ہے، مُردہ بھی

زندہ گردد از فسونِ آں عزیز
اُس غالب کے منتر سے زندہ ہوجاتا ہے

واں عدم کز مُردہ مُردہ تر بود
وہ عدم جو مُردے سے بھی زیادہ مُردہ ہوتا ہے

در کفِ ایجادِ او مضطر بود
اُس کے ایجاد کے ہاتھ میں بے اختیار رہتا ہے

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ بخواں
"کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ" کو پڑھ

مر ورا بے کار و بے فعلے مداں
اُس کو بیکار اور بغیر کام کے نہ سمجھ

کمتریں کارش ہر روز ست آں
اُس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتا ہے

کو سہ لشکر را کند ایں سو رواں
کہ وہ تین لشکر اس طرف روانہ کرتا ہے

لشکرے زِ اصلاب[۲] سوئے اُمہات
ایک لشکر (باپوں کی) پُشت سے ماؤں کیجانب

بہرِ آں تا در رحم روید نبات
تاکہ وہ رحم میں اُگے

لشکرے زِ ارحام سوئے خاکداں
ایک لشکر ماؤں کے رحموں سے دنیا کیطرف

تا ز نر و مادہ پُر گردد جہاں
تاکہ دنیا نر اور مادہ سے بھری رہے

لشکرے از خاکداں سوئے اجل
ایک لشکر دنیا سے موت کی جانب

تا ببیند ہر کسے حُسنِ عمل
تاکہ ہر شخص اچھے عمل کو دیکھے

باز بیشک پیش از انہا می رسد
پھر بیشک اُن (تینوں لشکروں) کے پہلے پہنچتی ہے

آنچہ از حق سوئے جانہا می رسد
وہ چیز (شہوتِ جماع) جو اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے روحوں میں آتی ہے

وانچہ از جانہا بدلہا می رسد
وہ چیز (شہوتِ جماع) جو روحوں سے دلوں میں پہنچتی ہے

وانچہ از دلہا بگِلہا می رسد
اور وہ جو دلوں سے جسموں میں پہنچتی ہے

ایں ہمہ لشکرہائے حق بیحد و مر
دیکھو! اللہ (تعالیٰ) کے لشکر بیحد و حساب ہیں

از پئے ایں گفت ذِکْرٰی لِلْبَشَر[۳]
اسی لئے فرمایا ہے "ذِکْرٰی لِلْبَشَر"

ایں سخن پایاں ندارد ہیں بتاز
ہاں، اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے، چل

سوئے آں دو یارِ پاک و پاکباز
اُن دو پاکباز اور پاک دوستوں کے قصہ کیجانب

[۱] اکمہ۔ پیدائشی اندھا۔ اَبرص۔ کوڑھی۔ فسون۔ منتر، یہاں کلمہ کُن مُراد ہے۔ عزیز۔ اللہ تعالیٰ۔ عدم۔ معدوم چیز مُردے سے بھی زیادہ مُردہ ہے لیکن کلمۂ کُن سے موجود ہوجاتی ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ہر دن وہ کسی کام میں ہے۔

[۲] اَصلاب صُلب کی جمع ہے، کمر کی ہڈی۔ اُمہات۔ اُم کی جمع ہے ماں۔ رحم۔ بچہ دان۔ نبات۔ زمین سے اُگنے والی چیزیں۔ خاکداں۔ زمین۔ اجل۔ موت۔ باز۔ یعنی ان تین لشکروں کے علاوہ ایک طاقت ہے جو اللہ کی جانب سے بدنِ انسانی میں پیدا کی جاتی ہے جسکی وجہ سے انسان جماع پر قادر ہوجاتا ہے۔

[۳] ذِکْرٰی لِلْبَشَر۔ سورۂ مدثر میں ہے۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ وَمَا هِیَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَر یعنی پروردگار کے لشکروں کو سوائے پروردگار کے اور کوئی نہیں جانتا ہے اور یہ انسان کے لئے عبرت ہیں۔

خواندنِ آں یار یارِ خود را پس از تربیت یافتن

اُس دوست کا دوست کو تربیت پانے کے بعد بلانا

گفت یارش کاندر آاے جملہ من[1] — نے مخالف چوں گُل وخارِ چمن
دوست نے اُس سے کہا اے میرے سب کچھ اندر آجا — (اب ہم) چمن کے پھول اور کانٹے کی طرح مخالف نہیں ہیں

رِشتہ یکتا شد غلط کم شد سنوں — گر دُوتا[2] بینی حروفِ کاف ونوں
دھاگا اکہرا ہوگیا، اب (دوئی کی) غلطی ختم ہوگئی ہے — اگرچہ تو حرفِ کاف اور نون کو دُو عدد دیکھتا ہے

ق

کاف ونوں ہمچوں کمند آمد جذوب — تا کشاند مرعدم را در خطوب
کاف اور نون (ملکر) کمند کی طرح کھینچنے والے بنگئے ہیں — تاکہ عدم کو بڑے کاموں کی طرف کھینچ کر لائیں

پس دُوتا باید کمند اندر صُوَر[2] — گرچہ یکتا باشد آں دُو در اثر
بظاہر کمند دوہری ہونی چاہیئے — اگرچہ نتیجہ میں دونوں مل کر اکہرے ہوجائیں

گر دُو پا گر چار پا رہ را بُرد — ہمچو مقراضِ دُو پا یک تا بُرد
خواہ دُو پایہ ہو یا چار پایہ جب راستہ چلتا ہے — دُو پاؤں والی قینچی کی طرح ایک راستہ قطع کرتا ہے

آں دُو انبازانِ گازر[2] را ببیں — ہست در ظاہر خلافِ آن و ایں
اُن دُو شریک دھوبیوں کو دیکھ — بظاہر یہ اور وہ مخالف ہیں

آں یکے کرپاس در جُو می زند — واں دگر انباز خُشکش می کُند
ایک کپڑے کو نہر میں ڈالتا ہے — دوسرا شریک اُس کو خشک کرتا ہے

باز اُو آں خشک را تر می کُند — گوئیا ز استیزہ ضد بر می تند
پھر وہ اُس خشک کو تر کر دیتا ہے — گویا جھگڑے کی وجہ سے مخالف کام کرتا ہے

لیک آں دُو ضدِّ[5] استیزہ نما — یکدل و یک کار باشد اے فتا
لیکن دونوں مخالف بظاہر جھگڑا کرنے والے — اے نوجوان! ایک دل اور ایک کام میں ہیں

ہر نبیؑ و ہر ولیؒ را مسلکے ست — لیک تا حق می برد جملہ یکے ست
ہر نبی اور ہر ولی کا ایک الگ راستہ ہے — لیکن اللہ تعالےٰ تک پہنچانے میں سب ایک ہیں

روئے درہم کشیدن از سخن بہ سببِ ملالتِ مُستمعان
سننے والوں کی بے توجہی کی وجہ سے بات کرنے سے روگردانی کرنا

چونکہ جمعِ مُستمع را خواب بُرد — سنگہائے آسیا را آب بُرد
چونکہ سننے والوں کے مجمع کو نیند آگئی ہے — (اللہ تعالےٰ نے) چکی کے پاٹوں کو چلانیوالا پانی بند کردیا

رفتنِ ایں آب فوقِ آسیاست — رفتنش در آسیا بہرِ شماست
اس پانی (یعنی اسرار) کی آمد چکی (ہونٹ) سے دور (دل میں) ہے — چکی (ہونٹوں) میں جاری ہونا تمہارے لئے ہے

---

[1] جملہ من۔ یعنی تو میرا مجموعہ ہے۔ غلط۔ یعنی دوئی۔ کاف ونون۔ یعنی کلمہ کُن کے کاف اور نون۔ جذوب۔ جذب کرنیوالا کشاند۔ کشاندن بمعنی کشیدن سے مضارع ہے۔ خطوب۔ خا کے فتحہ کے ساتھ خطب بمعنی امر عظیم کی جمع ہے۔ پس دُوتا۔ پہلے اشعار میں یکتائی کا بیان تھا اب سمجھاتے ہیں کہ یکتائی سے دُو وجودوں کا ایک ہونا مراد نہیں ہے بلکہ عمل کی یکسانیت مراد ہے۔ جانور کے پیر متعدد ہیں کام ایک ہے، قینچی کے پر دُو ہیں عمل ایک ہے، دُو دھوبی کام کرتے ہیں کام ایک ہے۔

[2] صُوَر۔ صورت کی جمع ہے اثر۔ نتیجہ۔ مقراض۔ قینچی۔ گازر۔ دھوبی۔ انباز۔ شریک۔ کرپاس۔ سوتی کپڑا۔ جو۔ نہر۔ استیزہ۔ جنگ۔

[5] دُو ضد۔ دونوں دھوبی جو ایک دوسرے کے مخالف کام کرتے ہیں۔ مسلک۔ مذہب مشرب۔ ملالت۔ تنگدلی۔ مُستمعان۔ سننے والے۔ مولانا کو مثنوی کا املا کرانے میں کچھ انقباض ہوا جسکی وجہ سننے والوں کی غفلت تھی۔ آسیا۔ چکی۔ فوقِ آسیا یعنی دل۔ آسیا یعنی ہونٹ۔

چوں شما را حاجتِ طاحوں[1] نماند — آب را در جوئے اصلی باز راند
جب تمہیں چکی (ہونٹوں کے کلام) کی ضرورت نہ رہی — پانی کو اصل نہر (دل) کی جانب پھر جاری کر دیا

ناطقہ سوئے دہاں تعلیم راست — ورنہ خود آں آب را جوئے جداست
(قوتِ گویائی) منہ میں تمہاری تعلیم کے لئے ہے — ورنہ اس پانی کی نہر علیحدہ (دل میں) ہے

می رود بے بانگ و بے تکرارہا — تَحۡتَهَا الۡاَنۡهَارُ تا گلزارہا
وہ (پانی) جاری ہے بغیر شور اور نزاع کے — اُن چمنوں تک جن کے نیچے نہریں ہیں

اے خدا جاں را تو بنما آں مقام — کاندرو بے حرف می روید کلام
اے خدا روح کو وہ مقام دکھا دے — جس میں بغیر حروف کے کلام پیدا ہوتا ہے

تاکہ سازد جانِ پاک از سر قدم — سوئے عرصہ دور پہنائے عدم
تاکہ پاک روح سر کے بل جائے — اُس میدان کی جانب جو وسیع اور معدوم ہے

عرصہ بس باکشاد و با فضا — ویں خیال[2] و ہست یابد زو نوا
وہ میدان (عالمِ غیب) جو وسیع اور پُر فضا ہے — یہ عالمِ مثال اور عالمِ شہود اس سے سازوسامان پاتا ہے

تنگ تر آمد خیالات از عدم — زاں سبب باشد خیال اسبابِ غم
(عالمِ) مثال عدم (عالمِ غیب) سے چھوٹا ہے — اسی وجہ سے (عالمِ) مثال غم کا سبب بنتا ہے

باز[3] ہستی تنگ تر بود از خیال — زاں شود در وے قمر ہمچوں ہلال
پھر (عالمِ) شہود (عالمِ) مثال سے چھوٹا ہے — اسی وجہ سے اُس میں قمر ہلال جیسا بن جاتا ہے

باز ہستیِ جہانِ حس و رنگ — تنگ تر آمد کہ زندانیست تنگ
پھر حس و رنگ کے جہاں کا وجود — بہت تنگ ہے بلکہ وہ تو تنگ قیدخانہ ہے

علتِ تنگی ست ترکیب و عدد — جانبِ ترکیب حس ہا می کشد
مرکب اور معدود ہونا تنگی کا سبب ہے — حواس مرکب کی جانب کشش کرتے ہیں

زاں سوئے حس عالمِ توحید داں — گر یکے خواہی بداں جانب براں
عالمِ توحید حس سے پرے سمجھ — اگر تو (عالمِ) توحید کی خواہش رکھتا ہے اُس جانب قدم بڑھا

امرِ کُن یک فعل بود و نون و کاف — در سخن افتاد و معنٰی بود صاف
کُن کا امر ایک فعل تھا اور نون اور کاف — لفظوں میں آیا ورنہ مدلول اور (لفظوں سے) پاک تھا

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد — تا چہ شد احوالِ گرگ اندر نبرد
اِس بات کا آخر نہیں ہے واپس لوٹ — معرکے میں بھیڑیئے کا کیا حال ہوا؟

۱ طاحون - چکی - جوئے اصلی - یعنی دل - ناطقہ - قوتِ گویائی - ورنہ - یعنی اسرارِ خداوندی کی اصل جگہ قلب ہے - بانگ - آواز - تکرار - بحث - انہار - نہر کی جمع ہے - اے خدا یعنی وہ مقام عطا فرمائے جہاں الہام ہو - عرصہ - میدان - دور - وسیع - عدم یعنی عالمِ غیب -

۲ خیال یعنی عالمِ مثال - ہست - یعنی عالمِ شہادت - نوا - سامان - خیالات یعنی عالمِ مثال - عدم یعنی عالمِ غیب - غم - غم کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ واقعہ کی پوری حکمت منکشف نہ ہو، عالمِ مثال میں عالمِ غیب کے اعتبار سے روح کو انکشافِ تام حاصل نہیں ہوتا ہے اسلئے اُس کو رنج پہنچتا ہے -

۳ باز ہستی - یعنی عالمِ شہود، عالمِ مثال کے اعتبار سے تنگ ہے اسی لئے غم میں چاند جیسے چہرے ہلال جیسے بن جاتے ہیں - علتِ تنگی یعنی عالمِ ناسوت کی تنگی اسکے مادی ہونے کی وجہ سے ہے مادی ہونے کی وجہ سے وہ معدود اور مرکب بن گیا ہے - حس - یعنی عالمِ مثال اور عالمِ شہادت - عالمِ توحید - عالمِ غیب جس میں پہنچ کر توحید کا پورا انکشاف ہو جاتا ہے - کُن - یعنی لفظ کُن پہلے کلام نفسی تھا جو حروف اور آواز سے منزہ تھا پھر کلام لفظی بن گیا - نبرد - جنگ -

ادب کردنِ شیر گرگ را بجہت بے ادبیِ او

شیر کا بھیڑیئے کو اُس کی بے ادبی پر سزا دینا

گرگ را بر کند سر آں سرفراز[1] — تا نماند دُو سری[1] و امتیاز

اُس معزز (شیر) نے بھیڑیئے کا سر توڑ ڈالا — تاکہ دوہری سرداری اور امتیاز نہ رہے

فَانْتَقَمْنَا مِنْھُمْ[1] ست اے گرگِ پیر — چوں نبودی مُردہ[2] در پیشِ امیر

اے بوڑھے بھیڑیئے! "ہم نے اُنسے بدلے لیا" ہے — جبکہ تو حاکم کے سامنے مُردہ نہ بنا

بعد ازاں رُو شیر با رُوباہ کرد — گفت ایں را بخش کُن از بہرِ خورد

اِس کے بعد شیر نے لومڑی کا رُخ کیا — بولا، اِس کو کھانے کے لئے تقسیم کر دے

سجدہ کرد و گفت کایں گاوِ سمین — چاشت خوردت باشد اے شاہِ مہین

(لومڑی نے) سجدہ کیا اور کہا یہ موٹی نیل گائے — اے بڑے بادشاہ! تیرا ناشتہ ہے

واں بُز از بہرِ میانہ روز را — یخنیِ باشد شہِ فیروز را

اور وہ بکری دوپہر کے لئے — فیروز مند بادشاہ کے لئے یخنی ہوگی

واں دِگر خرگوش بہرِ شام ہم — شبچرہ اے شاہ با لُطف و کرم

اور وہ دوسرا خرگوش شام کے لئے — نُقل ہے، اے مہربان خوش مزاج بادشاہ!

گفت اے رُوبہ تو عدل افروختی — ایں چُنیں قسمت زِ کہ آموختی

(شیر نے) کہا اے لومڑی! تو نے انصاف کو روشن کر دیا — اس طرح کی تقسیم تُو نے کس سے سیکھی ہے؟

از کجا آموختی ایں اے بزرگ — گفت اے شاہِ جہاں از حالِ گرگ

اے بزرگ! تو نے یہ (انصاف) کہاں سے سیکھا ہے؟ — اُس نے کہا، اے دنیا کے بادشاہ! بھیڑیئے کے حال

گفت چوں در عشقِ ما گشتی گرو — ہر سہ را برگیر و بستان و برو

(شیر نے) کہا جب تو ہماری محبت میں رہن ہے — تینوں کو لے لے اور قبضہ کر اور چل دے

رُوبہا چوں جملگی ما را شدی — چونت آزاریم چوں تو ما شدی

اے لومڑی! جب تو مجسّم ہمارے لئے ہوگئی ہے — جبکہ تو "ہم" ہوگئی ہے، تجھے ہم کیسے ستا سکتے ہیں؟

ما تُرا و جملہ اِشکاراں[3] تُرا — پائے بر گردونِ ہفتم نہ برآ

ہم تیرے ہیں، اور سب شکار تیرے ہیں — ساتویں آسمان پر پیر رکھ، جلوہ گر ہو

چوں گرفتی عبرت از گرگِ دَنی — پس تو رُوبہ نیستی شیرِ منی

جبکہ تو نے کمینہ بھیڑیئے سے عبرت حاصل کرلی ہے — تو لومڑی نہیں ہے بلکہ میرا شیر ہے

---

[1] سرفراز۔ سردار۔ دُو سری۔ دو سرداروں کی رقابت۔ فَانْتَقَمْنَا مِنْھُمْ۔ پھر ہم نے اُن سے بدلے لیا، یہ قومِ فرعون کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا ہے۔

[2] مُردہ۔ فانی۔ امیر۔ حاکم۔ سمین۔ موٹا۔ چاشت خورد۔ ناشتہ۔ مہین۔ بزرگ۔ میانہ روز۔ دوپہر۔ فیروز۔ فتحمند۔ شبچرہ۔ رات کا کھانا۔ افروختن۔ روشن کرنا، کسی کام کو عمدگی سے کرنا۔ حالِ گرگ۔ بھیڑیئے کا انجام۔

[3] اِشکار۔ شکار۔ پائے بر گردوں نہادن۔ عالی مرتبہ بن جانا۔ برآمدن۔ جلوہ گر ہونا۔ عبرت۔ دوسرے کے انجام کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرنا۔ دَنی۔ کمینہ۔ شیرِ منی۔ شیر من ہستی

عاقلؔ آں باشد کہ عبرت گیرد از — مرگِ یاراں و بلائے محترز
عقلمند وہ ہے جو عبرت حاصل کر لے — دوستوں کی موت اور قابلِ احتراز مصیبت سے

رُوبہ آندم برزباں صد شکر راند — کہ مرا شیر از پسِ آں گرگ خواند
اُس وقت لومڑی نے زبان سے سینکڑوں شکر ادا کئے — کہ شیر نے مجھے بھیڑیئے کے بعد بُلایا۔

گر مرا اوّل بفرمودے کہ تو — بخش کُن ایں را کہ جاں بردے ازو
اگر مجھے شروع میں کہہ دیتا کہ تو — اس کو تقسیم کر دے تو اس سے کون جان بچاتا؟

مقصودِ حکایت در فضیلتِ آخر زمانیاں

آخری زمانہ میں پیدا ہونے والوں کی فضیلت کا بیان اس حکایت کا مقصد ہے

پس سپاس اُو را کہ ما را در جہاں — کرد پیدا از پسِ پیشینیاں
اس خدا کا شکر ہے کہ اُس نے دنیا میں ہمیں — اگلوں کے بعد پیدا فرمایا ہے

تا شنیدیم آں سیاستہائے حق — بر قرونِ ماضیہ اندر سبق
یہانتک کہ ہم نے اللہ تعالٰے کی اُن سزاؤں کو سن لیا — جو گزشتہ زمانوں میں اگلے لوگوں کو دی گئیں

تا کہ ما از حالِ آں گرگانِ پیش — ہمچو رُوبہ پاسِ خود داریم بیش
تاکہ اگلے زمانہ کے بھیڑیوں کے حال سے — لومڑی کی طرح ہم خوب اپنی حفاظت کریں

اُمّتِ مرحومہ زیں رُو خواند ماں — آں رسولِ حق و صادق در بیاں
اسی وجہ سے ہمیں اُمّتِ مرحومہ فرمایا ہے — احادیث میں سچے، برحق رسولؐ نے

استخواں و پشمِ آں گرگاں عیاں — بنگرید و پند گیرید اے مہاں
اُن بھیڑیوں کی ہڈیاں اور بال خوب — دیکھو اور اے بزرگو! نصیحت حاصل کرو

عاقل از سر بنہد ایں ہستی و باد — چوں شنید انجامِ فرعونان و عاد
عقلمند انسان تکبر اور ہستی کو دماغ سے نکال دیتا ہے — جب وہ فرعونوں اور قومِ عاد کا قصہ سنتا ہے

ور نہ بنہد دیگراں از حالِ اُو — عبرتے گیرند و از اضلالِ اُو
اور اگر انانیت و غرور کو سر سے نہ نکالیگا تو دوسرے لوگ — اور اس کی گمراہی سے عبرت حاصل کریں گے

تہدید کردنِ نوح علیہ السّلام مر قوم را کہ با من مپیچید کہ

حضرت نوحؑ کا قوم کو ڈرانا — کہ مجھ سے نہ اُلجھو میں تو خدا

من روپوشم خدا را پس با خدا می پیچید نہ با من

کا نقاب ہوں، تو تم خدا سے اُلجھ رہے ہو نہ کہ مجھ سے

ل؎ عاقل آں باشد۔ اس فقرہ کا منشا یہ ہے کہ جو اپنے آپکو ذاتِ حق میں فنا کر دیگا نجات پاجائیگا اور انسان کو چاہیئے کہ دوسروں سے عبرت حاصل کرے۔ محترز۔ بچنے کی چیز۔ رُوبہ۔ لومڑی اس بات پر شکر گذار ہوئی کہ شیر نے اسکو پہلے نہ طلب کیا تھا ورنہ وہ بھیڑیئے کے انجام سے عبرت نہ حاصل کر سکتی۔ سپاس۔ شکر۔ پیشینیاں پہلے لوگ۔ سیاست۔ سزا۔

۲؎ قرون۔ قرن کی جمع ہے زمانہ کی صدی۔ سبق۔ درس یعنی قرآن کا درس۔ گرگان۔ یعنی بھیڑیا صفت انسان۔ امتِ مرحومہ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو ایسی اُمّت قرار دیا ہے جس پر خدا کی رحمت ہے اور اُس نے ہمیں دوسری اُمّتوں کے بعد پیدا کیا ہے تاکہ عبرت حاصل کریں۔ استخواں۔ قرآن نے بار بار فرمایا ہے کہ پہلی قوموں کے منکرین سے عبرت حاصل کرو۔ مہاں۔ مہ کی جمع ہے، سردار۔

۳؎ فرعوناں شاہانِ مصر۔ عاد۔ مشہور قوم ہے جو اللہ کے عذاب سے ہلاک ہوئی، لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ ان قوموں کے انجام سے سبق حاصل کرے۔ اضلال۔ بہکانا، گمراہ کرنا۔ تہدید کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ فنا کے بعد ذاتِ احد کے ساتھ افعال میں اسقدر وحدت ہو جاتی

ہے کہ انسان اپنا فعل اللہ کی طرف منسوب کرتا ہے

گفت نوحؑ اندر نصیحت قوم را — در پذیرید از خدا آخر عطا
(حضرت) نوحؑ نے نصیحت میں قوم سے کہا — خدا کی عطا کو قبول کرلو

بنگرید اے سرکشاں من من نیم — من ز جاں[1] مُردم بجاناں می زیم
اے سرکشو! غور کرو میں میں نہیں ہوں — میں (اپنی) جان (کے اعتبار) سے مُردہ ہوں محبوب کے ذریعہ زندہ ہوں

چوں ز جاں مُردم بجاناں زندہ ام — نیست مرگم تا ابد پاینده ام
جبکہ (اپنی) جان (کے اعتبار) سے مُردہ ہوں محبوب کے ذریعہ زندہ ہوں — میرے لئے موت نہیں ہے میں ابد تک زندہ ہوں

چوں بمُردم از حواسات بشر — حق مرا شد سمع و ادراک و بصر
چونکہ میں بشری حواس (کے اعتبار) سے مُردہ ہوں — اللہ (تعالیٰ) میرا کان اور احساس اور بینائی بن گیا ہے

چونکہ من من نیستم ایں دم زہوست[2] — پیش ایں دم ہر کہ دم زد کافر اوست
چونکہ میں میں نہیں ہوں یہ کلام اُس کی جانب سے ہے — اِس گفتگو کے مقابلہ میں جو بات کریگا وہ کافر ہے

ہست اندر نقش ایں روباہ شیر — سوئے ایں روبہ نشاید شد دلیر
لومڑی کی اِس صورت (نوحؑ) میں شیر (ذاتِ خدا) ہے — اِس لومڑی (نوحؑ) کے مقابلہ میں دلیر نہ ہونا چاہئے

گر ز روئے صورتش می نگروی — غرّش شیراں از و می نشنوی
اگر تو اُس کی صورت کے اعتبار گرویدہ نہیں ہوتا ہے — تو کیا شیروں جیسی گرج بھی اُس سے نہیں سُن رہا ہے؟

گر نبودے نوحؑ را از حق یدے — پس جہانے را چساں برہم زدے
اگر (حضرت) نوحؑ کی مدد اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے نہ ہوتی — تو وہ (طوفان کے ذریعہ) دنیا کو کیسے درہم برہم کر دیتے؟

صد ہزاراں شیر بود اندر تنے — ہر دو عالم را ہمی دیدار زنے[3]
(حضرت نوحؑ کے) ایک جسم میں لاکھوں شیر تھے — دونوں عالم کو وہ چینا کا ایک دانہ سمجھتے تھے

او بروں رفتہ بُد از ما و منے — او چو آتش بود عالم خرمنے
وہ ما اور من سے کنارہ کش ہو گئے تھے — وہ آگ کی طرح اور دنیا کھلیان کی طرح تھی

چونکہ خرمن پاسِ عشرِ او نداشت — او چناں شعلہ براں خرمن گماشت
چونکہ کھلیان نے اُن کے دسوانس کی رعایت نہ کی — انھوں نے اِس کھلیان پر آگ کا شعلہ مسلط کر دیا

ہر کہ او در پیشِ ایں شیرِ نہاں — بے ادب چوں گرگ بکشاید دہاں
جو شخص اِس چھپے ہوئے شیر کے سامنے — بھیڑیئے کی طرح بے ادبی سے زبان کھولیگا

ق

ہمچو گرگ آں شیر بر درّ اندش — فانتقمنا منہم بر خواندش
وہ شیر بھیڑیئے کی طرح اُس کو پھاڑ ڈالے گا — "ہم نے اُن سے بدلے لیا" اُس پر پڑھ دیگا

[1] ز جاں مُردم یعنی میں فنا ہو چکا ہوں اب میری بقا اللہ کے ذریعہ ہے۔ جاناں یعنی اللہ تعالیٰ۔ تا ابد۔ اب مجھے ابدی زندگی مل گئی ہے۔ حواسات۔ حواس کی جمع ہے۔ دم یعنی کلام۔ دم زدن۔ اعتراض کرنا۔ سمع۔ قوتِ سماعت۔ ادراک۔ معلوم کرنا۔ بصر قوتِ بینائی۔

[2] ھو۔ اللہ کا اسمِ ذات ہے۔ غرش۔ آواز کی گرج۔ ید۔ ہاتھ طاقت۔ برہم زدن۔ تہ و بالا کر دینا

[3] ارزن۔ ایک اناج ہے جس کا دانہ بہت چھوٹا ہوتا ہے جس کو چینا کہتے ہیں۔ ما و من یعنی غرور اور خودی۔ خرمن۔ غلہ کا کھلیان۔ پاس۔ لحاظ، رعایت۔ عشر۔ دسواں حصہ۔ اناج کی پیداوار کا دسواں جو بطور زکوٰۃ ادا کیا جاتا ہے۔ دریدن و دراندن۔ پھاڑ ڈالنا۔ فانتقمنا منہم قرآن پاک میں ایک معذب قوم کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جب انھوں نے نافرمانی کی تو ہم نے اُن سے بدلے لیا۔

زخم یابد ہمچو گرگ از دستِ شیر — پیشِ شیر ابلہ[1] بود کو شد دلیر

وہ بھیڑئیے کی طرح شیر کے ہاتھ سے زخم کھائے گا — احمق ہے جو شیر کے سامنے دلیر بنے

کاشکے آں زخم بر جسم آمدے — تا دل و ایماں سلامت ماندے

کاش وہ زخم جسم پر لگتا — تاکہ دل اور ایمان سالم رہتے

قوّتم[2] بگسست چوں اینجا رسید — چوں توانم کردن ایں سِرّ را پدید

یہاں پہنچ کر میری طاقت نے جواب دیدیا — میں اس راز کو کس طرح ظاہر کروں؟

لیک ہم رمزے بگویم با شما — بو کہ دریابید و گردید آشنا

لیکن تمہیں ایک اشارہ کرتا ہوں — شاید تم سمجھ جاؤ اور واقف ہو جاؤ

ہمچو آں روباہ کم اِشکم[3] کنید — پیشِ او روباہ بازی کم کنید

اُس لومڑی کی طرح کم کھاؤ — اُس کے سامنے حیلہ بازی نہ کرو

جملہ ما و من بہ پیشِ او نہید — مالکِ ملک اوست ملک او را دہید

ما اور من کو تمامتر اُس کے سامنے چھوڑ دو — ملک کا مالک وہ ہے، سلطنت اس کے سپرد کر دو

چوں فقیر آئید اندر راہِ راست — شیر و صیدِ شیر خود آنِ شماست

سیدھے راستہ میں فقیر بن کر آجاؤ — شیر اور شیر کا شکار تمہارا مال ہے

زانکہ او پاک ست و سبحاں وصفِ اوست — بے نیاز ست او ز مغز نغز و پوست

اس لئے کہ وہ یکتا ہے اور پاک ہونا اسکی صفت ہے، — وہ اچھے مغز اور چھلکے سے بے نیاز ہے

ہر شکار[4] و ہر کراماتے کہ ہست — از برائے بندگانِ آں شہ است

ہر شکار اور ہر نعمت جو بھی ہے — اُس شاہ کے غلاموں کے لئے ہے

گفت اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ — تا نہ گردد بندہ ہر سو حیلہ جو

اُس نے فرمایا ہے، کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے؟ — تاکہ بندہ ہر جانب بھٹکتا نہ پھرے

ہر کہ او بر حق توکّل می کند — او بجائے خود تفضّل می کند

جو اللہ (تعالیٰ) پر بھروسہ کرتا ہے — وہ خود اپنے ساتھ بھلائی کرتا ہے

نیست شہ را طمع بہرِ خلق ساخت — ایں ہمہ دولت خنک آں کو شناخت

اللہ (تعالیٰ) کو کوئی لالچ نہیں ہے، مخلوق کیلئے بنائی ہے — یہ سب دولت، خوش قسمت ہے وہ جو یہ سمجھا

آنکہ دولت آفرید و دو سرا — ملک و دولتہا چہ کار آید ورا

جس نے دولت اور دونوں جہاں پیدا کئے ہیں — ملک اور دولتیں اُس کے کس کام آئیں گی؟

---

[1] ابلہ - بے وقوف۔ دلیر۔ بہادر، گستاخ۔ قوّتم۔ یعنی ایک انسان کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے اِس کی وضاحت نازک مسئلہ ہے۔ رمزے۔ جبکہ ایک بندہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے تو وہ صفاتِ رب کا حامل بن جاتا ہے۔

[2] کم اشکم۔ فنائیت حاصل کرنے کا طریقہ ریاضت اور مجاہدہ جس میں قلتِ خوراک بھی داخل ہے۔ روباہ بازی۔ چالاکی، حیلہ بازی۔ ما و من۔ یعنی خودی۔ چوں۔ جب تم صفاتِ نفسانیہ سے پاک ہو جاؤ گے تو تمہیں بقیت حاصل ہو جائے گی۔ سبحان۔ بے عیب۔ مغز۔ گودا۔ پوست۔ چھلکا۔ نغز۔ اچھا۔

[3] شکار۔ یعنی ظاہری نعمت۔ کرامات۔ یعنی باطنی نعمت۔ می کند۔ چونکہ توکل کے ذریعہ نعمتوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ شہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ ساختہم۔ قرآن پاک میں ہے۔ "خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا" اے انسانوں تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ سب کچھ جو زمین میں ہے۔ دو سرا۔ دونوں جہاں۔

پیشِ سُبحاں[1] پس نگہدارید دل
(اللہ) پاک ذات کے سامنے، دل کی حفاظت رکھو
تا نگردید از گمانِ بد خجل
تاکہ بدگمانی کرکے شرمندہ نہ ہونا پڑے

کُو بہ بیند سِرّ و فکر و جستجو
وہ راز اور فکر اور طلب کو اسطرح دیکھ لیتا ہے
ہمچو اندر شیرِ خالص تارِ مُو
جس طرح خالص دودھ میں بال

آنکہ اُو بے نقش و سادہ سینہ شُد
جو شخص بے نقش اور صاف سینہ والا ہو جاتا ہے
نقشہائے غیب را آئینہ شُد
وہ غیب کے نقوش کا آئینہ ہو جاتا ہے

سِرّ ما را بیگماں مُوقن شود
بلاشبہ وہ ہمارے راز کا یقین کرنیوالا ہو جائے گا
زانکہ مُومن آئینۂ مُومن شود
اس لئے کہ مُومن، مُومن کا آئینہ بن جاتا ہے

مُومنے اُو مُومنی تو بیگماں
بلاشبہ وہ بھی مُومن ہے تو بھی مُومن ہے
درمیانِ ہر دُو فرقے بیکراں
(لیکن) دونوں میں بے انتہا فرق ہے

چوں زند اُو نقدِ ما را بر محک[2]
جب وہ ہمارے نقد کو کسوٹی پر رگڑتا ہے
پس یقیں را باز داند اُو ز شک
تو وہ یقین کو شک سے جُدا کر لیتا ہے

چوں شود جانش محکِ نقدہا
جب اُس کی جان نقدوں کی کسوٹی بنجاتی ہے
پس بہ بیند نقد را و قلب را
تو وہ کھرے اور کھوٹے کو سمجھ جاتا ہے

نشاندن پادشاہاں صوفیاں را پیشِ روئے خود تا چشمِ شاں روشن شود
بادشاہوں کا صوفیوں کو اپنے سامنے بٹھانا تاکہ اُن کی آنکھیں روشن ہو جائیں

بادشاہاں را چنیں عادت بُود
بادشاہوں کی یہ عادت ہوتی ہے
ایں شنیدہ باشی ار یادت بُود
تونے یہ سُنا ہوگا، اگر تجھے یاد ہو

دستِ چپ شاں پہلواناں ایستند
اُن کے بائیں ہاتھ پر پہلوان کھڑے ہوتے ہیں
زانکہ دل پہلوئے چپ باشد بہ بند
کیونکہ دل بائیں جانب رکھا ہوتا ہے

مُشرف و اہلِ قلم بر دستِ راست
محاسب اور اہلِ قلم دائیں ہاتھ پر (ہوتے ہیں)
زانکہ عِلمِ ثبت و خط آں دستِ راست
کیونکہ درج کرنے اور لکھنے کا علم دائیں ہاتھ کا ہے

صوفیاں را پیشِ رُو موضع دہند
صوفیوں کو سامنے جگہ دیتے ہیں
کآئینۂ جانند و ز آئینہ بہند[3]
کیونکہ وہ روح کا آئینہ ہیں اور (ظاہری) آئینہ سے بہتر ہیں

حاجباں ایں صوفیانند اے پسر
اے بیٹا! یہ صوفی دربان ہیں
سادہ و آزادہ و افگندہ سر
سادہ ہیں، آزاد ہیں اور سر جھکائے ہوئے ہیں

---

[1] سُبحاں۔ یعنی شیخ کامل۔ خجل۔ شرمندہ۔ مُو۔ بال۔ آنکہ۔ جو شخص ماسوا اللہ اور وساوس کے نقش سے دل کو صاف کر لیتا ہے اُسکے دل پر اسرارِ غیبی کا نزول ہونے لگتا ہے لہٰذا وہ دوسرے کے دل کے وساوس کو جان لیتا ہے۔ زانکہ۔ حدیث شریف میں ہے اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِن۔ ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔ یعنی مومن کامل کے قلب پر دوسرے مومن کے وسوسوں کا عکس پڑتا ہے۔ نقد۔ چاندی، سونا یعنی دل کے وسوسے۔

[2] محک۔ کسوٹی یعنی۔ وہ اچھے اور بُرے خیالات میں فرق کر لیتا ہے۔ قلب۔ کھوٹا۔ پہلواناں۔ یعنی فوجی افسر۔ دل۔ انسان کا دل سینہ میں بائیں جانب ہے۔ مُشرف۔ مُحاسب اعلیٰ۔ ثبت۔ درج کرنا، لکھنا۔

[3] وز آئینہ۔ یعنی صوفیا عام آئینوں سے بہت افضل ہیں، آئینہ سامنے رکھا جاتا ہے اسلئے صوفیا کو سامنے بٹھایا جاتا ہے۔ حاجب۔ دربان یعنی صوفیا اللہ کے دربار کے دربان ہیں۔ سادہ۔ یعنی اُنکے دل علائق دنیوی سے آزاد ہیں۔

سینہا[1] صیقل زدہ از ذکر و فکر — تا پذیرد آئینۂ دل نقشِ بکر

(ان کے) سینے ذکر و فکر ... سے منجھے ہوئے ہیں — تاکہ دل کا آئینہ نئے نقش قبول کرے

ہر کہ او از اصلِ فطرت خوب زاد — آئینہ در پیشِ او باید نہاد

جو شخص اصل پیدائش سے حسین پیدا ہوا ہے — آئینہ اُس کے سامنے رکھنا چاہیے

عاشقِ آئینہ باشد روئے خوب — صیقلِ جاں آمد از تقوی القلوب

خوبصورت ہی آئینہ کا عاشق ہوتا ہے — روح کی صیقل دلوں کی تقوے سے حاصل ہوتی ہے

ہر کہ دارد روئے خوب با نظام[2] — طالبِ آئینہ باشد والسلام

جو شخص خوبصورت اور موزوں چہرہ رکھتا ہے — وہ آئینہ کا طالب ہوتا ہے والسلام

بشنو اکنوں یک مثالِ معنوی — تا تو دیگر قولِ صورت نشنوی

اب ایک بامعنیٰ مثال سُن لے — تاکہ تو پھر ظاہری بات نہ سُنے

آمدنِ آشنائے از سفر بدیدنِ حضرتِ یوسف علیہ السلام

ایک دوست کا حضرتِ یوسف علیہ السلام کے دیدار کے لئے سفر سے آنا

آمد از آفاق یارے مہرباں — یوسفِ صدیق را شد میہماں

ایک مہربان دوست دور سے آیا — (حضرت) یوسفِ صدیق کا مہمان بنا

کآشنا بودند وقتِ کودکی — بر وسادہ آشنائی متکی

کیونکہ بچپن سے آپس میں آشنا تھے — (اور) دوستی کے تکیہ پر تکیہ لگائے ہوئے تھے

یاد دادش جورِ اخوان و حسد — گفت آں زنجیر بود و ما اسد

اُسنے (حضرت) یوسفؑ کو بھائیوں کا ظلم اور حسد یاد دلایا — فرمایا وہ زنجیر تھی اور ہم شیر ہیں

عار[3] نبود شیر را از سلسلہ — نیست ما را از قضائے حق گلہ

شیر کو زنجیر سے کوئی عار نہیں ہوتی ہے — ہمیں اللہ (تعالیٰ) کے فیصلہ کا کوئی گلہ نہیں ہے

شیر را بر گردن ار زنجیر بود — بر ہمہ زنجیر سازاں میر بود

اگرچہ شیر کی گردن میں زنجیر تھی — (لیکن) وہ تمام قیدیوں کا سردار تھا

گفت چوں بودی تو در زندان و چاہ — گفت ہمچوں در محاق و کاست ماہ

اُسنے کہا قیدخانہ اور کنوئیں میں آپ کا کیا حال تھا؟ — انھوں نے کہا جیسا کہ چاند (کا حال) زوال اور گھٹاؤ میں

در محاق ار ماہِ نو گردد دوتا — نے در آخر بدر گردد بر سما

اگرچہ نیا چاند (ہلال) گھٹاؤ میں دوہرا ہو جاتا ہے — کیا آخر میں وہ آسمان پر بدر (کامل) نہیں بنجاتا ہے؟

---

۱ سینہا۔ ابتدا میں چیز کو مانجھتے ہیں پھر عمدہ نقش و نگار بنائے جاتے ہیں۔ صوفیا نے دل کو مانجھ لیا ہے۔ لہٰذا اُن کے قلوب پر علومِ الٰہی منکشف ہوتے ہیں۔ بکر۔ تازہ، غیر مستعمل۔ ہر کہ او یعنی اولیاء اللہ کی صحبت سے پاک نفس مستفید ہوتے ہیں۔ تقوی القلوب۔ جو دل سے متقی ہیں اُنکی روح کی صیقل ہو جاتی ہے۔

۲ با نظام۔ یعنی جنکے چہرے موزوں خدوخال کے ہیں۔ معنوی۔ حقیقی۔ قولِ صورت۔ وہ بات جو حقیقت پر مبنی نہ ہو۔ آمدن۔ پہلے یہ بتا چکے ہیں کہ اولیاء اللہ کی مثال آئینہ کی ہے اور آئینہ وہی پسند کرتا ہے جو خوبصورت ہو اور اپنے حسن کو سنوارنا چاہتا ہو۔ اسی بات کو واضح کرنے کیلئے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ حضرت یوسفؑ چونکہ حسین وجمیل تھے اسلئے اُن کے دوست نے اُنکو آئینہ پیش کیا۔ وسادہ۔ تکیہ۔ متکی۔ تکیہ لگانے والا۔ یاد دادش۔ حضرت یوسفؑ کو اُنکے بھائیوں نے رشک و حسد کیوجہ سے کنوئیں میں گرا دیا تھا یہ بات اُسنے اُنکو یاد دلائی۔ اِخوان۔ اخ کی جمع یعنی بھائی۔

۳ عار۔ ذلت۔ یعنی شیر ہر حال شیر رہتا ہے۔ زنجیر ساز۔ زنجیر والا۔ قیدی۔ میر۔ امیر، حاکم۔ محاق۔ چاند کے گھٹاؤ کا زمانہ۔ کاست۔ گھٹاؤ۔ دوتا۔ دوہرا، چاند شروع ماہ میں دوہری کمر کا ہوتا ہے۔ بدر۔ چودھویں کا چاند۔ ایسی بزرگوں کا ابتلاء مزید بزرگی کا سبب بنتا ہے۔ سما۔ آسمان۔

گرچہ دُرِّ دانہ بہاوں کوفتند
موتی کو اگرچہ ہاون میں کوٹا
نورِ چشم و دل ازو افروختند
(لیکن) اُس سے آنکھوں اور دل کیلئے نور کا سامان کیا

گندمے را زیرِ خاک انداختند
گیہوں کو مٹی کے نیچے ڈالا
پس زخاکش خوشہا برساختند
پھر اُس زمین سے گیہوں کے خوشے بنے

بارِ دیگر کوفتندش ز آسیا
پھر اُس کو چکی میں پیسا
قیمتش افزود وناں شد جانفزا
تو اُس کی قیمت بڑھ گئی اور وہ جان کو بڑھانے والی روٹی بن گئی

باز ناں را زیرِ دنداں کوفتند
پھر روٹی کو دانتوں میں دبایا
گشت عقل و فہم جانِ ہوشمند
تو وہ عقلمند کی عقل و فہم اور جان بن گئی

باز آں جاں چونکہ محوِ عشق گشت
پھر وہ جان جب عشق میں فنا ہوئی
یُعجبُ الزُّرّاعَ آمد بعدِ کشت
تو وہ کاشت کے بعد کسانوں کو حیرت میں ڈالنے والی بنی

باز آں جاں چوں بحق اُو محو شد
پھر وہ جان جب اللہ (تعالیٰ) میں فنا ہوئی
باز ماند از سُکر و سُوئے صَحو شد
تو مستی سے ہٹ کر ہوش کی جانب آ گئی

عالمے را زاں صَلاح آمد ثمر
ایک عالَم کو اُس سے نیکی کا پھل ملا
قومِ دیگر را فلاحِ منتظر
دوسری قوم کو متوقع فلاح حاصل ہوئی

ایں سخن پایاں نہ دارد باز گرد
اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ
تا کہ با یوسفؑ چہ کرد آں نیک مرد
کہ اُس نیک انسان نے (حضرت) یوسفؑ کیا کیا

طلب کردنِ یوسف علیہ السّلام ارمغان ازاں مرد بعد از مقالات

(حضرت) یوسف علیہ السلام کا اُس مرد سے گفتگو کے بعد سوغات طلب کرنا

بعد قصہ گفتنش گفت اے فلاں
اُسکو قصہ سنانے کے بعد (حضرت یوسفؑ نے) فرمایا اے فلاں!
ہیں چہ آوردی تو ما را ارمغاں
ہاں، تو ہمارے لئے کیا سوغات لایا ہے

دیدنِ یاراں تہیدست اے گیا
اے عقلمند! دوستوں کی زیارت خالی ہاتھ
ہست بے گندم شدن در آسیا
بغیر گیہوں کے آٹے کی چکی پر جانا ہے

بر درِ یاراں تہیدست آمدن
دوستوں کے دروازے پر خالی ہاتھ آنا
ہست بے گندم سوئے طاحوں شدن
بغیر گیہوں کے چکی کی طرف جانا ہے

حق تعالےٰ خلق را گوید بحشر
اللہ تعالےٰ حشر میں مخلوق سے فرمائے گا
ارمغاں کو از برائے روزِ نشر
نشر کے دن کے لئے تحفہ کہاں ہے؟

لہ دُرِ دانہ - موتی - ہاون - اوکھلی - گزند - نقصان - آسیا - چکی - جانفزا - جان کو بڑھانے والا - ہوشمند - عقلمند -
سہ محو - فنا - یُعجب - تعجب میں ڈالتی ہے - زُرّاع - زارع کی جمع ہے، کاشتکار - کشت - کھیتی - سُکر - نشہ، بیہوشی - صحو - ہوش میں آنا -
سہ - صَلاح - بہتری - ثمر - پھل - فلاح - نجات، بہبودی - منتظر - متوقع - ارمغان - تحفہ، سوغات - طاحون - چکی - حشر، نشر - قیامت -

جئتمونا و فرادی[1] بے نوا
تم ہمارے پاس تنہا بے ساز و سامان کے آئے
ہم بدانساں کہ خلقناکم کذا
ویسے ہی جیسے کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا

ہیں چہ آوردید دستاویز را
خبردار! کیا سند لائے ہو
ارمغانِ روزِ رستاخیز را
قیامت کے دن کے لئے تحفہ

یا امیدِ بازگشتن تاں نبود
یا تمہیں واپس لوٹنے کی امید نہ تھی
وعدۂ امروز تاں باطل نمود
(اور) آج کا وعدہ تمہیں غلط نظر آیا تھا

وعدۂ مہمانیش را منکری
اُس کی مہمانی کے وعدہ کا تو منکر ہے
پس ز مطبخ خاک و خاکستر خوری
(اسلئے اُسکے) باورچیخانہ سے تو خاک اور راکھ کھائیگا

ور نہ منکر چنیں دستِ تہی
اور اگر تو منکر نہیں ہے تو اس طرح خالی ہاتھ
بر درِ آں دوست چوں پا می نہی
اُس دوست کے دروازہ پر قدم کیوں رکھتا ہے؟

اندکے صرفہ بکن از خواب[2] و خور
سونے اور کھانے میں تھوڑی سی کمی کر
ارمغاں بہرِ ملاقاتش بَبَر
اُس کی ملاقات کے لئے سوغات لے جا

شو قلیل النوم مما یہجعون
سونے میں کم نیند والا بن جا
باش در اسحار از یستغفرون
صبح کے وقت توبہ کرنے والوں میں سے ہو جا

اندکے جنبش بکن ہمچو جنیں
ماں کے پیٹ کے بچہ کی طرح تھوڑی سی حرکت کر
تا بہ بخشندت حواسِ نور بیں
تاکہ تجھے نور دیکھنے والے حواس عطا کردیں

چوں بیابی آں حواسِ دور بیں
جب تو وہ دور دیکھنے والے حواس حاصل کرلیگا
پا نہی بالائے چرخِ ہفتمیں
ساتویں آسمان پر قدم رکھے گا

وز جہاں[3] چوں رحم بیروں می روی
جب دنیا سے جو (ماں کے) رحم کی طرح ہے تو باہر جائیگا
از زمیں در عرصۂ واسع شوی
(اور) زمین سے ایک وسیع میدان میں پہنچے گا

آنکہ ارض اللہ واسع گفتہ اند
وہ (میدان) جسکو اللہ کی وسیع زمین کہا گیا ہے
عرصۂ داں کانبیا در رفتہ اند
وہ وہ میدان ہے جہاں انبیاء گئے ہیں

دل نگردد تنگ زاں عرصۂ فراخ
اُس وسیع میدان سے دل کبھی نہیں گھبراتا ہے
نخلِ تر آنجا نہ گردد خشک شاخ
تر کھجور وہاں کبھی خشک شاخ نہیں بنی ہے

حاملی تو مر حواست را کنوں
اب کہ تو اپنے حواس کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے
کند و ماندہ می شوی و سرنگوں
سُست اور تھکا ہوا اور اوندھا ہو جاتا ہے

---

[1] فرادی۔ فرزہ کی جمع ہے، تنہا، اکیلا جانیوالا۔ دستاویز۔ سند۔ رستاخیز۔ قیامت۔ وعدۂ امروز۔ یعنی قیامت۔ منکر۔ انکار کرنے والا۔ خاکستر۔ راکھ۔ تہی۔ خالی۔ صرفہ۔ کفایت شعاری، کمی۔

[2] خواب و خور۔ سونا اور کھانا۔ مما یہجعون۔ قرآن پاک میں مومنین کی حالت بیان کی ہے وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے اور صبح کو استغفار کرتے ہیں۔ اندکے۔ اب اللہ کے دربار میں تحفہ لے جانے کی تدبیر بتاتے ہیں۔ جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو، بچہ ماں کے پیٹ سے حرکت کی وجہ سے باہر آتا ہے تو اس کو حواس عطا ہوتے ہیں، چونکہ جب تو بھی ریاضت کرے گا تو تجھے باطنی حواس مل جائینگے۔

[3] وز جہاں۔ یہ دنیا ماں کے رحم کی طرح تنگ ہے اور عالم ارواح وسیع تر ہے۔ عرصہ۔ یعنی عالم ارواح یا عالمِ مثال۔ حاملی۔ بیداری میں انسان پر اس کے حواس مسلط ہوتے ہیں اور انسان انکی سواری بنتا ہے، سواری تھکتی ہے سوار آرام سے رہتا ہے۔

چونکہ محمولی[1] نہ حامل وقتِ خواب — ماندگی رفت و شُدی بے پیچ و تاب

نیند کے وقت تو سوار ہوتا ہے نہ کہ سواری — تھکن جاتی رہتی ہے اور تو آرام سے ہو جاتا ہے

چاشنے داں تو حالِ خواب را — پیشِ محمولیِ حالِ اولیاء

نیند کی حالت کو تو ایک نمونہ سمجھ — اولیاء کے سوار ہونے کی حالت کا

اولیاء[2] اصحابِ کہف اند اے عنود — در قیام و در تقلب ھُم رُقود

اے سرکش! اولیاء اصحابِ کہف ہیں — جو قیام اور چلنے پھرنے کی حالت میں بھی سوئے ہوئے ہیں

می کشد شاں بے تکلف در فعال — بے خبر ذات الیمین ذات الشمال

اُنکو (اللہ تعالیٰ) افعال میں بلا تکلف کھینچتا ہے — دائیں بائیں جانب جبکہ وہ بے خبر ہیں

چیست آں ذات الیمین فعلِ حسن — چیست آں ذات الشمال اشغالِ تن

ذات الیمین کیا ہے؟ اچھے کام — ذات الشمال کیا ہے؟ جسمانی معروفیت

گر تو بینی[3] شاں بدشواری درو — نیست شاں خوفے و لاھُم یحزنون

اگر تو اُن کو کسی دشواری میں دیکھے — تو اُن کو کوئی خوف نہیں ہے نہ وہ غمگین ہوتے ہیں

می رود ایں ہر دو از مردم پدید — بے خبر زیں ہر دو ایشاں در مزید

یہ دونوں کام انسانوں سے ظاہر ہوتے ہیں — جبکہ وہ اُن سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں

می رود ایں ہر دو کار از انبیاء — بے خبر زیں ہر دو ایشاں چوں صدا

یہ دونوں کام (بیداری میں) انبیاء سے ظاہر ہوتے ہیں — وہ صدائے بازگشت کیطرح دونوں سے بے خبر ہوتے ہیں

گر صدایت بشنواند خیر و شر — ذاتِ کہ باشد ز ہر دو بے خبر

اگر پہاڑ کی آوازِ بازگشت تجھے بُری بھلی آواز سنائے — پہاڑ دونوں سے بے خبر ہے

گفتنِ مہمان یوسف علیہ السلام را کہ ارمغاں بہرِ تو آئینہ

مہمان کا یوسف علیہ السلام سے کہنا کہ تمہارے لئے سوغات میں آئینہ

آوردہ ام تا چوں در آں نگری مرا یاد آری

لایا ہوں تاکہ جب آپ اُس میں دیکھیں مجھے یاد کریں

گفت یوسفؑ ہیں بیاور ارمغاں — اُو ز شرم ایں تقاضا در فغاں

(حضرت) یوسفؑ نے فرمایا ہاں تحفہ لا — وہ اس تقاضہ کی شرم سے آہیں بھرنے لگا

گفت من چند ارمغاں جستم ترا — ارمغانے در نظر نامد مرا

بولا میں نے آپ کے لئے چند تحفے ڈھونڈے — کوئی تحفہ میری نگاہ میں نہ جچا

---

[1] محمولی۔ جس وقت انسان سویا ہوا ہوتا ہے حواس پر سوار ہوتا ہے اور حواس اُنکو لئے پھرتے ہیں تو انسان کو تھکن نہیں ہوتی ہے۔ چاشنی۔ نمونہ؛ اولیاء اللہ بھی حواس کے محمول ہوتے ہیں اختیار اور ارادہ کو ترک کر دیتے ہیں اور یہ حالت اُن کی مستقل ہوتی ہے۔

[2] اولیاء۔ اولیاء کی مثال بالکل اصحابِ کہف کی سی ہے جو غار میں بے خود لیٹے تھے اور قدرت اُنکو کروٹیں دلاتی تھی۔ می کشد۔ اصحابِ کہف کے ارادے کے بغیر اللہ تعالیٰ اُن سے افعال صادر کراتا تھا۔ ذات الیمین۔ قرآنِ پاک میں اصحابِ کہف کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ "ہم اُن کو دائیں بائیں پلٹ رہے ہیں" اس آیت میں ذات الیمین سے روحانی مشغولیت اور ذات الشمال سے جسمانی مشغولیت مراد ہے۔

[3] گر تو بینی۔ اولیاء پر تکلیف ظاہری ہوتی ہیں۔ نفس الامر میں اُن پر نہ خوف طاری ہوتا ہے نہ غم۔ می رود۔ اولیاء سے افعال کا صدور بغیر ارادہ ہونے لگتا ہے۔ ہر دو کار یعنی روحانی اور جسمانی مشغولیت۔ گر صدایت اُنکی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیساکہ صدائے بازگشت پہاڑ سے صادر ہوتی ہے اور اُسمیں پہاڑ کے کسی ارادہ کو دخل نہیں ہوتا۔

حبّہ[1] را جانب کاں چوں برم
ایک حبّہ کو کان کی طرف کیسے لے جاؤں؟
قطرہ را سُوئے عُمّاں چوں برم
ایک قطرہ کو عُمّان (دریا) کی طرف کیسے لے جاؤں؟

زیرہ را من سوئے کرماں آورم
(اگویا) میں زیرے کو کرمان لے جاؤں
گر بہ پیشِ تو دل وجاں آورم
اگر آپ کے سامنے دل و جان (بھی) رکھ دوں

نیست تخمے کاندریں انبار[2] نیست
کوئی بیج نہیں ہے جو اس ڈھیر میں نہ ہو
غیرِ حُسنِ تو کہ اُو را یار نیست
آپ کے حُسن کے سوا کہ اُس کا ثانی نہیں ہے

لائق آں دیدم کہ من آئینۂ
میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک آئینہ
پیشِ تو آرم چو نُورِ سینۂ
آپ کو پیش کروں، جو سینہ کے نور کی طرح ہو

تا بہ بینی رُوئے خوبِ خود دراں
تاکہ آپ اپنا حسین چہرہ اُس میں دیکھیں
اے تو چوں خورشید و شمعِ آسماں
آپ کہ آسمان کے سورج اور شمع (چاند) کی طرح ہیں

آئینہ[3] آوردمت اے روشنی
اے نور! میں آپ کے لئے آئینہ لایا ہوں
تا چو بینی رُوئے خود یادم کُنی
تاکہ جب آپ اپنا چہرہ دیکھیں تو مجھے یاد کر لیا کریں

آئینہ بیروں کشید اُو از بغل
اُس نے بغل سے آئینہ نکالا
خوب را آئینہ باشد مُشتغل
خوبصورت کے لئے آئینہ ایک مشغلہ ہوتا ہے

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی
ہستی کا آئینہ کیا ہوتا ہے؟ فنا
نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی
فنا اختیار کر اگر تو بے وقوف نہیں ہے

ہستی اندر نیستی بتواں نمود
ہستی کو فنا میں دیکھا جا سکتا ہے
مالداراں بر فقیر آرند جُود
مالدار، فقیر پر سخاوت کرتے ہیں

آئینہ صافیِ ناں خود گرسنہ است
بھوکا خود روٹی کا صاف آئینہ ہے
سوختہ ہم آئینہ آتش زنہ است
سوختہ چقماق کا آئینہ ہے

نیستی و نقص ہر جائیکہ خاست
فنا اور نقص جس جگہ پیدا ہوا
آئینہ[4] خوبیِ جُملہ پیشہاست
تمام خوبیوں کے حُسن کا مظہر ہے

بہر آنکہ نیستی پالودگی ست
اس لئے کہ فنا، صفائی ہے
وانچہ ایں ہستی ہمہ آلودگی ست
اور یہ ہستی جو کچھ ہے سراسر آلودگی ہے

چونکہ جامہ چُست دوزیدہ بُود
جبکہ کپڑا (پہلے سے) صحیح سِلا ہوا ہو
مظہرِ فرہنگِ درزی کے شود
وہ درزی کی عقلمندی کا مظہر کب بنے گا؟

[1] حبّہ۔ ایک رائی کے برابر وزن۔ عُمّان۔ یمن میں سمندر کے کنارے ایک شہر کا نام ہے۔ اُس شہر کی نسبت سے اُس سمندر کو عُمّان کہدیا جاتا ہے۔ زیرہ۔ گرم مصالوں میں جو زیرہ پڑتا ہے وہ کرمان کا مشہور ہے جو کہ فارس کا ایک شہر ہے اُس کو زیرۂ کرمانی کہا جاتا ہے۔

[2] انبار۔ ڈھیر۔ یار۔ دوست، مثال۔ اسے تو حضرت یوسفؑ کا حُسن مشہور ہے اسی لئے اُن کو آسمان کی شمع اور سورج کہا ہے۔ خوب را یعنی حسین چہرے والا آئینہ میں مشغول ہو جاتا ہے۔ آئینۂ ہستی یعنی فنا فی اللہ ہونے سے بقا باللہ حاصل ہوتا ہے۔ ہستی۔ یعنی وجود، بقا باللہ نیستی۔ فنا، یعنی ماسوا اللہ سے انقطاع۔ جود۔ سخاوت، یعنی غیر اللہ سے تہیدست ہو جاؤ گے تو عطا ملے گی۔

[3] آئینہ۔ یعنی مظہر۔ سوختہ۔ وہ چیز جس کو سُلگا کر لکڑیوں پہ رکھتے ہیں تاکہ لکڑیاں آگ پکڑ لیں۔ گرسنہ۔ بھوکا۔ آتش زنہ۔ چقماق جسکو رگڑ کر آگ نکالی جاتی ہے۔ نیستی و نقص۔ یعنی غیر اللہ کے تعلقات کی فنا اور کمی۔ پالودگی۔ صفائی۔ آلودگی۔ آلائش۔ جامہ چُست۔ بدن کے مطابق کپڑا۔ فرہنگ۔ عقل، دانش۔ دوزیدہ سِلا ہوا۔

ناتراشیدہ ہمی باید جذوع[1] — تا دُرودگر اصل سازد یا فروع
درختوں کے تنے بغیر کٹے ہوئے ہونے چاہئیں — تاکہ بڑھئی چھوٹی بڑی چیزیں بنا سکے

خواجۂ اشکستہ بند آنجا رود — کہ در آنجا پائے اشکستہ بود
ہڈی جوڑنے کا ماہر اُس جگہ جائے گا — جس جگہ کوئی ٹوٹے ہوئے پیر والا ہو گا

کے شود چوں نیست رنجور و نزار — آں جمال و صنعتِ طب آشکار
جب کوئی مریض اور بیمار نہ ہو کب ہو سکتا ہے — طب کی کاریگری اور حُسن کا اظہار؟

خواری و دونیِ مسہا بر ملا — گر نباشد کے نماید کیمیا
تانبے کی ذلت اور کم درجہ ہونا کھُلا ہوا — اگر نہ ہو تو کیمیا کیا دکھائے گی؟

نقصہا[2] آئینۂ وصفِ کمال — واں حقارت آئینۂ عزّ و جلال
ہر قسم کا نقص، وصفِ کمال کا آئینہ ہے — اور ذلت، عزت اور جلال کا آئینہ ہے

زانکہ ضد را ضد کند پیدا یقیں — زانکہ با سرکہ پدید ست انگبیں
ضد، ضد کو خوب واضح کرتی ہے — سرکہ کے مقابلہ میں شہد بہت واضح ہو جاتا ہے

ہر کہ نقصِ خویش را دید و شناخت — اندر استکمالِ خود دو اسپہ تاخت
جس نے اپنے نقص کو دیکھ لیا اور پہچان لیا — وہ اپنی تکمیل میں تیز دوڑا ہے

زاں نمی پرّد بسوئے ذوالجلال — کو گمانے می برد خود را کمال
اسی وجہ سے وہ شخص ذوالجلال کی طرف پرواز نہیں کرتا — جو اپنے کمال کا گمان رکھتا ہے

علتے بدتر ز پندارِ[3] کمال — نیست اندر جانت اے مغرورِ ضال
کمال کے گھمنڈ سے زیادہ بدتر بیماری — تیری روح میں اور کوئی نہیں ہے، اے گمراہ مغرور!

از دل و از دیدہ ات بس خوں رود — تا ز تو ایں معجبی بیروں رود
تیرے دل اور آنکھ سے بہت خون بہے — تاکہ یہ تکبر تجھ سے نکلے

علتِ ابلیس انا خیر بدست — ویں مرض در نفسِ ہر مخلوق ہست
شیطان کی بیماری "میں بہتر ہوں" تھی — یہ مرض ہر مخلوق کے نفس میں موجود ہے

گرچہ خود را بس شکستہ بیند او — آبِ صافی داں و سرگیں زیرِ جو
اگرچہ وہ اپنے آپ کو بہت متواضع خیال کرتا ہے — صاف پانی سمجھ اور نہر کی تہ میں گوبر ہے

چوں بشورانی ورا در امتحاں — آب سرگیں رنگ گردد در زماں
جب تو اس کو بطور امتحان ہلائے گا — فوراً پانی، گوبر کے رنگ کا ہو جائے گا

[1] جذوع۔ جذع کی جمع ہے، تنۂ درخت۔ دُرودگر۔ درودگر، بڑھئی۔ اصل۔ جڑ، بڑی چیز۔ فروع۔ شاخ، چھوٹی چیز۔ اشکستہ بند۔ ٹوٹی ہڈی جوڑنے والا۔ رنجور۔ بیمار۔ نزار۔ لاغر، کمزور۔ خواری۔ ذلت، ناچیز ہونا۔ دونی۔ ادنیٰ درجہ کا ہونا۔

[2] نقصہائے۔ نقائص، کمال حاصل کرنے کا سبب بن جاتے ہیں یعنی نیستی اور فنا سے بقائے دوام حاصل ہو جاتا ہے۔ ضد۔ مشہور مقولہ ہے اَلْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ... بِاَضْدَادِھَا یعنی کسی چیز کی شناخت اُس کی ضد کے ذریعہ ہوتی ہے۔ استکمال۔ پورا کرنا۔ دو اسپہ۔ بہت تیز۔ ذوالجلال۔ اللہ تعالیٰ جلت۔ بیماری۔

[3] پندار۔ غرور، گھمنڈ۔ ضال۔ گمراہ۔ معجبی۔ غرور، تکبر، خود پسندی۔ انا خیر۔ میں بہتر ہوں، یہ دعویٰ شیطان نے حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں کیا تھا۔ شکستہ۔ متواضع، مسکین۔ سرگیں۔ گوبر۔ جو۔ نہر۔ شورانیدن۔ ہلانا، حرکت دینا۔

درتگِ جو[1] ہست سرگین اے فتیٰ
اے نوجوان! نہر کی تہ میں گوبر ہے
گرچہ جو صافی نماید مر ترا
اگرچہ تجھے نہر صاف نظر آرہی ہے

ہست پیرِ راہ دانِ پُرفطن
سمجھدار راہِ (طریقت) سے واقف پیر
باغہائے نفس و تن را جوئے کن
جسم اور نفس کے باغوں کی نہر کو صاف کرنے والا ہے

جوئے خود را کے تواند پاک کرد
نہر اپنے آپ کو خود کب پاک کر سکتی ہے؟
نافع از علمِ خدا شد علمِ مرد
پیر کا علم خداداد علم کی وجہ سے مفید بنگیا ہے

آبِ جو سرگیں نتاند[2] پاک کرد
نہر کا پانی گوبر کو صاف نہیں کر سکتا ہے
جہلِ نفسش را نروبد علمِ مرد
انسان کا علم اُسکے نفس کے جہل کو مٹا نہیں سکتا ہے

کے تراشد تیغ دستۂ خویش را
تلوار اپنے دستہ کو کب تراش سکتی ہے؟
رَو بجراحے سپار ایں ریش را
جا، اِس زخم کو جراح کے سپرد کر

بر سرِ ہر ریش جمع آمد مگس
ہر زخم پر مکھیاں جمع ہو گئی ہیں
تا نہ بیند قیحِ ریشِ خویش کس
تاکہ کوئی شخص اپنے زخم کی پیپ نہ دیکھ سکے

واں مگس اندیشہا و آمالِ تو
وہ مکھیاں تیرے خیالات اور اُمیدیں ہیں
ریشِ تو آں ظلمتِ احوالِ تو
تیرے احوال کی تاریکی تیرا زخم ہے

ور نہد مرہم برآں ریشِ تو پیر
اگر تیرے اِس زخم پر پیر مرہم لگا دے
آں زماں ساکن شود درد و نفیر
اُس وقت تیرے درد اور آہ کو سکون ہو جائیگا

تا نہ[3] پنداری کہ صحت یافت ست
ہرگز نہ سمجھ لینا کہ صحت حاصل ہو گئی ہے
پرتوِ مرہم در انجا تافت ست
(ابھی) مرہم کا سایہ اُس پر پڑا ہے

ہیں ز مرہم سر مکش اے پشت ریش
اے زخمی کمر والے! خبردار مرہم سے مُنہ نہ موڑ
واں ز پرتو داں مداں از اصلِ خویش
اُس (آلام) کو (عارضی) اثر سمجھ اصل (صحت) نہ جان

ایں سخن پایاں ندارد اے جواں
اے جوان! اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے
بشنو اکنوں قصہ در ضمنِ آں
اُس کے ضمن میں ایک قصہ سُن لے

مُرتد شدنِ کاتبِ وحی بسبب آنکہ پرتوِ وحی بروے زد

وحی کے کاتب کا مُرتد ہو جانا اِس لئے کہ وحی کا پرتو اُس پر پڑا

آں آیہ را پیش پیغمبر خواند و گفت من محلِ وحیم
اُس نے آیت پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے پڑھی اور بولا مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے

[1] تگ۔ کنویں کی گہرائی۔ اِن اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے معائب کا علاج خود نہیں کر سکتا ہے کسی شیخ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ فتیٰ۔ جوان۔ پُرفطن۔ فا، اور طاء کا فتحہ، دانائی۔ جوئے کن۔ نہر کھودنے والا۔

[2] نتاند۔ نتواند۔ نروبد۔ پاک نہیں کرتا، روفتن کا فعل مضارع منفی ہے۔ اندیشہائے۔ خیالات۔ آمال۔ اَمَل کی جمع، امید۔ ور نہد۔ شیخ کامل کے معالجہ سے ہی مرض دُور ہو سکے گا۔

[3] تا نہ پنداری۔ شیخ کی صحبت سے اگر کچھ سکون ملے تو اپنی صحت کی غلط فہمی کی بنا پر اُس کی صحبت کو ترک نہ کرے۔ یعنی عارضی سکون کو مرہم کا اثر سمجھو، زخم باقی ہے۔ کاتبِ وحی۔ یہ عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح کا قصہ ہے۔ اِس قصہ سے یہ سمجھایا ہے کہ بغیر کمال کے کمال کے دھوکے سے کیا نقصان ہوتا ہے۔

پیش از عثمانؓ یکے نساخ[۱] بود — کو بہ نسخِ وحی جدّے می نمود

حضرت عثمانؓ سے پہلے ایک کاتبِ وحی تھا — جو وحی کے لکھنے میں سرگرم رہتا تھا

چوں نبی از وحی فرمودے سبق — او ہماں را وا نوشتے در ورق

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی کا سبق پڑھاتے — وہ اُسی کو ورق پر لکھ لیتا

پرتوِ آں وحی بر وے تافتے — او درونِ خویش حکمت یافتے

وحی کا پرتو اُس پر پڑا — (اور) اُس نے اپنے اندر دانائی محسوس کی

عینِ آں حکمت بفرمودے رسول — زیں قدر گمراہ شد آں بوالفضول

بعینہ اُس دانائی کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (لکھنے کا) — (لیکن) وہ نالائق اس کے باوجود گمراہ ہو گیا

کانچہ می گوید رسولِ مستنیر[۲] — مر مرا ہست آں حقیقت در ضمیر

کہ روشن ضمیر، رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں — وہ حقیقت تو میرے دل میں ہے

پرتوِ اندیشہ اش زد بر رسول — قہرِ حق آورد بر جانش نزول

اُس کے خیال کا عکس رسول پر پڑا — اللہ (تعالیٰ) کا قہر اُس کی جان پر نازل ہوا

پرتوِ او ناگہش در دل بتافت — در درونِ خویشتن حرفے نیافت

اُس کا عکس اُس کے دل پر نمودار ہوا — اس نے اپنے دل میں (حکمت کا) ایک حرف بھی نہ پایا

ہم ز نساخی بر آمد ہم ز دیں — شد عدوے مصطفیٰؐ و دیں بکیں

کتابت سے بھی برطرف ہوا اور دین سے بھی — کینہ وری سے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دین کا دشمن بن گیا

مصطفیٰؐ فرمود کاے گبرِ عنود[۳] — چوں سیہ گشتی اگر نور از تو بود

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے سرکش گمراہ! — تو کیسے سیاہ (دل) ہو گیا اگر نور تیرے (دل کا) تھا

گر تو ینبوعِ الٰہی بودۂ — ایں چنیں آبِ سیہ نگشودۂ

اگر تو اللہ (کے نور) کا چشمہ ہوتا — تو ایسا سیاہ پانی تجھ سے نہ بہتا

اندروں می سوختش ہم زیں سبب — او نیارد توبہ کردن اے عجب

اِس وجہ سے اُس کا دل جلتا تھا — (لیکن)، تعجب ہے وہ توبہ نہ کر سکتا تھا

تاکہ ناموسش بہ پیشِ ایں و آں — نشکند بر بست ایں او را دہاں

تاکہ اِسکے اور اُسکے سامنے اُس کی آبرو — خراب نہ ہو اُس نے اِس کا منہ بند کر دیا

آہ می کرد و نبودش آہ سود — چوں در آمد تیغ و سر را در ربود

آہ کرتا تھا اور آہ کرنا اس کو مفید نہ تھا — جب (قضا کی) تلوار آئی اُس نے سر قلم کر دیا

[۱] نساخ۔ لکھنے والا۔ جدّ۔ کوشش۔ گمراہ۔ سورۂ مومنون کی آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ کا نزول ہوا اِس کے آخر میں فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اِس آیت کو لکھوا رہے تھے تو اُس کی زبان پر آنحضورؐ کے بولنے سے پہلے ہی فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ جاری ہو گیا، آنحضورؐ نے فرمایا ٹھیک ہے یہ لکھ لو، اِس سے اُس کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ مجھ پر بھی نازل ہوتی ہے، حالانکہ حضورؐ کے پرتو کا اثر تھا۔

[۲] مستنیر۔ روشن ضمیر دل۔ بوالفضول۔ بیکار اور لغو انسان۔ پرتوِ آنحضورؐ کو جب اُنکی حالت منکشف ہو گئی تو خدا کا قہر اُس پر نازل ہو گیا۔ پرتوِ آں۔ یعنی قہرِ الٰہی کا عکس تیرے دل پر یعنی وحی کے آثار اُسکے دل سے فنا ہو گئے۔ نساخی۔ کتابت۔ کیں۔ کینہ۔

[۳] عنود۔ جھگڑالو۔ ینبوع۔ چشمہ۔ نیارست۔ نتوانست۔ دہان بربستن۔ خاموش ہو جانا۔ اِس شعر کیوجہ سے بعض شارحین کا خیال ہے کہ یہ کاتبِ وحی جو مرتد ہو گیا تھا وہ مسلیمہ کذاب ہے اسلئے کہ عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح فتح مکہ میں مسلمان ہو گیا تھا اور مسلیمہ حالتِ کفر میں حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں مارا گیا تھا لیکن اِسکا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ مسلیمہ کسی زمانہ میں کاتبِ وحی رہا ہو۔

کردہ[۱] حق ناموس را صد من حدید
اللہ (تعالیٰ) نے آبرو کے خیال، کو سو من کا لوہا بنا دیا ہے
اے بسا بستہ بہ بندِ ناپدید
اے (مخاطب) بہت سے انسان اس چھپی ہوئی بیڑی میں بندھے ہوئے ہیں

کبر و کفر آں ساں ببست آں راہ را
اس طرح تکبر اور کفر نے اس راستہ کو بند کر دیا ہے
کو نیارد کرد ظاہر آہ را
کہ وہ افسوس (بھی) ظاہر نہیں کر سکتا ہے

گفت اَغلالًا فَھُم بِہٖ مُقْمَحُوْن
(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا طوق ہیں پس وہ انکی وجہ سے منہ کو اونچا کئے ہوئے ہیں
نیست آں اغلال ما را از بروں
ہمارے وہ طوق بیرونی نہیں ہیں

خَلْفَھُمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنَاھُمْ
انکے پیچھے ایک دیوار ہے پھر ہم نے انکو ڈھانپ دیا ہے
می نہ بیند بند را پیش و پس او
وہ اس دیوار کو نہیں دیکھتا ہے جو اسکے آگے اور پیچھے ہے

رنگِ[۲] صحرا دارد آں سدّے کہ خاست
وہ دیوار جو پیدا ہوئی ہے صحرا جیسی ہے
او نمیداند کہ آں سدِّ قضاست
وہ نہیں جانتا کہ وہ قضاءِ (الٰہی) کی دیوار ہے

شاہدِ تو سدِّ روئے شاہدست
تیرا معشوق، معشوق کے چہرے کی دیوار ہے
مرشدِ تو سدِّ گفتِ مرشدست
تیرا مرشد، مرشد کی گفتگو کے لئے دیوار ہے

اے بسا کفار را سودائے دیں
اے (مخاطب) بہت سے کافر ہیں جن کو دین کی لگن ہے
بندِ شاں ناموس و کبر و آن و ایں
ان کی بیڑی شرم اور تکبر اور یہ اور وہ ہے

بندِ پنہاں لیک از آہن بتر
(یہ) بند پوشیدہ ہے لیکن لوہے سے بھی بدتر ہے
بندِ آہن را کُند پارہ تبر
لوہے کے بند کو کدال توڑ دیتی ہے

بندِ آہن را تواں کردن جدا
لوہے کے بند کو جدا کیا جا سکتا ہے
بندِ غیبی را نداند کس دوا
غیبی بند کی کوئی دوا نہیں جانتا ہے

مرد را زنبور گر نیشے زند
اگر انسان کے بھڑ ڈنک مارتی ہے
طبع او آں لحظہ بر دفعے تند
اس کی طبیعت اسی وقت اسکو دفع کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے

زخمِ[۳] نیشِ اما چو از ہستی تست
لیکن اگر تیرے تکبر کے ڈنک کا زخم ہے
غم قوی باشد نگردد درد سست
(تو) غم زیادہ ہوگا، درد کم نہ ہوگا

شرح ایں از سینہ بیروں می جہد
اس کی تفصیل سینہ سے باہر آرہی ہے
لیک می ترسم کہ نومیدی دہد
لیکن میں ڈرتا ہوں کہ مایوسی پیدا نہ کر دے

نے مشو نومید خود را شاد کن
نہیں ناامید نہ ہو اپنے آپ کو خوش رکھ
پیشِ آں فریاد رس فریاد کن
اس فریاد سننے والے کے سامنے فریاد کر

---

۱ کردہ حق۔ انسان بسا اوقات اپنے گناہ کے اعتراف اور توبہ سے اسلئے رُکتا ہے کہ وہ اسکی بے آبروئی کا سبب بنتی ہے۔ اور یہ ایک ایسی بیڑی اور بند ہے جو اُس کو نظر بھی نہیں آتا ہے
آں راہ۔ یعنی توبہ کا راستہ۔
اَغلالًا۔ سورۂ یٰسین میں ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلًا فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ "بیشک ہم نے کر دیئے ہیں انکی گردنوں میں طوق تو وہ منہ اٹھائے ہوئے ہیں اور کر دی ہے ہم نے انکے سامنے دیوار اور انکے پیچھے دیوار پھر ہم نے انکو اوپر سے ڈھانپ دیا ہے پس وہ نہیں دیکھتے ہیں"
۲ رنگ۔ یعنی جس طرح صحرا میں کوئی ابھار نہیں ہوتا اور نہ وہاں کوئی آڑ ہوتی ہے وہ دیوار بھی ایسی ہی ہے۔ شاہدِ تو۔ دنیا کی محبوب چیزیں انسان کو محبوبِ حقیقی کے دیدار سے مانع آتی ہیں۔ مرشدِ تو۔ یعنی تو نے جس باطل چیز کو رہنما سمجھ لیا ہے۔ بندِ پنہاں۔ یعنی دیوار سے یہ مخفی دیوار مراد ہے جو لوہے کی دیوار سے بھی زیادہ سخت ہے۔ مرد را یعنی نظر آنیوالی مضر چیز کی فوراً طبیعت مدافعت کرتی ہے
۳ زخم۔ بیرونی دشمن کا مقابلہ آسان ہوتا ہے۔ اندرونی دشمن زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ شرح ایں۔

یعنی اِسکی تفصیل کہ کبر اور ناموس غیبی بند ہیں جسکی علت قضائے الٰہی ہے، اِسکی تفصیل مایوسی پیدا کردیگی۔

کاے مُحبّ[1] عَفو از ما عَفو کُن — اے طبیبِ رنجِ ناسُورِ کُہن

اے معافی کو پسند کرنیوالے! ہمیں معاف فرما دے — اے پُرانے ناسور کی تکلیف کے طبیب

عکسِ حکمت آں شقی را یاوہ کرد — خود مبیں تا بر نیارد از تو گرد

حکمت کے عکس نے اُس بدبخت کو گمراہ کر دیا — خود پسند نہ بن، تاکہ تو برباد نہ ہو

اے برادر بر تو حکمت جاریہ است — آں ز اَبدال ست و بر تو عاریہ است

اے بھائی! تیرے (دل) پر جو حکمت جاری ہے — وہ اَبدال کی ہے اور تیرے پاس عارضی ہے

گرچہ در خود خانہ نورے یافت ست — آں ز ہمسایہ منوّر تافت ست

گھر اپنے اندر اگرچہ روشنی محسوس کر رہا ہے — (لیکن) وہ روشن پڑوسی کی وجہ سے چمک رہا ہے

شُکر کُن غِرّہ مشو بینی مکُن — گوش دار و ہیچ خود بینی مکُن

شکر کر، گھمنڈ نہ کر، انکار نہ کر — سُن، اور کبھی تکبّر نہ کر

صد دریغ و درد کایں عاریتے[2] — مُعجباں را دور کرد از اُمّتے

افسوس، صد افسوس کہ اِس عارضی چیز نے — متکبّروں کو اُمّت سے دُور کر دیا

من غلامِ آنکہ اُو در ہر رِباط — خویش را واصل نداند بر سِماط

میں اُس شخص کا غلام ہوں جو ہر منزل میں — اپنے آپ کو دسترخوان پر پہنچ جانیوالا نہ سمجھے

بس رِباطے کہ بباید ترک کرد — تا بمسکن در رسد یک روز مرد

بہت سی منزلوں سے گزرنا ہوگا — پھر کسی دن انسان مسکن تک پہنچے گا

گرچہ آہن سُرخ شد اُو سُرخ نیست — پرتوِ عاریتِ آتش زنے ست

اگرچہ لوہا سُرخ ہوگیا (لیکن) وہ سُرخ نہیں ہے — (وہ) آتش زن کا مانگا ہوا عکس ہے

گر شود[3] پُر نُور روزن یا سَرا — تو مداں روشن مگر خورشید را

اگر روشن دان یا گھر نور سے بھر جائے — تو صرف سورج کو روشن سمجھ

ور در و دیوار گوید روشنم — پرتوِ غیرے ندارم ایں منم

اگر در و دیوار کہے کہ میں روشن ہوں — مجھ پر غیر کا کوئی عکس نہیں ہے میں خود (روشن) ہوں

پس بگوید آفتاب اے نارشید — چونکہ من غائب شوم آید پدید

تو سورج کہے گا کہ اے گمراہ! — جب میں غائب ہو جاؤں گا تو پتہ چلے گا

سبزہا گویند ما سبز از خودیم — شاد و خنداں ایم و بس زیبا خدیم

(اگر) سبزے کہیں ہم خود بخود سبز ہیں — شاد اور خنداں ہیں اور بہت خوبصورت ہیں

ق

---

[1] مُحبّ۔ دوست۔ رنج۔ مرض۔ عکسِ حکمت۔ یعنی مُرشد کے کمالات کا پرتو جو مرید پر پڑے۔ شقی۔ کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے۔ جاریہ۔ رواں۔ اَبدال۔ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے۔ غِرّہ۔ مغرور۔ بینی کردن۔ انکار کرنا۔ گوش داشتن۔ توجہ سے سننا۔

[2] عاریۃ۔ عارضی علم و کمال۔ مُعجبان۔ مُعجب کی جمع ہے، متکبّر۔ اُمّت۔ یعنی اُمّتِ محمدیہ۔ مَن۔ میں اُس شخص کا معتقد ہوں جو کسی مقام کو بھی مقامِ کمال نہ سمجھے۔ رِباط۔ سرائے، منزل۔ سِماط۔ دسترخوان۔ بس۔ سالک بہت سی منزلیں طے کر کے مقامِ قُرب تک پہنچتا ہے۔ گرچہ۔ مقصد یہ ہے کہ بہت سی چیزوں کے اوصاف اپنے نہیں ہوتے ہیں بلکہ دوسرے کے عکس اور پرتو ہوتے ہیں۔ اسکی ایک مثال گرچہ در خانہ نور سے دی تھی دوسری مثال یہ ہے کہ لوہے کی سُرخی اپنی نہیں ہے بلکہ آگ کا پرتو ہے۔

[3] گر شود۔ یہ تیسری مثال ہے کہ گھر میں نور اپنا نہیں ہوتا ہے بلکہ سورج کا پرتو ہوتا ہے۔ سبزہا۔ یہ چوتھی مثال ہے کہ سبزہ کی تری و تازگی اپنی نہیں ہے بلکہ موسمِ بہار کی عطا کردہ ہے۔

فصلِ تابستاں بگوید کاے امم
(تو) موسمِ بہار کہے گا اے مخلوق!

خویش را بینید چوں من بگذرم
اپنے آپ کو اس وقت دیکھنا جب میں گذر جاؤں

تن ہمی نازد بخوبی و جمال[۱]
حُسن اور جمال پر جسم ناز کرتا ہے

روح پنہاں کردہ فرّ و پرّ و بال
روح نے اپنی شان و شوکت اور بال و پر چھپا رکھے ہیں

گویدش کاے مزبلہ تو کیستی
وہ (روح) اس (بدن) کو کہتی ہے اے کوڑی تو کیا ہے؟

یک دو روز از پرتوِ من زیستی
تجھ دن تو میرے عکس سے جی لیا ہے

غنج و نازت می نگنجد در جہاں
عالم میں تیرا کرشمہ اور ناز نہیں سماتا ہے

باش تا کہ من شوم از تو جہاں
ٹھہر جا، یہاں تک کہ میں تجھ سے رخصت ہو جاؤں

گرم دارانت ترا گورے کنند[۲]
تیرے دوست تیرے لئے قبر کھودیں گے

کش کشانت در تنگِ گور افگنند
کشاں کشاں تجھے قبر کے گڑھے میں پھینکیں گے

تا کہ چوں در گور یارانت کنند
جب تیرے دوست تجھے قبر میں دفن کردینگے

طعمۂ موران و مارانت کنند
تجھے چیونٹیوں اور سانپوں کی خوراک بنادینگے

بینی از گندِ تو گیرد آں کسے
تیری بدبو سے (وہ بھی) ناک بند کرے گا

کہ بہ پیشِ تو ہمی مُردے بسے
جو اکثر تجھ پر جان قربان کرتا تھا

پرتوِ روح ست نطق و چشم و گوش
گویائی اور آنکھ، کان، روح کا اثر ہے

پرتوِ آتش بُوَد در آب جوش
پانی میں جوش آنا آگ کا اثر ہوتا ہے

آں چنانکہ پرتوِ جاں بر تن ست
جس طرح روح کا پرتو جسم پر ہے

پرتوِ ابدال بر جانِ من ست
ابدال کا پرتو میری روح پر ہے

جانِ جاں چوں واکشد پا را ز جاں[۳]
جانِ جاں جب جان سے اپنا قدم پیچھے ہٹالے

جاں چناں گردد کہ بیجاں تن بداں
تو سمجھ لے کہ جان، بے جان جسم کی طرح ہو جائیگی

سر ازاں رُو می نہم من بر زمیں
میں اسی وجہ سے زمین پر چہرہ رکھتا ہوں

تا گواہِ من بُوَد در یومِ دیں
تاکہ وہ قیامت کے دن میری گواہ ہو

یومِ دیں کہ زُلزِلَت زِلزالَہا
قیامت کے دن جبکہ زمین کو زلزلہ آجائیگا

ایں زماں باشد گواہِ حالہا
اس وقت وہ حالتوں کی گواہ ہوگی

کو تُحدِّث جہرتاً اخبارَہا
کیونکہ وہ علی الاعلان اپنی خبریں سنائے گی

در سخن آید زمین و خارہا
زمین اور اس کا خار و خس بولنے لگے گا

---

[۱] تن۔ یہ پانچویں مثال ہے بدن کی تمام خوبیاں روح کی وجہ سے ہیں۔ زیبا۔ خوبصورت۔ فر۔ جاہ و فر۔ شان و شوکت۔ پر و بال۔ ساز و سامان۔ مزبلہ۔ کوڑی۔ غنج۔ ناز و ادا۔ جہاں۔ عالم۔ جہاں۔ کودنے والا، جستن سے اسم فاعل ہے۔ گرم داراں۔ محبت کی گرم جوشی دکھلانے والے۔ ترا۔ برائے تو۔

[۲] کنند۔ کھودینگے، کندن کا فعل مضارع۔ کش کشاں۔ کھینچے کھینچے۔ تنگ۔ تہ، گہرائی۔ طعمہ۔ خوراک۔ موراں۔ مور کی جمع ہے، چیونٹی۔ ماراں۔ مار کی جمع ہے، سانپ۔ بینی گرفتن۔ ناک بند کرنا۔ گند۔ بدبو۔ بر کسے مردن۔ کسی پر قربان ہونا۔ جانِ جاں۔ یعنی مرشدِ کامل۔

[۳] پا کشیدن۔ پیچھے ہٹنا۔ بداں۔ تو جان۔ دانستن سے امر کا صیغہ ہے۔ یوم دیں۔ یوم قیامت۔ زلزلت۔ سورۃ الزلزال میں کہا گیا ہے جب زمین بڑے زور سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنے خزانے نکال کر پھینک دے گی اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہوگیا ہے اس دن تمام خبریں بتادے گی۔

فلسفی[1] گوید ز معقولاتِ دوں — عقل از دہلیز می ماند بروں
فلسفی بکتر درجہ کی معقولات کی باتیں کرتا ہے — (اس کی) عقل چوکھٹ سے باہر رہتی ہے

فلسفی منکر شود در فکر و ظن — گو برو سر را بداں دیوار زن
فکر اور ظن میں (رہ کر) فلسفی منکر ہوتا ہے — کہدے کہ جا، اس دیوار سے سر پھوڑ

نطقِ آب و نطقِ خاک و نطقِ گِل — ہست محسوسِ حواسِ اہلِ دل
پانی کا بولنا اور مٹی کا بولنا اور گارے کا بولنا — اہلِ دل کے حواس کا محسوس ہے

فلسفی کو منکرِ حنانہ است — از حواسِ انبیاء بیگانہ است
فلسفی جو (اُسطوانۂ) حنانہ (کے رونے) کا منکر ہے — وہ نبیوں کے حواس سے بے خبر ہے

گوید[2] او کہ پرتوِ سودائے خلق — بس خیالات آورد در رائے خلق
وہ (فلسفی) کہتا ہے کہ انسانوں کی سوداویت کا اثر — لوگوں کی رائے میں بہت سے خیالات (فاسد پیدا کر دیتا ہے)

بلکہ عکسِ آں فساد و کفرِ او — آں خیالِ منکرے را زد برو
یہ اس کے فساد اور کفر کا پرتو ہے — جس نے یہ برا خیال اس پر مسلط کر دیا ہے

فلسفی مر دیو را منکر شود — در ہماں دم سخرۂ دیوے بود
فلسفی، شیطان کا منکر بنتا ہے — (اور) اسی وقت شیطان کا محکوم ہو جاتا ہے

گر ندیدی دیو را خود را ببیں — بے جنوں نبود کبودی بر جبیں
اگر تو نے شیطان کو نہیں دیکھا ہے، اپنے آپکو دیکھ لے — جنون کے بغیر پیشانی پر نیلاہٹ نہیں ہوتی ہے

ہر کرا[3] در دل شک و پیچانی ست — در جہاں او فلسفی پنہانی ست
جس کے دل میں شک اور پیچ ہے — وہ دنیا میں چھپا فلسفی ہے

می نماید اعتقاد او گاہ گاہ — آں رگِ فلسف کند رویش تباہ
وہ کبھی کبھی اعتقاد کو ظاہر کرتا ہے — فلسفہ کی وہ رگ اس کا رو سیاہ کرتی ہے

الحذر اے مومناں کو در شماست — در شما بس عالمِ بے منتہاست
ڈرو، اے مومنو! کہ وہ تمہارے اندر ہے — تم میں (فاسد خیالات کا) بے انتہا جہان ہے

جملہ ہفتاد و دو ملت در تو ست — وہ کہ آں روزے برآرد از تو دست
سب بہتّر فرقے تجھ میں ہیں — افسوس! کہ کسی دن وہ ہاتھ پیر نکالیں

ہر کرا او را برگِ ایں ایماں بود — ہمچو برگ از بیمِ او لرزاں بود
جس شخص کے پاس اس ایمان کا ساز و سامان ہوگا — وہ پتے کی طرح اس کے ڈر سے لرزاں ہوگا

[1] فلسفی۔ فلاسفہ جمادات کے کلام کے منکر ہیں لہٰذا مولانا ان کی تردید کر رہے ہیں۔ نطق۔ جمادات اور نباتات کا کلام اہلِ دل سنتے ہیں۔ حنانہ۔ رونے والا، وہ ستون کہلاتا ہے جس کے سہارے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے خطبہ دیا کرتے تھے، منبر بنجانے پر جب آپ نے اس کا سہارا لینا چھوڑا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ بیگانہ۔ ناآشنا۔

[2] گوید۔ فلسفی جمادات اور نباتات کے کلام کے اعتقاد کو مجنونانہ خیال سے تعبیر کرتا ہے۔ دیو را۔ فلسفی شیطان کا انکار کرتا ہے حالانکہ اسی شیطان کی اطاعت میں حقائق کا انکار کرتا ہے۔ گر ندیدی۔ فلسفی نے اگر شیطان کو نہیں دیکھا ہے تو خود اپنے آپ کو دیکھ لے اس میں شیطان کے اثرات موجود ہیں جنوں کو بھی اس کے اثرات سے پہچانا جاتا ہے۔

[3] ہر کرا۔ فلسفی کسی گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر کج فہم فلسفی ہی ہوتا ہے۔ اے مومناں۔ ایک شخص جو مومنین کے زمرے میں داخل ہے وہ بھی فلسفی ہو سکتا ہے۔ ایک مومن کے دل میں فاسد خیالات آسکتے ہیں لہٰذا بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ جملہ۔ بہتّر گمراہ فرقوں کے اعتقادات انسان کے دل میں چھپے ہوئے ہیں، مومن کا کام یہ ہے کہ انکو ظاہر نہ ہونے دے۔ ہر کرا۔ ایماندار کا کام ہے کہ وہ بدخیالات کے خوف سے ہمیشہ لرزتا ہے۔

بر بلیسؔ[1] و دیوزاں خندیدۂ
ابلیس اور شیطان پر تو اس لئے ہنستا ہے

کہ تو خود را نیک مردم دیدۂ
کہ تو نے اپنے آپ کو نیک انسان سمجھا ہے

چوں کند جاں باز گونہ پوستیں
جب چھپے ہوئے اَحوال ظاہر ہوں گے

چند واویلا بر آید زاہلِ دیں
دیندار لوگ کس قدر واویلا کریں گے

بر دکاں ہر زرنما خنداں شدست
دُکان پر ہر سونا دکھانے والا ہنس رہا ہے

زانکہ سنگِ امتحاں پنہاں شدست
اس لئے کہ کسوٹی غائب ہو گئی ہے

پردۂ[2] اے ستّار از ما بر مگیر
اے پردہ پوش! ہمارا پردہ نہ اُٹھا

باش اندر امتحاں مارا مجیر
امتحان میں، ہمیں پناہ دینے والا بن جا

قلب پہلو می زند با زر بہ شب
رات میں کھوٹا سِکّہ (کھرے) سونے کی برابری کرتا ہے

انتظارِ روز می دارد ذہب
(کھرا) سونا دن کا انتظار کرتا ہے

با زبانِ حال زر گوید کہ باش
زبانِ حال سے (کھرا) سونا کہتا ہے، ٹھہر

اے مزوّر تا بر آید روزِ فاش
اے دھوکہ باز! جب تک کہ دن چڑھے

صد ہزاراں سال ابلیسِ لعیں
ابلیسِ لعین لاکھوں سال

بود ز ابدال و امیر المومنیں
اَبدال میں سے، اور مومنین (فرشتوں) کا سردار رہا

پنجہ زد با آدم از نازیکہ داشت
تکبّر کی وجہ سے حضرتِ آدمؑ کے مقابلہ میں آگیا

گشت رسوا ہمچوں سرگینِ وقتِ چاشت
اس طرح رُسوا ہوا جیسے دن چڑھے گوبر

پنجہ با مرداں مزن اے بوالہوس
اے بوالہوس! مردانِ خدا کا مقابلہ نہ کر

بر ترّاز سلطاں چہ می رانی فرس
بادشاہ سے آگے گھوڑا کیوں دوڑاتا ہے؟

دعا کردن بلعم[3] باعور کہ موسیٰ علیہ السّلام را و قومش را
بلعم باعور کا دعا کرنا کہ موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کو اس شہر

ازیں شہر کہ حصار دادہ اند بے مراد باز گرداں و مستجاب
سے جس کا انھوں نے محاصرہ کر رکھا ہے ناکام واپس کر دے اور اس کی

شدن دعایش
دُعا کا مقبول ہونا

بلعم باعور را خلقِ جہاں
بلعم باعور پر دنیا کی مخلوق

شغبہ شد مانندِ عیسیٰ زماں
فریفتہ ہو گئی جس طرح عیسیٰ (علیہ السلام) پر اُن کے زمانہ میں

---

[1] بر بلیس۔ شیطان کا مذاق وہ اڑاتا ہے جو اپنے آپ کو بڑا پارسا سمجھتا ہے۔ چوں کند۔ لیکن انسان کے جب مخفی اَحوال کھلتے ہیں تو اسکے معتقد واویلا کرنے لگتے ہیں۔ پوستین باز گونہ کردن۔ پوستین کو الٹ دینا یعنی مخفی اَحوال کا ظاہر ہو جانا اور ظاہری حالت کا مخفی ہو جانا۔ بر دکاں۔ جب تک کسوٹی پر نہیں کسا جاتا کھرا کھوٹا یکساں معلوم ہوتا ہے۔

[2] پردہ۔ جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ ہر انسان میں مخفی عیوب ہیں تو اب مولانا دعا کرتے ہیں۔ باکسے پہلو زدن۔ مقابلہ کرنا۔ صد ہزاراں۔ شیطان مردود ہونے سے قبل ابدال اللہ اور فرشتوں کا سردار تھا۔ پنجہ زدن۔ مقابلہ کرنا، مخالف ہو جانا۔ بر ترّاز۔ بادشاہ کی سواری سے اپنی سواری آگے بڑھانا حد سے تجاوز کرنا ہے۔

[3] بلعم باعور۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ کا ایک مشہور عبادت گذار تھا جو کنعان یا شہر جبارین کا رہنے والا تھا۔ حضرت موسیٰ نے جب کنعان پر چڑھائی کی تو اہلِ شہر نے اس سے اصرار کیا کہ وہ موسیٰ کی پسپائی کی دعا کرے۔ اصرار کے بعد وہ راضی ہو گیا۔ اس پر اسکا دین و ایمان بھی گیا اور حضرت موسیٰ کا کچھ نہ بگڑا۔ تب اُسنے سازش کر کے موسیٰ کی قوم میں زنا کی رسم جاری کر دی، شمعون نامی سردار زنا کر بیٹھا جس سے طاعون کی وبا پھیلی اور ہزاروں آدمی ہلاک ہو گئے۔ اشعارِ بالا میں بزرگوں سے مقابلہ نہ کرنے کی نصیحت تھی بلعم کے قصہ کے ذریعہ سے اسکے انجام بد سے ڈرانا مقصود ہے۔ شغبہ۔ فریفتہ۔ گرویدہ۔

سجدہ ناوردند کس را دونِ او ‏ صحتِ[1] رنجور بود افسونِ او

وہ اُس کے علاوہ کسی کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کرتے ‏ اُس کا دم کرنا بیمار کی صحت تھی

پنجہ زد با موسیٰؑ از کبر و کمال ‏ آنچناں شد کہ شنیدستی تو حال

کمال اور غرور کی وجہ سے اُس نے (حضرت) موسیٰؑ کا مقابلہ کیا ‏ اُس کا وہ حال ہوا جو تُو نے سُنا

صد ہزار ابلیس و بلعم در جہاں ‏ ہمچنیں بودست پیدا و نہاں

لاکھوں شیطان اور بلعم دنیا میں ‏ ایسے ہی ہوئے ہیں جو مشہور اور غیر مشہور ہیں

ایں دو[1] را مشہور گردانید اِلٰہ ‏ تا کہ باشند ایں دو بر باقی گواہ

اِن دو کو خدا نے مشہور کر دیا ‏ تاکہ یہ دونوں باقی کے لئے گواہ بنیں

رہزناں را در بیاباں چوں کُشند ‏ یک دو تن را سوئے دِہ زاں ایشاں کُشند

ڈاکوؤں کو جب جنگل میں قتل کر دیتے ہیں ‏ اُنہیں سے ایک دو (کی نعش) کو گاؤں میں کھینچ لاتے ہیں

تا ببیند اہلِ دِہ گیرند پند ‏ رُویتِ ایشاں بُود شاں ہیچو بند[2]

تاکہ گاؤں والے دیکھیں، نصیحت پکڑیں ‏ ان کا دیکھنا ان کے لئے بندش بنتا ہے

ایں دو[2] دُزد آویخت بر دارِ بلند ‏ ورنہ اندر دہر بس دُزداں بُدند

اِن دو چوروں کو (اللہ تعالیٰ نے) اونچی سولی پر لٹکایا ‏ ورنہ دنیا میں بہت سے چور تھے

ایں دو را پرچم بسوئے شہر بُرد ‏ کُشتگانِ قہر را نتواں شُمرد

اِن دونوں کو پرچم شہر کی طرف لایا ہے ‏ (ورنہ) قہرِ (خدا) کے مارے ہوئے شمار نہیں کئے جا سکتے

نازنینی تو ولے در حدِ خویش ‏ اللہ اللہ پا منہ از حد تو بیش

تو نازنین ہے لیکن اپنی حد میں (رہ) ‏ خدا کے لئے حد سے آگے قدم نہ رکھ

گر زنی بر نازنیں تر از خودت ‏ در تگِ ہفتم زمیں زیر آردت

اگر تو اپنے سے زیادہ نازنین پر حملہ کرے گا ‏ وہ تجھے ساتویں زمین کے نیچے گہرائی میں اتار دیگا

قصۂ عاد و ثمود از بہرِ چیست ‏ تا بدانی انبیاء را نازکیست

عاد اور ثمود کا قصہ (قرآن میں) کس لئے ہے؟ ‏ (اسلئے ہے) تاکہ تو جان لے انبیاء کا کس پر ناز ہے

ایں نشانِ خسف[3] و قذف و صاعقہ ‏ شُد بیانِ عزِّ نفسِ ناطقہ

یہ دھنسنے اور سنگباری اور کڑک کی علامت ‏ نفسِ ناطقہ کی عزت کے اظہار کے لئے ہے

جملہ حیواں را پئے انساں بکُش ‏ جملہ انساں را بکُش از بہرِ ہُش

تمام حیوانات انسان کے لئے مارے جا سکتے ہیں ‏ ہوشمند (انسانِ کامل) کیلئے سب انسان مارے جا سکتے ہیں

۱ صحت ۔ بلعم باعوء کے دم کرنے سے بیمار اچھے ہو جاتے تھے۔ حال ۔ بلعم کی زبان کتے کی طرح باہر نکلی رہتی تھی۔ ایں دو ۔ یعنی شیطان اور بلعم باعور۔ گواہ ۔ تاکہ لوگ ان کے حالات کو دیکھ کر اور سنکر عبرت حاصل کریں۔

۲ ہیچو بند ۔ گاؤں والے ڈاکوؤں کی نعشیں دیکھ کر جرائم سے باز رہتے ہیں، پرچم بالوں کا گچھا جو جھنڈے کے سر پر باندھا جاتا تھا۔ گرزنی ۔ اپنے سے بڑے سے مقابلہ ہلاکت کا باعث ہے۔ نازکیست ۔ یعنی انبیاء کو خدا پر ناز ہوتا ہے۔

۳ خسف ۔ زمین میں دھنسنا۔ قارون زمین میں دھنسایا گیا۔ قذف ۔ سنگباری، قوم لوط کو سنگسار کر دیا گیا تھا۔ صاعقہ ۔ بجلی کی کڑک، قوم ثمود پر بجلی گری تھی۔ نفس ناطقہ ۔ یعنی انبیاء کرام۔ جملہ حیوان ۔ جس طرح حیوانات کو انسانوں کے لئے ذبح کیا جا سکتا ہے اسی طرح انبیاء کی خاطر نافرمانوں کو قتل کرا دیا جاتا ہے۔

ہُش چہ باشد عقلِ کُل[۱] اے ہوشمند — عقلِ جُزوی ہُش بود اَمّا نژند

اے عقلمند! ہوش کیا ہے؟ عقلِ کامل! — جزوی عقل رکھنے والا بھی (صاحب) ہوش ہوتا ہے لیکن کمزور

جملہ حیواناتِ وحشی زِ آدمی — باشد از حیوانِ اُنسی در کمی

آدمی سے وحشت کرنے والے سب حیوان — مانوس جانوروں سے کم درجہ میں ہوتے ہیں

خونِ آنہا خَلق را باشد سبیل — زانکہ وحشی اند از عقلِ جلیل

اُن کا خون لوگوں کے لئے حلال ہے — کیونکہ وہ بڑی عقل (انسان) سے وحشی ہیں

خونِ ایشاں خَلق را باشد روا — زانکہ انساں را نیند ایشاں سزا

ان کا خون لوگوں کے لئے روا ہے — کیونکہ انسان سے اُن کو مناسبت نہیں ہے

عزّتِ وحشی بداں ساقط شدست — کہ مَر انساں را مخالف آمدست

وحشی (جانور) کی عزّت اسی وجہ سے جاتی رہی — کہ وہ انسان کا مخالف ہے

پس چہ عزّت باشدت اے نادرہ[۲] — چوں شدی تو حُمُرٌ مُستَنفِرَہ

اے احمق! تیری عزّت کیا ہے گی؟ — جب تو بھڑکنے والے گدھوں (میں سے) بنگیا

خَر نشاید کُشت از بہرِ صَلاح — چوں شود وحشی شود خونش مُباح

مصلحت کیوجہ سے گدھے کو ذبح نہیں کیا جاتا ہے — جب وحشی (گورخر) ہوجاتا ہے تو اُسکا خون حلال ہوجاتا ہے

گرچہ خَر را دانشِ زاجر نبود — ہیچ معذورش نمیدارد وُدُود

اگرچہ گدھے میں روکنے والی عقل نہیں ہے — پھر بھی خدا اُس کو معذور نہیں رکھتا ہے

پس چو وحشی شُد ازاں دمِ آدمی — کے بُود معذور اے یارِ سَمی[۳]

پھر جب انسان اُس (انبیاء کی) گفتگو سے وحشی ہوجائے — اے عالی قدر دوست! وہ کب معذور ہو گا؟

لاجرم کفّار را شُد خوں مباح — ہمچو وحشی پیشِ نشّاب و رِماح

لامحالہ کفّار کا خون مباح ہو گیا — وحشی (جانور) کی طرح تیروں اور نیزوں کے سامنے

جفت و فرزندانِ شاں جملہ سبیل — زانکہ بے عقل اند و مردود و ذلیل

اُن کی بیویاں اور اولاد سب مباح ہو گئے — اِس لئے کہ وہ (دین سے) بے عقل ہیں اور مردود اور ذلیل ہیں

باز عقلے کُو رَمَد از عقلِ عقل — گردد از عقلی بحیوانات نقل

پھر وہ عقل جو انبیاء کی، عقلِ کُل سے وحشت کرتی ہے — عقلمندی سے حیوانات کی طرف منتقل ہوجاتی ہے

بشنو اکنوں در بیانِ ایں سخن — قصہ از جان و نیکو گوش کن

اب اِس سلسلہ میں ایک قصہ سُن — دل و جان سے اور اچھی طرح سُن

[۱] عقلِ کل۔ مکمل عقل یعنی انبیاء، عقلِ جزوی۔ ناقص عقل والا، عوام۔ نژند۔ ضعیف، کمزور۔ حیواناتِ وحشی۔ جنگلی جانور۔ حیوانِ اُنسی۔ پالتو جانور۔ سبیل۔ حلال یعنی شکاری اُن کا شکار کر لیتے ہیں۔ عقلِ جلیل۔ بڑی عقل یعنی انسان۔ سزا۔ مناسبت، لائق۔

[۲] نادرہ۔ احمق۔ حمرٌ مستنفرہ۔ قرآنِ پاک میں فرمایا گیا ہے۔ "وہ کفار حق سے اِس طرح بھاگتے ہیں جس طرح گورخر شیر سے"۔ صلاح۔ گدھے سے باربرداری کا فائدہ ہے۔ مباح۔ جائز۔ زاجر۔ منع کرنے والا۔ وَدود۔ دوست رکھنے والا اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ دم۔ سانس، انبیاء کا کلام۔

[۳] سمی۔ بلند، عالی قدر۔ نشّاب۔ نشابہ کی جمع ہے، تیر۔ رِماح۔ رمح کی جمع ہے، نیزہ۔ جفت۔ بیوی، جوڑا۔ سبیل۔ مباح۔ عقلِ عقل یعنی انبیاء۔ عقلی۔ عقلمندی۔ نقل۔ منتقل۔

اعتمادکردنِ ہاروت[1] وماروت بر عصمتِ خویش و
ہاروت اور ماروت کا اپنی پاکدامنی پر گھمنڈ کرنا اور دنیا کی

امیریٔ دنیا خواستن و در فتنہ افتادن
سرداری چاہنا اور فتنہ میں پھنس جانا

ہمچو ہاروت و چو ماروتِ شہیر[2]
مشہور ہاروت اور ماروت جیسوں نے

از بطر خوردند زہر آلود تیر
تکبر کی وجہ سے زہر آلود تیر کھایا ہے

اعتمادے بود شاں بر قدسِ خویش
ان کو اپنے تقدس پر گھمنڈ تھا

چیست بر شیر اعتمادِ گاؤمیش
شیر (قضائے الٰہی) پر بھینس (انسان) کو کیا اطمینان ہو سکتا ہے

گرچہ او با شیر صد چارہ کند
اگرچہ وہ شیر کے مقابلہ میں سو تدبیریں کرے

شاخ شاخش شیرِ نر پارہ کند
نر شیر اس کے جوڑ جوڑ کے ٹکڑے کردے گا

گر شود پُر شاخ ہمچو خارپشت
خواہ وہ سینگوں سے ساہی کی طرح بھری ہو

شیر خواہد گاو را ناچار کشت
لامحالہ شیر گائے کو مار ڈالے گا

گرچہ صرصر[3] بس درختاں می کند
اگرچہ آندھی بہت سے درختوں کو اکھاڑ دیتی ہے

با گیاہِ پست احساں می کند
(لیکن) چھوٹی گھاس پر احسان کرتی ہے

بر ضعیفیٔ گیاہ آں بادِ تند
گھاس کی کمزوری پر تیز ہوا نے

رحم کرد اے دل تو از قوت بلند
رحم کیا اے دل! تو قوت کے بارے میں زیادہ

تیشہ را زانبوہیٔ شاخِ درخت
درخت کی شاخ کے گھنے پن سے کلہاڑا

کے ہراس آید بُبرّد لخت لخت
کب ڈرتا ہے، اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے

لیک بر برگے نکوبد خویش را
لیکن پتے پر اپنے آپ کو نہیں مارتا ہے

جز کہ بر نیشے نکوبد نیش را
سوائے سخت کے اپنی دھار نہیں چلاتا ہے

شعلہ را زانبوہیٔ ہیزم چہ غم
سوختے کے گٹھڑ کے گھنے پن سے آگ کو کیا ڈر ہے

کے رمد قصاب زانبوہِ غنم
بکریوں کے ریوڑ سے قصاب کب بھاگتا ہے؟

پیشِ معنیٰ چیست صورت بس زبوں
معنیٰ (موثر) کے سامنے صورت (متاثر) کی کیا حقیقت ہے؟

چرخ را معنیش می دارد نگوں
آسمان کو اس کا معنیٰ (موثر) اوندھا رکھتا ہے

تو قیاس از چرخِ دولابی بگیر
تو (کنوئیں کی) گھرنی پر قیاس کرلے

گردشش ز چیست از عقلِ منیر
اس کی گردش کس کی وجہ سے ہے، روشن عقل کی وجہ

---

[1] ہاروت و ماروت۔ مشہور ہے کہ یہ دو فرشتے تھے جن کو اپنی عبادت پر بڑا گھمنڈ پیدا ہوگیا تھا جسکی وجہ سے وہ قہر خداوندی میں مبتلا ہوگئے تھے۔ یہ قصہ محض ایک افسانہ ہے جسکو مولانا نے عبرت کے لئے نقل کردیا ہے جسکا خلاصہ خود اعتمادی اور گھمنڈ کے انجام بد کو واضح کرتا ہے۔

[2] شہیر۔ مشہور۔ بطر۔ تکبر و غرور۔ اعتماد۔ بھروسہ۔ قدس۔ پاکبازی۔ گاؤمیش۔ بھینس۔ شاخ شاخ۔ ایک ایک عضو۔ پارہ۔ ٹکڑا۔ شاخ۔ سینگ۔ خارپشت۔ بلی کی برابر ایک جنگلی جانور ہے جس کے تمام بدن پر تیروں جیسے کانٹے ہوتے ہیں جن کو وہ اپنی مدافعت میں کھڑا کرلیتا ہے۔ گاو یعنی بھینس۔ گرچہ۔ قضا سے صرف زاری اور دعا کے ذریعہ بچا جاسکتا ہے۔

[3] صرصر۔ آندھی۔ بلند نہی کا صیغہ ہے۔ لندیدن بوزن جنبیدن۔ غرانا، بکارنا۔ تیشہ۔ کلہاڑا۔ ہراس۔ خوف۔ لخت لخت۔ ریزہ ریزہ۔ نیش۔ سخت، دھاوڈنک۔ انبوہی۔ کثرت۔ ہیزم۔ ایندھن۔ قصاب۔ قصائی۔ غنم۔ بکریاں۔ معنی یعنی موثر جو کائنات میں تصرف کررہا ہے۔ صورت یعنی کائنات۔ چرخ دولابی۔ گھرنی جس پر رسی ڈالکر ڈول کھینچا جاتا ہے۔ عقلِ منیر یعنی انسانی عقل۔

گردشِ ایں قالبِ[۱] ہمچوں سپر
ڈھال جیسے اِس جسم کی گردش
ہست از روحِ مُستّر اے پسر
اے صاحبزادے! چھپی ہوئی روح کیوجہ سے ہے

گردشِ ایں باد از معنی اُوست
اِس ہوا کی گردش اُس (اللہ تعالیٰ) کے اثر سے ہے
ہمچوں چرخے کو اسیرِ آبِ جُوست
اِس پن چکی کی طرح جو نہر کے پانی کی پابند ہے

جزرو مدّ و دخل و خرجِ ایں نفس
اِس سانس کا اُتار اور چڑھاؤ، اندر جانا اور باہر نکلنا
از کہ باشد جُز زِ جانِ پُر ہوس
سوائے پُر ہوس روح کے کس کی وجہ سے ہے؟

گاہ جیمش می کُند گہ حاؤ دال
وہ (روح) اِس (سانس) کو کبھی جیم بناتی ہے کبھی حا اور دال
گاہ صلحش می کُند گاہے جدال
کبھی اُسکو (باعثِ) صلح بنا دیتی ہے کبھی لڑائی کا سبب

گہ یمینش می بَرد گاہے یسار
کبھی اُس کو داہنی طرف لیجاتی ہے کبھی بائیں طرف
گہ گلستاں[۲] می کُند گاہیش خار
کبھی اس کو چمن بنا دیتی ہے، کبھی کانٹا

ہمچناں ایں آب را یزدانِ پاک
اسی طرح اللہ پاک نے پانی کو
کرد بر فرعون خونِ سہمناک
فرعون پر خوفناک خون بنا دیا

ہمچنیں ایں باد را یزدانِ ما
اسی طرح ہمارے اللہ نے اِس ہوا کو
کردہ بُد بر عاد ہمچوں اژدہا
قوم عاد پر اژدہے کی طرح بنا دیا تھا

باز ہم ایں باد را بر مُومناں
پھر اسی ہوا کو مومنوں پر
کردہ بُد صلح و مراعات و اماں
صلح اور رعایت اور امن بنا دیا تھا

گفت المعنیٰ ھُو اللہ شیخِ دیں
دین کے شیخ نے فرمایا ہے معنیٰ وہ اللہ ہی ہے
بحرِ معنیہاست ربُّ العالمیں
معانی کا سمندر ربّ العالمین ہے

جملہ[۳] اطباقِ زمین و آسماں
زمین اور آسمان کے سارے طبقے
ہمچو خاشاکے دراں بحرِ رواں
اس جاری سمندر میں تنکے کی طرح ہیں

حملہا و رقصِ خاشاک اندر آب
پانی کے اندر تنکے کے حملے اور رقص
ہم ز آب آمد بوقتِ اضطراب
پانی کے موجزن ہونے کیوقت پانی کیوجہ سے ہوتے ہیں

چونکہ ساکن خواہدش کرد از مِرا
چونکہ کشمکش سے اُسکو سکون دینا چاہتا ہے
سُوئے ساحل افگند خاشاک را
(اسلئے) تنکے کو ساحل پر پھینک دیتا ہے

چوں کشد از ساحلش در موجگاہ
پھر جب اُس کو ساحل سے موجوں کی جگہ لائیگا
آں کُند آں موج کاتش با گیاہ
وہ موج اُس کیساتھ وہ کریگی جو آگ گھاس سے (کرتی ہے)

۱؎ قالب۔ جسم۔ مُستّر۔ مستور۔ چرخ یعنی پن چکی۔ پُر ہوس۔ ہوسناک۔ گاہ۔ روح انسان کے سانس کو مختلف حرفوں کی آواز میں منھ سے خارج کرتی ہے۔ گاہ صلحش۔ کبھی ایسے اچھے الفاظ نکالتی ہے جو باہمی دوستی اور صلح کا سبب بنتے ہیں اور کبھی ایسے الفاظ نکالتی ہے جن سے دشمنی پیدا ہوتی ہے۔

۲؎ گلستاں یعنی وہ کلام جو باغ کیطرح باعثِ تفریح ہو۔ خار یعنی ایسا کلام جو کانٹے کی طرح چبھے۔ فرعون۔ اللہ تعالےٰ نے فرعون کیلئے پانی کو ہلاکت کا سبب بنا دیا۔ عاد۔ قوم عاد پر ہوا مسلط کر دی جس نے اژدھوں کی طرح اُن کو تباہ کر دیا۔ بر مومناں غزوۂ احزاب میں ہوا ہی مسلمانوں کی فتمندی کا سبب بنی تھی۔ شیخِ دین۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ۔ المعنیٰ ہو اللہ یعنی مؤثرِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اور تمام اسباب کا وہی مرجع ہے۔

۳؎ جملہ۔ اِس بحرِ رواں یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے آسمانوں اور زمینوں کی حقیقت تنکے سے زیادہ نہیں ہے جس طرح ایک سمندر تنکے پر اثر انداز ہے اسی طرح حضرتِ حق زمینوں اور آسمانوں پر اثر انداز ہے۔ اطباق۔ طبقات۔ آں کند یعنی جب قیامت میں کائنات کو دوبارہ وجود میں لائیگا اسقدر جلد نہیں تاثیر کریگا جیسا کہ آگ پھونس میں تاثیر کرتی ہے۔

ایں حدیث آخر ندارد باز راں | جانبِ ہاروت و ماروت اے جواں
اِس بات کا آخر نہیں ہے، پھر چل | اے جوان! ہاروت و ماروت (کے قصہ) کی جانب

بقیہ قصہ ہاروت و ماروت و نکال[1] و عقوبت ایشاں
ہاروت اور ماروت اور اُن کی سزا اور عذاب کے قصہ کا بقیہ

چوں گناہ و فسقِ خلقانِ جہاں | می شُدے روشن بایشاں آں زماں
جب دنیا کی مخلوق کی بدکاری اور گناہ | اُن پر واضح ہوتا، اُس وقت

ق

دست خائیدن گرفتندے زِ خشم | لیک عیبِ خود ندیدندے بچشم
وہ غصہ سے ہاتھ چبانا شروع کر دیتے | لیکن آنکھوں سے اپنا عیب نہ دیکھتے

خویش در آئینہ دید آں زشت مرد | رُو بگردانید ازاں و خشم کرد
بدصورت نے اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھا | اُس سے منہ پھیر لیا اور اُس پر غصہ کیا

خویش بیں چوں از کسے جُرمے بدید | آتشے در وے ز دوزخ شد پدید
خود بیں جب کسی کا کوئی گناہ دیکھتا ہے | اُس میں دوزخ کی آگ نمودار ہو جاتی ہے

حمیّت[2] دیں خواند اُو آں کبر را | ننگرد در خویش نفسِ گبر را
اِس تکبر کو وہ دین کی حفاظت بتاتا ہے | اپنے اندر بے دین نفس کو نہیں دیکھتا ہے

حمیّتِ دیں را نشانے دیگر ست | کہ ازاں آتش جہانے اخضر ست
دینی حمیّت کی علامت تو دوسری ہے | کہ اُس آگ سے تو دنیا سرسبز ہوتی ہے

گفت حق شاں گر شمار وشنگرید[3] (اللہ تعالیٰ) | در سیہ کاراں مُغفّل منگرید
اللہ تعالیٰ نے اُن (ہاروت، ماروت) سے فرمایا | سیاہ کاروں کو غفلت سے نہ دیکھو

شکر گوئید اے سپاہ و چاکراں | رَستہ اید از شہوت و از مثلِ آں
اے سپاہیو اور خادمو! شکر ادا کرو | کہ شہوت اور اُس جیسی چیز سے بچے ہوئے ہو

گر ازاں معنی نہم من بر شما | مر شما را پیش نپذیرد سما
اگر وہ معنی (شہوت) میں تم میں رکھ دوں | تمہیں آسمان نہ قبول کرے

عصمتے کہ مر شما را در تن ست | آں زعکسِ عصمت و حفظِ من ست
وہ پاکدامنی جو تمہارے جسم میں ہے | وہ میرے بچانے اور حفاظت کرنے کا اثر ہے

آں ز من بینید نز خود ہین و ہیں | تا نچربد بر شما دیو لعیں
اُس (عصمت) کو میری جانب سے سمجھو نہ کہ اپنی جانب سے خبردار، خبردار | تاکہ تم پر لعین شیطان غالب نہ آجائے

---

[1] نکال۔ عذاب، عقوبت۔ سزا۔ دست خائیدن، ہاتھ چبانا یعنی افسوس کرنا۔ خشم، غصہ۔ زشت مرد، بدصورت آدمی۔ خویش بیں۔ خودپسند، متکبر۔

[2] حمیت۔ بوزن خدمت، حفاظت کرنا، پرہیز کرنا اور اگر حار کا فتحہ میم کا کسرہ اور یا کو تشدید پڑھا جائے تو غیر تمندی کے معنی میں ہوگا۔ گبر۔ بے دین، سرکش۔ اخضر۔ سرسبز یعنی دین کی غیرت سے جو غصہ آتا ہے وہ دنیا کی سرسبزی کا باعث ہوتا ہے۔

[3] روشنگر۔ نورانی۔ سیہ کار۔ گنہگار، مُغفّل غافل۔ سپاہ و چاکراں۔ فرشتے اللہ کے سپاہی اور خدام دربار ہیں۔ مثل آں۔ بعض نسخوں میں اس کی بجائے چاکِ راں ہے، ران کا شگاف یعنی عورت کی شرم گاہ۔ معنی۔ یعنی شہوت سما۔ آسمان عصمت۔ پاکدامنی۔ بچاؤ۔ زتن۔ از من۔ نچربد۔ چربیدن، غالب آجانا۔

آنچنانکہ[۱] کاتبِ وحیِ رسول — دید در خود حکمت و نورِ وصول

جیساکہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وحی کے کاتب نے — اپنے اندر حکمت اور وصول (الی اللہ) کی روشنی دیکھی

خویش را ہم لحنِ مرغانِ خدا — می شمرد آں بُد صفیرے چوں صدا

اپنے آپ کو طائرانِ قدس کا ہم نوا — سمجھا، (حالانکہ) وہ صدائے بازگشت کیطرح کی آواز تھی

لحنِ مرغاں را اگر واصف[۲] شوی — بر ضمیرِ مرغ کے واقف شوی

اگر تو پرندوں کی بولی بولے — پرندہ کے دل سے تو کب واقف ہو سکتا ہے؟

گر بیاموزی صفیرے بُلبلے — تو چہ دانی کو چہ گوید با گُلے

اگر تو بُلبل کی چہچہاہٹ سیکھ لے — تو کیا جانے کہ وہ پھول سے کیا کہتی ہے؟

ور بدانی از قیاس واز گماں — باشد آں برعکسِ آں اے ناتواں

اگر تو قیاس اور گمان سے سمجھ بھی لے — (تو) اے ناتواں! وہ اُس کے برعکس ہوگا

باشد آں بے شک و بے شبہ گماں — چوں زلبِ جُنباں گمانہائے کراں

وہ یقیناً (محض) گمان ہوگا — جیساکہ بہرے کا گمان ہونٹ ہلانیوالوں کے بارے میں

بعیادت رفتنِ کر بخانۂ ہمسایۂ بیمار و رنجیدنِ بیمار

ایک بہرے کا بیمار پڑوسی کے گھر مزاج پُرسی کے لئے جانا اور بیمار کا رنجیدہ ہونا

آں کرے را گفت افزوں[۳] مایۂ — کہ ترا رنجور شد ہمسایۂ

ایک ذی حیثیت آدمی نے بہرے سے کہا — کہ تیرا پڑوسی بیمار ہوگیا ہے

گفت با خود کر کہ با گوشِ گراں — من چہ دریابم زگفتِ آں جواں

بہرے نے اپنے دل میں کہا کہ بہرے کانوں سے — میں اُس نوجوان کی گفتگو کیا سمجھوں گا

خاصہ رنجور و ضعیف آواز شُد — لیک باید رفت آنجا نیست بُد

خصوصاً (جبکہ وہ) بیمار اور کمزور آواز والا ہوگیا ہے — لیکن وہاں جانا ہی چاہیئے، کوئی چارہ نہیں ہے

چوں بہ بینم کاں لبش جُنباں شود — من قیاسے گیرم آنرا ہم زخود

جب میں دیکھونگا کہ اُس کے ہونٹ ہلتے ہیں — میں خود بخود اُس سے قیاس کرلوں گا

چونکہ گویم چونی اے محنت کشم — او بخواہد گفت نیکم یا خوشم

جب میں کہوں گا اے میرے مصیبت زدہ دوست! — وہ کہے گا اچھا ہوں یا خوش ہوں

من بگویم شکر چہ خوردی آبا — او بگوید شربتے یا ماش با

میں کہوں گا (اللہ کا) شکر ہے، بابا کیا کھایا ہے؟ — وہ یا شوربا کہے گا یا اُڑد کا شوربا

---

۱ آنچنانکہ۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی پرتو کو اپنی ذاتی صفت سمجھنا غلط ہے۔ کاتب۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ وصول۔ یعنی خدا رسیدہ۔ لحن۔ آواز۔ مرغانِ خدا۔ انبیاء جن کا طائرِ روح قدسِ باری کے قریب رہتا ہے۔ صفیر۔ سیٹی، پرندہ کی آواز۔ صدا۔ گونج۔

۲ واصف۔ صاحبِ وصف۔ ضمیر۔ باطن، دل۔ وجدانی۔ اگر اٹکل سے کچھ سمجھ گئے تو وہ حقیقت کے خلاف ہوگا کراں۔ کر کی جمع، بہرا بہرے دوسروں کے ہونٹوں کی حرکات سے کچھ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو عموماً صحیح نہیں ہوتا ہے۔ اسی مضمون کو اِس قصہ سے واضح کیا ہے۔

۳ افزوں مایہ معزز آدمی متموّل۔ رنجور۔ بیمار۔ کر۔ بہرا۔ گوشِ گراں۔ اونچا سننے والا کان۔ خاصہ۔ خصوصاً۔ نیست بُد۔ کوئی چارہ نہیں ہے۔ آبا ہم نے آبْ بمعنی باپ سمجھ کر ترجمہ کیا ہے۔ شربہ۔ شوربا۔ ماش با۔ اُڑد کی دال کا شوربا۔

من بگویم صح[1] نوشت کیست آں
میں کہونگا تیرا پینا مناسب ہوا، وہ کون ہے؟
از طبیباں پیشِ تو گوید فلاں
طبیبوں میں سے تیرا معالج، وہ کہے گا فلاں

من بگویم بس مبارک پاست اُو
میں کہوں گا وہ بہت مبارک قدم ہے
چونکہ اُو آید شود کارت نکو
چونکہ وہ آتا ہے، تیرا کام اچھا ہوجائے گا

پائے اُو را آزمودستیم ما
ہم نے اُس کا قدم آزمایا ہے
ہر کجا شُد می شود حاجت رَوا
جہاں پہنچتا ہے، حاجت روا بن جاتا ہے

ایں جواباتِ قیاسی راست کرد
اِن قیاسی جوابوں کو اُس نے ٹھیک کرلیا
پیشِ آں رنجور شد آں نیک مرد
(پھر) وہ نیک انسان، بیمار کے پاس گیا

گوئیا رنجور را خاطر[2] زکر
گویا بیمار کا دل، بہرے سے
اندکے رنجیدہ بُود اے پُر ہنر
کچھ رنجیدہ تھا، اے ہنرمند!

کر درآمد پیشِ رنجور و نشست
بہرا، بیمار کے پاس پہنچا اور بیٹھ گیا
بر سرِ اُو خوش ہمی مالید دست
اُس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنے لگا

گفت چونی؟ گفت مُردم گفت شکر
اُس نے کہا تو کیسا ہے؟ (بیمار نے) کہا میں تو مرگیا اُس نے
شد ازو رنجور پُر آزار و نکر
اُس سے بیمار، تکلیف اور ناگواری سے بھر گیا

کایں چہ شکر ست اُو عدوِ ما شدست
کہ یہ کیسا شکر ہے وہ ہمارا دشمن ہوا ہے
کر قیاسے کرد و آں کژ آمدست
بہرے نے اٹکل لگائی اور وہ ٹیڑھی لگی

بعد ازاں گفتش چہ خوردی گفت زہر
اسکے بعد اُس سے کہا، تو نے کیا کھایا ہے اُسنے کہا زہر!
گفت نوشت[3] باد افزوں گشت قہر
اُس نے کہا مبارک ہو، اُس کا غصہ اور بڑھا

بعد ازاں گفت از طبیباں کیست اُو
اسکے بعد اُس نے کہا، طبیبوں میں سے کون ہے
کہ بیاید اُو بچارہ پیشِ تو
جو تیرے پاس علاج کے لئے آتا ہے؟

گفت عزرائیل می آید برو
(بیمار نے) کہا، مَلَکُ الموت آتا ہے، جا
گفت پایش بس مبارک شاد شو
اُس نے کہا اُسکے قدم بہت مبارک ہیں خوش ہوجا

ایں زماں از نزدِ اُو آیم برت
میں تیرے پاس ابھی اُس کے پاس سے آیا ہوں
گفتم اُو را تا کہ گردد غمخورت
میں نے اُس کو کہا ہے کہ تیری خبر گیری کرے

کر بروں آمد ازانجا شادماں
بہرا اُس جگہ سے خوش خوش لوٹا
شکر کش کردم مراعات ایں زماں
(اللہ کا) شکر ہے، کہ میں نے اس وقت اُسکا حق ادا کردیا ہے

۱ صح نوشت۔ تیرا پینا درست ہو۔ مبارک پا۔ مبارک قدم۔ حاجت روا۔ ضرورت کو پورا کرنے والا۔ راست کردن۔ صحیح کرلینا۔
۲ خاطر۔ دل، مزاج۔ چونی۔ چساں ہستی۔ شکر۔ یعنی اللہ کا شکر ہے۔ نکر۔ ناگواری۔ بُدست۔ بودہ است۔ کژ۔ کج، ٹیڑھا۔
۳ نوشت باد۔ تجھے مبارک ہو۔ قہر۔ یعنی بیمار کا غصہ۔ چارہ۔ علاج، تدبیر۔ عزرائیل۔ موت کے فرشتے کا نام ہے۔ برت۔ یعنی تیرے پاس۔ کش۔ کہ اش۔ مراعات۔ لحاظ، مروت۔

خود گمانش از کری[1] معکوس بود — کہ زیانِ محض را پنداشت سود
بہرے پن کی وجہ سے اُس کا گمان اُلٹا تھا — کہ خالص نقصان کو وہ نفع سمجھا

رُو بِرہ می گفت با خود از عما — شکر کہ کردم عیادت جار را
وہ راستہ میں اندھے پن سے اپنے دل میں سوچ رہا تھا — (خدا) کا شکر ہے کہ میں نے پڑوسی کی عیادت کر لی

گفت رنجور ایں عدوِ جانِ ماست — ما ندانستیم کو کانِ جفاست
(لیکن) مریض نے کہا یہ تو ہماری جان کا دشمن ہے — ہم نہ سمجھے تھے کہ وہ تو ظلم کی کان ہے

خاطرِ رنجور جویاں صد سَقط — تا کہ پیغامش کند از ہر نمط
مریض کا دل سینکڑوں بُری باتیں سوچ رہا تھا — تاکہ اُس کو ہر طرح کا پیغام بھیجے

چوں کسے کو خوردہ باشد آش[2] بد — می بشوراند دلش تا قے کند
اُس شخص کی طرح جس نے خراب حریرہ پیا ہو — اُس کا دل متلا رہا ہوتا کہ قے کر ڈالے

کظمِ غیظ اینست آں را قے مکن — تا بیابی در جزا شیریں سخن
غصّہ کو گھونٹنا یہی ہے کہ اُس کو نہ اُگل — تاکہ بدلے میں میٹھی بات حاصل ہو

چوں نبودش صبر می پیچید او — کایں سگِ ملعون کجا گفتار کو
چونکہ اُسمیں صبر (کا مادّہ) نہ تھا وہ بل کھا رہا تھا — کہ یہ ملعون کتا، بکواس کرنے والا کہاں ہے؟

تا بریزم بر وے آنچہ گفتہ بود — کاں زماں شیرِ ضمیرم خفتہ بود
تاکہ اُس پر پلٹ دوں جو اُس نے کہا ہے — کیونکہ اُس وقت میرے اندر کا شیر سو رہا تھا

چوں عیادت بہرِ دل آرامی ست — ایں عیادت نیست دشمن کامی ست
جبکہ بیمار پُرسی دل کو آرام پہنچانے کے لئے ہے — یہ تو بیمار پُرسی نہیں ہے، عداوت ہے

تا بہ بیند دشمنِ خود را نزار[3] — تا بگیرد خاطرِ زشتش قرار
تاکہ اپنے دشمن کو بدحال دیکھے — تاکہ اُس کی بُری طبیعت کو سکون ہو

بس کساں کایشاں عبادتہا کنند — دل برضوان و ثوابِ آں نہند[4]
بہت انسان ہیں جو عبادت کرتے ہیں — اور (اللہ تعالےٰ کی) خوشنودی اور اُسکے ثواب کی اُمید

خود حقیقت معصیت باشد خفی — بس کدر کاں را تو پنداری صفی
(لیکن) وہ چھپی ہوئی گنہگاری ہوتی ہے — بہت سے مکدر پانی ہوتے ہیں جنکو تو صاف پانی سمجھتا ہے

ہمچو آں کر کو ہمی پنداشت ست — کو نکوئی کرد و آں خود بد بدست
اُس بہرے کی طرح جس نے یقین کیا ہے — کہ اُس نے بھلائی کی (حالانکہ) وہ بُرائی تھی

---

[1] از کری: بہرے پن کی وجہ سے اُس کے سب قیاس اُلٹے ہوئے اور مفر پڑے۔ رو برہ۔ روئے خود براہ آوردہ۔ عما۔ اندھاپن۔ کان۔ معدن۔ جفا۔ ظلم۔ سقط۔ بُری بھلی باتیں۔ نمط۔ طرز، طریقہ۔

[2] آش۔ حریرہ۔ بد۔ بدبودار۔ شوراندن۔ بے چین ہونا۔ کظم۔ غصّہ کو پی جانا۔ غیظ۔ غصّہ، غضب۔ کو۔ کہاں۔ دشمن کام۔ دشمن کے مقصد کے مطابق، یعنی تباہ و برباد۔

[3] نزار۔ بدحال۔ خاطرِ زشت۔ بدباطنی۔ بس کساں یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ انسان اپنے بہت سے اعمال کو صحیح سمجھتا ہے حالانکہ وہ غلط ہوتے ہیں۔ رضوان۔ رضامندی۔ دل بر چیزے نہادن۔ کسی چیز کا امیدوار ہونا۔ کر۔ بہرا۔ کو۔ کہ او۔

او نشستہ خوش کہ خدمت کردہ ام
وہ خوش ہو بیٹھا کہ میں نے خدمت کی ہے

حقِ ہمسایہ[1] بجا آوردہ ام
(اور) پڑوسی کا حق ادا کیا ہے

بہرِ خود او آتشے افروختست
اُس نے (تو) اپنے لئے آگ بھڑکا دی ہے

در دلِ رنجور و خود را سوختست
بیمار کے دل میں، اور اپنے آپ کو پھونک دیا ہے

فاتقوا النار التی اوقدتمو
اُس آگ سے بچو جو تم نے بھڑکائی

انکم فی المعصیۃ ازددتمو
تم نے تو گنہگاری میں ترقی کی ہے

گفت پیغمبر بیک صاحب ریا
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک ریاکار سے فرمایا

صل انک لم تصل یا فتیٰ
اے نوجوان! نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ہے

از برائے چارۂ ایں خوفہا
اِن ہی اندیشوں کے علاج کے لئے

آمد اندر ہر نمازے اھدنا[2]
ہر نماز میں "اے اللہ ہماری رہنمائی فرما" آیا ہے

کیں نمازم را میامیز اے خدا
کہ اے اللہ! میری اِس نماز کو نہ ملا

با نمازِ ضالین و اہلِ ریا
گمراہوں اور ریاکاروں کی نماز کے ساتھ

از قیاسے کہ بکرد آں کر چنیں
اُس اٹکل کی وجہ سے جو اُس بہرے نے کی

صحبت[3] دہ سالہ باطل شد بدیں
دس سال کی دوستی ٹوٹ گئی

خواجہ پندارد کہ طاعت می کند
جناب سمجھ رہے ہیں کہ عبادت کرتے ہیں

بیخبر کز معصیت جاں می کند
اِس سے بیخبر ہیں کہ گناہ کیوجہ سے جان کو ہلاک کرتے ہیں

رو قیاسِ خویشتن را ترک کن
جا، اپنا قیاس چھوڑ

کز قیاست تو شود ریشِ کہن
کیونکہ تیرے قیاس کی وجہ سے زخم پرانا بن جائیگا

خاصہ اے خواجہ قیاسِ حسِ دوں
اے صاحب! خصوصاً وہ قیاس جو ناقص حس کے ذریعہ ہو

اندر آں وحیِ کہ ہست از حد فزوں
اُس وحی میں جو (تیری) حد سے آگے ہے

گوشِ حسِ تو بحرف ار درخورست
تیرے حس کا کان اگر حرفوں کے لائق ہے (بھی)

داں کہ گوشِ غیب گیر تو کرست
(تو سمجھ لے) کہ تیرا غیب کو سننے والا کان، بہرا ہے

در بیان آنکہ اوّل کسیکہ در مقابلہ نصِ صریح قیاس آورد ابلیس بود

اِس بیان میں کہ جس نے سب سے پہلے صریح نص کے مقابلہ میں قیاس کیا وہ شیطان تھا

اوّل آں کس کیں قیاسکہا نمود
سب سے پہلا شخص جس نے یہ بیہودہ قیاس کئے

پیشِ انوارِ خدا ابلیس بود
خدائی انوار کے مقابلہ میں وہ شیطان تھا

---

[1] ہمسایہ۔ پڑوسی۔ فاتقوا۔ پس بچو۔ النار۔ آگ۔ التی۔ جس کو۔ اوقدتمو۔ تم نے بھڑکایا۔ انکم۔ بیشک تم۔ فی المعصیۃ۔ گناہ میں۔ ازددتمو۔ تم بڑھ گئے۔ گفت پیغمبر۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور اُس نے رکوع سجدہ ٹھیک کیے بغیر نماز پڑھی اور پھر آنحضورؐ کو سلام کیا۔ آنحضورؐ نے فرمایا جاؤ تم نے نماز نہیں پڑھی دوبارہ پڑھو تین بار ایسا ہی ہوا پھر آنحضورؐ نے اُس کو صحیح نماز کا طریقہ بتایا۔ یہ روایت اُس شخص کے بارے میں ہے جس نے تعدیل ارکان نہیں کی تھی، اُس کو ریاکار فرمانا ثابت نہیں ہے۔

[2] اھدنا۔ اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا سورۂ فاتحہ میں ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ ضالین۔ ضال کی جمع ہے، گمراہ۔ اہلِ ریا۔ ریاکار۔

[3] صحبت دہ سال۔ بہرے اور بیمار پڑوسی کی دس سالہ ملاقات۔ ریشِ کہن۔ پرانا زخم، ناسور۔ حسِ دوں۔ کمتر درجہ کے حواس۔ از حد فزوں۔ وحیِ الٰہی کا حقیقی ادراک ظاہری حواس سے نہیں ہو سکتا ہے۔ درخور۔ لائق۔ قیاسک۔ کاف تحقیر کے لئے ہے چونکہ یہ قیاس نص کے مقابلہ میں ہے۔

گفت نار از خاک بیشک بہتر ست
اُس نے کہا کہ یقیناً آگ مٹی سے بہتر ہے
من[۵۱] ز نار و اُو ز خاکِ اکدرست
میں آگ سے اور وہ (آدم) تاریک مٹی سے بنا ہے

پس قیاسِ فرع بر اصلش کُنیم
ہم فرع کو اصل پر قیاس کریں گے
اُو ز ظلمت ما ز نورِ روشنیم
وہ تاریکی سے، میں روشن نور سے (بنا) ہوں

گفت حق نے بلکہ لَا اَنسَابَ شُد
(اللہ تعالےٰ) نے فرمایا نہیں، بلکہ نسبت کچھ نہیں ملے
زہد و تقویٰ فضل را محراب شُد
پرہیزگاری اور تقویٰ بزرگی کا مقام بنگیا ہے

ایں نہ میراثِ جہانِ فانی ست
یہ فانی دنیا کی وراثت نہیں ہے
کہ بہ اَنسابش بیابی جانی ست
جسکو تو نسب کی بنیاد پر حاصل کرلے (بلکہ) روحانی

بلکہ ایں میراثہائے انبیاء ست
بلکہ یہ انبیاء کا ورثہ ہے
وارثِ ایں جانہائے اتقیاء ست
اس کی وارث متقیوں کی جانیں ہیں

پورِ آں بوجہل شد مُومن عیاں
ابوجہل کا بیٹا علی الْاِعلَان مومن بنا
پورِ[۵۲] آں نوحِ نبی از گمرہاں
نوح نبی ؑ کا بیٹا گمراہوں میں سے (بنا)

زادۂ خاکی مُنوّر شُد چو ماہ
خاک سے پیدا شدہ چاند کی طرح منوّر رہوا
زادۂ آتش توئی اے رُوسیاہ
اے رُوسیاہ! تُو آگ سے پیدا شدہ ہے

ایں قیاسات و تحرّی روزِ ابر
یہ اٹکل اور قیاس ابر کے دن
یا بشب مر قبلہ را کردست جبر
یا رات میں قبلہ کا بدل ہیں

لیک با خورشید و کعبہ پیشِ رُو
لیکن سورج اور کعبہ کے سامنے ہوتے ہوئے
ایں قیاس و ایں تحرّی را مجُو
یہ قیاس اور یہ اٹکل کام میں نہ لا

کعبہ نادیدہ مکُن رُو زو متاب
کعبہ کو اَن دیکھا نہ بنا اُس سے منہ نہ موڑ
از قیاس اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
قیاس کرکے، (اور) اللہ بہتر جانتا ہے

چوں صفیرے بشنوی از مُرغِ حق[۵۳]
جب تو طائرِ قدس کی آواز سُن لیتا ہے
ظاہرش را یاد گیری چوں سبق
اُس کے ظاہر کو سبق کی طرح رٹ لیتا ہے

وانگہے از خود قیاساتے کُنی
پھر اپنی جانب سے قیاسات کرتا ہے
مر خیالِ محض را ذاتے کُنی
محض خیال کو تو ذات بنا لیتا ہے

اِصطلاحاتے ست مر اَبدال را
اَبدال کی خاص اصطلاحیں ہیں
کہ نبا شد زاں خبر اقوال را
(صاحبِ) اقوال کو اُن کا علم نہیں ہوتا ہے

۵۱ من ز نار۔ شیطان کا مادّہ ناری ہے اور آدم علیہ السلام کا خاکی ہے۔ اکدر۔ زیادہ میلا، تاریک۔ فرع۔ شاخ۔ تفہیم۔ قیاس میں کسی جزوی مسئلہ کو کسی کلیہ سے مستنبط کیا جاتا ہے تو فرع سے مراد وہ جزوی مسئلہ ہے اور اصل سے کلیہ مراد ہے۔ لَا اَنسَاب۔ انسانی نسب کا روحانی معاملوں میں اعتبار نہیں ہے۔ محراب۔ صدر مقام۔ پور۔ بیٹا۔ ابوجہل کا بیٹا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ آخر میں مسلمان ہوئے اور بڑے کارنامے کئے جنگِ یرموک میں شہید ہوئے۔

۵۲ پورِ نوح۔ نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان ایمان نہ لایا اور طوفان میں غرق ہوا۔ زادۂ خاکی حضرت آدم علیہ السلام۔ زادۂ آتش۔ شیطان۔ تحرّی۔ اٹکل لگانا ابر کے دن یا رات میں اگر سمتِ قبلہ معلوم نہ ہو تو جس طرف بھی قبلہ ہونیکا زیادہ گمان ہو نماز پڑھلی جاتی ہے اور وہ نماز درست ہوتی ہے خواہ قبلہ کی مخالف سمت کو پڑھی گئی ہو۔ کعبہ نادیدہ۔ اگر کعبہ سامنے ہو تو اُس کو اَن دیکھا بناکر تحرّی کرنا غلط ہوگا۔

۵۳ مرغِ حق۔ انبیاء و اولیاء، حظیرۂ قدس کے طائر کہلاتے ہیں۔ چوں سبق یعنی صرف رٹ لینا۔ خیال یعنی غیر موجود چیز۔ ذات یعنی حقیقت۔ اقوال۔ یعنی وہ لوگ جو الفاظ رٹے ہوئے ہیں اور معانی سے بہت دور ہیں بعض نسخوں میں عقال ہے جو عاقل کی جمع ہے۔

منطقُ الطیری[۱] بصوت آموختی
تونے پرندوں کی بولی آواز سے سیکھ لی
صد قیاس و صد ہوس افروختی
(اور) سینکڑوں قیاس اور سینکڑوں ہوسیں روشن کر دیں

ہمچو آں رنجور دلہا از تو خست
اُس بیمار کی طرح، تجھ سے بہت سے دل شکستہ ہو گئے
کر بہ پندار اصابت گشت مست
بہرا درستگی کے گھمنڈ سے مست ہو گیا

کاتبِ آں وحی زاں آوازِ مُرغ
اُس وحی کا کاتب طائرِ قُدس کی آواز سے
بُردہ ظنّے کو بُود انبازِ مُرغ
گمان کرنے لگا کہ وہ طائرِ قدس کا شریک ہے

مُرغ پرّے زد مر اُو را کور کرد
طائرِ قدس نے ایک پر مارا (اور) اُسکو اندھا کر دیا
نک فرو بردش بقعرِ مرگ و درد
اُس کو موت اور عذاب کے گڑھے میں اُتار دیا

ہیں[۲] بعکسے یا بظنّے ہم شما
خبردار! تم بھی پرتو یا گمان کی وجہ سے
در میفتید از مقاماتِ سما
آسمانی مراتب سے نہ گر پڑنا

گرچہ ہاروتید و ماروت و فزوں
اگرچہ تم ہاروت اور ماروت ہو اور بڑھ کر
از ہمہ بر بامِ نحنُ الصّافّوں
سب سے ہم صف بندی کرنیوالے ہیں کے ایوان پر

ق
بر بدیہاے بداں رحمت کنید
بُروں کی بُرائی پر رحم کرو
بر منی و خویش بینی کم تنید
خودی اور خود پسندی پر نہ اکڑو

ہیں مبادا غیرت آید از کمیں
خبردار! غیرتِ (خداوندی) گھات سے نکل آئے
سرنگوں افتید در قعرِ زمیں
(اور) زمین کے گڑھے میں اوندھے گرو

ہر دو گفتند اے خدا فرماں تراست
(ہاروت ماروت) دونوں نے کہا اے خدا! حکم تیرا ہے
بے امانِ تو امانے خود کجاست
تیری امان کے بغیر امان کہاں ہے؟

ایں ہمی گفتند دلشاں[۳] می طپید
یہ وہ کہہ رہے تھے (اور) اُن کا دل بے چین تھا
بد کجا آید ز ما نعمَ العبید
ہم بہترین غلاموں سے بُرائی کیسے سرزد ہو سکتی ہے؟

خارِ خارِ دو فرشتہ ہم نہشت
اُن دونوں فرشتوں کے وسوسوں نے نہ چھوڑا
تاکہ تخمِ خویش بینی را نکشت
جب تک کہ خود بینی کا بیج نہ بو دیا

بس ہمی گفتند کاے ارکانیاں
وہ کہتے تھے، اے عناصر سے بنے ہوؤ!
بے خبر از پاکیِ روحانیاں
روحانی مخلوق کی پاکیزگی سے بے خبر

ق
ما کہ بر گردوں تتقہا می تنیم
ہم جو کہ آسمان پر (عبادت کے) خیمے تانتے ہیں
بر زمیں آئیم و شادُرواں زنیم
ہم زمین پر آئیں گے اور (کارناموں کے) شامیانے لگائیں گے

[۱] منطق الطیر، پرندوں کی بولی، یہاں سے مولانا نے اولیاء کے مقابلہ میں قیاس آرائی کی بُرائی ظاہر کی ہے۔ رنجور، جس طرح بہرے سے وہ مریض دل شکستہ ہوا، بزرگوں کے دل تجھ سے خستہ ہوں گے۔ آوازِ مرغ، یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آیات کی تلاوت۔ مرغ، یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ کو، یعنی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو یہ خیال ہو گیا کہ میں وحی میں شریک ہوں، مجھ پر بھی وحی آتی ہے۔

[۲] ہیں۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے اور خطاب ہاروت و ماروت کو ہے۔ نحنُ الصّافّون۔ ہم صف بستہ ہیں یہ فرشتوں کا مقولہ ہے۔ منی۔ انانیت، خودی۔ تنیدن۔ تننا، اکڑنا۔ غیرت۔ یعنی خدائی غیرت۔ کمیں۔ گھات۔ قعر۔ گہرائی۔ فرماں تراست۔ تجھے حکم دینے کا حق ہے۔

[۳] دلشاں می طپید اُن کے دل بے چین تھے، چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اُن سے بدی کا صدور ممکن نہیں ہے۔ نعمَ العبید۔ اچھے غلام۔ خار خار۔ وسوسے جو دل میں کانٹے کی طرح چبھتے ہیں۔ ارکانیاں۔ وہ جو ارکانِ اربعہ یعنی چار عنصروں سے بنے ہیں۔ تتق۔ بڑا خیمہ۔ شادُرواں۔

ما ہماں بازترش بگو

ہر دُو شاں گفتند ما را باک نیست
اُن دونوں نے کہا ہمیں کوئی پروا نہیں ہے
کہ سرشتِ ما ز آب و خاک نیست
اِس لئے کہ ہمارا خمیر پانی اور مٹی کا نہیں ہے

عدل ورزیم و عبادت آوریم
ہم انصاف کریں گے اور عبادت بجا لائینگے
باز ہر شب سوئے گردوں بر پریم
پھر ہر رات کو آسمان پر اُڑ جائیں گے

تا شویم اعجوبۂ[1] دورِ زماں
یہاں تک کہ ہم دورِ زمانہ کے انوکھے بنجائینگے
تا نہیم اندر زمیں امن و اماں
(کیونکہ) ہم زمین پر امن و امان قائم کرینگے

آں قیاسِ حالِ گردوں بر زمیں
آسمان کے حال کو زمین پر قیاس کرنا
راست ناید فرق دارد در کمیں
درست نہ ہوگا، گہرا فرق ہے

دربیانِ آنکہ حالِ خود و مستی خود پنہاں باید داشت
اِس کا بیان کہ اپنی حالت اور اپنی مستی کو چھپانا چاہیئے

بشنو الفاظِ حکیمِ پردہ
راز داں حکیم کے الفاظ سُن
سر ہم آنجا نہ کہ بادہ خوردہ
جس جگہ تو نے شراب پی ہے وہیں سر رکھدے

مستے از میخانہ چوں ضال شد
کوئی مست جب کسی میخانہ سے بھٹک گیا
تسخر[2] و بازیچۂ اطفال شد
وہ بچوں کے لئے مسخرہ اور کھلونا بن گیا

می فتد او سو بسو بر ہر رہے
وہ اِدھر اُدھر ہر راستہ پر گرتا ہے
در گل و می خندد ش ہر ابلہے
کیچڑ میں، اور اُس پر ہر احمق ہنستا ہے

او چنیں و کودکاں اندر پیش
وہ اِس حال میں اور بچے اُس کے پیچھے
بے خبر از مستی و ذوقِ میش
بے خبر اس کی شراب اور مستی کے ذوق سے

خلق اطفال اند جز مستِ خدا
مخلوق بچے ہیں، خدا کے مست کے علاوہ
نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا
بالغ کوئی نہیں ہے اسکے علاوہ جو نفسانی خواہش سے نجات پاگیا

گفت[3] دنیا لعب و لہو ست و شما
(اللہ نے) فرمایا ہے دنیا کھیل کود ہے اور تم
کودکید و راست فرماید خدا
بچے ہو اور خدا درست فرماتا ہے

از لعب بیروں نرفتی کودکی
تو کھیل کود سے باہر نہیں نکلا، تو بچہ ہے
بے زکاتِ روح کے باشد زکی
رُوح کی پاکیزگی کے بغیر تو پاک کب ہوسکتا ہے؟

چوں جماعِ طفل داں ایں شہوتے
تو اِس شہوت کو بچہ کے جماع کی طرح سمجھ
کہ ہمی رانند ایں جا اے فتے
جسکو وہ یہاں پورا کر رہے ہیں، اے نوجوان!

---

[1] اعجوبہ۔ تعجب کی چیز۔ دربیان۔ اِن اشعار کا مقصد یہ ہے کہ اہلِ باطن کو اسرار کا اظہار نہ کرنا چاہیئے تاکہ عوام غلط قیاس آرائی کرکے تباہ نہ ہوں۔ حکیم۔ اِس سے حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ سر نہادن۔ پڑ رہنا۔ ضالّ۔ راستہ بھول جانے والا مسافر۔

[2] تسخر۔ تمسخر۔ بازیچہ۔ کھلونا۔ پیش۔ پیچھے۔ مستِ خدا۔ عاشقِ خدا۔ رہیدہ۔ آزاد۔

[3] گفت۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ۔ "دنیا کی زندگی تو محض جی کا بہلاوا اور کھیل ہے"۔ لہٰذا دنیا دار بچے ہیں جو دنیا کے کھلونے سے کھیلتے ہیں۔ زکات۔ پاکیزگی۔ زکی۔ پاکیزہ۔

اِیں جماعِ طفل چہ بُوَد بازئے ¹ — باجماعِ رُستمے و غازئے

بچہ کا جماع کیا ہوتا ہے ! محض کھیل — رُستم اور غازی کے جماع کے سامنے

جنگِ خَلقاں ہمچو جنگِ کودکاں — جملہ بے معنیٰ و بے مغز و مُہاں

لوگوں کی لڑائی، بچوں کی لڑائی جیسی ہے — سب بے معنیٰ اور بے مغز، اور حقیر

جملہ با شمشیرِ چوبیں جنگِ شاں — جملہ در لَا یَنْبَغِی آہنگِ شاں

اِن کی لڑائی لکڑی کی تلواروں سے ہے — اُن کا قصد و ارادہ سب "غیر مناسب" میں داخل ہے

جملہ شاں گشتہ سوارہ برنئے — کایں بُراقِ ماست یا دُلدُل ² پئے

سب لکڑی کے سوار بنے ہوئے ہیں — کہ یہ ہمارا بُراق ہے یا دُلدل قدم ہے

حامِل اند و خود ز جہل افراشتہ — راکب و محمولِ رہ پنداشتہ

وہ لدے ہوئے ہیں اور نادانی سے اپنے آپکو بلند کئے ہوئے — راستہ کا سوار اور چڑھا ہوا سمجھتے ہیں

باش تا روزے کہ محمولانِ حق — اسپ تازاں بگذرند از نہ طبق

ٹھہر، جب تک حق کے سوار کسی دن — گھوڑے دوڑاتے ہوئے نو آسمانوں سے گذر جائیں

یَعْرُجُ الرُّوْحُ اِلَیْہِ وَالْمَلَکْ — مِنْ عُرُوْجِ الرُّوْحِ یَھْتَزُّ الْفَلَکْ

فرشتے اور روح اُس (اللہ تعالیٰ) کیطرف چڑھیں گے — روح کے چڑھنے سے آسمان جھومے گا

ہمچو طفلاں جُملہ تاں دامن سوار — گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار

بچوں کی طرح تم سب دامن پر سوار ہو — گھوڑے کی طرح دامن کو پکڑے ہوئے ہو

از حق اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ رسید — مرکبِ ظن بر فلکہا کے دوید

اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے "گمان فائدہ نہیں دیتا ہے" وارد ہوا ہے — گمان کا گھوڑا آسمانوں پر کب دوڑا ہے!

اَغْلَبُ ³ الظَّنَّیْنِ فِیْ تَرْجِیْحِ ذَا — لَا تُمَارِ الشَّمْسَ فِیْ تَوْضِیْحِہَا

دو گمانوں میں سے زیادہ غالب اُسکی ترجیح کیلئے ہے — سورج کی وضاحت میں نہ جھگڑ

آفتابِ حق چو گردد مُستوی — در قیامت بر رشید و بر غوی

حق کا سورج جب سر پر آجائے گا — قیامت میں راہ یاب اور گمراہ پر

ق

آنگہے بینند مرکبہائے خویش — مرکبے سازیدہ اند از پائے خویش

اُس وقت اپنی سواریوں کو دیکھیں گے — کہ انھوں نے اپنے پیر کو سواری بنایا ہے

وہم و حِسّ و فکر و ادراکِ شما — ہمچو نے داں مرکبِ کودک ہلا

تمہارا وہم اور حس اور فکر اور معلومات — آگاہ! اُن کو بچہ کی بانس کی سواری کی طرح سمجھ

١ جماعِ طفل۔ نابالغ بچہ کے جماع کا کوئی نتیجہ نہیں ہے اسیطرح اہلِ دنیا حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ فتے۔ فتیٰ کا امالہ ہے نوجوان۔ خلقان خلق کی جمع، مخلوق۔ لَا یَنْبَغِی۔ غیر مناسب چیزیں۔ نے۔ بانس، عموماً بچے بانس پر سوار ہوکر اُسکو گھوڑا سمجھ کر کھیلتے ہیں ایسے ہی اہلِ ظاہر غیر حقیقی دلائل پر سوار ہیں۔ بُراق۔ وہ سواری جو آنحضور ﷺ کو معراج میں ملی تھی۔

٢ دُلدُل۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خچر جو حاکمِ اسکندریہ نے بطور تحفہ دیا تھا۔ حامِل۔ اُٹھانیوالا، سواری۔ راکب۔ سوار۔ محمول۔ سوار۔ محمولانِ حق۔ خدائی سوار۔ نہ طبق۔ نو آسمان۔ یعرج۔ چڑھیگا۔ یہتز۔ جھومیگا۔ ہمچو۔ بچے یہ بھی کرتے ہیں کہ اپنے دامن کو ہی ٹانگوں کے درمیان کرکے اُسکو گھوڑا تصور کرلیتے ہیں۔ یہی حال اہلِ ظاہر کا ہے جو غلط دلائل پر سوار ہیں۔ اِنَّ الظَّنَّ۔ قرآن پاک میں ہے۔ وہ لوگ صرف گمان کا اِتباع کرتے ہیں اور گمان حق بات کے مقابل کچھ مفید نہیں ہے لہٰذا حقائقِ باطنہ کا محض ظن کی بنیاد پر انکار درست نہیں ہے۔

٣ اَغلب۔ یعنی ظنِ غالب پر تو جب عمل ہوتا ہے جبکہ اُسکے مقابلہ میں بھی ظن ہی ہو، یقین کے بالمقابل ظن بالکل باطل ہے، جب سورج سامنے ہو تو اُسکے انکار کے ظنی دلائل بالکل بیکار ہیں۔ مستوی یعنی نصف النہار میں آ جائیگا۔ جو ظنی علوم پر عامل ہیں انھیں اُنکے باطل ہو جانیکا یقین آجائیگا۔ وہم۔ یعنی عقلی دلائل کی وہی حقیقت ہے جیسے بچوں کے بانس کی جسکو اُنھوں نے گھوڑا سمجھ رکھا تھا۔

علمہائے[1] اہلِ دل حمّالِ شاں
اہلِ دل کے علوم اُن کی سواری ہیں
علمہائے اہلِ تن احمالِ شاں
تن پروروں کے علم اُن کا بوجھ ہوگا

علم چوں بر دل زند یارے شود
علم جب دل پر اثر کرے، مددگار ہوگا
علم چوں بر تن زند بارے سود
علم جب بدن پر اثر کرے، بوجھ ہوگا

گفت ایزد[2] یحمل اسفارہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اپنی کتابیں لادے ہوئے ہے
بار باشد علم کاں نبود زہُو
وہ علم بوجھ ہوتا ہے جو اللہ کی جانب سے نہ ہو

علم کاں نبود زہُو بے واسطہ
جو علم اللہ تعالیٰ کی جانب سے بلاواسطہ نہ ہو
آں نپاید ہمچو رنگِ ماشطہ
وہ پائیدار نہیں ہوتا ہے مشاطہ کے (لگائے ہوئے) رنگ کی طرح

لیک چوں ایں بار را نیکو کشی
لیکن جب تو اس بوجھ کو اچھی طرح کھینچے گا
بار برگیرند و بخشندت خوشی
بوجھ اُتار لیں گے اور تجھے خوشی بخشیں گے

ہیں بکش بہرِ خدا ایں بارِ علم
خبردار! علم کے اس بوجھ کو اللہ کے لئے اٹھا
تا بہ بینی در دروں انبارِ علم
یہاں تک کر تو (اپنے) اندر علم کے انبار دیکھے

ہیں مکش بہرِ ہوا ایں بارِ علم
خبردار! علم کے اس بوجھ کو (خواہشِ نفسانی کیلئے نہ اٹھا)
تا شوی راکب تو بر رہوارِ علم
تاکہ تو علم کے گھوڑے پر سوار ہو جائے

چونکہ بر رہوارِ علم آئی سوار
جب تو علم کے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے گا
بعد ازاں افتد ترا از دوش بار
اس کے بعد تیرے کندھے سے بوجھ ہلکا ہوگا

از ہواہا کے رہی بے جامِ ہُو
محبتِ الٰہی کے جام کے بغیر تو خواہشات سے کب چھوٹ سکتا ہے
اے زہُو قانع شدہ بانامِ ہُو
اے وہ کہ جو اللہ کی ذات کی بجائے نام پر قانع ہو گیا ہے

از صفت[3] وز نام چہ زاید خیال
(اللہ کی) صفت اور نام سے کیا پیدا ہوتا ہے؟ خیال (پیدا ہوتا ہے)
واں خیالش ہست دلّالِ وصال
اور وہ اس کا خیال، وصال کا راہنما ہے

دیدۂ دلّال بے مدلول ہیچ
کبھی تو نے کوئی راہنما بغیر مقصود کے دیکھا ہے
تا نباشد جادہ نبود غول ہیچ
جب تک راستہ نہ ہو، کبھی چھلاوا نہیں ہوتا ہے

ہیچ نامے بے حقیقت دیدۂ
تو نے کبھی کوئی نام بغیر مسمّیٰ کے دیکھا ہے؟
یا ز گاف و لامِ گُل گُل چیدۂ
یا (لفظ) گُل کے گاف اور لام سے تو نے پھول چنے ہیں

اسم خواندی رو مسمّیٰ را بجو
تو نے نام پڑھ لیا، جا نام والے کو ڈھونڈ
مہ ببالا داں نہ اندر آبِ جُو
چاند کو اوپر سمجھ، نہ کہ نہر کے پانی میں

[1] علمہائے۔ یقینی علوم راحت رساں ہیں ظنی علوم وبالِ جان ہیں۔ حمّال۔ بوجھ اٹھانے والا۔ احمال۔ حمل کی جمع، بوجھ۔ بردل۔ یعنی وہ علم جو بطریقِ الہام اور وحی حاصل ہو۔ برتن۔ یعنی وہ علم جو بدن کے حواس کے ذریعہ حاصل ہو۔ یحمل۔ قرآن پاک میں ہے جن لوگوں پر توراۃ پر عمل کرنے کا بار ڈالا گیا پھر وہ اس پر کاربند نہ ہوئے انکی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔

[2] اسفار۔ سِفر کی جمع ہے کتاب۔ ھُو۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ بے واسطہ۔ کسبی علوم کے بعد دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جو وہبی ہے یہاں علم سے یہی کیفیت مراد ہے۔ ماشطہ۔ مشاطہ، نائن جو دلہن کو بناؤ سنگھار کراتی ہے۔ ایں بار۔ یعنی کسبی علوم بیکار نہیں ہیں انکو اللہ کیلئے حاصل کیا جائے تو نور عطا ہوجاتا ہے۔ بار یعنی کسبی علوم کی کثافت اور بوجھ ہلکا ہوجائیگا۔ زھو قانع شدہ۔ مؤمن کو اللہ کی ذات کا طالب بننا چاہیے محض اللہ کے ناموں پر اکتفا نہ کرنا چاہیے۔

[3] از صفت۔ یعنی اللہ کے اسماء اور صفات کا ورد ذات تک پہنچنے میں رہنمائی کرتا ہے۔ دیدۂ۔ دلالت کرنیوالے کا وجود اُس چیز کے وجود کی علامت ہے جسپر وہ دلالت کرتا ہے عوام کا خیال ہے کہ راستوں پر چھلاوے ہوتے ہیں جو راستے سے بھٹکا دیتے ہیں اگر چھلاوہ ہے تو وہاں راستہ ضرور ہے۔ ہیچ نامے۔ ہر اسم کا مسمّیٰ ضروری ہے خواہ اسکا وجود خارج میں ہو یا ذہن میں دراصل منفعت مسمّیٰ سے متعلق ہے نام سے نہیں جیسا کہ گُل اسکے گاف ولام میں کوئی خوشبو نہیں

گر ز نام و حرف خواہی بگذری ۱؎ — پاک کُن خود را ز خود ہیں یکسری
تو اگر نام اور حرفوں سے آگے بڑھنا چاہتا ہے — تو خبردار! اپنے آپ کو خودی سے بالکل پاک کر لے

ہمچو آہن ز آہنی بیرنگ شو — در ریاضت آئینۂ بے زنگ شو
لوہے کی طرح لوہے پن سے بے تعلق ہو جا — ریاضت کر کے بغیر زنگ کا آئینہ بن جا

خویش را صافی کُن از اوصافِ خود — تا بہ بینی ذاتِ پاکِ صافِ خود
اپنے آپ کو اپنے اوصاف سے صاف کر لے — تاکہ تو اپنی پاک، صاف ذات کو (اس حالت میں) دیکھے

ق

بینی اندر دل علومِ انبیا — بے کتاب و بے مُعید و اُوستا
(کہ) تو دل میں انبیاء کے علوم دیکھے — بغیر کتاب اور بغیر دُہرانے والے کے اور بغیر اُستاد کے

گفت پیغمبر ۲؎ کہ ہست از اُمّتم — کُو بود ہم گوہر و ہم ہمّتم
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میری اُمّت میں ایک — جو میرے جوہر اور میری ہمّت میں میرا شریک ہوگا

مر مرا زاں نور بیند جانِ شاں — کہ من ایشاں را ہمی بینم بداں
اُن کی جان مجھے اُس نور سے دیکھے گی — جس سے میں اُن کو دیکھتا ہوں

ق

بے صحیحین و احادیث و رُوات — بلکہ اندر مَشرَبِ آبِ حیات
(مجھے بغیر نور سے دیکھے گا) بغیر صحیحین اور احادیث اور راویوں کے — بلکہ مَشرَب (عشق) میں (جو) آبحیات ہے (دیکھے گا)

سِرِّ اَمسینا ۳؎ لکُردِیّاً بداں — رازِ اَصبحنا عرابیّاً بخواں
ہم نے کُردی ہو کر شام گذاری کے راز کو سمجھ — ہم نے عربی ہو کر صبح کی کے راز کو پڑھ

سِرِّ اَمسینا و اَصبحنا تُرا — می رساند جانبِ راہِ خدا
تجھے اَمسینا اور اَصبحنا کا راز — راہِ خدا کی جانب پہنچا دے گا

ور مثالے خواہی از علمِ نہاں — قصہ گو از رومیان و چینیاں
اگر تو علمِ لدنی کی مثال چاہتا ہے — تو رومیوں اور چینیوں کا قصہ دُہرا

قصۂ مرے کردنِ رومیان و چینیاں در علمِ نقاشی و صورتگری

نقاشی اور مصوری کے علم میں رومیوں اور چینیوں کے مقابلہ کا قصہ

چینیاں گفتند ما نقّاش تر — رومیاں گفتند مارا کرّ و فر
چینیوں نے کہا کہ ہم بڑے نقاش ہیں — رومیوں نے کہا کہ ہم شان و شوکت والے ہیں

گفت سُلطاں امتحاں خواہم دریں — کز شما خود کیست در دعویٰ گزیں
بادشاہ نے کہا میں اِس معاملہ میں امتحان لونگا — کہ دعوے میں تم میں سے کون بہتر ہے؟

۱؎ گر زنام - اسماء الٰہی سے صفات الٰہی تک اُس وقت پہنچو گے جب خودی سے اپنے آپکو پاک کر لوگے -
ہمچو آہن - آئینہ لوہے سے بنایا جاتا تھا - اُسکو زنگ سے صاف کر کے صیقل کر دیا جاتا تھا اب میں عکس نظر آنے لگتا تھا، اگر لوہے میں اُسکا اپنا زنگ ہے تو اُسمیں عکس نمودار نہ ہوگا -
خویش را - دل کے زنگ کو دور کر دوگے تو اُسمیں انبیاء کے علوم کا عکس نظر آسکیگا - مُعید - سبق دھرانیوالا، تکرار کرانیوالا -
۲؎ گفت پیغمبر - آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ اُمّت میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو میرے جوہرِ علم و ہمت میں میرے شریک ہونگے ایک روایت میں ہے "میری اُمّت میں وہ لوگ ہونگے جنکو اللہ کیطرف سے اِلہام ہوگا" -
صحیحین - دو صحیح کتابیں یعنی امام بخاری کی صحیح اور امام مسلم کی صحیح بلکہ مشاہدہ کی یہ صورت مشربِ عشق سے حاصل ہوتی ہے جو روح کے لئے آبِ حیات ہے -
۳؎ سِرِّ اَمسینا - جعفر ابو الوفا کُرد قوم میں سے تھے جو عربی سے ناواقف تھے حضرتِ حق نے اُنکو ایک شب میں علومِ عربیہ عطا فرما دیے صبح کو جب اُنھوں نے وعظ فرمایا تو کہا شام کو میں کُردی تھا اور عربی سے ناواقف تھا اللہ کا کرم ہے کہ اُس نے رات میں عربی علوم عطا فرما دیے اور میں صبح کو عربی ہو گیا ہوں
صورتگری - مصوری، علمِ باطن کے حصول کی صورت اِس نقشہ سے سمجھائی ہے - کرّ و فر - شان و شوکت - گزین - پسندیدہ -

اہلِ چین و روم چوں حاضر شدند
چینی اور رومی جب آئے
رومیاں در علم واقف تر بُدند
(تو) رومی باعتبار علم زیادہ ماہر تھے

چینیاں گفتند خدمتہا کنیم
چینیوں نے کہا ہم محنت کرینگے
رومیاں گفتند بر حکمت تنیم
رومیوں نے کہا ہم حکمت و دانائی دکھائیں گے

چینیاں گفتند یک خانہ بما
چینیوں نے کہا ایک گھر
خاص بسپارید و یک آنِ شما
خاص طور پر ہمارے سپرد کرو اور ایک تم لیلو

بُود دو خانہ مُقابل در بدر
آمنے سامنے کے دو گھر بالمقابل تھے
زاں یکے رومی ستد چینی دگر
اُن میں سے ایک رومیوں نے دوسرا چینیوں نے لیا

چینیاں صد رنگ از شہ خواستند
چینیوں نے بادشاہ سے سَو قسم کے رنگ مانگے
پس خزینہ باز کرد آں ارجمند
اُس اقبال مند (بادشاہ) نے خزانہ کھول دیا

ہر صباحے از خزینہ رنگہا
ہر صبح کو خزانے سے رنگوں کے لئے
چینیاں را راتبہ بود و عطا
چینیوں کو مقرر رقم بلکہ اور کچھ زیادہ مل جاتا

رومیاں گفتند نے نقش و نہ رنگ
رومیوں نے کہا نہ نقش اور نہ رنگ
در خور آید کار را جز دفعِ زنگ
کام میں آئے گا، سوائے زنگ صاف کرنے کے

در فرو بستند و صیقل می زدند
اُن (رومیوں) نے دروازہ بند کیا اور مانجھنے لگے
ہمچوں گردوں سادہ و صافی شدند
(درودیوار) آسمان کیطرح سادہ اور صاف ہوگئے

از دو صد رنگی بہ بیرنگی رہے ست
زنگا رنگی (عالم کثرت) سے (بے رنگی) عالم وحدت کیطرف
رنگ چوں ابر ست و بیرنگی مہے ست
رنگ ابر کیطرح اور بے رنگی چاند کی طرح ہے

ہر چہ اندر ابر ضو بینی و تاب
تو ابر میں جو کچھ روشنی اور چمک دیکھتا ہے
آں ز اختران و ماہ و آفتاب
وہ ستاروں اور چاند اور سورج کی وجہ سے سمجھ

چینیاں چوں از عمل فارغ شدند
جب چینی کام سے فارغ ہوئے
از پئے شادی دُہلہا می زدند
انھوں نے خوشی میں ڈھول بجائے

شہ در آمد دید آنجا نقشہا
بادشاہ آیا اُس نے اُس جگہ نقش دیکھے
می ربود آں عقل را و فہم را
جو عقل اور سمجھ کو دنگ کر رہے تھے

بعد ازاں آمد بسوئے رومیاں
اُس کے بعد (بادشاہ) رومیوں کی طرف آیا
پردہ را بالا کشیدند از میاں
انھوں نے درمیان سے پردے کو اوپر کھینچ دیا

۱؎ خدمتہا یعنی قوتِ عمل سے کام لیں گے۔ تنیم۔ مشغول ہوجائیں۔ آن۔ ملکیت۔ در بدر۔ یعنی دونوں کے دروازے آمنے سامنے تھے۔ راتبہ۔ دونوں کا مقرر عطیہ۔ عطا۔ بخشش جو مقرر نہ ہو۔

۲؎ دفعِ زنگ۔ یعنی ہمیں رنگ و روغن مفید نہ ہوگا، بلکہ دیواروں کو صاف کرنا اور مانجھنا مفید ہوگا۔ ہمچو گردوں۔ مکان کو آسمان کی طرح صاف ستھرا کر دیا۔

۳؎ از دو صد۔ یعنی عالمِ کثرت عالمِ وحدت کا لاہنا ہے۔ یہاں سے مولانا کا ذہن چینیوں کی زنگا رنگی اور رومیوں کی بے رنگی سے کثرت کی زنگارنگی اور وحدت کی بے رنگی کی طرف منتقل ہوگیا ہے۔ ہر چہ۔ ابر میں چمک اور روشنی اُن ستاروں یا چاند اور سورج کی وجہ سے ہوتی ہے جو اُس کے پیچھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح عالمِ امکاں میں ہر کمال ذاتِ واحد سے آیا ہے۔ دُہلہا دُہل کی جمع ہے، ڈھول۔ پردہ را۔ یعنی رومیوں نے اپنے مکان پر جو پردہ ڈال رکھا تھا۔

عکسِ آں تصویر و آں کردارہا[1] — زد بریں صافی شدہ دیوارہا
(تو) اُن تصویروں اور دستکاریوں کا عکس — اُن صاف دیواروں پر پڑا

ہر چہ آنجا دید ایں جا بہ نمود — دیدہ را از دیدہ خانہ می ربود
(بادشاہ نے) جو وہاں دیکھا یہاں اس سے اچھا دیکھا — (اور یہ منظر) آنکھوں کو حلقۂ چشم سے اُچک رہا تھا

رومیاں آں صوفیانند اے پدر — بے ز تکرار و کتاب و بے ہنر
اے بابا! رومی وہ صوفی ہیں — بغیر تکرار اور کتاب اور ہُنر (آموزی) کے

لیک صیقل کردہ اند آں سینہا — پاک ز آز و حرص و بخل و کینہا
لیکن اُنھوں نے سینوں کو مانجھ لیا ہے — لالچ اور حرص اور بخل اور کینوں سے پاک (کر لیا ہے)

آں صفائے آئینہ وصفِ دل ست — صورتِ بے منتہا را قابل ست
آئینہ کی صفائی اُن کے دل کی صفت ہے — (جو) لاانتہا صورتوں کو قبول کرنے والا ہے

صورتِ بے صورتِ بیحد و عیب — ز آئینۂ دل تافت بر موسیٰؑ[2] ز جیب
صورت بغیر صورت کے جو بیحد اور بے عیب تھی — جو گریبان میں دل کے آئینہ سے حضرت موسیٰؑ پر چمکی تھی

گرچہ آں صورت نہ گنجد در فلک — نے بعرش و فرش و دریا و سمک
اگرچہ وہ صورت آسمان میں نہیں سماتی ہے — نہ عرش میں اور نہ زمین اور نہ دریا میں اور نہ مچھلی میں

زانکہ محدود ست و معدود ست آں — آئینۂ دل را نباشد حد بداں
اس لئے کہ یہ چیزیں محدود اور شمار میں آنے والی ہیں — سمجھ لے دل کی آئینہ کی کوئی حد نہیں ہے

عقل[3] اینجا ساکت آید یا مُضل — زانکہ دل با اوست یا خود اوست دل
عقل اِس جگہ خاموش رہتی ہے یا گمراہ کرتی ہے — اِسلئے کہ دل اُس سے ملا ہوا ہے یا خود وہی دل ہے

عکسِ ہر نقشے نتابد تا ابد — جز ز دل ہم با عدد ہم بے عدد
قیامت تک کے، ہر نقش کا عکس نہیں چمکتا ہے — دل کے علاوہ (کسی اور چیز پر)، خواہ وہ شمار میں آنے والے ہوں یا اَن گنت ہوں

تا ابد ہر نقشِ نو کاید برو — می نماید بے حجابے اندرو
قیامت تک کا ہر نیا نقش جو اس دل پر پڑتا ہے — کسی حجاب کے بغیر اُس میں نظر آتا ہے

اہلِ صیقل رستہ اند از بو و رنگ — ہر دمے بینند خوبی بے درنگ
صیقل کرنیوالے بُو اور رنگ سے نجات پا گئے ہیں — وہ اچھائی کو بلا توقف ہر وقت دیکھ لیتے ہیں

نقش و قشرِ علم را بگذاشتند — رایتِ عَینُ الیقیں افراشتند
اُنھوں نے نقش اور علم کے چھلکے کو چھوڑ دیا ہے — عینُ الیقین کا جھنڈا بلند کر دیا ہے

---

[1] کردارہا۔ صنعتیں۔ بہ۔ بہتر۔ دیدہ خانہ۔ آنکھوں کے حلقے۔ رومیاں آں صوفیاں۔ یعنی جس طرح رومیوں نے خود نقش و نگار نہیں بنائے بلکہ چینیوں کے نقش و نگار کو منعکس کر لیا اسیطرح صوفیاء اپنی لوحِ دل پر علومِ الٰہیہ کو منعکس کر لیتے ہیں۔ دل۔ دل ایسا آئینہ ہے کہ جب وہ صاف ہو جاتا ہے تو لاانتہا صورتوں کو اپنے اندر منعکس کر لیتا ہے۔

[2] بر موسیٰؑ۔ حضرتِ موسیٰؑ کو علمِ لدنی حاصل ہوا تھا جو لاانتہا تھا اور بے صورت تھا چونکہ وہ علمِ حصولی نہ تھا جو اشیاء کی صُور ذہنیہ کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ گرچہ۔ وہ علمِ لدنی زمین آسمان اور دریا اور دریائی حیوانات میں نہیں سما سکتا چونکہ یہ سب چیزیں محدود ہیں اور وہ غیر محدود ہے لیکن آئینۂ دل میں غیر محدود کو قبول کر لینے کی صلاحیت ہے۔

[3] اینجا۔ یعنی اِس معاملہ میں کہ قلب میں علمِ لدنی سما سکتے ہیں۔ زانکہ۔ کیونکہ یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ قلب اور صورت میں اقتران ہے یا دونوں میں عینیت ہے۔ تا ابد۔ قیامت تک جس قدر نقوش ہیں خواہ محدود ہوں یا غیر محدود، دل کے سوا کسی آئینہ میں منعکس نہیں ہو سکتے ہیں۔ خوبی۔ علومِ محمودہ عینُ الیقین یقین کا آخری درجہ ہے۔

ذوق و فکر و روشنائی یافتند
اُن کو ذوق اور فکر اور روشنی حاصل ہو گئی ہے

بحر بہرِ آشنائی یافتند
انھوں نے تیراکی کے لئے سمندر پالیا ہے

مرگ کزوے جملہ اندر وحشت اند
موت جس سے سب خوف زدہ ہیں

می کُنند ایں قوم بروے ریشخند
یہ قوم اُس کی ہنسی اُڑاتی ہے

کس نیابد بردلِ ایشاں ظفر
(کیونکہ) اُن کے دل پر کوئی قابو نہیں پا سکتا ہے

بر صدف آید ضرر نے بر گہر
ضرر سیپ کو پہنچتا ہے، نہ کہ موتی کو

گرچہ نحو و فقہ را بگذاشتند
اگرچہ انھوں نے نحو اور فقہ کو ترک کر دیا ہے

لیک محو و فقر را برداشتند
لیکن وہ فنا اور فقر کے حامل ہو گئے ہیں

تا نقوشِ ہشت جنت تافت ست
جب سے آٹھوں بہشتوں کے نقوش اُبھرے ہیں

لوحِ دل شاں زا پذیرا یافت ست
اُنکی لوحِ دل کو (عکس کی) قبول کرنے والی پایا ہے

برتر اند از عرش و کرسی و خلا
وہ عرش اور کرسی اور خلاء سے بھی بہتر ہیں

ساکنانِ مقعدِ صدقِ خدا
(وہ) خدا کی سچائی کی نشستگاہ کے ساکن ہیں

صد نشاں دارند و محوِ مطلق اند
وہ سینکڑوں نشان رکھتے ہیں اور مطلق فنا ہیں

چہ نشاں بل عینِ دیدارِ حق اند
نشان کیا، بلکہ وہ اللہ کا بعینہ دیدار ہیں

پرسیدن پیغمبر زید را صلی اللہ علیہ وسلم کہ امروز چونی و چون برخاستی و جواب گفتن او کہ اصبحت مومنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرتِ زید (رضی اللہ عنہ) سے دریافت فرمانا کہ آج تم کیسے ہو اور تم نے کس حالت میں صبح کی اور (بستر سے) کس حال میں اُٹھے ہو اور انکا جواب دینا کہ یا رسول اللہ میں نے مومن ہونے کی حالت میں صبح کی ہے

گفت پیغمبر صباحے زید را
ایک صبح کو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زیدؓ سے فرمایا

کیف اَصبحتَ اے رفیقِ باصفا
اے مخلص رفیق! تم نے صبح کس حالت میں کی ہے؟

گفت عبداً مومنا باز اوش گفت
انھوں نے کہا مومن بندہ ہونے کی حالت میں پھر اُن سے حضورؐ نے فرمایا

کو نشاں از باغِ ایماں گر شگفت
اگر ایمان کا چمن کھلا ہے تو اُس کی علامت بتاؤ

گفت تشنہ بودہ ام من روزہا
انھوں نے کہا میں (روزہ کی وجہ سے) دنوں پیاسا رہا ہوں

شب نخفتستم ز عشق و سوزہا
عشق اور سوز کی وجہ سے راتوں نہیں سویا ہوں

تا ز روز و شب گذر کردم چناں
یہاں تک کہ روز و شب سے میں اس طرح گذر گیا

کہ ز اسپر بگذرد نوکِ سناں
جس طرح نیزے کی نوک ڈھال سے گذر جاتی ہے

لہ ذوق و روشنائی یعنی نورِ قلب بحر۔ یعنی علوم وہبیہ کا سمندر آشنائی۔ تیراکی۔ وحشت۔ خوف۔ ریشخند یعنی ہنسی اُڑانا۔ ظفر فتح۔ صدف یعنی جسم۔ گہر یعنی روح۔ محو۔ فنا۔ خلا۔ وہ فضا جو عرش سے اوپر ہے۔
۲ مقعدِ صدق۔ قرآن پاک میں ہے "پرہیزگار سچائی کی نشستگاہ میں ہیں" صد نشاں۔ جو بقا باللہ کے ہیں۔ محوِ مطلق یعنی فنا فی اللہ کی وجہ سے۔ زید یعنی ابن حارثہ رضی اللہ عنہ جن کو زید الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ احادیث میں آنحضورؐ کا اس طرح کا مکالمہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے تو ملتا ہے حضرتِ زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں صرف اس قدر ملتا ہے کہ حضورؐ نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم نے صبح کس حالت میں کی، اس قصہ کا مقصد یہ ہے کہ مجاہدے سے مشاہدہ پیدا ہو جاتا ہے۔
۳ کیف کیسے۔ اَصبحتَ تو نے صبح کی۔ باصفا مخلص۔ اوش۔ اُس کو۔ گفت۔ روزہا۔ دن میں روزے رکھتا تھا اور رات کو یادِ خدا میں مصروف رہتا تھا۔ تا ز روز یعنی زمانی اشیاء سے مجھے تعلق نہ رہا اور معیّتِ حق جو غیر زمانی ہے وہ حاصل ہو گئی۔

کہ ازاں سو جملۂ ملت یکے ست — صد ہزاراں سال و یک ساعت یکے ست
کیونکہ وہاں تمام ملتیں ایک ہیں — لاکھوں سال اور ایک گھنٹہ یکساں ہے

ہست ازل را و ابد را اتحاد — عقل را رہ نیست زاں سو ز افتقاد
(وہاں) ازل اور ابد میں وحدت ہے — گم ہو جانے کی وجہ سے وہاں عقل کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے

گفت ازاں رہ کو رہ آوردی بیا — در خور فہم و عقول ایں دیار
(آنحضورؐ نے) فرمایا اُس راستہ کا تحفہ کہاں ہے لا — جو ان ملکوں (دنیا کے رہنے والوں) کی فہم اور عقلوں کے مناسب ہو

گفت خلقاں چوں ببیند آسماں — من ببینم عرش را با عرشیاں
(زیدؓ نے) کہا جب لوگ آسمان کو دیکھتے ہیں — میں عرش کو مع عرش کے باشندوں کے دیکھتا ہوں

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من — ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن
آٹھوں جنتیں اور ساتوں دوزخیں میرے سامنے — اس طرح نمایاں ہیں جس طرح پجاری کے سامنے بت

یک بیک وا می شناسم خلق را — ہمچو گندم من ز جو در آسیا
میں لوگوں کو ایک ایک کر کے جدا جدا پہچانتا ہوں — جسطرح میں چکی میں جو اور گندم (کو پہچانتا ہوں)

کہ بہشتی کیست و بیگانہ کے ست — پیش من پیدا چو مار و ماہی ست
کہ بہشتی کون ہے اور (جنت سے) بیگانہ کون ہے؟ — میرے سامنے اس طرح نمایاں ہے جسطرح سانپ اور مچھلی

ایں زماں پیدا شدہ بر ایں گروہ — یوم تبیض و تسود وجوہ
اس گروہ پر اسی وقت روشن ہے — وہ دن جبکہ چہرے منور اور کالے ہو جائیں گے

پیش ازیں ہر چند جاں پر عیب بود — در رحم بود و ز خلقاں غیب بود
اس (روز قیامت) سے پہلے ہی یقیناً روح عیبوں بھری تھی — رحم مادر میں (بچے کی طرح) تھی اور مخلوق (کی نظروں) سے (چھپی تھی)

الشقی من شقی فی بطن امّ — من سمات الجسم یعرف حالہم
بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے بدبخت بنا — جسم کی علامتوں سے اُن کا حال جانا جاتا ہے

تن چو مادر طفل جاں را حاملہ — مرگ درد زادن ست و زلزلہ
بدن، ماں کی طرح، روح سے حاملہ ہے — موت، جننے کا درد اور ہلچل ہے

جملہ جانہائے گذشتہ منتظر — تا چگونہ زاید آں طفل بطر
پہلی تمام روحیں منتظر ہیں — کہ یہ خود پسند بچہ کس حالت میں پیدا ہوتا ہے!

زنگیاں گویند خود از ماست او — رومیاں گویند بس زیباست او
کالے سمجھتے ہیں وہ ہم میں سے ہے — گورے کہتے ہیں کہ وہ بہت سرخرو ہے

لہ کہ۔ ذات حق وحدت تامہ ہے اور وہ غیر زمانی ہے حضرت زیدؓ مقام وحدت ذات اور فنائے کثرت تعینات میں پہنچ گئے تھے ازل و ابد چونکہ زمانی ہے لہذا غیر زمانی ذات کیلئے وہ یکساں ہے۔ رہ آورد۔ سوغات، تحفہ۔ درخور۔ لائق چونکہ حضرت زیدؓ نے ایسے مقام کی باتیں شروع کر دی تھیں جو عوام کی عقلوں سے بالاتر تھیں لہذا آنحضورؐ نے انکو تنبیہ کی اور پھر انھوں نے دوزخ اور جنت وغیرہ سے متعلق باتیں بیان کرنا شروع کر دیں۔ ہشت۔ یعنی جنت اور دوزخ کے تمام طبقے میرے لئے روشن ہو گئے ہیں۔

ٹہ آیں زماں۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے کہ عوام تو جنتی اور جہنمی کو قیامت میں پہچانیں گے لیکن اولیاء اللہ انکو اسی دنیا میں پہچان لیتے ہیں۔ یوم قرآن پاک میں ہے یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَ تَسْوَدُّ وُجُوهٌ جس روز بعض چہرے نورانی ہونگے اور بعض چہرے کالے۔ ایں زماں۔ یعنی جسطرح حضرت زیدؓ کو مشاہدہ حاصل تھا اولیاء اللہ کو بھی مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ پیش ازیں یعنی قیامت کے پہلے روح نظروں سے چھپی ہوئی تھی اور انکے عیب نظر نہیں آتے تھے جسطرح بچہ ماں کے پیٹ میں چھپا ہوتا ہے اور انکے اوصاف معلوم نہیں ہوتے۔

ٹہ الشقی۔ بدبخت یعنی بچے کا دوزخی یا جنتی ہونا ماں کے پیٹ میں رہتے ہوئے ہی طے ہو جاتا ہے البتہ عوام اسکے پیدا ہونے کے بعد اسکی جسمانی حرکات سے کسی فیصلہ پر پہنچتے ہیں۔ تن شقی۔

جو بدبخت ہوا۔ سمات۔ جمع سمۃ کی ہے علامت۔ تن جسم روح کو اسطرح چھپائے ہوئے ہے جیسے حاملہ عورت بچے کو اور موت گویا جننے کا وقت ہے۔ جانہائے گذشتہ۔ اُن لوگوں کی روحیں جو مر چکے ہیں۔ بطر۔ خود پسندی اشادمانی۔ زنگیاں حبشہ کے رہنے والے مراد حبشی ہیں۔

چوں بزاید در جہاں جانِ وجود
جب روح کا وجود دنیا میں پیدا ہو جاتا ہے
پس نماند اختلافِ بیض و سُود
کالوں اور گوروں کا امتیاز نہیں رہتا ہے

گر بُود زنگی برندش زنگیاں
اگر وہ کالا ہوتا ہے تو اُس کو کالے لے جاتے ہیں
روم را رومی برد ہم از میاں
گورے کو درمیان میں سے گورے لیجاتے ہیں

تا نزاد اُو مُشکلاتِ عالم ست
جبتک وہ پیدا نہیں ہوتا عالم کیلئے مشکلات (کا سبب) ہے
آنکہ اُو نازادہ بشناسد کم ست
جو نہ جنے ہوئے کو پہچان لیں کم ہیں

اُو مگر بینظر بنورِ اللہ بُود
اگر، وہ اللہ کے نور سے دیکھنے والا ہو
کاندرونِ پوست اُو را رہ بُود
کہ چھلکے کے اندر اُس کے لئے راستہ ہوتا ہے

۲ اصلِ آبِ نطفہ اسپید ست و خوش
نطفہ کا پانی اصل میں سفید اور خوشنما ہے
لیک عکسِ جانِ رومی و حبش
لیکن گورے اور کالے کی روح کا اثر

ق
میدہد رنگ احسنُ التقویم را
بہترین ساخت والے کو رنگ بخشتا ہے
تا باسفل می برند ایں نیم را
یہاں تک آدھوں کو گہرائی میں لے جاتا ہے

یَوْمَ تَبْیَضُّ وَ تَسْوَدُّ وُجُوہ
جس روز چہرے سفید اور سیاہ ہونگے
تُرک و ہندو شہرہ گردد زاں گروہ
اُس گروہ میں سے گورے اور کالے مشہور ہو جائیںگے

۳ فاش گردد کہ تو کاہی یا کہ کوہ
واضح ہو جائے گا کہ تو تنکا ہے یا پہاڑ
ہندوی یا تُرک پیشِ ہر گروہ
تو کالا ہے یا گورا ہر گروہ پر

در رحم پیدا نباشد ہندو تُرک
رحم (مادر) میں کالا گورا واضح نہیں ہوتا ہے
چونکہ زاید بیندش خورد و بزرگ
جب پیدا ہوتا ہے اُسکو ہر چھوٹا بڑا دیکھ لیتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز راں
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، واپس لوٹ
تا نمانیم از قطارِ کارواں
تاکہ ہم قافلہ کی قطار سے (پیچھے) نہ رہ جائیں

جوابِ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول را صلی اللہ علیہ وسلم کہ احوالِ خلق بر من پوشیدہ و پنہاں نیست

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینا کہ لوگوں کے احوال مجھ سے چھپے ہوئے نہیں ہیں

جملہ را چوں روزِ رستاخیز من
میں سب کو قیامت کے دن کی طرح
فاش می بینم عیاں از مرد و زن
کھلا ہوا دیکھتا ہوں خواہ مرد ہو یا عورت

ہیں بگویم یا فرو بندم نفس
ہاں میں بتاؤں یا سانس گھونٹ لوں
لب گزیدش مصطفےٰ یعنی کہ بس
مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُنکے لئے ہونٹ دبایا کہ بس

---

۱ چوں بزاید۔ اوپر کا قصہ تو عالم برزخ کا ہے کہ وہاں جہنمی کو جہنمی اور جنتی کو جنتی پہچانیں گے لیکن جب دنیا میں بچہ پیدا ہوتا ہے وہاں جہنمی اور جنتی کا فرق محسوس نہیں ہوتا ہے۔ بیض۔ ابیض کی جمع ہے، گورا۔ سود۔ اسود کی جمع ہے، کالا۔ تا نزاد او۔ یعنی جب تک عالم برزخ میں پیدائش نہیں ہوتی۔

۲ اصل۔ یعنی جہنمی اور جنتی جس نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں اور جس سے جسم کی ساخت ہوتی ہے اُنمیں یکسانیت ہے فرق جو پیدا ہوتا ہے وہ روح کا عکس ہے۔ احسن التقویم۔ بہترین ساخت یعنی انسان۔ اسفل۔ نچلا حصہ یعنی جہنم کا نچلا حصہ۔ یوم۔ یعنی قیامت کے روز جہنمی اور جنتی گروہ بالکل علیحدہ علیحدہ ہو جائینگے۔

۳ فاش۔ واضح۔ کاہی۔ تو تنکا ہے۔ کوہ۔ پہاڑ یعنی عمل کے اعتبار سے بھاری ہے یا ہلکا۔ ہندو ترک یعنی جہنمی اور جنتی۔ رستاخیز۔ قیامت۔ لب گزیدن۔ ہونٹ دانتوں میں دبانا، یہ کام سے روکنے کا اشارہ ہوتا ہے۔

یا رسول اللہ بگویم سرِّ حشر[1]
یارسول اللہ میں قیامت کا راز کہہ ڈالوں
در جہاں پیدا کنم امروز نشر
دنیا میں آج ہی قیامت برپا کردوں

ہِل مرا تا پردہ ہا را بر درم
مجھے اجازت دیجئے کہ پردے چاک کردوں
تا چو خورشیدے بتابد گوہرم
تاکہ میرا جوہر آفتاب کی طرح چمکے

تا کسوف آید ز من خورشید را
تاکہ میری وجہ سے سورج گرہن میں آجائے
تا نمایم نخل را و بید را
تاکہ میں کھجور اور بید کو (جدا کرکے) دکھادوں

وا نمایم روزِ رستاخیز را
قیامت کے دن کو کھول کر دکھادوں
نقد را و نقدِ قلب[2] آمیز را
کھرے اور کھوٹے کو (دکھادوں)

دست ہا ببریدہ اصحابِ شمال
ہاتھ کٹے ہوئے، بائیں جانب والوں کو
وا نمایم رنگِ کفر و رنگِ آل
تاریکی اور سُرخ رنگ کو واضح کردوں

وا کشایم ہفت سوراخ نفاق
نفاق کے سات سوراخ واضح کردوں
در ضیائے ماہ بے خسف و محاق
اس چاند کی روشنی میں جس کیلئے گرہن اور گھٹاؤ نہیں ہے

وا نمایم من پلاسِ اشقیا
میں بدبختوں کا ٹاٹ کا لباس کھول کر دکھادوں
بشنوانم طبل[3] و کوسِ انبیا
انبیاء کا نقارہ سُنادوں

دوزخ و جنّات و برزخ درمیاں
دوزخ اور جنتیں اور درمیان میں برزخ
پیشِ چشمِ کافراں آرم عیاں
کافروں کی نظروں میں لے آؤں

وا نمایم حوضِ کوثر را بجوش
حوضِ کوثر کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا دکھادوں
کآب بر روشاں زند بانگش بگوش
کہ وہ اُن کے چہروں پر پانی چھڑکے کانوں میں آواز پہنچائے

وانکہ تشنہ گردِ کوثر می دوند
وہ لوگ جو کوثر کے گرد پیاسے بھاگے پھر رہے ہیں
یک بیک را وا نمایم تا کیند
ایک ایک کو دکھادوں کہ وہ کون ہیں؟

واں کساں کہ تشنہ بر گردش دواں
وہ لوگ جو اس کے چاروں طرف پیاسے بھاگے
گشتہ اند ایندم نمایم من عیاں
پھر رہے ہیں، اِن کو ابھی کھلم کھلا دکھادوں

می بسایند دوشِ شاں بر دوشِ من
اُن کا کندھا میرے کندھے سے چھل رہا ہے
نعرہا شاں می رسد در گوشِ من
اُن کے نعرے میرے کان میں پہنچ رہے ہیں

اہلِ جنّت پیشِ چشمم ز اختیار
میری آنکھوں کے سامنے جنتی خوشی سے
در کشیدہ یک دگر را در کنار
ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں

۱؎ حشر و نشر۔ قیامت۔ ہِل۔ ہلیدن سے امر کا صیغہ ہے، تو چھوڑ۔ گوہرم۔ میرا کمال۔ نخل۔ کھجور یعنی وہ لوگ جو اپنے اعمال کے ثمرات پائیں گے۔ بید مشہور درخت ہے جس پر کوئی پھل نہیں آتا ہے یعنی وہ لوگ جو نیک اعمال کے پھلوں سے محروم ہوں گے۔

۲؎ قلب۔ کھوٹا۔ اصحاب شمال۔ بائیں جانب والے، دوزخی۔ کفر۔ سیاہی۔ آل۔ سُرخی۔ ہفت۔ اِس سے وہ سات کبیرہ گناہ مراد ہیں جن کو احادیث میں "اَلسَّبْعُ الْمُوبِقَاتُ" سات ہلاکت میں ڈالنے والی چیزیں کہا گیا ہے۔ خسف۔ چاند گرہن۔ محاق۔ چاند کا گھٹاؤ۔ پلاس۔ ٹاٹ کا لباس، ذلت کا لباس۔

۳؎ طبل و کوس۔ نقارہ۔ برزخ۔ جنت اور دوزخ کا درمیانی مقام۔ آب یعنی اس کا پانی اُن کے چہروں پر پڑے اور اس کے پانی کے جاری ہونے کی آواز اُن کے کانوں میں آئے۔ کہ تشنہ۔ کافروں کو حوضِ کوثر سے سیراب نہ کیا جائیگا۔ اہلِ جنت۔ جنتی باہم مصافحے کریں گے اور بغل گیر ہوں گے۔

دستِ یکدیگر زیارت می کنند
ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے ہوئے ملاقات کرتے ہیں
وز لباں ہم بوسہ غارت می کنند
اور ہونٹوں سے بوسے (کے مزے) لوٹ رہے ہیں

کر شد ایں گوشم ز بانگِ[1] آہ آہ
آہ آہ کی آواز سے میرے یہ کان بہرے ہو گئے
از خساں و نعرۂ واحسرتاہ
بدبختوں کی وجہ سے اور واحسرتا کے نعروں سے

ایں اشارتہاست گویم از نغول
یہ تو اشارے ہیں، گہری بات (بھی) کہتا ہوں
لیک می ترسم ز آزارِ رسول
لیکن رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ملال سے ڈرتا ہوں

ہمچنیں می گفت سر مست و خراب
وہ (زید) مستی اور مدہوشی میں یہ کہہ رہے تھے
داد پیغمبر گریبانش بتاب
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن کا گریبان اینٹھا

ق گفت دم درکش کہ اسپت گرم شد
آنحضور نے فرمایا خاموش رہ کہ تیرا گھوڑا تیز ہو گیا ہے
عکسِ حق لا یستحیی زد شرم شد
تجھ پر اللہ نہیں شرماتا ہے کا عکس پڑ گیا ہے جھجک جاتی رہی

آئینۂ[2] تو جست بیروں از غلاف
تیرا آئینہ غلاف سے باہر آ گیا ہے
آئینہ و میزاں کجا گوید خلاف
آئینہ اور ترازو خلافِ (واقعہ) کب بتاتے ہیں

آئینہ و میزاں کجا بندد نفس
آئینہ اور ترازو کب چپ ہوئے ہیں
بہرِ آزار و حیائے ہیچ کس
کسی کی شرم اور تکلیف کی وجہ سے

آئینہ و میزاں محکہائے سنی
آئینہ اور ترازو روشن کسوٹیاں ہیں
گر دو صد سالش تو خدمتہا کنی
اگر تو دو سو سال خدمت کرے

ق کز برائے من بپوشاں راستی
کہ میری وجہ سے سچائی کو چھپا لے
بل فزوں بنما و منما کاستی
بلکہ زیادہ دکھا دے، کمی نہ دکھا

اوت گوید ریش و سبلت بر مخند
وہ تجھ سے کہے گا کہ اپنا مذاق نہ اڑا
آئینہ و میزاں و آنگہ ریو و بند
آئینہ اور ترازو، اور پھر فریب اور حیلہ

چوں خدا ما را برائے آں فراخت[3]
جبکہ خدا نے ہمیں اس لئے بلند کیا ہے
کہ بما شُواں حقیقت را شناخت
کہ ہمارے ذریعہ سے حقیقت پہچانی جائے

ایں نہ باشد ما چہ ارزیم اے جواں
اے جوان! اگر یہ نہ ہو تو، ہم کس لائق ہیں
کے شویم آئینِ روئے نیکواں
ہم نیکوں کے چہرے کا آئینہ کب ہو سکتے ہیں

لیک درکش در بغل آئینہ را
لیکن آئینے کو بغل میں دبا لے
کز تجلی کرد سینا سینہ را
اس لئے کہ اس نے سینہ کو تجلی سے کوہ سینا بنا دیا ہے

[1] زبانگ آہ آہ۔ جہنمی ہائے افسوس کے نعرے لگائیں گے۔ ایں۔ یعنی قیامت کے واقعات کے بارے میں کچھ اشارے کر رہا ہوں تفصیل بیان کرنے سے ڈرتا ہوں۔ نغول۔ گہری بات۔ آزار۔ ملال۔ تابیدن، تافتن۔ اینٹھنا، بل دینا۔ اسپت۔ یعنی تیرے کلام کا گھوڑا۔ لا یستحیی۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ "خدا حق بات کہنے سے دریغ نہیں کرتا ہے"

[2] آئینہ۔ یعنی صاف گوئی کا آئینہ۔ غلاف یعنی اعتدال۔ آئینہ و میزان۔ یہ دونوں حقیقت واضح کر دیتے ہیں۔ خواہ کسی کو رنج ہو یا خوشی۔ محک۔ کسوٹی۔ سنی۔ روشن۔ فزوں۔ زیادہ۔ کاستی۔ کمی۔ ریش و سبلت بر مخند۔ بر ریش و سبلتِ خود مخند۔ اپنی داڑھی اور مونچھ کا مذاق نہ بنا۔ ریو۔ فریب۔ بند۔ حیلہ

[3] فراخت۔ افراخت۔ بلند کیا، پیدا کیا۔ ارزیم۔ ارزیدن۔ قیمت پانا۔ آئینِ روئے نیکواں شویم۔ بھلے لوگوں کے چہرے کے لائق ہوں یعنی انکے روبرو ہونے کی جرأت کر سکیں۔ تجلی۔ جلوہ گر ہونا۔ سینا۔ وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ کی تجلی حاصل ہوئی تھی۔

گفت آخر ہیچ گنجد در بغل
(حضرت زیدؓ نے کہا) بغل میں کبھی سمایا ہے
آفتابِ حق و خورشیدِ ازل
حق کا سورج اور ازل کا آفتاب؟

ہم دغل[1] را ہم بغل را بر درد
وہ کھوٹ اور بغل کو بھی پھاڑ ڈالتا ہے
نے جنوں ماند بہ پیشش نے خرد
اُسکے سامنے نہ جنون ٹکتا ہے نہ عقل (ٹکتی ہے)

گفت یک اصبع چو بر چشمے نہی
(آنحضورؐ نے) فرمایا اگر تو آنکھوں پر ایک انگلی رکھدے
بینی از خورشید عالم را تہی
دنیا کو سورج سے خالی پائے گا

یک سر انگشت پردہ ماہ شد
ایک سرا انگشت چاند کا پردہ بن گیا
وین نشانِ ساتریِ شاہ شد
یہ شاہ (اللہ) کی پردہ پوشی کی مثال ہوئی

تا بپوشاند جہاں را نقطہ
ایک نقطہ (آنکھ کا پھولا) دنیا کو چھپا دیتا ہے
مہر گردد منخسف از سقطہ
بادل کے ایک ٹکڑے سے سورج چھپ جاتا ہے

لب بہ بند و غور دریائے نگر
خاموش رہ، اور دریا کی گہرائی پر نظر کر
بحر را حق کرد محکوم[2] بشر
سمندر کو اللہ (تعالیٰ) نے انسان کا محکوم بنایا ہے

ہمچو چشمہ زنجبیل و سلسبیل
جیساکہ زنجبیل و سلسبیل
ہست در حکمِ بہشتیِ جلیل
بزرگ بہشتی کے حکم میں ہیں

چار جوئے[3] جنت اندر حکمِ ماست
جنت کی چار نہریں ہمارے حکم میں ہیں
ایں نہ زورِ ما بفرمانِ خداست
یہ ہماری طاقت نہیں ہے خدا کے حکم کیوجہ سے ہے

ہر کجا خواہیم داریمش رواں
ہم جس طرف چاہتے ہیں انکو جاری کردیتے ہیں
ہمچو سحر اندر مرادِ ساحراں
جیساکہ جادو، جادوگر کے قابو میں ہوتا ہے

ہمچو ایں دو چشمۂ چشمِ رواں
جس طرح آنکھ کے دو رواں چشمے
ہست در حکمِ دل و فرمانِ جاں
جان کے فرمان اور دل کے حکم کے تابع ہیں

گر بخواہد رفت سوئے زہرِ مار
اگر وہ چاہے سانپ کے زہر کیطرف (ابصار) چلی جائے
ور بخواہد رفت سوئے اعتبار
اگر وہ چاہے، عبرت پکڑنے کیطرف چلی جائے

گر بخواہد سوئے محسوسات رفت
اگر وہ چاہے تو نظر محسوسات کی طرف چلی جائے
ور نخواہد سوئے ملبوسات رفت
اگر وہ چاہے چھپی ہوئی چیزوں کیطرف چلی جائے

گر بخواہد سوئے کلیات راند
اگر وہ چاہے (بصیرت) کلیات کی جانب چلی جائے
ور بخواہد حبسِ جزویات ماند
اگر وہ چاہے جزئیات میں گھری رہے

ا۔ دغل۔ کھوٹ۔ درد فعل مضارع ہے، دریدن پھاڑنا۔ اِصبع۔ انگلی۔ وَین۔ کسی چیز کے پوشیدہ ہونیکی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اُس چیز کو چھپا دیا جائے دوسری یہ کہ اپنی آنکھ بند کرلی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ ہونا دوسری قسم کا ہے۔ نقطہ۔ یعنی پتلی میں سفید نقطہ مہر۔ سورج۔ منخسف۔ محجوب۔ سُقطہ۔ سین کے ضمہ کیساتھ، بادل کا ٹکڑا۔

۲۔ محکوم۔ انسان نے دریا کو مسخر کرلیا ہے جس طرح چاہتا ہے اسپر جہاز رانی کرتا ہے، تو جب دریا مسخر ہے تو خیالات کے دریا کو بھی قابو میں رکھنا چاہیے۔ لب بہ بند۔ یعنی دل پر قابو حاصل کر اور اسکے مکشوفات کو ظاہر نہ کر اور غور کر کہ جب اللہ نے سمندر کو انسان کا محکوم بنایا ہے تو دل بھی محکوم بن سکتا ہے۔ زنجبیل و سلسبیل۔ جنت کی دو نہروں کے نام ہیں یعنی یہ بھی انسان کی محکوم ہیں۔

۳۔ چار جو۔ چار نہریں جو کہ پانی، دودھ، شہد اور شراب کی ہیں۔ ہر کجا۔ یہ نہریں ہر اسطرف کو جاری ہونگی جسطرف جنتی چاہیگا یہ بھی انسان کی محکوم ہیں۔ دو چشمہ۔ دونوں آنکھیں دل کی محکوم ہیں۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر یعنی گناہ۔ محسوسات۔ وہ چیزیں جو حواس کے ذریعہ معلوم کیجائیں۔ ملبوسات۔ چھپی ہوئی چیزیں جنکا حواس کے ذریعہ ادراک نہ ہوسکے۔ کلیات۔ اور جزئیات کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہے۔

ہمچنیں ہر پنج حس[1] چوں نازرہ — بر مرادِ امرِ دل شد جائزہ

اسی طرح پانچوں حواس ٹونٹی کی طرح — دل کی مُراد کے مطابق چلنے والے بن گئے ہیں

ہر طرف کہ دل اشارت کردشاں — میرود ہر پنج حس دامن کشاں

جس طرف دل نے اُن کو اشارہ کیا — پانچوں حواس نازو انداز سے روانہ ہوجاتے ہیں

دست و پا در امرِ دل اندر بلا — ہمچو اندر دستِ موسیٰؑ آں عصا

ہاتھ اور پاؤں دل کے حکم میں پھنسے ہیں — جس طرح لاٹھی (حضرت) موسیٰؑ کے ہاتھ میں

دل بخواہد پا درآید زو برقص — یا گریزد سوئے افزونی زنقص

دل چاہے تو پاؤں اُس کی وجہ سے رقص میں آجائیں — یا نقصان سے نفع کی طرف بھاگیں

دل بخواہد دست آید در حساب — با اصابع تا نویسد او کتاب

دل اگر چاہے، ہاتھ کام میں لگ جائیں — مع انگلیوں کے تاکہ وہ کتاب لکھے

دست در دستِ نہانی[2] ماندہ است — او دروں تن را بروں بنشاندہ است

ہاتھ، پوشیدہ ہاتھ (دل) کے قبضہ میں ہے — وہ (دل) اندر ہے، جسم کو باہر بٹھا رکھا ہے

گر بخواہد بر عدو مارے شود — ور بخواہد بر ولی یارے شود

اگر وہ چاہے، (ہاتھ) دشمن کیلئے سانپ بنجائے — اگر وہ چاہے، دوست کا یار بن جائے

گر بخواہد کفچۂ در خوردنی — ور بخواہد ہمچو گرزِ دہ منی

اگر وہ چاہے، کھانے میں چمچہ بن جائے — اگر وہ چاہے، دس من کا گرز بن جائے

دل چہ می گوید بدیشاں اے عجب — طرفہ وصلت طرفہ پنہانی سبب

تعجب ہے، دل اُن سے کیا کہدیتا ہے — عجیب تعلق ہے، عجیب مخفی سبب ہے

دل مگر مہرِ سلیمانؑ یافتہ است — کو مہارِ پنج حس برتافتہ است

دل کو شاید مُہرِ سلیمانی مل گئی ہے — جس نے پانچوں حواس کی مُہار موڑ رکھی ہے

پنج حسے[3] از بروں میسورِ او — پنج حسے از دروں مامورِ او

باہر کے پانچوں حواس اُس کے تابع ہیں — اندر کے پانچوں حواس اُس کے محکوم ہیں

دہ حس ست و ہفت اندام دگر — آنچہ اندر گفت ناید می شمر

دس حواس ہیں اور سات دوسرے اعضاء ہیں — جو ذکر میں نہیں آئے تو اُن کو گن لے

چوں سلیمانی دلا ور مہتری — بر پری و دیو زن انگشتری

جبکہ تو سلیمانؑ (جیسا) ہے (اور) بہادر سردار ہے — پری اور دیو پر حکومت کر

۱۔ پنج حس۔ حواسِ خمسہ بھی دل کے محکوم ہیں۔ نازرہ۔ ٹونٹی، نل۔ جائزہ۔ گذرنے والی۔ دامن کشیدن۔ ناز سے چلنا۔ عصا۔ حضرتِ موسیٰؑ کی لاٹھی اُنکی محکوم تھی۔ افزونی۔ زیادتی۔ حساب۔ کام۔ اصابع۔ اصبع کی جمع ہے، اُنگلی۔

۲۔ دستِ نہانی خفیہ ہاتھ، دل یعنی ہاتھ بھی دل کا محکوم ہے۔ دل چہ می گوید۔ یہاں سے مولانا نے دل کی حاکمیت پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ مُہرِ سلیماں۔ حضرتِ سلیمانؑ کی انگوٹھی جس کی تاثیر سے وہ انسانوں اور جنوں پر حکومت کرتے تھے۔

۳۔ پنج حسے از بروں۔ ظاہری پانچ حواس، باصرہ۔ دیکھنے کی طاقت۔ سامعہ سننے کی طاقت۔ شامہ۔ سونگھنے کی طاقت۔ ذائقہ۔ چکھنے کی طاقت۔ لامسہ۔ چھونے کی طاقت۔ پنج حسے از دروں۔ پانچ باطنی حواس۔ حسِ مشترک۔ خیال۔ وہم۔ حافظہ متصرفہ۔ ہفت اندام۔ سات اعضاء سر، سینہ، پشت۔ دونوں ہاتھ۔ دونوں پاؤں۔ ظاہری ہفت اندام ہیں، باطنی ہفت اندام یہ ہیں۔ دماغ، پھیپھڑا۔ دل۔ جگر۔ تلی۔ پتہ۔ گردہ۔ چوں سلیمانی جبکہ انسان کو قوتِ سلیمانی حاصل ہے تو اسکو بنی نوعی پر حکمراں ہونا چاہیے۔

گر دریں ملکت بری باشی ز ریو[1] — خاتم از دستِ تو نستاند سدیو
اگر تو اپنی اِس سلطنت میں فریب سے بچا رہے — تو سدیو تجھ سے انگوٹھی نہیں چھین سکتا ہے

بعد ازاں عالم بگیرد اسمِ تو — دو[2] جہاں محکومِ تو چوں جسمِ تو
اُس کے بعد دنیا تیرا نام (یاد) کرے گی — تیرے جسم کی طرح دونوں جہان تیرے محکوم ہونگے

ور ز دستت دیو خاتم را ببُرد — بادشاہی فوت شد بختت بمُرد
اگر تیرے ہاتھ سے جن انگوٹھی لے اُڑا — تو تیری بادشاہی ختم ہوئی اور تیرا نصیبہ مردہ ہوگیا

بعد ازاں یا حسرتا شُد للعباد — بر شما مختوم تا یومُ التّناد
اُس کے بعد "بندوں پر افسوس ہے" ہوگیا — وہ تمہارے لئے قیامت تک مُہر بن گیا

ور تو دیوِ خویشتن را منکری — چوں روی آنجا نور روشن بنگری
اگر تو اپنے شیطان (کے وجود) کا منکر ہے — جب وہاں (حشر میں) پہنچے گا تو خوب دیکھ لیگا

مکرِ خود را گر تو انکار آوری — از ترازو[2] و آئینہ کے جاں بری
اگر تو اپنے فریب (کھانے کا) منکر ہے — ترازو اور آئینہ سے کیسے جان بچائے گا؟

ایں سخن پایاں ندارد چوں کنم — بعد ازیں بر قصۂ لقمان[4] تنم
کیا کروں اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے — اِس کے بعد میں (حضرتِ) لقمانؑ کے قصہ میں لگ جاؤں

مُتّہم کردنِ غلامان و خواجہ تاشاں مر لقمانؑ را کہ آں
غلاموں اور ساتھیوں کا (حضرتِ) لقمانؑ کو مُتّہم کرنا کہ ہم عمدہ اور

میوہائے پروریدہ و گزیدہ آوردیم اُو خوردہ است
اچھے میوے لائے اور وہ اُس نے کھائے ہیں

بود لقمانؑ پیشِ خواجہ خویشتن — درمیانِ بندگانش خوار تن
(حضرتِ) لقمانؑ اپنے آقا کے سامنے — اُس کے غلاموں میں حقیر تھے

می فرستاد اُو غلاماں را بباغ — تاکہ میوہ آیدش بہرِ فراغ
وہ غلاموں کو میوہ لانے کیلئے باغ میں بھیجتا تھا — تاکہ اُس کے لئے بفراغت میوہ آئے

بود لقمانؑ در غلاماں چوں طفیل[3] — پُر معانی تیرہ صورت ہمچو لیل
غلاموں میں (حضرتِ) لقمانؑ طفیل کی طرح تھے — حکمتوں سے پُر تھے، رات کیطرح کالی صورت تھے

آں غلاماں میوہ ہائے جمع را — خوش بخوردند از نہیبِ طمع را
اُن غلاموں نے جمع شدہ میووں کو — لالچ کی لوٹ مارسے خوب کھایا

[1] ریو۔ مکروفریب۔ سدیو۔ اُس جن کا نام ہے جس نے حضرتِ سلیمانؑ کی انگوٹھی چُرالی تھی۔ یا حسرتا۔ قرآنِ پاک میں ہے۔ یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ: بندوں کے حال پر افسوس ہے کبھی اُن کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی انھوں نے ہنسی نہ اُڑائی ہو۔ مختوم۔ مُہر زدہ۔ یومُ التّناد۔ قیامت کا دن۔ دیو خویشتن۔ یعنی نفس۔ آنجا۔ یعنی میدانِ حشر۔

[2] ترازو۔ یعنی میزانِ اعمال جس سے قیامت میں اعمال تولے جائینگے۔ آئینہ۔ یعنی صحیفہ اعمال جو قیامت میں ہر شخص کو دیا جائیگا۔ لقمانؑ۔ ایک بڑے دانشور اور صاحبِ حکمت شخص کا نام ہے انکو بعض لوگ نبی بھی مانتے ہیں۔ مُتّہم۔ تہمت زدہ۔ خوار تن۔ حقیر، یعنی لقمانؑ کی دوسرے غلاموں کے مقابلہ میں آقا کے یہاں کوئی عزت نہ تھی۔

[3] طفیل۔ ایک شخص کا نام ہے جو بلا بُلائے دعوتوں میں شرکت کرتا تھا اور ذلیل ہوتا تھا۔ تیرہ صورت۔ سیاہ فام۔ لیل۔ رات۔ جمع۔ یعنی جمع شدہ۔ خوش۔ بہت، خوب۔ نہیب۔ لوٹ۔

خواجہ را گفتند لقمانؒ خورد آں[1] — خواجہ بر لقمانؒ تُرش گشت و گراں
اُنھوں نے آقا سے کہا وہ لقمانؒ نے کھائے ہیں — آقا (حضرتِ) لقمانؒ پر بگڑا اور ناراض ہوا

چوں تفحّص کرد از لقمانؒ سبب — در عتابِ خواجہ اَش بکشاد لب
جب اُس نے (حضرتِ) لقمانؒ سے وجہ دریافت کی — اپنے آقا کی ناراضی کے سلسلہ میں اُنھوں نے لب کشائی کی

گفت لقمانؒ سیّدا پیشِ خدا — بندۂ خائن نباشد مُرتضیٰ
(حضرتِ) لقمانؒ نے کہا اے آقا! خدا کے سامنے — خیانت کرنیوالا غلام پسندیدہ نہیں ہوسکتا

اِمتحاں را کار فرما اے کیا — شربتِ رانش بدہ بہرِ نما
اے سردار! اِمتحان لے لیجئے — (اصلیت) دکھانے کیلئے مُسہل کا شربت پلائیے

اِمتحاں کُن جملہ مارا اے کریم — سیر ماں در دہ تو از آبِ حمیم
اے داتا! ہم سب کا اِمتحان لے لیجئے — ہمیں گرم پانی پیٹ بھر کر پلا دیجئے

بعد ازاں مارا بصحرائے براں — تو سوار و ما پیادہ می دواں
اُس کے بعد ہمیں جنگل میں نکال دیجئے — آپ سوار اور ہم پیدل دوڑیں

آنگہاں بنگر تو بدکردار را — صُنعہائے کاشف الاسرار[2] را
تب تو بدکردار کو دیکھ لینا — رازوں کو کھولنے والے کی حکمتوں کی وجہ سے

گشت ساقی خواجہ از آبِ حمیم — مر غلاماں را و خوردند آں ز بیم
آقا گرم پانی کا ساقی بن گیا — غلاموں کیلئے، اور اُنھوں نے خوف کی وجہ سے پی لیا

بعد ازاں میراندشاں در دشتہا — می دویدند آں نفر تحت[3] و علا
اُس کے بعد اُن کو جنگلوں میں نکال دیا — وہ لوگ اونچی نیچی جگہ دوڑے

قے در افتادند ایشاں از عنا — آب می آورد زیشاں میوہا
مشقت کی وجہ سے وہ قے میں مبتلا ہوگئے — پانی نے اُن (کے پیٹ) سے میوے نکال دیئے

چونکہ لقمانؒ را در آمد قے ز ناف — می بر آمد از درونش آبِ صاف
جب (حضرتِ) لقمانؒ کی ناف سے قے آئی — اُن (کے پیٹ) میں سے صاف پانی نکلتا تھا

حکمتِ لقماںؒ چو تاند ایں نمود — پس چہ باشد حکمتِ ربُّ الوجود
جب (حضرتِ) لقمانؒ کی دانائی یہ کرشمہ دکھا سکتی ہو — تو ربُّ الوجود کی حکمت کیا ہوگی؟

یَوْمَ تُبْلَی السَّرَائِرُ کُلُّہَا — بَانَ مِنْکُمْ کَامِنٌ لَا یُشْتَہیٰ
جس دن سب رازوں کی آزمائش کی جائیگی — تم میں سے وہ باتیں ظاہر ہونگی جو ناپسندیدہ ہیں

[1] آں۔ آں را۔ تُرش۔ ناراض۔ گراں۔ خفا۔ تفحّص۔ جستجو کرنا۔ لب کشادن۔ بولنا۔ سیّدا۔ اے آقا۔ خائن۔ خیانت کرنے والا۔ مُرتضیٰ۔ پسندیدہ۔ کار فرما۔ عمل میں لا۔ کیا۔ سردار۔ رانش۔ راندن سے بنا ہے، مُسہل۔ کریم۔ بزرگ، سخی۔ آبِ حمیم۔ گرم پانی۔ صُنعہائے۔ حکمتیں۔

[2] کاشف الاسرار۔ رازوں کو کھولنے والا۔ را۔ پہلے مصرع میں علامتِ مفعول ہے۔ دوسرے مصرع میں سبب کے لئے ہے۔ ساقی۔ پانی پلانے والا۔ بیم۔ ڈر، خوف۔ دشت۔ جنگل۔ نفر۔ گروہ، جماعت۔

[3] تحت۔ نیچا۔ علا۔ بلندی۔ عنا۔ محنت۔ زیشاں یعنی غلام۔ تاند۔ تواند۔ ربُّ الوجود۔ وجود کا پالنے والا، اللہ تعالیٰ۔ یوم۔ دن۔ تُبلیٰ۔ آزمائے جائیں گے۔ السّرائر۔ سریرۃ کی جمع ہے، چھپی ہوئی چیز۔ بان۔ ظاہر ہوا۔ کامن۔ پوشیدہ۔ لایُشتہیٰ۔ ناپسندیدہ۔

چوں سُقُوا مَاءً حَمِیمًا قُطِّعَت — جُملۃُ الاَستَارِ مِمَّا اَفضَحَت
جب اُن کو گرم پانی پلایا گیا پارہ پارہ کر دیئے گئے — تمام پردے اُن کارناموں سے جنھوں نے رُسوا کیا

نارِ زاں آمد عذابِ کافراں — کہ حجر را نار باشد امتحاں
کافروں کی سزا، آگ اسی وجہ سے بنی ہے — کہ پتھر کی آزمائش آگ سے ہوتی ہے

ایں دلِ چوں سنگ را تا چند چند — پند گفتیم و نمی پذرفت پند
اس پتھر جیسے دل کو کتنی ہی — ہم نے نصیحت کی اُس نے نصیحت قبول نہ کی

ریشِ بد را داروئے بد یافت رگ — مر سرِ خر را سزد دندانِ سگ
خراب زخم کو خراب دوا ہی قابو میں لائی ہے — گدھے کے سر کیلئے کتے ہی کے دانت مناسب ہیں

لِلخَبِیثَاتِ الخَبِیثُون حکمت ست — زشت را ہم زشت جفت و بابت ست
خبیثات کے لئے خبیثوں کا ہونا ہی دانائی ہے — بُرے کا بُرا ہی جوڑا اور لائق ہے

پس تو ہر جُفتے کہ میخواہی بگیر — محوِ او باش و صفاتش را پذیر
پس تو جو جوڑا چاہے بنالے — اسیں فنا ہو جا اور صفات کو قبول کرلے

پس تو ہر راہے کہ میخواہی برو — محو و ہمشکلِ صفاتِ دوست شو
بس تو جس راستہ پر چلنا چاہے، چل — دوست کی صفات میں فنا اور ہمشکل بن جا

نور خواہی مستعدِ نور شو — دور خواہی خویش بین و دور شو
نور چاہتا ہے تو نور کے لئے مستعد بن — دُور ہونا چاہتا ہے تو متکبر اور دُور ہو جا

ور رہے خواہی ازیں سجنِ خرب — سر مکش از دوست وَاسجُد وَاقتَرِب
اگر اس برباد، قید خانے سے رہائی چاہتا ہے — دوست (اللہ تعالیٰ) سے سرکشی نہ کر اور سجدہ کر اور قریب ہوجا

سرکشاں را بیں سراسر در عذاب — سر بنہ وَاللہُ اَعلَمُ بِالصَّوَاب
سرکشوں کو سراسر عذاب میں سمجھ — سر (تسلیم) خم کردے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد خیز زید — بر بُراقِ ناطقہ بر بند قید
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے اے زیدؓ اٹھ — گویائی کے براق کو باندھ دے

بقیہ قصہ زیدؓ در جواب حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں (حضرت) زیدؓ کا بقیہ قصہ

ناطقہ چوں فاضح آمد عیب را — میدراند پردہائے غیب را
جبکہ بولنا، عیب کی پردہ دری کرنیوالا ہے — وہ غیب کے پردوں کو چاک کر دیتا ہے

۱؎ سُقُوا۔ پلائے گئے۔ مَاءً حَمِیمًا۔ گرم پانی۔ قُطِّعَت۔ پارہ پارہ کر دیئے گئے۔ الاَستَار، ستر کی جمع ہے، پردہ۔ مِمَّا۔ وہ چیزیں۔ اَفضَحَت۔ جس نے رسوا کیا۔ حجر۔ پتھر کو آتش گیر مادہ سے توڑا جاتا ہے۔ ایں دل۔ کافروں کے دل کو قرآن نے پتھر سے تعبیر کیا ہے۔ رگ یافتن۔ حقیقت کو پہنچ جانا۔

۲؎ مر سرِ خر۔ مشہور ہے گوشتِ خر دندانِ سگ۔ زشت۔ بدصورت۔ جُفت شوہر، بیوی۔ بابت۔ لائق، سزاوار، مناسب۔ پس۔ حدیث شریف ہے۔ "اَلمَرءُ عَلٰی دِینِ خَلِیلِہٖ فَلیَنظُر اَحَدُکُم مَن یُخَالِل" انسان اپنے دوست کا مذہب اختیار کر لیتا ہے تو غور کرلے کس سے دوستی کر رہا ہے۔

۳؎ سجن۔ قید خانہ۔ خرب۔ ویرانہ۔ اُسجُد۔ تو سجدہ کر۔ اِقتَرِب۔ قریب ہو جا۔ ایں سخن۔ یہ آنحضورؐ کا مقولہ ہے۔ براق۔ وہ سواری جو حضورؐ کو معراج میں ملی تھی۔ ناطقہ۔ قوتِ گویائی یہاں سے مولانا نے اسرار کے اخفاء کی حکمتیں بتائی ہیں۔ فاضح۔ رُسوا کرنے والا۔

غیب[1] مطلوب حق آمد چند گاہ / ایں دہل زن را براں بربند راہ

ہر چند کہ اللہ (تعالےٰ) کو غیب مطلوب ہے / اس ڈھول پیٹنے والے کو نکال دے راستہ بند کردے

تگ مراں در کش عناں مستور بہ / ہر کس از پندار خود مسرور بہ

تیز نہ دوڑ، باگ کھینچ (راز کا) چھپا ہوا ہونا بہتر ہے / ہر انسان کا اپنے خیال کے مطابق خوش رہنا بہتر ہے

حق ہمی خواہد کہ نومیدان[2] او / زیں عبادت ہم نگرداند رو

اللہ (تعالےٰ) چاہتا ہے کہ اس سے ناامید / بھی اس عبادت سے منہ نہ موڑیں

ہم مشرف در عبادتہائے او / مشتغل گشتہ بطاعتہائے او

جو لوگ اس کی عبادتوں سے مشرف ہیں ق / اس کی فرمانبرداریوں میں مشغول ہیں

ہم بامیدے مشرف می شوند / چند روزے در رکابش می دوند

وہ بھی امید سے مشرف ہوں / (کیونکہ) چند روز وہ بھی ہم رکاب رہے ہیں

خواہد آں رحمت بتابد بر ہمہ / بر بد و نیک از عموم مرحمہ

رحمت چاہتی ہے کہ وہ سب پر نازل ہو / برے اور بھلے پر، رحمت کے عام ہونے کی وجہ سے

حق ہمی خواہد کہ ہر میر و اسیر / با رجا و خوف باشند و حذیر[3]

اللہ (تعالےٰ) چاہتا ہے کہ ہر حاکم اور محکوم / امید و بیم میں رہیں اور ڈرتے رہیں

ایں رجا و خوف در پردہ بود / تا پس ایں پردہ پرورده شود

یہ امید و بیم پردہ (پوشی کی صورت) میں ہو سکتی ہے / تاکہ پس پردہ وہ پرورش پاتے رہیں

چوں دریدی پردہ کو خوف و رجا / غیب را شد کر و فر اندر ملا

جب تو نے پردہ چاک کر دیا امید و بیم کہاں رہی؟ / غیب کی شان و شوکت برملا ہو گئی

حکایت

بر لب جو بردہ ظنے یک فتی / کہ سلیمانؑ ست ماہی گیر ما

ایک نوجوان نے دریا کے کنارے پر خیال کیا / کہ ہمارا مچھیرا، سلیمان (علیہ السلام) ہے

گر وے ست ایں ز چہ فرد ست و خفیست / ورنہ سیمائے سلیمانیش چیست

یہ اگر وہی ہے تو یہ تنہائی اور چھپاؤ کیوں ہے؟ / ورنہ اس کا سلیمانؑ جیسا چہرہ مہرہ کیوں ہے؟

اندریں اندیشہ می بود او دو دل / تا سلیمانؑ گشت شاہ مستقل

اس خیال میں وہ دو دل ہو رہا تھا / یہانتک کہ حضرت سلیمانؑ مستقل بادشاہ بنگئے

دیو رفت از ملک و تخت او گریخت / تیغ بختش خون آں شیطان بریخت

دیو چلا گیا، ان کے ملک اور تخت سے بھاگ گیا / انکے نصیبہ کی تلوار نے اس شیطان کا خون بہا دیا

لہ غیب۔ پردہ پوشی۔ دہل زن۔ ڈھول پیٹنے والا۔ اعلان کرنے والا۔ تگ۔ دوڑ۔ مراں۔ راندن سے نہی ہے، نہ چلا۔ عناں۔ باگ۔ مستور۔ چھپا ہوا۔ پندار۔ عقیدۂ خیال۔

۲ نومیداں۔ وہ لوگ جو غلط عقیدہ کی وجہ سے نفس الامر میں مایوس ہیں، یعنی اخفاء اسرار میں یہ بھی حکمت ہے کہ یہ لوگ بھی مایوس نہ ہوں۔ عبادتہائے۔ یعنی ناقص عبادتیں۔ رکاب۔ سواری، جلو۔ میر۔ سردار۔ اسیر۔ یعنی محکوم۔ رجا۔ امید۔

۳ ــــ حذیر۔ ڈرنے والا۔ ایں رجا۔ یعنی جب تک انسان کے اعمال پردے میں ہیں امید و خوف ہے ورنہ یکسو ہو جائیگا۔ اندر ملا۔ برملا۔ حکایت۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انکشاف حقیقت کے بعد خوف و رجا ختم ہو جاتا ہے۔ گر وے ست۔ اگر مچھیرا واقعی سلیمانؑ ہیں تو تنہا اور اس حالت میں کیوں ہیں۔ سیما۔ علامت، چہرہ مہرہ۔ دو دل۔ متردد۔ مستقل۔ خود مختار۔ دیو۔ وہ جن جس نے انگوٹھی چرائی تھی۔

کرد در انگشتِ خود انگشتری — جمع آمد لشکرِ دیو و پری[1]
انھوں نے اپنی انگلی میں انگوٹھی پہنی — دیو اور پریوں کا لشکر جمع ہوگیا

آمدند از بہرِ نظّارہ رِجال — در میانِ شاں آنکہ بُد صاحبِ خیال
لوگ، دیدار کے لئے آئے — اُن میں وہ گمان کرنے والا (بھی)، تھا

چوں در انگشتش بدید انگشتری — رفت اندیشہ و گمانش یکسری
جب اُس نے اُن کی انگلی میں انگوٹھی دیکھی — اُس کا گمان اور خیال ختم ہوگیا

وہم[2] آنگاہ ہست کاں پوشیدہ است — ایں تحرّی از پئے نادیدہ است
وہم اُسوقت تک رہتا ہے جبتک کہ وہ پوشیدہ ہے — اٹکل بغیر دیکھی چیز کے لئے ہے

شد خیالِ غائب اندر سینہ زفت — چونکہ حاضر شد خیالِ اُو برفت
غائب (چیز) کا خیال سینہ میں استوار ہوا — جب وہ حاضر ہوگئی خیال ختم ہوا

گر سمائے نور بے باریدنی ست — ہم زمینِ تارِ بے بالیدنی ست
اگر منوّر آسمان نہ برسنے والا ہے — تاریک زمین بھی بغیر نشوونما کے ہے

یُؤمِنُونَ بِالْغَیب می باید مرا — زاں بہ بستم روزنِ فانی سرا
(اللہ نے فرمایا) ہمیں غیب پر ایمان لانیوالے درکار ہیں — اس لئے میں نے دنیا کے سوراخ بند کردیئے ہیں

گرچہ ہست اظہار کردن خود کمال — می رہاند جانہا را از خیال
اگرچہ ظاہر کرنا خود کمال ہے — (کیونکہ) جانوں کو وہم سے رہائی دیدیتا ہے

لیک یک در صد بُوَد ایمان بغیب — نیک دان و بگذر از تزویر و ریب
لیکن سو میں سے ایک کو ایمان بالغیب ہوتا ہے — خوب سمجھ لے اور مکر اور شک سے درگزر کر

چوں شگافم[3] آسماں را در ظہور — چوں بگویم ھَلْ تَرٰی فِیْہَا فُطُوْر
اگر اظہار کے لئے میں آسمان میں شگاف لگادوں — تو کیا تم اُنہیں شگاف دیکھتے ہو کیسے کہوں؟

تادریں ظلمت تحرّی گسترند — ہر کسے رُو جانبے می آورند
تاکہ اِس اندھیرے میں اٹکل لگاتے رہیں — ہر آدمی الگ الگ جانب کو رُخ کرے

مدّتے معکوس باشد کارہا — شحنہ را دُزد آوَرَد بردارہا
(تاکہ) ایک عرصہ تک کام اُلٹے رہیں — چور، کوتوال کو سولی پر چڑھا دے

تاکہ بس سلطانِ عالی ہمّتے — بندہ بندہ خود آید مدّتے
تاکہ عالی ہمّت بادشاہ — ایک عرصہ تک غلام کا غلام رہے

[1] جمع آمد حضرت سلیمانؑ کی سلطنت دوبارہ جم گئی۔ رِجال۔ رجل کی جمع ہے مرد۔ صاحبِ خیال۔ یعنی وہ شخص جس نے حضرت سلیمانؑ کو مچھلیاں پکڑتے دیکھا تھا جبکہ وہ سلطنت سے محروم ہوکر ایک مچھیرے کے گھر میں روپوش ہوگئے تھے چوں۔ ایک روز حضرت سلیمانؑ کے جال میں وہ مچھلی آگئی جس نے وہ انگشتری نگل لی تھی جو دیو سے دریا میں گر پڑی تھی اور جس کے بل پر حضرت سلیمانؑ حکومت کرتے تھے اور اُس مچھلی کے پیٹ سے انگشتری نکال کر حضرت سلیمانؑ نے اپنی انگلی میں پہن لی۔

[2] وہم۔ جو چیز پوشیدہ اور مخفی ہو وہاں وہم کارفرما ہوتا ہے۔ گر سمائے نور۔ عالم کی شادابی کیلئے بارش ہونا ضروری ہے جو کہ ابر کے حجاب کیساتھ نازل ہوتی ہے ورنہ زمین میں بالیدگی نہ ہو۔ اسی طرح اخفاء غیب میں بھی مصلحت ہے۔ فانی سرا یعنی دنیا۔ لیک در صد۔ تمام عالم کا مومن ہوجانا مصلحتِ باری کے خلاف ہے۔

[3] چوں۔ اگر میں غیب کے مشاہدہ کیلئے آسمانوں کو شق کردیتا تو ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْر کی دعوت نہ دیتا۔ قرآن میں اللہ کی حکمت پر استدلال میں یہ آیت ہے فَارْجِعِ الْبَصَرَ ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْر "اے انسان تو اپنی نظر آسمان پر دوڑا کیا اُنہیں تجھے کوئی شگاف نظر آتا ہے"۔ تادریں۔ غیب میں

بندگی[۱] در غیب آمد خوب و کش
غیب کی صورت میں عبادت خوب اور بہتر ہے

حفظ غیب آمد در استعباد خوش
عبادت کرانے میں غیب کی حفاظت اچھی ہے

کو کہ مدحِ شاہ گوید پیش او
کہاں ہے وہ جو بادشاہ کے سامنے بادشاہ کی تعریف کرے

تا کہ در غیبت بُود اُو شرم رُو
اُس کے مقابلہ میں جو غائبانہ شرمائے

قلعہ دارے کز کنارِ مملکت
وہ قلعہ دار جو مملکت کے کنارے پر

دور از سلطان و سایہ سلطنت
بادشاہ اور سلطنت کے سایہ سے دور

ق

قلعہ نفروشد بمالِ بیکراں
لاتعداد مال کے لئے قلعہ کو فروخت کرے

پاس دارد قلعہ را از دشمناں
دشمنوں سے قلعہ کی حفاظت کرے

غائب از شہ در کنارِ ثغرہا
وں کے کنارے پر بادشاہ سے غائب

ہمچو حاضر اُو نگہدارد وفا
حاضر کی طرح وفا کی نگہداشت کرے

پیش شہ او بہ بُود از دیگراں
بادشاہ کے نزدیک وہ دوسروں سے بہتر ہوگا

کہ بخدمت حاضر اند و جانفشاں
جو دربار میں حاضر ہیں اور جانفشانی کرتے ہیں

پس بغیبت نیم ذرہ حفظِ کار
غیبت میں کام کی تھوڑی بھی نگہداشت

بہ کہ اندر حاضری زاں صد ہزار
موجودگی کی لاکھ کارگذاری سے بہتر ہے

طاعت[۲] و ایماں کنوں محمود شد
فرمانبرداری اور ایمان اب قابل تعریف ہے

بعد مرگ اندر عیاں مردود شد
مرنے کے بعد مشاہدہ کی صورت میں نامقبول ہے

چونکہ غیب و غائب و روپوش بہ
چونکہ غیب اور غائب اور چھپا ہوا بہتر ہے

پس دہاں بربند و لب خاموش بہ
تو منھ کو بند کرلے، خاموش رہنا بہتر ہے

اے برادر دست وادار از سخن
اے بھائی! بات کہنے سے دستبردار ہو جا

خود خدا پیدا کند علمِ لدُن
وہ (اللہ تعالیٰ)، علمِ وہبی خود پیدا کردیگا

بس بُود خورشید را رویش گواہ
سورج کے لئے اُس کا چہرہ کافی گواہ ہے

ایُّ شیءٍ اَعظمُ الشاہدُ اللہ
سب سے بڑا گواہ کون ہے؟ خدا ہے

نے[۳] بگویم چوں قریں شد در بیاں
نہیں میں تو شہادت دونگا جیسا کہ بیان میں ساتھ ہیں

ہم خدا و ہم مَلَک ہم عالماں
اللہ بھی اور فرشتے بھی اور علماء بھی

یشہدُ اللہُ والملکُ واہلُ العلوم
اللہ گواہی دیتا ہے اور فرشتے اور علماء

انّہٗ لا ربّ الّا من یدوم
کہ رب نہیں ہے مگر وہ جو ہمیشہ رہے

---

۱ بندگی۔ یہاں سے بھی اِخفاءِ اَحوال کی حکمت بیان کرنا شروع کی ہے۔ کش۔ خوب۔ حفظ۔ محفوظ۔ استعباد۔ عبادت کرانا حفظِ غیب۔ غائبانہ اطاعت کا بڑا درجہ ہے۔ کو۔ کہاں یعنی دونوں میں بہت فرق ہے۔ ثغر۔ سرحد۔

۲ طاعت و ایماں۔ آیاتِ الٰہیہ کے مشاہدہ کے بعد ایمان معتبر نہ ہوگا۔ علمِ لدن۔ خدا جس کو چاہیگا خود علمِ وہبی عطا فرمادیگا اور وہ غیب پر مطلع ہوجائیگا، تو خاموش ہوجا۔ بس۔ جب مشاہدہ ہوجائیگا تو پھر کسی گواہ کی ضرورت نہ رہے گی۔

۳ نے بگویم۔ اوپر کا مضمون تھا کہ صرف اللہ کی گواہی ہی کافی ہے۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔ اب اِس مضمون سے گریز ہے کہ ہاں اللہ کی گواہی کافی ضرور ہے لیکن چونکہ اللہ نے اپنی گواہی میں فرشتوں اور اہلِ علم کو شریک کیا ہے تو میں بھی گواہی دیتا ہوں۔ یشہد قرآن پاک میں ہے "شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ" اللہ اس پر گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہلِ علم گواہی دیتے ہیں۔"

چوں[1] گواہی داد حق کہ بُود مَلک | تا شود اندر گواہی مشترک
جب اللہ (تعالٰی) نے گواہی دیدی تو فرشتے کیا ہوتے ہیں | کہ وہ گواہی دینے میں شریک ہوں

زانکہ شعشاع و حضورِ آفتاب | بَر نتابد چشم و دلہائے خراب
یہ اس لئے کہ کرنوں اور سورج کی موجودگی کی | کمزور آنکھیں اور دل، طاقت نہیں رکھتے ہیں

چوں خفاشے[2] کو تفِ خورشید را | بر نتابد بگسلد اُمّید را
جبکہ چمگادڑ جو سورج کی چمک کی | تاب نہیں لاتی ہے اُمید توڑ بیٹھتی ہے

پس ملائک را چو ماہاں باز داں | جلوہ گر خورشید را بر آسماں
تو فرشتوں کو اُن چاندوں کی طرح سمجھ | جو آسمان پر سورج کو جلوہ دیتے ہیں

کایں ضیا ما زِ آفتابے یافتیم | چوں خلیفہ بر ضعیفاں تافتیم
(وہ کہتے ہیں) کہ یہ روشنی ہم نے سورج سے حاصل کی ہے | قائم مقام بن کر ہم کمزوروں پر چمکے ہیں

چوں[3] مہِ نو یا سہ روزہ یا کہ بدر | مرتبہ ہر یک بُود در نور و قدر
نئے چاند یا تین روزہ چاند یا چودھویں کے چاند کی طرح | ہر ایک (فرشتہ) کا نور اور قدر میں رتبہ ہے

زاجنحہ نورِ ثُلاث اَو رُباع | بر مراتِب ہر مَلک را آں شعاع
نور کے تین تین یا چار چار بازوؤں کی وجہ سے | مرتبہ کے اعتبار سے ہر فرشتہ کو وہ نور حاصل ہے

ہمچو پرہائے عقولِ انسیاں | کہ بسے فرق ست شاں اندر میاں
جیسے انسانوں کے عقل بازو | کہ اُن کے درمیان بہت بڑا فرق ہے

پس قرینِ ہر بشر در نیک و بد | آں مَلک باشد کہ مانندش بُود
ہر انسان کا نیکی اور بدی کے اعتبار سے ساتھی | وہ فرشتہ ہوگا جو اُس کے مناسب ہوگا

چشمِ اَعمش نورِ خور را بر نتافت | اختر اُو را شمع شد تا رہ بیافت
چندھے کی آنکھ میں سورج کی روشنی کی تاب نہیں ہے | ستارہ اُس کی شمع بنگیا یہاں تک کہ اُسکو راستہ ملگیا

گفتن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مر زید رضی اللہ عنہ را

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زید رضی اللہ عنہ سے فرمانا کہ

کایں سِرّ را فاش تر زیں مگو و متابعت نگہدار

اِس راز کو اس سے زیادہ کھل کر نہ کہہ اور فرمانبرداری کا لحاظ رکھ

گفت پیغمبر کہ اصحابی[4] نجوم | رہرواں را شمع و شیطاں را رجوم
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں | جو مسافروں کی شمع اور شیطان کیلئے گرز ہیں

---

[1] چوں گواہی۔ اب یہ سمجھانا ہے کہ خدا کی گواہی کے بعد فرشتوں اور علماء کی گواہی کی کیا ضرورت تھی۔ شعشاع۔ شعاع۔ بر نتابد۔ تاب نیارد۔

[2] خفاش۔ چمگادڑ۔ تف۔ چمک، گرمی۔ پس ملائک۔ یعنی جسطرح سورج کے ہوتے ہوئے چاند اور ستاروں کے وجود میں مصلحت کارفرما ہے اسیطرح اللہ کی گواہی کے بعد فرشتوں کی گواہی میں مصلحت کارفرما ہے۔ ماہاں۔ مختلف نور کے چاند۔

[3] چوں۔ جس طرح مختلف تاریخوں کے چاند کے نور میں فرق ہے اسیطرح فرشتوں کے مراتب میں فرق ہے۔ اجنحہ۔ جناح کی جمع ہے بازو۔ ثلاث۔ تین تین۔ رباع۔ چار چار۔ عقول۔ انسانوں کی عقلوں میں فرق ہے۔ اعمش۔ چندھا۔ کمزور نگاہ والا۔ خور۔ خورشید۔

[4] اصحابی۔ حدیث شریف ہے اَصحابی کالنجوم بِاَیِّھِم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے صحابہ ستاروں کیطرح ہیں تم جس کی بھی پیروی کرو گے راہ یاب ہو جاؤ گے۔ ستاروں کے دو فائدے ہیں ایک راہنمائی دوسرے یہ کہ وہ شیطانوں کیلئے گرز بھی ہیں جو شیاطین آسمانی باتیں چرانے کی کوشش کرتے ہیں اُن کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اسیطرح صحابہ جاہل العلوم ہیں وہ منکروں کی ہلاکت کا سبب ہیں۔

ہر کسے را گر بُدے آں چشم و فر
اگر ہر شخص کے لئے وہ آنکھ اور طاقت ہوتی

گو گرفتے ز آفتابِ چرخ[1] نور
کہ جس سے آسمان کے سورج سے نور حاصل کر سکتا

ق

کے ستارہ حاجتستے اے ذلیل
اے ذلیل! ستارے کی پھر کیا ضرورت تھی؟

کے بُدے بر نورِ خورشید آں دلیل
وہ سورج کی روشنی کا راہنما کب ہوتا؟

ہیچ ماہ و اخترے حاجت نبُود
(اُسکو) کسی چاند اور ستارے کی ضرورت نہ تھی

کو بُود بر آفتابِ حق شہود
جو حق کے سورج کا گواہ ہوتا

ماہ[2] می گوید با بر و خاک و فے
چاند، ابر اور خاک اور سایہ سے کہتا ہے

مَن بشرٌ مِن مثلکم یوحیٰ الی
میں تم جیسا انسان ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے

چوں شما تاریک بودم در نہاد
دراصل تمہاری طرح میں بھی بے نور تھا

وحیِ خورشیدم چنیں نورے بداد
وحی کے سورج نے مجھے یہ نور عطا کیا ہے

ظلمتے دارم بہ نسبت با شموس
سورجوں کی بہ نسبت، میں تاریک ہوں

نور دارم بہرِ ظلماتِ نفوس
انسانوں کی تاریکیوں کیلئے میرے پاس نور ہے

زاں ضعیفم تا تو تابے آوری
میں اِس لئے ضعیف ہوں کہ تو برداشت کر سکے

کہ نہ مردِ آفتابِ انوری
کیونکہ تو زیادہ چمکدار سورج کا مردِ میدان، نہیں ہے

ہمچو شہد[3] و سرکہ در ہم بافتم
میں شہد اور سرکہ کی طرح باہم مل گیا ہوں

تا بہ بیماری جگر رہ یافتم
یہاں تک کہ جگر کی بیماری تک پہنچ گیا ہوں

چوں ز علت وارہیدی اے رہیں
اے گرفتارِ (مرض) جب تو بیماری سے نجات پا جائے

سرکہ را بگذار می خور انگبیں
سرکہ کو چھوڑ دے شہد چاٹ

تختِ دل معمور شد پاک از ہوا
جب دل کا تخت خواہشات سے پاک ہو کر (نور سے) بھر گیا

بر وے الرحمٰن علی العرش استویٰ
تو الرحمٰنِ علی العرش استویٰ کا مصداق ہو گیا

حکم بر دل بعد ازیں بے واسطہ
اس کے بعد بلا واسطہ دل پر حکم

حق کند چوں یافت دل ایں رابطہ
اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے جب دل کو یہ ربط حاصل ہو گیا

ایں سخن پایاں ندارد زید کو
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے (حضرت) زید (رضی) کہاں ہیں؟

تادہم بندش کہ رسوائی مجو
تاکہ میں اُن کو روکوں کہ رسوائی نہ کر

نیست حکمتِ گفتنِ ایں اسرار را
اِن رازوں کے کہنے میں دانائی نہیں ہے

چوں قیامت می رسد اظہار را
اظہار کے لئے قیامت آ رہی ہے

---

[1] چرخ۔ آسمان۔ دلیل۔ رہنما۔ شہود۔ شاہد، گواہ۔ فے۔ سایہ۔

[2] ماہ۔ یعنی نبی کریم ﷺ۔ یوحیٰ۔ وحی بھیجی جاتی ہے۔ اِلیّ۔ میری جانب۔ قرآن میں ہے۔ قُل اِنّما انا بشرٌ مّثلکم یوحیٰ اِلیّ "اے نبی! تم لوگوں سے کہدو میں تم جیسا انسان ہوں مجھ پر وحی آتی ہے"۔ چوں شما۔ آنحضورؐ کو خطاب کر کے اللہ نے فرمایا ہے: "اِسی طرح سے ہم نے اپنے حکم سے دین کی جان یعنی قرآن تمہاری طرف وحی کے ذریعہ بھیجی ہے تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ایمان کسکو کہتے ہیں"۔ شموس۔ یعنی شئونِ باری اور صفاتِ الٰہی۔ کہ نہ مرد۔ براہِ راست منجانب اللہ افاضہ عوام کے لئے مناسب نہیں اِسلئے رسول واسطہ بنے ہیں۔

[3] شہد۔ یعنی فیضِ حق۔ سرکہ۔ یعنی قولی تعلیمات جگر۔ یعنی مخلوقات۔ در ہم بافتن۔ مل جل جانا۔ رہ یافتن۔ داخل ہو جانا، سرایت کرنا۔ علت۔ یعنی روحانی امراض۔ سرکہ را بگذار۔ اب قالی اور قولی تعلیمات کی ضرورت نہیں ہے اسرارِ الٰہی کی معرفت بذریعہ علمِ لدنّی حاصل ہونے لگیگی۔ تختِ دل۔ یعنی جب دل ہوا و ہوس سے پاک ہو جائیگا اللہ کی تجلیات اسپر ایسی ہی ہونگی جیسی کہ عرش پر۔ حکم۔ جب اللہ سے رابطہ پیدا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ دل پر

رجوع بحکایت زید رضی اللہ عنہ

(حضرت) زید رضی اللہ عنہ کی حکایت کی طرف واپسی

زید را اکنوں نیابی کو گریخت — جست از صفِ نعال و نعل ریخت [1]

(اے مخاطب) اب تو زیدؓ کو نہ پائیگا کیونکہ اب وہ چل دیئے — (مجلس کی) آخری صف سے روانہ ہوگئے اور تیزی سے روانہ ہوئے

تو کہ باشی زید ہم خود را نیافت — ہمچو اختر کہ برو خورشید تافت

تو کیا ہے، زیدؓ خود اپنے آپ کو نہیں پا سکتے ہیں — اس ستارے کی طرح جس پر سورج روشنی ڈال دے

نے ازو نقشے بیابی نے نشاں — نے کہے یابی براہِ کہکشاں

تو نہ اس (ستارے) کا نقش پائے گا نہ نشان — نہ کہکشاں کے راستہ میں تو تنکا پائے گا

شد [2] حواس و نطقِ بے پایانِ ما — محوِ نورِ دانشِ سلطانِ ما

ہمارے لامحدود حواس اور قوتِ گویائی — ہمارے شہنشاہ کی دانش کے نور میں فنا ہوگئی

حسہا و عقلہاشاں در درون — موج در موجِ لَدَيْنَا مُحْضَرُوْن

ان (روحوں) کے حواس اور عقلیں اس عالم میں — "لَدَيْنَا مُحْضَرُوْن" (کے مقام) میں موجزن تھے

چوں شب آمد باز وقتِ بار شد — انجمِ پنہاں شدہ بر کار شد

جب رات آئی پھر کام کا وقت آگیا — چھپے ہوئے ستارے کام میں لگ گئے

خلقِ [3] عالم جملگی بیہُش شوند — پردہا بر رو کشند و بغنوند

دنیا کی تمام مخلوق بے ہوش ہو جاتی ہے — چہرے ڈھانپ لیتے ہیں اور اونگھنے لگتے ہیں

صبح چوں دم زد عَلَم افراشت خور — ہر فتیٰ از خوابگہ برداشت سر

صبح نے جب سانس لیا سورج نے جھنڈا بلند کیا — ہر نوجوان نے خواب گاہ سے سر اٹھایا

بیہُشاں را وا دہد حق ہوشہا — حلقہ حلقہ حلقہا در گوشہا

اللہ بے ہوشوں کو ہوش دے دیتا ہے — جماعت در جماعت تابعِ فرمان ہو جاتے ہیں

پائے کوباں دست افشاں در ثنا — نازِ نازاں رَبَّنَا اَحْيَيْتَنَا

تعریف میں ناچتے ہوئے، رقص کرتے ہوئے — ناز کرتے ہوئے کہ اے ہمارے رب تو نے ہمیں زندہ کیا

آں جلود و آں عظامِ ریختہ — فارساں گشتہ غبار انگیختہ

ریزہ ریزہ کھالیں اور ہڈیاں — شہسوار بنے ہوئے، غبار اڑاتے ہوئے

حملہ آرند از عدم سوئے وجود — در قیامت ہم شکور و ہم عنود

عدم سے وجود کی طرف تیزی سے چلیں گے — قیامت میں شکرگزار بھی اور سرکش بھی

---

[1] نعل ریختن۔ تیز بھاگنا۔ تو کہ۔ زیدؓ اب فنا کے اس مقام پر پہنچ گئے ہیں خود انکو اپنی خبر نہیں ہے۔ کہکشاں۔ اصل میں کاہ کشاں ہے یہ باریک ستاروں کا لمبا مجموعہ ہے اور ایسا ہے جیسا کہ گھاس کا گٹھر زمین پر ڈالکر کھینچا جائے تو زمین پر نشانات ہو جاتے ہیں۔ یہ آسمان پر رات کی تاریکی میں جنوباً و شمالاً ایک سڑک کی صورت میں نظر آتا ہے جب سورج نکلتا ہے نہ ستارے نظر آتے ہیں نہ کہکشاں۔

[2] شد۔ عالم ارواح میں ہمارے تمام حواس خدائی نور میں اسی طرح محو تھے جیسی کہ حضرت زیدؓ پر محویت طاری ہوئی۔ لدینا۔ سورہ یٰسین میں مذکور ہے۔ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ "قیامت بس ایک زور کی آواز ہوگی تو بس لوگ ہمارے حضور میں حاضر کئے جائیں گے" چوں شب آمد جسطرح ستارے دن میں چھپ جاتے ہیں اور رات آتے ہی معروفِ عمل ہو جاتے ہیں اسیطرح جب انسان پر شب یعنی موت طاری ہوتی ہے اور روح عالمِ ارواح میں پہنچ جاتی ہے تو ملائکہ اس میں تعریف شروع کر دیتے ہیں۔

[3] خلقِ عالم۔ یعنی سکرات الموت سے بیہوشی طاری ہو جاتی ہے اور عالمِ برزخ میں روحوں پر غنودگی طاری ہو جاتی ہے۔ صبحدم۔ صبح ہوتے ہی تمام انسان نیند سے بیدار ہو جاتے ہیں اسی طرح صبحِ قیامت آئیگی تو سب ہوش میں آجائینگے۔ بیہشاں۔ قیامت کے میدان میں سب بیہوش ہوش میں آکر جنابِ باری تعالیٰ میں پہنچ جائینگے۔ ربنا۔ حدیث میں سو کر اٹھنے کی دعا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

سرچہ[51] می پیچی چرا نادیدہ … در عدم اول نہ سر پیچیدہ

ایسا بھولا بن کر تو کیوں انکار کرتا ہے؟ … کیا پہلے عدم میں تو نے منھ نہ موڑا تھا؟

در عدم افشردہ بودی پائے خویش … کہ مرا کہ بر کند از جائے خویش

تو نے عدم میں اپنا پیر سکوڑ رکھا تھا … کہ مجھے میری جگہ سے کون اکھاڑ سکتا ہے؟

می نہ بینی صنعِ ربانیت را … کہ کشید او موئے پیشانیت را

کیا تو خدا کی کاریگری کو نہیں دیکھتا ہے … کہ اس نے تیری پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچ لیا

تا کشیدت اندریں انواعِ حال … کہ نبودت در گمان و در خیال

یہاں تک کہ تجھے اِن احوال میں مبتلا کر دیا … جو تیرے گمان اور خیال میں بھی نہ تھے

آں عدم او را ہمارہ[52] بندہ است … کار کن دیوا! سلیمانؑ زندہ است

عدم ہمیشہ اس کے فرمان کے تابع ہے … اے دیو! کام میں لگ جا سلیمانؑ زندہ ہے

دیو می سازد جفان کالجواب … زہرہ نے تا دفع گوید یا جواب

دیو، تالابوں جیسے لگن بنا رہا ہے … طاقت نہیں ہے کہ انکار کرے یا جواب دے

خویش را بیں چوں ہمی لرزی ز بیم … مر عدم را نیز لرزاں داں مقیم

تو اپنے آپ کو دیکھ خوف سے کیسا کانپ رہا ہے … عدم کو بھی ہمیشہ لرزاں سمجھ

ور تو دست اندر مناصب میزنی … ہم ز ترس ست آنکہ جانے میکنی

اگر تو بڑے عہدوں پر دست درازی کر رہا ہے … یہ بھی ڈر ہی کی وجہ سے ہے کہ تو مشقت اٹھا رہا ہے

ہر چہ جز عشقِ خدائے احسن ست … گر شکر خائیست آں جاں کندن ست

خدائے خوب تر کے عشق کے علاوہ جو کچھ ہے … اگر شکر خوری بھی ہے وہ جاں کنی ہے

چیست جاں کندن[53] سوئے مرگ آمدن … دست را آبِ حیاتے نا زدن

جان کنی کیا ہے؟ موت کی جانب چلنا ہے … آبِ حیات کو حاصل نہ کرنا ہے

خلق را دو دیدہ در خاکِ ممات … صد گماں دارند در آبِ حیات

مخلوق کی نگاہیں موت کی مٹی کی طرف ہیں … آبِ حیات میں سینکڑوں شک کرتے ہیں

جہد کن تا صد گماں گردد نود … شب برو ور تو بخسپی شب رود

کوشش کر کر سو گمان نوّے بن جائیں … رات کو سفر کر اگر سو گیا رات چلی جائے گی

در شبِ تاریک جوئے آں روز را … پیش کن آں عقلِ ظلمت سوز را

اندھیری رات میں اس دن کی تلاش کرلے … تاریکی کو ختم کر دینے والی عقل کو رہنما بنا

۵۱ سرچہ۔ روح نے حضرت آدمؑ کے جسم میں آنے سے پہلے بھی انکار کیا تھا۔ درعدم۔ ازل میں روح جسم میں آنے کو آمادہ نہ تھی۔ تاکشیدت۔ مجبوراً روح کو جسدِ عنصری اختیار کرنا پڑا اور احوالِ دنیا میں مبتلا ہونا پڑا۔

۵۲ ہمارہ۔ ہموارہ، ہمیشہ۔ دیوا۔ اے دیو۔ جفان۔ جفنۃ کی جمع ہے، لگن۔ جواب۔ اصل میں جوابی ہے جو جابیہ کی جمع ہے بڑا حوض۔ زہرہ۔ پتہ، حوصلہ۔ مناصب۔ منصب کی جمع، بڑا عہدہ۔ بڑے عہدوں کی کاوشیں انسان مال حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے جس کی وجہ افلاس کا خوف ہوتا ہے جو بقدر اللہ ہے تو گویا انسان کا عہدے حاصل کرنا اللہ سے لرزنا ہے۔

۵۳ جان کندن۔ مصیبت برداشت کرنا، مرگ۔ یعنی دنیا۔ آبِ حیات۔ یعنی عشقِ الٰہی، دیدارِ الٰہی۔ تو۔ تونے۔ شب رفتن۔ رات کو چلنا، یعنی رات کو عبادت کرنا۔ آں روز۔ یعنی نورِ الٰہی۔

در شبِ بلد رنگ بس نیکی بُوَد
کالی رات میں بہت نیکیاں ہوتی ہیں

آبِ حیواں[1] جُفتِ تاریکی بُوَد
آبِ حیات اندھیرے میں ہوتا ہے

سَر زِ خفتن کے تواں برداشتن
سونے سے سَر کب اُٹھایا جاسکتا ہے؟

با چنیں صد تخمِ غفلت کاشتن
غفلت کے ایسے سینکڑوں بیج بو کر

خوابِ مُردہ لقمۂ مُردہ یار شد
مُردے کی سی نیند، حرام لقمے، پیارے بن گئے

خواجہ خُفت و دُزدِ شب بر کار شد
جناب سو گئے، اور رات کا چور کام میں لگ گیا

تو نمیدانی کہ خصمانت کیند
تو نہیں جانتا کہ تیرے دشمن کون ہیں؟

ناریاں[2] خصمِ وجودِ خاکیند
ناری، خاکیوں کے وجود کے دشمن ہیں

نار خصمِ آب و فرزندانِ اوست
آگ، پانی اور اُس کی پیداوار کی دشمن ہے

ہمچنانکہ آب خصمِ جانِ اوست
جس طرح پانی اُس کی جان کا دشمن ہے

آب آتش را کُشد زیرا کہ اُو
پانی، آگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ وہ (آگ)

خصمِ فرزندانِ آبست و عدو
پانی کی پیداوار کی مخالف اور دشمن ہے

بعد ازاں ایں نار نارِ شہوت ست
اس آگ کے علاوہ ایک شہوت کی آگ ہے

کاندرو اصلِ گناہ و زلّت ست
جس کے اندر گناہ اور لغزش کی جڑ ہے

نارِ بیرونی بآبے بفسرد
بیرونی آگ پانی سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے

نارِ شہوت تا بدوزخ می برد
شہوت کی آگ جہنّم تک لے جاتی ہے

نارِ شہوت می نیارامد بآب
شہوت کی آگ، پانی سے نہیں بجھتی ہے

زانکہ دارد طبعِ دوزخ در عذاب
اس لئے کہ عذاب میں وہ دوزخ کا مزاج رکھتی ہے

نارِ شہوت را چہ چارہ[3] نورِ دیں
شہوت کی آگ کا کیا علاج ہے؟ دین کا نور علاج ہے

نُورُکُم اِطفَاءُ نَارِ الکَافِرِین
(جس طرح) تمہارا نور (ایمان) کافروں کی آگ کا بجھانے والا ہے

چہ کُشد ایں نار را نورِ خدا
اس آگ کو کیا چیز بجھا سکتی ہے؟ خدا کا نور (بجھا سکتا ہے)

نورِ ابراہیمؑ را ساز اُوستا
(حضرت) ابراہیمؑ کے نور کو اُستاد بنا لے

تا ز نارِ نفس چوں نمرودِ تو
تاکہ تیرے نمرود جیسے نفس کی آگ سے

وا رہد ایں جسم ہمچوں عُودِ تو
تیرا لکڑی جیسا جسم نجات پا جائے

شہوتِ نارے براندن کم نشد
شہوت وہ آگ ہے جو پورا کرنے سے کم نہیں ہوتی ہے

اُو بماندن کم شود بے ہیچ بُد
وہ روکنے سے کم ہو جاتی ہے بغیر کسی چیز کے

[1] آبِ حیواں مشہور ہے کہ آبِ حیات تک پہنچنے میں بہت سی تاریکیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ یعنی رات کے اندھیرے میں آبِ حیات تلاش کر۔ لقمۂ مُردہ۔ حرام غذا۔ دزدِ شب۔ یعنی شیطان۔ خصم۔ دشمن، مخالف۔

[2] ناریاں۔ شیاطین۔ فرزندانِ آب۔ یعنی انسان جو نطفہ سے پیدا ہوتا ہے۔ بعد ازاں۔ یعنی ناری مخلوق کے علاوہ شہوت کی آگ بھی آدمی کی دشمن ہے۔ نارِ بیرونی۔ یعنی عنصری آگ۔ نارِ شہوت جس طرح دوزخ کی آگ پانی سے نہ بجھے گی اسی طرح شہوت کی آگ پانی سے نہیں بجھ سکتی ہے بلکہ دین کے نور کے ذریعہ بجھے گی۔

[3] چارہ۔ علاج۔ اطفاء۔ بجھا دینا۔ اوستا۔ اُستاد۔ نمرود۔ اُس بادشاہ کا نام ہے جس نے حضرت ابراہیمؑ کو دہکتی ہوئی آگ میں پھنکوا دیا تھا اور وہ آگ اُن پر گلزار بن گئی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کا نور آگ کے بجھ جانے کا سبب بنا تھا۔ شہوت راندن۔ خواہشِ نفسانی کو پورا کرنا۔ بماندن۔ یعنی شہوت کو روکو گے تو رُکے گی۔

تا[1] کہ ہیزم می نہی بر آتشے — کے بمیرد آتش از ہیزم کشے
تو آگ پر ایندھن کب تک رکھے گا؟ — ایندھن ڈالنے والے سے آگ کب بجھ سکتی ہے؟

چونکہ ہیزم باز گیری نار مُرد — زانکہ تقویٰ آب سوئے نار بُرد
جب تو ایندھن ہٹالے گا آگ مُردہ ہو جائیگی — اِسلئے کہ پرہیزگاری نے آگ پر پانی ڈالدیا ہے

کے سیہ گردد ز آتش رُوئے خوب — کو نہد گلگونہ از تقویٰ القلوب[2]
خوبصورت چہرہ آگ سے کب سیاہ ہوتا ہے؟ — اِسلئے کہ اُسنے دلوں کی پرہیزگاری کا غازہ لگایا ہے

نار پاکاں را ندارد خود زیاں — کے زخاشاکے شود دریا نہاں
آگ، پاک لوگوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے — کوڑے کرکٹ سے دریا کب چھپ سکتا ہے؟

ہر کہ تریاکِ خدائے را بخورد — گر خورد زہرے مگویش کو بمُرد
جس نے خدائی تریاق کھالیا — اگر وہ زہر بھی کھالے تو اس کو مُردہ نہ کہہ

گر طبیبت گوید اے رنجورِ زار — از عسل پرہیز کُن ہیں ہوشیار
اگر تجھ سے طبیب کہے کہ اے کمزور مریض! — شہد سے پرہیز کر، خبردار اے ہوشیار!

گر جوابش گوئی از جہل اے سقیم — کہ چرا تو میخوری بے ترس و بیم
اے بیمار! اگر تو نادانی سے اُس کو جوابدے — کہ تو بلا خوف و خطر کیوں کھا رہا ہے؟

گویدت در دل حکیمِ مہرباں — ق کژ قیاسے کردہ چوں ابلہاں
مہربان طبیب، دل دل میں تجھے کہے گا — تو نے بیوقوفوں کی طرح غلط قیاس کیا ہے

آبِ[3] چشمہ بیں ز ریزش شُد فزوں — آبِ خُم بیں خود ز خوردن شد نگوں
چشمہ کے پانی کو دیکھ بہاؤ سے اور بڑھ گیا — مٹکے کے پانی کو دیکھ پینے سے (اٹکا) اوندھا ہو گیا

خور کُند رنجور را رنجور تر — وانکہ معمورست خود معمور تر
کھانا، بیمار کو زیادہ بیمار بنا دیتا ہے — جو صحت مند ہے اُس کو زیادہ صحت مند بنا دیتا ہے

در تو علت می فروزد ہمچو نار — ہیں مکُن با نارِ ہیزم را تو یار
(کھانا) تجھ میں آگ کیطرح بیماری بڑھا دے گا — خبردار! ایندھن کو آگ کا یار نہ بنا

زیں دو آتش[4] خانمانت ویراں شود — قالبِ زندہ از و بے جاں شود
اِن دونوں آگوں سے تیرا گھر برباد ہو جائیگا — زندہ جسم اُنسے مُردہ ہو جائے گا

در مَن ار نارے ہست آں ہمچو نور — نارِ صحت در تن افزاید سرور
مجھ میں اگر آگ ہے تو وہ نور جیسی ہے — صحت کی آگ جسم میں سرور بڑھاتی ہے

[1] تا کہ۔ شہوت اور اُس کے تقاضے کو پورا کرنے کی مثال آگ اور ایندھن کی ہے۔ جس قدر شہوت کا تقاضہ پورا کرو گے شہوت میں اضافہ ہوگا۔ تقویٰ یعنی خواہشاتِ نفسانی سے بچنا۔ گلگونہ۔ غازہ۔

[2] تقویٰ القلوب۔ دلوں کی پرہیزگاری۔ ناپاکاں را۔ حضرت ابراہیمؑ کو آگ نہیں جلا سکی، اسی طرح آتشِ نفس سے پاک لوگ محفوظ رہتے ہیں۔ ہر کہ۔ جو کامل ہو گئے ہیں اُن کو جائز لذتیں مضر نہیں ہوتی ہیں۔ ابتدائی مجاہدوں میں اُن کا ترک مناسب ہے۔ گر طبیب۔ مریض کو شہد مضر ہو سکتا ہے طبیب کو مضر نہیں ہے، اسی طرح شیخِ کامل لذائذِ دنیوی کا استعمال کر سکتا ہے، مبتدی کے لئے مناسب نہیں ہے۔

[3] آبِ چشمہ۔ شیخِ کامل کی مثال جاری چشمہ کی سی ہے اور مبتدی خُم جیسا ہے۔ خور۔ اگر بیمار غذا کھائے گا بیماری میں اضافہ ہوگا صحت مند کھائیگا تو قوت بڑھے گی۔

[4] دو آتش۔ عنصری آگ اور بیماری کی آگ۔ نارِ صحت۔ حرارتِ عزیزی۔

نارِ صحت چوں فزاید در وجود — بے زیانِ تن شود صد گونہ سود
صحت کی آگ جب جسم میں بڑھتی ہے — جسم کے نقصان کے بغیر سو گونہ مفید ہوتی ہے

آتش افتادن در شہر در زمانِ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
امیر المومنین حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شہر میں آگ لگنا

آتشے اُفتاد در عہدِ عمرؓ — ہمچو چوبِ خشک میخورد اُو حجر
(حضرتِ) عمرؓ کے زمانے میں آگ لگ گئی — جو پتھروں کو سوکھی لکڑیوں کیطرح جلا رہی تھی

در فتاد اندر بنا و خانہا — تا زد اندر پرِ مرغ و لانہا
تعمیرات اور گھروں میں لگ گئی — یہانتک کہ پرندوں کے پروں اور گھونسلوں میں جا لگی

نیمِ شہر از شعلہا آتش گرفت — آب می ترسید ازان و می شگفت
آدھے شہر کو آگ کے شعلوں نے گرفت میں لے لیا — پانی اُس سے خوفزدہ تھا اور تعجب کر رہا تھا

مشکہائے آب و سرکہ می زدند — بر سرِ آتش کسانِ ہوشمند
پانی اور سرکہ کی مشکیں ڈال رہے تھے — ہوشمند انسان آگ پر

آتش از استیزہ افزودے لہب — می رسید اورا مدد از صنعِ رب
آگ، دشمنی سے، لپٹیں بڑھاتی تھی — اُسکو اللہ (تعالےٰ) کی قدرت سے مدد پہنچ رہی تھی

آتش از استیزہ افزوں می شدے — می رسید اُو را مدد از بے حدے
آگ جوش سے بڑھ رہی تھی — اُسکو بے پایاں (قدرت) سے مدد پہنچ رہی تھی

خلق آمد جانبِ عمرؓ شتاب — کاتشِ ما خود نمی میرد ز آب
لوگ جلدی سے حضرت عمرؓ کے پاس آئے — کہ ہماری آگ پانی سے نہیں بجھ رہی ہے

گفت آں آتش ز آیاتِ خداست — شعلۂ از آتشِ بخلِ شماست
انہوں نے فرمایا یہ آگ خدا کے قہر کی نشانیوں میں سے ہے — تمہارے بخل کی آگ کا شعلہ ہے

آب بگذارید و ناں قسمت کنید — بخل بگذارید اگر آنِ منید
پانی کو چھوڑو، اور روٹیاں تقسیم کرو — بخل سے توبہ کرو، اگر تم میرے ہو

خلق گفتندش کہ در بکشودہ ایم — ما سخی و اہلِ فتوت بودہ ایم
لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو دروازے کھول دیے ہیں — ہم تو سخی اور جوانمرد چلے آتے ہیں

گفت ناں در رسم و عادت دادہ اید — دست از بہرِ خدا نکشادہ اید
انہوں نے فرمایا تم نے روٹی رواج اور عادت کی وجہ سے دی ہے — خدا کے لئے ہاتھ نہیں کھولا ہے

۱۔ عہد۔ زمانہ۔ حجر پہاڑوں کے پتھر کو لکڑی کی طرح جلا رہی تھی۔ لانہ گھونسلا، بھڑوں کا چھتہ۔ آب۔ پانی خوفزدہ تھا اور تعجب کر رہا تھا کہ اُس سے آگ کیوں نہیں بجھ رہی ہے۔
۲۔ آب و سرکہ۔ عرب میں گھروں میں پانی اور سرکہ کے مشکے ہوتے تھے۔ استیزہ۔ جھگڑا، خصومت۔ لہب۔ شعلہ بے حدے۔ یعنی قدرتِ الٰہی جو لامحدود ہے۔
۳۔ عمرؓ۔ میم پر تشدید ضرورتِ شعری کی وجہ سے ہے۔ آیات۔ آیۃ کی جمع ہے، عذاب، علامت یعنی یہ تمہارے بخل کے گناہ کی سزا ہے۔ در بکشودہ ایم غریبوں اور مسافروں کے لئے ہمارے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ فتوت۔ جوانمردی، مروت، عادت۔ یعنی تمہاری مہمان نوازی بطور عادت ہے بطور عبادت نہیں ہے۔

بہرِ فخر و بہرِ بُوبُش و بہرِ ناز
فخر اور شان و شوکت اور خود نمائی کیلئے (دیا ہے)
نز برائے ترس و تقویٰ و نیاز
نہ کہ خوفِ (خدا) اور پرہیزگاری اور نیازمندی کی وجہ سے

مال تخم ست و بہر شورہ مَنِہ
مال، بیج ہے ہر شور زمین میں نہ ڈال
تیغ را در دستِ ہر رہزن مدہ
تلوار کو کسی ڈاکو کے ہاتھ میں نہ دے

اہلِ دیں را باز داں از اہلِ کیں
دینداروں اور دشمنوں میں فرق کر
ہمنشینِ حق بجو با اُو نشیں
اللہ (تعالیٰ) کا مقرب تلاش کر اُسکا ہمنشین بن

ہر کسے بر قومِ خود ایثار کرد
ہر شخص نے اپنی قوم پر ایثار کیا ہے
خواجہ پندارد کہ اُو خود کار کرد
جناب سمجھتے ہیں کہ آپنے (بڑا) کام کیا ہے

قصہ خیُو انداختنِ خصم در روئے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر ایک دشمن کے تھوک دینے

و انداختنِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ شمشیر از دست
کا قصہ اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ سے تلوار پھینک دینا

از علیؓ آموز اخلاصِ عمل
(حضرت) علیؓ سے عمل کا اخلاص سیکھ
شیرِ حق را داں مُطہّر از دَغَل
اسد اللہ کو کھوٹ سے پاک سمجھ

در غزا بر پہلوانے دست یافت
جہاد میں (حضرت علیؓ نے) ایک پہلوان پر قابو پایا
زود شمشیرے برآورد و شتافت
جلد تلوار نکالی اور لپکے

اُو خیُو انداخت بر روئے علیؓ
اُسنے (حضرت) علیؓ کے منہ پر تھوک دیا
افتخارِ ہر نبیؑ و ہر ولیؒ
جو ہر نبی اور ولی کے لئے باعثِ فخر ہیں

اُو خیُو زد بر رُخے کہ روئے ماہ
اُس نے اُس چہرے پر تھوکا کہ چاند
سجدہ آرد پیشِ اُو در سجدہ گاہ
اُس کے سامنے سجدہ گاہ میں سجدہ کرتا ہے

افتخارِ ہر ولیؒ و ہر صفی
ہر ولی اور ہر برگزیدہ کے لئے باعثِ فخر (علی رضی اللہ عنہ) نے
کرد نارِ غیظ بر خود منطفی
اپنے غصہ کی آگ کو بجھا دیا

در زماں انداخت شمشیر آں علیؓ
(حضرتِ علی رضی اللہ عنہ) نے فوراً تلوار ڈالدی
کرد اُو اندر غزایش کاہلی
(اور) اُس سے لڑنے میں سستی برتی

گشت حیراں آں مبارز زیں عمل
وہ جنگجو اِس عمل سے حیران ہوگیا
وز نمودن عفو و رحمت بے محل
اور بے موقع عفو اور شفقت کرنے سے (حیران ہوگیا)

ا؎ بُوبُش بباء کے فتحہ اور شین معجمہ کے ساتھ۔ کرّ و فر۔ نخرہ۔ ناز۔
۲؎ اہلِ کیں۔ یعنی خدا کے دشمن، بدکار۔ ایثار۔ اپنی ضرورت پر دوسرے کو ترجیح دے دینا۔ خیو۔ بفتح اول و ضمِ تحتانی و واوِ معروف، تھوک۔ شیرِ حق۔ اسد اللہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ مُطہّر۔ پاک۔ دَغَل۔ کھوٹ، فساد۔
۳؎ غزا۔ جہاد، مذہبی جنگ۔ افتخار۔ اچھے، چھوٹے بڑوں کے لئے باعثِ فخر ہوتے ہیں۔ روئے ماہ۔ حضرت علیؓ کا چہرہ چاند کے لئے بھی باعثِ تعظیم ہے لیکن اُس نے یہ گستاخی کی۔ مُنطفی۔ بجھ جانے والا۔ کاہلی۔ سستی۔ مبارز۔ میدانِ جنگ میں مقابلہ کرنے والا، جنگجو۔ بے محل۔ لڑائی میں شفقت بے محل ہے۔

گفت بر من تیغ تیز افراشتی
اُسنے کہا، آپ نے مجھ پر تیز تلوار اُٹھائی

از چہ افگندی مرا بگذاشتی
(پھر) کس وجہ سے آپنے پھینکدی، مجھے چھوڑ دیا؟

آنچہ دیدی بہتر از پیکارِ من
آپ نے وہ کیا دیکھا جو مجھ سے لڑنے سے بہتر تھا؟

تا شدی تو سست در اشکارِ من
یہانتک کہ آپ میرا شکار کرنے میں سُست ہوگئے

آنچہ دیدی کہ چنیں خشمت نشست
آپ نے وہ کیا دیکھا کہ اسطرح آپکا غصّہ فرو ہوگیا؟

تا چنیں برقے[۱] نمود و باز جست
یہانتک کہ وہ بجلی چمکی اور واپس ہوگئی

آنچہ دیدی کہ مرا زاں عکس دید
آپ نے وہ کیا دیکھا کہ اُسکے دیکھنے کے عکس سے میرے؟

در دل و جاں شعلۂ آمد پدید
دل اور جان میں شعلہ نمودار ہوگیا

آنچہ دیدی برتر از کون و مکاں
آپنے وہ کیا دیکھا؟ جو کون و مکان سے برتر تھا

کُو بہ از جاں بُود و بخشیدیم جاں
جو جان سے بھی پیارا تھا اور آپنے میری جان بخشی کردی

در شجاعت شیرِ ربّانیستی
بہادری میں آپ شیرِ خدا ہیں

در مُروّت خود کہ داند کیستی
مروّت میں کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ آپ کیا ہیں؟

در مُروّت ابرِ مُوسائی بہ تیہ[۲]
مُروّت میں آپ موسائی ابر ہیں (میدان) تیہ میں

کامد از وے خوانِ نانِ بے شبیہ
جس کی وجہ سے بے نظیر روٹی کا خوان آیا

ابرہا گندم دہد کانرا بجہد
ابر گیہوں عطا کرتے ہیں جس کو محنت سے

پختہ و شیریں کُند مَردم چو شہد
لوگ پکاتے ہیں اور شہد کیطرح میٹھا کرلیتے ہیں

ابرِ موسیٰؑ پرّ رحمت بر کشاد
(حضرتِ) موسیٰؑ کے ابر نے رحمت کا پر کھولا

پختہ و شیریں و بے زحمت بداد
پکا پکایا اور میٹھا (کھانا) بغیر محنت کے عطا کیا

از برائے پختہ[۳] خوارانِ کرم
کرم (خداوندی) سے پختہ (کھانا) کھانیوالوں کیلئے

رحمتش افراخت در عالم عَلَم
اُس کی رحمت نے عالم میں جھنڈا بلند کردیا

تا چہل سال آں وظیفہ واں عطا
چالیس سال تک وہ وظیفہ اور وہ عطا

کم نشد یک روز زاں اہلِ رجا
امیدواروں سے ایک روز (بھی) کم نہ ہوا

تا ہم ایشاں از خسیسی خاستند
پھر بھی وہ کمینہ پن سے اُٹھ کھڑے ہوئے

گندنا و ترّہ و خس خواستند
گندنا اور کاہو اور ساگ کی خواہش کرنے لگے

جملگی گفتند با موسیٰ ز آز
حرص کی وجہ سے سب نے (حضرتِ) موسیٰؑ سے کہا

بقل و قثّا و عدس سیر و پیاز
سبزی اور ککڑی اور مسور اور لہسن اور پیاز (چاہیے)

---

۱ برقے ۔ یعنی غصّہ کی بجلی ۔ زاں عکس دید ۔ اُس چیز کے اثر سے میرے دل میں بجلی کوندگئی ہے ۔ شیرِ ربّانی ۔ خدائی شیر، حضرتِ علی رضؓ کا لقب اسد اللہ ہے ۔

۲ تیہ ۔ وہ جنگل بیابان تھا جس میں حضرتِ موسیٰؑ کی قوم بنی اسرائیل پر آسمان سے ابر بھی آیا اور من و سلویٰ بھی اترا تھا ۔ ابرہا ۔ یعنی معمولی ابر تو بارش برسا کر گیہوں پیدا کردیتا ہے جس سے محنت اور مشقت کرکے انسان نفع اندوز ہوتا ہے موسیٰؑ کے ابر کے ساتھ بغیر محنت کے من و سلویٰ اُترا تھا ۔

۳ پختہ خواراں ۔ یعنی جو پکا ہوا کھانا کھانے کے عادی تھے ۔ آں عطا یعنی من و سلویٰ ۔ رجا ۔ امید ۔ خسیسی ۔ کمینہ پن ۔ گندنا ۔ ایک سبزی ہے جو پکا کر کھائی جاتی ہے جس میں لہسن کی سی بو ہوتی ہے ۔ ترّہ ۔ ساگ ۔ خس ۔ کاہو ۔ آز ۔ لالچ ۔ بقل ۔ سبزی ۔ قثّا ۔ ککڑی ۔ عدس ۔ مسور ۔ سیر ۔ لہسن

زیں گدا روئی[۱] و حرص آز شاں
اُن کی اِس گداگری اور حرص اور طمع کی وجہ سے
منقطع شد منّ و سلویٰ ز آسماں
آسمان سے منّ اور سلویٰ بند ہو گیا

اُمّتِ احمد کہ ہستند از کرام
احمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی اُمّت جو شرفاء میں سے ہے
ہست باقی تا قیامت آں طعام
(اس کے لیے) وہ کھانا قیامت تک باقی ہے

چوں اَبِیتُ عِندَ رَبِّی فاش شد
جبکہ "میں اپنے پروردگار کے پاس رات گزارتا ہوں"
یُطعِمُ وَ یُسقِی کنایت ز آش[۲] شد
وہ کھلاتا ہے اور پلاتا ہے، حریرہ سے کنایہ ہے

ہیچ بے تاویل ایں را در پذیر
اِس کو بغیر کسی تاویل کے مان لے
تا در آید در گلو چوں شہد و شیر
تاکہ تیرے حلق میں شہد اور دودھ کی طرح آئے

زانکہ تاویل ست وا دادِ عطا
اِسلئے کہ تاویل کرنا خدا کی بخشش کو رد کرنا ہے
چونکہ بیند آں حقیقت را خطا
کیونکہ وہ حقیقت کو غلط سمجھ رہا ہے

آں خطا دیدن ز ضعفِ عقلِ اوست
وہ غلط سمجھنا اُس کی عقل کی کمزوری کی وجہ سے ہے
عقلِ کُل مغز ست و عقلِ جزو پوست
عقلِ کُل مغز ہے اور عقلِ جزو چھلکا ہے

خویش را تاویل کُن نہ اخبار[۳] را
اپنی تاویل کر، حدیثوں کی تاویل نہ کر
مغز را بد گوئی نے گلزار را
دماغ کو بُرا کہہ، نہ کہ باغ کو

اے علیؓ کہ جملہ عقل و دیدہٗ
اے علی رضؓ! جو تم کہ مجسّم عقل و نظر ہو
شمّۂ وا گو از آنچہ دیدۂ
جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس میں سے کچھ بتا دو

تیغِ حلمت جانِ ما را چاک کرد
آپ کی بُردباری کی تلوار نے ہمیں قتل کر ڈالا
آبِ علمت خاکِ ما را پاک کرد
آپ کے علم کے پانی نے ہماری مٹی کو پاک کر دیا

باز گو دانم کہ ایں اسرارِ ہوست
بتایئے! میں سمجھا کہ یہ خدائی رازوں میں سے ہے
زانکہ بے شمشیر کشتن کارِ اوست
اِسلئے کہ بغیر تلوار کے قتل کرنا اُسی کا کام ہے

صانعِ بے آلت و بے جارحہ
وہ بغیر اوزار اور ہاتھ کے، صانع ہے
واہبِ ایں ہدیہ ہائے رائحہ
وہ اِن قیمتی تحفوں کا عطا کرنے والا ہے

صد ہزاراں روح بخشد ہوش را
ہوش وحواس کو لاکھوں روح میں عطا کر دیتا ہے
کہ خبر نبود دو چشم و گوش را
(اسطرح) کہ دونوں آنکھوں اور کانوں کو خبر بھی نہیں

صد ہزاراں مے چشاند روح را
روح کو لاکھوں شرابیں پلا دیتا ہے
کہ خبر نبود دہاں را اے فتیٰ
(اس طور پر) کہ اے نوجوان! منہ کو خبر بھی نہیں ہوتی ہے

[۱] گدا روئی۔ گداگری۔ کِرام۔ کریم کی جمع ہے، شریف، سخی۔ اَبِیتُ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے اَبِیتُ عِندَ رَبِّی یُطعِمُنِی وَیَسقِینِی "میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے"۔

[۲] آش۔ ہر رقیق غذا جو پی جائے۔ تاویل۔ کسی کلام کے ظاہری معنی چھوڑکر کوئی دوسرے معنی مراد لینا۔ وا داد۔ واپس لینا۔ عقلِ کُل۔ یعنی وہ عقل جو آخرت کی باتیں سمجھے۔ عقلِ جزو۔ دنیاوی معاملات کی عقل۔

[۳] اخبار۔ خبر کی جمع ہے، حدیث۔ اے علی۔ یہ اُسی پہلوان کا قول ہے۔ شمّہ۔ پارہ۔ حِلم۔ بردباری۔ ھُو۔ اللہ تعالیٰ۔ صانع۔ کام کرنے والا، بنانے والا، کاریگر۔ آلت۔ اوزار۔ جارحہ۔ ہاتھ۔ رائحہ۔ خوشبودار، قیمتی۔

بازگو اے بازِ عرش و خوش شکار[1]
اے عرش کے باز، بہترین شکار کرنیوالے! بتایئے

تا چہ دیدی ایں زماں از کردگار
آپ نے اِس وقت خدا کی جانب سے کیا دیکھا

چشمِ تو ادراکِ غیب آموختہ
آپ کی نگاہ غیب کا اِدراک سیکھے ہوئے ہے

چشمہائے حاضراں بر دوختہ
حاضرین (مجلس) کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں

آں یکے ماہے ہمی بیند عیاں
ایک وہ ہے جو چاند کو صاف دیکھ رہا ہے

واں یکے تاریک می بیند جہاں
ایک وہ ہے جو دنیا کو تاریک دیکھ رہا ہے

واں یکے سہ ماہ می بیند بہم
ایک وہ ہے جو تین چاند یکجا دیکھتا ہے

ایں سہ کس بنشستہ یک موضع بغم
یہ تینوں شخص ایک جگہ مستغرق ہوئے بیٹھے ہیں

چشمِ ہر سہ باز و گوشِ ہر سہ تیز
تینوں کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور تینوں کے کان تیز ہیں

در تو آویزان و از من در گریز[2]
تجھ سے متعلق ہیں اور مجھ سے متنفر ہیں

سحرِ عینست ایں عجب لطفِ خفیست
یہ غیبی جادو ہے، عجیب مخفی معاملہ ہے

بر تو نقشِ گرگ و بر من یوسفیست
تیرے لئے بھیڑیے کا نقش ہو اور میرے لئے یوسفی نقش ہے

عالم ار ہجدہ ہزارست و فزوں
عالم اٹھارہ ہزار ہیں بلکہ اور زیادہ

ہر نظر را نیست ایں ہجدہ زبوں
یہ اٹھارہ ہزار ہر نظر کے قابو میں نہیں ہیں

راز بکشا اے علیِ مرتضیٰؓ
اے علی مرتضیٰؓ! راز کھول دیجئے

اے پسِ سوءُ القضا حُسنُ القضا[3]
اے وہ (ذات) جو بدقسمتی کے بعد خوش نصیبی بنتی ہو

یا تو واگو آنچہ عقلت یافتست
یا تو آپ بتایئے جو کچھ آپ کی عقل نے سمجھا ہے

یا بگویم آنچہ بر من تافتست
یا میں بتاتا ہوں جو مجھ پر منکشف ہوا ہے

از تو بر من تافت چوں داری نہاں
آپکی ذات سے مجھ پر منکشف ہوگیا ہے، چھپاتے کیوں ہیں؟

میفشانی نور چوں مہ بے زباں
آپ تو بغیر کہے چاند کی طرح نور پاشی کرتے ہیں

از تو بر من تافت پنہاں چوں کُنی
آپ چھپاتے کیوں ہیں آپ ہی کی وجہ سے واضح ہو گیا ہے

بے زباں چوں ماہ پرتو می زنی
آپ تو چاند کی طرح بغیر بات کہے روشنی پھیلاتے ہیں

لیک اگر در گفت آید قرصِ ماہ
لیکن اگر چاند کی ٹکیا بول پڑے

شبرواں را زود تر آرد براہ
تو مسافروں کو جلد راستہ پر لے آئے

از غلط ایمن شوند و از ذہول
غلطی اور بھول سے وہ محفوظ ہو جائیں

بانگِ مہ غالب شود بر بانگِ غول
چاند کی آواز چھلاوے کی آواز پر غالب آ جائے

[1] خوش شکار۔ اچھا شکاری کردگار۔ اللہ تعالیٰ۔ اِدراک۔ پالینا، حاصل کرلینا۔ ماہے۔ چاند یعنی ذات حق، سائل نے یہاں مشاہدۂ حق کے مختلف مرتبوں کا ذکر کیا ہے۔ سہ ماہ۔ ایک مشاہدۂ حق جسکو جمع بھی کہتے ہیں دوسرے مشاہدۂ خلق جسکو فرق کہتے ہیں تیسرے حق اور خلق کے مجموعہ کا مشاہدہ جسکو جمع الجمع کہتے ہیں۔ بغم۔ یعنی متفکر، خیال میں مستغرق۔
[2] در تو آویزاں یعنی مشاہدہ حق کرنیوالا، صاحب جمع الجمع سے قریب اور صاحب فرق سے متنفر ہے۔ بر تو یعنی خلق کا مشاہدہ صاحب فرق کے لئے مہلک اور صاحب جمع الجمع کیلئے عین ایمان ہے۔ عالم۔ یعنی عوالم کی کثرت کا ہر شخص مشاہدہ نہیں کرسکتا ہے۔ مرتضیٰ۔ پسندیدہ، یہ حضرت علیؓ کا لقب ہے۔ سوءُ القضا۔ بدقسمتی یعنی قتل کرنیکا ارادہ۔
[3] حُسنُ القضا۔ خوش قسمتی یعنی معاف کرنیکا معاملہ اور ایمان کا سبب۔ تافتست یعنی وہ نور جو آپ پر منکشف ہوا ہے اُسکا عکس مجھ پر بھی پڑا ہے۔ بے زبان۔ یعنی بغیر کہے۔ پرتو می زنی تم مظہر حقیقت ہو۔ شب رواں۔ رات کا مسافر جو چاند سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ غول۔ چھلاوہ مشہور ہے کہ وہ راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔

ماہ[۱] بے گفتن چو باشد رہنما
جب چاند بغیر بولے رہنما ہوتا ہے

چوں بگوید شد ضیا اندر ضیا
اگر بولے تو نورٌ علیٰ نور بن جائے

چوں تو بابی آں مدینۂ علم را
جبکہ آپ علم کے شہر کا دروازہ ہیں

چوں شعاعی آفتابِ حلم را
جبکہ آپ بُردباری کے سورج کی شعاع ہیں

باز باش اے بابِ جویائے باب
اے دروازے! دروازے کی جستجو کرنے والے کیلئے کھلا رہ

تا رسد از تو قشور[۱] اندر لُباب ق
تاکہ تیری وجہ سے چھلکے مغز کے مرتبہ میں پہنچ جائیں

باز باش اے بابِ رحمت تا ابد
اے رحمت کے دروازے! قیامت تک کھلا رہ

بارگاہِ مالہٗ کُفُوًا[۲] اَحَد
اس ذات کی بارگاہ جس کا کوئی ہمسر نہیں ہے

ہر ہوا و ذرّہ خود منظر ے ست
ہر ہوا اور ہر ذرّہ ایک دریچہ ہے

ناکشودہ کے بُود کانجا درے ست
جس جگہ دروازہ ہوتا ہے وہ بند کب رہتا ہے؟

تا نہ بکشاید درے را دیدباں
نگراں، جب تک دروازہ نہ کھولدے

در دروں ہرگز نہ گنجد ایں گماں
یہ خیال دل میں نہیں جمتا ہے

چوں کشادہ[۳] شد مورے حیراں شود
جب دروازہ کھلتا ہے، حیران ہوجاتا ہے

مُرغِ امید و طمع پَرّاں شود
امید اور طمع کا پرندہ پرواز کرنے لگتا ہے

غافلے ناگہ بویراں گنج یافت
ایک ناواقف کو اچانک ویرانہ میں خزانہ مل گیا

سوئے ہر ویرانہ زاں پس می شتافت
اس کے بعد وہ ہر ویرانے کیطرف دوڑتا ہے

تا ز دُرویشے نیابی تو گہر
جب تک ایک درویش سے تجھے موتی نہ ملجائے

کے گہر جوئی ز دُرویشِ دگر
تو دوسرے درویش سے موتی کب ڈھونڈیگا!

سالہا گر ظن دَوَد با پائے خویش
(تیرا) خیال سالوں بھی اپنے پیر سے دوڑیگا

نگذرد ز اشگافِ بینہائے خویش
تو اپنی ناک کے نتھنوں سے آگے نہ بڑھے گا

تا بہ بینی نایدت از غیب بُو
جبتک تیری ناک میں غیب کی خوشبو نہ آئے

غیرِ بینی ہیچ می بینی بگو
بتا، ناک کے علاوہ تجھے کچھ نظر آئے گا

سوال کردن از امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ چوں لُو دکہ بر خون

امیر المومنین حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کرنا کہ یہ کیا ہوا کہ مجھ جیسے

ہمچو منی مُظفر شدی و شمشیر از دست انداختی و مرا کُشتی

کے قتل پر آپ قابو پاگئے اور آپ نے ہاتھ سے تلوار پھینکدی اور مجھے قتل نہ کیا

---

[۱] ماہ۔ چاند بغیر بولے رہنمائی کرتا ہے اگر بولنے لگے تو مزید رہنمائی کرنے لگے۔ بابی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں۔ قشور۔ قشر کی جمع ہے، چھلکا، یعنی بے علم۔ لُباب۔ مغز، یعنی علم۔

[۲] کفو۔ ہمسر، شریک۔ احد۔ کوئی۔ ہر ہوا، یعنی مشاہدۂ حق کیلئے دروازہ کا کھلنا ہی ضروری نہیں ہے کائنات کے ہر ہر ذرّہ میں اُس کا مشاہدہ ہو سکتا ہے لیکن پھر بھی دیدبان کی ضرورت ہے جیسا کہ اگلے شعر میں فرمایا ہے۔ درے ست۔ یعنی جو دروازہ اسی لئے بنایا گیا ہے کہ آنیوالے اُس سے داخل ہوں وہ بند نہیں کیا جاتا ہے۔ دیدبان۔ محافظ، یعنی شیخِ کامل کے ذریعہ سے اطمینان حاصل ہوگا کہ ہر ذرّہ کے ذریعہ مشاہدہ ہو سکتا ہے۔

[۳] چوں کشادہ شد مُشاہد کو کیفیت حیرت لاحق ہوتی ہے اور وہ مزید انکشاف کیلئے کوشش کرتا ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی کو ایک خزانہ مل جائے تو وہ شوق میں جنگلوں میں مزید خزانوں کی تلاش کرتا ہے۔ سالہا۔ شیخِ کامل کے بغیر محض ذاتی جدوجہد سے کمال حاصل نہیں ہوتا ہے۔ تا بہ بینی غیب سے مناسبت شیخِ کامل کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔

پس بگفت آں نو مسلمانِ[1] ولی — از سرِ مستی و لذت با علیؓ

اُس نو مسلم، ولی نے کہا — حضرت علی رضؓ سے لذت اور سرمستی کی حالت میں

ق

کہ بفرما یا امیر المومنیں — تا بجنبد جاں بہ تن ہمچو جنیں

کہ اے امیر المومنین! فرمائیے — تاکہ روح جسم میں وجد کرے، پیٹ کے بچے کی طرح

ہفت اختر ہر جنیں را مدتے — میکنند اے جاں بنوبت[2] خدمتے

ساتوں ستارے ایک مدت تک پیٹ کے بچے کی — باری باری خدمت کرتے ہیں، اے جان!

چونکہ وقت آید کہ جاں گیرد جنیں — آفتابش آں زماں گردد معیں

جب یہ وقت آتا ہے کہ پیٹ کے بچے میں روح آجائے — اُس وقت سورج اُس کا مددگار بنتا ہے

چوں جنیں را نوبتِ تدبیر رو — از ستارہ سوئے خورشید آید او

جب پیٹ کے بچے کی پیدائش کا وقت آجاتا ہے — تو وہ ستارے سے سورج کی جانب آجاتا ہے

ایں جنیں در جنبش آید ز آفتاب — کآفتابش جاں ہمی بخشد شتاب

یہ پیٹ کا بچہ سورج کی وجہ سے حرکت میں آجاتا ہے — چونکہ آفتاب جلد اس کو روح بخشتا ہے

از دگر انجم بجز نقشے نیافت — ایں جنیں تا آفتابش بر نتافت

(اُس پیٹ کے بچہ نے) دوسرے ستاروں سے صورت — اس طرح جب تک کہ اس پر سورج نہیں چمکا

از کدامیں رہ تعلق یافت او — در رحم با آفتابِ خوبرو

کس راستے سے اُس کو تعلق پیدا ہوا؟ — رحم میں رہتے ہوئے خوبصورت آفتاب سے

از رہِ پنہاں کہ دور از حسِ ماست — آفتابِ چرخ را بس راہہاست[3]

اُس مخفی راستے سے جو ہمارے ادراک سے دور ہے — آسمان کے سورج کے بہت سے راستے ہیں

آں رہے کہ زر بیابد قوت ازو — واں رہے کہ سنگ شد یاقوت ازو

وہ راستہ ہے کہ سونا اُس سے غذا حاصل کرتا ہے — وہ راستہ ہے کہ اُس سے پتھر یاقوت بنتا ہے

آں رہے کہ سرخ سازد لعل را — واں رہے کہ برق بخشد نعل را

وہ راستہ ہے کہ لعل کو سُرخ بناتا ہے — وہ راستہ ہے کہ جو نعل کو برق عطا کرتا ہے

آں رہے کہ پختہ سازد میوہ را — واں رہے کہ دل دہد کالیوہ را

وہ راستہ ہے کہ میووں کو پکاتا ہے — وہ راستہ ہے کہ حیران کو دل عطا کرتا ہے

باز گو اے بازِ پرا فروختہ — با شہ و با ساعدش آموختہ

بتائیے، اے پر کھولے ہوئے باز! — جو بادشاہ اور اُس کی کلائی پر سدھایا ہوا ہے

---

۱ نو مسلم۔ وہ شخص جو کافر کے گھر پیدا ہوا ہو اور پھر مسلمان ہوا ہو۔ جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہے۔ ہفت اختر۔ ماں کے پیٹ میں بچہ کی تدبیر اور نشوونما میں مختلف ستاروں کا دخل ہوتا رہتا ہے۔ روح پڑنے کے وقت سورج مدبّر بنتا ہے جس کی وجہ سے بچہ میں روحِ حیوانی آجاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سورج قرار دے کر جنینِ ایمانی میں روح پیدا کر دینے کی تمنا کا اظہار ہے۔

۲ نوبت۔ باری۔ مُعین۔ مددگار۔ شتاب۔ جلد۔ بجز نقشے۔ سورج کے علاوہ دوسرے ستارے صرف جسمانی نشوونما کی تدبیر کرتے ہیں۔ او۔ یعنی ماں کے پیٹ کا بچہ، جنین۔

۳ راہہا۔ سورج کائنات میں بہت سی راہوں سے اثر انداز ہے، یہ مخفی راہ جس سے وہ ماں کے پیٹ کے بچے پر اثر انداز ہے ہم حواس کے ذریعہ اُس کا ادراک نہیں کر سکتے ہیں۔ یہی وہ راہ ہے کہ سورج کان میں سونے کی پرورش کرتا ہے اسی راہ سے اسکے ذریعہ پتھر یاقوت بنتا ہے لعل میں سرخی اسی راہ سے آتی ہے گھوڑے کے نعل میں رگڑ کے وقت اسی راہ سے سورج کی تاثیر ہوتی ہے جس سے آگ پیدا ہو جاتی ہے میووں کی پختگی سورج کی تاثیر

ع ۔ دل پر معلوم ہوتا ہے ... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ... ایمان کا اظہار ہے

بازگوا ے بازِ عنقا گیر شاہ — اے سپاہ اِشکن بخود نے باسپاہ
بتائیے، اے عنقاء کو شکار کرنے والے شاہی باز! — اے بغیر سپاہیوں کے تنہا لشکر کو شکست دینے والے!

اُمّتِ وحدیؔ یکے و صد ہزار — بازگوا ے بندہ بازت را شکار
آپ تنہا ایک اُمّت ہیں، ایک ہیں اور لاکھوں ہیں — بتائیے اے وہ کہ خادم آپ کے باز کا شکار ہے!

در محلِ قہر ایں رحمت زچیست — اژدہا را راہ دادن راہِ کیست
قہر کی جگہ یہ مہر کس وجہ سے ہے؟ — اژدھے کو چھوڑ دینا کس کا طریقہ ہے؟

جواب دادنِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ سبب افگندنِ شمشیر از دست چہ بُود درانحالت

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب دینا کہ اس وقت تلوار کو ہاتھ سے پھینک دینے کا سبب کیا تھا

گفت من تیغ از پئے حق میزنم — بندۂ حقم نہ مامورِ تنم
فرمایا، میں اللہ تعالےٰ کے لئے تلوار چلاتا ہوں — میں خدا کا بندہ ہوں، اپنے جسم کا غلام نہیں ہوں

شیرِ حقم، نیستم شیرِ ہوا — فعلِ من بر دینِ من باشد گوا
میں اسد اللہ ہوں، خواہشِ نفسانی کا شیر نہیں ہوں — میرا فعل میرے دین پر گواہی دے گا

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ در حراب — من چو تیغم واں زنندہ آفتاب
جنگ میں کنکریاں تو نے نہیں پھینکیں جبکہ پھینکیں — میں تلوار کی طرح ہوں اور چلانے والا سورج ہے

رختِ خود را من زرہ برداشتم — غیرِ حق را من عدم انگاشتم
راستے سے میں نے اپنا سامان ہٹا لیا — خدا کے غیر کو میں نے معدوم سمجھ لیا ہے

سایہ اَم من کے جدا اَم ز آفتاب — حاجبم من نیستم اُو را حجاب
میں سایہ ہوں، سورج سے کب جدا ہوں؟ — میں (دربار کا) دربان ہوں اس کے لئے پردہ نہیں ہوں

من چو تیغم پُر گہرہائے وصال — زندہ گردانم نہ کُشتہ در قتال
جبکہ میں وصال کے موتیوں سے جڑی ہوئی تلوار ہوں — میں جنگ میں زندگی دیتا ہوں، قتل نہیں کرتا ہوں

خوں نپوشد گوہرِ تیغِ مرا — باد از جا کے بَرد میغِ مرا
میری تلوار کے جوہر کو، خون نہیں چھپا سکتا ہے — میرے ابرِ (کرم) کو ہوا جگہ سے کب ہلا سکتی ہے

کہ نیم کوہم ز صبر و حلم و داد — کوہ را کے در رباید تند باد
میں تنکا نہیں ہوں، صبر اور حلم اور انصاف کا پہاڑ ہوں — تیز ہوا، پہاڑ کو کب ہلا سکتی ہے؟

۵۱ اُمّتِ وحدی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ ابراہیم تنہا ایک قوم تھے۔ اژدہا سا دشمن کو تو مار ڈالنا چاہیے اس کو بھاگنے کا راستہ نہ دینا چاہیے تو آپ کو چاہیے تھا کہ مجھ جیسے دشمن کو قتل کر ڈالتے۔

۵۲ پئے حق۔ یعنی میرا جہاد صرف اللہ کیلئے ہے۔ مَا رَمَیْتَ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں کفار کیطرف ایک مٹھی کنکریاں پھینکیں جس سے کفار سراسیمہ ہو گئے۔ قرآن میں فرمایا گیا کہ وہ تمہارا پھینکنا نہ تھا ہمارا کام تھا جس کی یہ تاثیر ہوئی۔ آفتاب یعنی اللہ تعالیٰ جب بندہ کوئی کام اللہ کی عین مرضی کے مطابق کرتا ہے تو اس کام کو اللہ کیطرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ رخت۔ اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔

۵۳ سایہ اَم۔ خدا کی مرضیات میں بالکل خدا کے تابع ہوں جس طرح سایہ سورج کے تابع ہے۔ حاجب۔ دربان، جس کا کام دربار تک پہنچانا ہے۔ وصال۔ بادشاہوں کی تلواروں میں موتی جڑے ہوئے ہوتے ہیں، میری تلوار کا زیور خدا کا وصال ہے۔ زندہ گردانم۔ میرے جہاد کا مقصدِ اصلی قتل کرنا نہیں ہے بلکہ راہِ حق دکھا کر جاوید زندگی دینا ہے۔ کہ نیم۔ میں گھاس کا تنکا نہیں ہوں۔

آنکه از بادے رَوَد از جا خسے ست [۱] — زانکه بادِ ناموافق خود بسے ست
جو ہوا سے جگہ سے ہل جائے وہ تنکا ہے — اِس لئے کہ ناموافق ہوائیں تو بہت ہیں

بادِ خشم و بادِ شہوت بادِ آز — بُرد اُو را کو نبُود اہلِ نماز
غصہ کی ہوا، اور شہوت کی ہوا، حرص کی ہوا — اُس شخص کو جُنبش دیتی ہے جو دیندار نہ ہو

بادِ حرص و بادِ کینہ بادِ آز — بُرد اُو را کو نبُود اہلِ نیاز
حرص کی ہوا اور کینہ کی ہوا، ہوس کی ہوا — اُس کو اُڑا لے گئی جو نیاز مند نہ تھا

بادِ کبر و بادِ عُجب و بادِ خلم — بُرد اُو را کہ نبُود از اہلِ علم
تکبر کی ہوا اور غرور کی ہوا اور سبک سری کی ہوا — اُسکو اُڑا لے گئی اسلئے کہ وہ اہلِ علم میں سے نہ تھا

کوہم و ہستیِ من بنیادِ اُوست — در شوم چوں کاہ بادم بادِ اوست
میں پہاڑ ہوں اور میرا وجود اُس کی بنیاد ہے — اگر میں تنکا بنوں تو میرے لئے ہوا اُسکی جانب سے ہے

جز بیادِ اُو نجنبد میلِ من — نیست جز عشقِ احد سرخیلِ من
اُس کی ہوا کے بغیر میرا جھکاؤ نہیں ہوتا ہے — عشقِ الٰہی کے علاوہ میرا کوئی پیشرو نہیں ہے

خشم [۲] بر شاہاں شہ و ما را غلام — خشم را من بستہ ام زین و لگام
غصہ، بادشاہوں پر حکمراں ہے اور ہمارا غلام ہے — میں نے غصہ پر زین اور لگام کس دیا ہے

تیغِ حلمم گردنِ خشمم زدست — خشمِ حق بر من ہمہ رحمت شدست
میری بُردباری کی تلوار نے میرے غصہ کی گردن کاٹ دی ہے — مجھ پر اللہ کا غصہ مجسم رحمت بن گیا ہے

غرقِ نورم گرچہ سقفم شد خراب — روضہ گشتم گرچہ ہستم بوتراب
میں نور میں غرق ہوں، اگرچہ میرا جسم تباہ ہے — میں باغ بن گیا ہوں اگرچہ میں ابو تراب ہوں

چوں در آمد علتے اندر غزا — تیغ را دیدم نہاں کردن سزا
جہاد میں جب ایک علت پیدا ہو گئی — میں نے مناسب سمجھا کہ تلوار کو میان میں کرلوں

تا احبَّ للہ [۳] آید نامِ من — تا کہ ابغض للہ آید کامِ من
تاکہ میرا نام احبّ للہ میں ہو جائے — تاکہ میرا مقصد ابغض للہ ہو جائے

تا کہ اعطیٰ للہ آید جودِ من — تا کہ امسک للہ آید بودِ من
تاکہ میری بخشش اعطیٰ للہ ہو جائے — تاکہ میرا وجود امسک للہ بن جائے

بخلِ من للہ عطا للہ و بس — جملہ للہ ام نیم من آنِ کس
میرا بخل کرنا اللہ کے لئے ہے اور میرا دینا اللہ کے لئے ہے — میں مجسم اللہ کیلئے ہوں میں کسی کا غلام نہیں ہوں

[۱] زانکہ۔ تنکا ہر ناموافق ہوا کے ساتھ اُڑ جاتا ہے۔ آنکہ۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ خلم۔ بجائے معجمہ، سبک سری آپ بیتی۔ بنیادِ اوست۔ یعنی میں حلم اور بُردباری کا پہاڑ ہوں اور میرا وجود اُس حلم کی جڑ اور بنیاد ہے۔ بادِ اوست۔ یعنی اللہ کی ہوا کیلئے میں بمنزلہ تنکے کے ہوں۔

[۲] خشم۔ غصہ، بادشاہوں پر حکمراں ہے۔ میں نے اُس کو قابو میں کر لیا ہے۔ سقف۔ چھت، اِس جگہ بدن مُراد ہے۔ بُوتراب۔ مٹی والا، ایکبار حضرتِ علی رضی اللہ عنہ حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رنجیدہ ہو کر مسجدِ نبوی کے کچے فرش پر جا لیٹے، پسینہ آیا تو تو زمین کی مٹی آپ کے بدن پر لگ گئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آنحضور نے مسجد میں پہنچکر آپ کی کمر سے مٹی صاف کرنی شروع کی اور محبت سے فرمایا "قم یا ابا تراب" اے مٹی میں سنے ہوئے کھڑا ہو جا۔ اُس روز سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب ابو تراب پڑ گیا۔

[۳] احبّ۔ حدیث شریف ہے "مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ" جس شخص نے کسی سے محض اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کیلئے بغض کیا اور کسی کو محض اللہ کیلئے دیا اور محض اللہ کیلئے نہ دیا اُسنے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا یعنی اِن کاموں میں اُسکی کوئی ذاتی غرض شامل نہ ہو تو وہ خاصانِ خدا میں سے ہے۔

للہ آنچہ می کنم تقلید[1] نیست
میں جو کچھ کرتا ہوں اللہ کے لئے ہے تقلید نہیں ہے
نیست تخییل و گماں جز دید نیست
خیال و گمان نہیں ہے آنکھوں دیکھی بات ہے

ز اجتہاد و از تحری رستہ ام
میں غور و فکر اور اٹکل سے آزاد ہوں
آستیں بر دامنِ حق بستہ ام
میں نے آستین اللہ کے دامن سے وابستہ کر دی ہے

گر ہمی پرم ہمی بینم مطار
اگر میں پرواز کرتا ہوں تو مجھے اڑنے کی جگہ نظر آتی ہے
ور ہمی گردم ہمی بینم مدار
اگر میں گردش کرتا ہوں تو مجھے گھومنے کی جگہ نظر آتی ہے

ور کشم بارے بدانم تا کجا
اگر میں بوجھ اٹھاتا ہوں تو جانتا ہوں کہاں تک (اٹھانا ہے)
ماہم و خورشید پیشم پیشوا
میں چاند ہوں اور میرے آگے سورج راہنما ہے

بیش[2] ازیں با خلق گفتن روئے نیست
مخلوق سے اس سے زیادہ کہنا مناسب نہیں ہے
بحر را گنجائے اندر جوئے نیست
نہر میں سمندر کی گنجائش نہیں ہے

پست می گویم باندازۂ عقول
عقلوں کے اندازہ سے گر کر میں بات کہتا ہوں
عیب نبود ایں بود کارِ رسول
عیب نہیں، یہی رسول کا (طریقہ) کار ہے

از غرض[3] حرم گواہی حر شنو
میں غرض سے آزاد ہوں، آزاد کی گواہی سنو
کہ گواہی بندگاں نرزد بجو
اسلئے کہ غلاموں کی گواہی ایک جو کے بھی برابر نہیں

در شریعت مر گواہی بندہ را
غلام کی گواہی کی شریعت میں
نیست قدرے وقتِ دعوی و قضا
دعوی اور فیصلہ کے وقت کوئی قدر نہیں ہے

گر ہزاراں بندہ باشندت گواہ
اگر ہزاروں غلام تیرے گواہ ہوں
بر نسنجد شرع ایشاں را بکاہ
شریعت انکو تنکے کا (بھی) ہموزن نہیں سمجھتی

بندۂ شہوت بتر نزدیکِ حق
اللہ کے نزدیک نفسانی خواہش کا غلام زیادہ برا ہے
از غلام و بندگانِ مسترق
رقیق بنائے ہوئے غلاموں سے

کایں بیک لفظے شود از خواجہ حر
اس لئے کہ وہ (غلام) ایک لفظ سے آقا سے آزاد ہو جاتا ہے
واں زید شیریں و میرد سخت مر
اور وہ (نفس کا غلام) لذت میں جی کر سختی سے مرتا ہے

بندۂ شہوت ندارد خود خلاص
شہوت کے غلام کی خلاصی نہیں ہے
جز بفضلِ ایزد و انعامِ خاص
بجز اللہ تعالیٰ کے فضل اور خاص انعام کے

در چہے افتاد کو را غور نیست
وہ ایسے کنوئیں میں گرا ہے جسکی تھاہ نہیں ہے
واں گناہِ اوست جبر و جور نیست
وہ اس کی خطا ہے ظلم و زبردستی نہیں ہے

[1] تقلید نیست یعنی عمل کا یہ اخلاص لوگوں کی دیکھا دیکھی نہیں ہے بلکہ یہ میرا عین الیقین ہے۔ گر ہمی پرم۔ قربِ الٰہی کے نور کی وجہ سے میرا ہر کام علیٰ وجہ البصیرت ہے۔ ماہم۔ میں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے نور کا کسب کرتا رہتا ہوں۔

[2] بیش ازیں یعنی جس قدر میں اپنے بارے میں کہہ چکا ہوں اس سے زیادہ کہنے کا موقع نہیں ہے۔ بخاری شریف میں حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے حدثوا الناس بما یعرفون أتحبون أن یکذب اللہ و رسولہ لوگوں سے وہی باتیں کہو جو وہ سمجھ سکیں۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اسکے رسول کو جھٹلا دیا جائے، یعنی عوام کیلئے ناقابلِ فہم باتیں کروگے تو وہ ان باتوں کی تکذیب کریں گے۔

[3] از غرض یعنی میں اپنی ان باتوں پر دلائل تو قائم نہیں کرتا ہوں کیونکہ یہ ذوقی باتیں ہیں خود گواہی دیتا ہوں اور چونکہ میں آزاد ہوں، آزاد شخص کی گواہی شریعت میں معتبر ہوتی ہے جو خود اپنی جگہ دلیل ہوتی ہے۔ مسترق۔ رقیق یعنی غلام بنایا ہوا۔ کایں یعنی غلام اور رقیق کو اگر اس کا آقا ”انت حر“ کہدے تو فوراً آزاد ہو جاتا ہے لیکن شہوت کا غلام موت تک غلام رہتا ہے۔ چہ۔ یعنی گمراہی کا کنواں۔

در چہے انداخت اُو خود را کہ من — در خورِ قعرش نمی یابم رسن
اُسنے اپنے آپکو ایسے کنویں میں گرادیا ہے کہ مجھے — اس کی گہرائی کے بقدر رسّی نہیں ملتی ہے

چوں گناہِ اوست اے جاں چوں کنم — کہ ورا از قعرِ چہ بیروں کنم
جب اُسکی خطا ہے اے پیارے! میں کیا کروں؟ — کہ اُس کو کنویں کی گہرائی سے باہر نکالوں

بس کنم گر ایں سخن افزوں شود — خود جگر چہ بود کہ خارا خوں شود
بس کرتا ہوں، اگر یہ بات بڑھی — تو جگر کیا ہوتا ہے، سنگِ خارا بھی خون بنجائے گا

ایں جگرہا خوں نشد از سختی ست — غفلت و مشغولی و بدبختی ست
یہ جگر خون نہ بنے اِس کی وجہ سختی ہے — غفلت اور مصروفیت اور بدبختی ہے

خوں[2] شود روزیکہ خونش سود نیست — خوں شو ایں وقتیکہ خوں مردود نیست
اُس دن خون بنے گا جبکہ خون بننا مفید نہیں ہے — اب اِسوقت خون بن جبکہ خون بننا نامقبول نہیں ہے

چوں گواہی بندگاں مقبول نیست — عدل آں باشد کہ بندہ غول نیست
جبکہ غلاموں کی گواہی مقبول نہیں ہے — عدل وہ ہوگا جو شیطان کا غلام نہیں ہے

گفت اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا در نذر — زانکہ بود از کون او حر بن حر
قرآن میں اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا فرمایا ہے — کیونکہ وہ (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی پیدائش سے آزاد ابن آزاد ہیں

چونکہ حرم خشم کے بندد مرا — نیست اینجا جز[3] صفاتِ حق در آ
جبکہ میں حر ہوں تو غصہ مجھے قیدی کب بنا سکتا ہے؟ — یہاں تو اللہ تعالیٰ کی صفات کے علاوہ کچھ نہیں ہے اندر آ

اندر آ کازاد کردت فضلِ حق — زانکہ رحمت داشت بر خشمش سبق
اندر آجا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی نے تجھے آزاد کر دیا — کیونکہ اُس کی رحمت اسکے غصہ پر سبقت لیگئی ہے

اندر آ اکنوں کہ رستی از خطر — سنگ بودی کیمیا کردت گہر
اندر آجا، اب تو خطرے سے نجات پاگیا ہے — تو پتھر تھا، تجھے کیمیا نے موتی بنا دیا ہے

رستہ از کفر و خارستانِ او — چوں گلے بشگفتہ در بستانِ او
تو کفر اور اُس کے خارستان سے نجات پاگیا ہے — اُس کے باغ میں تو پھول کی طرح کھل گیا ہے

تو منی و من توام اے محتشم — تو علی ؓ بودی علی ؓ را چوں کشم
تو میں اور میں تو ہے اے معزز! — تو علی ؓ تھا، علی ؓ کو میں کیسے قتل کروں!

معصیت کردی بہ از ہر طاعتے — آسماں پیمودہ در ساعتے
تو نے وہ گناہ کیا جو ہر طاعت سے بہتر ہے — تو نے ایک گھڑی میں آسمان ناپ ڈالا

---

[1] رسن۔ کنویں کی رسّی۔ چوں کنم۔ میں کیا کروں۔ خود کردہ را علاجے نیست۔ قعرِ چہ۔ کنویں کی گہرائی۔ ایں سخن۔ یعنی گناہوں کی بنا پر قساوتِ قلبی کا بیان۔ خارا۔ پتھر کی ایک سخت قسم ہے۔ ایں جگرہا۔ قرآن نے قساوتِ قلبی کا بیان کیا اور کفار کے دل خون نہ ہوئے اُسکی وجہ اُن کی قساوتِ قلبی کی انتہا تھی۔

[2] خوں شود۔ اِن قسی القلب لوگوں کے جگر بھی خون ہونگے لیکن وہ قیامت میں ہونگے جبکہ ندامت اور خونِ جگر ہونے سے کوئی نفع نہ ہوگا۔ عدل۔ گواہی کیلئے عدالت شرط ہے جس کیلئے حریت ضروری ہے تو شیطان کا غلام عدل نہ کہلائے گا اور اُس کی گواہی معتبر نہ ہوگی۔ گفت۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا ۔ اے رسول! ہم نے تمہیں گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ حر بن حر۔ آزاد، آزاد کا بیٹا۔

[3] جز صفاتِ حق یعنی اب میں خدائی اخلاق اور صفات کا حامل ہوں۔ سبق۔ سبقت۔ حدیث قدسی ہے اِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي ۔ بیشک میری رحمت میرے غضب سے سبقت لے گئی ہے۔ خطر یعنی کفر اور قتل کے خطرات۔ کیمیا۔ یعنی فضلِ خداوندی۔ بستان۔ باغ یعنی بندگانِ خاص۔ تو منی۔ یعنی اب تو اور میں ہم مشرب اور ہم مذہب ہوگئے ہیں۔ معصیت۔ قتل کا ارادہ جو مسلمان ہونیکا سبب بنگیا۔ آسمان یعنی انتہائی عروج حاصل ہوگیا۔

بس خجستہ[۱] معصیت کاں مرد کرد
وہ معصیت بہت مبارک تھی جو اس مرد نے کی

نے زخارے بر دمد اوراقِ ورد
کیا گلاب کی پھول پتیاں کانٹے سے نہیں نکلتی ہیں؟

نے عمرؓ را قصدِ آزارِ رسولؐ
کیا عمر (رضی اللہ عنہ) کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ستانے کا

می کشیدش تا بدرگاہِ قبول
قبولیت کے دربار کی طرف نہیں کھینچا

نے بسحرِ ساحراں فرعون شاں
کیا فرعون نے جادوگروں کو اُن کے جادو کی وجہ سے

می کشید و گشت دولت عونِ[۲] شاں
نہیں بلایا، اور خوش نصیبی اُن کی مددگار بنی

گر نبودے سحرِ شاں و آں جحود
اگر اُن کا جادو اور اُن کی سرکشی نہ ہوتی

کے کشیدے شاں بفرعونِ عنود
عنادی فرعون اُنھیں کب بلاتا!

کے بدیدندے عصا و معجزات
وہ عصا اور معجزے کب دیکھ سکتے؟

معصیت طاعت شُد اے قومِ عصات[۳]
اے نافرمانو! معصیت، طاعت بنگئی

نا امیدی را خدا گردن زدست
نا اُمیدی کو خدا نے قتل کر دیا ہے

چوں گناہ و معصیت طاعت شدست
جبکہ گناہ اور معصیت طاعت بن گئی ہے

چوں مبدّل می کند او سیّات
جب وہ گناہوں کو تبدیل کر دینا چاہتا ہے

عینِ طاعت می کند رغمِ وشات
تو (انکو) چغلخوروں کے علی الرغم عین طاعت بنا دیتا ہے

زیں شود مرجوم شیطانِ رجیم
اس سے شیطانِ رجیم مزید سنگسار ہو جاتا ہے

وز حسد او بطرقد گردد دو نیم
اور حسد سے وہ شق ہو جاتا ہے، دو ٹکڑے بنجاتا ہے

او بکوشد تا گناہے آورد
وہ کوشش کرتا ہے تاکہ کوئی گناہ کرائے

زاں گنہ مارا بچاہے آورد
اُس گناہ کی وجہ سے ہمیں کنوئیں میں گرا دے

چوں بہ بیند کاں گنہ شد طاعتے
جب دیکھتا ہے کہ وہ گناہ طاعت بن گیا

گردد او را نامبارک ساعتے
اُس کے لئے بڑا منحوس وقت ہوتا ہے

اندر آ من در کشادم مر ترا
اندر آجا! میں نے تیرے لئے دروازہ کھولدیا ہے

تُف زدی و تحفہ دادم مر ترا
تو نے تھوکا، میں نے تجھے تحفہ دیا

من جفا گر را چنیں ہا می دہم
(جب) میں ظالم کو اس طرح عطا کرتا ہوں

پیشِ پائے حُبِ چُناں سر می نہم
(اندازہ کر) محبت کے قدموں پر کس طرح جھکونگا

پس وفا گر را چہا بخشم بداں
پس وفادار کو کیا کچھ عطا کروں گا، سمجھ لو

گنجہا و ملکہائے جاوداں
خزانے اور لازوال مُلک (دونگا)

۱؎ خجستہ۔ بابرکت۔ اوراقِ ورد۔ گلاب کے پھول کی پتیاں۔ تنے۔ وہ مثالیں بیان کی گئی ہیں جن میں گناہ نجات کا سبب بنا ہے۔ عمر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضورؐ کو ایذا پہنچانے چلے تھے اور مسلمان ہو گئے۔ فرعون کے جادوگر حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ کیلئے آئے اور مسلمان ہو گئے۔ ۲؎ عون۔ مددگار۔ جحود۔ انکار، کفر۔ عنود۔ سرکش۔ عصا۔ حضرت موسیٰؑ کا عصا۔ ۳؎ عصات۔ عاصی کی جمع ہے بمعنی گنہگار۔ چوں گناہ۔ جب اللہ کے کرم سے سیئات بھی حسنات بن جاتے ہیں تو گنہگاروں کو مایوس نہ ہونا چاہیے۔ سیئات۔ سیئہ کی جمع ہے، گناہ۔ وشات۔ واشی کی جمع ہے، چغلخور یعنی مخالف۔ رغم۔ خاک آلود ہونا یعنی کسی کی منشاء کے خلاف کام کا ہونا۔ زیں شود۔ شیطان کا مقصد گناہ کرا کر تباہ کرنا ہے جب گناہ طاعت بن جاتا ہے تو اُس کو انتہائی صدمہ ہوتا ہے۔ تُف۔ تھوک۔ پس۔ یعنی جب مخالفوں سے یہ برتاؤ ہے تو دوستوں کے ساتھ کیا کچھ نہیں کرونگا۔

جاودانہ بادشاہی بخشمش — آنچہ اندر وہم ناید بدہمش

اُس کو لازوال بادشاہی بخشوں گا — جس کا تصور بھی نہ ہو سکے اُس کو وہ دوں گا

من چناں مَردم کہ بر خونیٔ[1] خویش — نوشِ لطفِ من نشد در قہر نیش

میں ایسا مرد ہوں کہ اپنے قاتل پر بھی — میری مہربانی کا شہد، قہر کا ڈنک نہیں بنا

گفتنِ حضرتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بگوشِ رکابدارِ[2] امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ کشتنِ علی رضی اللہ عنہ بردستِ تو خواہد بود خبرت کردم

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے خادم سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کان میں کہنا کہ علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تیرے ہاتھ سے ہوگی میں نے تجھے بتا دیا ہے۔

گفت پیغمبر بگوشِ چاکرم — کو بُرد روزے زگردن ایں سَرم

میرے خادم کے کان میں (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) نے — کہ وہ ایک روز اس گردن سے سر قلم کرے گا

کرد آگہ آں رسول از وحیِ دوست — کہ ہلاکم عاقبت بردستِ اوست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے ذریعہ آگاہ کر دیا — کہ میری ہلاکت انجام کار اُسکے ہاتھ سے ہوگی

او ہمی گوید بکُش پیشیں مرا — تا نیاید از من ایں مُنکر خطا

وہ (مجھ سے) کہتا ہے کہ پہلے ہی مجھے مار ڈالیے — تاکہ ایسی بُری خطا مجھ سے نہ ہو

من ہمی گویم چو مرگِ من زتست — با قضا من چوں توانم حیلہ جُست

میں (اُس سے) کہتا ہوں جبکہ میری موت تیرے ہاتھ سے ہے — قضائے (خداوندی) کے مقابلہ میں میں کیا تدبیر کر سکتا؟

او ہمی اُفتد بہ پیشم کاے کریم — مر مرا کُن از برائے حق دو نیم

وہ میرے قدموں پر گرتا ہے کہ اے آقا! — خدا کے لئے میرے دو ٹکڑے کر دیجئے

تا نیاید بر من ایں انجامِ بد — تا نسوزد جانِ من بر جانِ خود

تاکہ میرا یہ بُرا انجام نہ ہو — تاکہ میں اپنے اوپر نہ جلوں

من ہمی گویم برو جفّ القلم[3] — زاں قلم بس سرنگوں گردد عَلَم

میں کہتا ہوں، جا قلم خشک ہو چکا ہے — اس قلم سے بہت سے جھنڈے سرنگوں ہو گئیں

ہیچ بُغضے نیست در جانم زتو — زانکہ ایں را من نمیدانم زتو

میرے دل میں تیری طرف سے کوئی بغض نہیں ہے — اس لئے کہ میں اس بات کو تیری طرف سے نہیں سمجھتا ہوں

---

[1] خونی۔ قاتل۔ نوش۔ شہد، تریاق۔ نیش۔ کیل، ڈنک۔

[2] رکابدار۔ خادم، حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ابن ملجم خارجی کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ جو کہ صحابی نہ تھا اس صورت میں اس قصہ کی تصدیق صحیح روایات سے نہیں ہوتی ہے۔ چاکر۔ خادم۔ دوست۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ اُوست۔ یعنی وہی خادم۔ منکر خطا۔ بُری خطا، یعنی حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا قتل، حیلہ۔ تدبیر۔

[3] جفّ القلم۔ حدیث شریف میں ہے۔ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ، "جو تیرے ساتھ ہونے والا ہے اُس کو لکھ کر قلمِ قدر خشک ہو چکا ہے" یعنی تقدیر کا لکھا اب نہیں مٹ سکتا ہے۔ سرنگوں۔ یعنی اقبال مند، ادبار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ علم۔ جھنڈا۔

آلتِ حقّی تو فاعل دستِ حق — چوں زنم بر آلتِ حق طعن و دق
تو اللہ تعالیٰ کا آلہ کار ہے اور کرنیوالا خدا ہے — میں اللہ تعالیٰ کے آلہ پر نیزہ زنی اور گرز زنی کیسے کروں؟

گفت اُو پس آں قصاص از بہر چیست — گفت ہم از حق و آں سرِ خفیست
اُس نے کہا تو پھر خون کا بدلہ کیوں ہے؟ — کہا وہ بھی اللہ تعالیٰ کیجانب سے ہے اور وہ مخفی راز ہے

گر کُند بر فعلِ خود حق اعتراض — زاعتراضِ خود بروید اندر ریاض
اگر اللہ (تعالیٰ) اپنے فعل پر اعتراض کرتا ہو — اپنے اعتراض سے وہ باغ اُگا دیتا ہے

اِعتراض اُو را رسد بر فعلِ خود — زانکہ در قہر ست و در لطف او احد
اُس کو اپنے کام پر اعتراض کا حق ہے — کیونکہ وہ قہر اور مہر میں یگانہ ہے

اندریں شہرِ حوادث میرِ اُوست — در ممالک مالکِ تدبیر اُوست
حوادث کی اِس دنیا میں وہی حکمراں ہے — ملکوں میں وہی تدبیر کا مالک ہے

آلتِ خود را اگر خود بشکند — آں شکستہ گشتہ را نیکو کُند
اگر وہ اپنے آلہ کو خود توڑ دیتا ہے — اُس ٹوٹے ہوئے کو خوب جوڑ دیتا ہے

رمزِ ننسخ آیۃً او ننسہا — نأت خیرا در عقب می داں مہا!
ما ننسخ من آیۃ او ننسہا کے اشارے — کے بعد نأتِ بخیرٍ منہا کو سمجھ لے اے بزرگ!

ہر شریعت را کہ حق منسوخ کرد — اُو گیا بُرد و عوض آورد ورد
جس شریعت کو خدا نے منسوخ کیا ہے — (تو) اُس نے گھاس کو ختم کیا ہے اور بدلے میں گلاب دیا ہے

شب کند منسوخ نورِ روز را — چوں جمادے داں خرد افروز را
رات دن کی روشنی کو منسوخ کردیتی ہے — عقلمند کو پتھر کی طرح سمجھ

باز شب منسوخ شد از نورِ روز — تا جمادی سوخت زاں آتش فروز
پھر دن کی روشنی سے رات منسوخ ہوئی — یہاں تک کہ اس حرارت پیدا کرنیوالے کیوجہ سے پتھر پن ختم ہو گیا

گرچہ ظلمت آمد آں نوم و سبات — نے درونِ ظلمت ست آبِ حیات
اگر نیند اور رات کا سکون تاریکی ہے — (تو) کیا آبِ حیات تاریکی میں نہیں ہے؟

نے دراں ظلمت خردہا تازہ شد — سکتہ سرمایۂ آوازہ شد
کیا اُس تاریکی میں عقلیں تازہ نہیں ہو گئیں — کیا خاموشی، شہرت کا سرمایہ نہیں بنی؟

کہ زضدہا ضدہا آید پدید — در سویدا روشنائی آفرید
کیونکہ اضداد سے اضداد پیدا ہوتے ہیں — دل کے کالے نقطہ میں نور پیدا فرمایا ہے

لٰہ آلت - اوزار، آلۂ کار۔ قصاص - خون کا بدلہ یعنی جبکہ قاتل خود نہیں قتل کرتا ہے بلکہ قدرت کا ہاتھ قتل کرتا ہے تو قاتل سے بدلہ کیوں لیا جاتا ہے۔ وآں۔ قاتل کو صدورِ قتل سے قبل قتل کرنا اضطرار محض پر قتل کر دینا ہے اور جب اُس سے قتل صادر ہو چکا تو اُس کا اختیار بھی کارفرما ہوا لہٰذا اُسکا قتل عینِ حکمت ہے رہی یہ بات کہ ہے بہر حال وہ ایک آلہ صدورِ قتل سے قبل بھی اور بعد میں بھی اور اللہ نے قصاصاً اُسکو قتل کرنیکا حکم فرما دیا تو اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے ایک آلہ کو خود توڑ ڈالے۔

۵۲ اعتراض یعنی اپنے کسی کو اب خلافِ مصلحت قرار دیدے اور اُسکی بجائے دوسرا حکم دیدے تو وہ اس دوسرے حکم پر مصلحتوں کے باغ کھلا دیتا ہے۔ ننسخ۔ تشریع میں جو تبدیلی ہوتی ہے وہ مصلحتوں سے پُر ہوتی ہے خود فرما دیا ہے۔ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نأتِ بخیرٍ منہا، ہم جب کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اُس سے بہتر لے آتے ہیں۔ شب کند۔ تکوینیات میں بھی جب حق تعالیٰ کوئی تغیر فرماتا ہے تو اُس میں مصلحت ہوتی ہے۔ چونکہ عقل انسانی بیکار پتھر جیسی ہو جاتی ہے۔

۵۳ گرچہ ظلمت۔ بظاہر نور کی تبدیلی کے بعد ظلمت کی آمد کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتی لیکن جاندار کو حقیقتاً اسی سے آبِ حیات حاصل ہوتا ہے اور تمام قویٰ از سرِ نو تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ سکتہ۔

جنگِ پیغمبر مدارِ صلح شُد
پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی جنگ صلح کا دار ومدار ہوئی

صلحِ ایں آخر زماں زاں جنگ بُد
اِس اخیر زمانہ کی صلح، اِسی جنگ کی وجہ سے تھی

صد ہزاراں سَر بُرید آں دلستاں
اُس محبوب نے لاکھوں سَر قلم کر دیئے

تا اماں یابد سرِ اہلِ جہاں
تاکہ دنیا والوں کے سَروں کو امن حاصل ہو

باغباں زاں می بُرد شاخِ خضر
باغبان، سبز شاخ اِس لئے کاٹ دیتا ہے

تا بیابد نخل قامتہا و بَر
تاکہ کھجور قد اور پھل حاصل کرے

می کَند از باغ آں دانا حشیش
وہ سمجھدار، باغ میں سے گھاس اکھاڑ ڈالتا ہے

تا نماید باغ و میوہ خرمیش
تاکہ باغ اور پھل اپنی تر و تازگی نمایاں کر سکے

می کَند دندانِ بَد را آں طبیب
مریض دانت کو ڈاکٹر اُکھاڑ دیتا ہے

تا رہد از درد و بیماری حبیب
تاکہ دوست درد اور بیماری سے نجات پا جائے

پس زیادتہا درونِ نقصہاست
پس نقصانوں میں ترقیاں (مُضمر) ہیں

مر شہیداں را حیات اندر فناست
شہیدوں کی زندگی، فنا ہو جانے میں ہے

چوں بُریدہ گشت حلقِ رزق خوا
جب رزق کھانے والا حلق کٹ گیا

یُرزَقُونَ یَفرَحُونَ آید گوار
تو یُرزَقُونَ یَفرَحُونَ خوشگوار ہو کر آجاتا ہے

حلقِ حیواں چوں بُریدہ شد بعدل
جانور کا گلا جب انصاف سے کاٹا گیا

حلقِ انساں رُست و افزائید فضل
انسان کے حلق نے نشو نما پائی اور اُس کی فضیلت بڑھ گئی

حلقِ انساں چوں بُرید شد ببیں
جب انسان کا گلا کٹا، غور کر

تا چہ زاید کُن قیاس آں را بدیں
وہ کیا اضافہ کرے گا، اُس کو اِس پر قیاس کر لے

حلقِ ثالث زاید و تیمارِ اُو
تیسرا حلقوم پیدا کرے گا اور اُس کی تیمار داری

شربتِ حق باشد و انوارِ اُو
اللہ (تعالیٰ) کے شربت اور اُس کے انوار سے ہوگی

حلقِ بُبریدہ خورد شربت ولے
کٹا ہوا حلقوم شربت پیتا ہے، لیکن

حلق از لَا رُستہ مُردہ در بَلٰے
وہ حلق جو لَا سے آزاد ہو گیا ہو اور بلیٰ میں فنا ہو گیا ہو

بس کُن اے دُوں ہمتِ کوتہ بناں
اے کوتاہ ہمت اور کوتاہ دست! بس کر

تا کیت باشد حیاتِ جاں بناں
روٹی کے ذریعہ تیری جان کی زندگی کب تک رہیگی؟

زاں نداری میوہ مانندِ بید
بید کی طرح تو بے ثمر اِسی وجہ سے ہے

کابرو بُردی پئے نانِ سپید
کہ تُو نے سفید روٹی کے لئے آبرو ختم کر دی ہے

لہ جنگِ پیغمبر۔ آنحضورؐ کے جس قدر غزوات ہیں اُن میں بظاہر تخریب ہے لیکن دراصل تعمیر ہے۔ باغباں۔ مالی شاخیں تراشتا ہے۔ اور گھاس اکھاڑ ڈالتا ہے اِس کی وجہ سے باغ میں پھل اور پھول کی کثرت ہوتی ہے۔ می کَند۔ طبیب دانت اکھاڑتا ہے لیکن مصلحت یہ ہوتی ہے کہ بیمار کو آرام ملے۔ حبیب۔ یعنی محبوب بیمار۔ یعنی بہت سی چیزوں میں جو نقصان نظر آتے ہیں وہی اضافوں کا سبب ہیں، انسان شہید ہو کر بقاء دوام حاصل کر لیتا ہے۔

لہ گوار۔ شہیدوں کے بارے میں آیت یُرزَقُونَ فَرِحِینَ نازل ہوئی ہے یعنی اُن شہیدوں کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ حلقِ حیوان۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر جانور ذبح ہوتا ہے اور انسان اُس کو کھاتا ہے تو اُسکو یہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ اشرف المخلوقات کا جزو بدن بنجاتا ہے۔ انسان کا حلق اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر کٹے تو اِسپر قیاس کر لو اُس کو کیا فضیلتیں حاصل ہونگی۔ بدیں۔ بایں۔

لہ حلقِ ثالث۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کا حلقوم اللہ کے نام پر کٹے گا تو انسان کو ایک ایسا حلقوم عنایت ہو جائیگا جو اللہ کے انوار اور شربت پیئے گا۔ لَا۔ یعنی غیر اللہ کی نفی۔ بَلٰے۔ یعنی اُس نے اللہ کی ربوبیت کا پورا اقرار کیا ہو۔ بنان۔ سرِ انگشت یعنی ہاتھ۔ بید۔ بے ثمر درخت ہے۔

گر ندارد صبر زیں ناں جانِ حس — کیمیا[1] را گیر و زر گرداں تو مس

اگر حس کی جان اس روٹی سے صبر نہیں کرتی ہے — کیمیا حاصل کر، اور تو تانبے کو سونا بنا دے

جامہ شوئی کرد خواہی اے فلاں — رُو مگرداں از محلہ گازراں

اے فلاں! اگر تو کپڑے صاف کرنا چاہتا ہے — تو دھوبیوں کے محلے سے رُوگردانی نہ کر

گرچہ ناں بشکست مر روزہ ترا — در شکستہ بند پیچ و بر تر آ

اگرچہ روٹی نے تیرا روزہ توڑ دیا ہے — ٹوٹے ہوئے کو جوڑنے والے سے لپٹ جا اور آگے بڑھ

چوں شکستہ بند آمد دستِ او — پس رفو آید یقیں ز اشکستِ او

جب اسکا ہاتھ، ٹوٹے ہوئے کو جوڑنے والا ہے — تو اس کا توڑنا یقیناً، جوڑنا ہوگا

گر تو آں را بشکنی گوید بیا — تو درستش کن نداری دست و پا

اگر تو خود اس کو توڑنے لگے وہ کہے گا، آجا — تو اس کو درست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے

پس شکستن حقِ او باشد کہ او — مر شکستہ گشتہ را داند رفو[2]

توڑنا اس کے لئے مناسب ہے جو — ٹوٹے ہوئے کو جوڑنا جانتا

آنکہ داند دوخت او داند درید — ہر چہ او بفروخت نیکوتر خرید

جو سینا جانتا ہے وہ کاٹنا بھی جانتا ہے — جو بیچتا ہے وہ عمدہ طریقہ پر خریدتا ہے

خانہ را کند و چو جنت ساخت او — پست کرد و بر فلک افراخت او

گھر کو اجاڑا اور اس کو جنت بنا دیا — اس کو ڈھایا اور آسمان تک بلند کر دیا

خانہ را ویراں کند زیر و زبر — پس بیک ساعت کند معمور تر

گھر کو ویران اور زیر و زبر کرتا ہے — پھر ایک گھڑی میں اور زیادہ آباد کر دیتا ہے

گر یکے را سر ببرد از بدن — صد ہزاراں سر بر آرد در زمن

اگر کسی کے جسم سے سر کاٹتا ہے — فوراً لاکھوں سر پیدا کر دیتا ہے

گر نفرمودے قصاصے بر جنات — خود[3] نگفتے فی القصاص آمد حیات

اگر وہ مجرموں پر قصاص کا حکم نہ فرماتا — (اور) یہ نہ فرماتا کہ قصاص میں زندگی ہے

خود کرا زہرہ بدے تا او ز خود — بر اسیرِ حکمِ حق تیغے زند

کس کی طاقت ہوگی کہ وہ از خود — اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند پر تلوار چلائے

زانکہ داند ہر کہ چشمش را کشود — کاں کشندہ سخرہ تقدیر بود

اسلئے کہ ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے آنکھ کھولی ہے — کہ وہ قاتل تقدیر کے تابع تھا

---

[1] کیمیا۔ یعنی اگر تو خود ترکِ دنیا نہیں کر سکتا تو کسی شیخ کا ہاتھ پکڑ لے وہ تیرے تانبے کو سونا بنا دیگا۔ جامہ شوئی یعنی گناہوں سے اپنا دامن پاک کرے۔ گازراں۔ گازر کی جمع ہے، دھوبی یعنی وہ شیخ کامل جو تجھے گناہوں سے پاک کر دے۔ نان۔ روٹی یعنی دنیاوی لذتیں۔ روزہ یعنی پرہیزگاری۔ شکستہ بند۔ ٹوٹے ہوئے کو جوڑنیوالا یعنی شیخ کامل۔ گر تو۔ اگر تو خود تقویٰ حاصل کر کے نیکی کوشش کریگا تو کوئی نہ کوئی شیخ کامل تجھے اپنی طرف کھینچ لیگا۔ پس شکستن۔ اصلاحِ باطن کرنا شیخِ کامل ہی کا کام ہے۔

[2] رفو۔ سینا یعنی جوڑنا۔ خانہ۔ ایک ماہر کاریگر گھر کھود ڈالتا ہے تو پھر اسکو جنت نشان بنا دیتا ہے۔ بر آرد۔ پیدا کند یعنی ایک بُری عادت چھڑا کر لاکھوں اچھی عادتیں پیدا کر دیتا ہے۔ در زمن فوراً۔ جنات۔ جانی کی جمع ہے مجرم۔ خود نگفتے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ تمہارے لئے قصاص میں زندگانی ہے۔ اس شعر سے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ شروع ہوا ہے۔

[3] خود کرا۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا قاتل جو تقدیر کا اسیر ہے اسکو بغیر حکمِ خداوندی کون مار سکتا تھا۔ زَہرہ۔ ہمت، حوصلہ۔ چشم کشودن۔ غور کرنا۔ کشندہ۔ قاتل۔ سخرہ۔ مسخر، مجبور۔

ہر کرا آں حکم[1] بر سر آمدے
جس کے لئے یہ حکم صادر ہوتا

بر سرِ فرزندِ خود تیغے زدے
(وہ) اپنے لڑکے کے سر پر تلوار مارتا

رَو بترس وطعنہ کم زن بر بداں
جا، ڈرتا رہ اور بُروں پر طعنہ زنی نہ کر

پیشِ دامِ حکمِ عجزِ خود بداں
اللہ (تعالیٰ) کے حکم کے جال کے سامنے اپنا عجز سمجھ

پیشِ حکمِ حق بنہ گردن بجاں
دل سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے گردن جھکا دے

تسخر وطعنہ مزن بر دیگراں
دوسروں پر مذاق اور طعنہ زنی نہ کر

تعجب کردنِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام از ضلالتِ ابلیس

حضرت آدم علیہ السلام کا ابلیس لعین کی گمراہی پر تعجب کرنا

لعین و عُجب آوردنِ اُو

اور اُن کا غرور کرنا

روزے آدم بر بلیسے[2] کو شقی ست
ایک روز آدم (علیہ السلام) نے ابلیس کو جو بدبخت ہے

از حقارت وز زیافت بنگریست
حقارت اور کھوٹے پن کی نگاہ سے دیکھا

خویش بینی کرد و آمد خود گزیں
(انھوں نے) خود بینی کی اور خود پسند بنے

خندہ زد بر کارِ ابلیسِ لعیں
ابلیسِ لعین کے کام کی ہنسی اُڑائی

بانگ بر زد غیرتِ حق کاے صفی
غیرتِ حق نے پکارا کہ اے برگزیدہ!

تو نمیدانی ز اسرارِ خفی
تمہیں چھپے ہوئے رازوں کا علم نہیں ہے

پوستیں را باژگونہ گر کنم
اگر میں پوستین کو اُلٹ دوں

کوہ را از بیخ واز بُن بر کنم
(تو) پہاڑ کو جڑ اور بنیاد سے اکھاڑ ڈالوں

پردہ صد آدم آندم بر دَرم
فوراً سینکڑوں آدموں کی پردہ دری کردوں

صد بلیسِ نو مسلماں[3] آورم
سینکڑوں شیطانوں کو نومسلم کردوں

گفت آدمؑ توبہ کردم زیں نظر
(حضرت) آدمؑ نے کہا میں نے اس نظر سے توبہ کی

ایں چنیں گستاخ نندیشم دگر
پھر کبھی ایسی گستاخی کو خیال میں بھی نہ لاؤں گا

یا رب ایں جرأت ز بندہ عفو کن
اے خدا! بندہ کی اس جرأت کو معاف کردے

توبہ کردم می نگیرم زیں سخن
میں نے توبہ کی، میری اس بات پر گرفت نہ کر

یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اِھْدِنَا
اے فریادیوں کے فریادرس! ہم کو ہدایت دے

لَا افْتِخَارَ بِالْعُلُوْمِ وَالْغِنَا
علوم اور مالداری پر کوئی فخر نہیں ہے

---

۱ حکم۔ یعنی تقدیرِ الٰہی کا حکم یعنی اگر بیٹے کا قتل باپ کے ہاتھ سے مقدر ہو چکا ہے تو شفقتِ پدری اس کو نہیں روک سکتی ہے۔ دامِ حکم۔ یعنی تقدیرِ خداوندی کا جال۔ یعنی بُروں کا مذاق اُڑانا بڑا خطرناک ہے۔ تعجب کردن۔ اس قصہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ کسی کے گناہ پر مذاق نہ اُڑانا چاہئیے اور اپنے اوپر گھمنڈ نہ کرنا چاہئیے۔

۲ بلیس۔ ابلیس شیطان۔ شقی۔ بدبخت۔ زیافت۔ کھوٹا پن۔ خویش بینی۔ غرور، تکبر۔ خود گزیں۔ خود پسند۔ صفی۔ منتخب۔ صفی اللہ حضرت آدمؑ کا لقب ہے۔ خفی۔ پوشیدہ۔ باژگونہ۔ اُلٹا۔ پوستیں باژگونہ کردن۔ حالات کو اُلٹ دینا، باطن کو ظاہر کردینا۔ بُن۔ جڑ۔

۳ نو مسلماں۔ وہ شخص جو کافر کے گھر میں پیدا ہونے کے بعد اسلام لایا ہو۔ نظر۔ یعنی خود بینی۔ غیاث۔ فریادرس۔ مستغیثین۔ مستغیث کی جمع ہے، فریادی۔ افتخار۔ فخر کرنا۔ غنا۔ مالداری۔

لَاتُزِغْ۱ قَلْباً هَدَيْتَ بِالْكَرَمْ
کرم کرکے جس دل کو تُو نے ہدایت دیدی ہے اسکو کج نہ کر

وَاصْرِفِ السُّوْءَ الَّذِیْ خَطَّ الْقَلَمْ
اور اُس بُرائی کو پھیر دے جو قلم نے لکھدی ہے

بگذراں از جانِ ما سُوْءَ الْقَضَا
بُری تقدیر کو ہماری جان سے ٹالدے

وَامبُر ما را زاخوانِ الصَّفا
ہمیں اہلُ اللہ سے جُدا نہ کر

تلخ تر از فرقتِ تو ہیچ نیست
تیری جُدائی سے زیادہ کڑوی چیز کوئی نہیں ہے

بے پناہت غیر پیچا پیچ نیست
تیری پناہ کے بغیر سوائے اُلجھن کے کچھ نہیں ہے

رختِ ما ہم رختِ ما را راہزن
ہمارا سامان بھی ہمارا راہزن ہے

جسمِ ما مر جانِ ما را جامہ کن
ہمارا جسم ہی ہماری جان کیلئے نقصان رساں ہے

دستِ۲ ما چوں پائے ما را می خورد
جب ہمارا ہاتھ ہی ہمارے پاؤوں کو کھاتا ہے

بے امانِ تو کسے چوں جاں برد
تیری اماں کے بغیر کوئی کسطرح جان بچاسکتا ہے؟

ور برد جاں زیں خطر ہائے عظیم
اگر ان بڑے خطروں سے جان بھی بچالی

بُردہ باشد مایۂ اِدبار و بیم
تو بدبختی اور خوف کا سرمایہ حاصل کیا

زانکہ جاں چوں وصلِ جاناں نبود
اسلئے کہ جان کا جبتک محبوب سے وصال نہ ہو

تا ابد با خویش کور ست و کبود
قیامت تک وہ خود اندھی اور بے نُور ہے

چوں تو ندہی راہ جاں خود بُردہ گیر
جب تو راستہ نہ دے جان کا بچنا فرضی بات ہے

جاں کہ بے تو زندہ باشد مُردہ گیر
وہ جان جو تیرے بغیر زندہ ہو اُسکو مُردہ سمجھنا چاہیے

گر تو طعنہ می زنی بر بندگاں
اگر تو بندوں پر طعنہ زنی کرے

مر ترا آں می رسد۳ اے کامراں
اے مختار! یہ تیرا حق ہے

ور تو ماہ و مہر را گوئی جفا ق
اگر تو چاند اور سورج کو مخفی کہے

ور تو قدِ سرو را گوئی دوتا
اگر تو سرو کے قد کو جُھکا ہوا کہے

ور تو چرخ و عرش را خوانی حقیر
اگر تو آسمان اور عرش کو حقیر کہے

ور تو کان و بحر را گوئی فقیر
اگر تو کان اور سمندر کو فقیر کہے

آں بہ نسبت با کمالِ تو رواست
یہ بات تیرے کمال کے پیشِ نظر درست ہے

مُلکِ اکمال و فنا ہا مر تراست
مکمل کرنے اور فنا کرنے کی ملکیت تیری ہی ہے

کہ تو پاکی از خطر و ز نیستی
کیونکہ تو عدم اور نیستی سے پاک ہے

نیستاں را مُوجد و مُفنیستی
معدوم کو وجود کرنیوالا ہے اور فنا کرنیوالا ہے

۱ لَاتُزِغْ۔ کج نہ کر۔ سوءٌ۔ بُرائی۔ قلم یعنی قلمِ تقدیر۔ بگذراں۔ ٹال دے۔ وامبر۔ جدا نہ کر۔ اخوان الصفا۔ صاف دل لوگ، اہلُ اللہ۔ رخت۔ سامان، یعنی دنیاوی لذتیں۔ جامہ کن۔ کپڑے اُتارنیوالا۔

۲ دستِ ما۔ یعنی ہماری مصروفیت راہِ سلوک میں نہیں چلنے دیتی۔ اِدبار۔ نحوست۔ بیم۔ خوف، یعنی وہ جان جو محبتِ الٰہی سے خالی ہے، اگر بچا بھی لی تو کچھ فائدہ نہیں ہے ایسی جان تو ادبار اور خوف کا سرمایہ ہے۔ کور و کبود۔ بے نور و تاریک۔ راہ۔ راہِ نجات، یعنی جب اللہ تعالیٰ نجات کا راستہ نہ دے تو جان کا بچنا فرضی اور غیر واقعی ہے کیونکہ ایسی جان تو خود مُردہ ہے۔

۳ ترا می رسد۔ تجھے حق حاصل ہے۔ کامراں۔ کامیاب۔ خفا۔ مخفی، پوشیدہ۔ دوتا۔ دوہرا، کُبڑا۔ پاکی۔ تو پاک ہے۔ خطر۔ احتمالِ عدم نیستی۔ نیست ہا۔ معدوم۔ مُفنی۔ فنا کرنیوالا۔

آنکہ رویانید داند سوختن — وانکہ بدرید ست داند دوختن
جس نے اُگایا ہے وہ جلانا جانتا ہے — جس نے پھاڑا ہے وہ سینا جانتا ہے

می بسوزد ہر خزاں مر باغ را — باز رویاند گلِ صباغ را
ہر خزاں میں باغ کو جلا ڈالتا ہے — پھر رنگ آمیز پھول اُگا دیتا ہے

کاے بسوزیدہ بروں آ تازہ شو — بارِ دیگر خوب و خوش آوازہ شو
کہ اے جلے ہوئے باہر آ، تر و تازہ ہو جا — دوبارہ خوبصورت بن اور مشہور ہو جا

چشمِ نرگس کور شد بارش بساخت — حلقِ نے ببرید بازش خود نواخت
نرگس کی آنکھ اندھی ہوئی اُس کو پھر بنا دیا — بانسری کا حلق پھاڑ دیا پھر اُس کو بجا دیا

ما چو مصنوعیم و صانع نیستیم — جز زبون و جز کہ قانع نیستیم
ہم چونکہ بنائے ہوئے ہیں اور بنانے والے نہیں ہیں — سوائے ناچیز اور سوائے ادنیٰ درجہ پر قانع ہونے کے کچھ نہیں ہیں

ما ہمہ نفسی و نفسی می زنیم — گر نخواہی ما ہمہ آہرمنیم
ہم سب نفسی نفسی پکارتے ہیں — اگر تو نہ چاہے، ہم سب شیطان ہیں

زاں ز آہرمن رہیدستیم ما — کہ خریدی جانِ ما را از عمیٰ
ہم نے شیطان سے رہائی اسلئے پائی ہے — کہ تو نے ہماری جان کو اندھے پن سے بچالیا ہے

تو عصا کش ہر کرا کہ زندگیست — بے عصا و بے عصا کش کور چیست
جس کی زندگی ہے تو اُس کیلئے لاٹھی پکڑنیوالا ہے — لاٹھی اور لاٹھی پکڑنے والے کے بغیر اندھا کیا ہوتا ہے!

غیرِ تو ہر چہ خوش ست و ناخوش ست — آدمی سوز ست و عینِ آتش ست
تیرے سوا جو کچھ بھی ہے خواہ اچھا ہے یا بُرا ہے — آدمی کو جلانے والا ہے اور مجسم آگ ہے

ہر کرا آتش پناہ و پشت شد — ہم مجوسی گشت و ہم زردشت شد
جس کسی کے لئے آگ پشت و پناہ بن گئی — وہ آتش پرست اور آتش پرستوں کا پیشوا بن گیا

کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ — اِنَّ فَضْلَ اللّٰہِ غَیْمٌ ھَاطِلٌ
اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے — بیشک اللہ کا فضل بارش برسانے والا ابر ہے

بازگشتن بحکایتِ امیر المومنین حضرتِ علی رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے قصہ کی طرف واپسی

و مسامحت کردنِ او با خونی و رکابدارِ خویش

اور اُن کا اپنے قاتل اور اپنے خادم سے چشم پوشی برتنا

۱ؔ رویانیدن۔ اُگانا۔ صباغ۔ رنگریز۔ گلِ صباغ۔ وہ پھول جو اپنی خوش رنگی کی وجہ سے باغ کی زینت ہو۔ آوازہ۔ شہرت۔ بازش۔ اُس کی جگہ دوسرا پھول کھلا دیا۔

۲ؔ مصنوع۔ بنایا ہوا، مخلوق۔ صانع۔ بنانے والا، خالق۔ زبون۔ کمزور، ناچیز۔ نفسی نفسی زدن۔ حاجت کا اظہار کرنا۔ آہرمن۔ اہرمن، شیطان۔

۳ؔ عمیٰ۔ اندھا پن۔ عصا کش۔ اندھے کی لاٹھی پکڑ کر چلنے والا۔ کور چیست۔ اندھا بالکل بیکار ہے چل پھر نہیں سکتا ہے۔ ماخلا۔ علاوہ۔ غیم۔ ابر۔ ہاطل۔ برسنے والا۔ مسامحت۔ چشم پوشی۔ رکابدار۔ خادم

بازرو سوئے علیؓ و خونیش — واں کرم باخونی و افزونیش
(حضرت) علیؓ اور انکے قاتل کے (قصہ کی) طرف پھر چل — اور قاتل پر انکے کرم اور کرم میں اضافہ کی طرف (چل)

گفتؔ دشمن را همی بینم بچشم — روز و شب بر وے ندارم هیچ خشم
کہا میں دشمن کو آنکھ سے دیکھتا ہوں — شب و روز، اس پر کوئی غصہ نہیں کرتا ہوں

زانکه مرگم همچو جاں خوش آمدست — مرگِ من در بعث چنگ اندر زدست
کیونکہ مجھے موت زندگی کی طرح اچھی لگتی ہے — میری موت نے زندگی کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے

مرگِ بے مرگی بُوَد مارا حلال — برگِ بے برگی بود مارا نوال
بغیر موت کے موت، ہمارے لئے حلال ہے — بے نوائی کا سامان ہمارے لئے عطیہ ہے

برگِ بے برگی ترا چوں برگ شُد — جانِ باقی یافتی و مرگ شُد
بے نوائی کا سامان جب تیرے لئے سامان بن گیا — تو تو نے حیاتِ جاودانی پالی اور موت ختم ہو گئی

آنچه خوفِ دیگراں آں امنِ تُست — بط قوی در بحر و مرغِ خانه سُست
جو دوسروں کیلئے خوف کا سبب ہے وہ تیرے لئے امن بن گیا — دریا میں بط قوی ہوتی ہے اور پالتو مرغ سست ہوتا ہے

ظاهرش مرگ و بباطن زندگی — ظاهرش ابتر نہاں پایندگی
اس کا ظاہر موت ہے اور باطن زندگی ہے — بظاہر وہ تباہی ہے، بباطن وہ بقا ہے

از رحمؔ زادن جنیں را رفتن ست — در جہاں اُو را ز نو بشگفتن ست
بچہ کا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا (اسکا) سفر ہے — اُس کا دنیا میں از سرِ نو کھلنا ہے

چوں مرا سوئے اجل عشق و ہواست — نہیِ لَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ مراست
چونکہ موت سے مجھے عشق اور محبت ہے — اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کی ممانعت میرے لئے ہے

آنکه مُردن پیشِ جانش تہلکہ است — امرِ لَا تُلْقُوا بگیرد او بدست
جس کی جان کے لئے مرنا ہلاکت ہے — وہ لَا تُلْقُوا کے حکم پر عامل نہیں ہے

آنکه مُردن پیشِ اُو شد فتحِ باب — سَارِعُوا آمد مر او را در خطاب
جس کے لئے مرنا کامیابی بن گیا ہے — اس کے لئے "جلدی کرو" کا خطاب آیا ہے

زانکه نہی از دانه شیریں بُوَد — تلخ را خود نہی حاجت کے شود
اس لئے کہ ممانعت تو میٹھے دانے سے ہوتی ہے — کڑوے کے لئے ممانعت کی کیا ضرورت ہے؟

دانه کِش تلخ باشد مغز و پوست — تلخی و مکروہیش خود نہیِ اوست
جس دانہ کا گودا اور چھلکا کڑوا ہو — اس کی تلخی اور کڑواہٹ خود ممانعت ہے

۱ گفت یعنی حضرت علیؓ نے اپنے مقابل سے کہا۔ خشم یعنی اپنے ذاتی معاملہ میں۔ مرگِ بے مرگی۔ حدیث شریف میں ہے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ مرجاؤ قبل اسکے کہ مرو۔ بے برگی۔ بے نوائی۔ بے سروسامانی۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ آنچہ۔ موت کافروں کے لئے باعث خوف اور مومن کیلئے باعث امن ہے جیسا کہ دریا بط کیلئے قوت کا سبب اور پالتو مرغ کیلئے کمزوری کا سبب ہے۔

۲ از رحم۔ بچہ کا ماں کے پیٹ سے باہر آنا اُسکا انتقال ہے اور اسی سے اسکا نشوونما ہوتا ہے۔ نہی۔ قرآن پاک میں ہے وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ تم اپنے آپکو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ مولانا نے ہلاکت کے معنی موت کے لئے ہیں جبکہ ایک حدیث صحیح میں اسکے معنی ترکِ جہاد کے بتائے گئے ہیں۔ یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ نہی اُن چیزوں کیلئے ہوتی ہے جنکی طرف انسان کو رغبت ہو ناپسندیدہ چیز سے روکنے کے کوئی معنی نہیں ہیں اب دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ موت چونکہ میرے لئے مرغوب ہو چکی ہے اسلئے لَا تُلْقُوا کا خطاب میرے اور مجھ جیسوں کیلئے ہے جو لوگ موت کو خود ہی پسند نہیں کرتے وہ دراصل اس نہی کے مخاطب نہیں بن سکتے اور نہ وہ اس نہی پر عامل سمجھے جائینگے۔

۳ آنکہ۔ جو عشقِ الٰہی میں مبتلا ہیں اور وصال کے جویاں ہیں اُن کے لئے موت ہی ذریعہ وصال ہے وہ سَارِعُوا کا اپنے آپکو مخاطب سمجھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں اور لَا تُلْقُوا کی نہی پر عمل کرنے میں معذور ہیں۔ سارعوا۔ جلدی کرو یعنی موت کے طالب ہو۔ زانکہ۔ یہ اوپر کے دوسرے اور تیسرے شعر کی دلیل اور وضاحت ہے یعنی مرغوب چیز سے ممانعت ہوا کرتی ہے مکروہ کیلئے ممانعت کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

دانہ مُردن مرا شیریں شدست
موت کا دانہ میرے لئے میٹھا ہو گیا ہے

بَلْ هُمْ اَحْیَاءٌ پےِ من آمدست
"بلکہ وہ زندہ ہیں" میرے لئے وارد ہوا ہے

اُقْتُلُوْنِیْ یَا ثِقَاتِیْ لَائِمًا
اے میرے معتمد لوگو! مجھے ملامت کرتے ہوئے قتل کر ڈالو

اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتِیْ دَائِمًا
بیشک میرے مرنے میں میری ابدی زندگی ہے

اِنَّ فِیْ مَوْتِیْ حَیَاتِیْ یَا فَتیٰ
اے نوجوان! میری موت میں میری زندگی ہے

کَمْ اُفَارِقْ فِیْ مَوْطِنِیْ حَتّٰی مَتیٰ
میں اپنے وطن سے کب تک اور کتنا جدا رہوں!

فُرْقَتِیْ لَوْ لَمْ یَکُنْ فِیْ ذَا السُّکُوْنِ
اگر اس سکونت میں میری جدائی نہ ہوتی

لَمْ یَقُلْ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ
تو (اللہ تعالےٰ) نہ فرماتا ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں

راجع آں باشد کہ باز آید بشہر
لوٹنے والا تو وہی ہوتا ہے جو اپنے شہر میں واپس آئے

سوئے وحدت آید از تفریقِ دہر
زمانہ کے فراق سے وصال کی طرف آئے

ایں سخن پایاں ندارد چاکرم
اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے، میرے خادم نے

چوں شنید ایں سرِ زِ سید گشت خم
آنحضورؐ سے جب یہ راز سنا شرم سے جھک گیا

افتادن رکابدار ہر بار در پائے امیر المومنین علیؓ کہ اے
ہر دفعہ خادم کا امیر المومنینؓ کے پاؤں پڑنا کہ اے

امیر المومنین مرا بکش و از ایں قضا باز رہاں
امیر المومنینؓ مجھے مار ڈالئے اور اس قضائے خداوندی سے چھڑا دیجئے

آمد و در خاک پیشم او فتاد
وہ (خادم) آیا اور میرے آگے زمین پر گر پڑا

دمبدم در پائے من سر می نہاد
اُس نے بار بار میرے پیروں پر سر رکھا

باز آمد کاے علیؓ زودم بکش
پھر آیا کہ اے علیؓ! مجھے جلد قتل کر دیجئے

تا نہ بینم آں دم و وقتِ ترش
تاکہ وہ بُرا وقت نہ دیکھوں

من حلالت می کنم خونم بریز
میں معاف کرتا ہوں، میرا خون بہا دیجئے

تا نہ بیند چشمِ من آں رستخیز
تاکہ میری آنکھ وہ قیامت میں نہ دیکھے

گفت ار ہر ذرہ خونی شود
حضرتِ علیؓ نے، فرمایا اگر ہر ذرہ قاتل بن جائے

خنجر اندر کف بقصدِ تو بود
تیرے لئے اُس کے ہاتھ میں خنجر ہو

یک سرِ مو از تو نتواند برید
تیرا ایک بال بھی نہیں کاٹ سکتا ہے

چوں قلم بر تو چناں خطے کشید
جبکہ قلم (تقدیر) نے تیرے لئے ایسا لکھ دیا ہے

لے دانہ مردن۔ یہ حضرت علیؓ کا مقولہ ہے۔ بل۔ شہداء کے بارے میں قرآن میں کہا گیا ہے "لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ" گمان کرو تم اُن لوگوں کو جو اللہ کے راستہ میں قتل کئے گئے ہیں مُردہ، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ثقات۔ ثقۃ کی جمع ہے معتمد علیہ۔ لائم۔ ملامت کرنیوالا۔ اُقْتُلُوْنِیْ۔ یہ شعر حضرت منصور حلاج کے شعر سے ماخوذ ہے۔ انھوں نے فرمایا تھا: اُقْتُلُوْنِیْ یَا ثِقَاتِیْ میرے معتمدو مجھے قتل کردو اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتِیْ بیشک قتل میں میری زندگی ہے۔ موطن۔ وطن۔

ے السکون۔ یعنی دنیاوی زندگی۔ وحدت۔ دوست کے ساتھ اتحاد، وحدت۔ تفریق۔ جدا کرنا۔ دہر۔ زمانہ۔ سید۔ آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم۔ گشت خم۔ ندامت سے جھک گیا۔

سے دم بدم۔ لمحہ بہ لمحہ، ہر آن۔ ترش۔ کھٹا، ناگوار۔ حلالت۔ حلال برائے تو۔ خون ریختن۔ مار ڈالنا۔ رستخیز۔ قیامت، ہولناک واقعہ۔ قلم۔ قلم تقدیر۔

لیک بے غم شو شفیعِ[1] تو منم
لیکن بے فکر ہو جا میں تیرا سفارشی ہوں

خواجۂ روحم نہ مملوکِ تنم
میں رُوح کا مالک ہوں، جسم کا غلام نہیں ہوں

پیشِ من ایں تن ندارد قیمتے
میرے نزدیک اِس جسم کی کوئی قیمت نہیں ہے

بے تنِ خویشم فتے ابن الفتے
بغیر جسم (کے واسطہ) کے میں جوانمرد جوانمرد کا بیٹا ہوں

خنجر و شمشیر شُد ریحانِ من
خنجر اور تلوار میرے لئے خوشبو اور پھول بن گئے ہیں

مرگِ تن شُد بزم و نرگستانِ من
جسم کی موت میری بزم (نشاط) اور باغیچہ ہے

آنکہ اُو تن را بدینساں پے کُند
جو جسم کو اِس طرح مغلوب کر دے

حرصِ میری و خلافت کے کُند
وہ امیری اور خلافت کی حرص کب کر سکتا ہے؟

زاں بظاہر کوشد اندر جاہ و حُکم
بظاہر وہ جو حکومت اور مرتبہ کیلئے کوشاں ہے

تا امیراں را نماید راہِ حُکم
(تو اِسلئے ہوا) تاکہ حاکموں کیلئے حکومت کرنیکی رہنمائی کریں

تا بیارایند ہر تن[2] جامہ
تاکہ ہر (حکومت) کے جسم کیلئے جامہ تیار کر دیں

تا نویسد اُو بہر کس نامہ
تاکہ ہر شخص (حاکم) کیلئے قانون نامہ تحریر کریں

تا امیری را دہد جانِ دگر
تاکہ امارت میں نئی رُوح ڈال دیں

تا دہد نخلِ خلافت را ثمر
تاکہ نخلِ خلافت کو پھل عطا کر دیں

میریِ اُو بینی اندر آں جہاں
اُس عالم (آخرت) میں تو اُنکی سرداری دیکھے گا

فکرتِ پنہانیت گردد عیاں
تیرے چھپے ہوئے خیالات ظاہر ہو جائینگے

ہیں گمانِ بد مبر اے ذو لباب[3]
اے عقلمند! خبردار بُرا گمان نہ کر

باخود آ واللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوَاب
ہوش میں آ، اور اللہ بہتر جانتا ہے

بیانِ آنکہ فتح طلبیدن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مکہ وغیرہ
اِس کا بیان کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ وغیرہ کی فتح طلب کرنا

مکہ را جہتِ دوستیِ مُلکِ دنیا نبود چونکہ فرمود اَلدُّنیا
مُلکِ دنیا کی محبت کی وجہ سے نہ تھا چونکہ خود فرمایا ہے دنیا مردار ہے

جِیفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ بلکہ بامر بُود
اور اُس کے طلبگار کُتّے ہیں بلکہ خدا کے حکم سے تھا

جہدِ پیغمبر بفتحِ مکہ ہم
آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فتح مکہ کی کوشش

کے بود در حُبِّ دنیا مُتّہم
دنیا کی محبت سے مُتّہم کب ہو سکتی ہے؟

---

۱ شفیع۔ سفارشی۔ خواجۂ روح۔ صاحب دل۔ مملوکِ تن۔ جسم کا غلام۔ قیمت۔ قدر۔ فتی۔ جوانمرد۔ ابن۔ بیٹا۔ ریحان۔ ہر خوشبودار گھاس۔ نرگستان۔ باغ۔ پے کردن۔ کاٹ ڈالنا۔ میری۔ امیری، سرداری۔ جاہ۔ مرتبہ۔ حُکم۔ حکومت۔ راہِ حُکم۔ حکومت کا قاعدہ۔

۲ تن۔ جسم یعنی حکومت۔ جامہ۔ کپڑا، یعنی طرزِ عمل۔ نامہ۔ یعنی قانون نامہ۔ امیری۔ حکومت۔ جان دادن۔ تازہ کر دینا، مضبوط کر دینا۔ نخل۔ کھجور کا درخت۔ ثمر۔ پھل۔

۳ لباب۔ لُب، عقل۔ باخود آ۔ ہوش میں آجا۔ جہد۔ طاقت، کوشش۔ حُبّ۔ محبت۔ مُتّہم۔ تہمت زدہ۔

آنکہ او از مخزنِ ہفت آسماں — چشمِ دل بر بست روزِ[1] امتحاں

جس ذات نے سات آسمانوں کے خزانہ سے — دل کی آنکھ بند کرلی ، آزمائش کے دن

از پئے نظارۂ او حور و جاں — پر شدہ آفاق ہر ہفت آسماں

جس کے دیدار کے لئے حوریں اور روحیں — ساتوں آسمانوں کے اطراف میں جمع تھیں

قدسیاں افتادہ بر خاکِ رہش — صد چو یوسف او فتادہ در چہش

مقدس فرشتے انکے راستہ کی خاک پر گرے پڑتے تھے — یوسف (علیہ السلام) جیسے سیکڑوں اُن کے مشتاق تھے

خویشتن آراستہ از بہرِ او — خود ورا پروائے غیرِ دوست کو

اُن کے لئے سب نے اپنے آپ کو سنوارا تھا — خود اُن کو دوست کے علاوہ کسی کی پروا کب تھی؟

آنچناں پر گشتہ از اجلالِ حق — کاندرو ہم رہ نیابد آلِ حق

اللہ کے جلال سے آپ اسقدر بھرے ہوئے تھے — کہ اُس میں انبیاء کو بھی دخل نہ تھا

لا یسع[2] فینا نبیٌّ مرسلٌ — والملکُ والروحُ ایضاً فاعقلوا

ہمارے اندر گنجائش نہیں پاتا کوئی مرسل نبی — اور فرشتے اور روح بھی پس سمجھ لو

گفت مازاغیم و ہمچوں زاغ نے — مستِ صباغیم و مستِ باغ نے

فرمایا ہم مازاغ ہیں ، کوّے کی طرح نہیں ہیں — ہم صباغ کے متوالے ہیں ، باغ کے شیدائی نہیں ہیں

چونکہ مخزنہائے افلاک و عقول[3] — چوں خسے آمد بر چشمِ رسول

جبکہ آسمانوں اور عقول کے خزانے — رسولؐ کی نگاہ میں ایک تنکے کے برابر ثابت ہوئے

پس چہ باشد مکہ و شام و عراق — کہ نماید او نبرد و اشتیاق

تو مکہ اور شام اور عراق کیا ہوسکتا ہے — اور وہ کوشش اور اشتیاق ظاہر کرے

آں گمان و ظنِ منافق را بود — کو قیاس از جہل و حرصِ خود کند

یہ گمان اور خیال تو منافق کا ہوسکتا ہے — کیونکہ وہ اپنے جہل اور حرص پر قیاس کرتا ہے

آبگینہ زرد چوں سازی نقاب — زرد بینی جملہ نورِ آفتاب

تو جب زرد آئینہ کا نقاب بنائے گا — سورج کی تمام روشنی کو زرد دیکھے گا

بشکن آں شیشہ کبود و زرد را — تا شناسی گرد را و مرد را

اُس اندھے اور زرد شیشہ کو توڑ ڈال — تاکہ تو گرد اور مرد کی شناخت کرسکے

گردِ فارس گرد سر افراشتہ — گرد را تو مردِ حق پنداشتہ

شہسوار کے چاروں طرف غبار اُڑ رہا ہے — تونے غبار کو مردِ حق سمجھ لیا ہے

ا۔ روزِ امتحاں ۔ معراج کے وقت ۔ آفاق ۔ اُفق کی جمع ہے ۔ آسمان کا کنارہ ۔ قدسیاں ۔ عالمِ قدس کے فرشتے ۔ در چہ افتادن ۔ مشتاق ہونا ۔ دوست ۔ اللہ تعالیٰ ۔ اجلال ۔ جلال ، بزرگی ۔ آلِ حق ۔ اہل اللہ انبیاء ۔

۲۔ لا یسع ۔ گنجائش نہیں پاتا ہے ۔ نبی مرسل ۔ رسول پیغمبر ۔ روح حضرت جبرئیلؑ ۔ فاعقلوا ۔ سمجھ لو ۔ لا یسعنی ۔ حدیث شریف ہے لی وقت لا یسعنی فیہ غیر ربی ۔ میرے لئے ایک ایسا وقت آتا ہے انہیں میرے اندر سوائے میرے رب کے کسی کی گنجائش نہیں ہے ۔ مازاغیم ۔ مازاغ ایم ۔ ہم مازاغ کے مصداق ہیں سورۂ نجم میں ہے "مازاغ البصر وما طغیٰ" یعنی دیدار الٰہی کے وقت آنحضورؐ کی نظر ادھر ادھر نہ ہوئی نہ اچٹی ۔ زاغ ۔ کوا ، یعنی دنیا کا دلدادہ ۔ صباغ ۔ رنگنے والا ، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے "صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ" خدا کا رنگ اور خدا سے بہتر رنگنے والا کون ہے ۔ مخزن ۔ خزانہ ، جائے اجتماع ۔

۳۔ عقول ۔ عقل کی جمع ، فرشتہ ۔ نبرد ۔ جنگ ۔ آبگینہ ۔ اگر کوئی زرد چشمہ لگائے تو ہر چیز زرد نظر آئے گی ، یہی حال اچھوں کیساتھ بدگمانی کرنیکا ہے ۔ فارس ۔ گھوڑ سوار ۔ مردِ حق ۔ اہل اللہ ۔

گرد ۱ دید ابلیس و گفت ایں فرعِ طیں
شیطان نے (آدمؑ کی) گرد دیکھی اور بولا یہ مٹی کا بنا ہوا ہے

چوں فزاید بر منِ آتش جبیں
مجھ آتشیں پیشانی والے سے کیسے بڑھ جائے گا؟

تا تو می بینی عزیزاں را بشر
جب تک تو معززین (بارگاہِ الٰہی) کو بشر سمجھتا ہے

داں کہ میراثِ بلیس ست آں نظر
سمجھ لے یہ نگاہ، شیطان کی میراث ہے

گر نہ فرزندِ بلیسی اے عنید
اے سرکش! اگر تو شیطان کی اولاد نہیں ہے

پس بتو میراثِ آں سگ چوں رسید
تو تجھے اُس کُتے کی میراث کیسے ملی ہے؟

من نیم سگ شیرِ حقم حق پرست
میں کتا نہیں ہوں، حق پرست اسد اللہ ہوں

شیرِ حق آنست کز صورت برست
اللہ کا شیر وہ ہے جو صورت (پرستی) سے چھوٹ گیا

شیرِ دنیا جوید اشکارے و برگ
دنیا کا شیر شکار اور سامان تلاش کرتا ہے

شیرِ مولیٰ جوید آزادی و مرگ
اللہ کا شیر، آزادی اور موت کی جستجو کرتا ہے

چونکہ اندر مرگ بیند صد وجود
چونکہ وہ موت میں سینکڑوں وجود سمجھتا ہے

ہمچو پروانہ بسوزاند وجود
پروانہ کی طرح (اپنے) وجود کو جلا دیتا ہے

شد ہوائے مرگ ۲ طوقِ صادقاں
موت کی تمنا، سچوں کے گلے کا طوق ہے

کہ جہوداں را بداں بُد امتحاں
اس لئے کہ یہود کا اسی سے امتحان ہوا تھا

در نبی فرمود کاے قومِ یہود
(اللہ تعالیٰ نے) قرآن میں فرمایا کہ اے یہودیو!

صادقاں را مرگ باشد فتح و سُود
سچوں کے لئے موت کامیابی اور نفع ہے

ہمچنانکہ آرزوئے سُود ہست
جس طرح کہ نفع کی تمنا ہوتی ہے

آرزوئے مرگ بُردن زاں بہ است
موت کی آرزو کرنا اس سے (بھی) بہتر ہے

اے ۳ جہوداں بہرِ ناموسِ کساں
اے یہودیو! لوگوں میں آبرو کی خاطر

بگذرانید ایں تمنا بر زباں
اس تمنا کو زبان پر لے آؤ

یک جہودے ایں قدر زہرہ نداشت
ایک یہودی میں بھی اس قدر ہمت نہ ہوئی

چوں محمدؐ ایں عَلَم را بر فراشت
جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ جھنڈا بلند کیا

گفت اگر گویند ایں را بر زباں
(آنحضورؐ نے) فرمایا اگر یہودی زبان سے یہ کہہ لیں

یک جہودے خود نماند در جہاں
تو ایک یہودی بھی دنیا میں نہ بچے

پس یہوداں مال بُردند و خراج
یہودی مال اور خراج آنحضورؐ کے پاس لےگئے

کہ مکن رسوا تو مارا اے سراج
کہ اے چراغِ (ہدایت) ہمیں رُسوا نہ کر

---

۱ گرد۔ یعنی مٹی۔ فرع۔ شاخ۔ طین۔ مٹی۔ فرعِ طین۔ مٹی سے بنے ہوئے آدم علیہ السلام۔ آتشیں۔ شیطان آگ سے بنا ہے۔ عزیزاں۔ اہل اللہ۔ بشر۔ یعنی صرف صفاتِ بشری سے متصف جیسا کہ قرآن میں کفار کا مقولہ منقول ہے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا یعنی تم صرف ہم جیسے انسان ہو۔ آں نظر۔ یعنی محض ظاہر کو دیکھنا اور باطنی فضائل پر نظر نہ کرنا۔ فرزندِ بلیسی۔ یعنی تو فرزند ابلیس ہستی۔ عنید۔ سرکش۔ اشکار۔ شکار۔ برگ۔ ساز و سامان۔ شیرِ مولیٰ۔ اسد اللہ۔

۲ ہوائے مرگ۔ موت کا شوق۔ صادق۔ سچی محبت والا۔ جہوداں۔ یہود۔ امتحان۔ آزمائش سے بچے۔ قرآن پاک۔ سود۔ نفع۔

۳ اے جہوداں۔ قرآن میں ہے "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ" اے یہودیو! اگر تم خیال کرتے ہو کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگوں کے علاوہ تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ کساں۔ لوگ۔ زہرہ۔ پتہ، طاقت۔ مال۔ یعنی جزیہ جو غیر مسلموں کو فوجی خدمات کے عوض بصورتِ مال ادا کرنا پڑتا تھا۔ خراج۔ غیر مسلم مالکان زمین سے جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ سراج۔ چراغ، یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

جزیہ پذرفتند می بودند شاد — ہمچناں وَاللہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَاد
انھوں نے جزیہ دینا قبول کرلیا اور خوش تھے — اسی حالت میں، اور خدا اُن کی ہدایت کا حال زیادہ جانتا ہے

ایں سخن را نیست پایانے[1] پدید — دست با من دہ چو چشمت دوست دید
اِس بات کا تو خاتمہ نظر نہیں آتا — (اپنا) ہاتھ مجھے پکڑا جبکہ تیری آنکھوں نے دوست (خدا) کا دیدار کرلیا ہے

اندر آ در گلستاں از مزبلہ — چونکہ در ظلمت بدیدی مشعلہ
کوڑی سے باغ کے اندر آجا — جبکہ تو نے تاریکی میں نور دیکھ لیا ہے

بے توقّف زود تر در نہِ قدم — زیں چہ بے بُن سوئے باغِ ارم
بلا تاخیر، بہت جلد قدم رکھ — اِس اتھاہ کنویں سے، بہشت میں

ہم نبردش گفت از بہرِ خدا — شرح کُن ایں را و بپذیرم ہلا
ان کے (حضرت علیؓ) مقابل نے کہا، خدا کے لئے — اِس کی تفصیل بتا دیجئے اور مجھے ضرور (غلامی میں) قبول کر لیجئے

گفتنِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ با قرینِ خود کہ چوں

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اپنے مقابل سے فرمایا کہ جب

تو خیو[2] انداختی بر روئے من — خشمِ من بجنبید و اخلاصِ عمل
تو نے میرے منھ پر تھوکا، میرا غصّہ بھڑکا اور عمل کا اخلاص

نماند مانعِ کشتنِ تو آں بود و مسلماں شدنِ او
نہ رہا، تیرے قتل کا مانع یہ تھا اور اس کا مسلمان ہو جانا

گفت امیر المومنینؓ با آں جواں[3] — کہ بہنگامِ نبرد اے پہلواں
امیر المومنینؓ نے اس جوان سے فرمایا — کہ اے پہلوان! مقابلہ کے وقت

ق

چوں تو خیو انداختی بر روئے من — نفس جنبید و تبہ شد خوئے من
جب تُو نے میرے مُنھ پر تھوکا — نفس میں اِشتعال پیدا ہوا اور میری عادت بگڑی

نیم بہرِ حق شد و نیمے ہوا — شرکت اندر کارِ حق نبود روا
آدھا (جہاد) اللہ کیلئے اور آدھا خواہش نفسانی کیلئے ہوگیا — اللہ کے کام میں شرکت درست نہیں ہے

تو نگاریدہ کفِ مولیستی — آنِ حقّی کردہ من نیستی
تو مولیٰ کے ہاتھ کا بنایا ہوا ہے — تو اللہ کا مملوک ہے میرا مخلوق نہیں ہے

نقشِ حق را ہم بامرِ حق شکن — بر زجاجہ دوست سنگِ دوست زن
اللہ کے نقش کو اللہ ہی کے حکم سے توڑ — دوست کے شیشہ پر دوست کا پتھر مار

---

[1] پایان۔ آخر، خاتمہ۔ دست با من دہ۔ یعنی مسلمان ہونے کے لئے۔ گلستاں۔ یعنی باغِ اسلام۔ مزبلہ۔ کوڑی یعنی کفر کی نجاست۔ چہ۔ چاہ کا مخفف ہے۔ بے بُن۔ بے تھاہ۔ باغِ ارم۔ بہشت۔ ہم نبرد۔ شریکِ جنگ۔

[2] خیو۔ خا کو فتح یا کسرہ واو معروف، لعابِ دہن، تھوک۔

[3] آں جواں۔ یعنی مقابل۔ ہنگام۔ وقت۔ نبرد۔ جنگ۔ نفس جنبیدن۔ نفس کا جوش میں آنا۔ خوئے۔ عادت۔ نیم۔ آدھا۔ روا۔ درست۔ نگاریدہ۔ منقش کیا ہوا، آفریدہ۔ کفِ مولیٰ۔ دستِ قدرت۔ آنِ۔ مملوک۔ کردہ۔ مخلوق۔ نقشِ حق۔ یعنی مخلوقِ خدا۔ شکستن۔ یعنی کچلنا۔ زجاجہ۔ کانچ کی بنی ہوئی چیز، بوتل۔

گبر ایں بشنید و نورے[۱] شد پدید — در دلِ او تا کہ زُنّارش بُرید

اس کافر نے یہ بات سنی اور ایک نور ظاہر ہوا — اسکے دل میں یہاں تک کہ اس نے اپنا زنار کاٹ پھینکا

گفت من تخمِ جفا می کاشتم — من تُرا نوعے دِگر پنداشتم

اس نے کہا میں نے ظلم کا بیج بویا تھا — میں نے آپ کو کچھ اور ہی خیال کیا تھا

تو ترازوئے احدؔ خُو بُودہ — بل زبانہ ہر ترازو بُودہ

آپ تو خدائی اخلاق والی ترازو تھے — بلکہ آپ تو ہر ترازو کا کانٹا تھے

تو تبار و اصلِ خویشم بُودہ — تو فروغِ شمعِ کیشم بُودہ

آپ تو میری اصل اور خاندان تھے — آپ میرے مذہب کی شمع کا نور تھے

من غلامِ آں چراغِ شمع[۲] خو — کہ چراغت روشنی پذرفت ازو

میں اس شمع خو چراغ کا غلام ہوں — کہ جس سے آپ کے چراغ نے نور حاصل کیا ہے

من غلامِ موجِ آں دریائے نور — کو چنیں گوہر برآرد در ظہور

میں اس دریائے نور کی موج کا غلام ہوں — جو ایسے موتی نکالتی ہے

عرض کُن برمن شہادت را کہ من — مر ترا دیدم سرافرازِ زمن

مجھ پر (کلمۂ) شہادت پیش کیجئے کیونکہ میں — آپ کو خصوصًا زمانہ میں برتر سمجھتا ہوں

قرب[۳] پنجہ کس ز خویش و قومِ او — عاشقانہ سوئے دیں کردند رو

اسکے رشتہ داروں اور قوم میں سے تقریبًا پچاس آدمیوں نے — والہانہ (طور پر) دین کا رُخ کیا

او بہ تیغِ حلم چندیں خلق را — وا خرید از تیغ چندیں حلق را

ان (علیؓ) نے بردباری کی تلوار کے ذریعہ اتنے لوگوں کو — تلوار سے بچا دیا، اس قدر حلقوم کو

تیغِ حلم از تیغِ آہن تیز تر — بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر

بردباری کی تلوار لوہے کی تلوار سے زیادہ تیز ہے — بلکہ سینکڑوں لشکروں سے زیادہ فتح کرنیوالی ہے

خاتمہ

اے دریغا لقمۂ دو خوردہ شد — جوششِ فکرت ازاں افسردہ شد

ہائے افسوس! دو چار لقمے کھائے گئے — فکر کا جوش اس سے ٹھنڈا پڑ گیا

گندمے خورشیدِ آدمؑ را کسوف — چوں ذنب شعشاعِ بدرے را خسوف

گیہوں کا ایک دانہ آدمؑ کے سورج کیلئے گرہن بنا — جیسا کہ نقطۂ ذنب میں آنا چاند کے نور کا گرہن ہے

۱ نور۔ یعنی نورِ ایمان۔ زُنّار بریدن۔ مسلمان ہو جانا، کفر سے توبہ کرنا۔ احد خُو۔ خدائی اخلاق والا۔ زبانہ۔ ترازو کا کانٹا۔ تو ترازو۔ یعنی آپ تو بزرگی کا معیار اور انصاف کا حامل نکلے۔ تو تبار۔ یعنی میں اب اپنے خاندان اور مذہب سے نکل کر آپ کی غلامی اور مذہب اختیار کرتا ہوں۔ آں چراغ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جن سے حضرت علی رضؓ نے نور حاصل کیا۔

۲ شمع خو۔ شمع کی روشنی چاروں طرف یکساں ہوتی ہے آنحضورؐ کا فیض بھی عام ہے۔ چنیں گوہر یعنی حضرت علیؓ جو جیسے گوہرِ نایاب۔ عرض کردن۔ پیش کرنا، تلقین کرنا۔ شہادت۔ کلمۂ شہادت۔ سرافراز۔ معظم و مکرم۔

۳ قرب۔ تقریبًا۔ پنجہ۔ پنجاہ، پچاس۔ وا خرید۔ آزاد کر دیا۔ خاتمہ۔ مولانا نے دفترِ اول ختم کرنے کے بعد کافی دن بعد دفترِ دوم شروع کیا تھا۔ دفترِ اول کو ختم کر دینے کی دو وجہیں بیان فرمائی ہیں ایک تو سامعین کا قصص اور حکایات میں لگ جانا اور انکے بیان سے جو اصل مقصد عبرت اور نصیحت ہے اسکی طرف توجہ کا کم کر دینا ہے، دوسرے کلام کی طوالت جو سامعین میں ملال پیدا کر دیتی ہے اور کلام زیادہ مفید نہیں رہتا ہے۔ لقمۂ دو۔ یعنی حکایتوں اور قصوں کو لوگوں نے جسمانی خوراک بنا لیا۔ جوشش۔ سامعین کی غفلت مقرر کا جوش ختم کر دیتی ہے۔ گندمے۔ حضرت آدمؑ نے گیہوں کھایا تو جنت سے نکلنا پڑا۔ ذنب۔ مدارِ شمس اور مدارِ قمر کے باہمی تقاطع سے دو نقطے پیدا ہوتے ہیں انہیں سے ایک کا نام رأس اور دوسرے کا ذنب ہے، جس وقت سورج نقطۂ رأس پر ہو اور چاند نقطۂ ذنب پر تو دونوں کے درمیان زمین حائل ہو جاتی ہے اور چاند گرہن میں آجاتا ہے۔

اینت لطفِ دل کہ از یک مشت گل
دل کی لطافت عجیب ہے کہ ایک مٹھی خاک سے

ماہِ او چوں می شود پروین گسل
اس کا چاند، ثریا کی طرح پراگندہ ہو جاتا ہے

ناں چو معنی بود خوردش سود بود
روٹی جب تک معنی تھی اس کا کھانا مفید تھا

چونکہ صورت گشت انگیزد جحود
چونکہ وہ صورت بنگئی (اسلئے) انکار کا باعث بنگئی

ہمچو خارِ سبز کاشتر می خورد
سبز کانٹوں کی طرح جو کہ اونٹ کھاتا ہے

زاں خورش صد نفع و لذت می برد
اس خوراک سے سینکڑوں نفعے اور لذتیں حاصل کرتا ہے

چونکہ آں سبزیش رفت و خشک گشت
جب اُن کی سبزی جاتی رہے اور خشک ہو جائیں

چوں ہماں را می خورد اشتر بدشت
پھر اونٹ اُن کو جنگل میں چرے

می دراند کام و لنجش اے دریغ
اس کا تالو اور ہونٹ پھاڑ دینگے۔ ہائے افسوس

ق کانچناں وردِ مُربّا گشت تیغ
کہ ایسا گلقند تلوار بن گیا

ناں چو معنی بود بود آں خارِ سبز
روٹی جب تک معنی تھی وہ سبز کانٹا تھی

چونکہ صورت شد کنوں خشک ست و گبز
جب صورت بن گئی، خشک اور سخت ہے

تو بداں عادت کہ اورا پیش ازیں
تو اسی عادت سے کہ اس سے پہلے اس کو

خوردہ بودی اے وجودِ نازنیں
تو نے کھایا، اے نازنیں وجود والے!

ق بر ہماں بو می خوری ایں خشک را
اسی بو پر تو اس خشک کو کھاتا ہے

بعد ازاں کامیخت معنی با ثری
اس کے بعد جبکہ معنی مٹی میں مل گئے ہیں

گشت خاک آمیز و خشک و گوشت بُر
جو مٹی میں مل گئی اور خشک ہو گئی اور گوشت کو کاٹنے والی ہے

زاں گیاہ اکنوں بپرہیز اے شتر
اے اونٹ! اب اس گھاس سے پرہیز کر

سخت خاک آلودہ می آید سخن
بات بہت خاک آلود نکلتی ہے

آب تیرہ شد سرِ چہ بند کن
پانی گدلا ہو گیا، کنویں کا منہ بند کر دے

تا خدایش باز صاف و خوش کند
جب تک خدا اس کو پھر اچھا اور صاف کرے

او کہ تیرہ کرد ہم صافش کند
جس نے اسکو گدلا کیا ہے اسکو صاف بھی کرے گا

صبر آرد آرزو را نے شتاب
صبر آرزو پوری کرتا ہے، نہ کہ جلد بازی

صبر کن واللہ اعلم بالصواب
صبر کر، اور خدا بہتر جانتا ہے

لے اینت: ہمزہ پر کسرہ یائے معروف نون ساکن غنہ، کلمۂ تحسین و تعجب بمعنی زہے۔ یکمشت گل: یعنی سامعین کی بے توجہی۔ پروین: ستاروں کا مجموعہ ہے جو جاڑوں میں شروع رات سے نمودار ہو جاتا ہے۔ ناں: یعنی جبتک قصوں اور حکایتوں سے اسرار اور حکمتیں اخذ کی جائیں تو مفید ہونگے لیکن جب وہ محض قصہ گوئی ہو جائے تو قابلِ سماعت نہیں ہیں۔ ہمچو خار: کانٹے جبتک سبز ہیں اونٹ کے لئے مفید ہیں خشک ہوجانے کے بعد انتہائی مضر ہیں۔ کام: تالو۔ ۲ے لنج: ہونٹ، لام کے ضمہ کے ساتھ ہونٹ، لام کے فتحہ کے ساتھ خرام ناز۔ وردِ مربا: گلقند۔ گبز: سخت، قوی۔ تو بداں عادت: یعنی پہلے حکایات کو نتیجہ خیز بنا کر سن رہا تھا اب جبکہ وہ بے نتیجہ ہو گئی ہیں تو پرانی عادت کے مطابق اُن کو سنے جا رہا ہے اب جبکہ وہ بے معنی ہو گئی ہیں تو اُن سے پرہیز ضروری ہے۔
۳ے گوشت بر: گوشت کو کاٹنے والا، سخت خاک آلود۔ یہاں سے مولانا نے اپنے آپ کو مخاطب بنایا ہے۔ تیرہ: گدلا۔ سرِ چہ: کنویں کا منہ۔ صبر آرد: یعنی تمنائیں صبر سے پوری ہوتی ہیں جلدبازی بے فائدہ ہے۔

فہرست عنوانات

مقدمہ از ص۱ تا ص۲۹ — قطعۂ تاریخ ص۳۰

بشنو از نے الخ	۳۱	در تحریضِ متابعتِ ولیِ مرشد	۷۳	منازعت کردنِ اُمرا در ولی عہدی	۹۹
حکایتِ بادشاہ و عاشق شدنِ او	۳۵	بیانِ حسدِ وزیر	۷۵	تعظیمِ مدحِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۲
ظاہر شدنِ عجزِ حکیماں از معالجہ کنیزک	۳۷	فہم کردنِ حاذقانِ نصاریٰ مکرِ وزیر	۷۵	حکایتِ بادشاہِ جہودِ دیگر	۱۰۳
درخواستِ توفیق از خداوند	۳۹	پیغام شاہ پنہانی	۷۷	آتش افروختنِ بادشاہِ جہود	۱۰۵
ملاقاتِ بادشاہ باآں ولی	۴۱	بیانِ دوازدہ امیر سبطانِ نصاریٰ	۷۷	آوردنِ بادشاہِ جہود زنے را با طفل	۱۰۷
بردنِ بادشاہ آں طبیب را بر سرِ بیمار	۴۲	تخلیطِ وزیر در احکامِ انجیل	۷۸	انداختنِ مردمان خویش را در آتش	۱۰۹
خلوت طلبیدنِ آں ولی از بادشاہ	۴۶	بیانِ آنکہ اختلاف در صورت و روش است	۸۱	کژ ماندنِ دہان	۱۱۰
دریافتنِ آں ولی رنجِ کنیزک	۵۰	در بیانِ خسارتِ وزیر	۸۳	عتاب کردنِ آں بادشاہِ جہود	۱۱۱
فرستادنِ بادشاہ رسولاں بسمرقند	۵۰	مکر کردنِ وزیر	۸۵	جواب دادنِ آتش	۱۱۲
در بیانِ آنکہ کشتن و زہر دادنِ زرگر را	۵۴	دفع کردنِ وزیر مریدانِ خود را	۸۷	قصہ باد در عہد ہودؑ	۱۱۳
حکایتِ بقال و طوطی	۵۶	مکرر کردنِ مریداں باوزیر	۸۸	طنز و انکار کردنِ بادشاہِ جہود	۱۱۵
فرق میانِ محقق و مقلد	۶۲	جواب گفتنِ وزیر کہ خلوت نشکنم	۸۹	برجستنِ آتش بچہل گز	۱۱۵
داستانِ آں بادشاہِ جہود	۶۳	لابہ کردنِ مریداں مر وزیر را	۹۰	بیانِ توکل و ترکِ جہد	۱۱۷
حکایت وزیر بادشاہ و مکرِ او	۶۴	نوامید کردنِ وزیر مریداں را	۹۴	جوابِ شیر نخچیران را	۱۱۸
تلبیس اندیشیدنِ وزیر با نصاریٰ	۶۶	ولی عہد ساختنِ وزیر ہر یک امیر	۹۴	ترجیحِ نخچیران توکل را	۱۱۸
قبول کردنِ نصاریٰ مکرِ وزیر را	۶۷	کشتنِ وزیر خویش را	۹۵	ترجیح نہادنِ شیر جہد را	۱۱۹
جمع آمدنِ نصاریٰ	۶۸	طلب کردنِ امتِ عیسیٰؑ کہ ولیعہد کدام	۹۶	ترجیح نہادنِ نخچیراں توکل را	۱۱۹
در تمثیلِ عارف و حالِ او	۷۰	در بیانِ آنکہ جملہ پیغمبراں حق اند	۹۷	دیگر بار بیان کردنِ شیر جہد را	۱۲۰
سوال کردنِ خلیفہ بغداد از لیلیٰ	۷۲	در بیانِ کلموا الناس علیٰ قدرِ عقولہم	۹۸	باز ترجیح نہادنِ نخچیراں توکل را	۱۲۱

گریستنِ عزرائیلؑ	۱۲۳	پرسیدنِ شیر از سببِ دیر واپس کشیدن	۱۵۵	رجوع بحکایتِ خواجہ تاجر	۲۰۲
باز ترجیح نہادنِ شیر جہد را	۱۲۴	نظر کردنِ شیر در چاہ	۱۵۶	افگندنِ خواجہ طوطی مردہ را	۲۰۳
مقرر شدنِ ترجیحِ جہد	۱۲۶	مژدہ بردنِ خرگوش	۱۵۹	وداع کردنِ خواجہ را	۲۰۴
انکار کردنِ نخچیران بر خرگوش	۱۲۷	جمع شدنِ نخچیران	۱۶۱	مضرتِ تعظیمِ خلق	۲۰۵
جواب گفتنِ خرگوش نخچیران را	۱۲۸	پند دادنِ خرگوش نخچیران را	۱۶۲	تفسیرِ ماشاء اللہ کان	۲۰۷
اعتراضِ نخچیران	۱۲۸	تفسیرِ رجعنا من الجہاد الاصغر	۱۶۳	تفسیر قول سنائیؒ	۲۱۰
باز جواب دادنِ خرگوش	۱۲۸	آمدنِ رسولِ قیصرِ روم	۱۶۵	داستانِ پیرِ چنگی	۲۱۱
ذکرِ دانشِ خرگوش	۱۳۰	یافتنِ رسول امیر المومنین عمرؓ را	۱۶۷	بیانِ حدیثِ من کان للہ	۲۱۳
باز جستنِ نخچیران از خرگوش	۱۳۱	بیدار شدنِ امیر المومنین سخن گفتنِ عمرؓ	۱۶۸ ۱۶۸	در بیانِ حدیثِ ان لربکم	۲۱۵
پوشیدہ داشتنِ خرگوش	۱۳۲	سوال کردن از امیر المومنین	۱۶۹	سوال فرمودنِ عائشہؓ از حضرت	۲۲۰
قصۂ مکرِ خرگوش با شیر	۱۳۲	اضافت کردنِ آدمؑ آں زلت بخویش	۱۷۲	تفسیرِ بیتِ سنائیؒ	۲۲۳
زیافتِ تاویلِ مگس	۱۳۵	تمثیل	۱۷۴	در معنی حدیثِ اغتنموا برد الربیع	۲۲۴
قصۂ مگس اندیشہ کردن حقیقت بیاں	۱۳۶	تفسیرِ ہو معکم	۱۷۵	پرسیدنِ صدیقہؓ از مصطفیٰؐ	۲۲۶
رنجیدنِ شیر از دیر آمدنِ خرگوش	۱۳۶	سوال کردنِ رسولِ روم از عمرؓ	۱۷۶	بقیۂ قصۂ مردِ پیرِ چنگی	۲۲۷
ہم در بیانِ مکرِ خرگوش	۱۳۸	بیانِ من اراد ان یجلس مع اللہ	۱۷۷	در خواب گفتنِ ہاتف بہ عمرؓ	۲۲۹
رسیدنِ خرگوش بہ شیر	۱۴۱	قصۂ بازرگاں	۱۷۹	نالیدنِ استوانۂ حنانہ	۲۳۰
عذر گفتنِ خرگوش	۱۴۲	قصۂ اجنحۂ طیور	۱۸۱	اظہارِ معجزۂ محمد مصطفیٰؐ	۲۳۴
جواب گفتنِ شیر خرگوش را	۱۴۴	دیدنِ خواجہ طوطیانِ ہندوستان را	۱۸۲	بقیۂ قصۂ مطربِ چنگی	۲۳۵
قصۂ ہدہد و سلیمانؑ	۱۴۶	تفسیرِ قولِ شیخ فرید الدینؒ	۱۸۴	گردانیدنِ عمرؓ نظرِ او را از مقامِ گریہ	۲۳۸
طعنہ زدنِ زاغ	۱۴۸	تعظیمِ ساحران مر موسیٰؑ را	۱۸۵	تفسیرِ دعاءِ آں دو فرشتہ	۲۴۱
جواب گفتنِ ہدہد	۱۴۸	باز گفتنِ بازرگاں با طوطی	۱۸۸	قربان کردنِ سرداران عرب	۲۴۲
قصۂ آدم علیہ السلام	۱۴۹	شنیدنِ آں طوطی حرکتِ طوطیاں	۱۹۱	قصۂ آں خلیفہ کہ در کرم انعام گزشتہ	۲۴۳
پا واپس کشیدنِ خرگوش	۱۵۲	تفسیرِ قولِ حکیم سنائیؒ	۱۹۷	قصۂ اعرابی درویش	۲۴۳

مغرور شدنِ مریدان	۲۴۵	سپردنِ عرب ہدیہ را	۲۹۷	بقیہ قصہ ہاروت و ماروت	۳۴۶
نادرافتند کہ مریدے	۲۴۷	حکایتِ ماجرائے نحوی	۲۹۹	بعیادت رفتنِ کرّ	۳۴۷
صبر فرمودنِ اعرابی زنِ خود	۲۴۷	قبول کردنِ خلیفہ ہدیہ را	۳۰۰	اوّل کسیکہ در مقابلِ نص قیاس کرد	۳۵۰
نصیحت کردنِ زن شوہر را	۲۵۰	در شرف و صفتِ پیر	۳۰۷	دربیانِ آنکہ حالِ خود و مستیِ خود	۳۵۳
نصیحتِ کردن مرد زن را	۲۵۲	وصیت کردنِ رسولِ خدا	۳۱۰	مرے کردن و میان و چینیان	۳۵۶
دربیانِ آنکہ جنبیدن ہر کس	۲۵۴	قصہ کبودی زدن قزوینی	۳۱۲	پرسیدنِ پیغمبرؐ زیدؓ را	۳۵۹
مراعات کردنِ زن شوہر را	۲۵۷	رفتنِ گرگ و روباہ	۳۱۵	جواب زیدؓ	۳۶۱
دربیانِ این خبر انّھن یغلبن	۲۶۱	امتحان کردنِ شیر گرگ را	۳۱۸	متہم کردنِ غلاماں	۳۶۶
تسلیم کردنِ مرد خود را	۲۶۱	قصہ آنکہ در یارے بکوفت	۳۱۹	بقیہ قصہ زیدؓ	۳۶۸
دربیانِ آنکہ موسیٰ و فرعون ہر دو مسخر اند	۲۶۲			حکایت	۳۶۹
سببِ حرمانِ اشقیاء	۲۶۵	پشیماں شدنِ آں گوینده	۳۱۹	گفتنِ پیغمبرؐ مر زیدؓ را	۳۷۲
حقیر و بے خصم دیدن دیدہ حس	۲۶۸	خواندنِ آں یار یارِ خود را	۳۲۱	رجوع بحکایتِ زیدؓ	۳۷۴
در معنی آیتِ مرج البحرین	۲۷۳	زود در کشیدن	۳۲۲	آتش افتادن در شہر	۳۷۸
دربیان آمد آنچہ ولی کند	۲۷۷	ادب کردنِ شیر گرگ را	۳۲۴	قصہ خیو انداختن	۳۷۹
مخلصِ ماجرائے عرب	۲۷۸	حکایت در فضیلتِ سگ خرزمانیاں	۳۲۵	سوال کردن از امیر المومنینؓ	۳۸۲
دل نہادنِ مردِ عرب	۲۸۱	تہدید کردنِ نوحؑ	۳۲۵	جواب دادنِ امیر المومنینؓ	۳۸۵
تعیین کردنِ زن طریقِ طلبِ روزی	۲۸۴	نشاندنِ بادشاہاں صوفیاں را	۳۲۸	گفتنِ حضرتِ رسالت بگوش رکابدار	۳۹۰
ہدیہ بردنِ عرب سبوئے آب	۲۸۶	آشنائے کہ از سفر بدیدنِ یوسفؑ آمد	۳۲۹	تعجب کردنِ آدمؑ	۳۹۴
در نمد دوختنِ عرب سبوئے آب	۲۸۷	طلب کردنِ یوسفؑ ارمغان	۳۳۰	باز گشتن بحکایتِ امیر المومنینؓ	۳۹۶
دربیانِ آنکہ گدا عاشقِ کرم است	۲۸۹	گفتنِ مہمان یوسف علیہ السلام را	۳۳۲	افتادنِ رکابدار در پائے امیر المومنینؓ	۳۹۸
فرق میانِ آنکہ درویش ست بخدا	۲۹۰	مرتد شدنِ کاتبِ وحی	۳۳۵	فتح طلبیدنِ پیغمبرؐ	۳۹۹
پیش آمدنِ نقیباں	۲۹۳	دعا کردنِ بلعمِ باعور	۳۴۱	گفتنِ امیر المومنینؓ با قرینِ خود	۴۰۲
دربیانِ آنکہ عاشقِ دنیا	۲۹۵	اعتماد کردنِ ہاروتؑ ماروت	۳۴۴	خاتمہ	۴۰۳


حامد اینڈ کمپنی
اردو بازار لاہور